ہماری ویب ای بُک

جاوید صدیقی

JAWAID SIDDIQUI

ہماری ویب پر شائع شدہ تحریروں کا مجموعہ

E-BOOK SERVICES

Collection of Published Articles
By "Jawaid Siddiqui"
at Hamariweb.com

الیکشن ۲۰۱۳، جدید کمپیوٹرائزڈ ووٹنگ نظام

بدلتے حالات اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ اب پاکستان میں ووٹنگ کے نظام میں تبدیلی ناگزیر ہو چکی ہے، ایک ذرائع کے مطابق اس سلسلے میں سیاسی جماعتوں نے غور کرنا شروع کر دیا ہے۔ صدر پاکستان اور وزیر اعظم بھی اس معاملہ کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کر رہے ہیں، چیئرمین سینٹ و اسپیکر قومی و صوبائی اسمبلی کے ساتھ ساتھ مختلف ایجنسیوں نے اس سلسلے میں مشاورت کرنی شروع کر دی ہیں جبکہ آرمی چیف اور چیف جسٹس نے پاکستان کی سیاسی و معاشی بد حالی کے سبب الیکشن کے نظام کو فرسودہ اور ناکارہ تسلیم کر لیا ہے۔۔۔۔۔۔ ۱۷ جنوری اور ۰۳ جنوری کو نئے سسٹم کا ایک تعارف اپنے کالم میں پیش کیا تھا جسے عوام الناس کے ساتھ حکومتی سطح پر پزیرائی حاصل ہوئی، آج میں اپنے کالم میں مزید اس سلسلے میں کچھ تحریر کر رہا ہوں جو مملکت پاکستان اور عوام الناس کے ساتھ ساتھ سیاسی جماعتوں کیلئے بھی مفید ثابت ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ متحدہ قومی موومنٹ کے قائد تحریک جناب الطاف حسین نے ہمیشہ عوام الناس کی فلاح و بہبود کی بات کی ہے اور خود انھوں نے موروثی سیاست کو کلنک قرار دیا ہے، آپ کے مطابق پاکستان میں الیکشن کا ایسا نظام مروج ہونا چاہئے جس میں ووٹرز بلا کسی خوف و خطر اور دباؤ کے آزادانہ حق رائے دہی پیش کر سکے، آپ نے ہمیشہ مظلوموں کی دادرسی کے

سلسلے میں آواز اٹھائی ، آپ کا کہنا ہے کہ پاکستانی شہری ہونے کے ناطے آئین میں ہر پاکستانی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ الیکشن میں کھڑا ہو کر کامیابی کے ساتھ ایوانوں میں اپنی خدمات پیش کرسکے ، آپ موروثی سیاست کے سخت خلاف ہیں ، آپ کا یہ بھی کہنا ہے کہ آپ کی سیاسی جماعت متحدہ قومی موومنٹ وہ واحد جماعت ہے جس میں اٹھانوے فیصد طبقے سے تعلق رکھنے والے مڈل کلاس شامل ہیں جو اٹھانوے فیصد کی ترجمانی بہتر انداز میں کرتے ہیں ، آپ کے مطابق نئی نسل کو پاکستان کی باگ ڈور سنبھالنے کیلئے الیکشن میں بھرپور حصہ لینا چاہئے تاکہ نئے اور جدید ذہنوں کی قابلیت سے پاکستان کی ترقی میں مثبت انداز پیدا ہو ، آپ نے متحدہ قومی موومنٹ کی سابقہ ضلعی حکومت کی مثال بھی پیش کی ہے جس میں مصطفیٰ کمال اور دیگر متحدہ کے ناظموں نے اپنی شب و روز محنت اور جدید خطوط پر کام کرکے ثابت کردیا کہ نئی مڈل کلاس کی نسل بہتر انداز میں حکومتی پروجیکٹ کو چلا سکتی ہے ۔۔۔۔۔۔ تحریک انصاف کے بانی جناب عمران خان نے پاکستان کے موجودہ الیکشن نظام کی مکمل عدم تحفظ کا اظہار کیا ہے ان کے مطابق جاگیردار ، وڈیرہ ، خان اور دیگر با اثر و رسوخ افرادوں نے ایوانوں میں اپنے خاندان کی مہر ثبت کردی ہے ، عمران خان بھی وسیع نظر رکھتے ہوئے پاکستان میں الیکشن کے نظام کو جدید اور بہتر انداز میں دیکھنا چاہتے ہیں ، آپ کے مطابق پاکستان میں الیکشن کے نظام کو کمپیوٹرائز نظام میں منتقل کرکے جعل سازی کو مکمل روک دیا جائے تاکہ با صلاحیت اور پڑھے لکھے افراد ایوانوں

میں پہنچ کر ذاتیات سے نکل کر پاکستان کی بہتر مستقبل کیلئے قانون بنائیں اور ایسے اقدامات پر عمل پیرا ہوں جن سے پاکستان کا وقار بلند ہو۔آپ کے مطابق سیاستدانوں کا انتخاب کا طریقہ مناسب نہیں ہے ، اسی وجہ سے عمران خان اس سیاسی نظام کے مخالف ہیں۔۔۔ اے ایم ایل کے چیئرمین جناب شیخ رشید صاحب کا موقف بھی کچھ اسی طرح سے رہا ہے کہ آپ کے مطابق پاکستان میں سیاسی نظام اور انتخابی مراحل کو قطعی درست نہیں ہیں ، آپ نے بھی اس بات کا خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اگر یہی فرسودہ نظام جاری رہا تو پاکستان کی ترقی ممکن نہیں ہوسکے گی کیونکہ الیکشن کے اس فرسودہ نظام میں صرف اور صرف امراء و با اختیار افراد کا قبضہ ہے وہ کسی طور برداشت نہیں کر سکتے کہ ان کے پاس ملازم یا غلام ان کے برابر بیٹھ سکے اسی لیئے ایسے سیاستدانوں نے اس نظام کو قائم کیئے رکھا ہے تاکہ خاندان در خاندان وزارتیں چلتی چلی آئیں۔ نواز شریف اور شہباز شریف آپ دونوں اپنی سیاسی جماعت کو اور اپنی ذات کو عوام الناس کی خدمت کو لازم و ملزوم سمجھتے ہیں آپ لوگوں کے مطابق عوام الناس کی خدمت کیلئے کسی بھی ہاری مزدور، طالبعلم ، تاجر گو کہ ہر شہری کو حق حاصل ہے کہ وہ الیکشن میں کھڑا ہو اور ، کامیابی کے بعد بہتر انداز میں خدمت پیش کرسکے ،آپ دونوں کی تقاریر میں انکساری و عاجزی کا عنصر پایا جاتا ہے۔۔ قاف لیگ کے سربراہان بھی اس سلسلے میں کہتے ہیں کہ وہ الیکشن کے نظام میں تبدیلی چاہتے ہیں ان کے مطابق ایسا نظام مروج ہونا چاہئے جس میں بوگس، جعلی ووٹ کی مکمل

بندش ہو تاکہ اصل منتخب نمائندہ کامیاب ہو۔۔۔۔۔۔ قوم پرست جماعتوں کے رہنماؤں کا کہنا ہے کہ ان کی قوم کے ساتھ مسلسل زیادتی و استحصال رہا ہے ان کی تقاریر و منشور میں اپنی قوم کیلئے خدمات کے جذبات نظر آتے ہیں لیکن جب حقیقت پر نظر جاتی ہے تو برعکس دکھائی دیتا ہے۔۔۔۔۔۔ ؟آخر وہ کون سے محرکات ہیں جو انھیں ان کے دعوؤں کو جھوٹا ثابت کرتے ہیں ! ! الیکشن میں کامیابیوں کی خاطر نت نئے نعرے و دعوے تو پیش کر دیئے جاتے ہیں لیکن جیسے ہی عوام الناس انھیں اپنے ووٹوں سے کامیاب ہمکنار کرتے ہیں دوسرے ہی لمحے یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ خدمت کیلئے منتخب ہوئے ہیں ، وزراتوں کے حصول میں وہ اپنے تمام وعدے و دعوے مسخ کرکے صرف اور صرف اپنی ذات تک محدود رہ جاتے ہیں۔۔۔۔اس سیاسی بد نظمی کو صحیح کرنے کیلئے ایک مسودہ (پلان) پیش کر رہا ہوں گر اسے حکومتی سطح پر کاربند کیا جائے تو یقیناً آنے والا الیکشن ۳۱۰۲ء حقیقی معنوں میں شفاف کہلائے گا اور ایسے امیدوار منتخب ہونگے جن کا اصل حق ہے۔ اس مسودہ (پلان) کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ جس میں کسی بھی قسم کی بد دیانتی، بد نظمی، دھوکہ دہی، غلط عوامل کا قطعی دخل نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔۔

(مسودہ (پلان

الیکشن ۳۱۰۲ ،جدید کمپیوٹرائزووٹنگ نظام

۱۔خانہ شماری کے عمل کو نہایت احتیاط کے ساتھ مکمل کیا جائے جس میں شناختی کارڈ سے مدد حاصل کرتے ہوئے اس کے ڈیٹا کو کنفرم کرنے کے بعد جمع کیا جائے تاکہ ایک جگہ سے ڈیٹا حاصل ہونے والا گھرانہ دوسری جگہ تحریر کرنے پر منسوخ ہوجائے۔اس طرح جعلی ووٹوں کی پکڑ ممکن بنائی جاسکے گی اور شمار کنندگان کا عمل صحیح ہوگا۔

۲۔شمار کنندگان کے ڈیٹا جمع کرنی والی ٹیم کو اسکیننگ کمپیوٹر فراہم کیئے جائیں تاکہ نادرا کے اسکینک سے جو میچ ہو جائے اُس گھرانے کو صحیح قرار دیا جائے۔تاکہ ووٹنگ کے وقت نادرا سے جاری کردہ کارڈ کی تحقیق پر دوبارہ میچنگ ہوسکے۔

۳۔نادرا سے منسلک ڈیٹا سے موازنہ کیا جائے ، درست ہونے پر اسے کمپیوٹر میں ووٹنگ لسٹ میں پھر درج کردیا جائے۔

۴۔ ووٹنگ لسٹوں کی تکمیل کے بعد ایک وقت دیا جائے جس میں ووٹر اپنے ووٹ کی پہچان کرسکیں کہ ان کا ووٹ کس علاقے، حلقہ میں موجود ہے۔

۵۔ووٹنگ کے وقت پولنگ آفیسر کی میز پر پہلے سے تیار ڈیٹا کمپیوٹر موجود ہو جس میں ووٹنگ لسٹ کے ساتھ نادرا کے جاری کردہ شناختی کارڈ کا ڈیٹا بشمول اسکیننگ شامل ہو تاکہ ووٹر کے آنے پر اس کے کارڈ کی جانچ پڑتال کے بعد اسکیننگ کا عمل بھی دوہرایا جائے تاکہ اصل ووٹر ہی اپنے حق کو استعمال کرسکے۔

۶۔ووٹنگ کے وقت سب سے پہلے مرحلے میں ووٹر پولنگ آفیسر کے پاس جائے جہاں وہ

اپنے ووٹ کے ڈیٹا کی جانچ پڑتال کرائے۔ڈیٹا کی جانچ مکمل ہونے کے بعد وہ ووٹر اسسٹنٹ پریزائڈنگ آفیسر کے پاس جائیگا۔

۷۔اسسٹنٹ پریزائڈنگ آفیسر کی زمہداری میں شامل ہو کہ وہ ووٹرز کی اسکینگ کرے اسکینگ کی درست میچنگ کے بعد فائنل بیلڈ کمپیوٹر (یاد رہے اب ووٹنگ کے وقت بیلڈ پیپر کی جگہ بیلڈ کمپیوٹر استعمال ہوگا) کی طرف روانہ کردے جہاں ووٹر اپنے منتخب امیدوار کو ووٹ دے سکے۔ لیکن اسسٹنٹ پریزائڈنگ آفیسر فائنل بیلڈ کمپیوٹر پر بھیجنے سے پہلے ایک بار پھر ووٹر کو ووٹنگ کا طریقہ سمجھا دے تاکہ ووٹر اپنے امیدوار کو صحیح طریقہ سے منتخب کرے۔

۸۔فائنل بیلڈ کمپیوٹر چاروں اطراف سے چھپا ہونا چاہئے ، تاکہ ووٹر آزادانہ ووٹ ڈال سکے۔اس کمپیوٹر سسٹم میں متعلقہ حلقہ، علاقہ، یونٹ کے ساتھ امیدواروں کی تصاویر،ان کے انتخابی نشان بھی موجود ہونگے جس پر ووٹر صرف اور صرف کرسر کے ذریعے کلک کریگا، کلک کرنے پر وہ اسے محفوظ یعنی save کرکے باہر آجائے گا۔

۹۔ ووٹنگ کے اختتام تک یہی عمل جاری رہیگا پھر وقت کے اختتام پر پریزائڈنگ آفیسر تمام اسٹاف بشمول چیف ایجنٹ کی موجودگی میں فائنل بیلڈ کمپیوٹر سے پرنٹ آؤٹ نکالے گا، یاد رہے کہ اس سسٹم میں تمام منتخب امیدواروں کی تفصیل بمعہ ووٹرز کی کلکنگ موجود ہے جس کی گنتی آٹومیٹک کلک کرنے پر ہوتی جارہی ہوگی۔

۱۰۔ فائنل بیلڈ کمپیوٹر سے حاصل ہونے والا پرنٹ ہی اصل نتیجہ قرار پائے گا اور اس پرنٹ پر پریزائڈنگ آفیسر ،اسسٹنٹ پریزائڈنگ آفیسر اور پولنگ آفیسر کے دستخط کیئے جائیں گے۔ ووٹنگ کے اختتام پر کمپیوٹرز متعلقہ الیکشن کمیشن کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ اس مسودہ (پلان) کو پائے تکمیل تک پہنچانے کیلئے ممکن ہے چیف جسٹس، الیکشن کمشنر، چیئرمین سینیٹ اور اسپیکرز کو بڑی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑیگا کیونکہ اس مسودہ پلان) سے بہت سے سیاستدانوں کی قلعی اتر جائے گی۔ درحقیقت مملکت پاکستان کو) چند سیاستدانوں نے پاکستان کی سیاست اور ایوانوں کو باپ دادا کی جاگیر بنالی ہے اور وہ اس نام میں کسی اور کو آنے کی اجازت نہیں دیتے اسی لیئے پاکستان میں سیاسی استحکام پیدا نہیں ہو پاتا، آپس کی چپکلش اور مخالفتوں کی بناء پر ترقیاتی امور مکمل نہیں ہو پاتے اور پاکستان دنیا بھر میں بد نظمی کی بناء پر بد نام ہوتا رہا ہے۔ موروثی سیاستدانوں نے پاکستان کی سیاست کو اپنی میراث سمجھ لی ہے اور وہ عوام الناس کی خدمت سے آزاد ہیں اور ایسے سیاستدان اُن سیاسی لیڈرانوں کیلئے مشکل کا باعث بھی بنتے ہیں جو واقعی خالصتاً اس ملک و قوم کی خدمت میں کرنا چاہتے ہیں اگر اس مسودہ (پلان) کو حکومت وقت عملی جامع پہنائے تو کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں سیاسی استحکام پیدا نہ ہو، اس سے عوام الناس میں ووٹنگ کا جذبہ بیدار ہوگا اور وہ اُن لوگوں کو منتخب کریں گے جنہیں وہ بہتر سمجھتے ہونگے۔ اس طرح پاکستان کی سیاسی، اقتصادی و معاشی حالات

یہاں جمہوری سامنے آئیگی اور وطن عزیز پاکستان ایک بار پھر ترقی و کامرانی کی جانب گامزن ہو جائیگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون کون سی جماعتیں اس مسودہ (پلان) کی مخالفت کرتی ہیں اور کون کون سی سیاسی جماعتیں اس کی حامی بھرتی ہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ وہ سیاسی جماعتیں جنہیں اپنے منشور اور اپنی خدمات پر یقین ہے اور جو خالصتاً نیک نیتی سے عوام الناس کی خدمت کا جذبہ رکھتی ہیں وہ اس مسودہ (پلان) کو ضرور تقویت پہنچائیں گی اور اس پر عمل پیرا کرنے کیلئے حکومت اور سپریم کورٹ پر ضرور دباؤ ڈالیں گی جبکہ اسے سیاستدان اور سیاسی پارٹیاں جن کا مقصد صرف اور صرف لوٹ و کھسوٹ ہے وہ اس مسودہ (پلان) سے ضرور خائف ہو جائیں گی اور ان کی کوشش ہو گی کہ اس مسودہ (پلان) پر اپنی تحفظات ظاہر کرکے اسے عمل کرنے سے روکا جائے، اب دیکھنا یہ ہے کہ کس کس کی قلعی کھلتی ہے۔ اللہ پاکستان اور اس قوم کا حامی و نظر ہو آمین۔۔۔

بدلتی حالت۔۔۔۔پیٹرول

دنیاکے سیاسی و معاشی بدلتے حالات نے پاکستان کو بڑی مشکلات میں آ گھیرا ہے، ان تبدیلیوں کے پیش نظر امریکہ، یورپ، افریقہ اور ایشیاء کے کچھ ممالک نے بہتر مستقبل کیلئے لائحہ عمل تیار کیا ہوا تھا اسی بناء پر ایسے ممالک نے اپنے ملک و قوم کے مستقبل کو تحفظ بخشا۔امریکہ نے دہشت گردی کے ڈرامے کو تشکیل دیتے ہوئے سیاسی، معاشی و اقتصادی کمزور ممالک بالخصوص مسلم ممالک پر مداخلت کا ایسا عمل کیا کہ ان ممالک کی سیاسی ، معاشی واقتصادی صورت حال بدتر سے بدتر کرڈالی۔۔۔۔۔۔امریکہ نے خود ساختہ نائن الیون کے ڈرامے کے سبب اس نے عرب ممالک کو سب سے پہلے نشانہ بنایا اور انھیں بین الاقوامی دہشت گرد ظاہر کرتے ہوئے ان کی معدنیات بالخصوص پیٹرول کی دولت کو ہتھیانے شروع کر دیئے اور بین الاقوامی سطح پر غیر متوازن حالت پیدا کردی۔ کویت، عراق، ایران، افغانستان، لبنان، اردن، بحرین، مصر اور اب پاکستان کی سیاسی و اقتصادی حالت کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیا۔اس کے اس مشن میں ان ممالک کے سیاستدان و حکمرانوں کی کمزوری بھی شامل رہی جو اپنے ملک و قوم سے بے توجہی برت رہے تھے۔جن ممالک نے امریکہ کی مداخلت کو اپنے ملک میں شامل ہونے نہ دیا وہ سیاسی، معاشی و اقتصادی حالات میں اس قدر اثر انداز نہ ہوئے جس قدر امریکہ کو شامل کرنے والے تھے۔امریکی

مداخلت میں پاکستان بھی شامل ہے جس کی سیاسی کمزوریوں کی بناء پر امریکہ نے پاکستان اور پاکستانیوں کے مستقبل کو خاک تر کرڈالا ہے۔۔۔۔ دہشت و خوف کا ایسا ماحول پیدا کردیا کہ کوئی بھی شہری اپنے آپ کو محفوظ محسوس نہیں کرسکتا ہے، کہیں ڈراؤن حملوں سے ،تو کہیں بیک واٹر کی خفیہ حرکات کی بناپر۔۔۔!! پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں نے پاکستان اور پاکستانی قوم کی بقاء کیلئے اپنے تن من دھن کی بازی لگادی ہے یہی وجہ ہے کہ امریکہ کو پاکستان کی ایجنسیاں کسی قدر پسند نہیں۔ حال ہی میں پاکستان کی بہادر، نڈر، مخلص اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار ایجنسیوں نے چھپے ہوئے غیر ملکی امریکی جاسوس کے گروہ در گروہ کو نہ صرف پکڑا بلکہ ان کی حرکات پر بندش بھی باندھی، جبکہ پاکستانی موجودہ حکمرانوں اور سیاستدانوں نے جانتے بوجھتے ہوئے بھی امریکی جاسوس کے گروہ پر اپنی آنکھیں شطر مرغ کی طرح بند کر رکھی ہیں ۸۲ فروری سن ۸۰۰۲ ءکے الیکشن کے بعد سے پاکستانی معاشی و اقتصادی حالات دن بدن بدتر ہوتی گئی نہ صنعت وکاروبار پروان چڑھا اور نہ برآمد میں اضافہ ہوا گو کہ پاکستان اور پاکستانیوں کو قرض کے پہاڑ تلے دبوچ ڈالا۔۔۔اگر پاکستان کے تمام سیاستدان اس ملک و قوم سے مخلص ہیں تو انہیں چاہئے کہ وہ اپنے دولت کا پچاس فیصد حصہ اگر پاکستان کی ترقی و بقاء کیلئے قومی خزانے میں جمع کراتے تو آج پاکستان ترقی یافتہ ممالک کی صف میں نظر آتا، ابھی بھی وقت نہیں گزرا ہے۔۔ پاکستان میں پچونسٹھ سالوں سے جمہوریت کا علم اٹھانے والے سیاستدانوں نے کبھی بھی

مشکل وقت میں پاکستان کی تعمیر و ترقی کیلئے عملی کردار ادا نہ کیا جبکہ موقع ہاتھ آتے ہی اپنے خزانوں کو بھرتے رہے ، کیا پاکستان کی سیاسی پارٹیاں حقیقی معنوں میں آپس میں اختلافات بھلا کر یکجا ہو کر موجودہ سیاسی و اقتصادی بحران سے نکلنے کیلئے پاکستان پیپلز پارٹی زرداری، پاکستان پیپلز پارٹی شیرپاؤ ، پاکستان پیپلز پارٹی پالیمنٹیرین، پاکستان مسلم لیگ نون، پاکستان مسلم لیگ قاف، پاکستان مسلم لیگ ف، پاکستان مسلم لیگ فنکشنل، متحدہ قومی موومنٹ، عوامی نیشنل پارٹی، متحدہ مجلس عمل، جماعت اسلامی، جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان، تحریک جعفریہ، جمعیت اہلحدیث، آل پاکستان مسلم لیگ، بلوچ ریپبلیکین پارٹی، بلوچستان نیشنل پارٹی، ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی، استقلال پارٹی، جمہوری وطن پارٹی، جیئے سندھ قومی محاذ، پاکستان عوامی پارٹی اور دیگر پارٹیوں کے چیئرمین و صدور اور عہدیداران اپنی اپنی جائیداد و املاک میں سے پچاس فیصد حصہ ملکی خزانے میں جمع کرادیں تو یقیناً پاکستان تمام قرض سے نہ صرف آزاد ہو جائے گا بلکہ خود قرض دینے والا ملک میں شامل ہو جائیگا۔ کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے۔۔؟؟ موجودہ حکومت تو روز اول سے عوام کو دھوکے دے رہی ہے گزشتہ روز ہر بار کی طرح اب بھی پیٹرول میں اضافہ کسی تناسب کے بغیر کیا گیا ہے اس کی تحقیقی رپورٹ کچھ اسطرح سے ہے کہ عالمی منڈی میں ۹۷۹ ڈالر فی بیرل طے ہوا جبکہ ایک بیرل میں ۱۲۰ لیٹر ہوتے ہیں ،اس طرح ایک لیٹر ۶۶۴۰ ڈالر کا ہوا جبکہ ایک ڈالر ۵۵۸ پاکستانی روپے کا ہے اس طرح حکومت پاکستان

کو فی لیٹر ۹۵۸۹۳ روپے کا ملا اور حکومت نے وقت نے پیٹرول کی نئی قیمت ۹۱۰۸ رکھی گئی از خود جان کر تاکہ سیاستدانوں کو اپنی سیاست میں تازگی حاصل کرنے کیلئے ایک موقع دیا جائے اور کچھ کمی کے بعد مطلوبہ رقم مخصوص کی جائے جو اصل قیمت سے کہیں زیادہ رہے اسی لیئے حکومت وقت جانتی تھی کہ چند سیاسی پارٹیاں ان کے اس عمل پر آواز ضرور بلند کریں گی اسی لیئے انھوں نے مقررہ حدف سے تجاوز قیمت سے زیادہ ظاہر کیا تاکہ رد عمل کے بعد کچھ کم کرکے نفسیاتی تسلی بہم پہنچائیں گے گویا حکومت اس مقصد میں کامیاب رہی اور کچھ کمی کے بعد حتمی قیمت ۴۵۶۷ روپے مقرر کی جو پھر بھی بین الاقوامی مارکیٹ سے ۱۸۶۶۳ زیادہ وصول کر رہے ہیں اگر اس میں کمیشن اور ٹیکس بھی لگایا جائے تو پاکستان میں پیٹرول کی قیمت حد سے زیادہ تقریباً ۴۰۴ تا ۲۴ تک ہونی چاہئے ۔۔۔۔ یہ سلسلہ تو موجودہ حکومت نے اقتدار سنبھالتے ہی کئی کئی گنا منافع حاصل کرنے کیلئے قیمت میں حد سے زیادہ اضافہ کرنے کا جنون رہا اور جاری ہے حکومت وقت یہ بھول گئی کہ ان کے اس عمل سے عوام اس قدر غریب سے غریب تر ہوتی جارہی ہے کہ اب ان میں جینے کی تمنا بھی نہیں رہی ، ہر پاکستانی نفسیاتی مرض میں مبتلا ہوگیا ہے ذہانت مٹتی جارہی ہے ، نفرت ، غصہ ، جذباتیت ، عدم تحفظ بڑھتا جارہا ہے اور پورے ملک میں انارکی سی پھیلی ہوئی ہے ، حکومت کسی نہ کسی بہانے سے ٹیکسوں سے انبار لگائے جارہی ہے جبکہ حزب اختلاف و حزب جماعت سیاسی پارٹیاں ان کے ہر عمل پر کوئی مثبت عملی جامعہ کرتی دکھائی

نہیں دیتی البتہ اپنے مفادات کو حاصل کرنے کیلئے بظاہر شور شرابہ کرکے اپنے تحفظات و مراعات میں اضافہ حاصل کر رہے ہیں گویا عوام کو نوچنے میں سب کے سب بھیڑیئے بن بیٹھے ہیں ،اسی لیئے ان میں عوام کیلئے کوئی مضبوط عمل دکھنے میں نہیں

آتا۔۔۔۔۔۔آجکل پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرونک میڈیا ان میں سیاستدان آپس کی چپکاش کرتے نظر آتے ہیں ان میں کوئی سنجیدہ بات کرتے ہوئے دکھائی نہیں دیتا بلکہ ایک دوسرے کو غلیظ القابات اور عزت پر حملہ کرتے نظر آتا ہے کہیں اگر کوئی عوامی بات کرتا ہے تو صرف اپنی خشنودگی حاصل کرنے کیلئے۔۔۔۔۔۔!! نعرے اور باتیں لگتا ہے ہمارے لیڈاران کا تکیہ کلام بن چکی ہیں دیکھنا یہ ہے کہ یہ لیڈران آخر کب درست سمت اختیار کریں گے کیا یونہی پاکستان اپنی بربادی کی طرف بڑھتا رہے گا۔۔۔۔ کہیں عوام ان سب سے لا تعلق نہ ہو جائیں۔۔۔؟؟ ہمارے وزراء کی شاہ خرچیاں دیکھیں تو کہیں سے نہیں لگتا کہ ہم مقروض ہیں صرف وزراء ہی کیوں صدر اور وزیراعظم کے اخراجات لامکاں ہیں۔۔۔افسوس !!اگر ہم دیگر ممالک کو دیکھیں تو ہمارے سر شرم سے جھک جائیں گے مگر شائد کہ نہیں کیونکہ ہم بہت بے حس و خود غرض ہوگئے ہیں کہ نہ ملک کی فکر اور نہ عوام کی حالت کا احساس۔۔۔۔۔۔ ہمارا پڑوسی ملک چائنا کی آبادی ۱۳۱ کٹرور ہے اور صرف ۴۱ منسٹرز ہیں جبکہ دنیا کا سب سے بڑا آبادی والا ملک ۵۳۱ ہے۔ہمارا دوسرا پڑوسی ملک بھارت جس کی آبادی ۱۲۷ کٹرور ہے وہاں صرف ۶۲ منسٹرز ہیں۔برطانیہ کی آبادی ۳۱ کٹرور جبکہ منسٹرز صرف ۲۱ ہیں اور امریکہ کی آبادی ۳۲ کٹرور جبکہ منسٹرز صرف ۴۱

ہیں اور پاکستان کی آبادی ۱۷ کڑور جبکہ منسٹرز ۶۹ ہیں ۔۔۔۔۔۔ بات صرف منسٹرز کی زیادہ گنتی کی نہی بلکہ ان کے اخراجات کی لمبی لسٹ جو اب بھی کسی نہ کسی شکل میں جاری ہے اور موجودہ حکومت بظاہر سیاسی استحکام کو دکھانے کیلئے سب کے منہ میں لڈو دیتی چلی آرہی ہے کیونکر کوئی ان کے صحیح و غلط عمل پر نقطہ چینی کریگا سب سے سب تو مد حوشی کے عالم میں ڈوبے ہوئے ہیں اگر کسی کو ہوش آجاتا ہے تو لڈوؤں کی تعداد بڑھادی جاتی ہے تاکہ وہ چپ کی سادھ لے گویا جمہوریت پروان چڑھ رہی ہے۔۔۔ ! !

پاکستان، اسامہ بن لادن اور مستقبل قریب

اسامہ بن لادن کے حوالے سے پاکستانی میڈیا خبروں کی زینت بن گیا، پاکستانی شہر ایبٹ آباد میں گزشتہ شب پاکستانی افواج اور ایجنسیوں کی مدد سے ایک بڑے آپریشن کا پلان کیا گیا جس میں امریکی افواج بھی شامل تھی، اس آپریشن کا مقصد تھا کہ اسامہ بن لادن اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کیا جائے یا پھر مار دیا جائے بلآخر صبح سے ہی پاکستانی میڈیا بول اٹھا کہ اسامہ ہلاک ہوگیا اور ساتھ اس کا جواں سال بیٹا بھی۔

۔۔۔۔امریکی صدر براک اُبامہ نے بھی اس خبر کی توثیق کردی اور صدر پاکستان و وزیراعظم پاکستان کو مبارک باد بھی پیش کی، امریکا کی طرف سے اس کامیاب آپریشن کا سہرا پاکستانی خفیہ ایجنسیوں جن میں آئی بی، آئی ایس آئی، ایس جی ایس کمانڈوز، ایف سی کو جاتا ہے۔۔۔اس آپریشن کے بعد فورسس اور ایجنسیوں کو امریکی حکام کی طرف سے پیغام بلا کہ میڈیا کو گہرائی سے تحقیقی اور عکس بندی کرنے نہیں دیا جائے، شائد امریکی حکومت کی اس میں کوئی حکمت چھپی ہے۔ یہاں اس امر کو جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ مستقبل قریب میں امریکا ضرور کوئی شرارت کریگا، کیونکہ اگلے ماہ پاکستان کا بجٹ آنے والا ہے اور امریکا وسطی بعید اور وسطی ایشیاء میں مسلسل مداخلت کرتے ہوئے کئی مسلم ممالک کی معاشی و اقتصادی حالت کو برباد کر بیٹھا ہے اور ان ممالک میں

قدرتی معدنیات پر قابض بھی ہوگیا، جن میں شام، اردن، مصر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، عراق، افغانستان اور پاکستان شامل ہیں۔۔۔ ان ممالک میں اپنے خفیہ اداروں سے تعلق رکھنے والے افسران تعنیات کردیئے تاکہ وہ لمحہ بہ لمحہ ان مسلم ممالک کی خبریں پہنچاتے رہیں اس کے ساتھ ساتھ سیاسی و بھاری مالی اعانت پر سیاستدانوں، بیوروکریٹس اور این جی اوز کو بھی شامل کیا تاکہ مختلف ذرائع سے ان کے کام میں آسانی ہو اور ان ممالک کی خفیہ کاریاں عیاں ہوسکے۔۔اب امریکا کو یہ کہنے میں کوئی دقیقہ محسوس نہیں ہوگا کہ اسامہ بن لادن کے بدلہ میں افغانستان اور پاکستانی آزاد علاقوں میں چھپے ہوئے طالبان پاکستان پر حملہ کر گزریں گے، امریکا اس بات کو لیکر افغانسان اور پاکستان میں کئی دیر تک رہ سکتا ہے اور اپنی امریکی قوم اور منتخب نمائندوں کی ہمدردیاں بھی حاصل کرسکتا ہے جبکہ پاکستانی حکمرانوں کو صرف اور صرف لولی پاپ پکڑا دیئے جائیں گے اور مستقبل قریب میں پاکستانی قوم مہنگائی، بیروزگاری، بدامنی، رشوت ستانی، لوٹ مار میں اضافہ دیکھتے ہوئے امریکی پالیسی کو بلا مشروط تسلیم کرتے چلے آئیں گے اور اس طرح اسلامی جمہوریہ پاکستان اپنی اساس اور بنیاد سے ہٹھ کر ایک ماڈرنائز ملک بن جائے گا جس میں مذہب، تہذیب و ثقافت نام کی کوئی شکل نظر نہیں آئے گی، ہر بالغ شخص آزاد ہوگا اور وہ اپنی مرضی سے وہ سب کچھ کر گزرے گا جس کا مذہب اسلام میں گناہ کبیرہ درج ہے، امریکا، برطانیہ، اسرائیل اور بھارت ان سب کا مستقبل پلان

بھی یہی ہے کہ مسلم ممالک کو مذہب اسلام سے دور کیا جائے تاکہ یہ دیگر مذاہب کیلئے رکاوٹ کا باعث نہ بنیں، ان کے اس پلان کا پہلا مرحلہ ان مسلم ممالک کی تجارت، معیشت، اقتصادیت، ترقی و روزگار کے ذرائع کا خاتمہ ہے، دوسرے مرحلے میں انہیں بھاری سود پر قرضوں تلے اس قدر دبا دیا جائے کہ یہ مسلم ممالک ان یہود و نصارا کے سامنے کھڑے نہ ہو سکیں، تیسرے مرحلہ میں یہ چاروں ممالک ان مسلم ممالک کی قدرتی معدنیات کی تلاش میں اپنا اس قدر حصہ رکھیں کہ ان کو آدھے سے بھی کم ملے، اس کے ساتھ ساتھ مسلم ممالک کے ایٹمی پلان کو بند کردیں گے اور اس کی وجہ امن و سلامتی بنا کر مکمل بندش میں لے آئیں گے یا پھر اس کی حفاظت کے بہانے قابض ہو جائیں گے۔پاکستان کی سیاسی دنیا سے تعلق رکھنے والے لیڈاران اور ان کی تنظیمیں مانا کہ ان کا بہترین آلہ کار ہیں لیکن یہ سب سیاستدان بھول رہے ہیں کہ پاکستانی قوم غیور اور مذہب سے سچا لگاؤ رکھتی ہے اور پاکستان کی افواج ہو یا خفیہ ایجنسیاں یہ کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتی کہ پاکستان اور پاکستان کی عوام کو نقصان سے دوچار ہو، پاکستان کی سالمیت پر کسی بھی قسم کا معاہدہ نہیں کر سکتیں کیونکہ افواج پاکستان اور پاکستانی ایجنسیوں کے لہو میں ایک ایک انگ میں بسا ہے پاکستان کی سچی محبت اور لگاؤ۔۔۔۔!!آج کل کے حالات بھی ان ہی چاروں ممالک کی پیدا کردہ ہیں جن میں امریکا، اسرائیل، برطانیہ اور بھارت پیش پیش ہیں، یہ چاروں دینا بھر میں ظلم و ستم، لوٹ مار اور اقتصادی و معاشی لٹیرے

ہیں لیکن انہیں اگر کسی سے خوف ہے تو وہ ملک چین ہے ، ملک چین پاکستان کا بہت پرانا مخلص دوست ہے اسی لیئے جب بھی پاکستان مصائب میں گھرا تو اس نے کبھی بھی تنہا نہ چھوڑا جبکہ تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان نے ہر موقع پر امریکہ کا بار ہا بار ساتھ دیا مگر جب پاکستان کو امیکا کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس نے ہمیشہ لومڑی کی طرح چالاکی ، مکاری اور دھوکا دہی کا رویہ پاکستان سے اپنایا ، ہمارے حکمران اور سیاستدان صرف اور صرف اپنی ذات کی خاطر امریکی گود کو پسند کرتے ہیں اور خاندان در خاندان کی عیش و عشرت کے ساماں کیلیئے ملک کے راز تک فروخت کر دیتے ہیں ، ان چونسٹھ سالہ پاکستان کی تاریخ میں ابتدائی دور کے بعد کبھی بھی کوئی خالصتاً پاکستان اور اس قوم کیلیئے مخلص لیڈر پیدا نہیں ہوا اور نہ ہے ، اگر ایوانوں میں بیٹھنے والے نمائندگان کی فہرست جمع کی جائے تو شائد کوئی ایک آدھ ہی ہوگا جس کی دوہری شہریت نہ ہو ، سپریم کورٹ انتہائی بے بس و لاکار گی کا شکار ہے یوں سمجھئے کہ صرف نام کی حد تک رہ گئی کیونکہ تمام عدالتوں کے احکامات سوائے کسی مزاح یعنی لطیفہ کے زیادہ آج کی حکومت میں اہمیت نہیں رکھتے ، تمام ایوانوں میں بیٹھے والے کسی نہ کسی غیر مسلم ممالک کے آلہ کار ہیں اور خاص کر امریکا کے حواری بننا انہیں بڑا فخر محسوس ہوتا ہے ، مستقبل قریب پاکستان میں دو صورتیں نظر آ رہی ہیں ایک تو یہ کہ دوہری شہریت حاصل کرنے والے نمائندگان اس ملک کا مکمل دیوالیہ کرکے ملک سے فرار ہو جائیں گے یا پھر ہماری قوم میں

احساس حب الوطنی جاگ اٹھے گی اور وہ ایسے مسخ شدہ، بے ضمیر، وطن فروش، دوہری شہریت اور مورثی سیاست کے نمائندگان کو نہ صرف اپنے ووٹوں سے رد کردیں گے بلکہ اپنی اور اپنے ملک کی بقاء کیلئے انہیں نیست و نابود کردیں گے۔ الیکشن ۲۰۱۳ء میں موجودہ سیاسی مداری ابھی سے سیاسی ڈراموں کی ریہرسل کرنے میں جتھ گئے ہیں اور نئے باتیں، نئے خیالات عوام کے سامنے لانے کی کوشش کررہے ہیں کہ شائد اب کی بار نئے وعدوؤں، نئے خوابوں، نئے تماشوں، نئی چمک و دمک سے ایک بار پھر عوام کو بہلا پھسلا سکیں تاکہ ملکی دولت کو سمیٹنے کا ایک بار پھر موقع حاصل ہو۔ سچی بات تو یہی ہے کہ مستقبل کا پاکستان اُس وقت روشن ہوگا جب اس کے انتخابات کا طریقہ کار کو جدید خطوط اور اسیکنگ سے آراستہ کردیا جائے تاکہ مداری، ڈرامہ باز سیاستدان منتخب نہ ہوسکیں اور نئی نسل، سچے، ایماندار اور حب الوطنی سے سرشکار لوگ منتخب ہوسکیں۔ اللہ پاکستان کا حامی و ناظر رہے آمین ثما آمین۔۔۔۔

اللہ کی گرفت اور نامراد امریکی

دور حاضر میں دنیا پر راج کرنے والا ملک ، سپر پاور بنکر عالم اسلام کو نیست و نابود کی سوچ رکھنے والا ملک ،خود اپنی ہی سیاسی چالوں میں آپھنسا۔۔۔ یہ قدرت کا قانون ہے کہ کوئی بھی طاقتور ، چالاک اور بدنیت ایک حد تک تو اپنا کام کر دکھا جاتا ہے لیکن آخر کار اللہ کی پکڑ سے وہی اپنے پھیلائے ہوئے جال میں آ گرتا ہے اور اس کا مقدر ذلیل و خوار بن کر رہ جاتا ہے۔۔۔۔۔۔ یہی حال آج کے زمانے میں دنیا بھر میں ظلم و ستم ڈھانے والا ملک امریکہ نہ صرف اپنے ملک میں، بلکہ پوری دنیا میں بد نام و دہشت کی علامت بن گیا ہے ،اس کے مکروہ اور منافق چہرے عیاں ہوگئے ہیں اور دل و دماغ میں بسنے والے غلیظ عزائم بھی نمایاں ۔۔۔۔۔ دنیا میں معصوم چہرہ بنانے والے امریکہ نے سب سے پہلے اپنے ہی ملک میں گھناؤنی سازش کے تحت نو ستمبر دو ہزار ایک کو دہشت گردی کا اعلیٰ مظاہرہ کرتے ہوئے مسلم دنیا کو مورد الزام ٹھرایا اور اپنے ہی مسلم کارندوں کو اس بابت مجرم بناتے ہوئے انہیں قید و سلاسل کے ساتھ اذیت ناک موت بھی دی اور جو بھاگ نکل پڑے ان کی تلاش کے بہانے مسلم دنیا کے نظام کو درہم برہم کر ڈالا۔۔۔۔ مسلم دنیا کے حکمرانوں کو اپنی غلامی میں آ جکڑا لیکن جو اس کے ساتھ چلنے پر آمادہ نہ ہوئے تو ان کی حکومتوں کا تختہ بھی الٹ ڈالا گو کہ اس نے دیگر

مسلم دنیا کے ساتھ پاکستان میں بھی مداخلت کی انتہا کر دی اور اپنے من پسند سیاستدانوں کو جائز نا جائز ہر طریقے سے منتخب کرا کے حکومت کی باگ دوڑ دے دی۔۔۔۔۔پاکستان میں بلواسطہ و بلاواسطہ امریکہ کی مداخلت سے پاکستان کی سالمیت کو جو شدید ناتلافی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے اور پڑ رہا ہے۔۔۔۔۔ان حالات کی ذمہ داریوں میں نہ صرف حکومت وقت بلکہ عوام بھی شامل ہیں اس کے علاوہ ہمارے سیاستدان، بیوروکریٹس بھی بری ذمہ نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔!! ہماری منسٹرینز، سفارتکاران، عدلیہ، دفاعی اعلیٰ حکام کی ان حالات میں بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہیں کہ وہ وطن عزیز کی بقاء و سلامتی کیلئے امریکہ اور اس کے حواریوں کے ساتھ کسی طور نرم گوشہ اختیار نہیں کرنا چاہئے۔۔۔۔سابقہ حکومتوں اور موجودہ حکومت نے امریکا کی مداخلت پر اس قدر توجہ نہیں دی جس قدر انہیں دینی چاہئے تھی یہی وجہ ہے کہ مستقلاً ڈرون حملوں سے لاتعداد پاکستانیوں کی ہلاکت واقع ہوئیں ہیں اور ہو رہی ہیں۔۔۔۔۔۔۔امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے کی ذیلی جماعت بلیک واٹر کی سرگرمیاں بھی پاکستان میں زور پکڑ گئیں۔حالیہ واقعات حکومت کی نا اہلی اور امریکی پشت پناہی کو ظاہر کرتی ہیں کہ چھ امریکیوں کی خفیہ حرکات کی بناء پر پاکستان کی محافظ اور قابل ایجنسیوں نے ان کے ارادوں کو خاک میں ملا ڈالا اس کے بعد امریکہ کی سی آئی اے کی ایک فرنٹ آرگنائزیشن (بلیک واٹر) کے سرگرم عہدیدار ریمنڈ ڈیوس پاکستان میں خفیہ کام پر معمور تھا کہ قدرتی طور پر اس سے ایسی حماقت واقع ہو گئی جس سے اس کا

چہرہ فاش ہوگیا اور پاکستان کی پولیس اور خفیہ ایجنسیوں نے اس کے بائیو ڈیٹا جمع کرنے شروع کیئے تو معلوم ہوا کہ یہ ایک کروڑ تنخواہ پر تعینات یہ شخص پاکستان میں بلیک واٹر کے جال پھیلائے بیٹھا تھا اور پاکستان کی تمام خفیہ راز دشمن وطن کو فراہم کیئے جارہے تھے، یاد رہے کہ اس قدر مشاہرہ امریکہ کے کسی بھی ممبر، سینیٹر یا بڑے عہدیدار کو حاصل نہیں۔ اس واقعے کے بعد جب پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں نے تحقیق کا دائرہ وسیع کیا تو انہیں امریکی کونسلیٹ کی جانب سے ایک لسٹ فراہم کی گئی جس میں امریکی کونسلیٹ سے تعلق رکھنے والے تمام افراد شامل تھے لیکن اس میں ریمنڈ ڈیوس کا نام شامل نہ تھا اور امریکہ کہہ چکا تھا کہ یہ ہمارا کونسلیٹ کا ملازم نہیں ہے۔ جب بات آگے بڑھی تو امریکہ نے ریمنڈ ڈیوس کو تحفظ کی خاطر دوسری لسٹ تیار کی جس میں ریمنڈ ڈیوس کا نام داخل کیا گیا اور اسے امریکی کونسلیٹ کا ملازم ظاہر کیا یہ دونوں دوستاویز ہمارے ایماندار، سچے، محافظ حفیہ ایجنسی کے عہدیداروں کے پاس موجود ہیں۔ امریکہ کا دعویٰ ہے کہ ریمنڈ ڈیوس سفارتی حوالے سے استثنیٰ کا حق رکھتا ہے جبکہ دنیائے تاریخ بتاتی ہے کہ کسی بھی سفارتی عہدیدار یا ملازم کو قانونی، اخلاقی طور پر یہ کسی طرح حق حاصل نہیں کہ وہ قانون کو ہاتھ میں لیتے ہوئے وہاں کے شہریوں کو قتل کر ڈالے۔۔۔ امریکہ بھول گیا کہ اس نے بلا جواز کتنے پاکستانیوں کو قید و سلاسل کیا ہوا ہے اور کتنوں کو پھانسی پر لٹکایا وہ بھول گیا کہ اس نے دہشت و بربریت کے

نام پر کتنے بے گناہوں کو گوانتانامو بے کیوبا میں انسان سوز سزاؤں کا ارتکاب کیا، کہاں چلی گئی تھی انسانیت، اخلاقیات اور مذہبی اصول و ضوابط ۔۔۔۔ اس لیے کہ وہاں قیدی مسلم تھے ۔۔۔۔ وزیر داخلہ شاہ محمود قریشی نے سچے مسلمان اور پاکستانی ہونے کا ثبوت پیش کیا اور انھوں نے بقائے وطن، بقائے عزتِ عوام کی خاطر نہ جھکے، نہ بکے۔

یہ حقیقت ہے کہ امریکہ پاکستانی حکومت کو ہر انداز سے دباؤ میں ڈالے ہوئے ہے کہیں دھونس و دھمکی دے رہا ہے تو کہیں لالچ و مراعات کی چمک دکھا رہا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ حکومت کس تدبیر کو استعمال کرتی ہے، آیا اس کیس کو امریکہ کی طرح سالوں سال گھسیٹتی ہے یا فی الفور حل کرا کے ریمنڈ ڈیوس کو آزاد کراتی ہے۔۔۔

حکومت وقت کو یاد رکھنا چاہئے کہ امریکہ ہو یا اس کے حواری کسی نے بھی اپنی عدلیہ کے معاملہ میں مداخلت نہیں کی اور بے قصور ہونے کے باوجود کوئی رعایت کا مظاہرہ نہیں کیا جبکہ ریمنڈ ڈیوس نے تو سرے عام قتل و غارت گری کا بازار گرم کر ڈالا تھا اور ساتھ میں آئے ہوئے امریکی سفارتکار کے دوسرے اہلکار نے اپنے گاڑی سے پاکستانی شہری کو کچل ڈالا۔ پاکستان اگر آزاد ملک ہے تو اس کیس میں حکومت وقت کو قطعی مداخلت نہیں کرنی چاہئے بلکہ حکومت پاکستان کو اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے تاکہ جن گھرانے کے افراد شہید ہوئے ان کو خون کا بدلہ ضرور دلائیں تاکہ پاکستان میں آئندہ کوئی بھی ممالک سنبھل کر رہے بصورت دباؤ میں آنے پر پاکستان اور پاکستانیوں کے منہ پر تھوکتے

رہیں گے جیسے بے غیرت کی زندگی گزارنے والے لوگ۔۔۔۔۔۔۔ عدلیہ نے اس سلسلے میں وہی کرنا ہے جو دیگر ممالک پاکستانیوں کے فیصلے میں تاخیر کرتے ہیں اور کسی طور پر رعایت نہیں برتے۔۔؟؟

امریکا اور اسلامی ریاستیں

امریکا کی سیاسی حکمت عملی جب نظر ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ امریکا نے سپرپاور بننے کیلئے اسلامی ممالک کو ہمیشہ کرائے کا بکرا بنایا اور مسلم دنیا کو ان کا ہمدرد دوست ظاہر کرکے اپنے مفادات کو حاصل کرتا رہا۔ پاکستان بننے کے بعد اس نے جنگ پر اکسایا اور پھر پس پشت بھارت کی ہی اعانت کی اور ایسے حالات میں پاکستان کو تن تنہا چھوڑ دیام بلآخر پاکستان اپنے ایک حصے سے محروم ہوگیا۔۔۔ امریکا پوری دنیا میں سپرپاور بننا چاہتا تھا اس لیئے اس نے اپنے مد مقابل دوسرے سپرپاور روس کی طاقت کو ختم کرنا تھا اس کیلئے اسے ان ممالک کی مدد چاہیئے تھی جو روس کے قریب تر تھے ان میں افغانستان، ایران، عراق اور پاکستان شامل تھے ، امریکا نے ان ممالک سے مشروط بنیاد پر تعاون حاصل کیا کہ کامیابی پر وہ ان ممالک کو معاشی و اقتصادی تعاون سے ترقی کی راہ کھولے گا لیکن ہوا اس کے برعکس کیونکہ امریکا کو ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے کہ اس نے کبھی بھی مسلم ممالک کو پنپنے نہیں دیا بلکہ اسے اپنی راہ کیلئے ہمیشہ استعمال کیا اور مسلم ممالک لالچ اور غلط فہمی میں اس کا آلہ کار بنتے رہے بعد یہ انہیں ہی تباہی کے دھانے پر لے آتا رہا۔۔۔ امریکا یہ سمجھتا ہے کہ اس کی طاقت کے بڑھوار اسلامی ممالک کے وہ خزانے ہیں جن سے وہ اپنی معیشت کو تقویت پہنچا

سکتا ہے اسی لیئے اس نے سب سے پہلے اپنے سامنے کھڑے ہونے والے طاقت ور ملک روس کو ان ہی مسلم ممالک کے ذریعے ٹکڑے ٹکڑے کرادیئے اور اسے معاشی و اقتصادی میں مفلوج بنادیا ،اس سلسلے میں اس نے پاکستان، افغانستان، عراق اور کویت اور سعودی عرب کی مدد حاصل کی گو یہ اپنے اس مقصد میں کامیاب رہا۔جب یہ تن تنہا دنیا میں اکیلا سپر پاور بن گیا تو اس نے اسلامی ریاستوں میں پائے جانے والے معدنی ذخائر کو ہتھیانے کیلئے پہلے انہیں آپس میں لڑایا جیسے عراق و ایران کی جنگ، عراق و کویت کی جنگ، عراق و سعودی عرب کی جنگ وغیرہ پھر ان کے تحفظات کو ایشو بناتے ہوئے ان ممالک میں اپنی فوجیں داخل کی اور سیکیورٹی کی بنیاد پر مسلم ممالک سے بھاری بھر کم مالی مدد بھی حاصل کی اس میں معدنیات شامل تھیں اور اس طرح مسلم ممالک کی معیشت پر بھی قبضہ حاصل کرلیا اور پھر اپنے استعمال شدہ مسلم ممالک کے حکمرانوں کے خلاف سیاسی شورش اور بغاوت پھیلادی اور بعد انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔جب اس نے دیکھا کہ وہ مسلم ممالک میں اپنے پنجے صحیح طور پر نہیں گاڑ پارہا ہے تو اس نے اپنے ہی ملک میں ایک بہت بڑی دہشت گردی کا کھیل رچایا وہ کھیل تھا نائن الیون۔۔۔اس تمام سیاسی چالوں میں امریکا میں بیٹھے یہودیوں شامل تھے جو پس پشت اس کھیل کی کمانڈ کررہے تھے۔۔۔۔حیرت و تعجب کی بات تو یہ ہے کہ یہ تمام الزام مسلمانوں کے سر تھوپا گیا جبکہ تحقیق یہ بتاتی ہے کہ ورکنگ اوور میں ٹریڈ ٹاور میں اس روز تمام یہودی و عیسائی چھٹی پر تھے اور صرف آٹے میں نمک

کے برابر عیسائی اور دیگر قوم کے ملازم ڈیوٹی پر آئے تھے۔ دنیا کو یاد ہے اور تاریخ بتاتی ہے کہ اسامہ بن لادن روس اور افغانستان کی جنگ میں امریکی ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا تھا جب امریکا نے اپنا مشن مکمل کرالیا تو اسے خود سے غائب کرا کے اسے دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد قرار دیا اور اس کی تلاش میں اسلامی ممالک پر دھاوا بول دیا جبکہ اسامہ بن لادن اور اس کے ساتھیوں کا حقیقی معنوں میں پتہ نہیں کہ آیا زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔۔۔!!! لیکن آج تک امریکا اس اشو کے تحت مسلم ممالک کو بلیک میل کرتا چلا آ رہا ہے۔۔۔۔۔ حقیقت تو یہ ہے کہ چیئرمین ماؤزے تنگ نے جو اپنے سوئے ہوئی قوم کو جھنجھوڑا تو وہی قوم جو افیون کے نشے میں ڈوبی ہوئی رہتی تھی وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ترقی کی بلندیوں کو پار کرنے لگی اور رفتہ رفتہ یہ چینی قوم دنیا کی معاشی، سیاسی، جنگی اور متحد قوم بن کر اٹھی ہے اور سپر پاور کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے امریکا بوکھلا گیا ہے اور اس نے لومڑی کی عیاری و مکاری کو اپناتے ہوئے مسلم دنیا کے سیدھے سادھے حکمرانوں کو بے وقوف بنانا شروع کیا بظاہر ہمدرد و اپنائیت دکھا کر انہیں ہی یرغمال کی حالت میں لے آیا۔ پہلے پہل اس کا دائرہ واردات وہ مسلم ممالک تھے جن میں پہلے ہی سے سیاسی انارکی پھیلی ہوئی تھی اسی سیاسی غیر استحکام کی بنیاد پر اندرونی طاقت کو ذائل کرتے ہوئے اپنے مہرے بٹھاتا چلا گیا اور مسلم دنیا کو نہ تلافی نقصان میں ڈال دیا۔ امریکا روس کی طرح چین کا بھی تباہ کرنا چاہتا

ہے جو اس کیلئے سب سے بڑا کانٹا ہے اسی لیئے یہ بوکھلاہٹ میں دنیا بھر میں سرے عام خاص کر مسلم ممالک میں دہشت و وحشت پھیلاتا چلا آ رہا ہے اور چاہتا ہے کہ چین کو تباہ کرنے کیلئے مسلم دنیا کو استعمال کرے، ان ہی منصوبوں کے تحت اس نے چین کے اطراف مسلم مملکت میں اپنے ایجنٹ حکمراں بٹھا دیئے ہیں مگر ان ممالک کی مسلم عوام کے دباؤ کے تحت اس کا یہ خواب جلد پورا ہوتا ہوا نظر نہیں آ رہا ہے۔ آج کل مصر میں سیاسی و معاشی انارکی امریکا کی ہی پھیلائی ہوئی ہے اب اس کے منصوبوں میں عرب ممالک کو کمزور ترین کرنا ہے تاکہ تمام عرب ممالک کی دولت سمیٹ لے کیونکہ اس جنگوں کی بنیاد پر امیرکا شدید معاشی و اقتصادی بحران سے دوچار ہے اسی لیئے یہ کمزور مسلم ممالک کو ہڑپ کرنے کا خواب دیکھ رہا ہے، لیکن اب دور تبدیل ہوتا جارہا ہے مسلم ممالک میں پاکستان، ایران ایٹمی طاقت بن چکے ہیں اور کچھ بن رہے ہیں، عنقریب دنیا دیکھ لے گی کہ مسلم مملکت اپنی بقاء کیلئے ایٹمی تجربات سے گزر جائے گی کیونکہ مٹانے والے خود ہی مٹ جاتے ہیں اور امریکا نے دنیا میں دہشت اور بد معاشی کی حدود پار کرلی ہے۔ اگر اب بھی مسلم ممالک نے امریکا کی مکاری و عیاری کے جال سے نہ بچے تو یہ انہیں برباد کرکے ہی چھوڑے گا۔ آپ کو یاد ہے کہ اگر آپ کے پیچھے کوئی کتا لگ جائے تو آپ اسے پتھر اٹھا کر ماریں یا ڈنڈا ماریں تو وہ آپ سے ڈر کے بھاگ نکلے گا اسی طرح مسلم ممالک کو اب امیریکا کو ڈانڈا دکھانا پڑے گا یہ ڈنڈا مسلم یکجتی اور ایٹمی طاقت ہے جب مسلم ممالک

کے حکمراں اور عوام اپنی عیاشیوں کو ختم کرکے حقیقی معنوں میں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیں گے تو کسی بھی غیر مسلم کی مجال نہ ہوگی کہ وہ مسلم دنیا پر میلی نظر ڈالے میں دیکھ رہا ہوں کہ ایسا وقت آ رہا ہے جسمیں مسلم ممالک کے حکمراں اگر یہود و نصارا، کا آلہ کار بنے تو اس مسلم ملک کی عوام خود ایسے حکمرانوں کو سرے عام پھانسے پر لٹکا دیں گے۔ انشاء اللہ ضرور ہوگا۔۔۔۔ ! ! !

فنون لطیفہ کی عہد ساز شخصیت معین اختر

سورج ہوں زندگی کی دھمک چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

پاکستان کے صدارتی ایوارڈیافتہ اور ستارہ امتیاز معین اختر آپ ۴۲ دسمبر ۰۵۹۱ء میں پیدا ہوئے جبکہ آپ ۲۲ اپریل ۱۱۰۲ء کو ۰۶ سال کی عمر پا کر اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے (ان للہ وان الیہ راجعون)۔آپ کئی عرصہ سے دل کے مرض میں مبتلا تھے، آپ نے ۶ ستمبر ۶۶۹۱ء کو کراچی ٹیلیویژن سینٹر سے باقاعدہ اپنے کیریئر کا آغاز کیا، آپ کو کئی زبانوں پر مکمل دسترس حاصل تھی جن میں انگریزی، اردو، پنجابی، بنگالی، سندھی، پشتو، گجراتی، میمنی شامل ہیں۔ معین اختر پاکستان کے نہایت قابل پڑھے لکھے فنکاروں میں شمار کیئے جاتے تھے، آپ بین القوامی سطح پر خاص مقام رکھتے تھے، آپ کا انداز مختلف اور جداگانہ تھا، آپ نے بہت ہی کم وقت میں نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر شائقینوں کے دل میں گھر بنالیا تھا۔ آپ اردو ادب، شاعری کے فن سے بھی آراستہ تھے۔ آپ نے طنز ومزاح میں جو مقام پیدا کیا وہ ہمیشہ زندہ جاوید رہے گا۔ آپ کی آواز صاف اور بہت خوبصورت تھی اور آپ کا انداز ادائیگی اُس سے بھی کہیں زیادہ اعلیٰ تھا۔ معین اختر نے اپنے کیریئر میں اسٹیج، ٹیلیویژن اور فلم میں ایک خاص

مقام پیدا کیا جس کی مقبولیت وقت کے گزرنے کے ساتھ بھی کم نہ ہوئی۔آپ نے امریکا کی فلم انڈسٹری ہالی ووڈ میں اردو ڈبنگ میں بھی کام کیا۔انور مقصود اور بشریٰ انصاری کے ساتھ پاکستان ٹیلیویژن کراچی سینٹ سے مختلف اسٹیج شو کیئے۔اسٹیج شو میں معین اختر اور عمر شریف کی جوڑی بہت مقبول ثابت ہوئی۔ان کے مشترکہ ڈراموں میں بکرا قسطوں پے، بڈھا گھر پے ہے نے ریکارڈ بزنس کیئے۔پاکستان ٹیلیویژن میڈیا کی تاریخ ہے کہ سب سے پہلے اگر کسی مرد فنکار نے عورت کا کردار ادا کیا تو اس میں معین اختر کا نام سر فہرست آتا ہے، معین اختر کا ڈرامہ روزی نے سب کو حیرت میں ڈال دیا اور ناظرین یہی سمجھے کہ آیا یہ کوئی فیمیل آرٹسٹ نے پرفارم کیا ہے۔ معین اختر اپنے کردار کو اس قدر ڈوب کر ادا کرتے تھے کہ حقیقت کا گمان رہتا تھا کیونکہ وہ اپنے کام میں انتہائی مخلص و سنجیدہ ہوتے تھے۔ معین اختر نے بگڑتے ہوئے معاشرے اور حکومتی غلط پالیسیوں پر مزاح ہی مزاح میں مثبت تنقید بھی بہت کی تھیں۔انور مقصود اور معین اختر سے اے آر وائی ٹیلیویژن کے چیئرمین حاجی عبد الرؤف کی ذاتی محبت اور لگاؤ کی بناء پر ان فنکاروں نے اے آر وائی نیٹ ورک کیلئے ایک طنز و مزاح برائے مثبت تنقید کا پروگرام شروع کیا جس کا نام لوز ٹاک تھا جس نے پورے نیٹ ورک میں سب سے زیادہ مقبولیت حاصل کی اور اس کے ۴۰۰ پروگرام آن ایئر ہوئے۔اے آر وائی نیٹ ورک کے چیئرمین حاجی عبد الرؤف نے معین اختر اور انور مقصود کو فن کار کی حیثیت نہیں دی بلکہ انہیں اپنی

فیملی کا ایک حصہ سمجھا یہی وجہ ہے کہ ان دونوں نے بھی ۲۰۰۰ء سے اے آر وائی نیٹ ورک کے ساتھ جڑ گئے اور آخری دم تک ساتھ رہے، لوز ٹاک پاکستان کی تاریخ کا یہ واحد طنز و مزاح کا پروگرام ہے جس کے ۴۰۰ پروگرام نشر ہوئے، معین اختر نے لوز ٹاک کو اپنی زندگی کے آخری وقت تک کام کیا۔ آج معین اختر ہمارے درمیان نہیں لیکن ان کے بیش بہا پروگرام ان کی یاد دلاتے ہیں گے، لیکن ان کی جگہ کوئی پر نہیں کر سکتا۔ اللہ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

پاکستانی فوج، حکومت اور عوام

ہم سن ۲۰۱۱ء کے اوائل میں سے گزر رہے ہیں آج کے اپنے اس کالم جس کا موضوع پاکستانی فوج، حکومت اور عوام رکھا ہے ،اپنے اس عنوان کی وضاحت کیلئے میں نائن الیون کے بین الاقوامی سازشی پلان سے ابتدا کرونگا کیونکہ اس سازش میں چار ممالک خاص کر شامل تھے جن میں امریکہ، بھارت، اسرائیل اور برطانیہ تھا، ان کی نہ صرف حکومت بلکہ تمام ایجنسیاں اس سازش میں اہم رول ادا کرنے کے ساتھ ساتھ بڑی متحرک بھی تھیں لیکن ان کی عوام ان حکومت اور ان ایجنسیوں کے معاملات سے قطعی لاعلم تھی، اس سازش کا عین مقصد مسلمانوں کو پوری دنیا میں دہشت گرد، مجرم، ظالم و فاجر اور مذہب اسلام کی حیثیت کو مسخ کرنا تھا۔ آخر ان ممالک کو نائن الیون کا پلان کیوں سوجھا۔۔؟ آیا ایسے کیا محرکات تھے کہ ان ممالک کو بین الاقوامی دہشت گردی، ظلم و ستم کو اپنا کر کمزور ممالک کو تباہ و برباد کر ڈالنا تھا۔؟ ان سوالات کے جوابات موجود ہیں مگر بیان کرنے سے نجانے کیوں مسلمان ممالک قاصر۔۔۔!! درحقیقت تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب تک مسلمان حکمران اور عوام نے اللہ اور اس کے آخری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر سختی سے اپنی زندگی میں اپنائے رکھا تو مسلم سپہ سالاروں نے قلیل تعداد اور قلیل ہتھیار کے باوجود یہود و نصارا اور کفار کا قلع قمع کر ڈالا اور

اللہ نے انہیں فتح و نصرت سے نوازا۔ پھر جب ایسے حکمراں بھی آئے جن کے نزدیک طلب وزر، متاع و عیش مقصد بنا تو وہ اپنے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی نسل کو بھی دشمنان اسلام کے ہاتھوں شکست سے دوچار کیا۔ اسلام دنیا کے تمام مذہبوں میں واحد سچا اور پر امن مذہب ہے، اسلام میں جنگ کے دوران بھی اخلاقی اقدار پر پابند کیا گیا ہے ان میں بوڑھے، بچے، خواتین اور بیماروں سے قطعی حملوں سے روکا گیا ہے بلکہ یہاں تک حکم دیا کہ انہیں دوران جنگ پر امن جگہ منتقل کر دیا جائے تاکہ جنگ کے دوران کو بھی نا حق یعنی بوڑھے، بچے، خواتین اور بیمار زد میں آئیں۔ اسلام نے سب سے زیادہ جن امور پر زور دیا ان میں تعلیم، تجارت اور جنگی ساز و سامان شامل ہیں، تعلیم کا حکم اس لیئے دیا کہ ہر مسلمان شخص علم و ادب سے آراستہ ہو جائے اور اللہ کی نعمتوں تک علم کے ذریعے رسائی حاصل کرلے موجودہ دور میں ہم مسلمانوں کو پیچھے اس لیئے دیکھتے ہیں کہ مسلمان علم سے دور ہوتا جا رہا ہے مانا کہ مسلمانوں کو یہود و نصارا دور رکھنا چاہتے ہیں لیکن وہ کون سے عناصر کارفرما ہیں جو ان کے آلہ کار ہم میں سے ہیں جب تک ان کی پہچان کرکے انہیں بے نقاب نہ کریں گی اس وقت تک یہ آلہ کار مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے رہیں گے۔ پاکستان میں ان آلہ کار کی نشانیوں میں ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ اپنی قوم کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کرکے حق اور انصاف کی باتیں کرتے ہیں اور اپنی ہی قوم کی طاقتوں کو کمزار کرکے اپنے ماتحت بناتے ہیں۔ ان ہی پر ظلم کرکے انہی کی

دولت لوٹتے ہیں، انتخابات میں قتل و غارت گردی اور دہشت پھیلا کر زبردستی ووٹ حاصل کرتے ہیں، تاجروں سے بھاری بھتہ وصول کرتے ہیں، عوامی خدمات کی بنیاد بناتے ہوئے صدقہ، خیرات و فطرہ تک نہیں بخشتے۔ عوام الناس سے حاصل دولت انہیں یہود و نصارا کی بینکوں میں بیرونِ ملک منتقل کردیتے ہیں، ان میں حکومت کے شامل نمائندگان بھی ہوتے ہیں تو بظاہر حزب الاختلاف بھی ۔۔۔۔۔

سندھ میں سیاسی بیانات اور عوام کی لاشوں کے انبار

پاکستان کا المیہ رہا ہے کہ جب بھی پاکستان میں سیاسی جماعتوں نے حکومتیں بنائی ہیں آپس میں سیاسی اختلافات کے باعث حالات کو بگاڑتے ہوئے فائرنگ، دھماکے، جلاؤ گھراؤ، لوٹ مار اور ٹارگٹ کلنگ کے ذریعے صرف عام عوام کو ہی شہید کیا جاتا رہا ہے ۔۔۔۔۔پاکستان کی تمام سیاسی پارٹیوں نے عوام الناس کی بہتری کیلئے ملکی حالات کو کبھی بھی سازگار بنانے کیلئے کبھی بھی سنجیدہ کوششیں نہیں کیا بلکہ پارٹی کے مفادات اور اپنی طاقت کے اظہار کیلئے ہمیشہ فائرنگ، جلاؤ و گھیراؤ اور عوامی املاک کو خاکستر کرنا ان کا مشغلہ رہا ہے۔۔۔۔۔ گزشتہ دنوں سندھ کے سابق وزیر داخلہ کے بیانات کے سندھ میں انکار کی کا عمل پیدا کردیا تھا اور اب پھر ایک نجی تقریب میں دوبارہ اسی عمل کو دوہرایا گیا جس سے کراچی سمیت سندھ بھر میں متحدہ قومی موومنٹ کی کال پر سندھ بلاک ہوگیا، ان حالات میں روز کمانے والے مزدور فاقہ کشی کا شکار رہے۔۔۔ سندھی، پنجابی، پشتو، مہاجر، سرائیکی، بنگالی اور دیگر زبانوں، قوموں سے تعلق رکھنے والے پاکستانی سیاستدانوں کی سیاسی چالوں، سیاسی کشتیوں، سیاسی کلابازیوں سے براہ راست اثر انداز ہوتے ہیں کیونکہ حالات کے بگاڑ میں کبھی بھی کوئی سیاسی لیڈر نہ مرتا ہے اور نہ زخمی ہوتا ہے بند کمروں میں بیانات یا گارڈوں کے تحفظ میں اظہار خیالات

دینا بہت آسان ہے مگر ان بیانات اور خیالات کا برا اثر عوام پر گزرتا ہے حیرت تو اس بات کی ہے کہ اسی عوام سے حاصل کرنے والے ووٹ کی بناء پر حکومت میں آتے ہیں اور پھر ایک طویل لوٹ مار کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا ہے جسے کم ملتا ہے وہ چیخ و پکار کرکے اس پارٹی کو بدنام کرنے پر تل جاتا ہے مگر حقیقت تو یہ ہے کہ کوئی بھی عوام کیلئے مخلص نظر نہیں آتا۔۔۔پاکستان ہے تو ہم سب ہیں ، پاکستان نہیں تو کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ حقیقت تو یہی ہے کہ پاکستان کو مضبوط کرنے کیلئے سب اپنے اپنے اختلافات کو بھلا کر یکجہتی کے ساتھ ملی خدمات کو جتھ جائیں تاکہ بنیادی مسائل کو خاتمے کو یقینی بنایا جاسکے، ایک دوسرے کا احترام کے ساتھ انہیں اختیارات کر ساتھ شامل کیا جائے اور ہر پارٹی اپنے اپنے دائرے میں رہتے ہوئے عوامی فلاح و بہبود میں کوشاں رہے۔۔۔۔ سیاسی اشتعال انگیز بیانات پر ہر پارٹی اپنے نمائندوں کو سختی سے پابند رکھے سیاسی اختلاف کو احسن انداز میں حل کیا جائے اور ان اختلافات کو عوام سے دور رکھا جائے تاکہ عوام کو تحفظ کا احساس رہے۔ اگر ایک دوسرے کو نیچا دکھانا مقصود ہو تو ان حالات میں قیامت تک کوئی بھی سیاسی جماعت بہتر حکومت نہیں کر سکتی، ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے سے عوام میں سیاستدانوں اور ان کی پارٹیوں سے اعتماد ختم ہوتا جارہا ہے ، شائد مستقبل قریب میں عوام سب کو رد کردیں ۔۔پاکستان آج کل بیرونی ہاتھوں کی سازش کا شکار ہے آئے روز خود کش حملوں اور بم بلاسٹ کی زرد میں ہے ایسے حالات میں تمام سیاسی

جماعتوں کو ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے اشتعال انگیز بیانات سے پرہیز کرنا چاہیئے، کیونکہ جذبات میں ہوش کھو جاتے ہیں اور تحمل مزاجی میں عقل کام کرتی ہے، ہمارے سیاستدانوں کو ترقی و کامرانی کی منازل پر اس ملک کو پہنچانا ہے نہ کہ بیروت و فلسطین۔؟؟؟ ہمارا نظام حقیقی طور پر فرسودہ اور ناکارہ ہے اس نظام کو واقعی تبدیل کرنے کی شدید ضرورت ہے، اس کیلئے تمام سیاسی پارٹیوں کو اپنے درمیان پائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرنا لازم ہے تاکہ سب یکجا ہو کر ایک بہتر کامیاب نظام رائج کریں جس میں عوام الناس کی فلاوح و بہبود کا عنصر واضع ہو اور یہ جدید خطوط پر استوار کیا گیا ہو اسے کمپیوٹرائز کیا گیا ہے تاکہ لوٹ مار، غبن، اختیارات کا ناجائز استعمال کا سختی سے احتساب بر وقت موجود ہو۔۔۔۔ ملکی حالات سیاستدانوں کے بیانات سے براہ راست تعلق رکھتی ہے، بہتر ہے کہ ہوش میں رہتے ہوئے ایسے بیانات سے اجتناب کرنا چاہیئے جس سے حالات میں بگاڑ پیدا نہ ہو۔۔۔۔ پاکستان کے دشمن ممالک یہی چاہتے ہیں کہ پاکستان کے سیسی ڈھانچے کو استحکام حاصل نہ ہوسکے اور یہ یکجا ہو کر ملکی ترقی و کامرانی کی جانب گامزن نہ ہوں اگر پاکستانی سیاستدانوں میں اتفاق پیدا ہوگیا تو یقینا یہ مل جل کر اس ملک کی ترقی کیلئے مصروف عمل ہوجائیں گے اور پھر انہیں دیگر ممالک سے قرض لینا نہیں پڑے گا یہ کیسے گوارا ہے دشمنان پاکستان کو کہ پاکستان مستحکم ہو یہ بات پاکستان کی سیاسی جماعتوں کو خوب سمجھ لینی چاہیئے اور دشمنان پاکستان،

کے عزائم کو بھانپتے ہوئے ایسے عوامل سے اجتناب کرنا چاہیئے جس سے ایک دوسرے کی دل آزاری نہ ہو اور غریب عوام کی لاشوں کے انبار نہ بنیں ۔۔۔۔۔۔!!! ہمارے سیاستدان کب سوچیں گے ؟؟؟۔۔۔ہمارے سیاستدان کب سوچیں گے ؟؟؟۔۔۔ہمارے سیاستدان کب سوچیں گے ؟؟؟ ☆☆☆

موجودہ حالات میں حکومتی حزب جماعت اور حزب اختلاف کا کردار

۱۸ فروری ۲۰۰۸ء کو ہونے والے موجودہ الیکشن کے نظام سے بنے والی حکومت نے عوامی مینڈیٹ کو بھاری اکثریت سے حاصل کرتے ہوئے ایک بڑی جمہوری کامیابی سے ہمکنار کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابتدائی دور میں مسلم لیگ نون ، متحدہ قومی موومنٹ اور عوامی نیشنل پارٹی نے پاکستان پیپلز پارٹی سے الحاق کرتے ہوئے صوبائی اور وفاق میں حکومتیں بنائیں۔۔۔۔۔۔۔ہم آہنگی کے اختلاف اور دیگر امور کے بار بار ٹکراؤ کے سبب ان جماعتوں میں آگے ساتھ بڑھنے کی سکت نہ رہی ،ہر پارٹی یہی چاہتی تھی کہ وہ دور حکومت سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرے لیکن حکومت وقت نے ان کی حدیں شائد مخصوص کر رکھی تھیں اسی وجہ سے پیپلز پارٹی نے سب کو اپنی اپنی حدود میں ساتھ لیکر چلنے کا ارادہ کیا اور جب تک یہ جماعتیں ساتھ تھیں اس وقت تک پاکستان پیپلز پارٹی نے انہیں بھی نوازا۔۔۔۔۔صدر آصف علی زرداری نے ہمیشہ کوشش رکھی کہ سیاسی معاملات کو گفت و شنید کے ذریعے ہی طے کیا جائے اور سب کو اپنا اپنا حصہ ملتا رہے تاکہ حکومت اپنی منزل کی جانب احسن طریقے سے گامزن رہے لیکن شائد دیگر سیاسی پارٹیوں کو یہ مشورہ مناسب نہیں لگا اور انھوں نے جلد بازی دکھائی، پاکستان مسلم لیگ نون نے کچھ ہی عرصہ میں علیحدگی کا اعلان کیا اور پھر ایک سیاسی مخالفت کا علم بلند کر ڈالا لیکن

یہ کامیابی کی طرف نظر نہیں آتے شائد سابق صدر مشرف سے ساز باز کرکے سعودی عرب میں جابسنا ان کے لیئے سیاسی موت کا باعث ثابت ہو رہا ہے اس کے علاوہ آئے روز پنجاب حکومت میں کرپشن اور ظلم و ستم کے واقعات میڈیا میں عیاں ہوتے رہے ہیں اور حکومت پنجاب اپنی رٹ قائم کیئے ہوئے ہے کہ انہیں جمہوری حق دیا جائے جبکہ یہ ایک صوبہ میں حکومت کر رہے ہیں اگر پنجاب میں جہاں کی عوام نے انہیں ایک اور موقع دیا ہے تو مسلم لیگ نون کو چاہیئے کہ وہ اپنے اس دور حکومت میں پنجاب کی عوام کیلیئے عوامی فلاح و بہبود کے کام پر زیادہ توجہ دیتے ہوئے عملی جامع پہنائیں نہ کہ سیاسی جنگ و جدل میں وقت گزار دیں ۔۔۔۔۔اگر مسلم لیگ نون کے قائد میاں نواز شریف عوام کو نہتا چھوڑ کر اپنی جان بچانے کیلیئے ملک سے باہر چلے گئے تو یہ ایسا نہ کرتے تو ممکن ہے پاکستان کی عوام انہیں قید سے آزادی دلادیتی دوسرے لفظ میں یہ عوام سے قریب تر نہیں کہ انہیں عوام کے ان جذبات اور طاقت پر یقین نہیں ۔۔۔۔ جلسہ و جلوسوں میں تو بہت کہا جاتا ہے کہ میں عوامی خدمتگار ہوں ، عوامی نمائندہ ہوں لیکن جب مصیبت آن پڑ جائے تو کہاں کی عوام اور کہاں کا ملک ؟؟؟؟اگر یہ حالات کا مقابلہ اپنے ہی ملک میں رہتے ہوئے کرتے تو یقینا عوام انہیں کال کوٹھری سے بھی باہر نکال لیتی کسی بھی لیڈر کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اپنی جان بچانے کے خاطر عوام کو اکیلا چھوڑ دیں ، لیڈر وہی ہوتا ہے جو ہر قیمت، ہر حالات اور ہر وقت اپنی عوام سے جڑا ہو اور اپنے ملک میں رہتے ہوئے اپنی

عوام کے درمیان رہے۔۔۔۔۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں چند ایسے سیاستدان گزرے ہیں جنھوں نے عوام کے درمیان اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے اور وہ ہمیشہ امر ہو گئے ہیں ان میں شہید لیاقت علی خان، شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید بینظیر بھٹو وغیرہ۔۔۔۔ میں اپنے گزشتہ کالموں میں پاکستانی سیاسی حالات کے تحت نئے پلان بیان کرچکا ہوں جس میں نظام کی تبدیلی لازمی ہے اور اس ایسا نظام مروج کیا جائے جس میں کسی بھی غلطی کا امکان نہ پایا جائے جو سب کیلئے اور بالخصوص عوام کیئے سومند ثابت ہو میرے مشوروں اور مسودوں میں کمپیوٹرائز نظام کو ووٹنگ کے وقت، اندراج ڈیتا اور، نادرا کے کمپیوٹر سے مروج ہو، اس کے ساتھ ساتھ انتظامی امور جن میں محکمہ پولیس، محکمہ خفیہ تحقیقات، عدلیہ وغیرہ شامل ہیں ۔۔۔۔۔۔ پولیس کے محکمے میں نفری کم کردی جائے لیکن جدید اسلحوں، گاڑیوں، پر کشش مشاہروں، علاج و معالجہ، گھر، فیول اور دیگر مراعات دی جائیں تاکہ ذہنی و نفسیاتی طور پر ملک و قوم کی خدمت میں سرشار نظر آئیں، تقرر کے وقت کم از کم تعلیم گریجویٹ، نفسیاتی جانچ پڑتال رکھی جائے اور تھانوں کو کمپیوٹرائز کرکے نیٹ ورک کردیا جائے تاکہ ایک تھانہ دوسرے تھانہ کی رپورٹ سے آگاہ رہے اور بر وقت عدلیہ میں کیفیت بھی جان سکے۔۔۔ ان تمام مشوروں اور بیانات سے اب لگتا ہے کچھ بھی حاصل نہیں کیونکہ موجودہ دور حکومت اور دیگر سیاسی پارٹیوں نے پاکستانی عوام اور ووٹرز سچائی اور خلوص کا رشتہ ختم کرڈالا ہے قطع نظر اس بات کے کہ انہیں دوبارہ بھی ان

ہی عوام کے پاس جاتا ہے اور ووٹ حاصل کرنے ہیں ، پاکستانی سیاست ، سیاسی کرائم کی اس حد تک پہنچ گئی ہے جہاں اسے نہ ووٹرز کی مجبوری رہی اور نہ عوام کی سپورٹ کیونکہ موجودہ نظام اور اب کمشنری نظام میں الیکشن کے دن کرپٹ سیاستدان اپنے تابع بیوروکریٹس سے مکمل نا جائز استفادہ کرتے ہیں اور ریاستی طاقت کے تحت اپنے من پسند امیدواروں کا کامیاب کرتے ہیں ۔۔۔۔۔ یوں تو حزب اختلاف آئے روز سیاسی نظام، انتظامی نظام اور دیگر نظام پر نقطہ چینی کرتے رہتے ہیں لیکن جب انہیں اقتدار حاصل ہوتا ہے تو یہی اپوزیشن پارٹیاں انہی حزب جماعت کی طرح کرپشن و لوٹ مار میں ملوث نظر آتی ہیں اپنے دور اقتدار میں نظام کی تبدیلی کو کیوں بھول جاتے ہیں۔۔۔؟؟؟ پاکستانی سیاسی پارٹیوں اور سیاستدانوں کا کردار انتہائی مسخ دکھائی دیتا ہے گویا سیاست قریب سے ہی نہ گزری ہو۔۔پاکستان کی عمر میں آدھی فوجی مارشل لاء اور باقی جمہوریت میں گزری ہے لیکن جب بھی جمہوری حکومتیں بنی ہیں ، سیاستدانوں کا کردار اس جانور کی طرح رہا ہے جو ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے۔۔۔ حیرت اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ فوجی حکومتوں میں عوامی سطح پر کام کیئے گئے جیسے لوکل گورنمنٹ کے اختیارات میں اضافہ کرتے ہوتے نچلی سطح پر سٹی گورنمنٹ کا قیام ، منتخب نمائندوں کو منصب فراہم کرکے عوامی مسائل کو حل کرنے کیلئے ان کی خدمات حاصل کرنا۔۔۔۔۔ موجودہ دور حکومت ایک طرف تو جمہوریت کا علم اٹھائے پھرتی ہے اپنے بلند و بالا جلوسوں اور جلسوں میں عوامی مینڈیٹ کی

باتیں اور احترام کا ذکر کرتی ہے تو دوسری جانب وہ بیوروکریٹس کو منتخب امیدواروں سے زیادہ اختیارات اور ان کے نظام کو رائج کر رہی ہے ان حالات میں حزب اختلاف سیاستدانوں نے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں اور کانوں میں سیسہ ڈال رکھا ہے گویا حکومتی جابرانہ نظام دکھائی نہیں دیتا۔۔۔ یہاں میں صدر پاکستان آصف علی زرداری کی دانشمندی، حکمت عملی، دانائی، سیاسی بصیرت کو مان گیا کہ انھوں نے تمام سیاستدانوں کو کس طرح قابو کر ڈالا، آصف علی زرداری کیلئے یوں تو حزب اختلاف سیاسی جماعتیں ان کی کردار کشی کرتی ہیں لیکن اگے ہی لمحے یہی جماعت صدر پاکستان کے گھٹنے میں بیٹھی نظر آتی ہیں، کبھی کبھی یہ حقیقت کا گماں ہوتا ہے کہ اس سیاسی لشکر میں سب کے سب ایک ہی ہیں کوئی اپنے عیب چھپا کر پارسا بنتا ہے تو کوئی سچائی کے ساتھ اپنے اعمال پیش کر دیتا ہے۔۔۔ حقیقت تو یوں محسوس ہوتی ہے کہ سب کے سب لٹیرے ہیں جو اپنے چہروں میں معصومیت، پارسا، سچا، مخلص کا میک اپ سجائے بیٹھے ہیں۔۔۔ اس حقیقت کو ہم ایوان میں دیکھتے ہیں کہ یہی منتخب کردہ سیاستدان ایوان میں سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کرتے بلکہ اپنی پارٹی کا رونا روتے ہیں اور عوامی مسائل کو در گزر کیئے رہتے ہیں، انہیں تو صرف اور صرف اپنی ذات اور اپنے لیڈروں، کارکنوں کی بقاء کی فکر رہتی ہے، عوام کس حال سے گزر رہی ہے انہیں اس بات کا کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ یہ ہے ہمارے منتخب نمائندوں کا کردار؟

۱۹۴۰ء تا ۱۹۴۷ء کی دھائی میں دو قومی نظریہ پروان پر تھا ایک مسلم اور دوسرا ہندو۔۔۔ اسی نظریہ کی بناء پر پاکستان وجود میں آیا۔۔ یہ وہ دور تھا جب انگریز واپسی کی راہ لے رہا تھا اور یہاں کے مقامی ہندو سیاستدان یہ سوچے بیٹھے تھے کہ ہم اس خطے میں اپنی اجارداری اور طاقت کے بل بلوتے پر حکومت بنائیں گے جس میں مسلمانوں کی حق تلفی کرکے ہوئے انہیں نچلی سطح پر پہنچا دیں گے۔ ہندوؤں کے ان نظریات کو قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنی سیاسی بصارت سے پہچان لیا اور پھر مسلمانوں کے سیاسی ، اقتصادی، مذہبی اور معاشرتی تحفظات کی خاطر ایک الگ پلیٹ فارم بنایا جس کا نام مسلم لیگ رکھا۔اُس وقت کے کچھ مسلم علما، سیاستدان اور بیوروکریٹس نے قائد اعظم کے اس قدم پر تشویش کا اظہار کیا اور اپنی نسبت سے یہ واضع کیا کہ یہاں مسلمان اقتصادی و معاشرتی، مذہبی و ثقافتی پہلو سے پہلے ہی مضبوط ہیں کیونکر ایسے خطے میں جائیں جہاں پر ویرانی و پریشانی موجود ہو اور جو غیر سہولت پر مبنی ہو اور نجانے وہاں کن کن مسائل سے دوچار ہونا پڑے جبکہ یہاں پر شہر ترقی پر گامزن ہیں جہاں مسلمان قوم صنعتوں، کاروبار، تعلیم و صحت اور دیگر معاملات میں بہت بہتر ہیں۔ سر سید احمد خان کی علمی کاوشوں کے سبب بھارت کی اعلیٰ ترین یونیورسٹی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی قائم

ہے جہاں سے ہر سال اعلیٰ ترین طالبعلم فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور اپنے حاصل کردہ علم سے عملی طور پر ایک بہترین شہری ثابت ہو رہے ہیں جس میں تعلیم، سائنس، طبعیات، کیمیا، جغرافیہ، نفسیات، ارضات، فلکیات، علم المذاہب، علم اللسانیات کے علاوہ ٹیکنیکی مہارتوں اور تعلم سے بھی مستفیض کیا جارہا ہے جس میں سول انجینئرنگ، میکنیکل انجینئرنگ، الیکٹریکل انجینئرنگ اور دیگر شعبہ جات شامل ہیں اور اگر ہندو حاکم بھی بنے تو سب سے بڑی اقلیتی جماعت مسلمان ہی ہونگے بہتر یہی ہے کہ علیحدہ ملک کو نہ بنایا جائے بلکہ اسی خطے میں رہ کر اپنے حقوق طلب کیئے جائیں ۔۔۔ لیکن ایک بڑا طبقہ قائد اعظم محمد علی جناح کے نظریات کے ساتھ تھا یہ طبقہ سمجھتا تھا کہ علیحدہ ملک پاکستان جو خالصتاً اسلام کے نام پر معروض وجود میں آرہا ہے جس میں اسلامی اقدار، اسلامی تہذیب، اسلامی روایات اور اسلامی آئین کی بالادستی ہوگی اس میں بانسبت بھارت کے پاکستان میں آزادی سے زندگی گزاریں گے اور اپنی آنے والی نسلوں کو بہتر اور آزاد ماحول میں ایک بہترین مسلمان، پاکستانی اور سود مند شہری بنائیں گے گو کہ لاکھوں کی تعداد میں اُس وقت کے مسلمانوں نے بھارت سے پاکستان ہجرت کی جس میں انھوں نے اپنی املاک، جائیداد، مال واسباب، جانیں، عزتیں قربان کیں، اُن سچے تحریک پاکستان کے مجاہدوں کی قربانی سے پاکستان معروض وجود میں آیا ہے جبکہ جس جگہ پاکستان بنا تھا وہاں پر لوگ انگریزوں کے حکم اور طاقت میں دبے ہوئے تھے یہاں اس قدر تحریک متحرک

نہیں تھی کہ جس میں جانوں کی قربانیاں پیش کی گئی ہوں۔ یہاں کے رہنے والوں کو تحریک پاکستان کی کوششوں کی بناء پر آزادی کا سانس حاصل ہوا، اسی لیئے موجودہ پاکستان کے صوبوں میں ہجرت کرنے والے آباد ہوئے جبکہ بالخصوص سندھ میں قیام زیادہ ہوا۔۔۔ سندھ کے خاندانی لوگوں نے مہاجرین پاکستان کو گلے لگایا اور ان کی مدد میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اُس وقت کے خاندانی و شرفاء جاگیردار جانتے تھے کہ ان قربان کردہ مہاجرین کا بھی وہی حق ہے جو ہمارا ہے کیونکہ ان مہاجرین کے اس خطے کی خاطر اپنا تن من دھن سب کچھ لٹا کر صرف اور صرف پاکستان کے وجود میں قربان کردیا حتیٰ کہ جانوں کی پرواہ بھی نہیں کی۔۔۔ آج بھی پاکستان کے بگڑتے سیاسی حالات میں سندھ کے خاندانی و شرفاء مہاجرین پاکستان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور انہیں اپنا بھائی سمجھتے ہیں کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ ان کا مرنا جینا ان کے ساتھ ہے۔۔۔۔۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد قائدِ اعظم محمد علی جناح کو اللہ نے صرف ایک سال بعد ہی اپنے پاس بلا لیا۔۔۔ مفتی تقی عثمانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے خواب میں بشارت دی کہ تم محمد علی جناح کی نمازِ جنازہ پڑھانا، اسی لیئے تاریخ گواہ ہے کہ جب قائدِ اعم محمد علی جناح کا جنازہ رکھا ہوا تھا تو لوگ شش و پنج میں مبتلا تھے کہ کس فرقہ کی نماز پڑھائی جائے ایسے وقت میں مفتی تقی عثمانی آگے بڑھے اور حکم رسول ﷺ کو پورا کیا۔۔۔ جس بندہ خدا کیلئے نبی کریم ﷺ نے بشارت دی ہو اُس کے مقام کا کوئی حد کیا

جانے۔۔۔ ! !پاکستان کے وجود میں جن جن لوگوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور جو سب کچھ قربان کرکے چلے آئے تھے ان کی حرمت پر ضرب لگانا کسی شرفاء خاندانی لوگوں کا کام نہیں ، ایسے لوگ جو انتخاب رب پر آج تنقید کرتے ہیں وہ یقینا گمراہی میں مبتلا ہیں یا پھر نشے میں اس قدر مدہوش ہیں کہ انہیں اول فول بکنے کی عادت سی ہے ۔
آج پاکستان کے دعوے دار سب بنتے ہیں کبھی سوچا ہے کہ اس سرزمین پاکستان کیلئے ایسے لوگوں نے کیا قربانی دی ہے یا اس کی تعمیر وترقی کیلئے کوئی کوششیں بھی کی ہوں ۔
پاکستان اور تحریک پاکستان پر نقطہ چینی کرنے والے پاکستان کے حاسد ہی نہیں بلکہ غدار وطن بھی ہیں اسی لیئے ایسے لوگ دشمنان پاکستان کا بہترین آلہ کار ثابت ہورہے ہیں ۔پاکستان کا کھاتے ہیں ، حکمرانی کرتے ہیں اور اسی وطن کو برا بھلا بھی کہتے ہیں بھلا ایسے لوگوں کو کیوں منتخب کیا جاتا ہے اور انہیں بھاری منصب پر کیوں بٹھایا جاتا ہے ؟؟ ! ! یہ پاکستان اور پاکستانی قوم کے ساتھ شدید زیادتی ہے۔۔۔۔
قائد اعظم کے انتقال کے بعد مخلص رفقائے کار قائد اعظم محمد علی جناح لیاقت علی خان کو چند ہی عرصہ میں شہید کردیا گیا پھر پاکستانی سیاست میں غیر مخلص لوگ داخل ہونے لگے گو کہ ہم نے دیکھا کہ آہستہ آہستہ بیرونی ممالک کی مداخلت پاکستانی سیاست میں بڑھنے لگی اور سازشوں، منافقوں ، لٹیروں کا راج چل نکلا اس پر المیہ یہ کہ پاکستانی فوج کے سربراہوں نے سیاسی ڈھانچے کو

بہتر کرنے کے بجائے مارشلاء کے عذاب سے دوچار کیا اور اس طرح پاکستان الجھنوں، مصیبتوں، ترقیاتی بندشوں کی نظر ہوتا چلا آیا۔ ابتدائی ادوار میں اسی الیکشن کے نظام کو بہتری انداز میں اپنایا گیا لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس نظام کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نا اہل سیاستدانوں نے اپنی کامیابی کا راستہ تلاش کرلیا اور جعلی ووٹوں کا اہل لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا جو آج تک قائم ہے۔۔۔ کل کے وڈیرے اور صنعت کار آج کے حاکم و وزراء بنے بیٹھے ہیں ان میں تعلیم، شعور، ادب و اخلاق کا فقدان پایا جاتا ہے یہ صرف اپنی ناجائز دولت اور طاقت کے بل بوتے پر کامیاب ہوتے چلے آرہے ہیں۔۔۔۔ انتظامیہ ہو یا فوج جب ان میں تقرر کا عمل ہوتا ہے تو یہ کمیشن کے سخت ترین مرحلہ سے گزارتے ہیں اور انتہائی احتیاط کے ساتھ منتخب کرتے ہیں جبکہ پورے ملک کے چلانے والے ایسے کسی بھی کمیشن کے امتحان سے نہیں گزرتے بلکہ ایک فرسودہ و ناکارہ ووٹنگ کے تحت جعلی ووٹوں، جھگڑے فساد کرا کے الیکشن میں کامیابی حاصل کرلیتے ہیں اور وہ کمیشن سے پاس کردہ افسران ان کے حکم کے تابع ہوتے ہیں اور اس طرح ریاست کے نظام میں ابتری آجاتی ہے۔ جب تک سیاستدانوں کی جانچ پڑتال کا نظام مروج نہیں ہوگا اور احتسابی عمل آزادانہ نہیں بنایا جائیگا اس وقت تک سیاست میں کبھی بھی استحکام پیدا نہیں ہوسکتا ہے۔ پاکستان کی سلامتی، بقاء اور ترقی کیلئے لازم و ملزوم ہے کہ پاکستان سے کرپشن کے خاتمے کیلئے مضبوط جامع نظام ہو جس میں بلا امتیاز احتسابی عمل ہو

تاکہ کرپشن کو جڑ سے ختم کیا جاسکے اگر حالات یونہی چلتے رہے تو پاکستان میں جلد اقتصادی و معاشیاتی، معاشرتی و اخلاقی بحران جنم لے گا جس ناقابلاقی نقصان سے دوچار کریگا اگر ہمارے حکمرانوں جو وطن عزیز و قوم سے مخلص ہیں فی الفور عمل نہ کیا تو عوام کرپٹ سیاستدانوں کے ساتھ ان مخلص سیاستدانوں کو بھی کبھی معاف نہیں کریں گے کیونکہ ان کی خاموشی کرپٹ سیاستدانوں کے حوصلے بلند کر رہی ہے۔ صدر آصف علی زرداری اور متحدہ کے قائد الطاف حسین سیاسی بصارت کے مالک ہیں ان میں لیڈرانہ صلاحتیں موجود ہیں اور یہ دونوں اگر چاہیں تو مل جل کر پاکستان کو ترقی یافتہ بنا سکتے ہیں اب دکھنا یہ ہے کہ پاکستان اور اس قوم کی خاطر صدر پاکستان آصف زرداری اور متحدہ قومی موومنٹ کے قائد کس قدر صبر و تحمل ،بردباری اور باہمی تعاون کے ساتھ تعمیر وطن میں اپنا اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں اگر ان دو رہنماؤں نے سنجیدگی سے پاکستان اور پاکستانی قوم کی فلاح و بہبود کے ساتھ اس ملک کی ترقی و کامرانی میں مثبت اقدامات کیئے تو یقینا یہ دونوں بڑی پارٹی ہمیشہ کیلئے قائم و دائم رہیں گی کیونکہ پاکستانی قوم ایسے لیڈروں کی تلاش میں ہیں جو بیانات کے بجائے عملی اقدامات دکھائیں جن میں ذاتی اختلافات نہ ہو اور جن کا مقصد حیات پاکستان اور عوام کی خالصتاً خدمت ہو۔ جو بھی لیڈر عوام کی مثبت سوچ سے بھی آگے مثبت اقدامات کریگا وہی آئیندہ اور ہمیشہ پاکستانی قوم کے دلوں میں گھر کرجائیگا کیونکہ پاکستانی قوم نے الیکشن کے فرسودہ ناکارہ

نظام کو رد کردیا ہے اور پاکستانی عوام کا یہ احتجاج بڑھتا جارہا ہے کہ الیکشن کے نظام کو مکمل اسکیننگ کے ساتھ کمپیوٹرائز کردیا جائے۔ان حالات میں اب آئندہ الیکشن میں وہی بہتر کامیابیوں سے ہمکنار ہوگا جو حقیقی طور پر عوامی فلاح و بہبود کے کام کرد کھا۔ متحدہ کو اپنی سیاسی حیثیت کو بہتر بنانے کیلئے بہت محنت کرنی پڑیگی اور کارکنوں کے ساتھ ہمدردوں ، ووٹروں کے مسائل کو بھی حل کرنا ہوگا ، متحدہ قومی مومنٹ میں جن خاندان اور افراد کے گھیرے کو بھی ختم کرنا ہوگا جو عام مستحق ، مظلوم کیلئے رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں اگر متحدہ قومی موومنٹ نے اپنے کارکنوں کے احتسابی عمل کو جاری نہ رکھا تو ان میں انارکی پھیل سکتی ہے کیونکہ قائد تحریک نے ہمیشہ اس جماعت کو منظم رکھا ہے اور کسی کی زیادتی کا فوری نوٹس لینے کا عمل ہے لیکن اب اس میں کچھ سست روی دیکھی جارہی ہے ، کارکنوں کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ جماعت مظلوموں ، حالات کے ستائے لوگوں ، مشکلات میں مبتلا لوگوں اور درمیانے درجہ کے مسائل کو حل کرنی والی واحد جماعت ہے اس جماعت کا جو تقدس ہے اسی کبھی بھی نیچے نہیں آنے دیا جائے ، قائد اور رفقائے قائد کا خواب ہے کہ پاکستان کے ہر چپے پر موجود مظلوموں کی فریاد رسی کی جائیگی اور ہر طبقہ اس پلیٹ فارم سے اپنے مسائل حل کرائیگا۔ اسی طرح صدر آصف علی زرداری بھی پاکستان پیپلز پارٹی کا لااوال ، مثالی لیڈر ہے اگر یہ دونوں لیڈران یکجا ہو کر خلوص نیت کے ساتھ سیاست اور حکمرانی میں کام کریں تو یقینا پاکستان کا مستبل روشن بن

سکتا ہے مگر اس کیلئے دونوں کو عام عوام کا خیال لازمی رکھنا ہوگا۔

غلامی سے آزادی تک

اور سب بھول گئے حرفِ صداقت لکھنا
رہ گیا کام ہمارا ہی بغاوت لکھنا
لاکھ کہتے رہے ظلمت کو ظلمت نہ لکھنا
ہم نے سیکھا نہیں پیارے بہ اجازت لکھنا

(جالب)

سلطنت مغلیہ کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے دور حکومت میں انگلستان سے آئے ہوئے انگریزوں نے بہادر شاہ ظفر کو درخواست پیش کی کہ وہ آپ کی حکومت میں تجارت کرنا چاہتے ہیں جس پر تجارت کی اجازت دیدی اور اس طرح انگریزوں نے برصغیر میں اپنی کمپنی شروع کی جس کا نام ایسٹ انڈیا کمپنی تھا، اس کمپنی کے ذریعے یہاں کے باشندوں کو بھاری مراعات کے ساتھ شامل کیا تاکہ اپنے ناپاک عزائم کو پروان پہنچا سکیں، بلآخر یہ اپنے مزموم مقاصد میں کامیاب ہوگئے ، ۱۸۵۷ء میں جو انگریز تجارت کے بہانے آئے تھے انھوں نے حکومت ہتھیالی۔ جنگ کے بعد مسلمانوں میں یہ خیال جنم لینے لگا کہ ان انگریزوں سے آزادی

حاصل کرنی ہے اسی غرض سے کئی مسلم سپہ سالاروں نے جنگ بھی کی لیکن اپنی درمیان منافقوں، غداروں کی بناء پر جیتی جنگیں ہاریں ان میں ٹیپو سلطان، حیدر علی، تیمور لنک قابل ذکر ہیں، یہ سلسلہ یونہی جاری رہا۔۔۔پھر سر سید احمد خان نے مسلم قوم میں تعلیم کے شعور کو بیدار کیا تو مولانا شوکت علی، مولانا جوہر علی نے سیاسی، صحافتی، ثقافتی پہلوؤں سے مسلم قوم کو یکجا کرتے ہوئے ان میں مسلم تشخص کو اجاگر کیا اورخلافت راشدہ کی مہم شروع کی،آپ.برادران نے ایسی اسلامی مملکت کا خاکہ پیش کیا جو مکمل خلافت راشدین کے دور کی عکاسی کرتا تھا۔۔۔جوہر.برادران کے مطابق اس خطہ میں ایسی اسلامی حکومت کا قیام کرنا تھا جس میں نظام ریاست مکمل اسلامی نقطہ پر قائم ہو،تا کہ اسلامی احکامات کے تحت گیر مسلموں کو بھی وہ حق مل سکے جس سے وہ آزادانہ اپنی مذہبی روایات کو قائم کر سکیں اور مسلمانوں کو مکمل امن و امان کے ساتھ مذہبی و سیاسی آزادی حاصل ہو، تمام قوموں کو اپنی روایات کے تحت استحکام حاصل ہو کسی کے ساتھ بھی ناانصافی، اقربہ پروری کا معاملہ پیدا نہ ہو لیکن زندگی نے ساتھ نہ، دیا مگر جوہر.برادران یہ شعور.برصغیر کے مسلمانوں میں بیدار کر گئے۔اسی شعور کے تحت.برصغیر پاک و ہند میں آزادی کی تحریک نے زور پکڑ لیا، ہندوؤں نے اپنی قوم کے مقاصد کو پورا کرنے کیلئے کانگریس بنائی جس میں مکمل ہندوؤں کا تحفظ شامل تھا۔۔۔ جب قائد اعظم محمد علی جناح نے دیکھا کہ ہندو صرف اور صرف اپنی قوم کی بقاء کیلئے جدوجہد کر رہے ہیں تو

آپ نے کانگریس سے علیحدہ ہو کر خالصتاً مسلمانوں کے حقوق کیلئے ایک سیاسی پلیٹ فارم بنایا جس کا نام مسلم لیگ رکھا۔۔۔۔چند ہی عرصہ میں مسلم لیگ نے پورے برصغیر پاک و ہند میں اپنا لوہا منوالیا اور برصغیر کے تمام مسلمان ایک سیاسی پلیٹ فارم پر جمع ہوگئے۔۔۔۔۔ پھر 23 مارچ 1940ء کو ایک قرارداد پیش کی جو لاہور میں منٹو پارک میں منعقد کی گئی، اس قرارداد میں مسلمانوں کے حقوق کے متعلق متفقہ طور پر لائحہ عمل تیا کیا گیا، 14 اگست 1947ء کو پاکستان معروض وجود میں آیا۔پاکستان کے بننے کے بعد منٹو پارک میں ایک تاریخی مینار بنایا جسے مینار پاکستان کہتے ہیں۔پاکستان کے بننے کے بعد جن مشکلات سے دوچار ہوا وہ ایک کٹھن مرحلہ تھا لیکن آزادی پاکستان کے متوالوں نے خلوص نیت کے ساتھ اس کی تعمیر و ترقی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔کم ذرائع ہونے کے باوجود مسلسل شب و روز کام میں صرف کر دیئے، یہاں یہ بات کہنا بھی لازمی ہے کہ موجودہ پاکستان کے صوبوں نے انصار و مہاجرین کی یادیں تازہ کردی تھیں اور تمام مسلم قوم ایک جان، ایک روح دکھائی دیتی تھیں، نہ ان میں تعصب، منافقت اور نہ ریا کاری تھی اور نہ کسی کے ساتھ زیادتی۔۔۔ قائد اعظم اور ان کے رفیق خاص لیاقت علی جناح کے دور حکومت میں پاکستانی قوم خوشحال و خوش مزاج دکھائی دیتی تھی، دشمنان پاکستان کو گوارہ نہ تھا کہ پاکستان کم عرصہ میں ترقی کی راہ پر چل نکلا ہے، کچھ منافقوں نے آگھس بیٹھ کر ان کے درمیان نفاق پیدا کرنا شروع کردیا۔سب سے پہلے لیاقت علی خان کو شہید کیا تاکہ

مخلص اعلیٰ کو راستہ سے ہٹایا جائے پھر ان منافقوں نے پاکستانی سیاست میں نفرت، تعصب، اقربہ پروری، ناانصافی کو پروان چڑھاتے ہوئے انہیں دور کرنا شروع کیا، گو کہ ان اندرونی و بیرونی منافقت کی بناء پر پاکستان آہستہ آہستہ دلدل میں پھنسنے لگا اور آج دنیا جانتی ہے کہ پاکستان کو خود پاکستانی ایسے تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں یہ وہ چند گروہ اور چند سیاسی مافیہ ہے جو ازل سے پاکستان کی آزادی کو ناپسند کرتا تھا، ان سیاست دانوں نے ہمیشہ سنہرے خواب دکھائے لیکن حقیقت میں ایسا نہ کیا اب تو حال یہ ہے کہ لاشوں کی سیاست پر اتر آئے ہیں نہ ملک کی پرواہ ہے، نہ عوام کی جانوں کا خیال۔۔۔۔ یہ تو سب کے سب ایک ہی کشتی کا سوار دکھائی دیتے ہیں جو ملکی خزانے کے ساتھ ساتھ زمینی دولت کو غیروں کے ہاتھ کوڑیوں کے دام فروخت کر بیٹھے ہیں۔ اپنی خواہشات میں اس قدر اندھے ہوچلے ہیں کہ انہیں عوام کی غربت کا احساس تک نہیں۔۔۔۔۔۔۔ آج کے حالات پر اب میں کہتا ہوں

مجھے دریا نہیں لکھنا، مجھے صحرا نہیں لکھنا
تسلسل سے سفر میں ہوں، مجھے ٹھہرا نہیں لکھنا
پرانے رابطوں کی راکھ اب تک دل میں باقی ہے
میری جلتی ہتھیلی پر نیا وعدہ نہیں لکھنا

ہڑتال، ہنگامے اور پاکستان

پاکستان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو معروض وجود میں آیا۔ موجودہ صدی میں کرہ ارض پر یہ واحد ملک ہے جو خالصتاً اسلامی آئین اور اسلامی ریاست پر قائم ہوا جس کے حصول میں لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جان کا نظرانہ پیش کیا۔۔۔ یہ حقیقت ہے کہ غیر مسلم کسی طرح نہ چاہتے تھے کہ دنیا میں خالصتاً مذہب اسلام پر کوئی ملک قائم ہو لیکن جب رب العزت کی منشاء ٹھہری تو تمام باطل قوتیں بے سود ہو کر رہ گئیں اور برصغیر کے مسلمانوں نے ایک الگ اسلامی ریاست کا قیام عمل میں آیا۔۔۔آج پاکستان کو تقریباً چونسٹھ سال ہوا چاہتے ہیں، ان چونسٹھ سالوں میں پاکستان میں سیاست کی بناء پر کیا حالات پیدا ہوئے تو ہم دیکھتے ہیں کہ قائد اعظم محمد علی جناح کے وصال کے بعد آستین میں چھپے ہوئے زہریلے کالے سیاسی سانپوں نے نہ صرف قائد اعظم محمد علی جناح کے جانشین لیاقت علی خان کو شہید کیا بلکہ سیاست میں شیطانیت، گمراہی، نفرت، تعصب، اقربا پروری، قومیت جیسی برائیاں داخل کر دیں اور سیاست برائے لوٹ مار کے نظریئے کو جنم دیا گو کہ اس میں وقت کے ساتھ ساتھ تقویت ملتی رہی جو اب انتہا کو پہنچ چکی ہے۔۔۔ایک تحقیق اور ذرائع کے مطابق تقریباً 23360 تئیس ہزار تین سو ساٹھ دنوں میں 116800 ایک لاکھ سولہ ہزار آٹھ سو ہڑتالیں اور ہنگامے رونما ہوئے جبکہ ان ہنگاموں

میں 86720 چھیاسی ہزار سات سو بیس افراد ہلاک ہوئے اور 70080 ستر ہزار اسی سرکاری و غیر سرکاری املاک کو نقصان پہنچایا گیا۔۔۔ حکومتوں کی ناقص پالیسی ، مہنگائی اور بھوک و افلاس کے سبب 8760 آٹھ ہزار سات سو ساٹھ افراد نے خود کشی کیں۔ تئیس لاکھ چھتیس ہزار بچے غربت کے سبب تعلیم حاصل نہ کرسکے۔2336000 پینتنس لاکھ چار سو بچے ناقص علاج کی بنیاد پر ہلاک ہوئے جس میں محکمہ 350400 صحت کی غفلت کے ساتھ ساتھ پرائیویٹ اسپتالوں کی نااہلی بھی شامل ہیں۔۔۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ لاکھوں جانوں کا نظرانہ اسی لیئے پیش کیا تھا کہ حالات اب سے ابتر ہوجائیں ، ان حالات کا ذمہ دار کون ہے۔۔۔؟ بات تو سوچنے کی یہ ہے کہ ملک پاکستان کو امن و سلامتی پر ہر حال میں قائم رکھنا ہے کیونکہ جس ملک میں امن نہیں ہوتا وہاں کے کاروبار و صنعت و حرفت تمام کے تمام تباہ و برباد ہوجاتے ہیں اور ملک دیوالیہ ہوجاتا ہے اور عوام ایک دوسرے کو نوچنے ، مار ڈالنے پر اتر آتی ہے، نوجوان بے راہ روی ، چوری ڈکیتی اور لوٹ مار میں مبتلا ہوجاتے ہیں ، ملک انتشار اور انارکی کا شکار ہوجاتا ہے اور نسلیں کئی سالوں تک اس کا خمیادہ بھگتتی ہیں۔۔ یوں تو ہمارے سیاستدان ملک پاکستان کی سلامتی و خیر کا دم بھرتے نظر آتے ہیں لیکن اپنی غرض کی خاطر آئے روز ملک میں ہڑتال و ہنگامے بپا کئے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کیلئے ملک کے مستقبل کو داؤ پر لگا دیتے ہیں ، پھر چند مراعات کے حصول کے بعد کچھ عرصہ کیلئے یہ سلسلہ وقف کردیتے ہیں گو کہ پاکستان نہ

ہوا ان کے باپ کی جاگیر ہو گئی۔۔۔۔۔۔ عوام کیا کرے ؟بغاوت ؟ سول نافرمانی ؟ یا انقلاب ؟ یہ سب بیکار کی باتیں ہیں ۔۔۔۔۔ !! حقیت تو یہ ہے کہ ہمارا الیکشن یعنی ووٹنگ کا نظام انتہائی بھونڈا، فرسودہ اور ناقص ہے اس نظام کو بدلنے کی شدید ضرورت ہے بات تو یہ ہے کہ اسے کون بدلے گا۔۔۔۔۔؟؟ کیونکہ اس نظام سے تمام تر سیاسی پارٹیوں کو مکمل فائدہ اور تحفظ حاصل ہے، اس سسٹم سے جو زیادہ طاقتور ہوتا ہے وہ دہشت و وحشت سے جعلی ووٹوں سے اپنے آپ کو کامیاب کروالیتا ہے اور اصل حقدار محروم ہو کر رہ جاتا ہے اس طرح سیاست اور حکومت چند سیاسی خاندانوں کی لونڈی بن کر رہ گئی ہے اور یہ سیاستدان عوام کی فلاح و بہبود سے بالاتر ہیں ان کے نزدیک عوام الناس کو سہولت پہنچانا ان کی سیاست کو کمزور کرنے کے مترادف ہے اسی لیئے یہ سیاستدان صرف اور صرف اپنے ہی خاندان کی فلاح و بہبود تک محدود رہتے ہیں۔۔۔ جہاں انہیں مراعات میں کمی محسوس ہوتی ہے تو یہ حکومت کو بلیک میل کرنے کے ساتھ ساتھ ہڑتال اور ہنگامے کراتے رہتے ہیں انہیں نہ تو ملک پاکستان کی پرواہ ہے اور نہ عوام الناس کی حالت کا خیال۔ ان کے نزدیک عوام کیلئے خوش باتیں، خیالی پلاؤ دکھاتے رہنا ہے اور عوام کو کبھی بھی خوش حالی کی جانب بڑھنے نہیں دینا ہے، اس سیاسی نظام کے تحت ایسا نظام مروج کیا جائے جس کے ذریعے قطعی طور پر نہ تو جعلی ووٹ کا اندراج ہو سکے اور نہ بوگس !! اس کیلئے محکمہ نادرا اور الیکشن کمیشن کو باہمی تعاون سے ایک سوفٹ ویئر بنانا چاہئے جس میں ووٹرز کی لسٹیں اور ان

کی شناخت کیلئے اسکینگ کا عمل ہوتا کہ ووٹر ووٹ دینے سے پہلے اسکینگ کے عمل سے گزرے تاکہ اصلی ووٹر اپنا حق رائے دہی دے سکے اور ووٹنگ کے وقت کمپیوٹر میں ایسا سوفٹ ویئر موجود ہو جو ووٹر کی اسکینگ کے بعد اپنے امیدوار کو منتخب کرنے کیلئے کمپیوٹر میں امیدوار کا نام، تصویر اور انتخابی نشان موجود ہوتا کہ وہ اپنے مطلوبہ امیدوار کو ہو جائے اور دوبارہ اسی save آسانی سے دیکھ کر کلک کرکے ووٹر کے کلک کرنے پر آٹو ووٹ کو قبول بھی نہ کرے۔۔۔اور ووٹنگ کا وقت ختم ہونے پر پرزائیڈنگ آفیسر اس کمپیوٹر سے پرنٹ نکالے جو دن بھر ووٹنگ میں استعمال ہوا ہے اور اس میں موجود ووٹوں کی تعداد کو یقینی قطعی طور پر مانا جائے کیونکہ اس سسٹم میں آٹو ووٹنگ کی گنتی ہر امیدوار کی الگ الگ ہوتی رہے گی، اس سے ووٹر کے منتخب کردہ امیدوار کامیاب آئیں گے اور انشاءاللہ نئی سوچ، نئی امنگ، نیا ولولہ، نیا عزم اور نئے لوگ پاکستان کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کریں گے۔۔۔۔۔۔۔!! ورنہ نااہل سیاستدان اپنی نااہل سیاست کو بچانے کیلئے وہی ہڑتال، ہنگامے کراتے رہیں گے اور سرکاری و غیر سرکاری املاک کو نقصان پہنچائیں گے اور روز کمانے والا پھر سے بھوکا سوئے گا؟ دشمنان پاکستان نہیں چاہتا کہ پاکستان تعمیر و ترقی کی راہ پر گامزن رہے اسے یہ کسی طرح گوارہ نہیں کہ پاکستان کے شہری خوشحال زندگی گزاریں اسی لیئے ملکی و بیرونی سازشیں مسلسل پاکستان کے سیاسی نظام کو تباہ.برباد کرنے پر تلی ہوئی ہے اور اپنی تمام تر قوت صرف کر رہی ہے

کیونکہ پاکستان دنیائے اسلام کا واحد ایٹمی ملک بھی ہے، دشمنان پاکستان جانتے ہیں کہ کسی بھی ملک کو اگر تباہ کرنا ہو تو وہاں کی معاشیات کو تباہ کردو ملک خود ہی تباہ ہوجائیگا، یاد رہے امریکہ نے روس کو پہلے معاشی تباہی پر لایا پھر دوسرے ذرائع استعمال کیئے تھے پاکستان کا بھی یہی حال کرنا چاہتے ہیں اگر سیاستدانوں نے اپنی اصلاح نہ کی تو ممکن ہے عوام الناس ان سب کو مار بھگائے۔۔۔۔۔؟؟

قتل صحافت اور قتل حق

پاکستان کی صحافتی تاریخ پر جب میں نظر ڈالتا ہوں تو مجھے شدید صدمہ پہنچتا ہے، کیونکہ ان چونسٹھ سالوں میں تئیس سال سے زائد آمریت اور باقی جمہوریت میں گزر گئے۔۔۔ایسی جمہوریت جس میں آپس میں ہی رسہ کشی میں نظر آئی۔۔۔

بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح ایک بہترین لائر ہونے کے ساتھ ساتھ مثالی صحافی بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ پاکستان میں بھی اپنا ایک اخبار ڈیلی ڈان شائع کیا۔ آپ صحافت کو ایک سپاہی کا درجہ دیتے تھے آپ فرماتے تھے کہ صحافی کا قلم سپاہی کی تلوار سے بھی زیادہ تیز ہوتا ہے، آپ سمجھتے تھے کہ ابلاغ عامہ کے ذریعے حق و صداقت اور سچائی دور دورہ پیدا کیا جاسکتا ہے۔ آپ کے زمانے اور کچھ دیر کے زمانے میں ایسے صحافیوں کی تعداد کثیر تھی جن کا حیات مقصد ملک و قوم کی اصلاح اور فلاح و بہبود تھا، جنھوں نے ابلاغ عامہ کے ذریعے ریاست اور حاکم ریاست سیدھے راستہ پر قائم رکھنے کا عزم کر رکھا تھا۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ جہاں جمہوری حکومتوں میں نا اہلی و بد دیانتی بڑھتی گئی وہاں صحافتی جماعتوں میں بھی اثرات نمودار ہوگئے، کچھ نے حکومتی مراعات پر گزارا کیا تو کچھ نے بلیک میلنگ کو اپنا کر

ابلاغ عامہ کے شفاف دامن کو داغ دار کر دیا۔۔۔۔ لیکن حالات کتنے ہی برے کیوں نہ ہوئے ہوں کچھ ایسی خاندانی شخصیات تھیں جنھوں نے حاکم اعلیٰ کے آگے سر سجود نہ کیا بلکہ سیسہ پلائی دیوار کی طرح حق و سچ کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ ایسی صحافتی شخصیات نے قید و سلاسل اور جام شہادت بھی حاصل کیں، ہمیشہ کیلئے امر بھی ہو گئے۔۔۔ ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت پر جب نظر پڑی تو سرکاری ٹی وی ان کا ذاتی چینل محسوس ہوتا تھا جبکہ نجی پرنٹ میڈیا ان کے قابو میں نہیں آئے۔ بھٹو صاحب نے بھی دیگر حکمرانوں کی طرح کچھ صحافیوں کو لالچ اور کچھ کو دھمکی سے ہتھیالیہ۔۔ بھٹو صاحب کے بعد جنرل ضیاء الحق جو اپنے آپ کو حق کی زبان اور مذہب کا علمدار کہلواتے تھے انھوں نے بھی سارے اخلاقی اصول و ضوابط توڑ ڈالے اور اپنی حکومت کو بچانے کے خاطر ابلاغ عامہ پر شدید جارحانہ پابندیاں عائد کر دیں، یہاں بھی مفاد پرست صحافیوں نے ابلاغ عامہ کی دھجیاں بکھیر دیں اور بر سر اقتدار کے آلہ کار ثابت ہوئے ایسے حالات میں بھی پھر حقیقی، سچے صحافیوں نے حق و سچ کی آواز بلند کی اور بلا خوف و خطر آمر حکمراں کے سامنے آ کھڑے ہوئے، نہ یہ جھکے اور نہ بکے۔۔ یہ وقت بھی گزر گیا پھر جمہوریت داخل ہوئی جو بینظیر بھٹو اور نواز شریف کا بالترتیب دور حکومت تھا۔۔ ان دونوں حکمرانوں نے آمر حکومت سے زیادہ صحافت کو قید رکھنے کی کوشش کی

بلکہ اسے اپنی لونڈی بنانا چاہا، پر ایسا نہ کرسکے کیونکہ ہر بار کی طرح حق و سچ پر قائم صحافی حضرات نے بھرپور صحافت کا تحفظ کیا۔۔ایک بار پھر ایک فوجی جنرل نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اب کی بار سب سے مختلف معاملات سامنے آئے، اسی جنرل نے اپنے دور حکومت میں سب سے زیادہ ابلاغ عامہ کو نہ صرف آزادی دی بلکہ اس کی جدیدیت میں حکومتی تعاون بھی کیا یہی وجہ ہے کہ جنرل مشرف کے دور حکومت میں نجی ٹی وی چینلز، اخبارات و جرائد میں بہت تیزی سے اضافہ ہوا اور روزگار کا ایک کھلا سمندر سامنے آیا۔ آمر حکومت ہونے کے باوجود جمہوری حکومت سے بہت اچھی رہی۔۔۔۔پھر انہی سیاسی سازبازوں نے اندرونِ خانہ معاملات طے کرکے حکومت میں آئے لیکن الیکشن ۲۰۰۸ء کے بعد سے ہی پورے پاکستان میں اب تک کئی شہروں، قصبوں سے صحافتی برادری کو چن چن کر بیہمانہ قتل کیا جارہا ہے۔۔۔گو گہ لاشوں پر سیاست کھیلی جارہی ہے۔۔۔

کہیں قلم کی نوک توڑنے کی ناکام کوشش کی جارہی ہے تو کہیں سمعی و بصری کو روکا جارہا ہے۔۔کیا یہ عوامی منتخب، جمہوری حکومت ہے جہاں آئے روز رپورٹرز، کالم کار اور صحافیوں کو پر تشدد کا نشانہ بنایا جارہا ہے اب تو حد یہ ہوگئی کہ صحافیوں کی بھی ٹاگٹ کلنگ کی جارہی ہے۔۔ ظلم و زیادتی سے کبھی بھی راج نہیں کیا جاتا دلوں پر راج محبت اور خدمت الناس سے ہوتا ہے، پاکستان کی سیاسی تاریخ کا یہ تاریک دور ہے جس میں آئے روز حکومتی سطح اور

سیاسی دباؤ کے تحت نشر و اشاعت کو حراساں کیا جاتا ہے اس تمام عوامل کا مقصد صرف اور صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نشر و اشاعت کے ادارے آزادی صحافت کے بجائے قاصدِ حکومت بنیں رہیں ، تا کہ آج کے جدید دور میں حالات و واقعات گپت رہیں اور سیاسی حلقے اپنی شطرنج چالوں مصروف رہیں اور اس کھیل کو عوام سے اوجھل رکھا جائے تاکہ ان کی باز پرس نہ ہو۔۔۔ذمہ دار صحافی اپنی ذمہ داری کو احسن انجام دینے کیلئے ان عوامل پر شدید تنقید کرتا ہے جو براہ راست عوام الناس اور پاکستان کی سالمیت پر اثر انداز ہو۔۔۔مانا کہ ہر دور کی طرح اس دور میں بھی صحافتی برادری میں مفاد پرست ٹولہ ہے لیکن حاکم وقت یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہوتی ہے اور سیاست دان اپنے مقصد کیلئے سچے ، ایماندار ، نڈر صحافیوں کو جو بک نہ سکے ہوں ان کے ذمہ دارانہ فرائض سے خائف ہونے پر انہیں ہلاک کیا جارہا ہے اور آج تک حکومتی مشنری ملزمان کا کھوج نہ لگا پائی ہے البتہ چند رسمی بیانات اور معمولی سوگوار خاندان کو رقم دیکر سمجھتے ہیں کہ انھوں نے اپنا فرق پورا کردیا۔۔۔کیا مجھے چیف جسٹس چوہدری افتخار صاحب بتا سکتے ہیں کہ ان کے آنے کے بعد پاکستان میں بہتری کا کتنا بدلاؤ ہوا، کیا ٹارگٹ کلنگ کرنے والے ملزمان آج تک گرفتار ہوئے، اگر نہیں تو کیوں؟ پھر ان کے پیچھے کون سے محرکات ہیں جن پر حکومت لاچار و بے بس نظر آتی ہے یہاں تو عدلیہ کا وجود نہ ہونے کا محسوس ہوتا ہے۔۔۔انتظامیہ صرف حاکم اعلیٰ کی ، لونڈی بن کر رہ گئی ہے

اسے نہ وطن عزیز پاکستان اور پاکستانی عوام کے تحفظ کا احساس رہا۔
یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ ایسے عوامل کبھی بھی نہیں چھپ پاتے اگر انتظامیہ، عدلیہ اور حکومت بے بس و لاچار ہے تو ضرور جلد ابلاغ عامہ ان لوگوں اور گروہ کو بے نقاب کرکے رہے گی۔ امریکا پاکستان کو سٹیلائٹ کے ذریعے جنگلوں، پہاڑوں، کھیت و باغات، سرنگوں میں چھپے دہشت گردوں کی نشاندہی تو کردیتا ہے لیکن سر عام قتل و غارت کرنے والوں کو گرفتار کرنا، ناممکن کیوں؟ کیا عینی شاہدین اندھے، گونگے اور بہرے ہوگئے۔۔۔۔ ایسا کیوں؟ کیونکہ ہماری پولیس خود مجرموں کی پناہ گاہ ہے اگر کوئی حقیقت بتانا بھی چاہتا ہے تو پولیس اسی کو مجرم بناکر سزا دے دیتی ہے یہ بات تو چیف جسٹس چوہدری افتخار صاحب بھی جانتے ہیں؟ ایسا نہ کرو۔۔ اے جمہوری علمبرداروں کہیں پھر سے آمر نہ آجائے اور تمہیں بھاگنے کا موقع نہ ملے۔۔۔۔!!! خدارا
جمہوریت کو پنپنے کیلئے آپس میں اختلافات ختم کرو، سیاسی اختلافات کو ذاتی نہ بناؤ کہیں ایسا نہ ہو جاؤ کہ آپس کی لڑائی میں تم خود فنا نہ ہو جاؤ۔۔۔۔ اس عوام کا صبر لبریز نہ ہوجائے ورنہ تمہیں سر کا تاج بنایا ہے کل پاؤں کی جوتی بھی بنادیں گے۔ اُس وقت سے ڈرو اور آپس کے اختلافات ختم کرکے پاکستان میں امن و امان اور خوشحالی کیلئے مل جل کر کام کرو۔۔۔۔ تاکہ تمہیں عزت کے ساتھ پکارا جائے۔!!!

لمحہ فکریہ ۔۔۔ عوام اور حکومت

پاکستان ہے تو ہم ہیں پاکستان نہیں تو کچھ بھی نہیں۔۔۔!! ہماری قوم الحمد للہ سچی مسلمان ہے اور یہ کسی طور برداشت نہیں کر سکتی کہ اسلام اور پاکستان کے دشمن اس وطن عزیز اور مذہب اسلام کو نقصان پہنچا سکیں، اس قوم میں جہاں صبر و تحمل کا مادہ ہے وہاں جذبہ جہاد بھی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے یہ قوم جانتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے تحت شہادت ایک عظیم تحفہ ہے۔۔۔۔۔ پاکستان میں سوچی سمجھی اسکیم کے تحت غیر مسلم ممالک اس وطن عزیز اور پاک قوم کو تہس و نہس کرنے پر تلے ہوئے ہیں لیکن یہ خواب ان کا کبھی بھی پرا نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ الحمد للہ پاکستان مسلم دنیا کا سب سے پہلا ایٹمی ملک ہے اس ملک میں جہاں دفاع وطن کا سامان ہے وہاں جہاد کا جذبہ بھی۔۔۔۔ مجھے فخر ہے کہ پاکستان کے ایس جی جی کمانڈوز، آئی ایس آئی، آئی بی او پاک فورسس پر کہ جہاں سپہ سالار اور سپاہی سچے مسلمان اور ایمان کے زیور سے آراستہ ہیں وہاں وہ ایک حقیقی، مخلص پاکستانی بھی ہیں جو اس ملک کے دفاع کو اپنا ایمان اور شعار سمجھتے ہیں۔ اس کے برعکس ہمارے سیاست دان اسی قدر غیر مستحکم اور ملک و قوم سے غیر مخلص نظر آتے ہیں کسی بھی سیاستدان کو نہ ملک کی اور نہ قوم کی فکر رہی ہے ہر کوئی اپنے ہانکنے اور دہشت پھیلانے پر اترا ہوا ہے، انہیں ملکی بگڑتی حالت

کا ذرا بھی احساس نہیں، صرف ایک دوسرے کو دھمکانے کیلئے عدم تعاون کا پیام دیتے ہیں اور اپنی مراعات حاصل ہونے کے بعد چپ سادھ لیتے ہیں اور یوں حالات کو جوں کا توں چھوڑ دیتے ہیں ۔۔۔۔۔۔ ہر جگہ ظلم و تشدد، بے راہ روی، لوٹ مار، تعصب، فسادات، اور عوام میں بڑھتی ہوئی غربت کا دور دورہ ہے۔۔۔ مہنگائی آسماں چیر رہی ہے تو اسمگلنگ وزراء کے در و دیوار میں بس گئی ہے، لینڈ مافیاء سیاستدانوں کی مالی سہولت کا ایک حصہ بن چکی ہے، انصاف اور عدلیہ صرف رقاصہ دکھائی دیتی ہے جیسے کسی طوائف کو نچانے کیلئے رقم نچاور کرتے ہیں اسی طرح عدالت میں کیس جیتنے کیلئے جج کے بھاؤ کھلتے ہیں۔ ہمارے سیاستدان تو ایک سچے مسلمان بن نہ سکے پھر بٹے ہوئے لوگوں کو کس طرح ایک جگہ منظم کر سکیں گے۔۔۔ اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور مومن کے مقام کے بغیر کچھ حاصل نہ ہوسکے گا اور قرآن پاک میں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے جگہ جگہ مسلمان نہیں بلکہ مومن سے خطاب کیا ہے ۔۔۔۔۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے قول کے مطابق اب دنیا بھر میں تبدیلیاں شروع ہوچکی ہیں اور انقلاب بپا ہونے والا ہے یہ انقلاب کسی سیاستدان کا نہیں بلکہ اللہ اور اس کے حبیب کے دین کے فروغ اور بقائے ایمانی کیلئے ہے، آج جو سیاستدان جس انقلاب کی بات کر رہے ہیں وہ پاکستان میں انقلاب نہیں آئے گا بلکہ وہ انقلاب آئے گا جس کا اشارہ اللہ اور اس کے حبیب ﷺ نے آج سے پندرہ سو سال پہلے دیا تھا۔ پوری دنیائے اسلام میں حقیقی مسلمان حکمران کا دور دورہ شروع ہوا چاہتا ہے اگر

سیاستدانوں نے مطالعہ نہیں کیا تو آج ہی سے مطالعہ شروع کردیں کیونکہ پندرہویں صدی میں حالات کس طرف جائیں گے اور پوری دنیا بشمول پاکستان میں بھی قدرتی تبدیلیاں رونما ہونگیں ،ان میں زلزلے، طوفان، خشک سالی، آسمانی آفتیں، موسم کی تبدیلیاں ، بیماریاں ، ظلم و تشدد، بے راہ روی، عریانیت، ذخیرہ اندوزیاں، سود در سود، عیش و تعائیش، رقص و سرور، علم دین سے غفلت اور بہت کچھ شامل ہیں۔۔۔۔ کیا یہ سب کچھ آج وطن عزیز پاکستان میں نہیں پایا جاتا ہے یاد رکھیں حالیہ زلزلے اور طوفان اس قوم کی کوتاہی، گناہ اور دین سے غفلت کے باعث پیش آئے تھے۔ جنوبی پاکستان میں بلند و بالا علاقے واقع ہیں اگر ان طوفانوں اور زلزلوں کا تحقیقی مطالعہ کیا جائے تو عقل حیراں ہوجاتی ہے کہ ہزاروں فٹ بلند پل اور شہر و نیست و نابود ہوگئے تھے اور پھر زمینی اور آسمانی آبی طوفانوں نے جس طرح غرق کرڈالا تھا یہ بھی اللہ کی طرف سے اس حکومت اور قوم کیلئے سنبھلنے کا اشارہ تھا کیا ہم سنبھلے، ذرا سوچئے۔۔۔۔۔؟؟؟ آج کے حکمراں اور سیاستدانوں نے ہر پاکستانی کو بنیادی ضرورتوں کے حصول کی تلاش اور غلط راستوں کے جال بچھا دیئے ہیں اب کوئی بھی پاکستانی بحیثیت مسلمان اور پاکستان کے اپنے بنیادی حقوق حاصل نہیں کرسکتا، ہر سیاست دان نے اپنے اپنے علاقے باندھ رکھیں ہیں جو ان کے منشاء کے بغیر کسی بھی پاکستانی کا جائز کام بھی ممکن نہیں ہوپاتا ہے بہتر یہی ہے کہ پاکستان کو ڈویژن میں تبدیل کردیا جائے اور اس میں سٹی ڈسٹرکٹ حکومتوں کا قیام عمل میں

لایا جائے اور انتخابی عمل کو غیر پارٹی کے تحت کیاس جائے تاکہ کسی بھی سیاستدان کی اجارہ داری قائم نہ رہ سکے اور تمام چھوٹے چھوٹے حصوں ترقی کی راہ پر چل نکلیں اور آپس کی چپکلش، نفرت، تعصب، اقربا پروری کے پاک ایک قوم اور مذہب کی اطاعت کے ساتھ وطن اور مذہب کی خدمت میں صرف ہو اور ہر پاکستانی پورے پاکستان میں آزادانہ نہ صرف رہ سکے بلکہ کاروبار بھی کرسکے۔۔۔پاکستان ایک اسلامک جمہوریہ ملک ہے جس میں ہر فقہ، مسلک کو نہ صرف آزادی حاصل ہے بلکہ یہاں تو غیر مسلموں کے تحفظ کو بھی اسلامی آئین کے تحت دیا گیا ہے لیکن پھر بھی کوئی بھی پاکستانی کسی بھی حصہ میں آزاد کیوں نہیں رہ سکتا؟؟ کیا مجھے اس بات کا جواب تمام سیاستدان دیں سکتے ہیں، یاد رکھیں اللہ نے اپنے مقدس کتاب قرآن حکیم میں واضع فرمادیا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ رنگ، نہ نسل فرق صرف تقویٰ پر رکھا گیا ہے لیکن ہمارے سیاستدان اس قدر جاہل اور غافل ہیں کہ انھوں نے اپنے گھر سے ہی نفرت اور تعصب کا عمل اختیار کیا ہوا ہے ان کے ہاں رسم و تہذیب، خاندانی روایات مذہب اسلام سے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے اور حیرت یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمراں اور وزراء کے منصب پر فائز چلے آرہے ہیں، جو اپنے گھر اور رشتہ داروں میں انصاف نہیں دے سکتے وہ بھلا قوم کو کیا انصاف دے سکیں گے یہی وجہ ہے کہ ایسے سیاستدانوں کی اکثریت نے وطن عزیز کو اس نہج پر پہنچا دیا ہے، آج سترہ کروڑ عوام میں صرف پانچ کروڑ عوام محنت و مشقت

کر رہے ہیں اور دس کروڑ عوام مفلوج و لاچار بن کر بھیک مانگ رہے ہیں ، گداگری ایک مافیاء بن چلی ہے جس کی معاونت پولیس اور منتخب نمائندے بھی کر رہے ہیں ۔۔۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ حکومت افراد قوت کو کام میں لاتے ہوئے ملکی ترقی کیلئے استعمال کرتے تاکہ غربت میں کمی واقع ہوتی تعجب اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان گداگری میں صرف دو فیصد مستحق نظر آتے ہیں باقی اٹھانوے فیصد ہٹے کٹے ہوتے ہیں اور اس گداگری کے پیچھے ایسے غیر قانونی اور غیر اخلاقی کام ہو رہے ہوتے ہیں جن سے ہمارا معاشرہ اور ملک تباہ و برباد ی کے بھنور میں پھنس کر رہ گیا ہے۔۔۔۔۔اسلامی جمہوری پاکستان میں جب نوکر شاہی کیلئے انتخاب کیا جاتا ہے تو اسے ایک انتہائی سخت امتحانی مرحلے سے گزارا جاتا ہے جسے سی ایس ایس کہا جاتا ہے اور جب منصب اعلیٰ ترین پر منتخب کیا جاتا ہے تو اسے ناقص انتخابی مرحلے سے گزارا جاتا ہے جو ایک جاہل جٹ گنوار کیلئے بھی بہت آسان ہے کیونکہ ہمارے ملک میں انتخابات زور و زر اور دھونس کے ذریعے کیئے جاتے ہیں اس کی وجہ انتخابی مرحلوں کا جدید خطوط میں نہ ہونا ہے۔۔اگر انتخابات کا طریقہ کار کمپیوٹرائز کر دیا جائے تو ممکن ہے کچھ بہتری حاصل ہو سکے گی یعنی ووٹرز کی لسٹوں کے ساتھ ووٹنگ کے وقت اسکیننگ اور ووٹنگ بھی کمپیوٹر پر کلک کے ذریعے کی جائے تو ممکن ہے نتائج بہتر آئیں۔۔۔یا پھر صدر اور وزیر اعظم کیلئے بھی ایک سخت ترین امتحان رکھا جائے جس میں تاریخ پاکستان، سیاست، اسلامی کلچر، اسلامک اسٹیڈیز، قرآن و حدیث کے

سوالات شامل ہوں اور زبانی انٹرویو میں قرآنی آیات کا سننا بھی شامل ہو، صدر یا وزیراعظم کی ذمہ داری ہو کہ وہ وفاق کی جامع مسجد میں جمعہ کا خطبہ اور نماز پڑھائے کیونکہ اسلامک ریاست میں اس کا حکم شامل ہے جو خلفائے راشدین و دیگر اسلامک حکومتوں سے بھی ملتا ہے۔۔۔۔ اور یہی طریقہ کار وزراء و مشیروں کیلئے بھی عمل میں لایا جائے تاکہ انہیں صحیح معنوں میں اسلامی ریاست میں حکمرانی کا طریقہ معلوم ہوسکے۔ یہ ہے وہ انقلاب جو پاکستان میں جلد آئے گا۔ انشاءاللہ۔۔۔۔ اگر کوئی غیر مسلم اپنے وطن میں اپنے مذہب کے مطابق عمل کرتا ہے تو وہ انتہا پسند نہیں تو پھر ایک مسلمان اپنے دین کے مطابق اگر حکومت کرے تو وہ کیوں انتہا پسند ہوا صرف بات یہ ہے کہ ہمارے سیاستدانوں میں ایمان نہیں کہ وہ انہیں منہ توڑ جواب دے سکیں کیونکہ یہ ہمارا حق ہے اور اس حق کو کوئی نہیں روک سکتا۔۔۔۔۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ حکومت اور سیاستدان واقعی سچی اور مخلص میں اپنے اندر اسی طرح بدلاؤ لائیں گے کہ نہیں ۔۔۔؟؟؟؟ کاش ہمارا مستقبل سنبھل جائے آمین۔

اقتدار کی ہوس یا عوامی خدمات

قائدِ اعظم محمد علی جناح کی ہمشیرہ فاطمہ جناح انتقالِ قائدِ اعظم کے بعد ایکشن میں جب پہلی بار کھڑی ہوئیں تو پاکستانی عوام نے انہیں رد کر دیا اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ کہیں پاکستان میں موروثی سیاست کی داغ بیل نہ پڑ جائے اور پاکستان میں جمہوریت شخصی اور موروثی سیاست کا عمل نہ دھارلے۔۔۔۔۔ اُس زمانے میں ہر پاکستانی نہایت مخلص وطن، ہمدردِ وطن، جانثارِ وطن، حبِ وطن اور سچا پاکستانی و مسلمان تھا اور ان سب میں ایمان کی دولت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، نہ تعصب، نہ مذہبی فرقہ بندی کی سورش اور نہ مذہبی انتہا پسندی نظر آتی تھی ہر طرف اخوت، اتحاد، ملی یکجہتی اور بھائی چارہ تھا۔ پاکستان کے ہر چپے پر مختلف مذاہب اور مسلک کے پیروکار تھے لیکن ان میں آپس میں کبھی بھی کوئی کلیش نہیں ہوا کیونکہ سب کے سب اپنے اپنے عقیدوں پر عمل پیرا تھے کسی پر کوئی زبردستی نہیں تھی، اختلافات برائے اصلاح کا عمل رہا جس میں مناظروں اور کانفرنس کے ذریعے علمی طرز عمل کو اپنایا جاتا رہا اور اپنی بات عوام کے سامنے پیش کی جاتی تھیں۔

شب ہو یا صبح بیاباں ہو یا ہجوم کسی پل، احساسِ خوف جنم نہ لیتا تھا، تجارت وکاروبار ہر دم اس کا پہیہ چلتا تھا، قدر روپے کی تھی اس قدر کہ چند

کوڑیوں میں سامانِ زر خرید لیا جاتا تھا، تقریبِ گھر میں خاندان دیتے تھے دعوت سب کو عام، بندھی تھی رشتوں میں ساری قوم، امیر و غریب چھوٹی بڑی قوم، نہ تھا غیروں جیسا سلوک اور نہ تھی منافقت، دل شفاف تو ذہن پاک تھا، ایک دوسرے کیلئے احساس بیدار تھا، کہ ہو جاتی تھی گر کوئی مصیبت، ساتھ دینے کو ہر اک آگے کو تھا، جو پاس تھا زر کسی کے تو وہ عام بھی تھا، ہر ایک مسیحائی عمل میں نظر آتا تھا، تھا سادہ زمانہ اور اک سکون اور راحت کا منظر، بیت گیا ہے مگر روٹھا نہیں ہم سے، پاس ہی کھڑا ہے کہتا ہے، تم سہی ہو جاؤ تو میں آؤ نگا، تمہیں وہی خوشی دوبالا کر جاؤ نگا۔۔۔۔۔۔

رات کی تاریکی ہو یا دن کا اجالا
ہر شخص تھا محفوظ و اعلیٰ
نہ ڈر نہ خوف نہ جان کا خطرا
ہر طرف علم و ادب کا تھا گہوارہ
(جاوید صدیقی)

پاکستان میں سیاست کا ایک وہ بھی رنگ تھا جس میں زرا برابر کوئی حکمراں مہنگائی میں اضافہ کر دیتا تو اسے پوری قوم یکجا ہو کر اس کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بن جاتے تھے اور وہ حکمراں اپنے غلط فیصلوں کو بر وقت تصحیح کر لیتا تھا۔ وقت بڑھتا چلا گیا اور پاکستان کی سیاست میں اتار چڑھاؤ کے باعث ایسے

لٹیرے ، بد معاش ، بد نیت، ظالم و فاسق ، بے حس، بے شرم سیاستدانوں نے اپنے سیاسی ہم خیالوں کو جمع کرنا شروع کر دیا اور ایک منفی قوت بن کر عوام کو مغلوب کر ڈالا جس میں ان لٹیرے ساستدانوں کے خلاف کسی نے آواز بھی اٹھائی تو ایسے مارگٹ کلنگ کے ذریعے مروادیا تاکہ ان کے خلاف کوئی آواز بلند نہ کرسکے اور عوام میں ان کا خوف بڑھتا چلا جائے۔ یہ ملکی دولت کو لوٹنے میں دقعت محسوس نہ کر سکیں اور ان کا محاسبہ بھی نہ ہوسکے اسی لیئے اس منفی سیاسی مافیہ نے نہ صرف کرپٹ سیاستدانوں کو یکجا کیا بلکہ اپنے ساتھ کرپٹ ججز و جسٹس ، انتظامیہ و بیوروکریٹس کے اعلیٰ ترین کرپٹ طبقہ کو بھی شامل کرلیا ممکن ہے اس میں کچھ فورسس کے کرپٹ افسران بھی شامل ہوں پھر ایسا لائحہ عامہ پیش بنایا گیا کہ یہ سب گروپ آپس میں مل بیٹھ کر قومی خذانے کو لوٹیں اور ملکی دولت کو آپس میں تقسیم کرنے پر عمل پیرا ہوئے اور انھوں نے سیاسی مخالفین کے منہ میں چند روپوں اور مراعات کی زنجیر ڈال دی اور پھر بیرونی امداد ہتھیانے اور قرض در قرض لیتے چلے جانے پر گامزن ہوگئے اس پلان پر عمل کرنے سے پہلے انھوں نے پوری قوم کے اتحاد کو پاش پاش کر دیا، انہیں لسانیت، فرقہ واریت، قوم پرستی، تعصب میں مبتلا کرکے آپس میں لڑاتے رہے تاکہ قوم کی جانیں ضائع ہوں اور یہ آپس میں لڑ لڑکے جی نہ پائیں ، آج تک یہ سب کچھ ہوتا نظر آرہا ہے۔۔۔جب جب جمہوری حکومتیں نے اقتدار کی ہوس پوری کی آج تک ابتدائی دور کے سوائے کسی بھی دور حکومت میں عوامی سطح پر ملکی بہتری

کیئے کام نہیں کیئے اور جن کاموں کی بات کی جاتی ہے وہ امریکہ نے امداد کی شرط پر زبردستی کرائے تھے وہ بھی جنرل مشرف کے دور حکومت میں۔ بھٹو سے لیکر سن سو ہزار گیارہ تک پیپلز پارٹی کی حکومت نے عوامی سطح پر کوئی خاطر خواں ترقی و تعمیری امور پر توجہ نہیں دی اور نہ کبھی پاکستان کی معیشت کو بڑھاوا دینے کیلئے مثبت دیرپا کسی پلان پر عمل کیا، موجودہ دور حکومت میں بجلی کا بحران، گیس کا بحران اور ہوشربا مہنگائی نے عوام کا جینا دوبھر کردیا ہے اور اس پر المیہ یہ کہ آئے روز توانائی کے شعبے میں نرخ میں اضافہ ہی کیا جاتا ہے جبکہ سہولتیں ناپید ہوچکی ہیں۔۔۔۔

سندھ حکومت از خود جان کر سندھ کی دوسری بڑی سیاسی پارٹی متحدہ قومی موومنٹ کے خلاف زہر انگیز بیانات دیکر حالات کو اور دشوار بناتے رہے ہیں اور عوام میں نفرتوں کے انبار پیدا کرتے رہیں ہیں، عوام کی عقل و دانشمندی خاک میں مٹ گئی ہے کیونکہ مہنگائی نے انہیں نفسیاتی مرض بنادیا ہے اور یہ اپنی نفرتوں کو کمزور عوام ہیں لڑائی جھگڑوں سے ختم کرنے کی ناممکن کوشش کرتے ہیں اور حاصل نتیجہ آپس میں خون ریزی کرکے ناتلافی نقصان سے دوچار ہورہے ہیں، حکومت تو یہی چاہتی ہے کہ عوام چھوٹے چھوٹے مسئلہ میں گرفتار رہے اور آپس میں دست و گریباں ہوکر الجھتے رہیں تاکہ اپنے منتخب نمائندگان کی طرف توجہ نہ دے سکیں۔ حالیہ حکومت پاکستان کی سیاسی تاریخ کو پلٹ ڈالا، اس

حکومت میں کرپشن، نا انصافی، ظلم و ستم، عدم بنیادی سہولیات نے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے حیرت تو یہ ہے کہ کوئی بھی سیاسی جماعت اس حکومت کے ناپید احکامات کو روکنے میں زرا برابر مزاحمت کرتا نظر نہیں آ رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس سے بدتر حال پاکستان مسلم لیگ نون کا بھی ہے جس نے اپنے دور اقتدار یعنی پنجاب حکومت میں چوہدریوں کی بدمعاشی، ظلم و ستم کا سوائے بڑھاوا دینے کے عوامی سطح پر مثبت اقدامت نہیں کیئے ہیں ۔۔۔۔۔۔اب وقت قریب ہوتا جارہا ہے ممکن ہے چند دنوں میں یا مہینوں میں تمام سیاسی جماعتیں اپنی کمزوریوں، بے بسیوں کا اظہار کرتے ہوئے عوام کے درمیان داخل ہونے والی ہیں جن مین قہ جماعتیں بھی شامل ہونگی جو حزب الجاعت رہی ہوں اور وہ جماعتیں بھی شامل ہونگی جو آخر تک حزب الاختلاف میں رہی ہوں ان سب کا یہی کہنا ہوگا کہ ہم تو عوام کی خدمت کرنا چاہتے تھے لیکن ہمیں موجودہ حکومت نے موقع نہیں دیا۔۔۔۔اب عوام جان چکی ہے کہ جب حلواہ بٹ رہا تھا تب بڑا پیٹ کھول کر کھا رہے تھے اور رکابی میں جب حلواہ نہ رہا تو بھوکا رہنے کا بہانا کر رہے ہیں، عوام جان چکی ہے کہ سب کے سب مکروہ و فریب کا ناٹک کرکے ہمیشہ کی طرح ووٹ حاصل کرنے کیلئے شعبدہ بازی کا مظاہرہ کر رہے ہیں ان سب کو اقتدار کی ہوس ہے عوام کی خدمت کا جذبہ نہیں کیونکہ اقتدار میں رہتے ہوئے ملکی دولت کو لوٹ گھسوٹنے کا بہترین موقع میسر رہتا ہے۔۔۔پاکستان کا المیہ رہا ہے کہ یہاں کبھی بھی احتساب کا عمل سچائی اور قانون پر سختی سے عمل پیرا نہیں رہا

ہے کیونکہ بعد میں ہر آنے والے جانے والے کیلئے نرم پہلو ضرور رکھتا ہے تاکہ وہ بھی اقتدار کے مزے لوٹ لے۔۔۔۔ اب تک پاکستان اور پاکستانی عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی کیلئے حقیقی معنوں میں عملی جامہ نہیں پہنایا گیا ہے ظاہر ہے ہمارا نظام انتہائی کمزور اور فرسودہ ہونے کے باعث مجرموں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچا پاتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون اور کب اقتدار کی ہوس سے بالاتر ہو کر عوام الناس کی خدمت کرتا ہے۔۔۔۔ موجودہ سیاسی ڈھانچے میں کوئی بھی اس پہلو سے نظر نہیں آتے بلکہ یہ تو ناکام اور رد کردہ لوگ ہیں اگر زور و زبر اور دباؤ کا عمل الیکشن کے ووٹنگ کے وقت ختم کر دیا جائے اور الیکشن کے نظام کو مکمل تبدیل کر کے جدید خطوط پر استوار کرتے ہوئے اپنایا جائے تو شائد بہتر اور نفیس لوگ ایوان میں آسکیں گے۔

میری بھی سن لو

دنیاکے مہذب ملکوں میں قانون پر سختی سے عمل درآمد کیا جاتا ہے اور انتظامیہ، عدلیہ کو آزاد رکھا جاتا ہے۔۔پاکستان تین ستونوں پر مشتمل ہے ،ایک قانون ساز اسمبلی (یعنی صوبائی و قومی اسمبلی) جہاں عوامی منتخب نمائندے عوامی فلاح و بہبود کیلئے قانون بناتے ہیں ،دوسرا انتظامیہ یعنی پولیس اورایجنسیاں جن کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ قانون پر عمل کرائیں اور قانون شکنی کرنے والوں کو گرفتار کرکے عدلیہ کے سامنے پیش کریں ، تیسرا عدلیہ اس کے فرائض میں شامل ہے کہ تمام رموز واقعات اور حقائق کو جان کر قانون کے مطابق فیصلہ کریں۔۔۔۔۔پاکستان کو معروض وجود میں آئے تقریباً چونسٹھ سال بیت چکے لیکن ملک پاکستان میں کسی طور پر بھی کہیں بھی نظام درست نظر نہیں آتا۔عوامی مینڈیٹ سے کامیاب ہونے والے سیاستدان ایوانوں میں پہنچ کر خود کو اعلیٰ نسل، اعلیٰ منصب اور شہنشاہ کے تصور میں گم ہوجاتے ہیں اور تمام قسمیں و وعدے، عہد و پیماں، نفیس تقاریر، بلند و بالا بیانات ان سب کو ان دیکھے خواب کی طرح بھول جاتے ہیں ، اور ایوان میں آپس میں ملکی خزانے کو لوٹنے کیلئے ساز بازیاں کرتے رہتے ہیں ، حکومتی ممبران اپنے مخالف گروپس کو چند مراعات و آسائش دیکر خاموش کرالیتے ہیں اور یوں ایک بار پھر عوام کو دلاسوں ، بیانات تک محدود

کر دیتے ہیں ، اگر عوامی سطح پر کوئی مخلص ان کے خلاف اٹھ کھڑا بھی ہو جاتا ہے تو یہ اسے مروا بھی دیتے ہیں ۔۔۔۔انتظامیہ کو اپنی حفاظت کیلئے مخصوص کر لیتے ہیں اور انتظامیہ میں براہ راست مداخلت جاری رکھتے ہیں اپنی من پسند افسران کو انتظامی عہدوں پر فائز کرکے قانون کے شکنجے سے محفوظ بنا لیتے ہیں ، پاکستان میں جب سے صحافت کو آزادی حاصل ہوئی ہے انہیں یہ گوارا نہیں اسی لیئے کسی نہ کسی موقع پر کہیں نہ کہیں صحافی کی شہادت کی خبر سامنے آتی ہے کیونکہ یہ نہیں چاہتے کہ کوئی صحافی حقائق کو پیش کرسکے بلکہ ان کی ہمیشہ سے خواہش رہی ہے کہ وہ اس صحافتی ادارے کو بھی خرید کر اپنی من پسند خبروں کی بارش پیش کر سکیں اور صحافی حضرات ان کی تعریفوں کے بند باندھیں۔۔۔۔لیکن الحمد للہ یہ سیاستدان اس ادارے سے مایوس نظر آتے ہیں اور ہمارے صحافی حضرات اور ادارے کے مالکان سیاستدانوں کے آگے جھکے دکھائی نہیں دیتے۔اب بات ہے انتظامیہ کی کہ جب من پسند افسر تعینات کر دیا جائے گا تو ظاہر ہے وہ اس لیڈر کے ہر حکم کو بجا لائے گا چاہے جائز ہو یا نا جائز؟ اسی طرح عدالتوں میں ججز کی تعیناتی سیاسی بنیاد پر کی جائے گی تو ظاہر ہے انصاف کہاں میسر ہوگا؟ گزشتہ روز کراچی میں پیش آنے والے واقعات کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ ہمارے ملک کا سسٹم کوئی سسٹم نہیں ، جو طاقتور ہے اسی کا راج ہے ، پولیس افسران کا کہنا ہے کہ ہم اگر قانون کے تحت کوئی عمل کر بیٹھیں تو وزراء و اعلیٰ افسران کی جانب سے سسپینڈ کے احکامات جاری ہو جاتے ہیں ، افسر

کا یہ بھی کہنا تھا کہ ہم ایک کٹ پتلی کی طرح ہیں ہمیں قانون نہیں بلکہ اپنے اعلیٰ افسر اور سیاسی لیڈر کے احکامات کو پاس رکھنا لازمی ہوتا ہے چاہے اس میں قانون کے خلاف ہی جانا پڑے۔۔۔۔۔اسی قدر عدلیہ کا نظام بھی سیاسی دباؤ کے باعث کمزور اور ناقص ہوگیا ہے۔۔۔آج کل سرے عام ڈکیتی و لوٹ مار کا بازار گرم ہے، تو کہیں ٹارگٹ کلنگ کا عمل تیز ہے، بیروزگاری، بھوک و افلاس انتہا کو پہنچ چکی ہے تو ضرورت اشیاء کی کمی انتہا کو پہنچ گئی، ملکی باڈروں کے سودے ہونے لگے تو فورسس کے جوانوں کی لاشوں پر قہقے لگنے لگے، ملکی توانائی بد سے بدتر جا پہنچی، تعلیمی ادارے کاروباری منڈی بن بیٹھے، احساس کا جنازہ نکلنے لگا لیکن یہ سیاسی نمائندے پھر بھی بے حس بنے رہے۔۔۔۔۔اشیاء اجناس کی کوئی قیمت نہ ٹھہری، بچے بھی دودھ کو بلک اٹھے، گوشت کھانا محال ہے، دال و سبزی کو بھی ترس اٹھے، ضرورت امر کی ہے کہ پاکستان میں تین مقتموں کو اگر درست کردیا جائے تو انشاء اللہ حالات سازگار ہو سکتے ہیں، ان میں الیکشن کا جدید کمپیوٹرائز نظام جس میں ووٹرز کو اسکینگ کے عمل سے گزارا جانا ممکن بنایا جائے تاکہ غلط ووٹ غلط امیدوار کو نہ مل سکیں، دوسرا انتظامیہ کو مکمل آزاد اور قانون کا پابند کردیا جائے اس محکمہ کو بھی جدید خطوط کے تحت کمپیوٹرائز کرکے جدید سمعی و بصری آلات سے بھی مستفیض کردیا جائے تاکہ مجرم تک پہنچنے میں آسانی حاصل ہوسکے ۔ تیسرا عدلیہ کو بھی مکمل آزاد کردیا جائے اور اسے بھی جدید خطوط کے تحت کمپیوٹرائز کرکے

کیسوں کی فائلیں ترتیب دیتے ہوئے فی الفور فیصلوں کا عمل رکھا جائے تاکہ بے گناہ شخص اپنی زندگی کے دن قید میں نہ بسر کرے۔۔۔۔اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا عوام میری اس بات کو سمجھیں گے ؟کیا مخلص سیاستدان میری اس بات کو سمجھ لیں گے یہاں میں کہتا ہوں کہ کاش اتر جائے تیرے دل میں میری یہ بات۔۔

ظلم کس قدر بڑھ گیا

وقت کا پہیہ چلتا رہا زمانہ دن بدن بگڑتا رہا، انسان انسان کو دشمن بنتا رہا ایسے میں قانون کوڑیوں میں بکتا رہا، تعجب ہے کہ قلعہ اسلام ہے پاکستان، پھر بھی نہیں ہے اس میں اسلام، تقریر و بیان کے ہیں ماہر یہاں، کوئی اپنانا نہیں چاہتا عمل صالحہ یہاں، پھر کیوں کر ہو امن و شانتی کا سماں، عوام و حکمراں بھٹکے ہوئے ہیں یہاں ۔۔۔۔۔آج میں اپنے کالم میں اپنے قلم کو اُس ظلم و زیادتی کی طرف لے جارہا ہوں جہاں شیطان مردود انتہائی خوشی و مسرت میں نظر آرہا ہے اور تعجب میں رہ کر چپکے سے میرے کان میں کہا اے قلم کار تیرا پاکستان تو میرے دیس سے بھی بدتر ہو رہا ہے جو میں چاہتا ہوں اس سے کہیں زیادہ کر دکھاتے ہیں، میں نے کبھی بھی اللہ کے وجود اور اس کی عبادت میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی وہ انسان جو میرے مد مقابل لا کھڑا کر دیا تھا میں نے انسان سے جھگڑا کیا ہے اور اُس کی سزا لا فنا ہی ملی ہے لیکن وہ رب جو انسان اور اپنے بندوں پر ناز کرتا ہے اور بار بار کوتاہی پر معاف بھی کر دیاتا ہے لیکن انسان ہے کہ حیوان و شیطان سے بھی گرتا جارہا ہے، اے کالم کار میں نے تمہارے وطن پاکستان میں اسلام، انسانیت کو روندتے، ذلیل و خوار اور بار بار مرتے ہوئے دیکھا ہے پوری دنیا میں میرے چیلے کہیں اور کا ایسا ذکر نہیں کرتے پھر شیطان نے مجھ سے کہا اے

کالم کار یاد رکھ گر یہ قوم اسی طرح عمل کرتی رہی تو یہ سب میرے ہیں اور رہیں گے مگر میں انہیں اللہ کے عذاب سے ہر گز نہ بچا سکوں گا کیونکہ میں ابلیس ہوں، شیطان ہوں، مردود ہوں یہ تیرے وطن کے لوگ جانتے بوجھتے میرے احکامات پر چل پڑے ہیں تو میں کیا کروں، یہاں جس قدر بربریت ہو رہی ہے تو میں کیا کروں، قانون کے رکھوالے شراب و شباب میں مست ہیں اور اختیارات کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں تو میں کیا کروں، سیاستدان عوام کی لاشوں کے انبار سجائیں تو میں کیا کروں، تاجر ملاوٹ، جھوٹ ناپ میں ڈنڈی کا استعمال کریں تو میں کیا کروں، اے کالم کار تیرے وطن میں تو مجھے ہر شخص قصور وار دکھائی دیتا ہے کوئی اپنے آپ کو صحیح سمت میں عمل کرنے پر تیار نہیں اور دوسروں پر نقطہ چینی کیئے جائے تو میں کیا کروں۔۔۔۔ شیطان کی ان باتوں کا واقعی میرے پاس جواب نہ تھا کیونکہ وہ تمام تر حقیقی عکس پیش کر رہا تھا ابھی میری گفتگو ختم ہی ہوئی تھی کہ ایک خبر نے میری آنکھوں سے آنسو کے بجائے خون نکال دیئے میں انسان کی اس وحشیانہ حرکت پر بے انتہا رویا اور خوف خدا سے بڑا ڈرا کہ شائد اب آجائے اب آجائے زلزلہ یا عذاب الٰہی، پاکستان میں آئے روز پیدا ہونے والے واقعات ہماری بے حسی، اسلام سے دوری، منافقت، ریاکاری، سنگدلی، بے ایمانی، جھوٹ کی فراوانی، دھوکا دہی، جنسی وحشت اور دیگر تمام انبیاء کرام کے قوموں کی خامیاں بھری پڑی ہیں جبکہ ایک خامی پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے پوری قوم کو نیست و نابود کر ڈالا تھا، اللہ

کے غضب کو آئے روز دعوت دیتے ہیں خود کو بہت مضبوط اور طاقتور سمجھتے ہیں اسی لیئے بے دریغ وطن پاکستان میں ہر برائی بڑی بے باکی سے ادا کی جارہی ہے۔۔۔۔ خبر حقیقت پر مبنی ہے اور تمام شواہد ہونے کے باوجود پولیس اہلکار کی جنسی وحشت پر حکومت وقت، عدالت عظمیٰ اور پیٹی بھائی ایسے وحشیوں کو سزا دیتے وقت ہاتھ کیوں روک لیتے ہیں ؟؟؟ کیا اختیارات کے بے جا استعمال یونہی سرے عام کیا جاتا رہے گا کب تک اقتدار حکومت، افران انتظامیہ اور عدلیہ ظلم و تشدد پر آنکھیں، کان اور زبان بند کیئے رہیں گے کیا عذاب کے متمنی ہیں کہ ان سب پر قدرت کا عذاب آ پہنچے۔۔۔۔۔۔۔ خبر زیر پیش ہے۔۔۔۔ غربت انسان کو کئی مسائل سے دوچار کر دیتی ہے۔ غریب خود تو زندگی کے عتاب بھگتتا ہی لیکن اس کے بچے بھی اس روش سے محفوظ نہیں رہ سکتے دیکھا جائے تو چند روپوں کی کھانے پینے کی چیز اس معاشرے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی لیکن چند روپوں کی کھانے پینے کی اشیاء نے ایک معصوم بچی کی عزت آبرو پاش پاش کر دی جب کسی کی جان و مال کو نقصان پہنچتا ہے تو اس کے ازالے کے لیے قانون کا سہارہ لیا جاتا ہے لیکن قانون کے محافظ ہی اگر غربت کی چکی میں پسنے والے افراد کی عزت و آبرو کو چاک کر دیں تو اس معاشرے میں ان نادار افراد کے جینے کا کوئی حق بھی باقی نہیں رہتا ۔ایسا ہی ایک واقع ضلع گھوٹکی کے شہر اوباڑو میں پیش آیا۔ جہاں ایک معصوم گونگی بہری بچی کی عزت چند روپوں کی چیز کی خاطر ایک قانون کے محافظ نے بے آبرو کردی۔اوباوڑو کی مسلم کالونی کا رہائشی منظور احمد چنہ

پیشہ کے لحاظ سے ایک ہوٹل پر ملازمت (بہراہ گیری) کرتا ہے۔ اس کے چار بچے ہیں جس میں اسکی 12 سالہ معصوم بچی شیبا بھی شامل ہے جو کہ پیدائشی ذہنی معذور۔الفاظ ۔اور سماعتوں سے محروم ہے۔نہ بول سکتی ہے نہ سن سکتی ہے۔ 12 سالہ معصوم بچی شیبا گھر میں رہے تو ٹھیک ورنہ اڑوس پڑوس میں نکل جاتی ہے۔ تقریباً پچیس روز قبل دوپہر کے وقت شیبا چنہ معمول کے مطابق اپنے گلی محلے کے بچوں سے گلی میں کھیلنے میں مشغول تھی کہ اوہاڑو تھانہ کا ایک پولیس اہلکار۔ قانون کا رکھوالہ۔ عزتوں کا محافظ خادم فاروقی گلی سے گزرا اور اسکی نظر معصوم شیبا پر پڑی تو اس کے اندر موجود وحشی انسان نے اسے شیطانی روپ دھارنے پر مجبور کیا۔اور اس نے 12 سالہ معصوم بچی شیبا کو اپنی طرف بُلایا اور کہا کہ چلو میں تمہیں کھانے پینے کی اشیاء لیکر دیتا ہوں یہ معصوم بچی اس مکاری کو سمجھ نہ سکی اور پولیس اہلکار خادم فاروقی معصوم بچی کو شہر کے قریب (سونن کینال) کے قریب لے گیا اور کھیتوں میں لیجا کر اس کو ایک کپڑے سے ہاتھ ،پاؤں اور منہ کو باندھ دیا اور اس کی عزت سے کھیلتا رہا۔ معصوم شیبا اس کی درندگی کا شکار دو گھنٹے تک ہوتی رہی۔ وہ چیخ پکار نہیں کر سکتی تھی اس لیے کہ وہ محروم تھی سماعتوں سے اور چیخ پکار میں ساتھ دینے والی زبان سے جس کا فائدہ وحشی صفت انسان نے حوس کی آگ بجھانے کے دوران لے رہا تھا۔ قریبی سڑکوں سے لوگ گزر رہے تھے۔ معمولات زندگی تیزی سے چل رہی تھی۔ لیکن کوئی نہ تھا اس معصوم کو بچانے والا۔ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد معصوم شیبا

کہیں نظر نہ آئی تو اس کے ورثاء پریشانی سے دوچار ہو کر اسے ڈھونڈنے لگے شہر کی گلیوں میں نظریں دوڑاتے رہے لیکن کہیں پر بھی نہ تھی معصوم شیبا کو کون لے گیا ہے والدین بچی کی اچانک گمشدگی سے بہت پریشان تھے کہ گلی میں موجود بچوں نے نشاندہی کی کہ شیبا کو ایک پولیس اہلکار اسے موٹر سائیکل پر لے گیا ہے۔ خادم فاروقی چونکہ اس محلے سے تعلق رکھتا تھا تو کچھ بچوں کے اشارے ان کی طرف جا رہے تھے۔ بچوں کی نشاندھی پر شیبا کے والدین چل دیئے اپنی معصوم لخت جگر کو ڈھونڈنے کے لیے ریتی روڈ پر اور انہیں شک ہوا بچی کے پیروں کے نشانات کنارے گھومتے اور شیبا کو ڈھونڈتے اس کے ورثاء پہنچے سونن کینال پر تو قریب ہی کھیتوں میں شیبا کی عزت وحشی خادم فاروقی کے ہاتھوں پاش پاش ہوتے ہوئے دیکھی ۔ محلے میں شیبا کو سبھی ہی جانتے تھے اس لیے اس کی گمشدگی کی اطلاع پر درجنوں اہل محلّہ بھی اسے ڈھونڈ رہے تھے اور وہ بھی پہنچے سونن کینال پر اور شیبا کی عزت سے کھیلنے والے وحشی پولیس اہلکار خادم فاروقی کو پکڑ لیا جو کہ معصوم بچی کی بے ہوشی کی حالت میں بھی اپنی شیطانیت کی حوس پوری کرنے میں مصروف تھا اور پھر بچی کی والدہ ، ماموں اور بھائیوں نے اُسے رنگے ہاتھوں پکڑ کر پولیس تھانہ اوباوڑو لے گئے ۔ جہاں پر ڈی پی او گھوٹکی پیر محمد شاہ نے یقین دلایا کہ ملزم کے خلاف کاروائی کی جائے گی۔۔ دوسری جانب وحشی شیطان کے ہاتھوں لٹنے والی شیبا کو بے ہوشی کی حالت میں اوباوڑو ہسپتال منتقل کیا گیا۔ ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر نہ ہونے کے باعث اُسے ڈہر کی

ہسپتال بھیج دیا گیا۔ لیکن وہاں پر مقرر لیڈی ڈاکٹر بھی تھی چھٹی پر۔اس طرح حوا کی بیٹی علاج کے لیے تڑپتی رہی کافی کوشش کے بعد اسے تحصیل ہسپتال گھوٹکی میں لایا گیا اور شروع ہوا اس کا علاج اور اس کے میڈیکل ٹیسٹ لیے گئے بھیج دیئے گئے نمونے۔اسی دوران معصوم بچی سخت عتاب بھگتی رہی۔والدین کی حالت زار تھی۔اپنے لخت جگر احساس محرومی ان کے اندر میں ڈال رہے تھے گہرے زخم اور پولیس کی جانب سے تفتیش کا عمل جاری تھا۔ایک ہفتے کے بعد معصوم شیبا کی میڈیکل رپورٹ میں زیادتی کی تصدیق ظاہر ہوئی وحشی صفت انسان کی درندگی کی۔اس طرح خادم فاروقی کے بچنے کا کوئی چارہ نہ رہا۔اسے لاک اپ اوباوڑو میں تو کر دیا لیکن مزید پیش رفت نہیں کی ملزم نے مقامی رپورٹر کو بتایا اپنی بے گناہی پر خود کو بچانے کے لیے التجائیں کی اور تمام واقعے کو ذاتی دشمنی قرار دیا ہے اور جیل سے رہائی کی اپیل بھی کی ہے وحشی ملزم خادم فاروقی نے بتایا کہ وہ جلد باہر آ جائے گا کیونکہ اُس نے اپنے افسر بالا کو منالیا ہے۔شیبا کے والدین غربت کے جرم میں انصاف کے لیے مزید دربدر کی ٹھوکریں کھانے کے بعد اب مایوس ہو چکے ہیں انہیں یقین ہو چلا ہے کہ اس ملک میں کہیں بھی غریب کیلئے انصاف نہیں ہے اور با اختیار لوگ جائز کاموں کیلئے اپنے اختیارات کو استعمال کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں مسلسل تھانے، عدالت کے چکر کاٹنے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوا بلکہ اب تو خاموش رہنے کی دھمکیاں بھی مل رہی ہیں۔بہت کوشش کے باوجود پولیس نے ظاہری خانہ

شماری تو کی لیکن ایف آئی آر کا عمل نہیں لایا۔اس لیے معصوم بچی کے والد منظور احمد چنہ نے فیصلہ چھوڑ دیا ہے عدالت کے رحم و کرم پر ان کی خاموشی کے باعث خادم کو بچانے کے لیے سرگرم ہوگئے ہیں علاقے کے وڈیرے۔اور محروم رکھنا چاہتے ہیں شیبا کو انصاف سے اور محفوظ بنانا چاہتے ہیں وحشی ملزم خادم فاروقی کو۔۔۔۔۔۔۔لمحہ فکریہ ہے کہ اگر قانون کے محافظ ۔کسی کو تحفظ فراہم نہ کر سکیں۔ان کے ہاتھوں کسی کی عزت محفوظ نہ رہ سکے۔انسانیت سوز عمل کی کوئی حد نہ رہے تو آخر اس معاشرے کا بے سہارا انسان کہاں جائیں گے ۔آخر تحفظ اور انصاف انہیں کون فراہم کرے گا۔کیا بااثر وڈیروں کی جانب سے بچی کے والد کی زبان کو بند کرنے کے لیے دھمکیوں اور مسائل پیدا کرنے والے پیغامات سے معصوم شیبا کی عزت واپس کر سکیں گے ؟کیا انصاف کے منتظر یہ خاندان شیباء کی زندگی برباد کرنے والے وحشی کو عبرتناک سزاء دلوا سکیں گے ۔ یہ سب اعلیٰ افسران اور عدلیہ ہی جانتی ہے۔

متحدہ قومی موومنٹ کا ایک اور قدم

سن ۱۹۷۸ء کو بننے والی طلبہ تنظیم آل پاکستان مہاجر اسٹوڈینٹ آرگنائزیشن نے اپنے سفر کا آغاز کیا اور آل پاکستان مہاجر اسٹوڈینٹ آرگنائزیشن نے کم وقت میں بے پناہ مقبولیت بھی حاصل کرلی ۔۔۔یہ واحد جماعت تھی جس نے پاکستان بننے کے بعد ہجرت کرنے والی قوم یعنی مہاجروں کے حقوق کا عندیہ دیا گو کہ حالات و واقعات کچھ اس طرح سے اُس وقت تھے کہ ان مہاجروں کی داد رسی کرنی والی کوئی جماعت یا تنظیم نہ تھی اور یہ قوم مسلسل زیادتی کا شکار ہورہی تھی۔ نہ اس قوم کو روزگار کے مواقع حاصل ہورہے تھے اور نہ تعلیم و ہنر کی سہولات میسر تھی۔۔۔آل پاکستان مہاجر اسٹوڈینٹ آرگنائزیشن کا منشور تھا کہ اس قوم کو دیگر قوموں کے مساوی حقوق دلائے جائیں اور رائج کوٹہ سسٹم کا مکمل خاتمہ کیاجائے اور میرٹ ہی کو صرف نافذ عمل کیا جائے تاکہ پاکستان میں ذہین، ذہنوں کو مکمل مواقع میسر ملیں تاکہ وہ اس ملک و قوم کی بہتری اور تعمیر وترقی میں اپنی بہترین خدمات پیش کرسکیں اور ملک پاکستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کرسکیں گو کہ اے پی ایم ایس او کے اس منشور نے کم وقت میں بہت مقبولیت حاصل کرلی اور اس دور کے تمام تحریکی ساتھیوں نے اپنی تن من دھن کی بازی لگادی۔۔۔ لیکن کیا یہ طلبہ تنظیم اپنے مقصد میں کامیاب ہوسکی

اگر نہیں تو کیوں؟؟آخر کیا محرکات تھے کہ اپنے منشور کے تحت طلبہ تنظیم کے مقاصد کو اس طرح پورا نہ کرسکے؟؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا اے پی ایم ایس او نے سامنا کیا، اے پی ایم ایس او کے مطابق ان کا منشور تو وہی ہے مگر ہمیشہ کی طرح ان کے مثبت اقدام میں مسلسل دیگر پارٹیوں کی مداخلت شامل حال رہی ،انھیں تعلیمی میدان آئے روز دہشت گردی کا نشانہ بنایا جاتا رہا کہیں لسانی تنظیموں نے ظلم و ستم ڈھائے تو کہیں اسلامی تنظیموں نے کانٹے بچھائے تو کہیں دیگر سیاسی تنظیموں نے معصوم طالبہ و طالبات کا خون بہایا پھر بھی اے پی ایم ایس او کے مطابق انھوں نے ان مشکل حالات کے باوجود ہمت نہ ہاری اور طلبہ و طالبات کے جائز مطالبات اور مشکلات کو حل کرنے میں مصروف عمل رہے۔۔۔کوٹہ سسٹم کے سلسلے میں اے پی ایم ایس او کا موقف ہے کہ یہ معاملہ ایک عرصہ سے حکومت کی فائلوں میں بند ہے نجانے کب عمل پذیر ہوگا جبکہ اے پی ایم ایس او مسلسل اس سلسلے میں یاد داشت پیش کرتی چلی آرہی ہے لیکن حکومتوں نے ہمیشہ ایسے حالات پیدا کیئے رکھے ہیں کہ اس نقطہ پر سنجیدگی اختیار کرتے ہی نہیں۔۔۔بنیادی تحریکی ساتھیوں کے خلوص کے سبب اے پی ایم ایس او بڑی کامیابیوں سے ہمکنار ہوئی اس طرح یہ تنظیم سندھ کے تمام تعلیمی اداروں میں طلبہ و طالبات کی بڑی جماعت بن کر ابھری۔۔۔۔ پھر وقت نے دیکھا کہ اے پی ایم ایس او سے ایک ذیلی جماعت نے جنم لیا یہ ذیلی جماعت خالصتاً سیاسی جماعت تھی اس جماعت کے ذریعے یہ تنظیم حکومتی مشنری میں رہتے ہوئے اس قوم

کی بہتری کیلئے کوشاں رہنا چاہتی تھی اس لیئے وقت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے سیاسی میدان میں قدم بڑھایا اس سیاسی تنظیم کا نام مہاجر قومی موومنٹ رکھا مزید یہ کہ سیاست کے میدان میں آکر مہاجروں کے جائز حقوق دلائے جائیں جن میں بہتر تعلیم، بہتر ہنر، بہتر معاشرہ، بہتر روزگار، بہتر کاروبار اور سب سے بڑھ کر بہتر امن و امان اور اس طرح تعلیمی میدان میں اے پی ایم ایس او اور سیاسی میدان میں مہاجر قومی موومنٹ نے اپنا مقام بنانا شروع کردیا گو کہ اس کیلئے اس تحریک کو بڑی کاوشوں، مصیبتوں، تکلیفوں سے بھی گزرنا پڑا لیکن ان کے مصمم ارادوں نے مہاجر قومی موومنٹ کو الیکشن سن ۱۹۸۸ء میں صوبائی نشستیں پر بھاری مقدار میں کامیابیاں حاصل ہوئیں، اس کامیابی کے سبب اس تحریک نے لوکل گورنمنٹ کے الیکشن میں بھی سبقت حاصل کرلی۔۔۔ مسلسل سیاسی کامیابیوں کے بعد عوام میں ایک ایسا گروہ بھی بازگشت کرنے لگا کہ جب عوام الناس کے ذریعے انہیں مسلسل کامیابیوں سے ہمکنار کیا تو انھوں نے مہاجروں کیلئے ایسا کچھ نہیں کیا جو وعدے کیئے تھے۔۔ جبکہ دوسری طرف ایم کیو ایم نے اس سلسلے میں وضاحت کرتے ہوئے واضع کیا کہ مہاجر قومی موومنٹ جب سے بنی ہے مسلسل حکومتی مشنری جس میں سیاستدان، بیوروکریٹس اور ایجنسیوں نے اس سیاسی تنظیم کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، ہر گوشے سے حملے کیلئے اور اس تحریک کے ساتھیوں کے درمیان نفاق ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن قائد تحریک الطاف حسین کی مدبرانہ حکمت عملی کی بناء پر یہ ایم کیو ایم

کے کارکنوں کے درمیان فاصلے پیدا نہیں کرسکے، لیکن اس سے ایم کیو ایم کو فائدہ یہ ہوا کہ جو اس تنظیم سے مخلص نہیں تھے وہ ازخود چھوڑ کر چلے گئے اور اس طرح مہاجر قومی موومنٹ میں پلنے والے سازشی عناصر کا پردہ فاش ہوگیا جنھوں نے بعد میں ایجنسیوں، مخالف سیاسی پارٹیوں کے سائے میں رہ کر اپنی تنظیمیں بنائی جس کو عوام الناس نے مکمل رد کردیا۔۔۔۔۔۔ عوام کے بھرپور تعاون کے سبب ایم کیو ایم تنظیم اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہونے لگی، کئی قوموں کے مظلوموں نے بار ہا بار قائد تحریک کو گزارشات پیش کیں کہ ہماری قوم کے لیڈر ہمارا ہی خون چوس رہے ہیں اور ہم مسلمان، پاکستانی ہونے کے ناتے آپ سے اپیل کرتے ہیں کہ ہمیں بھی اپنے اس مشن میں شامل کرلیں تاکہ آپ کے پلیٹ فارم سے ہمیں بھی حق حاصل ہو۔۔۔۔ اس بات کو قائد تحریک نے اپنے رفقائے کار ساتھیوں اور عوام الناس سے مشورہ کیا تو سب نے انہیں شامل کرنے کی حامی بھرلی پھر یہ تحریک متحدہ قومی موومنٹ کی شکل میں تبدیل ہوگئی، اب اس تنظیم کا مقصد صرف مہاجروں کے حقوق ہی نہیں بلکہ پاکستان میں ہر جگہ بسنے والے غریب، مستحق، ضرورت مند، نادار اور مظلوم کے حق کی ترجمان بن چکی ہے۔۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ متحدہ قومی موومنٹ سندھ میں مسلسل کامیابیوں کے بعد اب اس تحریک نے آزاد کشمیر، گلگت و بلتستان میں اپنی تحریکی سرگرمیاں شروع کیں تو جوق در جوق آزاد کشمیر، گلگت و بلتستان کے لوگ شامل ہونا شروع ہوگئے پھر اس تنظیم نے باقاعدہ کام کیلئے یونٹ ترتیب دیئے اور وہاں الیکشن

ہیں بھرپور کامیابیاں بھی حاصل کیں ۔۔۔۔۔۔ یہ سفر ابھی ختم نہیں ہوا ہے اس سفر کا اگلا قدم پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کی طرف بڑھا ہے۔یاد رہے اس تنظیم کو مخالفت اور رکاوٹ میں سب سے پہلے صوبہ پنجاب کے وہ سیاستدان و حکمران تھے جو کسی طور پر بھی نہیں چاہتے کہ پنجاب میں چوہدری کا راج ختم ہو ایک کسان، ہاری و مزدور عزت کے ساتھ جیئے۔ موجودہ سیاسی حالات کے تحت مسلم لیگ نون کو خدشہ ہے کہ اگر متحدہ قومی موومنٹ کو پنجاب میں داخل ہونے دیا گیا تو یہ سیاسی میدان میں باری لے جائیں گے ، یہاں یہ بات واضع کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں کہیں بھی کسی بھی پاکستانی شہری کو یا سیاسی جماعت کو آئین کے تحت حق حاصل ہے کہ وہ تجارت، سیاست، رہائش، تعلیم ، شادی و بیاہ حاصل کر سکتا ہے۔تو متحدہ قومی موومنٹ کو پنجاب میں داخلے میں بندش کیوں؟ یہ خوف نہیں تو کیا ہے کیا سندھ اور کراچی میں مسلم لیگ نون اپنی سیاسی امور پر کام نہیں کر رہی۔۔۔۔۔۔۔ سندھ اور بالخصوص کراچی میں پاکستان کی ہر سیاسی جماعت اپنے اپنے جھنڈے تلے سیاسی امور پر گامزن ہے تو متحدہ قومی موومنٹ پر بندیشیں کیوں؟؟ یہ بندش کسی کا نہیں بلکہ انہی کے سیاسی کیریر کو تباہ کردیں گی ووٹر کب تک چوہدریوں کے ظلم و ستم کو سہتے رہیں گے اب ملک میں سیاسی تبدیلی کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے اس تبدیلی طوفان کو کوئی نہیں روک سکتا۔ خیبر پختون خوا، گلگت بلتستان کے ڈوبے بنے کے بعد اب ہزارہ اور سرائیکیستان صوبوں کی بازگشت سنائی دے رہی ہیں ، انہیں آنے والا وقت

بھی نہیں روک سکتا۔۔۔۔۔۔اتوار، ۱۰ اپریل ۲۰۱۲ء پنجاب کی سیاست میں ایک بھونچال پیدا کردے گا کیونکہ کئی سالو سے مجبور غریب لوگ امیر چوہدریوں کے ظلم و ستم سے تنگ ہیں انہیں متحدہ قومی موومنٹ میں اپنے حقوق اور من و سکون کی آس دکھائی دیتی ہے ،اور اٹھانوے فیصد غریب پنجاب کے ووٹرز متحدہ قومی موومنٹ کے جلسے میں نہ صرف شرکت کریں گے بلکہ حکومت پنجاب اور سیاستِ پنجاب کو آگاہ کردیں گے کہ اگلا قدم ان غریب عوام کا ہے اور الیکشن ۲۰۱۳ء میں پنجاب کے ایوانوں میں یہی غریب منتخب ہو کر اپنے غریب پنجابی بھائیوں کی ترجمانی کررہے ہونگے۔اب دیکھنا یہ ہوگا کہ متحدہ قومی موومنٹ اپنی ان کامیابیوں کو کس طرح سنبھالتی ہے آیا کراچی سے پشاور تک کامیابیوں کے اس سفر میں پچھلے راستوں کو بھول تو نہیں جائے گی میرا اشارہ کراچی کے مسائل اور ان کا حل کی طرف ہے ،آج بھی کراچی کئی مسلوں سے دوچار ہے جن میں بجلی کا فراہمی، گیس کی فراہمی، لینڈ مافیا کا قبضہ، رشوت، ٹارگٹ کنگ، بھتہ خوری، دہشت گردی۔۔۔۔۔۔۔ کراچی کو ان مسائل سے کب چھٹکارہ حاصل ہوگا یہاں کی صنعت و تجارت تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی ہے اور شہری مہنگائی کے پہاڑ تلے دبتے جارہے ہیں کوئی شہری نظام عمل پنہ نہ دکھائی نہیں دیتا ،نہ حکومت سندھ کی دلچسپی ہے اور نہ انتظامیہ کا نظام یوں لگتا ہے کراچی کو بھیانک جنگل بنا دیا گیا ہو ہر شخص ذہنی بیماری میں مبتلا دکھائی دیتا ہے ، کراچی کے شہری بھاری ٹیکس ادا کرنے کے باوجود بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ اگر اس سفر

میں کوہتائیں وارد ہوئی تو شائد ان کی کامیابی کو نظر لگ سکتی ہے، اس تنظیم کو چاہئے کہ اپنے ذمہ داران کو پابند کریں کہ عوام الناس کی خدمات کو انتہائی سنجیدہ لیتے ہوئے فی الفور عملی جامہ پہنانے کا سبک ترین طریقہ اپنائیں دیکھیں آنے والا وقت کیا دکھاتا ہے، اللہ پاکستان کو قائم و دائم، شاد و آباد رکھے آمین۔

آمد رمضان اور نرخوں کا سیلاب

دنیا بھر میں چھوٹا ملک ہو یا بڑا، ترقی یافتہ ہو یا ترقی پزیر کہیں کسی بھی جگہ نہ دیکھا گیا اور نہ سنا گیا ہے۔ جہاں جہاں انسان آباد ہیں انھوں نے اپنی مذہبی تہوار کے موقع پر حکومتی ، معاشرتی و اخلاقی بنیادوں کے تحت اپنی قوم کی خوشیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے چند ہفتے یا پھر چند دنوں تک لازماً انتہائی کم نرخ پر اشیاء ضرورت کے ساتھ ساتھ سامانِ تعیش پر بھی فروخت کا عمل کئی سالوں سے جاری و ساری رکھا ہوا ہے ۔ ہندوستان میں ہندو مذہبی تہوار ہو یا اسلامی تہوار ہر ایک کے تہوار میں اشیائے ضرورت کے نرخوں میں رعایت کے ساتھ ساتھ تحفوں کا عمل بھی جاری و ساری رہتا ہے ، بنگلہ دیش، بھوٹان، مالدیپ، سری لنکا یہ وہ ممالک ہیں جو سارک میں شامل ہیں ان تمام ممالک میں مذہبی تہوار میں حکومتی احکامات کے بغیر تاجروں میں اس قدر اخلاقی بلندی ہے کہ وہ از خود عوام الناس کی خوشی کیلئے نرخوں میں سوچ سے زیادہ کمی کر دیتے ہیں جس سے ان کی فروخت میں نہ صرف اضافہ ہوتا ہے بلکہ وہ کسی طور پر بھی گھاٹے میں نہیں رہتے ۔ بزنس کا اصول ہے کہ جتنی پروڈکٹس فروخت ہونگی اتنی ہی منافع میں بہتری آئیگی چاہے نرخ کم ہی کیوں نہ ہوں ، جب نرخ مناسب ہونگے تو لازماً اس پروڈکٹس کی فروخت میں اضافہ بڑھے گا اور اگر نرخوں میں صارف کی پہنچ سے دور

کر دیا جائے تو اس اشیاء کی فروخت میں کمی واقع ہو گی جس سے اشیاء کا ضیاع ہونا ممکن ہو جاتا ہے اور اس طرح منافع کے بجائے گھاٹے میں کاروبار پڑ جاتا ہے اسلامی معاشیات و اقتصادیات کا درس بھی یہی ہے کہ جو پاکستان سے انتہائی ۔۔۔ جبکہ پاکستان جو اسلامی ملک کا قلعہ کہلاتا ہے اور موجودہ دنیائے اسلام میں اسلام کا پرچار میں پیش پیش رہتا ہے جب وقت رمضان شروع ہوا چاہتا ہے تو بڑی بڑی مقامی و بیرونی تمام کمپنیاں اپنے نرخوں میں کئی سو گنا کا اضافہ کر بیٹھتے ہیں، چھوٹی کمپنیاں بھی بڑی کمپنیوں سے پیچھے نہیں رہتے حتیٰ کہ ٹھیلے اور ریڑھی والے بھی اس مکروہ گروہ کے ساتھ چند قدم آگے ہی رہتے ہیں ۔۔۔۔۔ ہر دور کی حکومت اعلانات اور احکامات کرتی تو نظر آتی ہے مگر ان کی نیت میں فتور ہونے کی سبب یہ سب ڈرامہ عیاں ہو جاتا ہے اور حکومتی مشنریاں اپنے کمیشن اور لوٹ و کھسوٹ میں لگ جاتے ہیں ، غریب ہو یا ایماندار وہ ہمیشہ نمک و پانی سے افطار و سحری کرتا ہے اور ذخیرہ اندوز، آرتھی ، تھوک فروش، پولیس و فوڈ انسپکٹر رشوت و حرام سے کمائی گئی دولت کے عوض عالیشان افطاری و سحری کرتے نظر آتے ہیں اور کچھ سال بھر دھوکہ، فراڈ، بے ایمانی کے عمل سے کمائی گئی دولت کو رمضان المبارک میں دکھاوے کی خیرات دیتے نظر آتے ہیں لیکن ان سے جب کہا جاتا ہے کہ صرف اللہ کی رضا کیلئے کم از کم ماہ تک اشیاء ضرورت کو مناسب نرخ پر فروخت کر دیں تاکہ غریب مسلمان ایک ماہ میں خوشی و مسرت کے ساتھ گزار سکے انہیں یہ گوارہ نہیں کہتے ہیں ہم نے خیرات

نکال دی ہے اور کاروبار میں رعایت کی تو کیا کمایا ہماری بھی تو عید ہے۔۔افسوس ہے کہ آج کا مسلمان اور پاکستانی عید کے مقصد کو نہیں پہنچانتا، عید کا اصل نام و مقصد یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا کیلئے بغیر کسی غرض کے مستحق کی مدد کی جائے تاکہ دائمی خوشی کی دولت حاصل ہوسکے۔ زمانہ حال میں زمانہ ماضی کی غلط پالیسیوں پر اور زیادہ غلطیوں کے ساتھ اقدامات کیلئے جارہے ہیں جس کی وجہ سے مہنگائی تھمنے کا نام ہی نہیں لیتی اور جینا محال کردیا ہے ایک سروے کے مطابق دنیا بھر میں غربت و افلاس سے شرح اموات پاکستان میں سب سے زیادہ ہے۔۔۔۔۔اس کی وجہ عوام میں پائے جانے والے مذہب اسلام سے شدید لگاؤ ہے جس کی وجہ سے اکثریت عوام گناہ کے بجائے خود کشی کو فوقیت دے رہی ہے جبکہ دین نے اس کی سختی سے مذمت کی ہے، مہنگائی نے پاکستانی قوم کو ذہنی مفلوج بنا کر رکھ دیا ہے، ان میں ذہنی امراض لاحق ہوچکے ہیں اگر یہی سلسلہ مزید چلتا رہا تو یہ قوم اپنے اعصاب پر قابو نہ کرپائیں گے ممکن ہے ایک بڑا طوفان کھڑا ہوجائے جس میں خون خرابہ کا لامتناہی سلسلہ چل پڑے، ابھی بھی وقت ہے پاکستان اور پاکستانی قوم کی سالمیت کو بچانے کا ورنہ ہمیشہ کیلئے پچھتاتے رہ جاؤ گے۔۔۔۔۔

کیا کبھی سوچا اور عمل کیا۔۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے مقرب فرشتوں کو جمع کیا اور حکم دیا کہ انسان کا مجسمہ بناؤ ،فرشتوں نے کہا اے باری تعالیٰ ہم تیری عبادت و زیارت کرتے ہیں یہ انسان شر پھیلائے گا ، اللہ کی تدبیریں سب سے اعلیٰ ترین ہے ، اللہ واحد لاشریک نے انسان کو تمام مخلوقات سے زیادہ اشرف بنایا، اللہ تبارک و تعالیٰ قادرِ مطلق ہے ہر کام ہر حکم منشائے رب سے بھرا ہے جو کوئی بھی مخلوق نہیں جانتی۔اللہ تبارک و تعالیٰ نے کائنات میں سب سے پہلے اپنے پیارے محبوب، نور مجسم، امام الانبیائ، ختم الرسول، مولائے کل، سرورِ کائنات، رحمت اللعالمین، غریب پرور، یتیموں کے ملجا، شہنشاہ کائنات، شفیع الکونین، حضرت نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کیا اور دنیا میں تمام پیغمبروں کے بعد دنیا میں نازل کیا۔ آج کے پندرہ سو سال پہلے کے زمانے پر اگر ہم نظر ڈالیں تو ہمیں جاہلیت تمام تر دکھائی دیتی تھی، درحقیقت جاہلیت اسے کہتے ہیں جو جانتے بوجھتے ہوئے بھی وہی عمل کیا جائے جس کی اخلاقی، مذہبی منع ہو۔۔۔ ہر نبی کے جانے کے بعد اس کے ماننے والوں نے الہامی کتابوں میں رد و بدل کرکے اس کی افادیت کھو دی۔ آپ ﷺ کے دنیا میں آنے کے بعد بدھ پرستی، عیسائیت، یہودیت کے مذہب کا دور دورہ تھا۔ اس دور میں زبان و علم کی فصاحت و بلاغت دنیا بھر میں مشہور تھی

بچہ بچہ شعر و شاعری سے نا صرف واقف تھا بلکہ فی البدیع شعر کہتا تھا۔ دنیا وی علم ، ہونے کے باوجود یہ در بھٹکے، گمراہ اور جاہلیت کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے، اس زمانے میں معصوم بیٹیوں کو زندہ دفن کردیا جاتا تھا اور عورت کو صرف اپنے ہوس کا ایک حصہ سمجھا جاتا تھا، نہ ماں ،نہ بہن، نہ بیٹی کی کوئی حیثت تھی۔جو سب سے زیادہ طاقتور تھا وہی حاکم بن جاتا تھا۔اسی تاریخی آئینہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگر ہم پاکستان کا تقابلی جائزہ کریں تو ہمیں کیا نظر آئے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آج آزادی ابلاغ عامہ کی وجہ سے ہمیں اَن دکھے واقعات سے آگہی حاصل ہوجاتی ہے، ابلاغ عامہ کے ذمہ داروں نے جو حالات پیش کیئے ہیں وہ پندرہ سو سال قبل کی اُس جاہلیت سے بھی کہیں زیادہ نظر آتے ہیں۔۔۔۔آئے روز روزنامے اور ٹیلیوژن ایسے حالات پیش کررہے ہیں جو مکمل حقیقت پر مبنی ہیں ان میں معصوم بچیاں جن کی عمریں لگ بھگ دو سال سے چار سال تک کی ہونگیں ان بچیوں کو وحشانہ جنسی تشدد کانشانہ بنا کر ہلاک کرنے کا عمل جاری ہے اور ہمارے بے حس منتخب نمائندگان، وزراء و مشیر، اور سب سے بڑھ کر پولیس ، عدلیہ چند رقوم کے عوض انہیں آزاد کردیتی ہیں جس سے معصوم جانوں کے وحشی جنسی درندوں کے حوصلے بلند ہوتے جارہے ہیں اور انہیں کسی قسم کی شرمندگی کا احساس بھی نہیں ہوتا۔۔۔۔ کہیں بھوک و افلاس سے پاکستانی بیٹی خود کشی یا پھر گمراہی کے راستے پر چل نکلتی ہے ، کوئی بھی مسلم خاتون ہر گز نہیں چاہے گی کہ اس کی عصمت بازار میں فروخت ہو، آج کی مہنگائی اور

بے روزگاری نے جسم فروشی پر مجبور کردیا ہے اور ان کی مجبوریوں سے سب سے زیادہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے معاشرے میں انکار پھیلا رکھی ہے جو اثر و رسوخ اور حرام کمائی کے حاکم ہیں جن پر نہ قانون عائد ہوتا ہے اور نہ عدلیہ سزا دے پاتی ہے، یاد رکھیں اگر اس معاملے پر گرفت نہ کی گئی تو ایک دن خود ان کی بیٹیاں بھی فروخت ہونگی کیونکہ اللہ سے جنگ بہت بھاری پڑتی ہے۔۔۔بیمار عوام اسپتالوں میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کے دم توڑ رہے ہیں کیونکہ جنھیں مسیحا کہتے ہیں وہ بھی کرائم سے باہر نہیں انھوں نے بھاری رقم عائد کر رکھی ہے اور صحت کو ایک کامیاب کاروبار بنا کر دولت لوٹنے میں کسی سے کم نہیں۔۔۔۔ تو کہیں عطائی ڈاکٹر موت کے سوداگر بن کر موت کے گھاٹ اتار رہے ہیں، حیرت ہے کہ انتظامیہ، پولیس، عدلیہ اور خاص کر منتخب نمائندوں نے چپ سادھ کیوں لی ہے اور ایسے لوگوں کے خاتمے اور روک تھام کیوں نہیں کرتے۔۔۔۔۔؟؟ خلفائے راشدین کے خلیفہ دوئم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ اگر میرے دور حکومت میں ایک جانور بھی بھوکا سوگیا تو میں روز قیامت کے دن رب العزت کو کیا جواب دونگا اور اللہ کی پکڑ سے کس طرح بچ پاؤ نگا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہیں جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے دنیا ہی میں جنتی ہونے کا اعلان فرمایا۔تو پاکستانی حکمران یہ کیوں نہیں سوچتے کہ وہ کس ڈکٹیشن پر عمل پیرا ہیں جبکہ سبقِ ریاست اور حکومت آنحضور ﷺ اور آپ کے مقدس خلفائے راشدین نے اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے بتائے ہوئے احکامات

پر عمل کرکے ہمارے لیئے راہ ہموار فرمائے اور بتایا کہ کامیاب ترین حکومت کس طرح کی جائے، ہمارے پاس آج سے چودہ سو سال پہلے ہی ریاست پر حکومت کرنے کا منشور اور ایجنڈا آ چکا ہے، پھر بھی ان یہود و نصارا کی ڈکٹیشن کیوں، ہم بحثیت مسلمان اور پاکستانی منشور کے تحت جب اسلامی ادوار میں رہ کر حکومت کرنے کے پابند ہیں تو آئین کی خلاف ورزی کیوں ۔۔۔۔۔؟؟ جبکہ آنحضور ﷺ نے واضع فرمادیا کہ یہود و مشرکین ہر گز ہر گز تمہارے دوست نہیں ہو سکتے ،آپ ﷺ کا ہر لفظ اور بیان مقدس اور اعلیٰ ترین ہے۔ آپ ﷺ کے احکامات کی نفی نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی رسوائی کا سبب بنتی ہے۔۔۔۔۔ ہمیں تو سیاست ہو یا معاشرہ، معیشت ہو یا سفارتی تعلقات، تہذیب و تمدن ہو یا روایات گو کہ مکمل کامیاب ضابطہ حیات آپ ﷺ نے دے دیا ہے پھر یہ بھٹکنا کیسا۔۔۔۔۔!! اللہ تبارک و تعالیٰ نے روئے زمین پر شہدائے معروض پاکستان کے صدقے میں اتنی دولت کے انبار عیاں کر دیئے کہ اگر نیت نیتی اور سچائی کے ساتھ انہیں استعمال کیا جائے تو پاکستان دنیا کا سب سے زیادہ امیر ترین ملک ہوگا۔ پاکستانی عوام اب جان چکی ہے کہ اگر ہمارے منتخب نمائندوں اور حکمرانوں نے ہوس و لالچ، حرص و متاع، خود غرضی سے باز نہ آئے تو انہیں یہی عوام نیست ونعبود کر دیں گے کیونکہ پاکستان اسلام کے نام پر معروض وجود میں آیا ہے اور لاکھوں معصوم جانیں، عصمتیں قربان ہوئی ہیں ، اس پاکستان کا حامی و ناظر اللہ ہی ہے اور اللہ کا غضب بہت بڑا ہے۔ پاکستانی سیاستدان رونا روتے ہیں کہ

انہیں جمہوریت کو پروان چڑھانے کیلئے مکمل وقت نہیں دیا جاتا، اس بار انہیں مکمل وقت دیا جارہا ہے مگر یہ ہوش کے ناخن نہیں لے رہے بلکہ آپس میں دست و گریباں ہوئے چلے جارہے ہیں اور ان کی توجہ ایک عام آدمی کی ضروریات سے بالکل خالی ہے۔ پاکستان کی دو بڑی سیاسی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ نون اور دیگر جماعتوں پر بھی یہ شدید ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ پاکستان میں سیاسی استحقام کو پیدا کرنے کیلئے ذاتیات پر نہ اتریں بلکہ اختلافات کو دور کرتے ہوئے تمام پارٹیوں کو حزب جماعت اور حزب اختلاف کو ایک میز پر جمع کرکے پاکستان کی خوشحالی اور ترقی کیلئے لائحہ عمل تیار کریں اور کم وقت میں عوامی فلاح و بہبود جن میں صحت، تعلیم، روزگار، برآمدات، صنعت و تجارت کے بہتر سے بہتر بناکر خوشحال پاکستان بنائیں، اور پاکستان میں موجود معدنی ذرائع سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔ اس بھاری مینڈیٹ سے حاصل جمہوری حکومت نے چار سال افراتفری میں گزار دیئے ہیں جن میں تمام سیاسی جماعتیں شامل ہیں اور سب یکجا ہوکر انتہائی غیر ذمہ داری کا ثبوت پیش کررہے ہیں یوں لگتا ہے جیسے پاکستان میں جمہوری حکومت نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ جب جب جمہوری حکومتیں بنیں تب تب ان میں ہمیشہ لوٹ کھسوٹ اور سیاسی اقربہ پروری پروان چڑھی، کچھ جماعتیں اپنے مفادات کو حاصل کرنے کیئے حکومتوں کو بلیک میل کرتے رہے تو کچھ نے حکومت کے ناجائز احکاموں پر اپنی آنکھیں بند کرلی گویا ہر پاکستانی چاہے چھوٹی ہو یا بڑی سب کی سب جماعتیں

ناکام اور بے کار ہیں کیونکہ ۸۲ فروری ۸۰۰۲ء کو سے جمہوری حکومت آئی ہے تب سے تمام سیاسی جماعتوں نے نورا کشتی کھیلنا شروع کردی ہے اور صرف اور صرف غریب عوام کی لاشیں کہیں نہ کہیں سے اٹھائی جارہی ہیں کیا اسے جمہوری حکومت کہتے ہیں یقیناً یہ منصوبہ بندی کے ساتھ عمل پزیر ہورہا ہے، عدلیہ، انتظامیہ، قانون اور افواج پاکستان سب کی سب بے بس و لاچارگی کا چہرہ بنائے بیٹھی ہیں آخر اس قدر بے بسی کیوں؟؟ اور امریکہ کی مسلسل اندرونی و بیرونی اور دفاعی مداخلت کوئی بہتر شگون کا پیش خیمہ نہیں ہے آخر عوام الناس کو اندھیرے میں کیوں رکھا جارہا ہے، اب تو پاکستان میں دفاعی علاقے، دفاعی سامان اور غیر محفوظ کو ظاہر کیا جارہا ہے آخر اس میں کیا راز چھپائے جارہے ہیں؟؟ پاکستان کے مستقبل کو تارتار کیوں کیا جارہا ہے؟؟ یقیناً ان سب باتوں کا جواب سیاستدانوں، حکمرانوں اور افواج پاکستان کے اعلیٰ افسران کے پاس ہے پھر بھی ان کی خاموشی کیا معنی رکھ رہی ہے؟؟؟ اللہ پاکستان کا خیر کرے بہتر ہے کہ اب آنے والے الیکشن میں سیاسی نظام میں بہتری لانے کیلئے سیاسی نظام میں سختی برتی جائے اور پاکستان الیکشن کمیشن اگر واقعی پاکستان اور عوام کیلئے مخلص ہے تو اسے اپنے الیکشن سسٹم میں ابھی سے تبدیلی کرنی پڑے گی تاکہ حقدار جنہیں عوام چاہتے ہیں منتخب کرنا وہ آگے آسکے۔ اب دور جدید آگیا ہے، پاکستان میں نادرا نے کمپیوٹر کے ذریعے شناختی کارڈ تو بنادیئے لیکن الیکشن کمیشن کو بہتر پروجیکٹ نہ دے سکا۔ الیکشن ۳۱۰۲ء کو الیکشن کمیشن

ووٹنگ کا سسٹم کچھ اس طرح یا اس سے بہتر تیار کرلے۔ پہلے مرحلے میں حلقہ وار تمام ووٹرز لسٹیں کمپوٹرائز کردی جائیں ۔ ووٹنگ کے دن۔ دوسرے مرحلے میں ایک ایسا سوفٹ ویئر بنایا جائے جس میں انگوٹھا، آنکھ، اور چہرے کا اسکین ہو۔ تیسرے مرحلہ میں انک یعنی سیاہی کا استعمال۔۔۔ چوتھے مرحلے میں کمپیوٹر میں ہی منتخب نمائندوں کے نشان و تصویر پر بٹن کلک کرنا۔ اس نئے پروجیکٹ سے یہ ہوگا کہ بوگس اور جعلی ووٹ کا انشاءاللہ خاتمہ ہوجائیگا اور موروثی سیاست کا دم بھی نکل جائے گا تاکہ نئے نسل با عزم لوگ ملکی بھاگ ڈور سنبھالتے ہوئے وطن عزیز اور عوام کیلئے نہ صرف سوچیں گے بلکہ اس پر عمل پیرا بھی ہونگے ۔ میری دعا ہے کہ پاکستان سے غربت اور بے روزگاری کا ہمیشہ کیلئے عملی خاتمہ ہو۔ آمین

بند آنکھیں گونگی زبان

ظلم پر ظلم ہے تاکید صیاد کی
زبان کاٹ ڈالو نگا گر فریاد کی

سنا تھا کہ جب کسی کے ساتھ ظلم وزیادتی ہو جاتی تھی تو اُس کے حصول انصاف کیلئے عدلیہ ہوا کرتی تھیں جہاں سے ظالم کو سزا اور مظلوم کو انصاف بہم پہنچایا جاتا تھا، قاضی صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوتے تھے اگر کوئی ایسا معاملہ بھی سامنے آجاتا جس میں مجرم اپنا لخت جگر ہوتا تو یہ قاضی اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کے تحت انصاف برتتے تھے اور کہتے تھے کہ زندگی اور موت صرف اللہ کو سجتی ہے ہم میں اتنی سکت بھی نہیں کہ لمحہ بھر اپنی مرضی سے سانس لے سکیں۔۔۔۔آخری نبی زماں حضور کائنات نور مجسم محمد مجتبیٰ و مصطفیٰ ﷺ کے زمانے میں ایک خاتون چوری کے الزام میں پیش ہوئی جس کے لیئے کئی لوگوں نے سفارش بھی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کی جگہ میری چہیتی بیٹی شہزادی جنت اُم مسلمین و مومنین بی بی حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ہوتیں تو میں اسے یہی سزا دیتا۔۔۔۔۔آپ ﷺ نے عدل و انصاف کی مثالیں اس امت کیلئے اس لیئے پیش کی تھیں کہ یہ امت اس پر سختی سے عمل پیرا ہو کر اللہ کی خوشنودگی حاصل کرلے اور فلاح پانے والوں میں شامل ہو جائے۔۔۔۔پھر خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں آپ کے دور

حکومت میں ایک شخص نے آپ کے لباس پر سخت نکتہ چینی سرے عام عوام کے درمیان کی اور پوچھا یہ لباس جو آپ نے زیب تن کیا ہوا ہے کہاں سے حاصل آیا کیونکہ آپ کا قد بڑا ہے اور بیت المال سے جو کپڑا آپ کو ملا تھا وہ آپ کیلئے ناکافی تھا۔۔۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خندہ پیشانی سے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اس شخص کا اعتراض بجا ہے واقعی میرا قد بڑا ہے اس لیئے جو بیت المال سے کپڑا ملا تھا وہ میرے لیئے ناکافی تھا مگر میرے بیٹے نے اپنا کپڑا مجھے دے ڈالا تاکہ میں لباس تیار کراسکوں۔۔۔۔۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم سے ہمیں ایک واقعہ ملتا ہے کہ ایک کفار سے آپ کی لڑائی ہوئی تو آپ نے اسے گرا ڈالا گرنے کے بعد آپ اس کے سینے پر چڑھ گئے جس پر اس نے آپ کے مبارک چہرے پر تھوک ڈالا آپ نے اسی وقت اسے چھوڑ دیا دشمن یہ معاملہ نہ سمجھ سکا اُس نے مولا علی سے معاملہ کی وضاحت معلوم کی تو آپ نے فرمایا کہ جب میں تجھ سے لڑ رہا تھا اُس وقت اللہ کی رضا تھی لیکن جب تو نے میرے منہ پر تھوکا تو پھر میرے نفس کا معاملہ آیا تھا میں اللہ کی رضا پر قائم رہتا ہوں ، کافر نے جب یہ جانا تو اسی وقت ایمان لے آیا۔۔۔۔ یہ وہ واقعات ہیں جو ہمارے لیئے مشعل راہ بھی ہیں اور اصول زندگی بھی ، اسلام ضابطہ حیات ہے مگر اس کے ضابطوں سے جس طرح ہم منحرف ہوتے چلے آرہے ہیں یہ ہماری نہ صرف بد قسمتی ہے بلکہ ہماری تباہی کا سبب بھی۔۔۔۔ اسلام نے سیاست کا اصولی قانون دیا ہے جس میں انسانیت کے تمام تقاضے شامل ہیں ، پوری

کائنات میں صرف دین محمدی واحد دین ہے جس میں ہر شعبہ ہائے زندگی سمیٹی ہوئی ہے ہے باریک سے باریک نقطہ کا نہ صرف جواب ہے بلکہ اس کا حل بھی موجود ہے ،
پاکستان میں پاکستانی سیاستدان اور عوام جس قدر آقائے نامدار حضور اکرم ﷺ کی سنت پر عمل تو درکنار اپنی گفتگو ، بیانات اور پریس کانفرنسوں میں کرنے سے شرم محسوس کرتے ہیں البتہ کفار و مشرکین کی پالیسوں کی نہ صرف تعریف بلکہ اسے اپنانے کی کوشش کرتے ہیں حیرت ہے کہ پاکستانی قوم ایسے حکمرانوں کو منتخب کرکے پاکستان کے معاشرتی، اخلاقی قدروں کو پراگندہ کرنے کیلئے آزادی فراہم کرتے ہیں انہیں اتنی طاقت بخش دیتے ہیں کہ یہ حکمران و سیاستدان اسلام سے نفرت کو چھپا نہیں پاتے اور شراب و شباب کو اسٹیٹس قرار دیتے ہوئے گناہوں کی دلدل میں اوندھے گر پڑتے ہیں لیکن افسوس صد افسوس میڈیا سب کچھ عیاں کردیتا ہے مگر نہ عدلیہ اور نہ عوام ان کی ان حرکتوں پر نوٹس لیتے ہیں ، کیا صرف میڈیا کی ہی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ جرم و جرائم کو عیاں کرے اور کرپٹس سیاستدانوں کے چہرے عیاں کرے ،آخر عوام یہ سب کچھ تماشائی بنی کیوں دیکھتی رہے گی۔۔۔۔ عوام ایک طاقت ہے یہ مفروضہ اب غلط ہوگیا ہے کیونکہ اب عوام میں ایمان کی طاقت زائل ہوچکی ہے یہاں مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے۔۔۔۔ کسی ملک میں بادشاہ بہت ظالم تھا جیسے (پاکستان کے حکمران اور سیاست دان ہیں) وہ نہایت سفاک ظالم و جابر تھا اگر کوئی اس کے خلاف زرا سی بھی بات کرتا تو یہ اسے اسی وقت قتل کروادیا کرتا تھا ، غریب

و مسکین کا جینا خراب کر دیا کرتا تھا تو صابر، ایماندار، سچی عوام اللہ کے حضور اس بادشاہ کیلئے بد دعا کرتے تو وہ بادشاہ مر جاتا تھا اسی طرح کئی بادشاہ گزرے اور چند عرصہ میں مر جاتے تھے ایک دفعہ نیا بادشاہ بنا وہ بہت شاطر و عیار تھا اس نے ایک پلان بنایا وہ یہ کہ تمام رعایا کو کھانے پر بلایا اور اس کھانے میں خراب گوشت کا استعمال کیا اور دیگر اشیاء میں بھی ناپاک چیزیں شامل کیں، اور اس طرح وہ آئے روز اس قسم کی دعوت کرتا رہا پھر اس نے گزشتہ تمام بادشاہوں سے زیادہ عذاب ڈھانا شروع کیا تو حسب عادت عوام نے اس کیلئے بد دعائیں کی لیکن کوئی دعا قبول ہی نہیں ہوتی تھیں ایک روز رعایا بادشاہ کے دربار پہنچی اور دریافت کیا کہ ہم تیرے لیئے بد دعا کرتے ہیں لیکن وہ بد دعا پوری نہیں ہوتی آخر کیا ماجرا ہے، بادشاہ نے کہا کہ میں نے سنا اور پڑھا تھا کہ مومن کو اگر حرام کھلانا شروع کر دو تو اس کی دعائیں معلق رہ جاتی ہیں اور بد دعا کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔۔۔آج پاکستان میں جس طرح برسرِ بیت، ظلم و تشدد، قتل و غارت گری کا بازار گرام ہے ضرور عوام الناس بھی سیاستدانوں، حکمرانوں سے کم نہیں حرام میں مبتلا ہو گئی ہے اسی لیئے پاکستان میں ہر طرف انارکی پھیلی ہوئی ہے۔ عدلیہ رشوت کا بینک، انتظامیہ ظالم کی کوٹھری، ایوان مچھلی بازار جو نہایت بدبو سے بھرا ہوتا ہے۔۔۔ کہیں بھی سکھ نہیں مسجد و امام بارگاہ میں فرقہ بندیاں، مولوی ملا کا پیٹ موٹے سے موٹا ہونا، مزارات میں عورتوں کا عیاں ہونا، جعلی پیر و فقیر

وں کے تماشے ، انتہا پسندوں کا بپھرنا، کہیں لسانیت تو کہیں فرقہ واریت پر ایک دوسرے کا خون بہانا،ایسے حالات میں سیاستدانوں کا میٹنگ کرنا، معاشی بدحالی و صنعت کاری کا مرجھانا یہ سب کچھ کیا ہے؟؟؟؟کیا یہ پاکستان کے مخلص ہیں یا سی آئی اے، را، موساد کے آلہ کار۔۔۔۔ہر طرف مافیہ ہی مافیہ کا قبضہ ہے اور پشت پناہی ان سیاستدانوں کی، آخر کب تک چلتا رہے گا یہ ملک یونہی جلتا رہے گا، اس آگ کو بجھانا ہے سیاسی مافیہ کو نیست و نابود کرنا ہے ، خود کو بچانا ہے ملک کو سنوارنا ہے،یک قوم بنکر ابھرنا ہے ، اپنے نظام کو تبدیل کرنا ہے، ایک اللہ ایک رسول اور قرآن کے احکام پر چلنا ہے ، ایسا ماحول جو اسلام نے دیا ہے اسے اپنانا ہے، قرض کے چنگل سے نکلنا ہے، غداروں، عیار و مکاروں کو مار بھگانا ہے۔ اس سرسبز زمین کے ہر زرہ کو چمکانا ہے ۔۔ وہ دن ضرور آنا ہے ۔۔وہ دن ضرور آنا ہے۔

لیکن اس کیلئے عوام کو اپنی آنکھیں کھول کر زبان میں آواز پیدا کرنے کی ضرورت ہے بگڑتے حالات پر آنکھیں بند کرلینا شتر مرغ کی عادت ہوتی ہے شتر مرغ ایک جانور ہے اور عوام انسان ، پاکستانی عوام کو غیور ، بہادر اور زندہ قوم بنکر ابھرنا ہے ، ورنہ سستی و کاہلی انہیں بہت پیچھے لے جائے گی اور ان کے سینوں پر دشمن کے آلہ کار پاکستانی سیاستدان چڑھ بیٹھے گے ابھی تو صرف چڑھے ہی ہیں اگر وقت ضائع کیا تو یہ قابض ہو کر اس قوم کی ہستی مٹادیں گے ان مین

تمام سیاسی جماعتیں شامل ہیں ، اپنی نسل کے مستقبل کیلئے ایک بار پھر عوام کو ایسا انقلاب لانا ہے جو کسی لیڈر کے سہارے نہ ہو بلکہ نظام کی تبدیلی کیلئے آئین و قانون کو مذہب اسلام کے سانچے میں ڈال گیا ہو اور سختی سے عمل پزیر کرایا جائے جس میں حکمران سے لیکر عام عوام تک کے احتساب کا سخت عمل شامل ہو؟؟؟ان میں انتظامیہ و پولیس کا نظام، عدلیہ کا نظام اور الیکشن کا نظام سر فہرست ہیں ، عدلیہ اور انتظامیہ و پولیس کو سیاسی وزراء سے آزاد کریا جائے تاکہ یہ ادارے آزادانہ قانقن پر پیروی کرا سکیں اور خود بھی کر سکیں ان میں بھی احتساب کا عمل ہو تاکہ اختیارات کا ناجائز استعمال نہ ہرتا جائے، عدلیہ میں کیسوں کا فی الفور فیصلہ کیا جائے جنھیں کمپیوٹر میں سسٹمائز کرکے آسان بنایا جائے، پولیس کے محکمے کو انٹرنیٹ کے ذریعے پورے پاکستان سے ملا دیا جائے تاکہ کوئی بھی کیس کہیں بھی کسی بھی شہر کے تھانے میں دیکھا اور سمجھا جائے تاکہ جرائم پر کنٹرول کے ساتھ اس پر دائرہ تنگ کردیا جائے۔۔۔۔ یہ سب کچھ کون کریگا اور کب کریگا۔۔۔ یہ عوام کو ہی سوچنا ہے اب لیڈروں کے چنگل سے آزاد ہونا ہے ورنہ شائد یہ ملک ؟؟؟؟؟؟؟ اللہ اس کا نگہبان رہے آمین

الطاف حسین کی مدبرانہ سوچ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

متحدہ قومی موومنٹ کے قائد جناب الطاف حسین جو کہ فارماسیٹیکل کے طالبعلم رہے ہیں ، پاکستان اور پاکستانی کے حالات نے انہیں سیاست میں آنے پر مجبور کردیا تھا۔۔۔ درحقیقت جناب الطاف حسین کے دل میں اس قوم کیلئے انتہائی درد موجود تھا اور وہ اس درد کو برداشت نہ کرسکے اسی لیئے انھوں نے سوچا کہ لاکھوں جانوں کی قربانی سے حاصل پاکستان کو ایسا ہی ملک بنائیں گے جیسا قائد اعظم محمد علی جناح، مولانا شوکت علی جوہر، مولانا علی جوہر اور علامہ اقبال نے جو خواب دیکھا تھا۔۔۔۔خان لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد سے پاکستان میں جمہوری سیاست اپنی اساس کھو بیٹھی تھی اور اس وطن عزیز جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر نعمت سے نوازا ہے پستی کی حد تک پہنچ رہا تھا۔ جناب الطاف حسین نے اپنی تعلیمی دور میں ہی روشن پاکستان کیلئے اپنے چند ہم خیال ساتھیوں کے ساتھ تحریک شروع کی۔۔جناب الطاف حسین پاکستان کے وہ واحد سیاسی رہنما ہیں جنھوں نے پہلے ہی روز سے شدید مخالفت کو برداشت کیااور اس کے ساتھ ساتھ کئی مظالم کو بھی سہا۔۔۔آپ کے ابتدائی ساتھیوں میں عظیم

طارق کو تحریک کے چند سالوں میں مخالفوں نے شہید کردیا اور یہ تحریکی ساتھیوں کی شہادت کا سلسلہ اب تک جاری رہا۔۔۔۔۔۔۔ عمران فاروق کی شہادت نے جناب الطاف حسین کو شدید غم میں نڈھال کرڈالا ہے۔۔۔ مخالفین کی کوشش رہی ہے کہ اس تنظیم میں انار کی پھیلائیں مگر ہر بار انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ متحدہ قومی موومنٹ کے کارکنوں کی منظم اور قائد تحریک پر والہانہ محبت و عقیدت ہے۔جناب الطاف حسین نے ادنی سے کارکن کو بھی وہی حیثیت دی ہے جو کسی ایم این اے،ایم پی اے، منسٹر کو حاصل ہے۔۔۔جناب الطاف حسین کا وطیرہ رہا ہے کہ وہ اپنے فیصلوں میں اپنے ساتھیوں اور عوام کو ضرور شامل رکھتے ہیں۔آپ کی سیاست عوامی سطح سے شروع ہوتی ہے اور عوامی سطح پر ہی ختم ہوتی ہے۔آپ کے ہاں وڈیروں، جاگیر داروں، خانزادوں کی طرح بند کمروں تک محدود نہیں رہتی۔۔۔۔آپ نہایت ذہین، قومی مدبرانہ سوچ کے مالک ہیں۔آپ جذبات سے نہیں ہوش سے کام لیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں میں یہ سب سے زیادہ امتیاز رکھتی ہے۔اس جماعت کے کارکن قابل، جفاکش، ایماندار اور مخلص وطن ہیں ۔۔۔۔گزشتہ شہری حکومت کراچی، حیدرااباد اور میرپور خاص میں متحدہ قومی موومنٹ کی رہی ہے اس دوران قائد تحریک کی رہنمائی سے جو عوامی فلاح و بہبود کے کام سرانجام دیئے گئے آج تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جارہے ہیں۔۔۔۔۔

پیپلز پارٹی کی حکومت میں ایسے بھی ممبران ہیں جو متحدہ قومی موومنٹ کے الحاق سے ناخوش ہیں اور آئے روز غیر اخلاقی اور غیر جمہوری بیانات دیکر اس الحاق میں درڑایں ڈالنے پر تلے ہوئے ہیں یہ ممبران نہ تو پیپلز پارٹی کے مخلص ہیں اور نہ جمہوریت کے ۔۔۔۔۔۔پاکستان کی ہر جماعت نے متحدہ قومی موومنٹ کی شہری حکومت کی نا چاہتے ہوئے بھی تعریف کی ہے اور شہری حکومت کے کارنامے دنیا بھر میں تعریف اور قدر کی نگاہ سے دیکھے جارہے ہیں ۔۔ پیپلز پارٹی کی حکومت میں عامی سطح پر انتہائی بد حالی پھیل چکی ہے ۔ معیشت تباہی کی حد پار کرگیا ہے مہنگائی آسمان چیر چکی ہے غریب دو روٹی کیلئے اپنے آپ کو فروخت کررہا ہے۔۔۔ زبوں حالت پر بھی پیپلز پارٹی کے ممبران لا علمی اور لا تعلقی اپنائے بیٹھے ہیں ۔۔۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ ایسے حالات میں اپنے حلیف جماعتوں سے ملکر ملکی حالت کو سدھارنے اور تباہ شدہ معیشت کو سنوارنے کیلئے باہمی تعاون سے زندہ کر بیٹھیں مگر نجانے یہ کس خواب و خیال کی دنیا میں گم ہیں۔۔۔۔ آج کے حالات کو دیکھ کر جناب الطاف حسین نے بار بار حکومت وقت کو جھنجھوڑا ہے کہ اب بھی وقت ہے خواب سے بیدار ہوجاؤ اور عوام کے حالات کو سدھارنے کیلئے مثبت اقدام اپناؤ تاکہ پاکستان خود کفیل ملک بن سکے۔۔۔۔جناب الطاف حسین نہیں چاہتے کہ جمہوری حکومت کا خاتمہ ہو ان کی تو خواہش ہے کہ جمہوری حکومت پاکستان کو مثالی ملک بنائے اسی لیئے سیاسی جماعتوں سے غیر مشروط تعاون پیش کرتے آئے ہیں ۔۔۔ آپ کی سوچ و افکار میں

خوشحال پاکستان ہمیشہ سر رہا ہے۔۔۔جناب الطاف حسین چاہتے ہیں کہ پاکستان کی جمہوری حکومتیں باہمی اتفاق سے اس ملک کی تعمیر وترقی میں وہ کام کرجائیں جو نعروں پر نہیں بلکہ عمل پر محیط ہوں اور اس کا عملی جامہ آپ کے منتخب نمائندؤں اور شہری حکومت کے ذمہ داروں نے پیش کرکے ثابت کردیا۔۔۔جناب الطاف حسین کی خواہش ہے کہ پاکستان کے تمام عوام ایک پلیٹ فارم میں رہتے ہوئے اس ملک کی بقاء اور ترقی میں ایک ساتھ دیں اسی لیئے آپ نے اپنی سیاسی تنظیم کا نام متحدہ قومی موومنٹ رکھا ہے اور آپ کے نزدیک ہر پاکستانی مظلوم متحدہ قومی موومنٹ کا رکن ہے۔۔۔۔جناب الطاف حسین نے فکری نشت ہو یا عوامی جلسہ گاہ ہر جگہ برملا اس بات کا اظہار کیا کہ پاکستان میں پائے جانے والے قدرتی اجناس، قدرتی معدنیات، قدرتی ذرائع کو خود تلاش کرکے مکمل پاکستان کیلئے استعمال میں لایا جائے، ہمارے ہاں دنیا کے قابل ترین سائنسدان، محقق، انجینئرز موجود ہیں ان کی خدمات کو حاصل کرتے ہوئے دیگر ترقیاتی ممالک کی طرح ہم بھی وطن عزیز کو قرض کے دلدل نے نکال باہر کر سکتے ہیں۔۔۔۔ اس کیلئے ہمارے امراؤں کو اپنے عیش و تعائش کو ختم کرنا پڑیگا اور ایک بار یکجہتی کے ساتھ اس مشن میں کاربند ہونا پڑیگا تاکہ ہمارا مستقبل روشن ہوسکے اور ہماری نئی نسل حقیقت میں آزادی پاسکے۔۔۔۔آج ہم یہود و نصارا کے قرضوں تلے ہیں اور ہم سود در سود چڑھائے جارہے ہیں اگر یہی سلسلہ جاری و ساری رہا تو ایک دن ہماری شناخت مٹ جائے گی اور ہم امریکیوں اور اس کے اتحادیوں کے جوتے

تلے کسمپرسی کی زندگیاں گزار رہے ہونگے۔۔۔۔

مستقبل کا پاکستان اور انتخابات کا نظام

پاکستان ہے تو ہم ہیں پاکستان نہیں تو کچھ بھی نہیں۔۔۔!! وہ قوم آزاد و خود مختیار نہیں ہوتی جو سب سے زیادہ اپنے وطن کو اہمیت نہیں دیتی، دنیا میں وہ ملک تباہ و برباد ہوگئے جن کی عوام نے اپنے ملک کی قدر نہ کی اور ذرا سی آزمائش پر اپنے وطن کو خاک میں ملا ڈالا، پر انجام ان کا بھی بھیانک رہا اور وہ دنیا کی ہستی سے مٹ گئے۔۔۔۔۔۔ پاکستان اور بھارت کی آزادی مسلسل جدوجہد کے بعد حاصل ہوئی اور اس آزادی کیلئے بہت بڑی قربانی اور لازوال تاریخ رقم ہوئی۔ صرف ایک ہی دن کے فرق سے آزاد ہونے والے ان دو ممالک میں زمین و آسمان کا فرق دیکھنے میں آتا ہے، بھارت کا شہری چاہے بھوکا ہو یا ننگا وہ ہمیشہ پھر بھی کہے گا جے ہند، جے ہند۔۔۔۔ جبکہ پاکستان کا شہری لاکھ نعمتوں، برکتوں اور خوشحالی کے باوجود پاکستان کے خلاف نہ صرف باتیں کرے گا بلکہ اس کے خلاف عمل میں بھی شامل ہوگا۔۔۔۔۔ یہ وہ حقیقت ہے جسے نہ جھٹلایا جاسکتا ہے اور نہ انکار کیا جاسکتا ہے، تاریخ اور موجودہ دور کے حالات بھی شاہد ہیں کہ ایسے گروہ سلامتی پاکستان کے دشمن رہے ہیں یہ الگ بات ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم رہی ہے، یہ اپنے نفسیاتی حربوں، خام خیالی خیالات، شعلہ بیانی، لالچ اور دھوکے کی بناء پر پاکستان کی سیدھی سادھ عوام کو شروع دن سے ہی بہلا پھسلاتے

چلے آ رہے ہیں۔ یہ بیرون ملک کے آلہ کار بھی ہیں جنھیں بھاری مالی امداد کے تحت استعمال کیا جاتا رہا ہے، ضروری نہیں کہ یہ ہر دور میں ایک ہی شکل میں پائے گئے ہوں ان کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں لیکن ان کا مقصد صرف اور صرف پاکستان کی سیاسی، اقتصادی، معاشرتی، مذہبی، علمی اور تحقیق کو بگاڑنے کے مشن پر ہوتا ہے۔ پاکستان کے ان اندرونِ و بیرونِ دشمنوں سے احتیاط کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ہم اپنی جماعتوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کریں اس کیلئے ہمیں اپنے سسٹم میں کچھ تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔ سب سے پہلے اپنا انتخابی نظام درست کرنا ہے تاکہ حقیقی معنوں میں عوامی انتخابات کا نتیجہ برآمد حاصل ہوسکے، تاکہ ہر وہ پاکستانی جو اس طن عزیز اور عوام سے مخلص ہے آگے آکر آزادانہ خدمات پیش کرسکے اس کیلئے سب سے پہلے انتخابات کے امیدواروں کے فارم میں اس کے کریکٹر، تعلیم، صحت، مذہبی رجحانات و خیالات، مقدمہ (اگر کوئی چلا ہو تو۔۔۔۔۔۔۔ تفصیل)، سیاسی رغبت (سیاسی پس نامہ جس میں سیاسی اخلاقیات شامل ہوں)، نایاب کارکردگی (اگر کوئی ملکی سطح پر کی گئی ہو تو اس کی تفصیل) ، فلاح و بہبود (اگر کوئی ذاتی حیثیت سے معاشرے میں فلاح کا کام کیا ہو اس کی تفصیل)، ایوارڈز (پاکستان اور قوم کیلئے کوئی بہتر کام کے عوض ایوارڈ حاصل کیا ہو اس کی تفصیل) ، املاک (اس میں ذاتی و خاندانی املاک کا مکمل تفصیلات درج ہوں) ، ٹیکس اس میں ذاتی و خاندانی ٹیکس کا مکمل تفصیلات درج ہوں) اور اسکے علاوہ دیگر) معلومات بھی شامل ہوں۔۔۔ یہ وہ

تفصیلات ہیں جن سے الیکشن کمیشن ان کے کردار کو جانچنے میں آسانی پائیں گے۔ ایک منتخب نمائندہ کوئی معمولی حیثیت نہیں رکھتا ہے کیونکہ اس کے کاندھوں پر پورے ملک و قوم کے مستقبل کی ذمہ داری ہوتی ہے، اسی لیئے چناؤ اتنا سخت ہونا چاہئے کہ عوام کو صحیح اور سچے۔۔۔۔۔ ایماندار سیاستدان میسر آسکیں تاکہ وہ ملک کی جب باگ ڈور سنبھالیں تو پڑھے لکھے ہونے کے سبب وہ دانشمندی، حکمت عملی، مساوات اور یکجہتی کو قائم کرتے ہوئے بہتر پاکستان کا مستقبل بنا سکیں۔ عوام عرصہ دراز سے بے شمار سیاستدانوں سے صرف اور صرف سنتی چلی آرہی ہے کہ وہ مستقبل کو روشن کر دکھائیں گے البتہ پاکستان کو روشن کرنے کے بجائے اب تو کراچی تا خیبر پختونخوا سب جگہ اندھیرے کا سماں موجود ہے۔۔۔۔ پانی، کوئلہ و دیگر قدرتی مراعات ہونے کے باوجود از خود لوڈ شیڈنگ کا پیدا کرنا ان کی سیاست کا ایک مہرہ ہے۔ کبھی چینی تو کبھی آٹا، کبھی چاول تو کبھی پانی سب کے سب از خود پیدا کردہ مسائل ہیں کیونکہ یہ جماعتیں چاہے ان میں حزب الاختلاف ہوں یا حزب اقتدار سب اکھٹے نورا کشتی کھیلنے میں مصروف ہیں اور سب کے سب اپنا اپنا مال سمیٹنے میں لگے ہوئے ہیں کبھی کبھار ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالتے پھرتے ہیں کہ عوام ان کی حرکات سے مطمئین رہیں کہ وہ مسائل کے حل تلاش کر رہے ہیں جبکہ یہ صرف ایک دھوکہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ یہ سیاستدان پاکستان کی دولت کو باپ کی دولت سمجھ بیٹھے ہیں، جب کبھی بھی عوام میں اختلافِ جنبش پیدا ہونے لگتی ہے تو یہ ایک دوسرے کو

الزامات کی نظر معاملات کو طول دیکر اس کی حیثیت مٹانے کی کوشش کرتے ہیں اور نت نئے انداز سے عوام میں ٹیکس کا اجراء اور مہنگائی میں اضافہ کیئے جاتے ہیں تاکہ جہاں عوام جنبش کریں اسی وقت خزانے میں کمی کا رونہ رو ڈالیں اور اوپر تلے عوام پر مزید بوجھ ڈالتے ہیں تاکہ عوام کی آواز دب کے رہ جائے، اب تک کی حکومتوں کا حال یہ رہا ہے۔۔۔۔ میں نے اپنے اس کالم میں ابتدا میں بتایا کہ الیکشن کمیشن کو مکمل آزادی ملنی چاہئے تاکہ وہ شفاف اور جدید ٹیکنکل انداز میں انتخابات کا عمل لائے اس کیلئے سپریم کورٹ کے محترم چیف جسٹس چوہدری افتخار کو خلوص نیت، سچائی، ایمانداری سے مستقبل پاکستان کیلئے میدان میں اترنا پڑے گا تاکہ بگڑے نظام میں بہتری آسکے اور سیاسی دباؤ کا عمل بے سود ہو جائے۔۔۔۔ ۲۰۱۱ء کا سال شروع ہو چکا ہے اور اگلا الیکشن ۲۰۱۳ء کو ہونا ہے وقت بہت کم ہے لیکن اگر حکومتِ وقت، سپریم کورٹ اور الیکشن کمشنر چاہیں تو پاکستان کے مستقبل کو روشن تابناک بنا سکتے ہیں۔۔۔ انتخابات کے نظام کی درستگی کیلئے ان مراحل میں کام کرنا ضروری ہے۔۔۔۔ پہلے مرحلے میں۔۔۔۔ مارچ ۲۰۱۱ء سے الیکشن کمیشن کمپوٹرائز ڈیٹا تیار کرنا شروع کرے جس ہیں نادرا سے مدد حاصل کرکے تمام ووٹرز کی اسکینگ ڈیٹا تیار کرے، اس اسکینگ ڈیٹا میں ووٹرز کی آنکھ، چہرہ، انگوٹھا کی اسکینگ ہو۔۔۔۔۔۔

دوسرے مرحلہ میں۔۔۔۔۔ جو دنیا سے چلے گئے ہیں ان کو خارج فہرست کردیا جائے

اور نئے اٹھارہ سال تک کے ووٹرز کا اجراء کیا جائے ۔۔۔۔ تیسرے مرحلے میں ۔۔۔۔ جب الیکشن کا انعقاد ہو اس وقت ہر پولنگ اسٹیشن پر کمپیوٹرائز سسٹم لگایا جائے جس میں اس حلقہ کے امیدوار کا انتخابی نشان، تصویر کے ساتھ موجود ہو اور سامنے کلک کا نشان دیا گیا ہو تا کہ ووٹر اپنی اسکیننگ کے بعد صرف ایک بار ہی ووٹ دے سکے اس اسکیننگ سے بوگس ووٹ نہیں پڑیں گے بلکہ منتخب خانے استعمال ہونگے۔۔۔اس سسٹم کو الیکشن کمیشن ایک ماہ پہلے ، مختلف سینٹرز بنا کر ووٹنگ کی مشق کرائے اور پرنٹ و الیکٹرونک میڈیا کے ذریعہ سے بھی روشناس کرایا جائے تا کہ ہر ووٹرز کو ووٹ ڈالنے کا طریقہ آجائے۔۔۔۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نظام سے تمام سیاسی پارٹیاں متفق ضرور ہونگی کیونکہ تمام پارٹیوں کو الیکشن میں دھاندلی کا خدشہ رہتا ہے ، اس نظام میں کہیں کوئی بظاہر لچک تو نظر نہیں آرہی ہے پھر بھی سسٹم اینالسٹ یعنی کمپیوٹر کے ماہرین اس کو اعلیٰ شکل میں تیار کردیں گے اور پھر انشاء اللہ پاکستان کو سنوارنے کیلئے اچھے سیاستدانوں کا عمل شروع ہوجائے گا۔۔۔ پھر سیاسی اختلافات کے معاملے بھی ختم ہوجائیں گے اور سب ملکر وطن عزیز پاکستان اور پاکستان کی عوام کی بہتری کیلئے یکجا ہو کر بہتر کام کر سکیں گے۔اس کے ساتھ پاکستان کے چاروں صوبوں کو سرڈویژن میں منتقل کردیا جائے ہر ڈویژن کو خود مختار بنا کر اس میں سٹی حکومت بنائی جائے جو اس ڈویژن میں سٹی سطح پر کام کرے۔۔۔۔ سٹی حکومت کے تابع محکمہ پولیس، محکمہ جوڈیشل، محکمہ صحت، محکمہ تعلیم، ، محکمہ خزانہ

محکمہ ترقیات، محکمہ لائیو اور میونسپل کمیٹیاں دے دی جائیں، ان سٹی حکومت کی سرپرستی ڈویژن حکومت کرے تاکہ یہ دونوں اپنے ڈویژن میں بہتر سے بہتر کام کر سکیں، ڈویژن کے تحت بڑے محکمے عائد کیئے جائیں جن میں انڈسٹریز، زراعت، بزنس وکامرس، امپورٹ وایکسپورٹ وغیرہ شامل ہوں۔اس طرح پورے پاکستان میں ڈویژن سسٹم ہونے کی بناء پر کسی کی اجارہ داری نہیں رہے گی اور یہ سب فیڈرل کے تابع ہونگیں، فیڈرل ان پر نظر رکھے گی اور ضرورت کے وقت مالی و دیگر تعاون بھی کرتی رہے گے۔اس طرح ہر ڈویژن میں ترقی کا ایک رجحان پیدا ہوگا اور پورا پاکستان ترقی کی راہ پر گامزن ہوجائے گا۔۔۔ ہر ڈویژن اپنے محکموں کو مکمل کمپیوٹرائز کرکے تمام ڈیٹا اور کام کو آسان ہی نہیں بلکہ سب کیلئے مفید تر بنائے گا، محکمہ پولیس اور جوڈیشل کے سسٹم کو بھی جدید خطوط پر استوار کرتے ہوئے تمام کیسوں کو کمپیوٹرائز کے ذریعے نیٹ ورک پر رکھے گا تاکہ کہیں بھی اور کسی بھی جگہ اپنا کیس دیکھ سکے اور سمجھ سکے۔ اسی طرح مارکیٹوں، تھوک مال بازاروں میں اشیاء کی قیمتوں کو بھی کمپوٹرائز کرکے بڑی اسکرین کے ذریعے بازاروں میں آویزاں کی جائے گی تاکہ گاہک خرید سے پہلے خود قیمت دیکھ سکے۔۔۔ فیڈرل حکومت کے ذمہ افواج پاکستان، فوجی ہتھیار، ایٹمی پلانٹ، منرل اینڈ مائنز کی تلاش اور آخری پروڈکٹ تک، شپ انڈسٹریز، ایئر انڈسٹریز، اسٹیل انڈسٹریز، ریلوے انڈسٹریز، ٹرانسپورٹ انڈسٹریز، ڈیم، آبپاشی وغیرہ شامل ہونگی۔۔۔ دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہمارے سیاستدان پاکستان

اور پاکستانی قوم کیلئے اس طرح یا اس سے بہتر عوامل کو اپنائیں گے کہ نہیں ۔۔۔۔اللہ
!!!پاکستان کو نظر بد اور دشمنانان پاکستان کے شر سے محفوظ رکھے آمین۔۔۔۔

نحوست کے بادل

پاکستان اپنی تاریخ کے بدترین دور سے گزر رہا ہے، اس وقت پاکستان اپنے اندرونی و بیرونی سازشی خلفشار کا شکار ہے۔ایسے حالات میں نحوست کے بادل نے پاکستان کو آدبوچا۔۔۔۔۔۔۔ اس نحوست کے بادل کی راہ جن عناصر پر ہموار ہوئی ہے ان میں سیاسی عدم استحکام و سیاسی عدم استقلال، عدلیہ وپولیس ، سٹی ایڈمنسٹریٹر و انتظامیہ کی بد نظمی و بے ضابطگی اور عوام الناس کا بے حسی و بے فکر ہونا شامل ہے۔۔۔

۔سیاستدان اپنے ذاتی مقاصد کیلئے سرزمین پاکستان کی سلامتی اور قوم کی فلاح و بہبود کو قطعی نظر انداز کر بیٹھے ہیں اورآپس میں ایک دوسرے کو فحش و لغو القابات سے نواز رہے ہیں اور اپنی اپنی طاقتوں کو اپنے ہی ملک کے شہریوں پر آزما ہو رہے ہیں ،آئے روز پاکستان کے بڑے شہروں میں لاشوں کے انبار سیاسی طاقت کا نمونہ پیش کرتے ہیں ،پاکستان میں سیاست اب فلاح و بہبود کا نام نہیں بلکہ ظلم و تشدد اور بربریت کا نشان بن کر رہ گئی ہے۔۔۔۔ کسی سیاستدان کو فکر نہیں کہ ملک کس طرح تنگی و مشکل کا شکار ہوتا جارہا ہے،نہ ملکی معیشت کی بہتری کے منصوبوں پر دھیان ہے اور نہ بیرونِ ملک کی پیدا ہونے والی شورشوں کا احساس ۔۔۔۔۔۔۔!!! منسٹر صاحبان اقتدار پاتے ہی سب سے پہلے اپنی املاک و جائداد کو بڑھانے کے تدابیر یں مصروف نظر آتے ہے تو ملکی کاروبار اور ادارے

کو ناقابلِ تلافی نقصان سے دوچار بھی کر رہا ہے۔۔ حال ہی میں ریلوے کے وفاقی منسٹر حاجی غلام احمد بلور نے یہ کہہ کر ریلوے سروس بند کر دی کہ پاکستان ریلوے خسارے کا شکار ہے یہ بات آج سے کئی گزری حکومت بھی کہتی چلی آئی ہیں لیکن کسی نے بھی اس پر بندش نہیں لگائی درحقیقت منسٹر ریلوے نے اپنے چاہنے والوں کی گڈز ٹرانسپورٹ کمپنیوں کو تقویت پہنچانے اور بھاری رشوت کے سبب ریلوے کو مزید تباہی پر لا کھڑا کر دیا اگر یہ ملک و قوم کے مخلص ہوتے تو بہتر تدابیر کے ذریعے پاکستان ریلوے کو ترقی بخشتے لیکن ان کے مفاد پرست احکامات اور اپنی ذہنی و دماغی خلل کے باعث یہ کس قدر بے وقوف اور احمق نکلے کہ یہ بھول گئے کہ ان کا دور حکومت سدا قائم نہ رہے گا اور بعد از اقتدار انہیں اپنی غلطیوں کا ازالہ کرنا پڑیگا کیونکہ یہ سرکاری املاک پاکستانی قوم کے بھاری بھر ٹیکس کی مد میں قومی خزانے میں جمع ہوتی ہے تاکہ ملک کی ترقی بہتر انداز میں ہوسکے۔۔

دوسری طرف وفاقی وزیر راجہ پرویز اشرف کی کیا بات ہے کہ لگتا ہے جھوٹ و عیار پن ان کے گھر کی لونڈی ہے ،بڑے بڑے دعوؤں اور ہانکنے کے ماہر بھی ہیں اسی لیئے انھوں نے پیپلز پارٹی کی خود ساختہ پلاننگ دکھا کر پاکستان کی عوام الناس کو کھلا دھوکا دینے کی کوشش کی جبکہ یہ بھول گئے کہ پاکستانی قوم بے وقوف نہیں ۔۔۔۔یہ اپنی کمیشن اور نااہلی کو چھپانے کیلئے اپنے بازو

ٹٹولتے ہیں لیکن پھر خود کو ناکام پاتے ہیں ۔ ان کی بدنیتی کے باعث آج تک پاکستان تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے جس کے باعث ہماری صنعت و تجارت تباہ و برباد ہوچکی ہے۔۔۔۔۔ بیروزگاری اور غربت نے پاکستانی قوم کو ادھ مورا کر دیا ہے یہ وہ قوم تھی جس کی ذہانت و متانت ، تحقیق وتلاش، ماہرانہ غور و فکر، بہترین معلم و طالبعلم، اعلیٰ انجینئرز و ٹیکنیشنز کو پوری دنیا امتیاز حاصل رہا ہے لیکن اب ان کی ذہنی کیفیت بد حالی اور ٹینشن کی نظر ہو گئی ہے جو حکومتی پیدا کردہ حالات کے سبب بنی ہے۔۔۔۔۔۔پاکستان دنیائے اسلام کا سب سے پہلا ایٹمی ملک ہونے کے باوجود یہ اپنے اندر ایٹم سے بھی زیادہ خطرناک تابکاری جراثیم میں مبتلا ہے ان میں پنپنے والی نفرتیں عصبیتیں، اذیتیں، تعصب، ظلم و تشدد، اقربہ پروری، کمیشن ، پرسنٹیج کے دلدل میں ، پھنسا ہوا ہے۔۔۔۔۔ افغانستان میں موجود امریکی فوجی اڈے نہ صرف افغانستان کیلئے اذیت کا باعث بنے ہوئے ہیں بلکہ پاکستان کی سلامتی کو نقصان پہنچانے ذریعہ ہیں۔ پاکستان میں امریکیوں کی خفیہ کاروائیاں ثابت کرتی ہیں کہ وہ وطن عزیز کو ناقابلِ تلافی نقصان سے دوچار کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔۔۔ ایک ذرائع کے مطابق امریکی خفیہ ایجنسی سی آئی اے ، موساد اور را کے ساتھ ملکر مسلم ممالک لبنان، مصر، اردن، عمان، کویت، سعودی عرب، عراق و ایران ، افغانستان اور پاکستان کے قدرتی خزانوں کو سمیٹنا چاہتے ہیں اسی لیئے ان حکومتوں نے افغانستان میں تابکاری مواد اکھٹا کر رہا ہے۔۔ جسے وہ عنقریب اپنی جیت کی

خاطر اسے مسلم امہ کو تباہ و برباد کرنے کیلئے استعمال میں لائے گا، دنیا جانتی ہے کہ امریکا وہ ملک ہے جس نے اپنی ناکامی پر جاپان میں ایٹم بم کی بارش کردی تھی جس سے آج تک اس ملک میں تابکاری اثرات ختم نہ ہوسکے ہیں اور کئی نسلیں معزور پیدا ہوئی اور لاکھوں کی تعداد میں اموات ہوئیں۔۔۔۔۔ امریکا، بھارت، اسرائیل، برطانیہ اور روس کو یہ گوارا نہیں کہ پاکستان کیونکر ایٹمی طاقت ہے، گر دیگر مسلم ممالک نے اپنے آپ کو ایٹمی طاقت سے مزین نہ کیا تو یہ کفار ممالک مسلم ممالک کو چیونٹی کی طرح مسل دیں گے۔ آرگنائزیشن اسلامک کمیشن (او آئی سی) کو چاہئے کہ وہ اپنے ممبران کو طاقت ور بنانے کیلئے انہیں باہمی تعاون سے ایٹمی طاقت بنائے کیونکہ جب غیر مسلم ممالک کو ایٹمی طاقت بننے پر یونائیٹیڈ نیشن آرگنائزیشن (یو این او)، امریکہ اور اس کے حواریوں کو جب کوئی اعتراض نہیں ہوتا تو مسلم ممالک کا بھی حق ہے کہ وہ اپنے توانائی اور طاقت کو مضبوط بنانے کیلئے ایٹمی طاقت حاصل کرے ں۔ اس کے لیئے مسلم دنیا کو سنجیدگی اختیار کرنی پڑے گی اور اپنے اندرونی انار کی کو ختم کرنا ہوگا۔ پاکستان مکمل طور پر دشمنانان پاکستان کی زد میں ہے اور ہمارے جانفشاں جانثار فوجی جواں ہمہ وقت حفاظت پر معمور ہیں، ہمارے ایس ایس جی کمانڈوز اپنی مشقوں میں مصروف ہیں، آئی ایس آئی، ملٹری انٹیلی جنس اور دیگر پاکستانی خفیہ ایجنسیاں ان کی ہر حرکت سے آگاہ ہیں۔ ایسے حالات میں ہمارے سیاستدانوں، بیوروکریٹس اور عوام الناس کو ان کی ہمت افزائی

کرنی چاہیے۔ خاص کر زبان اور علاقوں کی بنیاد پر سیاست کرنے والے سیاستدانوں کو یہ احساس ہونا چاہیئے کہ ان کی کسی بھی بے وقوفی کی بناء پر کوئی بڑا نقصان نہ ہو جائے ۔۔۔۔یاد رکھنے کی بات تو یہ ہے کہ یہ ملک ہے تو ہم ہیں یہ ملک نہیں تو ہم بھی نہیں۔۔۔۔۔۔!!!

مردہ قوم اور ظالم حکمران

اور سب بھول گئے حرفِ صداقت لکھنا
رہ گیا کام ہمارا ہی بغاوت لکھنا
لاکھ کہتے رہے ظلمت کو ظلمت نہ لکھنا
ہم نے سیکھا نہیں پیارے بہ اجازت لکھنا

دور حاضر میں پاکستانی قوم احساسِ زندگی سے مردہ ہو چکی ہے، خود غرضی اور لالچ نے اسے آ گھیرا ہے، تعصب و نفرت کی آگ میں جھونک دیا ہے، عبرت کا احساس پژمردہ کر دیا ہے، اب نام و نشان نہیں ملتا محبتِ رسول کا، نہ پیروی اور درد ہے فرمان اللہ کا، پھر کہتا ہے آج کا انسان میں ہوں مشکل میں پریشاں، نہ بہار آتا ہے ساز باز سے اور نہ ذخیرہ اندوزی سے، کہیں بندوق اور کہیں آتشی دھماکے، ہر روز بلا اجازت اور بنا قصور مرتا ہے عجب شہر ہے، دھواں ہر طرف کو اٹھتا ہے، معصوم بچوں اور بچیوں کی خوف سے ابھری چیخیں، زمین کو لپکتی ہیں آسمان کو چھوتی ہیں، ہر فرشتہ غم و غضب میں رہتا ہے، کہ سبز ہلالی پرچم پر نام کو لکھتے ہیں کلمہ طیب کا، مطلب جانتے بوجھتے اڑاتے ہیں مذاق اس کا، پھر قہر خدا کو للکار کہ کہتے ہیں یہ سیاستدان، ہم ہی ہیں جسے رکھیں زنداں، ظلمت کے پہاڑ کھڑے کیئے جاتے ہیں، ٹیکسوں کے انبار لگائے جاتے ہیں، غریب کا جینا محال ہے زندگی سے لڑنا بیکار ہے، ہر بار کہتا ہے

یہ وزیر، اب کے ہوگا نہ تو زیر، پھر نئی کہانی گھاٹتے ہیں ، قومی خزانے خالی ہیں، اب کیا کریں ہم مجبوری ہے، مہنگائی تو اب بڑھنی ہے، تم مانو یا نہ مانو یہ کرنا ہے ، تمہیں ہر ٹیکس ادا ضرور کرنا ہے، ہم ایک نہیں کہ تم ٹھہراؤ قصور، ملت کا ہر شہری ہے قصور، جب لاٹ پڑیگا بنجارا، قوم پاک پر قہر خدارا، نہ ہوئی کبھی بھی قوم بہتر ، جسے احساس نہ ہوابتر۔۔۔۔

مجھے دریا نہیں لکھنا، مجھے صحرا نہیں لکھنا
تسلسل سے سفر میں ہوں ، مجھے ٹھہرا نہیں لکھنا
پرانے رابطوں کی راکھ اب تک دل میں باقی ہے
میری جلتی ہتھیلی پر نیا وعدہ نہیں لکھنا

جب جب قوم احساس زندگی اور احساس انسانیت کھو بیٹھتی ہے تب تب وہ اپنے کیئے کے عذاب میں بتلا رہتی ہے ، جب قوم نے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر مستوی بتوں یعنی سیاستدانوں، حکمرانوں کی پوجا کرنی شروع کی تو اللہ اور اس کے رسول بھی ایسی قوم سے منہ پھیر لیتے ہیں ، ہماری قوم نے دنیا کے متلاشی رہبروں کو اپنا قبلہ بنالیا ہے اور ان رہبروں کی خواہشات کی تکمیل کیلئے بے قصور لوگوں کی جانیں بھینٹ چڑھائی جارہی ہیں یہ وہ رہبر ہیں جن کی پشت پر کفار اور مشرکین کا ہاتھ ہے ، ان پس پشت ہاتھوں نے مسلم ممالک کی قوم کو نیست و نابود کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔۔۔ اب تو حیرت ہے کہ پہاڑوں سے آ بیٹھے

کراچی کی پہاڑیوں پر، کہیں داخلی تو کہی خارجی راستوں پر، ہے کام ان کا شہروں میں دہشت پھیلانا، بے قصور لوگوں کو گاڑیوں میں لوٹ مار کرنا، ہیں آستین میں چھپے انکے آلات ہتھیار، ہیں بزدل اگر ہو جائیں یہ خالی ہاتھ، ہے نام ان کا عوامی لیکن ہیں یہ کوئی کسر نہ چھوڑتے ہیں ظلم و ستم میں، نہ تعلیم نہ شعور ہے ان میں، جیسے ،×××× بھیڑ یئے رہتے ہیں جنگلوں میں، مہرے بنے رہتے ہیں یہ حصول زر میں، اب تو حالت ان کی اس قدر بڑھ گئی ہے، ابلاغ عامہ کو کچلنے کی سجی ہے، یہ بھول گئے ہیں کہ ابلاغ نہیں ہے کسی کی لونڈی، یہ شہر قائد ہے یہاں جب چلے گی تیری گولی، سرے عام تیرے چہرے عیاں کردیں گے یہ ابلاغ، انہیں نہ سمجھنا کبھی کمزور کردیگا تجھے پاش پاش، مانا کہ حکومت وقت ہے ڈھال ان کی، کب تک کروگے بدمعاشی اب تو رکی سوئی گھڑی کی، پھر وقت بتائے گا تیرے ظلم و ستم کی کہانی، مٹ جاؤگے اور نہ رہے گی تیری ہستی۔ سیاسی مافیہ نے تمام ناپید گروپ کو یکجا کرکے سوچ لیا ہے کہ وہ اس ملک کے زرہ زرہ کو خاک میں مٹا دیں گے یہ بھول گئے کہ سب سے بڑی ہستی مٹانے اور قائم کرنی کی صرف اور صرف اللہ کی ہے اور یہ جلد سیکھ لیں گے کہ سرزمین پاک میں انہیں دفنانے کیلئے دو گز زمین بھی میسر نہیں آئے گی۔بڑی شان سے اعلان کیا جاتا ہے، اگلی مرتبہ میرا بیٹا کامیاب ہوتا ہے، کیا خبر کہ کون جیئے کون مرے، یہ احساس کیا ان کو آتا ہے۔۔ سن دو ہزار تیرہ کے الیکشن سے قبل سرزمین پاکستان ہزاروں افراد کا خون بہے گا جن میں ، مطلب پرست، منافق

ظالم، دہشت گرد، وطن فروش، بردہ فروش، نسواں فروش، ایمان فروش اپنے کیئے کی سزا بھگتیں گے اور جلد سیلاب و زلزلے ان کو پہاڑوں سے آ گرائیں گے، یہ ظلم یہاں کریں گے اور قہر وہاں پائیں گے، بھول گئے، بھٹک گئے یہ پہاڑوں کے رہنے والے کہ جب اللہ کی گرفت سخت ہوتی ہے تو ظالم اوندھے منہ گر پڑتا ہے۔ اب قوم بیدار ہونے والی ہے اپنے اعمال درست کرنے والی ہے، گناہوں سے توبہ کرنے والی ہے پھر بھاگ پڑیں گے یہ سیاستدان، کہیں نہ ملے گا پناہ کا مقام، ابھی بھی وقت ہے کہ سنبھل جاؤ اے سیاستدانوں، کہیں دیر نہ ہو جائے کہ مٹا دیئے جاؤ گے اے سیاستدانوں، بہت کر لی تم نے لاشوں کی سیاست، اٹھی عوام تو مٹا دے گی تمہاری سیاست۔۔۔۔پاکستان زندہ باد!!!

صحافتی تنظیموں میں الیکشن یا سلیکشن

وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ جہاں شعبہ ہائے زندگی میں ترقی و تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں وہاں صحافتی شعبہ نے بھی نہ صرف ترقی کی بلکہ ایک خاص مقام حاصل کرلیا ہے، جدید ٹیکنالوجی سے اس شعبہ کو استوار کیا اور اب پاکستان میں بھی پل بھر میں کوئی بھی خبر عوام الناس کے سامنے شعبہ ابلاغ کے جدید نظام کے تحت پہنچ جاتی ہے۔ جن میں براڈکاسٹ ریڈیوز، ایف ایم ریڈیوز، موبائلز، انٹرنیٹ اور سب سے تیز تر ٹیلیویژن نیٹ ورک ذرائع شامل ہیں۔ایک وقت تھا کہ پاکستان میں صرف ایک ٹیلیویژن گورنمنٹ تحویل میں کام کررہا تھا جس پر بے انتہا حکومتی بندشیں وارد تھیں پھر وقت آیا جنرل مشرف کا،اُس نے فوجی افسر ہونے کے باوجود پاکستانی قوم کیلئے آزادی اظہار کا مکمل حق دیا جو آج پورے پاکستان میں نجی چینلز کی صورت میں نظر آرہے ہیں لیکن یہ حقیقت بھی ہے کہ جب بھی جمہوری حکومتیں بنی ہیں انھوں نے میڈیا کو پابند کرنے کی تمام تر کوششیں رکھیں۔۔۔۔۔آج کا نیوز اینکر ہو یا رپورٹر یا پھر کالم کار یا تجزیہ نگار یا کیمرہ مین صحافی اُس نے اپنے سچے، مخلص اور ایماندار سینئرز سے جو سبق سیکھا اس پر ڈٹے رہے یہی وجہ ہے کہ بے ایمان، جھوٹے لوگ ان صحافیوں سے خائف رہتے ہیں، نیک، سچے ایماندار صحافی اپنی پیشہ وارانہ ذمہداریوں میں کسی طور پر بھی سودے بازی

کے قائل نہیں لیکن اسی اعلیٰ پیشہ میں کچھ ایسے لوگ بھی داخل ہوگئے ہیں جن کی نیتیں اچھی نہیں جو راتوں رات دولت مند بننا چاہتے ہیں وہ مختلف ذرائع بھی استعمال کرتے ہیں اور صحافتی برادری میں اختلافات کی فضاء بھی پیدا کرتے ہیں، ان میں چند ایک ایسے بھی ہیں جنھوں نے صحافتی برادری میں تنظیمی الیکشن کو سلیکشن میں تبدیل کرنے کی کوشش کی ہیں، ان حالات سے حقدار نمائندگان کامیابی سے محروم رہتے ہیں اور اب تو حال یہ ہوگیا ہے کہ شریف النفس نام نہاد الیکشن میں کاغذات نامزدگی بھی جمع نہیں کراتے۔۔۔۔۔پاکستان فیڈریشن یونین جرنلسٹ (پی ایف یو جے)، کراچی پریس کلب کے پی سی) اور کراچی یونین آف جرنلسٹ (کے یو جے ،،رنا)، ایسوسی ایشن آف ٹیلیویژن جرنلسٹ (اے ٹی جے) نے ایسے لوگوں پر سخت نظر رکھی ہوئی ہے اسی لیئے ان تنظیموں اور کلبوں میں آج بھی باقاعدہ الیکشن کے نظام کو شفاف انداز میں قائم رکھا ہے۔۔۔۔۔۔ جبکہ ایک صحافتی تنظیم نے اپنے ممبران کی تعداد بڑھانے کیلئے تمام قوائد و ضوابط کو سبوتاژ کر رکھا ہے اُس رجسٹرڈ صحافتی تنظیم میں مشارت کا بہانہ کرتے ہوئے سلیکشن کو فوقیت دی جاتی ہے اور من پسند دوستوں کو کامیاب ٹھہرایا جاتا ہے، بحر کیف اس تنظیم کے ان عوامل کا نتیجہ یہ سامنے آرہا ہے کہ یہاں چند لوگوں کا قبضہ ہے جنہیں صحافتی برادری میں کام سے زیادہ دوستی نبھانا مقصود ہے، اسی وجہ سے یہ صحافتی تنظیم صحافتی برادری کے جائز کام بھی نہیں کر پارہی ہے جبکہ دکھنے میں آیا ہے کہ حکومتی اعانت اور مفادات کی

پالیسی کو اپنایا جارہا ہے۔۔۔ صحافی حضرات اس معاشرے کا اہم جز کہلاتے ہیں اور انہیں نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، الحمدللہ صحافیوں نے اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے دوران ہر ظلم و ستم سہا ہے اور اپنی جانوں کا بھی نذرانہ پیش کیا ہے، ایسے عظیم پیشہ میں اس طرح کا کاروائیاں کوئی اچھے نتیجہ کا پیش خیمہ نہیں۔۔۔اس تنظیم نے اپنے ووٹروں کی تعداد کو وسیع کرنے کیلئے میڈیا کے ایسے لوگ بھی ممبر بنالیا ہے جن کا صحافت سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں اور ان کی بلا وجہ مداخلت پر آج تک کراچی پریس کلب کی اسکروٹنی نہیں ہو سکی ہے اور ہزاروں مستحق صحافی حضرات کراچی پریس کلب کی ممبر شپ سے آج بھی محروم ہیں۔۔۔اس تنظیم کے گروہ نے نہ صرف اپنی تنظیم میں بلکہ کراچی پریس کلب کی شق کو بھی ضرب لگائی ہے، ہمارے سینئرز صحافی حضرات پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ صحافتی تنظیموں کے طریقہ کار کو درست کرنے میں اپنا مثبت کردار ادا کریں اور جن کا تعلق صحافت سے نہیں ہے ان کی ممبر شب کے خاتمے کیلئے لائحہ عمل تیار کرتے ہوئے ان صحافیوں کی ممبر شب کا فی الفور عمل پذیر کیا جائے جو واقعی صحافت سے تعلق رکھتے ہوں اور ان کی خدمات صحافت میں جاری و ساری ہو۔اپنے نجی اختلافات کو بھلا کر صرف اور صرف صحافتی برادری اور صحافتی تنظیم کی بقاء کیلئے بہتر عمل اختیار کریں بصورت صحافتی اپنی آپ کو غیر محفوظ اور کمزور سمجھنے لگے گا اور پھر بیرونی طاقتیں صحافتی حلقوں میں نا اتفاقی پیدا کرتی رہیں گی اور صحافتی لوگ و تنظیمیں

بھی اپنا حق لینے کیلئے معذور بن جائیں گی ۔۔۔۔ وقت کا تقاضہ ہے کہ صحافتی تنظیموں کی از سر نو اسکروٹنی کی جائے اور تمام تنظیموں کو صحافی برادران کے جائز حقوق بشمول ممبر سازی کے عمل کو شفاف بنایا جائے تاکہ کوئی بھی صحافی محروم نہ رہ سکے۔یاد رہے مشاورت کا سب سے بہتر اعلیٰ طریقہ کار الیکشن میں ہے الیکشن کے ذریعے ہر ووٹر اپنی رائے اور پسند سے نمائندہ کو منتخب کرتا ہے یہی طریقہ مہذب بھی ہے اور اسلامی بھی۔۔۔ اس الیکشن کے طریقہ سے جس میں ووٹنگ کا سلسلہ ہو اس میں نومینیشن فارم بھرنے والا نمائندہ نہایت مطمعین رہتا ہے ہار اور جیت دونوں پر۔۔۔۔ ہماری آنی والی نئی نسل کیلئے ہمیں آج اپنے اندر صحافتی تنظیموں کی خامیوں کو دور کرنا ہے تاکہ نئی نسل صحیح اور سچے نظام کو پاکے بہتر انداز میں صحافتی پیشہ وارانہ خدمات پیش کر سکیں اور اس ملک و قوم کیلئے بہتر مثبت ثابت ہوں۔

کراچی میں امن، کس طرح ممکن

گزشتہ روز پاکستان پیپلز پارٹی، متحدہ قومی موومنٹ، اے این پی، سنی تحریک، مسلم لیگ فنکشنل، مسلم لیگ قاف نے مشترکہ طور پر پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ کراچی کے بگڑتے ہوئے حالات کے سبب ہم سب سیاسی جماعتیں ملکر یکجہتی کا ثبوت دیتے ہوئے کراچی میں امن کی درخواست لیکر کٹی پہاڑی اور دیگر متاثرہ علاقوں میں درپیش دہشت گردی، لوٹ مار اور ٹارگٹ کلنگ کے خاتمے کیلئے اپیل کریں گے تاکہ کراچی کے رہائشی امن و سکون کی زندگی گزار سکیں۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ دہشت گرد اگر کسی بھی سیاسی تنظیم سے تعلق نہیں رکھتے تو حکومت وقت اور سیاسی جماعتیں ان کے سامنے اس قدر کمزور اور بے بس کیوں ہیں ؟؟ کیوں نہیں ان کے خلاف سخت ایکشن لیا جاتا اور ان علاقوں سے سرچ آپریشن کے ذریعے اسلحہ و بارود سلب کیا جاتا آخر کیا محرکات ہیں جو ان دہشت گردوں کو قانون کے شکنجے میں قید نہیں ہونے دیتے اور ان کا نیٹ ورک تباہ و برباد نہیں کرتے ؟؟؟ حیرت تو یہ ہے کہ یہ حکومت وقت ان دہشت گردوں سے اپیل کررہی ہے گویا آج کی حکومت مکمل طور پر ناکام ہوچکی ہے جو ان دہشت گردوں سے امن کی بھیک مانگ رہی ہے اگر یہ امن کی اہمیت کو سمجھتے ہوتے تو ہرگز یہ دہشت گردی میں ملوث بھی نہیں ہوتے۔۔ یا پھر یہ ان سیاسی جماعتوں کا ڈرامہ ہے جو جانتے بھوجتے ہوئے بھی ان کی روک تھام کیلئے مضبوط اور جامع منصوبہ

بندی نہیں کر رہے ہیں ۔ حالیہ دہشت گردی کے واقعات پر میڈیا نے ان سیاسی جماعتوں اور خاص کر موجودہ حکومت کی قلعی کھول دی ہے کیونکہ انتظامیہ جس میں پولیس اور رینجرز سب کچھ ہوتے ہوئے منہ تکتی رہیں جب عوام نے اپنی حفاظت کیلئے ان سے اپیل کرتی رہی اور یہ تماشائی بنے دیکھتے رہے جب عوام نے ان سے ان کی بے حسی و بے بسی کی وجہ دریافت کی تو نے کہنا کہ ہمیں آڈر نہیں ہے کہ ہم ان دہشت گردوں کے خلاف کاروائی کریں ! ! ! یہ کس ملک کی انتظامیہ ہے جو اپنے سامنے اپنی ہی قوم کو نہتے دہشت گردوں کے ہاتھوں موت کے منہ میں جاتا دیکھتی رہی ، بچیاں اور بچے بھوک سے بلکتے رہے، عورتیں خوف کے مارے بے ہوش ہوگئیں ، جوانوں کو چن چن کر ہلاک کیا جاتا رہا، عورت کی تقدس کو پامال کیا گیا، ایس جمہوری حکومت جو عوامی مینڈیٹ کا دعویٰ کرتی پھرتی ہے وہ ہی اپنے عوام پر شب خون مار رہی ہے اور حیرت تو یہ ہے کہ کراچی بلکہ سندھ کی دوسری بڑی سیاسی جماعت نے کئی دن گزرنے کے بعد اپنے دفاتر سے بیانات کے ذریعے مذمت تو کی لیکن جائے واقعہ پر پہنچنے کی زحمت کیوں نہیں کی اور ان کے حملے کو بے بس کیوں نہیں کیا گیا، عوام کا کہنا ہے کہ وہ کراچی کے مستقلا رہائش پزیر ہیں اور ان دہشت گردوں کی پشت پناہی اے این پی کر رہی ہے میڈیا نے عوام کے ان بیانات کی حقیقت بھی پیش کردی لیکن تمام حقائق آنے کے باوجود حکومت وقت نے حلیف جماعت ہونے کی خاطر اس سلسلے میں سخت جواب طلبی نہیں کی ، یہی وجہ ہے کہ آج تک سلسلہ قتل و غارت کا بازار چلتا چلا آرہا ہے ، اور کراچی کی منتخب جماعت نے حکومت وقت کے ساتھ امن ریلی میں شمولیت

اختیار کی تو عوامی حلقوں میں بازگشت اٹھی کہ کیا یہ بھی ان سے ملے ہوئے ہیں جو مکار پن، عیار پن، منافقت اور جھوٹ کے پلندے کے ساتھ میڈیا میں حکومت وقت اپنی ذمہ دایوں کی کوتاہی کو چھپانے کیلئے ناکام کوشش کر رہی ہے جس روز امن ریلی کا انعقاد ہوا اس روز بھی تقریبا بیس سے زائد افراد بے گناہ ہلاک ہوئے، پاکستان تحریک انصاف (پی ٹی آئی)، عوامی مسلم لیگ (اے ایم ایل)، پاکستان مسلم لیگ نون (پی ایم ایل نون)، آل پاکستان مسلم لیگ (اے پی ایم ایل) نے حکومتی عوامل پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومتی ریاستی دہشت گردی میں معاون بنی ہوئی ہے اور ان کی حلیف جماعتوں کے کارکنان کراچی کے ماحول کو مسلسل پر گندہ کیئے ہوئے ہیں، ان جماعتوں نے مزید کہا ہے کہ کراچی کی منتخب جماعت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ کراچی میں امن قائم کرنے کیلئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں نہ کہ صرف بیانات ۔۔۔۔!!! سن دوہزار گیارہ کے دوران ایک اندازے کے مطابق بارہ سو افراد لقمہ اجل ہو چکے ہیں جن کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے نہ تھا، یوں کراچی میں آئے روز مزدور، ملازم پیشہ افراد نا معلوم گولیوں کا شکار بنتا جارہا ہے، نہ بازار محفوظ، نہ راستے اور اب تو ہسپتال بھی غیر محفوظ دکھائی دیتے ہیں ۔۔۔۔۔ ایک تحقیق کے مطابق اٹھائیس فروری دو ہزار آٹھ سے اب تک کراچی میں دہشت گردی کی وارداتوں میں بیس ہزار سے زائد اموات ہوئی ہیں اور اڑتالیس ہزار افراد معذوری کے باعث اپاہج ہوگئے ہیں، تین سال کراچی کے منتخب نمائندگان حکومت میں شامل رہے لیکن ان کی موجودگی بھی لاحاصل تھی، لیکن جب کراچی کی نمائندہ جماعت نے

حکومت کی ہٹ دھرمی ، ظلم و ستم اور طوطا چشمی کی بناء پر ناطہ توڑا تو انہیں چاہیئے تھا کہ ان کے غلط اقدامات پر سخت گھیرا کر دیتے اور مجبور کرتے کہ حکومت وقت اپنے اقدامات کی درستگی کو اپنائے لیکن و عملی طور پر ایسا ہوتا نظر نہ آیا اور حزب جماعتوں نے کہا کہ کراچی کے منتخب نمائندگان بھی اس وحشت و بربریت کا حصہ بنی ہے ، ان کا کہنا ہے کہ ایوان میں امن و سلامتی کیلئے بل کیوں نہی پیش کیئے گئے گر حکومت نہ مانتی تو عدلیہ سے رجوع کرتے ۔۔۔۔۔ مسلم لیگ نون، پاکستان تحریک انصاف ، آل پاکستان مسلم لیگ اور عوامی مسلم لیگ نے سپریم کورٹ سے اپیل کی ہیں کہ حکومت وقت کو ریاست میں دہشت گردی پھیلانے سے باز رکھے یا دہشت گرد کی پشت پناہی سے باز آجائے بصورت آئینی اقدامات کو اپنائے تاکہ ملک میں امن قائم ہو اور معیشت بڑھے۔۔۔۔ عوامی حلقوں نے سیاستدانوں کی منافقت، بے حسی اور ذاتی مفادات کے تحت سازباز پر سخت تنقید کی ہے ، عوام کا کہنا ہے کہ کراچی کا امن کو قائم کرنے کیئے ہم نے جن لوگوں کو ووٹ دیئے ہیں ان کی زمہ داری بنتی ہے کہ وہ کراچی کے عوام کو مستقل بنیادوں پر امن کیوں نہیں فراہم کرسکے اور زندگی کی بنیادی ضرورتوں سے کیوں منہ موڑا گیا ہے ، کے ای ایس سی، ایس ایس جی سی کی کمی کیوں واقع ہوتی رہی ہے جبکہ نرخ میں اضافہ بیس بار ہوچکا ہے اور یہ اضافہ پانچ سو فیصد تک بڑھ گیا لیکن اس کی بہتری میں رائی برابر فرق نہ آیا ، آیا یہ رقمیں کیا جارہی ہیں کیا کوئی حساب لینے اور پوچھنے والا ہے۔ کراچی کی عوام نے کہا ہے کہ وہ اس حکومت کو رد کرتے ہیں اور اپنے منتخب نمائندگان کی بے

حسی اور لاپرواہی پر پریشان ہیں ۔۔۔ ایک بڑے حلقہ کا کہنا ہے کہ کراچی کے منتخب نمائندگان ایوان میں الیکشن کے نظام کا بل پیش کریں جس میں مکمل اسکینگ کے ساتھ عمل ہو تاکہ پاکستان بھر سے وہی منتخب ہو سکیں جو عوام منتخب کرنا چاہتے ہیں بصورت یہی چہرے آتے رہیں گے اور ملک کے امن کو تباہ برباد کرنے کے ساتھ ساتھ ملکی دولت کو لوٹتے رہیں گے ، ان حلقوں نے کہا ہے کہ کراچی کے منتخب نمائندگان اگر واقعی کراچی اور پاکستان سے مخلص ہیں یہ کمپیوٹرائز ووٹنگ نظام کیلئے ایوان اور عدلیہ عظمیٰ سے بھی رابطہ کریں یہ عمل امر ہو جائے گا اس سے عام شہری بھی ایوان میں آ کر پاکستان اور پاکستانی قوم کیلئے بہتر سود مند ثابت ہوگا یوں سیاسی مافیہ کا بھی خاتمہ نصیب ہوسکے گا۔ جب تک مخلص ، سچے سیاستدان نظام کی بہتری کیلئے ایوان میں بل پیش نہیں کریں گے اور نظام کی تبدیلی واقع نہیں ہوگی اس وقت تک پاکستان جلتا رہے گا اور اموات کے ابنار بنتے رہیں گے۔

ذخائر عیاں ہوگئے۔۔کیا خوشحالی آئیگی

پاکستان کے ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر ثمر مبارک مند نے گزشتہ روز صحافی برادری سے نجی ملاقات کے دوران گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ تھر میں کوئلے کے ذخائر میں آٹھ بلاک پائے گئے ہیں جبکہ ایک بلاک چونسٹھ مربع کلو میٹر تک پھیلا ہوا ہے، مزید چار بلاک آسٹریلیا، برطانیہ، متحدہ عرب امارات اور پاکستان کی نجی کمپنیوں کو دیئے گئے ہیں، جو ان کی ترقی اور وہاں پاور پلانٹس کی تنصیب کا کام شروع کر چکے ہیں، اس طرح مزید چار بلاک پر کام کرنا ابھی باقی ہے۔اس ذخائر سے استفادہ کرکے پاکستان آٹھ سے دس سال میں توانائی کے معاملے میں نہ صرف خود کفیل ہوسکتا ہے بلکہ وہ برآمد بھی کرسکتا ہے۔اس کے علاوہ اس ذخائر سے آئندہ کئی عشروں تک پچاس ہزار میگا واٹ بجلی اور پانچ سو سال تک کیلئے سو کروڑ بیرل ڈیزل حاصل کیا جاسکتا ہے۔ایک تحقیق کے مطابق پانی سے بجلی کی تیاری پر پچاس پیسے فی یونٹ، گیس سے ساڑھے چار روپے فی یونٹ، فرنس آئل سے بارہ روپے فی یونٹ اور ڈیزل سے سولہ روپے فی یونٹ بجلی پیدا کی جاسکتی ہے۔ ڈاکٹر ثمر مند نے بتایا گیسی فیکیشن کیلئے مطلوبہ کمپریسرز کی درآمد کیلئے آڈر دیئے جاچکے ہیں اور توقع ہے کہ مارچ میں تجربات کر دیئے جائیں گے۔انھوں نے اس تاثر کو بے بنیاد قرار دیا کہ گیس کے یہ ذخائر بجلی کی پیداوار کیلئے یہ مناسب نہیں

اور کہا کہ یہ ذخائر تیل اور گیس کی پیداوار کیلئے انتہائی مناسب ہیں۔ جبکہ چین اس قسم کے آٹھ فیڈر چلا رہا ہے۔ ڈاکٹر ثمر مبارک مند نے کہا کہ آئندہ سال مارچ میں کوئلہ کے ان ذخائر سے بجلی کی پیداوار کے تجربے کا آغاز کردیا جائے گا اس سے صرف ایک فیصد ذخائر سے آئندہ تیس سال کیلئے دس ہزار میگا واٹ بجلی اور دس کروڑ بیرل ڈیزل تیار ہوسکتا ہے اور اس بجلی کی قیمت صرف چار روپے فی یونٹ ہوگی۔ ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر ثمر مبارک مند نے پاکستان کے مستقبل کیلئے بڑی خوش آئند حالات سے آگاہ تو کیا لیکن یہاں یہ امر ہر گز نہیں جھٹلایا جاسکتا کہ وسائل کے حصول کو یقینی بنانے کیلئے پاکستان میں سیاسی استحکام پیدا کرنا لازم و ملزوم ہے تاکہ بیرونِ ممالک کی کمپنیاں بغیر خوف وخطر اطمینان سے اپنے تحقیقی عمل کو جامع پہنا سکیں۔ مانا کہ ریاست کی یہ ذمہ داری ہے لیکن ریاست کے ساتھ ساتھ پاکستانی اقوام اور معاشرتی و سیاسی لیڈران پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ پاکستان کے بہتر مستقبل کیلئے امن و سکون اور بہتر حالات کا قائم رکھا جائے۔ اس کیلئے حکمراں کو چاہئے کہ وہ سیاسی اختلافات کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کرے اور بڑے عزم کیلئے چھوٹے چھوٹے شکووں کو ختم کرے۔ تھر، چولستان، بلوچستان کے تمام اضلاع، گلگت بلتستان، خیبر پختونخواہ اور آزاد کشمیر میں معدنیات کے ذخائر قدرت نے پھیلا دیئے ہیں۔ بس ان ذخائر کی تلاش اور ڈرلنگ کا کام حکومت پاکستان اگر اپنے ہی وسائل اور انجینئرز اور مشنریز کو بروئے کار لاتے

ہوئے عملی جامع پہنائے۔ ابتدائی چند سال بیرون ملک کو ٹھیکے دینے کے بعد ان کی ٹیکنک کو جاننے کے بعد بعد کے مزید ٹھیکے نہ دیئے جائیں اور بیرون ملک کی توقعات سے نجات بھی حاصل ہو جائے یقیناً بیرون ملک کی مداخلت نہ ہونے پر قدرتی وسائل کا مکمل فائدہ مملکت پاکستان اور اس عوام کو حاصل ہوگا۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہونے کے ساتھ آبی ذخائر سے بھی مالا مال ہے۔ حکومت وقت کو چاہئے کہ وہ آبی بجلی کے ذرائع کو بھی زیادہ سے زیادہ استعمال میں لائے اور نئے ڈیم بنانے کیلئے منصوبوں پر تیاری شروع کرے اس سے یہ ہوگا کہ ہم آبی ذخائر سے توانائی کے ساتھ زرعی ضروریات بھی حاصل کر سکیں اور تھر سے بھی توانائی حاصل کرکے عوام الناس کو انتہائی سستی اور وافر مقدار میں بجلی مہیا کر سکیں۔ جب توانائی جس میں گیس، پیٹرول، ڈیزل وافر مقدار میں پاکستان کو اس کی اپنی زمین سے حاصل ہوگا تو یقینی بات ہے کہ فیول بھی انتہائی سستے داموں فروخت ہوگا جس سے مہنگائی کا طوفان جھاگ کی مانند بیٹھ جائے گا۔ قدرت نے ذائقہ دیا احمد نے محفوظ کیا۔ یا یہ ممکن نہیں ہو سکتا ہے کہ قدرت نے وسائل دیئے پاکستان نے استعمال کیئے۔ حکومت وقت اور سیاستدانوں کو چاہئے کہ پاکستان کے وسائل کو پاکستان کیلئے زیادہ سے زیادہ استعمال میں لائے کسی بھی بیرون ملک سے فیصد پر ٹھیکے نہ دیئے جائیں ورنہ چڑیاں چگ گئی گھیت کے زمرے میں آجائیں گے۔ حکومت وقت کو چاہئے کہ وہ اپنے اداروں کو اتنا مستحکم بنائے کہ ہمیں درآمد کمپنیوں کی ضرورت نہ پڑے

اور ہمارے ادارے ان جیسی مشینوں اور ٹیکنک سے ذخائر حاصل کریں، یہ خوش آئند بات ہے کہ پاکستان اور پاکستانی قوم کیلئے ہمارے سیاستدان جمہوری اقدار کو سمجھتے ہیں اسی لیئے جہاں قوم کا معملہ آ جاتا ہے وہ تمام سیاسی تنظیمیں اپنے اختلافات بھلا کر یکجا ہو جاتی ہیں چاہے لسانی پارٹیاں ہوں یا مذہبی۔اس کے علاوہ ہماری انٹیلی جینس ایجنسایاں بھی پاکستانی بقاء کیلئے متحرک رہتی ہیں۔اب وقت ہے پاکستان کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لاکھڑا کرنے کا، یاد رکھیں اپنی دولت کو ہمیں ہی اپنے محفوظ ہاتھوں میں رکھنا ہوگا اور کڑی نظر رکھنی ہوگی کہ کسی سے نادانی میں بھی سرزشت نہ ہو جائے ورنہ اس کا خمیادہ ہزاروں سال تک اٹھانا پڑیگا۔

پیٹرول ۔۔ طلب ورسد و ترخ

گزشتہ تین برس قبل سے مسلسل ، متواتر ماہانہ بنیاد پر ایک سو بیس ہزار بیرل ٹن پیٹرول حکومت سعودی عرب ، حکومت پاکستان کو بلا شرط مفت تیل فراہم کرتا چلا آ رہا ہے ، نیٹو کی مد میں پچاس ہزار بیرل ٹن پیٹرول فراہم کیا جا رہا ہے جبکہ پاکستان اپنی قدرتی خود کفالت میں تقریباً ایک کروڑ بیرل ٹن پیٹرول نکال رہا ہے جبکہ اس کے ذریعے کیروسین آئل، موبی آئل، ڈیزل کی بھی بھاری مقدار میں خود کفیل ہے۔ قدرتی گیس اور دیگر قدرتی معدنیات کے متعلق پاکستانی سائنسدان، انجینئرز اور ٹیکنیشن پاکستان کے مستقبل پر نہایت مطمئین نظر آتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ اگر سچائی ،ایمانداری کے ساتھ ملک و قوم کی بہتری کیلئے ان ذخائر کو قابل استعمال لایا جائے تو پاکستان دنیا کے امیر ترین ملک میں شمار ہو سکتا ہے لیکن اگر بیرونی مداخلتیں کا عمل ختم نہ ہوا تو یہ ملک اپنی قدرتی نعمتوں سے بھی محروم ہو جائیگا۔ اسی بات کی حمایت کرتے ہوئے پاکستانی مفکر و دانشور اور صحافی حضرات کا کہنا ہے کہ ہماری عوام اور حکمرانوں کو ایک عرصہ تک سادگی اور قناعت پر گزارا کرنا ہوگا اور اپنے تعیش کو کنٹرول کرتے ہوئے اپنے قومی خزانے کو بہتر کرنا ہوگا اس کے ساتھ ساتھ امن لازماً قائم کرنا ہوگا تاکہ حالات کی بہتری میں پاکستانی سائنسدان ، انجینئرز اور ٹیکنیشنز قدرتی وسائل

کی تلاش اور حصول کیلئے ممکنا کوششیں جاری رکھ سکیں تاکہ ہمارا مستقبل قریب روش و تابناک بن جائے ۔۔۔۔۔۔یہ حقیقت ہے کہ بیرونی طاقتیں نہیں چاہتیں کہ پاکستان کی معاشی و اقتصادی حالت بہتر ہو ،اسی لیئے مسلسل پاکستان کے اندرونی و بیرونی معاملات میں دیگر بڑی ریاستوں کا دخل شامل حال رہا ہے اور ان کے ارادوں، منشوروں، پلاننگ کو قائم تکمیل تک پہنچانے کیلئے ہمارے ہی درمیاں بسنے والے غدار، منافق، سازشی عناصر وں نے عوام کے درمیان نا اتفاقیاں پیدا کرکے حالات بد سے بدتر پیدا کر دیئے اور المیہ یہ کہ حالات کی ذمہ داری ایک دوسرے پر عائد کرتے چلے آرہے ہیں ، یہ وہ قوتیں ہیں جو دنیا کو اپنے تابع کیئے ہوئے ہیں ان ریاستوں میں تمام تر غیر مسلم ممالک شامل ہیں اسی لیئے یہ گروہ صرف اور صرف اپنے مفادات کے تحت مسلم ممالک میں اپنے ایجنٹوں کے جال مضبوطی کے ساتھ بچھائے جارہے ہیں اور ان ایجنٹوں کو مسلم ممالک کے ایوانوں، قانون دانوں، ایجنسیوں اور سربراہان مملکت کی صدارتوں کے عہدوں پر فائز کیئے جارہے ہیں تاکہ مسلم ممالک کو نہ صرف کمزور کیا جائے بلکہ ان کی قدرتی ذرائع پر اپنا قبضہ جمالیا جائے ۔سعودی عرب، عرب امارات جن میں کویت، اردن، شام، مصر، بحرین، عراق، دبئ، شارجہ اور دیگر عرب ریاست کی معدنی ذخائر ایک عرصہ سے امریکی اور یورپی کمپنیوں کے تابع چلی آرہی ہیں گویا قدرت نے عربوں کو قدرتی ذخیرہ دیا جبکہ امریکہ اور اس کے حواریوں نے قبضہ کیا یہی سوچ اور پلاننگ اب عراق، افغانستان، ایران اور

پاکستان کی معدنی دولت کا ہتھیانے کیلئے پے در پے اپنی آلہ کار جن میں سیاستدان، بیوروکریٹس، ایجنسیز اور سیاسی و کرائم مافیہ کو داخل کیا تاکہ ان کے مقاصد آسانی سے حاصل ہوسکیں، آج پاکستان ہر قدرتی معدنیات کی دولت سے سرفراز ہے مگر بد دیانتی اور ملک فروشی کے سبب ہر ادارہ میں کرپشن اور بد امنی پھیلی ہوئی ہے حتیٰ کہ تحفظ فراہم کرنے والے ادارے بھی سستے داموں فروخت ہوگئے ہیں، پاکستان میں اگر توانائی کے شعبہ کو بہتر نیک نیتی کی بنیاد پر استوار کردیا جائے تو ہر شعبہ از خود ترقی کی طرف چل پڑے گا کیونکہ بغیر توانائی مشین کا پہیہ نہیں چلتا۔۔ توانائی نہ صرف ہماری صنعت کیلئے کارآمد ہے بلکہ یہ براہ راست ہماری زندگی کیلئے انتہائی سود مند بھی ہے۔ جیسے انسان کے جسم میں دل کی اہمیت ہے اسی طرح ہماری زندگی میں توانائی کی اہمیت ہے۔پاکستانی قوم کی غربت کا حل امن اور توانائی میں پوشیدہ ہے اگر تمام پاکستان میں امن و امان قائم ہوجائے اور ترقی کا عمل مستقل بنیادوں پر قائم رہے تو یقیناً، حقیقتاً، عملاً ہماری قوم کا ہر فرد، ہر شہری شاد و آباد کے ساتھ خوش و خرم رہیگا اس کے لیئے سب سے پہلے تمام پاکستانی سیاسی جماعتوں کو اپنا رویہ اور طریقہ کار بدلنا ہوگا، انہیں دہشتگردی، قانون شکنی، لاشوں کی سیاست، اقربہ پروری، لوٹ مار، دھوکا، فریب، جھوٹ، لالچ، منافقت سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے چھوڑنا ہوگا اور عہد وفا کرنا ہوگا کہ سیاست برائے خدمت کے نظریہ کو ابھارتے ہوئے عملی جامع پہناتے ہوئے اس ملک و

قوم کے مستقبل کو بدل دینا ہے اور دنیا میں با عزت و با وقار ملک ابھارنا ہے ، تمام سیاستدانوں کو عوام بتادیں کہ حالت ملک کے اس قدر خراب نہیں کہ جتنے انھوں نے ملک جل کر خراب کیئے رکھے ہیں اور اپنی سیاست کو چمکانے کیلئے آئے روز ہنگامے ، ہڑتال کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے اور روز مزدوری کرنے والا فاقہ کشی پر اتر آتا ہے مارنے والا مسلم اور مرنے والا مسلم اب کسی کہیں گے غیر مسلم ، یہی تو چاہتے ہیں غیر مسلم کہ پاکستانی آپس میں دست و گریباں ہو کر برباد ہو جائیں اور ہم ان کے جذبات کو لیڈروں کے ذریعے ابھارتے رہیں ، کمی تو انسانوں کی ہو رہی ہے پیٹرول کے بجائے نا حق خون بہہ رہا ہے ، آج کا پاکستانی قومیت ، لسانیت میں اس قدر اوندھا ہو چلا ہے کہ نہ اسے اللہ کے احکام کا ڈر ہے ، نہ رسول اللہ کے فرمان کا احساس اور نہ انسانیت پر رحم ۔۔۔۔ یہ کیسا ماحول بن رہا ہے اور کس قدر انسان جل رہا ہے اور کب تک جلتا مرتا رہے گا پاکستان ۔۔۔۔ ! ! ! یہ سوچنا اب حکمرانوں کا کام نہیں ، عوام کو خود سوچنا پڑیگا بصورت دیگر یہ حکمران و سیاستدانوں ڈرامے کھیل کر انہیں لاغر ، اپاہج ، مجبور و بے بس کر ڈالیں گے اور تا عمر قرضوں میں باندھ کر ٹیکسوں میں جوڈتے رہیں گے ، ہماری نسلیں گمراہ راہوں پر چل نکلیں گی اور ہماری زندگی بے مقصد رہ جائے گی ! ! ! نہ فوج غیرت پکڑے گی اور نہ عدالت انصاف کا ترازو بیلنس رکھے گا ۔۔ پاکستان اور پاکستانی قوم کیا ان لیڈروں کے ہاتھوں یونہی کھلونا بنتا رہے گا ۔۔۔ اللہ ہی حافظ ہو اس ملک کا اور عوام کا ! ! ! ! ! ! ! ! ! ! ! !

عالمی جمہوریت۔۔۔ایک نظر

پاکستان سمیت دنیا کے بیشتر ممالک کے اراکین پارلیمنٹ میں عوامی خدمت کے جذبہ کا فقدان پایا جاتا ہے اور ایسے ممالک میں اراکین پارلیمنٹ اور عوام میں رابطہ صرف الیکشن کے دنوں میں نظر آتا ہے۔۔ جبکہ بھارت اور پاکستان میں الیکشن کے نظام کو ہر ذی شعور انسان نے نہ صرف رد کیا ہے بلکہ ان کا کہنا ہے کہ آج کل جو الیکشن کا نظام رائج ہے وہ صرف طاقتور اور بد معاشوں کی آسانی کیلئے ڈھالا گیا ہے اسی لیئے اس مروجہ الیکشن کے نظام سے آج تک عوام کے منتخب نمائندگان نہیں آسکے ہیں اور عوام ہر بار یہی سوچتی ہے کہ شائد اس بار ان کے ووٹ کارآمد ثابت ہو سکیں گے لیکن اکثر ووٹر اس نظام کی حقیقت سے ناآشنا ہیں اسی لیئے وہ سمجھ نہیں سکتے کہ ان کا ووٹ یا تو پہلے ہی سے ڈالا گیا ہوتا ہے یا پھر ان کے ووٹ پر ایک سے زائد ووٹ ڈال دیئے جاتے ہیں اور خاص کر گاؤں دیہات اور قصبوں میں وڈیرے، چوہدری، خان اور رئیس اپنے اپنے حلقوں میں اپنے خرید غلاموں کو استعمال کرتے ہوئے تمام ووٹ حاصل کر لیتے ہیں کچھ پیسہ دیکر تو کچھ دھونس دھمکی کے ذریعے یوں ایک مستحق ،ایماندار اور لائق امیدوار جیت سے محروم رہ جاتا ہے یہ سلسلہ آج سے نہیں بلکہ ساٹھ سالوں سے چلتا چلاآرہا ہے کسی بھی سیاستدان، حکمران نے ایوان میں اس نظام کے خلاف اور بہتر نظام

کیلئے کوئی بھی بل پیش نہیں کیا بلکہ ایوان میں پہنچ کر سوائے ہنسی مذاق، دنگا مستی کے کوئی سنجیدہ قانون سازی نہیں کی ، کیونکہ یہ چاہتے ہی نہیں ہیں کہ نظام میں تبدیلی واقع ہو اور ان کی اجارہ داری میں فرق آ جائے بھلا انہیں یہ کیونکر گوارہ کہ پاکستان یا دیگر ممالک جن میں بھارت، بنگلہ دیش، بھوٹان، سری لنکا، مالدیپ، عراق ، شام ، مصر، بحرین ، کویت اور دیگر ممالک میں ایسا ووٹنگ کا نظام مروج کیا جائے جس میں ووٹر کی تفصیلات شناختی کارڈ سے ملوث ہو اور یہ ڈیٹا یکجا کیا گیا ہو، اس کے ساتھ ساتھ ہاتھ کے انگوٹھے، آنکھ اور چہرے کا اسکیننگ کا عمل لازم شامل ہو ،پیپلٹ پیپر کی جگہ پیپلٹ کمپیوٹر شامل جس میں اس حلقہ کے امیدواروں کے نام ، تصاویر اور انتخابی نشان موجود ہو اس کمپیوٹر پر ووٹر کو صرف کرسر کے ذریعے کلک کرنے تک محدود ہو ،تو یقینا پھر کمپیوٹرائزر الیکشن سے سلیکشن کی موت واقع ہو سکتی ہے اور وہی کامیاب ہوگا جسے عوام نے ووٹ ڈالے ہونگے اس طرح سیاسی مافیہ کا بھی خاتمہ ممکن بن سکے گا یہ سلسلہ اس قدر مشکل ہے کہ اس کو رائج کون کریگا دیکھتے ہیں کب اور کہاں سے یہ سلسلہ جڑتا ہے

بحر حال آج کل کے الیکشن نظام کی وجہ سے ان ممالک کے حالات خاص کر پاکستان کے حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جارہے ہیں ۔۔۔۔پاکستان اور قریبی ممالک بھارت، بنگلہ دیش، بھوٹان، مالدیپ اور بالخصوص پاکستان جمہوریت کے نام نہاد ممالک جمہوریت کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں اور عالمی دنیا اس ناقص الیکشن کے نظام کی بابت ظلم و تشدد، اقربہ

پروری، لوٹ مار، ٹارگٹ کلنگ، بم دھماکے، خود کش حملوں کے ساتھ پریشان حال عوام بنیادی ضرورتوں کی ناپید ہونے کی بناء پر خاندان در خاندان خود سوزی کررہے ہیں تو دوسری طرف حکومتی ناقص پالیسیوں اور بڑھتی ہوئی مہنگائی نے عوام کو جارائم کے ساتھ فحاشی و عریانیت کی طرف بھی دھکیل دیا ہے جس سے معاشرہ بہت تیزی سے بگڑتا جارہا ہے اور عوام میں احساس کا مادہ بھی ختم ہوتا جارہا ہے۔ عالمی جمہوریت کا اگر ہم تقابلہ جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ سیاستدان اور حکمران اقدار میں کس طرح سے جمہوریت کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں اس کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ حقیقتاً کون سے ایسے ممالک ہیں جو اپنی عوام کو جمہوری استحکام کے ساتھ بھرپور طریقے کی خدمات پیش کررہے ہیں، ایک تحقیق کے مطابق پاکستان کا شمار دنیا کے ایسے ممالک میں ہوتا ہے جہاں انتہائی کم سطح کی جمہوریت پائی جاتی ہے۔ سی آئی اے ورلڈ فیکٹ بک کے ڈیموکریٹک انڈیکس کے مطابق دنیا کے جمہوری ممالک کی فہرست میں پاکستان کا ایک سو آٹھ واں نمبر ہے جبکہ بھارت پینتس ویں، سری لنکا ستاون ویں، بنگلہ دیش اکیاون ویں، بھوٹان ایک سو نو ویں، نیپال ایک سو پندرہ ویں اور افغانستان ایک سو اڑتیس ویں نمبر پر ہے جبکہ چین کی پارلیمان دو ہزار نو سو ستاسی اراکین کے ساتھ دنیا کی سب سے بڑی پارلیمنٹ ہے۔ دنیا کے صرف تیس ممالک (اٹھارہ فیصد) میں مکمل جمہوریت موجود ہے۔ ان ممالک میں سویڈن سرفہرست ہے جبکہ ناروے دوسرے اور آئس لینڈ تیسرے نمبر پر ہے۔ امریکہ

اٹھارہ ویں اور برطانیہ کا اکیس واں نمبر ہے۔ دنیا کے پچاس ممالک (تیس فیصد) میں ناقص جمہوری نظام جبکہ چھتیس (اکیس اعشاریہ چھ فیصد) ممالک میں ملی جلی جمہوریت اور اکیاون (تیس اعشاریہ پانچ فیصد) ممالک میں بادشاہت اور آمرانہ نظام رائج ہے۔ ان ممالک میں سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، شمالی کوریا، چین، افغانستان، ایران، قطر اور عمان قابل ذکر ہیں۔ انٹر نیشنل پارلیمنٹری یونین کے اعداد و شمار کے مطابق دنیا کے کل پارلیمان کے ممبران کی تعداد چوالیس ہزار چھ سو اننچاس ہے اور ان میں آٹھ ہزار چار سو ساٹھ (انیس اعشاریہ دو فیصد) خواتین ممبر ہیں۔ خواتین کی نمائندگی کے حوالے سے دنیا میں روانڈا چھپن اعشاریہ تین فیصد کے ساتھ سرفہرست ہے اور وہاں کل اسی نشستوں میں سے پینتالیس خواتین کے پاس ہیں جبکہ سویڈن چھیالیس اعشاریہ چار فیصد کے ساتھ دوسرے اور جنوبی افریقہ چوالیس اعشاریہ پانچ فیصد کے ساتھ تیسرے نمبر پر ہے۔ پاکستان بائیس اعشاریہ دو فیصد کے ساتھ خواتین کی نمائندگی والا پچاس واں بڑا ملک ہے۔ چین میں خواتین کی نمائندگی اکیس اعشاریہ تین فیصد کے ساتھ عالمی سطح پر چھپن ویں نمبر پر ہے جبکہ تعداد کے اعتبار سے چین کی پارلیمنٹ میں سب سے زیادہ چھ سو سینتیس خواتین ہیں۔ دنیا میں دو ہزار نو سو ستاسی ممبران کے ساتھ چین کی پارلیمنٹ دنیا کی سب سے بڑی پارلیمان ہے جبکہ صرف گیارہ ممبران کے ساتھ جزیرہ سینٹ لوشیا کی پارلیمان سب سے چھوٹی ہے۔ ملک میں قومی اسمبلی میں خواتین کی نمائندگی بائیس اعشاریہ دو فیصد ہے اور

کل تین سو بیالیس نشستوں میں سے چھہتر خواتین کی ہیں جبکہ سینیٹ میں نمائندگی سترہ فیصد ہے اور سو نشستوں میں سے سترہ خواتین کی ہیں۔ سعودی عرب، قطر اور عمان سمیت دنیا کے نو ممالک ایسے ہیں جہاں خواتین کی نمائندگی سرے سے نہیں ہے۔

پاکستان میں مخدوش عمارتیں، مخدوش سیاستیں

کراچی شہر پاکستان کے وجود سے پہلے بھی آباد تھا یہی وجہ ہے کہ یہاں کئی سو پرانی عمارتیں موجود ہیں، رہائشی مخدوش عمارتوں کی نشاندہی کیلئے محکمہ بلڈنگ کنٹرول کی جانب سے ہر سال وقتاً فوقتاً تحریری نشاندہی کی جاتی رہی ہے اور اب تک کم از کم ایک سو ستاسی عمارتیں ایسی ہیں جنکی حالت انتہائی مخدوش ہونے کے باعث خطرناک حد تک جا چکی ہیں لیکن اس کے حل کیلئے کوئی مثبت اقدامات نہی کیئے گئے ہیں، ان عمارتوں میں متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے خاندان آباد ہیں ان کی ذریعہ معاش اس قدر بہتر نہیں کہ یہ ان عمارتوں کی مرمت کیلئے رقم خرچ کر سکیں، حکومت وقت اور سیاسی لیڈران کی شاہ خرچیوں کے باعث پاکستان دن بدن مہنگائی کی گہرائی میں ڈوبتا چلا گیا ہے اور انہیں عوامی مسائل سے کوئی دلچسپی نہیں، تمام سیاسی جماعتیں اپنے مفادات کے تحفظ کیلئے کبھی مل جاتے ہیں تو کبھی خون کے پیاسے ہو جاتے ہیں۔ اپنے کارکنان کیلئے ہر ناجائز امور کو کرنے میں زرا بھی عار نہیں محسوس کرتے جبکہ ایک عام ووٹر اپنے اہل خانہ کی کفالت کیلئے تگ و دو میں زندگی کی جنگ ہارتا جا رہا ہے مگر یہ بے حس، خود غرض، منافق اور مکار سیاست دان، سیاسی پارٹیاں اور حکمران وقت نشے اور عیاشیوں میں مست ہاتھیوں کی طرح ناچ رہے ہیں۔۔۔ یوں تو کراچی میں مخدوش عمارتیں

آئے روز گرتی چلی آرہی ہیں جس سے ہزاروں خاندان زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں مگر یہاں سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ ان عمارتوں میں رہائش پزیروں کو دوسری جگہ منتقل کیوں نہیں کیا جاتا جب تک کہ کوئی حادثہ پیش نہ آئے، اور جب حادثہ پیش آجاتا ہے تو علاقے کے کونسلر، ڈی سی او، منتخب نمائندگان، وزرائ، مشیر، لیڈران اور صدر و وزیر اعظم کے تعزیتی پیغامات آجاتے ہیں اور عوام میں پہنچ کر سیاسی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔۔۔۔یوں دو چار روز گزرنے کے ساتھ ہی نا عوام کو یاد رہتا ہے اور نہ ان سیاستدانوں، حکمرانوں کو۔۔۔۔؟؟؟ کراچی کے منتخب نمائندوں اور سندھ حکومت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ کراچی میں مخدوش عمارتوں میں رہائش پزیر لوگوں کو بہتر مناسب جگہ فراہم کریں تاکہ یہ اپنے خاندان کو وہاں منتقل کر سکیں، دیکھا یہ گیا ہے کہ کراچی کے منتخب نمائندوں نے کراچی کے باغات، کھیلنے کے میدان اور دیگر سرکاری اراضی پر اپنے کارکنان کو زمینیں الاٹ کردی ہیں، ان کے بے شمار کارکنان مستحق بھی نہیں ہیں جبکہ کراچی میں اندرون سندھ اور دیگر شہروں سے مجبور ہو کر کراچی میں آباد خاندان اب سے تقریباً بیس سال سے زائد کا عرصہ بیت گیا ہے یہ کرائے کے مکان میں زندگی بسر کر رہے ہیں کیونکہ وقت کے ساتھ ساتھ یہاں زمین، فلیٹ اور مکان قوت خرید کی طاقت میں نہیں رہا ہے حتیٰ کہ کرائے بھی تجاوز کر گئے ہیں یاد رہے سابق صدر و جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں افغانسان کی جنگ کے سبب انھوں نے افغانیوں کو پاکستان میں پناہ دی جس

کا سب سے بڑا نقصان پاکستان کو اس بابت ہوا کہ پاکستان کے پشتو بولنے والوں نے ہم زبان ہونے کے ناطے ان کو بہت زیادہ تعاون کیا لیکن کیا پتہ تھا کہ یہ ہی آستین کا سانپ نکلیں گے یوں تو آزاد قبائلی علاقوں سے اسلحہ اور نشہ کی اسمگلنگ عرصہ دراز سے چلی آرہی تھی لیکن ان افغانیوں کی سپورٹ سے نا صرف پشاور سب سے زیادہ متاثر ہوا بلکہ یہ گندی فضا ملک کے دیگر علاقوں میں بھی پھیل گئی، یوں ہیروئن کا نشہ، بغیر لائسنس اسلحہ کا رواج بڑھنے لگا (اب تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ شائد پاکستان میں قانون لپیٹ دیا گیا ہو) اور بڑھوار میں قانون کے رکھوالے، سیاسی جماعتیں اور لیڈران، مذہبی انتہا پسند لیڈر اور ان کی جماعتیں، ایجنسیاں اور کچھ پاک فوج کے اعلیٰ افسران کا حصہ شامل تھا اور ہے۔۔۔ سب سے بری بات اور المیہ اس وطن کا یہ ہے کہ تمام سیاستدانوں نے اپنے اپنے مفادات اور مقاصد کیلئے لسانیات، تعصب، انتہا پسندی، جذباتِ دین کے عناصر کو استعمال کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا لیکن پوری قوم کو نا بجھنے والی آگ میں جھونک ڈالا۔۔۔ دوسری طرف قوم نے نہ قرآن و حدیث کا مطالعہ کیا اور نہ اپنے اندر اللہ کے خوف اور اس کے رسول سے والہانہ محبت پیدا کی اسی بابت یہ گمراہی کی راہ پر چل نکلی کیونکہ پاکستان کے تمام سیاستدان چاہتے ہیں کہ قوم گمراہ ہو کر آپس میں دست و گریباں میں الجھی رہے اور یہ حکومت کے مزے لیتے رہیں، کیونکہ انہیں سیاست کا ڈھنگ آچکا ہے، یہ سیاست دان آپس میں نورا کشتی کرتے ہیں اور قوم کو قربانی کا جانور بنا کر

ذبح کیلئے چھوڑ دیتے ہیں پھر ان کی لاشوں پر بیانات کی ایک لمبی قطار بنتی ہے تو کبھی لاشوں کو بنیاد بنا کر ہڑتال کی جاتی ہیں دونوں صورتوں میں بھی عوام الناس کی املاک بھر سے جلنا شروع ہوجاتی ہیں اور کرنے والے آزاد گھومتے ہیں سب کچھ جانتے ہوئے بھی یہ سیاستدان انجان بنے رہتے ہیں یہ کیسا نظام ہے ، یہ کیسی سیاست ہے ، اپنی ہی قوم پر مکارانہ حملے ، افسوس در افسوس ؟؟

کراچی میں غیر قانونی قابضین کی پشت پناہی عوامی نیشنل پارٹی بھی کر رہی ہے جس نے کراچی میں داخلی و خارجی راستوں پر قبضہ جما لیا ہے جس میں کٹی پہاڑی، بنارس، قائد آباد، رشید آباد، نصیر آباد، بلدیہ ٹاؤن کا ایک حصہ، سہراب گوٹھ، گلشن حدید کا ایک حصہ ، ٹمبیسر ٹاؤن کا ایک حصہ، نئی و پرانی سبزی منڈی کے علاوہ گزشتہ حکومت میں تیار کی جانے والی ہاؤ سنگ اسکیموں پر بھی قابض ہیں ۔۔۔۔۔۔۔سیاسی ہر جماعت بد دیانتی کی بنیاد پر ہیں اسی لیئے آج ایک پاکستانی شہری جو سیاست سے دور ہے وہ زندگی کی ضروریات سے محروم ہے، آخر کیوں ؟ اور کب تک ؟۔۔۔۔یہ سیاسی لٹیرے کب تک عوام کو بد حالی کی طرف دکھیلتے رہیں گے ۔۔۔ان کی غربتوں کو بڑھاتے رہیں گے۔۔۔۔۔نواز شریف اپنے آپ کو بہت ہی شریف سمجھتے ہیں ، خودی میں غلط فہمی کا شکار ہیں کہ ان سا کوئی ہمدرد پیدا نہیں ہوا جبکہ پنجاب میں کئی بار حکومت پانے کے باوجود ظلم و ستم کا

سیلاب کم نہ ہوا اور حیرت تو یہ ہے کہ کوئی اور نہیں ان ہی کی پارٹی کے خاص لوگ مختلف اخلاقی و معاشرتی برائی میں سرے عام پائے گئے ہیں ، قصور ثابت ہونے پر بھی رعایت ملی ہے ان کے چہیتوں کو ان میاں برادران سے ۔آج پنجاب کا غریب کسان ہو یا ہنر مند یا پیشہ ور مزدور ہو یا سرکاری ملازم سب کے سب حکومت پنجاب کی ناقص پالیسیوں کے سبب پریشان و بدحال نظر آتے ہیں نہ انصاف ہے تو نہ ستائی سب کی سب نواز کی تقریر میں نظر آئی۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟ ادھر دیکھئے صوبہ خیبر پختونخوا میں بھاری مینڈیٹ حاصل کرنے والی سیاسی جماعت عوامی نیشنل پارٹی اپنے صوبہ میں امن و امان قائم کرنے میں شدید ناکام رہی ہے اور صوبہ خیبر پختونخوا میں ناجائز کاموں کی بہتات رہی ہے ، نشہ ہو یا سلحہ یا اسمگلنگ ہو یا انسانی فروخت سب میں کاروبار کیا جاتا رہا ہے اے این پی نے اپنے صوبہ میں تعلیم کے فقدان پیدا کیا ہے اسی وجہ سے ان میں شعور کی شدید کمی واقع رہی ہے ،اپنے صوبہ کو کنٹرول نہیں کرسکے اور کراچی میں بدامنی پھیلانے کیلئے چلے آئے ہیں اگر ان کی صوبہ سندھ میں مسلسل مداخلت جاری تو ممکن ہے دیگر صوبوں نے اگر صوبہ خیبر پختونخوا کے انتظامی و سیاسی امور میں مداخلت کرنی شروع کردی تو اے این پی کو اپنی سیاست سنبھالنا مشکل ہوجائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔پھر جب ہم نظر ڈالتے ہیں صوبہ بلوچستان پر تو ہمیں انتہائی افسوس اور دکھ پہنچتا ہے ، یوں تو صوبہ بلوچستان کی لسانی تنظیمیں اپنی قوم کی حقوق کی باتیں بڑی بڑی کرتی نظر آتی ہیں لیکن جب اس قوم کو

ترقی و کامرانی کیلئے تعلیم اور صحت کے شعبے میں پیش رفت کیلئے اقدامات کرتے ہیں تو یہ نام نہاد مسلم بلوچ قوم کے لیڈر انا اور خود داری کے بلا وجوار بکھیرا کھڑا کردیتے ہیں اس طرح ان کی قوم بنیادی ضرورتوں سے بھی محروم رہ جاتی ہے، درحقیقت بلوچ سردار ہر گز یہ گوارا نہیں کرتے کہ ان کی قوم میں تعلیم و شعور بیدار ہوجائے کیونکہ انہیں ڈر ہے کہ اگر قوم میں شعور بیدار ہوگیا تو ان کی غلامی کون کریگا اسی سبب یہ سردار نسل در نسل سے غلاموں کو اپنی عیش و تعائیش کیلئے استعمال کرتے چلے آئے ہیں جب تک ان سرداروں کی اجارہ داری بلوچستان میں ختم نہیں ہوگی یہ اپنی قوم کو تا، قیامت اسی غلامی کے چنگل میں قید رکھیں گے اور یہ خطہ قدرتی مال و دولت کے ساتھ ساتھ حسن و جمال سے مذین ہے اس قدرتی خوبصورتی کو سنوارا نہیں جاسکتا۔۔۔۔۔ حالیہ دور حکومت میں بننے والا صوبہ گلگت بلتستان ابھی سن بلوغت میں ہے اگر اس صوبہ نے دیگر صوبوں کے نقش قدم پر چل پڑا تو یہ بھی عنقریب تباہی کے دھانے پر آپہنچے گا اسے چاہیئے کہ یہ دور جدید کے تقاضوں کے مطابق اپنے صوبہ میں نظام مروج کرے تاکہ دیگر صوبوں کیلئے مثال ثابت ہو۔۔۔۔۔۔ بحر حال اپنی تحریر کو پھر میں اسی جانب لے آتا ہوں جو آج میرا موضوع بحث ہے، یہ حقیقت ہے کہ کراچی پاکستان کا مرکز تجارت و اقتصادیت، مرکز سیاست، مرکز فروغ دین، مرکز فروغ ادب، مرکز تعلیم و تربیت، مرکز تحقیق، مرکز پیداوار، مرکز فنون، مرکز پکوان، مرکز صنعت، گویا تمام ، مکاتب فکر کا مرکز بھی ہے

اسی لیئے کراچی کی کشش ہر پاکستانی کو اپنی جانب کھینچتی ہے جو ایک بار آجائے پھر جانے کا ارداہ نہیں کرتا ایسے میں کچھ ایسے بھی گروہ داخل ہوجاتے ہیں جنہیں کراچی کی روشنی لالچ اور حسد میں اندھا کردیتی ہے یہ گروہ یہاں کے ماحول کو پرگندہ کرنے کیلئے کہیں بم بلاسٹ، کہیں لوٹ مار، کہیں ڈکیتیاں، کہیں چوریاں اور کہیں مارگٹ کلنگ کی وارداتیں کرتے پھرتے ہیں، کچھ انتظامیہ کے ذمہ داران چند کوڑیوں کے سبب اپنے ضمیر کو فروخت کردیتے ہیں اور انہیں مکمل تحفظ فراہم کرتے ہیں تاکہ یہ گروہ اپنے عزائم کو پائے تکمیل تک پہنچائے اور یہ زیادہ تر دیکھا گیا ہے کہ کچھ سیاسی جماعتیں ان گروہ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کیلئے ان کی نہ صرف پشت پناہی کرتی نظر آتی ہیں بلکہ انہیں حالات کے بگاڑ کیلئے آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اب وقت ہے کہ مخدوش عمارتوں کے ساتھ ساتھ پاکستان کی مخدوش سیاست کا بھی خاتمہ کیا جائے اور از سر نو نئی سیاسی تعمیر کی جائے تاکہ آئے روز کے ہنگامے، ہڑتال، لاشیں اور فسادات سے جان چھٹے اور ایسا ماحول میسر آئے جس میں نئی نسل تحقیق کے میدان میں مصروفِ عمل ہو، تاجر اور مزدور پر امن پیداوار کرسکے، افراط زر میں اضافہ ہو تو صحت اور تعلیم مفت ۔۔۔ یہ کوئی الہامی باتیں نہیں بے شمار ایسے ممالک ہیں جو پاپاکستان کے بعد وجود میں آئے اور انھوں نے اپنے وطن اور قوم سے مخلصی کا ثبوت دیتے ہوئے ملک میں انصاف، قانون، عدل اور امن دیا جس سے وہ کامیاب ملک کی صف میں شمار کیئے جاتے ہیں اور انہیں

ترقی یافتہ ملک کہا جاتا ہے۔ ! ! ! وہ وقت دور نہیں جب پاکستان بھی ان صف میں شامل ہوگا لیکن اس کیلئے عوام میں تمام سیاستدانوں کو رد کرتے ہوئے نئے سیاستدان کا انتخاب کمپیوٹرائز ووٹنگ نظام کے ذریعے کرنا ہوگا ورنہ حالات جوں کے توں ہی رہیں گے۔

خسارہ پاکستان ریلوے، ہٹ دھرم وفاقی وزیر

۱۸۵۷ء میں جب مغلیہ دور کا خاتمہ ہوا اور انگریزوں نے اس خطے میں قبضہ کرکے قدم جمالیئے تو اپنی ضروریات اشیاء اور جنگی ساز و سامان کی منتقلی کیلئے دیرپا اور پائیدار سفر اپنانے کیلئے ریل کا نظام مروج کیا، جس میں ریل پٹریاں بچھائی گئیں اور کوئلہ سے چلنے والے انجن انگلینڈ سے منگوائے گئے، دور برطانیہ میں برصغیر پاک و ہند میں ریل کے سفر کو پھیلا دیا گیا جس سے آج پاکستان میں موجود خطہ بھی سرفراز ہوئے، اس طرح پاکستان ریلوے بھی برطانیہ حکومت کی بنائی ہوئی کمپنی ہے، گویا اب اسے پورے ایک سو پچاس سال کا عرصہ بیت گیا ہے۔۔۔۔ اس خطہ میں ریلوے کی سب سے پہلی پٹڑی 03 مئی 1861ء کو بچھائی گئی تھی۔ وہ سیکشن جہاں 150 سال قبل پٹڑی بچھا کر ریلوے کا آغاز کیا گیا تھا وہ کراچی سے کوٹری کا 175 میل کا فاصلہ تھا۔۔۔ ہم جانتے ہیں کہ پاکستان ریلوے، پاکستان کے ان بہت سے محکموں میں سے ایک ہے جو خطرے میں ہیں۔ اس کا انفرااسٹرکچر کئی جگہوں پر 150 سال پرانا ہے اور اس بات کی شدت سے ضرورت ہے کہ ان پرانے حصوں کو بحال کیا جائے۔۔ "رولنگ اسٹاک" اپنی پرانی کوچز اور بوسیدہ انجنوں کی وجہ سے "لافنگ اسٹاک" بن چکا ہے۔۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سب سے پہلے کراچی تا پشاور روٹ اور سکھر تا کوئٹہ تا زاہدان روٹ پر پٹڑیوں کو

بحال کیا جائے۔۔۔۔۔ پاکستان ریلوے سامان کی ترسیل کا کام با آسانی سنبھال سکتی ہے بہ نسبت روڈ ٹرانسپورٹ کے، اس طرح پاکستان ریلوے کے پاس قابل ذکر آمدنی کے وسائل حاصل ہونا شروع ہو جائیں گے کیونکہ گزشتہ ایک دہائی میں پاکستان کا روڈ سٹریکچر بہت زیادہ بہتر ہو چکا ہے جبکہ اس کے برعکس پاکستان ریلوے کا انفرااسٹرکچر مسلسل تنزلی کا شکار ہے۔اس لیے کہ ایک تاجر اپنا سامان اُس وقت تک ریلوے کے حوالے نہیں کرے گا جب تک ریلوے خود کو روڈ اسٹریکچر کے مقابلے میں بہتر ثابت نہیں کر دیتا۔تاہم چونکہ پاکستان ریلوے حکومتی ادارہ ہے اس لیے یہ بھی نیشنل ہائی وے اتھارٹی کی طرح حکومتی مدد سے اپنے انفراسٹرکچر کو بہتر کر سکتا ہے۔دوسری طرف ریلوے پریم یونین کے ڈویژنل صدر خالد محمود چوہدری نے کہا ہے کہ کرپٹ بیوروکریسی اور حکمرانوں کی ناقص پالیسیوں سے ریلوے کی 70 فی صد انجن اور پاور پلانٹ ناکارہ ہوگئے ہیں، ریلوے کو کروڑوں روپے روزانہ کا نقصان پہنچایا جا رہاہے، منظم سازش کے تحت عوام کو سستی سواری سے محروم کیا جارہا ہے، چیف جسٹس آف پاکستان ریلوے کو بچانے کے لیئے سوموٹو ایکشن لیں۔انہوں نے کہا کہ عوام شدید مشکلات کا شکار ہیں۔ایڈوانس بکنگ کروا کر اسٹیشن پر پہنچنے والے مسافروں کو اسٹیشن پر پہنچ کر پتہ چلتا ہے کہ ٹرین نہیں جا رہی اور اسکا انجن اور پاور پلانٹ خراب ہے۔۔۔۔۔انتظامیہ کی نااہلی کی وجہ سے شدید گرمی میں مسافر دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں، انہوں نے کہا کہ ریلوے گزشتہ تریسٹھ سال سے

قوم کی خدمت میں مصروف ہے اور عوام کو سستی سفری سہولیات فراہم کر رہا ہے مگر نا عاقبت اندیش افراد اپنے ذاتی مفادات کے لیئے وطن عزیز کی ترقی اور معیشت کی بحالی میں اہم کردار ادا کرنے والے ادارہ کو تباہ و برباد کرنے میں مصروف ہیں۔ ریلوے کی گڈز سروس معطل ہونے کی وجہ سے نہ صرف ریلوے بلکہ ملکی معیشت کو اربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ ریلوے کو بچانے کی لیئے سپریم کورٹ کے ججوں پر مشتمل جوڈیشل کمیشن قائم کریں جو گزشتہ بارہ سال میں استعمال ہونے والے فنڈز خصوصاً انجنوں اور پاور پلانٹس کی مرمت پر خرچ ہونے والی رقم کے حسابات کا جائزہ لے اور اربوں روپے ہڑپ کرنے والے افسران اور حکومتی ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچائے۔۔۔

سیاسی حزب الاختلاف جماعتوں کے لیڈران نے حکومتی ناقص پالیسیوں پر شدید نقطہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ تمام محکموں اور شعبوں کی طرح ٹرین کے محکمے میں بھی حکومتی کارکردگی صفر ہو گئی ہے۔ اگر ریلوے پر خصوصی توجہ نہ دی گئی اور فوری مسائل حل نہ کئے گئے تو پاکستان بھی افغانستان کی طرح بغیر ٹرین سروس والا ملک بن جائے گا'

حکومت ریلوے کی صورتحال کا سنجیدگی سے نوٹس لے اور پاکستان ریلوے کو درپیش مسائل کو فوری حل کیا جائے تاکہ عوام کو سہولتیں میسر آسکیں۔ انہوں نے کہا کہ ریلوے کا یہ حال ہوگیا ہے کہ کبھی انجن نہیں ہوتا تو کبھی بوگیاں اور اگر کبھی انجن اور ڈبے ہوں تو ریلوے ڈرائیور اپنے مطالبات کے حق میں احتجاج کرتے نظر آرہے ہوتے ہیں۔

اسٹیشنز اور پلیٹ فارمز پر صفائی ستھرائی کی

صورتحال انتہائی ناقص ہے' انتظار میں بیٹھنے کا مناسب انتظام ہے نہ ہی پینے کا صاف ٹھنڈا پانی میسر ہے'لوگ انتہائی مہنگے داموں اسٹال کے کھانے پینے کی چیزیں خریدنے پر مجبور ہیں۔انہوں نے کہاکہ اگر کرشماتی طورپر ٹرینیں چل بھی پڑے تومسافروں کو کوئی اندازہ نہیں ہوتاکہ وہ کتنے گھنٹے تاخیر سے اپنی منزل مقصود پر پہنچ سکیں گے۔پشاور سے چلنے والی ٹرین دو دن کے بجائے تین دن میں کراچی پہنچ رہی ہے۔انہوں نے کہاکہ وزیر ریلوے نے ریلوے کو تباہ کرکے ٹرانسپورٹروں کو فائدہ پہنچایا ہے' کیونکہ ان کا ذاتی کاروبار ٹرانسپورٹ ہے اور وہ اپنے کاروبار کو بڑھاوادینے کیلئے از خود محکمہ ریلوے کو تباہ وبرباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں انہیں نہ ملک کی فکر ہے اور نہ عوام کا احساس حیرت تواس بات پر ہے کہ عوامی مینڈیٹ سے حاصل ہونے والی یہ پیپلزپارٹی کی حکومت نجانے کیوں لوٹ گھسوٹ میں انتہائی عجلت اوربرسریت پیش کررہی ہے اسی لیئے وفاقی وزیر ریلوے بشیر بلور صاحب ٹرانسپورٹروں کو صرف منافع دینا چاہتے ہیں تاکہ صرف اور صرف ان کا اور ان کے ساتھیوں کا کاروبار چمکے ۔۔۔۔۔۔اس کے علاوہ بھی ریلوے میں اربوں روپے کا کرپشن ہو رہا ہے'مسافروں کو سہولیات فراہم کرنے کے بجائے آئے روز کرایوں میں اضافے کی نوید ضرور سنائی جاتی ہے۔انہوں نے کہاکہ ریلوے بحران کی وجہ سے پاکستان بھر میں ہزاروں قلیوں کا روزگار بھی داؤ پر لگ گیا ہے' خوانچہ فروش اور ریلوے اسٹیشنز پر اسٹال مالکان بھی آمدنی نہ ہونے کا رونا رورہے

ہیں۔انہوں نے کہا کہ سینیٹ کی قائمہ کمیٹی نے وفاقی وزیر ریلوے سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اگر محکمے کے معاملات نہیں چلا سکتے تو وہ مستعفی ہو جائیں لیکن وفاقی وزیر ریلوے اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے مستعفی ہونے کے لئے تیار بھی نہیں ہیں اور نہ ہی ریلوے کو بحران سے نکالنے کے لئے ان کے پاس کوئی حل ہے۔انہوں نے کہا کہ تمام حکومتی اداروں جن میں پاکستان ریلوے' پاکستان اسٹیل مل' پی آئی اے اور واپڈا اس وقت آخری سانسیں لے رہے ہیں' ایسا لگتا ہے کہ ان اداروں کی نجکاری کرنے کے لئے منظم سازش کے تحت ان اداروں کو تباہ کیا جارہا ہے۔سابق اراکین اسمبلی نے مطالبہ کیا کہ حکومت محکمہ ریلوے کی ابتر صورتحال کا سنجیدگی سے نوٹس لے اور ریلوے کو درپیش مسائل کا فوری حل نکالے تاکہ عوام کو سفری دشواریوں سے نجات ملے' نیز پاکستان ریلوے کو خسارے کے دلدل میں دھکیلنے والوں کا بھی کڑا احتساب عمل میں لایا جائے۔۔۔

قدرتی آفات اور ہماری کوتاہیاں

گزشتہ تین سالوں سے میں کالم لکھ رہا ہوں اور میرے قارئین کے ذہن میں میری کالم یاد ہوں کہ میں نے اپنی تحریر میں بار ہا بار قدرت کے غضب اور آفات کا ذکر کیا ہے۔۔۔ گزشتہ دس سالوں میں پاکستان شدید زلزلوں، سیلابوں کی زد میں رہا ہے اور قریب وقت ہے کہ اس میں زیادتی کا عمل پایا جائے۔ماہرین ارضیات اسے زمینی ارتقال کا نام دیتے ہیں مگر میں سمجھتا ہوں کہ ارتقائی عمل بغیر احکام الٰہی کے ممکن نہیں۔۔۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر شئے انسان کے فوائد کیلئے بنائی ہے چاہے وہ قدرتی ہو یا خود انسان کی تخلیق پر ہو، یہاں میں نے تخلیق کا نام اس لیئے لیا کہ انسان کبھی بھی موجد نہیں ہو سکتا۔۔۔ وہ اللہ ہی ہے جو انسان کے ذہن میں اپنی قدرت کے خزینے کے چند قطرے عنایت کر دیتا ہے، اسی کا فرمان ہے کہ ہم نے کائنات کو بنایا تا کہ انسان کو فائدہ پہنچائے جیسے سورج سے توانائی اور روشنی حاصل ہوتی ہے اور چاند سے ٹھنڈی روشنی، ستاروں سے سمت اور ہوا سے پروار، بارش سے پانی، پہاڑوں سے معدنیات اور بہت کچھ۔۔۔۔۔ اور ہم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اسے علم بھی دیا تا کہ وہ ہماری قدرت کے کرشمے دیکھے اور ہمارا شکر گزار بندہ بنے بیشک جس نے اللہ کی اطاعت کی اور اللہ ،اس کے رسول پر سچے دل سے ایمان لایا وہ فلاح پانے والوں میں ہو جائیگا۔۔۔پاکستان

کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے معدنی ذخائر سے مالا مال کر رکھا ہے، اگر ذخائر کو باہر نہ نکالا جائے تو ایک مدت کے بعد اس میں در عمل پیدا ہو جاتا ہے جو زلزلوں اور طوفان کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔۔۔۔ اس بات کو کچھ اس طرح مختصر بیان کروں تو میرے قارئین بہتر طور پر سمجھ لیں گے۔ فرض کیا کہ اگر چکنائی اور پروٹین کی تعداد زیادہ استعمال میں لاتے رہے تو جسم میں وہ جمع ہو جاتی رہے گی پھر جسم کو متوازن کرنے کیلئے اس کے خارج کا عمل استعمال کیا جانا ضروری ہوگا تاکہ چکنائی اور زیادتی پروٹین کا رد عمل پیدا نہ ہو، ٹھیک اسی طرح زمین میں موجود معدنیات کا اخراج نہ کرنے سے وہ زیر زمین آتش گیر مادہ بن کر پھٹ پڑتا ہے یا پھر شدید زلزلے کی صورت بھی اختیار کر لیتا ہے۔۔۔۔۔

سابق صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں بھی شدید زلزلے آئے اور موجودہ دور حکومت میں زلزلوں کے ساتھ طوفانوں نے بھی آ لپکا اور میں آگے بھی پاکستان میں شدید تباہی کے آثار محسوس کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ اس کے کئی محرکات ہیں اگر اس کا فوری سد باب نہ کیا گیا تو ممکن ہے ہمارا خاتمہ قریب تر ہو۔ ملک پاکستان اپنی اساس اور اللہ سے کیئے ہوئے عہد سے منافی ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ معروض پاکستان کے وقت لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ اس عہد کے ساتھ دیا کہ اے رب العزت اس وطن عزیز میں، ہماری نئی نسل تیرا اور تیرے نبی کریم ﷺ کے دین پر عمل پیرا ہو گی، جس میں اقلیت کو وہی حق دیا جائے گا جس

کا حکم تو نے اور تیرے پیارے حبیب نے ہمیں سبق دیا ہے، اور اس وطن پاک میں منافقت، عصبیت، لوٹ مار، بے حسی، سنگدلی، ذخیرہ اندوزی، تعصب، اقربا پروی، ظلم و تشدد، نا انصافی، عصمت دری، بھوک و افلاس، دھوکا دہی، لاشوں کی سیاست سے پاک ہوگا اسی لیئے اس وطن عزیز کا نام بھی پاکستان رکھا ہے اور تو اس کی حفاظت فرما۔۔۔۔۔ ہم اور ہماری نسلیں کیا شہدائے معروض پاکستان کے عہد کو یاد رکھے ہوئے ہیں اگر نہیں تو یقیناً ہمارا انجام بھیانک ہوگا، کیونکہ جو قومیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین سے ہٹ گئی ہیں وہ سخت اللہ کے گرفت میں آتی رہی ہیں، یعنی جنھوں نے اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں پر پیروی چھوڑ دی انہیں اللہ نے بھی چھوڑ دیا اور وہ اپنے کیئے کی سزا میں مبتلا ہوگئے اور ان پر مشرکین و کافروں نے غلام بنالیا اور اس کے علاوہ مختلف ناگہانی آفات کی زد میں آگئے، اگر دیکھا جائے تو پاکستان کا حال بھی کچھ الگ نہیں دکھتا کیونکہ ہم اللہ کی نعمتوں کے ناشکر گزاروں میں سے ہیں، ہمیں ایک آزاد ملک میسر آیا اور اس میں اللہ نے بے شمار معدنی و زرعی دولت سے مالامال کیا تاکہ ہم ہر نعمت پر اللہ کا شکر ادا کریں اور امن و سکون کی زندگی گزارتے ہوئے مذہب اسلام کے خدمت گاروں میں اپنا مقام بنا سکیں۔ ذرا ہم سب ایک بار اپنے اندر جھانکیں تو سہی۔۔۔۔؟؟ اب بات کرتا ہوں میں پاکستان اور پاکستانیوں کی تو جہاں پاکستان کو اللہ نے ہر نعمت سے نوازا ہے وہاں پاکستانیوں کو ذہانت و متانت، عقل و فہم کی دولت سے بھی سرفراز کیا

ہے۔۔الحمد للہ پاکستان کے سائنسدان، ماہرین، انجینئرز، ڈاکٹرز، ٹیکنیشن، طالبعلم و معلم، ادیب و قلم کار، شاعر و مصنف، فن و فنکار، کھیل و کھلاڑی، صنعت و صنعتکار، ہنر و ہنر مند، تاجر و آجر، بند و بندرگاہ اور بہترین مسلح افواج سے اللہ نے نوازا ہے لیکن ہماری بد قسمتی رہی ہے کہ چند منافقین، خود غرض، لالچی، ظالم، غدار وطن نے انتہائی عیاری و مکاری سے وطن عزیز پاکستان کی اساس کو کھوکھلا کر ڈالنے پر تلے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔ یہ یہود و نصارا یعنی امریکا، بھارت، انگلستان اور اسرائیل کے آلہ کار ہیں جنہیں اگر عوام نے نہ پہچانا تو یہ مذید ملک و قوم کو تباہی کے دھانے پر لا کھڑا کردیں گے۔ پاکستان کے سیاسی ڈھانچے نے اب تک وطن عزیز کو سوائے بربادی کے اور دیا ہی کیا ہے۔۔۔۔۔۔؟؟ جو سیاستدان جمہوریت کا گیت گاتے ہیں انہیں تو جمہوریت کے معنی بھی شائد نہیں معلوم، درحقیقت جمہوریت تو عوام کی فلاح و بہبود اور اصلاح معاشرہ کا نام ہے جو اب قطعی طور پر کہیں بھی نظر نہیں آتی۔۔۔ سیاستدانوں نے عوام کو اس قدر بنیادی ضرورتوں سے محروم کردیا کہ عوام اپنے ضرورتوں کے حصول میں ہی کافی ہیں حالت تو یہ ہو چلی ہے کہ بھوک و افلاس کی بناء پر لوگ خود کشی، لوٹ مار اور دہشت گردی کا آلہ کار بنتے جارہے ہیں، مہنگائی آسماں چیر رہی ہے تو دوسری طرف حاکم وقت گونگے اور بہرے بنے عیش و عشرت کے مزے لوٹ رہے ہیں۔۔۔۔۔ یہ ایک مکمل بین الاقوامی سازش کا حصہ بنے بیٹھے ہیں کہ وہ ایسے حالات بنا ڈالیں تاکہ یہود و نصارا کو اپنے عزائم کی

تکمیل آسان ہوسکے، ایسے حالات میں بھی پاکستان کے جاں نثار آئی بی اور آئی ایس آئی سیسہ پلائی دیوار بنے بیٹھے ہیں جو نہ امریکا، بھارت ، انگلستان، اسرائیل کے ناپاک عزائم کو ہونے نہیں دیتے بلکہ ان کے ہر حملے کا منہ توڑ جواب بھی دے رہے ہیں ، پاکستانی قوم بہت سیدھی اور بے وقوف ہے وہ نہیں جانتی کہ جسے وہ اپنا لیڈر سمجھ رہے ہیں وہی غیروں کے خیر خواہ ہیں اور پاکستان کی قدرتی دولت بھارت ، امریکا، انگلستان اور اسرائیل ہتھیانہ چاہتے ہیں اور بغیر جنگ کیئے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اپنے مشن میں کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ ظاہری چہرہ ان کے اپنے چاہنے والوں کے ہوں ، یہی وجہ ہے کہ پاکستان آزاد خود مختار ریاست ہونے کے باوجود اپنے اندرونی معاملات کیلئے ان ہی ممالک سے ڈکٹیشن لے رہا ہے ، یہ کیسی آزادی اور پالیسی ہے جس میں پاکستان کی اپنی کوئی حیثیت نہیں، کیا عوام نے اسی لیئے انہیں منتخب کیا تھا۔۔۔۔۔۔پاکستان کے عوام کا اسلامی رغبت اور جنوں کو دیکھتے ہوئے یہ دشمنان پاکستان ، پاکستان کے جاں نثاروں کو ہتھیا نہی پا رہے ہیں۔۔دشمنان پاکستان پوری دنیا میں مسلمانوں کو اور بلخصوص پاکستانیوں کو انتہا پسند کہ کر بد نام کر رہے ہیں جبکہ یہ بھول گئے کہ جو وہ بات کر رہے ہیں اسی کو وہ خود اپنا کر فخر محسوس کرتے ہیں میرا مطلب ہے کہ اگر کوئی راہبہ ابایہ جیسی چادر جو جسم کو مکمل ڈھانپے وہ استعمال کرے تو وہ اس کا حق رکھتی ہے کیونکہ مذہب عیسائیت میں اسے اس لباس کا حکم ملا ہے اور یہ اس

کیلئے جائز ہے ، اسی طرح یہودی مذہبی خاتون ہو یا ہندو مذہبی خاتون اس کا مکمل جسم ڈھانپنا جائز ہے کیونکہ ہندو، یہودی اور عیسائی مذہب میں اس کا حکم ہے لیکن اگر کوئی مسلم خاتون ابایہ اوڑھ لے تو وہ انتہا اور شدت پسند کہلائی گی۔۔۔۔۔؟ ؟ اسی طرح اگر مذہب یہودیت، عیسائیت اور بدھ پرست کے مذہبی مرد حضرات کیلئے چہرے پر بال رکھنا جائز ہے کیونکہ ان کے مذہب میں مردوں کا چہرے پر بال رکھنا قائم ہے لیکن یہی غیر مسلم مسلمانوں کو داڑھی رکھنے پر انتہا پسند اور شر انگیزی کا الزام ٹھہراتے ہیں

۔۔۔۔۔۔اخلاقیات میں شامل ہے کہ جو تم کرتے ہو دوسرے کو منع نہیں کر سکتے جبکہ ابایہ اور داڑھی کا سخت حکم اسلام میں شامل ہے۔۔۔۔۔۔ یہود، عیسائی اور بدھ پرست بھارت) اپنے مذہبی انتہا پسندوں کو قابو تو کر نہ سکے الٹا امن پسند مسلمانوں کو دہشت و) طاقت کے بل بوطے پر زیر کرنا چاہتے ہیں ، امریکا ، بھارت، انگلستان اور اسرائیل آج تک اپنے ہی ملک میں امن قائم نہ کرسکے ہیں وہ بھلا کسی اور کیلئے کیا کریں گے۔۔۔۔۔

دنیا سب سے بڑی ممالک کی آرگنائزیشن یونائیٹڈ نیشن آرگنائزیشن کیوں بے بس لاچکارگی کا عمل دکھائی دیتی ہے درحقیقت یہ آرگنائزیشن یہود و عیسائی اور غیر مسلموں کی سپورٹ کیلئے بنائی گئی ہے تاکہ اس پلیٹ فارم سے مسلم ممالک کو زیادہ سے زیادہ دباؤ میں لاسکیں اور تمام تر غیر مسلموں کے مفادات کو پائے تکمیل تک پہنچائیں ، آج تک صرف اس آگنائزیشن سے مسلم ممالک کو تباہ و برباد کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے جبکہ غیر

مسلموں ممالک کی پشت پناہی تو در کنار اب کھلم کھلا حمایت نظر آتی ہے۔۔۔۔۔ او آئی سی یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے، اس کی وجہ محسوس کی تو پتا چلا کہ پاکستان، افغانستان، عراق، لبنان، عرب امارات سب کے سب ان شر پسند غیر مسلم ممالک جن میں امریکا، بھارت، انگلستان اور اسرائیل شامل ہے ان کے ایجنٹ آ گھس بیٹھے ہیں اور وہ کسی طور نہیں چاہتے کہ مسلمان متحد ہو جائیں یہ ایجنٹ کوئی غیر مسلم نہیں بلکہ وہ ہم ہی میں سے ہیں مگر ہم یا تو انہیں جان نہیں پا رہے یا پھر ہمارے ایمان کمزور پڑ گئے ہیں اور ہم نے بھی چپ کی لے لی ہے۔۔۔۔۔۔۔ ہم سب کی کوتاہی، غفلت اور کمزوری ایمان کی بناء پر کہیں وطن عزیز پاکستان اور اسلامی دنیاء کو شدید نقصان نہ پہنچے۔۔۔؟؟؟ یقیناً ہمیں اس بارے میں سنجیدگی سے سوچنا ہوگا۔ دنیائے تاریخ گواہ ہے جب جب کفر و شر نے اپنے پر پھیلائے تب تب اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُس جگہوں پر عذاب نازل فرمایا۔۔۔ آپ ﷺ کے صدقے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سنگین اور سخت عذاب کا سلسلہ تو روک دیا مگر جہاں انتہا ہو جاتی ہے وہاں مظلوموں کی پکار رب کے عزت و جلال کو مجبور کر دیتی ہے کہ اللہ ظالموں کو نیست و نعبود کر دے، وہاں یا تو آفتیں آتی ہیں یا پھر زمینی زلزلے۔۔۔۔۔ حالیہ دنیا میں جو آفتیں آئیں ہیں اگر اس کا احاطہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان علاقوں میں شیطانیت عروج پر قائم ہو گئی تھی اور رب کو یاد رکھنے والے رب کو بھول گئے۔ خود اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں

اسے یاد رکھتا ہوں ۔ اب دیکھنا ہے کہ یاد رکھنے کا طریقہ کیا ہونا چاہئے کہ جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی خوشنودگی اور تحائف کا سلسلہ بنے۔۔۔۔۔۔۔۔ یقیناً ہماری کوتاہیاں رہی ہونگی کہ ہم اللہ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے دین اسلام پر مکمل عمل پیرا نہیں ہوئے ، اسی غیر تناسب کی وجہ سے لامتناہی سلسلہ عذاب مختلف شکلوں میں ہمارے ہی گناہوں کے سبب بنتا جارہا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ایک ماں کی محبت سے ستر ہزار گناہ محبت اپنے بندوں سے کرتا ہے ، اور اس کی رحمت و مغفرت کا معاملہ یہ ہے کہ ہزاروں گناہ سرزرد ہونے کے باوجود وہ اپنے صفات کے تحت معاف فرمادیتا ہے بشرط کہ پھر نہ دہرایا جائے۔۔

یاد رکھنے کی بات تو یہ ہے کہ ہم پاکستانی عوام اور حاکم کس قدر گمراہ ہوئے چاہتے ہیں کہ جس بناء پر ہم نے اللہ کے غضب کو دعوت دیدی اور آج خود اپنے اعمالوں کی سزا پر چیخ پڑے ہیں ، ممکن نہیں کہ اللہ پکارنے والوں کو ناکام و نامراد لوٹائے وہ کبھی بھی اپنے در سے خالی جانے نہیں دیتا بشرطیکہ خلوص نیت سے رجوع کیا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اللہ پاکستان کا حامی و ناظر ہو۔۔۔ آمین

سیاسی چشم بصیرت

۵ جنوری ۱۹۲۸ء کو دنیائے فانی میں ایک ایسے شخص کی ولادت ہوئی جس نے پاکستان میں جمہوری و سیاسی گروہ میں انقلاب برپا کردیا۔اس شخصیت نے بیرسٹر کی تعلیم حاصل کی، کچھ وقت وکالت کے ساتھ ساتھ سندھ لاء کالج میں درس وتدریس کا عمل بھی جاری رکھا۔ ذہانت و متانت کے مالک ہونے کے ناطے انھوں نے ایک سیاسی جماعت میں شمولیت کرکے باقاعدہ سیاست میں قدم رکھا۔۔۔۔۔وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ انہیں احساس ہوا کہ پاکستان کی ترقی اور عوامی مسائل کیلئے ایک نیا پلیٹ فارم بنانا چاہئے، اسی خیال نے انہیں پاکستان پیپلز پارٹی کو بنانے کا مصمم ارادہ کرلیا اور اسکے منشور کو عوامی فلاح و بہبود اور ملکی تحفظ کو شامل کرتے ہوئے ترتیب دیا۔ اس لیئے اس کے منشور میں شامل تھا کہ عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان سے آراستہ کردیں گے کیونکہ زندگی گزارنے کیلئے یہ تینوں چیزیں لازم ملزوم ہیں اور پاکستان کو دفاعی لحاظ سے انتہائی مضبوط ریاست بنادیں گے۔۔۔۔۔۔اس قدآور، ذہین، مدبرانہ سوچ کے مالک نے اپنی اولادوں میں سیاست کیلئے اپنی ایک بیٹی کو چن لیا اور اس کی تعلیم و تربیت اور سیاسی بصیرت کیلئے اپنی تمام تر توجہ مرکوز کرلیں۔۔۔۔۔۔اس شخصیت کی جرات و شجاعت، عقل و فہم، مدبرانہ سوچ، حب الوطنی اور سیاسی بصیرت آج تک سیاستدانوں کیلئے مشعل

راہ بنی ہوئی ہے۔ اس سیاستدان کے دور حکومت میں ایک ایسے تاجر نے شمولیت اختیار کی جسے بانی پیپلز پارٹی کسی طور پر پسند نہیں فرماتے تھے ، اس کی وجہ بانی کے قریبی دوستوں نے بتایا تھا کہ یہ تاجر اس تحریک میں قطعی مخلص نہیں بلکہ اپنے مال و متاع کو وسیع کرنے میں مصروف عمل رہتا ہے ،اس تاجر کے کئی شہروں کاروبار ہیں اور کئی زمینیں اور دیگر املاک بھی بنالی ہیں۔۔۔۔۔بانی پیپلز پارٹی کو اپنی جماعت کے ان بے مخلص عہدیداروں سے ہمیشہ ناقابلافی نقصان اٹھانا پڑا ہے لیکن ایسے بھی جیالے تھے جو اپنی جانوں کی قطعی پروا نہیں کرتے تھے۔۔۔۔تاریخ گواہ ہے کہ بانی پیپلز پارٹی پر تمام پاکستانی شیدائی تھے اور انہیں قائد اعظم کے بعد ایک بہت بڑے لیڈر کی شکل میں دیکھتے تھے اور دیکھتے ہیں۔۔۔۔اس سیاسی تنظیم کے مفاد پرستوں نے بالآخر اس عظیم لیڈر کو بھی نہ چھوڑا اور دھوکے میں ہی رکھا ،کچھ ایسے بھی تھے جو سامنے چاپلوسی، منافقت کے فن سے پارٹی اور پارٹی کے کارکنوں کے درمیان شگاف ڈالتے تھے اور مخلصوں کو قریب نہ آنے دیتے تھے۔۔۔۔ بحر حال یہ لیڈر بھی ایک انسان تھا جو اپنوں ہی کے ڈنگ سے ڈس گیا۔۔۔آمریت نے اسے قید سلاسل کیا اور کئی الزامات تھوپ ڈالے لیکن اس عظیم لیڈر نے نہ اپیل کی اور نہ وطن چھوڑا البتہ صحیح ، سچی سیاست اور جمہوریت کو بچانے کیلئے پھانسی کو قبول کرلیا اور ہمیشہ کیلئے امر ہوگیا۔۔۔۔۔۔بانی پیپلز پارٹی کی شہادت کے بعد اس کی لخت جگر، چہیتی بیٹی نے اپنے باپ کی کمان سنبھالی اور پارٹی کے شیرازے کو

پھیلنے نہ دیااور پارٹی کے مشن کو آگے بڑھانے کیلئے سیاست کے میدان میں عمل پزیر ہوئیں اور اس وقت کے ڈکٹیٹر کے سامنے آہنی دیوار بن گئیں۔۔۔۔۔۔۔اس بیٹی نے اپنے باپ کی سرپرستی میں سیاست کی مصلحتیں پہلے ہی سیکھ چکی تھیں جو سیاسی عمل میں بہت مددگار ثابت ہوئی۔۔۔۔۔پاکستان کا المیہ رہا ہے کہ اس میں کئی بار غیر جمہوری حکومتوں یعنی آمر حکومتوں نے پاکستان میں تقریباً اکیس سال سے زائد عرصہ تک حکومت کی ہیں۔۔۔کہتے ہیں کہ نام کا زندگی میں بہت اثر ہوتا ہے اسی لیئے اسلام نے با معنی اور اچھی نام رکھنے کی تاکید کی ہے۔۔۔بے نظیر وہ نام ہے جس کی کوئی نظیر نہیں ملتی اور حقیقت میں بے نظیر نے ثابت بھی کرکے دکھا دیا ہے۔۔۔ بے نظیر بھٹو اپنے باپ کی طرح نڈر، ہمدرد، غریب پرور اور صوفیائے کرام سے بہت زیادہ عقیدت رکھنے والی خاتون تھی۔۔۔۔ شہید بے نظیر بھٹو نے کئی سال جلا وطنی کے گزارے لیکن پھر بھی اپنے کارکنوں اور عوام سے رابطہ میں رہیں ،بے نظیر بھٹو نے کبھی بھی عورت ہونے کے ناطے اپنے آپ کو کمزور نہیں سمجھا وہ بہت محنتی، جفاکش، باہمت والی لیڈر بھی تھیں۔۔۔بادشاہی دور میں بادشاہ کو برباد کرنے والے نااہل وزراءاور مشیروں ہی ہوتے تھے جو غلط پالیسی، غلط مشوروں سے بادشاہ کو اکسا کر برباد کرتے تھے ۔۔۔۔یہی حال جمہوری حکومت میں بھی اگر وزراءاور مشیروں نااہل، خودغرض، لالچی، کرپٹ ہوں تو وہ جمہوری حکومت نہیں رہ پاتی اور آمر غالب آجاتے ہیں۔۔۔بے نظیر بھٹو کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا۔آپ کی تین بار حکومت بنی لیکن

غلط فیصلوں سے سیاسی اتحاد اور سیاسی استحکام نہ بن سکا۔۔۔ جن سے انہیں اتحاد دیرپا رکھنا چاہئے تھا ان سے ان کے وزراء اور مشیروں نے اپنی ذات کے اندر سوچتے ہوئے سیاسی پارٹیوں سے طویل الحاق نہ رکھا جس سے مسلسل سیاسی انارکی پھیلتی رہی، یہ حقیقت ہے کہ شہید بے نظیر بھٹو نے بھی اپنے ہی لوگوں پر اندھا اعتماد کرکے جلد بازی میں غلط فیصلے کرڈالے تھے جس کی وجہ سے سیاسی استحکام نہ بن سکا۔مانا کہ وہ خود ایسا نہ چاہتی تھیں لیکن دباؤ کے سبب انہیں ایسا کرنا پڑتا تھا۔ شہید بے نظیر بھٹو کے دور حکومت میں ان کے بھائی کو شہید کردیا گیا اور وہ قاتلوں تک پہنچ نہ پائیں، آخر ایسی بھی کیا بندشیں تھیں کہ ریاست کے سربراہ ہونے کے باوجود انہیں بے نقاب نہ کرسکیں۔ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر باہر کا دشمن کوئی حملہ کرتا ہے تو واضع ہوجاتا ہے لیکن اندرون خانہ سازش بہت کم عیاں ہوپاتی ہے اسی لیئے کہا جاتا ہے آستین کا سانپ۔۔۔۔ کراچی میں جب بے نظیر بھٹو کئی سالوں بعد جلا وطنی گزار کے آئیں تو آپ کے جلوس میں دھماکا ہوا فرض کیا کہ وہ دھماکا اس وقت کے سربراہ یا دیگر مخالف پارٹی نے کرایا تھا تو ذہن اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ آپ کے شوہر نے ابھی تک سانحہ کی حقیقت کیوں نہیں پہنچے۔۔۔؟؟ کیا یہ شہید بینظیر بھٹو کا سانحہ صرف معمہ بن کر رہ جائیگا۔۔۔ صدر آصف علی زرداری آدھی حکومت کرچکے ہیں اور آدھی حکومت رہ گئی ہے۔۔۔ وہ جیالے جو اس پارٹی اور بھٹو خاندان پر مرمٹنے کی قسم کھاتے تھے کہاں چلے گئے، قاتلوں کی پکڑ میں

صدر صاحب کا ساتھ کیوں نہیں دیتے ، کیوں پیپلز پارٹی کو دھڑوں میں تقسیم کیا ہوا ہے۔ یہ ذمہ داری ان کارکنوں پر زیادہ آتی ہے جو بھٹو صاحب سے لیکر شہید بینظیر بھٹو تک وزارت کے مزے لوٹتے رہے ہیں اور اپنی چودراہٹ چمکاتے رہے ہیں، اگر پیپلز پارٹی کے کارکن واقعی بھٹو صاحب اور محترمہ سے مخلص ہیں تو اس سانحہ کے پیچھے پوشیدہ چہروں کو ضرور بے نقاب کریں تب ہی مانا جائے گا کہ پیپلز پارٹی کے کارکن اس پارٹی سے مخلص ہیں ورنہ یہ بات سامنے آئے گی کہ پیپلز پارٹی اب وہ پارٹی نہیں رہی جو بانی پیپلز پارٹی شہید ذوالفقار علی بھٹو نے بنائی تھی اور جس کا مشن غربت کا خاتمہ اور ملکی ترقی تھا۔ بھٹو صاحب اور محترمہ کی یاد میں سیمینار، جلسے جلوس منعقد کرکے اب عوام کو مزید دھوکا نہ دیں بلکہ عمل کرکے دکھائیں کہ پیپلز پارٹی کے ہر کارکن، ذمہ داران نے اس ملک و قوم کی بہتری کیلئے عملی اقدام کیئے ہیں اور اپنی دولت کو ملکی ترقی کیلئے پیش کریں تو انشاءاللہ پیپلز پارٹی پاکستان کی واحد جماعت ہوگی جو ہر چپہ چپہ پر نظر آئے گی۔ دیکھتے ہیں کیا جیالے، ہر پاکستانی کو اچھا معاشرہ، اچھی معیشت، ابھرتا کاروبار، بہتر اور سستی تعلیم و صحت، بلا امتیاز روزگار، مہنگائی کا خاتمہ، آزادی صحافت میسر کریگی، کیونکہ یہی خواب تھا شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید بینظیر بھٹو کا۔۔۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید بینظیر بھٹو کا خواب کچھ اس طرح تھا۔۔۔۔۔سب سے پہلے قرض معاف کرانے والے تمام ممبران اسمبلی سے واپس لیں، ٹیکس چوروں کو بلا امتیاز سزا

دیں، کمیشن (دلالی) کا خاتمہ کریں، صنعتوں کو استحکام دیں، سرکاری و نیم سرکاری اداروں کو بہتر بنائیں، روزگار بڑھائیں، جعل سازی و لینڈ مافیہ کا خاتمہ کریں، دفاعی صلاحیتوں کو بڑھائیں، پاکستان میں موجود قدرتی وسائل سے استفادہ کریں، بیرون ملک سے قرض نہ لیں، اپنی عیش و تعائش کا خاتمہ کریں، عوامی اور حکومتی سطح پر سادگی اپنائیں، انتظامیہ کے سسٹم کو سدھاریں، جرائم کے کنٹرول میں سختی برتیں، زرعی اجناس کو بڑھانے کیلئے جدید خطوط پر استوار کریں، وڈیروں کو پابند کریں کہ سہولت سے ناجائز میں نہ لائیں، اسمال انڈسٹریز کو تقویت پہنچائیں، برآمدات کو بڑھائیں، درآمدات کو گھٹائیں، پاکستان کی شاہراؤں کو وسیع کو مضبوط بنائیں، پل، انڈر گراؤنڈ پل کی تعمیر بڑھائیں، پانی کے ذخائر کیلئے ڈیم بنائی اور اس کی تقسیم منصفانہ رکھیں، اپنی توانائی کو اس قدر بڑھائیں کہ دوسروں کو فروخت کرنی پڑے، طالبعلموں سے سیاست کا خاتمہ کریں، لائبریری اور تحقیقی لیبارٹریاں بنائیں، انفارمیشن ٹیکنالوجی کے ادارے بنائیں جہاں تعلیم مفت دی جائے، تعلیم اور صحت کو کاروبار نہ بننے دیں۔۔۔۔۔

کیا موجودہ حکومت جو پیپلز پارٹی کی حکومت ہے ان خوابوں کو عملی جامعہ پہنا سکے گی یا صرف نعروں پر ہی اکتفا کرتی رہے گی۔ یاد رکھیں پیپلز پارٹی کے مخالفوں نے ان کے دو عظیم لیڈر چھین لیئے ہیں لیکن اب اگر پیپلز پارٹی نے ایسا پاکستان نہ بنایا جو شہید ذوالفقار علی بھٹو اور شہید بینظیر بھٹو دیکھنا چاہتے تھے تو یہ عوام تو عوام پیپلز

پارٹی کے مخلص جیالے بھی موجودہ حکومت کو کبھی بھی معاف نہیں کریں گے۔

پاکستان میں مزید صوبے۔۔۔۔۔ تحقیقی نقطہ نظر سے

برصغیر پاک و ہند میں صوبوں کی تقسیم دراصل برطانوی نوآبادیاتی نظام کی ضروریات کے عین مطابق کی گئی تھی کہ کوسوں دور سے بھی نوآبادیوں کو قابو میں رکھا جاسکے۔ مزید یہ کہ برطانوی حکمرانوں نے صوبوں کی حد بندی، زبان اور ثقافت کی بنیاد پر کی تھی، تو ابتدا ہی سے ہمارا معاشرہ منقسم ہے، معروف سامراجی پالیسی "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کے ایجنڈے کے عین مطابق چل رہا ہے۔۔۔۔۔۔دنیا بھر میں صوبے، درحقیقت ملک کی سیاسی اکائیوں کی انتظامی سرحدوں کا درجہ رکھتے ہیں، جو قوم کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے مطابق ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ ساری دنیا میں صوبوں کی سرحدوں میں تبدیلی ایک مسلسل عمل ہے اور یہی حقیقت قوم پرستوں کے مذموم عقائد کو یکسر مسترد کرتی ہے۔ اگر صوبے قومیتوں کی بنیاد پر بنائے جاتے، تو آج امریکا میں اکیاون، جاپان میں سینتالیس، مصر میں چوالیس، ایران میں چوبیس، فرانس میں بائیس، بنگلہ دیش میں اکیس اور میکسیکو میں بتیس صوبے نہیں ہوتے۔ ۔۔دنیا کا ہر چھوٹا، بڑا ملک ذیلی نظاموں میں تقسیم در تقسیم ہوتا رہتا ہے، لیکن اس ذیلی نظام کے تحت بسنے والے لوگوں نے کہیں بھی اپنی علیحدہ قومیت کا دعویٰ نہیں کیا جبکہ انتظامی فیصلوں کو سیاست سے پاک رکھا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آزادی کے وقت آٹھ صوبے بھارت کے حصے میں چلے گئے، جب کہ

تقسیم شدہ پنجاب اور بلوچستان پر مشتمل علاقوں سمیت چار صوبے پاکستان کو ملے۔ بھارت سمجھ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے، صوبوں کی تعداد میں اضافہ کرتا رہا، چنانچہ آج وہاں ورثے میں ملے آٹھ صوبوں کی بجائے پینتالیس صوبے ہیں۔ بھارت میں عملاً تمام صوبوں کی نئے سرے سے حد بندی کی گئی اور نئے صوبے کرناٹک، مہاراشٹر، آندھرا پردیش، تامل ناڈو، راجستھان، گوا، کیرالا، میزولینڈ، میگھالیہ وغیرہ وغیرہ بنائے گئے۔ مزید یہ کہ مشرقی پنجاب، جو ہمارے پنجاب کی نسبت کہیں چھوٹا تھا، اسے مزید تین صوبوں ہریانہ، ہماچل پردیش اور پنجاب میں تقسیم کر دیا گیا، جب کہ ہمارا صوبہ پنجاب جیسا تھا، ویسا ہی رہا۔ جب ہم اپنے پنجاب کی روبہ زوال ترقی کا موازنہ تین صوبوں میں تقسیم مشرقی پنجاب کی زراعت، معیشت اور صنعت کے شعبوں میں شان دار ترقی سے کرتے ہیں، تو عدم مرکزیت کے ثمرات کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ بھارت میں بنائے گئے نئے صوبوں کے عوام نے اس عرصے میں معاشی اور سماجی مفادات کی بنیاد پر نئی شناخت اپنائی ہے۔ بھارت، جاپان، فرانس، جرمنی اور دیگر جمہوری ممالک حتیٰ کہ ہم سے الگ ہونے والے بنگلہ دیش کو بھی دانش مندی سے اکیس اکائیوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ صوبوں کی تعداد میں اضافے کی تجویز کے مخالفین کا واحد قابل بحث نکتہ یہ پیش کیا جاسکتا ہے کہ اس پر عمل درآمد سے غیر پیداواری انتظامی اخراجات میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔ تاہم، حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ۱۹۵۶ء میں مغربی پاکستان کے نو صوبوں کو ملا کر ایک یونٹ بنا دیا گیا تھا' جس سے

انتظامی اخراجات میں کمی کے برعکس بیس فی صد اضافہ ہوگیا۔ اسی طرح جب ۱۹۷۱ء میں آدھا مشرقی حصہ الگ ہوا تو پاکستان کے بقیہ مغربی حصے میں وفاقی حکومت کے انتظامی اخراجات میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا اور متحدہ پاکستان کے ۱۹۷۱ئ، ۱۹۷۲ء کے بجٹ کے مقابلے میں' مغربی بازو کے بجٹ میں ستائیس فی صد اضافہ دیکھنے میں آیا۔ کئی لوگوں کو یقین ہے کہ اگر مزید صوبے بنادیے جاتے ہیں' تو وہ اتنے چھوٹے ہوں گے کہ ان کا انتظام مشکل ہوجائے گا۔ یہ رائے عدم واقفیت اور محدود سوچ کی مظہر ہے۔ اس لیے کہ مجوزہ صوبے رقبے کے لحاظ سے چھوٹے نہیں ہوں گے' جیسا کہ عموماً سمجھا جاتا ہے۔ مجوزہ بائیس صوبوں میں سے ہر ایک صوبے کی اوسط آبادی چوہتر لاکھ نوے ہزار نفوس پر مشتمل ہوگی' جو کہ دنیا کے تمام ممالک کے صوبوں' ریاستوں کی اوسط آبادی سے دوگنا ہوگی۔ مزید یہ کہ دنیا کے بتیس ترقی یافتہ ممالک کی آبادی سے زیادہ ہوگی' جن میں اسرائیل' لیبیا' اردن' سوئٹزرلینڈ' ناروے' ڈنمارک' فن لینڈ' نیوزی لینڈ' تاجکستان' ہرونائی شامل ہیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ ممالک خود بھی بالترتیب چھ' تیرہ' سولہ' انیس' تیرہ' بارہ' بائیس اور نو صوبوں پر مشتمل ہیں۔ دنیا کی پانچویں بڑی ریاست ہونے کے باوجود پاکستان میں صوبوں کی تعداد بہت کم ہے، جب کہ اس سے چھوٹے ممالک مثلاً سری لنکا' اردن اور اسرائیل میں بھی پاکستان سے زیادہ صوبے ہیں۔ ہمارے پڑوسی ممالک ایران اور افغانستان میں بھی بالترتیب چھبیس اور بتیس صوبے ہیں۔۔۔۔۔پاکستان کے صوبوں کی آبادی کا اوسط

دنیا بھر میں سب سے زیادہ ہے۔ دنیا کے دس بڑے ممالک کو چھوڑ کر تمام آزاد ممالک سے اکیلے صوبہ پنجاب کی آبادی زیادہ ہے۔ اس کی آبادی لیبیا اور سوئٹزر لینڈ کی آبادی سے دس گنا' بیلجیئم' کیوبا اور یونان سے سات گنا' افغانستان' آسٹریلیا اور سری لنکا سے چار گنا' اسپین اور کینیڈا سے دوگنا بلکہ یہ مصر' جرمنی' ایران' ترکی' فرانس' اٹلی' برطانیہ اور جنوبی افریقا کی آبادی سے بھی زیادہ ہے۔ صوبہ بلوچستان کا رقبہ (تین لاکھ سینتالیس ہزار ایک سو نوے اسکوائر کلومیٹر) ہے' جو دنیا کے ایک سو آٹھ آزاد ممالک کے کل رقبے سے زیادہ ہے۔ یہ صوبہ کیوبا' یونان' کوریا اور یوگوسلاویہ سے تین گنا' بنگلہ دیش اور نیپال کے رقبے سے ڈھائی گنا' شام' کمبوڈیا اور برطانیہ سے ڈیڑھ گنا بڑا ہے۔ جب کہ بیلجیئم' نیوزی لینڈ' پولینڈ' ویت نام اور ملائیشیا سے بھی رقبے میں زیادہ ہے۔ اسی طرح صوبہ سندھ کی کل آبادی (تین کروڑ چار لاکھ انتالیس ہزار آٹھ سو تیرانوے اسکوائر کلومیٹر) دنیا کے ایک سو دو آزاد ممالک سے زیادہ ہے۔ یہ صوبہ لیبیا' سویڈن اور سوئٹزر لینڈ کی آبادی سے چار گنا' بیلجیئم' کیوبا' یونان اور یوگوسلاویہ سے تین گنا' افغانستان' آسٹریلیا' شام اور سری لنکا سے ڈیڑھ گنا بڑا ہے جب کہ اس کی آبادی سعودی عرب' عراق اور تائیوان کی آبادی سے بھی زیادہ ہے۔۔ ہمارے ان غیر متوازن صوبوں کا مجوزہ نسبتاً چھوٹے' متوازن' مستحکم اور قابل عمل بائیس صوبوں سے یہ تقابلی یقیناً ایک موازنہ' ناتجربہ کار اور حریص سیاسی رہنماؤں

کے لیے یقیناً ایک چشم کشا تجربہ ہوگا۔ جو نہ صرف لاعلم ہیں' بلکہ ان میں سیاسی بصیرت اور دانش کا بھی فقدان ہے۔ یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ بڑی وسیع تنظیموں میں زیادہ وقت صرف اندرونی گفت و شنید اور خط وکتابت ہی میں صرف ہوجاتا ہے۔ اسی طرح کسی بڑے محکمے میں ایک مختصر جواب لینے میں کافی وقت لگ جاتا ہے۔ جیسے جیسے کوئی تنظیم فروغ پاتی ہے' اندرونی ابلاغ کی رکاوٹوں میں بھی اسی نسبت سے اضافہ ہوتا جاتا ہے' اسی لیے مختصر جواب کے حصول میں بھی کافی وقت لگ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے ادارے باعث زحمت ہے' سست اور غیر موثر ہوتے ہیں۔ اگر مزید صوبے بنا کر ان صوبائی تنظیموں کا حجم کم کردیا جائے' تو اس سے انتظامی اخراجات میں معمولی اضافہ تو ہوگا' لیکن پس ماندہ علاقوں کو قریب لانے اور حجم میں کمی کے سبب ان کا مواخذہ کرنے میں آسانی ہوگی۔ جس سے وہ اہل اور موثر ہوجائیں گے۔ اس طرح یقیناً آمدنی میں بھی اضافہ ہوگا۔ان منفعت بخش نتائج کی بنیاد پر موجودہ غیر متوازن صوبوں کے بدلے مندرجہ ذیل بائیس صوبوں اور اسلام آباد کا علیحدہ علاقے کی حیثیت سے قیام ممکن ہے۔ مکران' لسبیلہ' قلات' سبی' کوئٹہ' کراچی' حیدرآباد' لاڑکانہ' سکھر' بہاول پور' ڈیرہ غازی خان' ملتان' لاہور' گوجرانوالہ' فیصل آباد' سرگودھا' راول پنڈی' ڈیرہ اسماعیل خان' پشاور' ہزارہ' مالاکنڈ اور بائیس شمالی علاقہ جات (گلگت ایجنسی) اسی طرح فاٹا کا علاقہ ملحقہ صوبوں مالاکنڈ' پشاور اور ڈی آئی خان میں ضم کردیا جائے۔ اس تنظیم کی صورت میں

ہمارے مجموعی نظام میں استحکام نا گزیر ہوگا۔ نظرانداز کئے جانے کا احساس' بداعتمادی اور پس ماندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

حقیقی اور پائیدار جمہوریت کا قیام یقینی ہوگا نتیجتاً بدعنوانی اور لاقانونیت کے عفریت لٹریاں رگڑ رگڑ کر دم توڑ دے گا۔ معاشی سرگرمیوں کے فروغ سے ملازمتوں کے مواقع کئی گنا بڑھ جائیں گے، جس سے بالآخر اعتماد' صحت بخش مقابلہ' ترقی اور خوش حالی کے پائیدار دور کا کامیابی سے آغاز ہوگا۔ نئے صوبے پنجاب کی بنیاد پر نہیں بلکہ پاکستان کی بنیاد پر بنائے جائیں، مزید صوبوں کے قیام کیلئے نیشنل کمیٹی بنائی جائے، پنجاب کے وزیراعلیٰ کا کہنا ہے کہ پاکستان کے نئے صوبے لسانی بنیاد پر نہیں انتظامی بنیاد پر بننے چاہئیں، انکا کہنا تھا کہ ملک میں کرپشن جاری ہے، جس کے تحت ملک سے لوٹ کھسوٹ کرکے دولت بیرون ملک منتقل کی جارہی ہے اور ملک کے غریب عوام کے وسائل کو جس بے دردی سے لوٹا جارہا ہے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے انکی کھلی جنگ ہے اور اس کرپشن کے خلاف وہ اپنی جان کی پرواکیے بغیر اپنا کردار ادا کریں گے۔ انکا کہنا تھا کہ ملک کی سیاسی جماعتوں سے رابطہ میں ہیں جبکہ کراچی کے حوالے سے انکا کہنا تھا کہ روشنیوں کے شہر کو بدقسمتی سے کسی کی نظر لگ گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نئے صوبوں کے قیام کیلئے انتظامی اور سیاسی بنیاد کے دائرہ کار میں رہ کر ایک نیشنل کمیٹی بنائی جائے، جس

میں چاروں صوبوں کے نمائندے موجود ہوں۔ شہباز شریف نے کہا کہ ایم کیو ایم کراچی اور حیدرآباد میں پیپلز پارٹی سے کیا چاہتی ہے یہ اس پر چھوڑا جائے، مگر روشنیوں کے شہر کو نظر لگ گئی ہے، حکومت سمیت تمام جماعتوں کو امن کی بحالی کیلئے کردار ادا کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں غریب عوام کے وسائل کی لوٹ مار جاری ہے،اور وہ اپنی جان اور مال کی پرواکئے بغیر وفاقی حکومت کی اس لوٹ مار اور غبن کو نہ صرف بے نقاب کرینگے بلکہ اس کے خلاف قوم کو متحرک بھی کریں گے

وزیراعلی پنجاب محمد شہباز شریف نے کہا ہے کہ ملک میں کرپشن اور لوٹ مار کا بازار، گرم ہے، غریب عوام کے وسائل کو بے دردی سے لوٹا جارہا ہے، قوم کے اربوں کھربوں لوٹ کر بیرون ملک منتقل کئے گئے، میں نے وفاقی حکومت کو پہلے بھی چیلنج کیا تھا اور اب پھر چیلنج کرتا ہوں کہ ہماری چوروں' ڈاکوؤں اور غاصبوں کے خلاف کھلی جنگ ہے اور اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر لوٹ مار کرنے والوں کو بے نقاب کریں گے اور اس حوالے سے پوری قوم کو متحرک کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ کرپشن کو بے نقاب کرنے پر دھمکیاں ملنا کوئی حیرانی کی بات نہیں، زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے اور سب کو ایک دن جانا ہے، موت کی پرواہ کئے بغیر قومی وسائل کو لوٹنے والوں کو بے نقاب کرتا رہوں گا۔۔۔۔آئین اور قانون کے دائرہ کار میں مزید صوبے بنانے میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ رائے عامہ کے مختلف رہنماؤں نے اس موقف کا اظہار کیا ہے کہ آئین اور قانون کے دائرہ کار میں مزید صوبے بنانے میں کوئی نقصان نہیں

ہے۔وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی کا بیان کہ پاکستان پیپلزپارٹی اگلے عام انتخابات میں نئے صوبوں کے قیام کو اپنے منشور کا حصہ بنائے گی۔قومی اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر فیصل کریم کنڈی نے اعلان کو مثبت اشارہ قرار دیا ہے۔انہوں نے کہا کہ اس سے سرائیکی علاقے کے لوگوں کا دیرینہ مطالبہ پورا ہوگا۔

انہوں نے کہا کہ پی پی پی اتفاق رائے کی سیاست کی قائل ہے اور قانونی اور آئینی طریقوں سے مزید صوبے بنائے جا سکتے ہیں۔پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سینیٹر پرویز رشید نے کہا کہ نئے صوبے دوسرے ملکوں میں بھی بنائے گئے ہیں اور اگر پاکستان میں بھی ایسا ہی ہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا تاہم انہوں نے کہا کہ اس بات کا جائزہ لیا جانا چاہیے کہ کہیں نئے صوبوں کا مطالبہ دیگر اہم مسائل سے توجہ ہٹانے کیلئے تو نہیں ہے۔پاکستان کی صورتحال انتہائی تشویشناک ہے محب وطن سیاستدانوں کو متحد ہونا ہوگا۔اعجاز الحق نے مسلم لیگ قاف کو شدید سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا کہ موجودہ بدعنوان حکومتی ڈھانچہ کو (ق) گروپ نے سہارا دیکر ثابت کیا ہے کہ (ق) گروپ اور پی پی پی مفادات کی سیاست کر رہے ہیں (ق) گروپ عدلیہ کے ساتھ محاذآرائی میں حکومت کا فریق بن گیا ہے یہ انتہائی تشویش ناک صورتحال ہے ملک کے محب وطن رہنماؤں کو اس صورتحال کا ادراک کرتے ہوئے فوری طور پر یکجا ہونا ہوگا۔اعجاز الحق نے (ن) لیگ کے سربراہ میاں نواز شریف سے ملاقات کرکے انہیں پاکستان کی

صورتحال کے پس منظر میں راضی کرنے کی کوشش کریں گے ان کا کہنا تھا کہ ق لیگ اور موجودہ حکومت کے اتحاد سے قومی اداروں سے محاذآرائی کی ابتداء کردی گئی ہے انہوں نے کہا کہ زرداری نے (ق) لیگ کو یقین دہانی کرائی ہے کہ (ق) لیگ میں کرپشن کرنے والوں کو معاف کرتے ہوئے مقدمات واپس لئے جائیں گے تو عدلیہ اور قانون کی بالادستی کو ختم کرنے کے مترادف ہے جب ان سے پوچھا گیا کہ مسلم لیگ (ضیاءالحق) کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری جنرل فیصل محمد نے بھی کراچی کو صوبہ بنانے کا عندیہ دیا تو انہوں نے کہا ہماری جماعت اس بات کی تائید کرتی ہے کہ پاکستان میں مزید صوبے ہونے چاہئے انہوں نے فیصل محمد کے اس بیان کی بھی تائید کی کہ پاکستان مسلم ضیاءالحق) عمران خان سمیت ہر اس سیاسی جماعت سے تعاون کر سکتی ہے جو پہلے پاکستان کی بات کرے تاہم (ق) لیگ سے اتحاد کو انہوں نے مکمل طور پر رد کیا۔ایم کیو ایم کے ڈپٹی کنوینز ڈاکٹر فاروق ستار کا کہنا ہے کہ ان کی پارٹی پنجاب اور خیبر پختونخوا میں مزید صوبوں کے مطالبے کی حمایت کرتی ہے، ظاہر ہے کہ ایسا ہونے سے کراچی کی شکل میں سونے کی چڑیا ان کے ہاتھ آ سکتی ہے، وزیراعظم پاکستان نے بھی قومی اسمبلی کے فلور پر حال ہی میں کہا کہ وہ پنجاب میں نئے صوبوں کے قیام کے مطالبے کی پوری طرح سپورٹ کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ پنجاب کی مزید تقسیم سے جنوبی پنجاب میں ان کی پارٹی کی گرفت مضبوط ہوگی، ہیں تو یہ سب سیاست کے کھیل، پر یہ بات اب طے ہے کہ اب لوگ مزید صوبوں کے قیام کی بات کو کھل کر

کرنے لگے ہیں اور کل تک جو بات کرنا معیوب سمجھی جاتی تھی آج اس پر سر عام بحث ومباحثہ کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اب لوگ لسانی شناخت، انتظامی سہولت اور ترقیاتی کاموں میں مستعدی اور سرکاری فنڈز کی منصفانہ تقسیم کے حصول کے لئے مزید صوبوں کا مطالبہ کر رہے ہیں، صوبہ پنجاب کو ہی لے لیجئے ایسا نظر آتا ہے کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ پنجاب صوبے کے وزیر اعلیٰ نہیں بلکہ صرف لاہور کے وزیر اعلیٰ ہیں وہ صوبے کے ترقیاتی فنڈز کو پنجاب کے پینتیس اضلاع میں منصفانہ طور پر خرچ کرنے کی بجائے ان کا ایک بڑا حصہ صرف لاہور کے میگا پراجیکٹس پر لگا رہے ہیں۔ "اسپیشل انفراسٹرکچر ان پنجاب" کے عنوان کے تحت ترقیاتی پروجیکٹ کا اگر کوئی مطالعہ کرے تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ وہ اس پروجیکٹ کے تحت پچیس بلین کی مختص رقم کو صرف لاہور کے رنگ روڈ اور لاہور میں ٹرانسپورٹ کے ایک منصوبے پر خرچ کرنے والے ہیں، وہ لاہور کو تو واقعی لاہور بنادیں گے پر کسی بھاری قیمت پر صوبے کے باقی ماندہ تمام اضلاع کو نظر انداز کرکے ایک ہی شہر پر کثیر رقم خرچ کر دینا کہاں کی عقلمندی ہے ۔۔۔۔۔بہاولپور کو ایک علیحدہ صوبہ قرار دینے کی تحریک نے بھی زور پکڑ رکھا ہے۔راولپنڈی کی ہی مثال لے لیجئے ۱۹۹۸ء کے اعداد وشمار کے مطابق راولپنڈی ضلع کی آبادی تینتیس لاکھ چونسٹھ ہزار نفوس پر مشتمل تھی جبکہ لاہور ضلع کی آبادی چودہ لاکھ اکتیس ہزار افراد پر مشتمل ہے اس طرح یہ پنجاب کا لاہور کے بعد دوسرا سب سے بڑا ضلع ہے یہاں جی ایچ کیو ہے یہاں سرکاری اور پرائیویٹ

کئی یونیورسٹیاں کام کر رہی ہیں درجنوں کالج، ہسپتال اور آئل ریفائنری بھی یہاں موجود ہیں اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ ملک کے دارالحکومت اسلام آباد کے ساتھ جڑواں شہر ہے پر جہاں تک اس کے ترقیاتی منصوبوں کا تعلق ہے وہ ناگفتہ بہ ہیں مری روڈ راولپنڈی کو اسلام آباد کے ساتھ ملاتا ہے اور یہ روزانہ ٹریفک جام کا شکار رہتا ہے یاد رہے کہ خیبر پختونخوا سے لاہور جانیوالی تقریباً تمام ٹریفک راولپنڈی سے ہی گزر کر جاتی ہے اور راولپنڈی شہر کے لئے کوئی بائی پاس موجود نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس علاقے کے عوام میں پوٹھوہار صوبے کے نام سے ایک علیحدہ صوبے کے قیام کا مطالبہ آج کل زور پکڑ رہا ہے کہ جس میں راولپنڈی، چکوال، جہلم اور اٹک کے اضلاع شامل ہوں گے۔۔۔۔۔ مرکزیت میں تقدس والی کوئی بات اب رہی نہیں جو بات اب ضروری سمجھی جاتی ہے وہ ہے برابری کی بنیاد پر زندگی گزارنے کا طریقہ اور سلیقہ اور جیو اور جینے دو والا جذبہ۔۔۔ کیا بھارت نے ۱۹۴۷ء سے لے کر اب تک کئی مزید صوبے نہیں بنائے اور کیا ایسا کرنے سے بھارت کی وحدت پر کوئی منفی اثر پڑا کہ جو پاکستان میں ایسا کرنے سے یہاں پڑ جائے گا؟ اگر ملک کی مختلف اکائیوں میں بسنے والے لوگ خوشحال ہوں گے مطمئن ہوں گے تو پورا ملک خوش ہوگا اور مستحکم ہوگا، ملک میں نئے صوبوں کے قیام کا مطالبہ کبھی بھی زور نہ پکڑتا اور نہ ہی یہ سوچ پنپتی اگر حکمرانوں نے واقعی انصاف کے ساتھ حکومت کی ہوتی، تقریباً ہر دور میں ہر صوبے کے وزیر اعلیٰ نے حتیٰ الوسیع کوشش کی کہ اس کے دور حکومت میں

زیادہ سے زیادہ ترقیاتی فنڈز اس ضلع پر لگائے جائیں کہ جس سے اس کا تعلق ہے اس طرح اس ملک کے صدور اور وزرائے اعظم نے بھی یہی وطیرہ اپنایا جہاں تک ترقیاتی فنڈز کی تقسیم کا تعلق ہے اس معاملے میں انہوں نے ہمیشہ ڈنڈی ماری، ڈیرہ اسماعیل خان کے موجودہ ائرپورٹ کو کشادہ کرنے کے لئے ۱۹۹۰ء کی دہائی میں چودہ کروڑ روپے مقامی سیاسی نمائندوں کی ان تھک کوشش کے بعد منظور کئے گئے تھے لیکن جب فاروق لغاری صاحب صدر منتخب ہوئے تو انہوں نے بیک جنبش قلم وہ رقم بلوچستان میں اپنے گاؤں کے قریب ایک ائرپورٹ بنانے پر خرچ کردی ایوب خان نے گومل زام ڈیم کا پیسہ خانپور ڈیم پر لگادیا کہ وہ ان کے آبائی گاؤں کے قریب تھا یہ تو خیر چند ایک مثالیں ہیں، ہزاروں مزید اس قسم کی مثالیں دی جاسکتی ہیں کہ جن کی وجہ سے اس ملک کے عوام اب یہ مطالبہ کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ ملک چھوٹے چھوٹے صوبوں میں مزید تقسیم کردیا جائے تاکہ ہر ضلع کو اس کا جائز حق ملے یہ کوئی بری بات نہیں اور نہ ہی ناقابل عمل ہے۔۔۔۔۔۔۔مخدوم جاوید ہاشمی نے کہا ہے کہ فیڈریشن کو مضبوط کرنے کے لئے گیارہ صوبے بنا دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ انہوں نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ پاکستان کو دی جانے والی ڈرون ٹیکنالوجی بھی ناقص صورت میں ہوگی اور مقصد زیادہ وصولی ہوگا۔ ہم اس حق میں ہیں کہ پاکستان میں مزید صوبے بننے چاہئیں تاکہ بعض صوبوں میں موجود احساس محرومی ختم ہو اور اجارہ داری کا ماحول بھی نہ رہے۔ ہماری رائے میں سندھ کو دو صوبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ یعنی اپر سندھ

اور لوئر سندھ، پنجاب کے تین صوبے بن سکتے ہیں، صوبہ پنجاب، سرائیکی صوبہ اور صوبہ پوٹھوہار، اسی طرح خیبر پختونخواہ کو بھی دو صوبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ یعنی خیر پختونخواہ اور ہزارہ صوبہ، بلوچستان میں بھی دو صوبے بن سکتے ہیں۔ یعنی ایک صوبہ پشتون بیلٹ پر مشتمل ہو اور دوسرا بلوچوں پر، اس حکمت عملی سے بہت سی محرومیوں کا ازالہ بھی ہوسکتا ہے اور لوگوں کو ان کے حقوق بھی مل سکتے ہیں۔ جہاں تک جاوید ہاشمی کے اس خدشے کا تعلق ہے کہ امریکہ پاکستان کو انتہائی ناقص ڈرون ٹیکنالوجی دے گا تو ہم ان کی اس رائے یا خدشے سے اتفاق کرتے ہیں۔ امریکہ پاکستان کو بیکار قسم کے ڈرون طیارے دے کر اس سے کہیں زیادہ وصول کرے گا اور ہمارے بعض سیاستدان گھاٹے کے اس سودے کو بھی حکومت کی بہت بڑی فتح قرار دیں گے۔ محترم قارئین ۔۔۔ میں نے تمام تحقیقی حالات اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا ہمارے حکمران اپنی ذاتیات کو عوامی خدمات پر قربان کرتے ہیں کہ نہیں یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ پاکستان جلد مزید صوبوں کے ساتھ ابھرے گا مگر اس تناسب میں کسی بھی سیاسی لیڈر کی غفلت، عدم دلچسپی اور اپنے خطہ سے لگاؤ اسے ہمیشہ کیلئے نا تلافی نقصان سے دوچار کریگا۔۔۔ مزید صوبوں سے لیڈران، سیاسی حکمران اور سیاسی پارٹی کے منشور کی قلعی بھی کھل کر سامنے آجائے گی۔۔۔ پاکستانی کی تمام سیاسی جماعتیں مختلف نعروں، اساس، بنیاد، منشور لیئے عوام کو مسلسل امید دلاتے رہے ہیں مگر ان مزید صوبوں کے بعد اگر عملی

مظاہرہ پیش نہ کیا تو یہی قوم انہیں رد کرکے نئے لیڈران کا از خود انتخاب کرلیں گے اور نام نہاد لیڈرانوں کا خاتمہ ہوجائے گا ،مزید صوبوں سے پاکستان مستحکم ہونے کے ساتھ سیاسی و انتظامی امور میں بھی بہتری کی جانب گامزن ہوجائے گا اور ہر ایک کا فوکس اپنے اپنے انتظامی و سیاسی امور تک محدود ہونے کے ناطے آپس کی چپکلش اور احتصالی عمل ختم ہوجائیگا ممکن ہے کہ جیتا جاگتا چمکتا دمکتا پاکستان ایک نئی روشنی کے ساتھ ابھریگا جس میں تعلیم و صحت ، علوم و فنون، سائنس و ترقی کے میدان میں اپنا ایک خاص مقام پیدا کرسکے گا۔ انشاء اللہ ۔۔۔۔ پاکستان زندہ باد

پاکستانی سیاستدان۔۔زکوٰۃ، صدقہ، خیرات، فطرہ

آج میں اپنے قارئین کیلئے پاکستانی سیاستدانوں کے اسلامی لگاؤ اور ادائیگی دین اسلام کے نقاط پر غور کرنے کی کوشش کرونگا تاکہ شائد ان کے مردہ ایمان میں زندگی کی روح جاگ جائے اور جان جائیں کہ انہیں بھی بہت جلد مرنا ہے اور اپنی زندگی کے حساب وکتاب کا معاملہ رب العزت جل جلالہ کی بارگاہ میں پیش کرنا ہے، جہاں ابدی زندگی ہے انعام کی صورت میں جنت اور سزا کی صورت میں دوزخ۔۔خلیفہ ہارون رشید ایک ولی کامل خلیفہ گزرے ہیں، ان کی زندگی کا ایک واقعہ ہے کہ آپ اپنی بیگم کے ساتھ جارہے تھے کہ راستے میں ایک بزرگ ملے ،بزرگ نے ریت میں گھر بنا رکھے تھے خلیفہ ہارون رشید کو قریب پاکر خلیفہ سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ کیا جنت میں مکان خریدوگے، اگر خریدنا ہے تو میرے ان مکان کو خرید لو۔ خلیفہ ہارون رشید نے دیوانہ، مستانہ سمجھتے ہوئے کوئی توجہ نہ دی جبکہ ساتھ بیگم نے جھپٹ کے چند رقم کے عوض وہ ریت کا گھر خرید لیا، خلیفہ نے اسی شب خواب میں دیکھا کہ اس کی بیوی جنت میں ایک عالیشان مکان میں رہ رہی ہے خلیفہ نے وجہ دریافت کی تو بیوی نے بتایا کہ یہ وہی مکان ہے جو اِس نے اُس بزرگ سے خریدا تھا۔اگلی صبح خلیفہ ہارون رشید نے ان بزرگ کو بہت تلاش کیا مگر ناکام رہے مختصراً یہ کہ اسلامی ریاست میں صاحب اقتدار کو اس قدر چاک و چابند

رہنا پڑتا ہے کہ کہیں کوئی غلطی کا ارتکاب نہ ہو جائے کیونکہ حاکم اعلیٰ کی گرفت بہت سخت ہے۔ الحمد للہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور اس کا آئین بھی اسلامی اصولوں کو اپناتے ہوئے بنایا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ ننانوے فیصد مسلمان اس خطہ میں اسلامی روایات اور احکامات کی سختی سے پابندی کرتے ہیں پاکستان آج کل جن حالات سے دوچار ہے یہ پاکستان کا ہر بچہ بچہ جانتا ہے لیکن اس کے اسباب و اساس کی جانب کوئی بھی اظہار خیال کرنے سے گریز کرتا ہے شائد وہ اس حقائق سے واقف ہی نہیں ہیں یا پھر کوئی خاص ذاتی مقاصد شامل ہیں۔ عوام اس وقت مشکل ترین حالات سے گزر رہے ہیں اور سیاست دان ان کو مسلسل نظر انداز کر رہے ہیں۔ سیاستدانوں کو چاہیے کہ وہ عوام کو تعلیم، روزگار اور دوسری بنیادی سہولیات فراہم کریں تاکہ عوام خوش ہوں اور وہ اپنے اندر دلی جذبے کے ساتھ ملک کے لئے کام کریں۔ عوام کے ساتھ زیادتی یا انہیں ظلم و جبر کا نشانہ نہ بنایا جائے۔ یتیموں، غریبوں اور بیواؤں کی زکواۃ کا پیسہ خادم اعلیٰ کے تندوروں اور دستر خوانوں میں جل چکا ہے۔ پنجاب میں بیروزگاری اور حالات سے تنگ آ کر لوگ خودکشیاں کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں لوگ بچوں سمیت خودکشیاں کر رہے ہیں اور عوام ریلیف سے کوسوں دور ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو کہ بڑا غفور الرحیم ہے ہمارے اوپر کرم اور رحم کرتا ہے، اور ہمیں اپنے عذاب اور بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اگر کسی کے اندر دوسرا انسان اور ضمیر جاگ رہا ہو تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ کسی کا دل ایک ہزار روپے بلکہ ایک کروڑ روپے کے

لئے بھی خیرہ ہو جائے۔ مگر ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ہم ایک اللہ اور پیغمبر ﷺ کے ماننے والے اتنے ضعیف الاعتقاد ہو گئے ہیں، کہ ہم سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہمیں سب کچھ اللہ نہیں بلکہ ایک انسان دے رہا ہوتا ہے۔ ہمارا ضمیر مردہ ہو چکا ہے اور جب کسی کا ضمیر اور انکے اندر کا انسان مردہ ہو جائے تو پھر اسکے پاس بڑے وسائل ہونے کے باوجود بھی انکا دل پیسے کے لئے دھڑکتا رہتا ہے۔ اپنے حکمرانوں جس میں ہمارے بیوروکریٹس، سیاست دان، فوجی، ملا شامل ہیں، کو دیکھتا رہتا ہوں، بڑے بڑے جاگیروں، کارخانوں، فیکٹریوں، تنخواہوں کے باوجود بھی اس ملک اور قوم کے غریبوں، لاچاروں اور پسے ہوئے طبقوں کے پیسوں کو اتنے بے دردی اور سفاکی سے لوٹ رہے ہوتے ہیں کہ دل خون کے آنسو روتا ہے۔ ملک اور قوم کے سولہ کروڑ غریبوں کے وسائل کو انتہائی بے دردی سے استعمال کر رہا ہوتا ہے بلکہ زکواۃ، بیت المال اور ملازمین کے ریٹائرمنٹ فنڈز کے پیسوں کو بے دردی اور سفاکی سے لوٹ رہے ہوتے ہیں۔ ہم ورلڈ بینک اور بین الاقوامی مالیاتی فنڈز سے اربوں ڈالر غریبوں کے نام پر لیکر اپنی جیبیں بھرتے اور اپنے بینک اکاؤنٹس میں جمع کرتے رہتے ہیں اور پھر ان پیسوں کا بوجھ ملک کے غریب اور لاچاروں پر ڈالتے ہیں۔ جب ہم کسی جلسے یا پبلک میٹنگ میں تقریر کر رہے ہوتے ہیں، تو فخریہ انداز میں سینہ تان کر ایک دوسرے پر الزام تراشی کر رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں خراب اقتصادیات ورثے میں ملی ہے۔ یہ کتنی بے حسی کی بات ہے کہ حکمرانوں کی شاہ خر

چیوں کی وجہ سے پاکستان کا خارجہ قرضہ پینتالیس ارب ڈالر تک پہنچ گیا ہے ہم اکیسویں صدی میں کس مقام پے کھڑے ہیں ،جہاں پر بجلی، تیل ،پانی ، سوئی گیس اور خوراکی اشیاء نہ صرف ناپید بلکہ انتہائی مہنگے دام دستیاب ہیں اور مہنگائی، آئے دن بجلی، گیس، پانی کے بلوں میں اضافہ ، لاقانونیت، غربت کا دور دورا ہے ، یہ ہمارے حکمرانوں کی کرپشن، شاہ خرچیوں کی وجہ سے ہے۔ہمارے حکمرانوں خواہ ان کا تعلق حزب اقتدار سے ہو یا حزب اختلاف سے ہو انکی لاکھوں ایکڑ کی زمینیں، فیکٹریاں ، بینک اکاؤنٹس اور بڑے بڑے لاجز ہیں مگر پھر بھی یہ لوگ ملک کے سولہ کروڑ غریبوں ، لاچاروں بیواؤں اور مظلوموں کے پیسے باپ دادا کی جائیداد سمجھ کر لوٹ رہے ہوتے ہیں،پاکستان پیپلز پارٹی (پارلیمنٹیرین)،پاکستان پیپلز پارٹی (شیر پاؤ)،پاکستان پیپلز پارٹی (غنویٰ)،پاکستان پیپلز پارٹی (بلاول)،پاکستان مسلم لیگ (جونیجو)،پاکستان مسلم لیگ (نواز شریف)،پاکستان مسلم لیگ (قاف)،پاکستان مسلم لیگ (فینگشنل)،، نیشنل پیپلز پارٹی (جتوئی)،پاکستان تحریک انصاف، عوامی مسلم لیگ، متحدہ قومی موومنٹ، جماعت اسلامی، جمیعت علماء کرام، جماعت اہلسنت، جماعت اہلحدیث، سنی تحریک، سپاہ صحابہ، سپاہ محمد اور بے شمار سیاسی جماعتیں پاکستان کی عوام میں شامل ہیں لیکن ان سب جماعتوں کو توفیق میسر نہ آئی کہ حقدار کو ڈھونڈتے ہوئے ان تک ان کا حق پہنچا دیں اگر پاکستان کی تمام سیاسی جماعتوں کے لیڈران، عہدیداران وکارکنان اپنے زکوۃ، صدقہ، خیرات، فطرہ کو سچائی و ایمانداری کے

ساتھ ادا کردیں تو خدا کی قسم پاکستانی عوام کی غربت کا خاتمہ یقینی بن جائے گا اسی طرح نوکر شاہی کے تمام بڑے افسران بشمول پولیس اور عدلیہ بھی زکوۃ، صدقہ، خیرات، فطرہ پوری ایمانداری سے ادا کرا کریں تو یقینا معاشرے میں توازن پیدا ہوگا اور معاشرے سے بھوک و افلاس کا خاتمہ ضرور ہوجائے گا۔اس وقت صدر آصف علی زرداری، سید یوسف رضا گیلانی، نواز شریف اور متحدہ قومی موومنٹ کی سینٹرل ایگزیکٹیو کمیٹی کے ممبران اپنی زکوۃ، صدقہ، خیرات، فطرہ حقداروں تک پہنچادیں تو ان کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہ رہے گا اور اللہ کی رحمتیں ان پر جاری رہیں گی۔ سیاستدانوں کی دولت اس قدر ہیں کہ اگر یہ اپنی دولت و املاک پر اسلامی طریقہ کار کے تحت ادائیگی اپنائیں تو بہت ساری معاشرتی برائیاں و بیماریاں خود بہ خود ختم ہوجائیں گی اور لوگوں میں احساس محبت، اخوت، بھائی چارگی یگانگت جیسے جذبہ جنم لیں گے لیکن پاکستان کے بننے کے صرف چند سال ہی میں ایسے سیاستدانوں نے قدم جمالیئے جنھوں نے اپنی سازشوں کے ذریعے اس وطن عزیز کی دولت کو نوچنے لگے جو آج تک یہ سلسلہ چلا آرہا ہے اور نجانے کب تک جاری رہیگا۔۔۔☆☆☆

تاریخ ساز سیاسی شخصیت ذوالفقار علی بھٹو

پاکستان کی تاریخ ساز سیاسی شخصیت ذوالفقار علی بھٹو ۵ جنوری ۱۹۲۸ء کو صوبہ سندھ کے ضلع لاڑکانہ میں پیدا ہوئے ،آپکی مادری زبان سندھی تھی۔۔۔آپ کے والد سر شاہنواز خان بھٹو اپنے دور میں حکومتی سطح پر ایک مقام رکھتے تھے اسی لیئے اُس دور کی انگریز حکومت نے ان کی خدمات پر انہیں سر کے اعزاز سے نوازا تھا، یاد رہے انگریز حکومت سر کا خطاب انہیں دیدی تھی جنکی خدمات اُن سے مشروط ہوں اور آپ کی والدہ کا نام خورشید بیگم تھا،آپ کے والد سندھ کے جاگیرداروں میں شامل ہوتے تھے۔ ۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۷ء تک آپ نے بمبئی کے کیتھیڈرل اسکول سے میٹرک کی تعلیم حاصل کی، ۱۹۴۷ء جوائنٹ یونیورسٹی آف سدرن کیلیفورنیا سے تعلیم کا سلسلہ جاری کیا پھر ۱۹۴۹ء کو برکیلے کیمپس میں تبادلہ کرالیا، ۱۹۵۲ئ۔۱۹۵۰ء آکسفورڈ یونیورسٹی سے سیاست میں گریجویشن کی تعلیم حاصل کی، لنکولن ان سے بار ایٹ لاء یعنی بیرسٹر کی ڈگری حاصل کی، لندن سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد ۱۹۵۴ء میں سندھ مسلم لاء کالج کراچی میں بطور لیکچرار خدمات انجام دیتے رہے،اسی دوران ذوالفقار علی نے سیاست میں بھی قدم رکھا۔۱۹۵۷ء تا ۱۹۵۸ء کے دوران ذوالفقار علی بھٹو یونائیٹڈ نیشن کے وفد میں شامل ہوئے ،اور آپ اس وفد کے سربراہ بھی تھے آپ نے اپنی تقریر میں انتہائی شجاعت و بہادری کا مظاہرہ پیش کرتے ہوئے ان کے

ناجائز مطالبات کو پھاڑ ڈالا جو اب تاریخ کا ایک اہم حصہ بن چکی ہے۔۔۔۔۔ذوالفقار علی بھٹو ایک نئی جدید سوچ کے مالک تھے وہ پاکستان کو بڑھتے ہوئے حالات اور وقت کے ساتھ لیکر چلنا چاہتے تھے اسی لیئے انھوں نے ایک ایسی سیاسی جماعت بنائی جس کا منشور فلاح بہبود اور عوامی خدمات پر مشتمل تھا، بھٹو نے بہت کم وقت میں پورے پاکستان کی عوام کا دل جیت لیا تھا، انہی کے دور حکومت میں پاکستان نے ایٹم بم کی تیاریاں شروع کردی تھیں، پاکستان اسٹیل مل اور دیگر ادارے بھی وجود میں آئے، بھٹو نے زراعت کو فروغ دینے کیلئے جدید زرعی آلات کسانوں، زمینداروں کو مفت اور آسان اقسام میں زرعی لون فراہم کیئے تاکہ کسان اور جاگیردار ان جدید ٹیکنالوجی اور لون کی سہولت کو اختیار کرتے ہوئے زرعی اجناس کی پیداوار کو زیادہ سے زیادہ بڑھائیں، اسی طرح صنعت و تجارت کی فروغ کیلئے بھی نئے پلان تیار کیئے اور برآمدات کو بڑھانے کیلئے پیداوار میں اضافہ کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۱۰ فروری ۱۹۷۲ء کو لیبر لاء متعارف کرایا گیاتاکہ محنت کش مزدوروں کو ان کا صحیح حق مل سکے۔آپ کے دور حکومت میں مزدور یونین کو مکمل آزادی حاصل تھی، بھٹو غریب پرور ہونے کے ناطے وہ مزدور یونین کے حامی تھے۔۱۹۷۲ء میں بھٹو نے اولڈ ایج بینیوینٹ اور پینشن کا سسٹم رائج کیا، ۲۴ ستمبر ۱۹۷۲ء کو نیشنل بک فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی، ۲۸ نومبر ۱۹۷۲ء کو پاکستان کا پہلا نیوکلیر پاور پلانٹ کراچی کا افتتاح کیا، ۵ فروری ۱۹۷۳ء کو این ڈی ایف سی کو اسٹیبلش کیا، ۹ فروری ۱۹۷۳ء کو قائد اعظم یونیورسٹی کا افتتاح کیا، ۲۱

اپریل ۱۹۷۳ء کو پاکستان آئین میں ترامیم کیں، ۲۷ جون ۱۹۷۳ء کو پورٹ قاسم اتھارٹی کو اسٹیبلش کیا، ۱۴ اگست ۱۹۷۳ء کو بحیثیت پرائم منسٹر منتخب ہوئے، ۸۲ جولائی ۱۹۷۳ء کو شہریت کاکارڈ یعنی این آئی سی کارڈ کا عمل لایا گیا، یکم جنوری ۱۹۷۴ء کو تمام بینکوں کو سرکاری تحویل میں لے لیا گیا، ۱۲ مئی ۱۹۷۴ء کو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کو اسٹیبلش کیا، ۲۲ فروری ۱۹۷۵ء کو اسلامی وزراء کانفرنس کا انعقاد لاہور میں کیا، ۳ مارچ ۱۹۷۶ء کو سیرت کانفرنس کا انعقاد کرایا گیا، ستمبر ۱۹۷۶ء میں بھٹو نے تیسری دنیا کا پلان پیش کیا۔ ۱۹۷۷ء کو بھٹو نے پاکستان نیشنل الائنس کی شدید مخالفت کا سامنا کیا۔ ۸ اکتوبر ۱۹۷۷ء کے الیکشن بھٹو کیلئے شدید دباؤ کا باعث بنے۔۔۔۔ ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو جنرل ضیاء الحق نے مارشل لاء کا نفاذ کیا اور آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اُس وقت کی اسمبلیوں کو تحلیل کرڈالا اور ذوالفقار علی بھٹو کو گرفتار کیا اور پھر ۸۲ جولائی کو رہا کردیا اور ایک عارضی حکومت پی این اے اور سی ایم ایل اے کے اشتراک سے بنائی، ۳ ستمبر ۱۹۷۷ء کو کلفٹن کراچی سے دوبارہ ذوالفقار علی بھٹو کو قتل کیس میں گرفتار کیا، پھر لاہور ہائی کورٹ کی بیل کے تحت ۳۱ ستمبر ۱۹۷۷ء رہا کردیا گیا، ۱۷ ستمبر ۱۹۷۷ء کو تیسری بار لاڑکانہ سے گرفتار کیا، ستمبر ۱۹۷۷ء کو چیف جسٹس آف پاکستان مسٹر جسٹس یعقوب علی خان کو منصب سے ہٹادیا گیا اس کی وجہ بیگم نصرت بھٹو کی مارشلاء کے خلاف اپیل پر کاروائی تھا۔۔۔۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۷ء کو چیف جسٹس مولوی مشتاق لاہور ہائی کورٹ نے بھٹو کی

بیل کو ختم کر دیا تھا پھر گرفتاری کا عمل لایا گیا۔۔۔ چھ ماہ اندھیری کوٹری میں قید سلاسل کاٹنے والے سیاسی حکمراں نے تن تنہا بقیہ دن زندگی کے گزارے اور آخر کار ۴ اپریل ۱۹۷۹ء کی صبح صادق میں ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا گیا۔۔۔ بھٹو ایک نہایت قابل ذہین شخصیت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عوام کیلئے نرم گوشہ رکھتے تھے لیکن ان کے مشیر اتنی اہلیت کے قابل نہ تھے کہ ان کی حکومت میں بپا ہونے والی شورش کو ختم کر سکیں بلکہ یہ وزراء و مشیر حالات و واقعات کی بناء پر اپنی اپنی خود غرضیوں میں مبتلا ہو گئے اور قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے اس احساس کو بلآخر بھانپ لیا لیکن اب بہت دیر ہو چکی تھی، وہ جیالے جو بھٹو پر مر مٹنے کی قسم کھاتے تھکتے نہیں وہ اُن حالات میں نئے سیاسی پلیٹ فارم میں جا گھسے تو کچھ نے راہِ فرار اختیار کی اور کچھ نے آمر حکومت کا آلہ کار ثابت ہوئے، کچھ ایسے بھی تھے جو واقعی احساس رکھتے تھے لیکن وہ ان حالات کا سامنا کرنے کیلئے قطعی تیار نہ تھے گو کہ اُس وقت آپ کی جیون ساتھی اور اولاد کا ساتھ رہا۔۔۔ بھٹو سیاسی مخالفین کا تو مقابلہ کرتے رہے لیکن اپنے آستین میں پنپنے والے سانپوں، سازشوں، منافقوں کو تلاش کرنے میں ناکام ثابت ہوئے۔اس بات کا برملا اظہار انھوں نے جیل کی کال کوٹھری زندگی کے آخری ایاموں میں کہی، بھٹو نے پاکستان پیپلز پارٹی کی باگ دوڑ اپنی زندگی میں ہی اپنی چہیتی بیٹی بے نظیر بھٹو کے حوالے کر دی تھی اور بیٹی نے خوب باپ کا حق ادا کیا لیکن

بینظیر کے ساتھ بھی جیالوں نے باپ کی طرح اسی بھی دھوکا دیا اور یہ بھی عوام کی خاطر امر ہو گئی۔ بھٹو ایک نہایت بہادر، نڈر، جفاکش، با ہمت، مدبر، ہوشیار اور ذہین انسان تھے لیکن بھٹو کی وفات کے بعد جیالوں نے کیا اپنے عہد و وفا پورے کیلئے یا وہ ملکی دولت کو لوٹنے کھسوٹنے میں لگ گئے۔۔۔۔۔؟؟آج بھی موجودہ دور میں پاکستان کی عوام نے بھاری مینڈیٹ سے بھٹو ازم کی خاطر پاکستان پیپلز پارٹی کا منتخب کیا ہے۔ کیا اس پیپلز پارٹی نے بھٹو کے منشور کے تحت عوام الناس کی فلاح و بہبود کیلئے مثبت اقدامات اٹھائے؟؟ روٹی، کپڑا اور مکان پاکستان پیپلز پارٹی کا بنیادی نعرہ تھا اور ہے، ۱۹۶۷ء میں پاکستان پیپلز پارٹی قائم ہوئی آج ۲۰۱۱ء کو ۴۵ سال ہو گئے ہیں کیا ان ۴۵ سالوں میں جب جب پیپلز پارٹی کی حکومت بنی تو اس نے کہاں تک بلا تفریق و امتیاز عوام الناس کی خدمات پیش کی ہیں؟؟ حقیقت اب عوام کے سامنے از خود آچکی ہیں، بڑے بڑے نعروں، باتوں، انٹرویوز اور بیانات سے اب یہ قوم دھوکے میں نہیں آسکتی کیونکہ اسی عوام کو اب جینے کیلئے کتنوں کی جانیں دینی پڑی ہیں، کتنے بھوک و افلاس کی بناء پر خاک میں مٹ گئے ہیں، بے روزگاری، لوٹ مار، نا انصافی، ظلم و ستم، بے راہ روی، اقربہ پروری کیا یہی تھا ذوالفقار علی بھٹو کا مشن اور پاکستان پیپلز پارٹی کا منشور؟؟؟ ذوالفقار علی بھٹو کے خاندان کو مکمل مٹا دیا گیا یہ کیسی محبت تھی یہ کیسا جنون تھا یہ کیسا پیار تھا کہ اپنے لیڈر کو برباد ہوتا دیکھ کر بے حس تماشا بنے رہے

کہ جیسے جانتے ہی نہیں اور جب ایوانوں کی سیٹوں کا عکس دیکھا تو پلٹ آئے اور لومڑی کے آنسو بہا کر اپنے خلوص و محبت کا اظہار جتانے لگے کہ پھر سے لوٹیں گے اس وطن کی دولت کو، مٹا دیں گے عوام کے ہر قدم کو، کہ راج کریگا نام بھٹو کا کہ پھیلے گا ظلم و ستم جیالوں کا۔۔۔۔آج پاکستان اسی نقطہ پر آگیا ہے،اب تو نہ صرف پیپلز پارٹی بلکہ دیگر سیاسی پارٹیاں جو مال و متاع کی حامی ہیں ہر ذریعے سے سمیٹ رہے ہیں دولت عوام کی جیسے انصاف کے گھروں پر تالے لگا دیئے ہوں اور منصب کے جیب بھر دیئے گئے ہوں، اور عوام بھوک، ننگی، لاغر سسک کر ان کے قدموں میں سجود ہو گئی ہو، اور بے غیرت ان کے عیش و تعائیش کا اہتمام کرتے پھر رہے ہیں اگر یہ مشن نہیں تھا بھٹو کا تو اب عوام کی آواز آتی ہے۔۔۔۔۔۔

مٹا دو ایسے ظالم حکمرانوں کو جو تمہیں مٹانا چاہیں
جنکی نیت ہے عوام کے خون سے پیاس بجھانے کی

اب عوام کو سوچنا ہی ہوگا کہ کسی کے دھوکے میں نہ آئیں، جو ہوا اس سے سبق سیکھ لیں اور اپنے ووٹ کا صحیح استعمال رکھیں، جنہیں پرکھ لیا انہیں دوبارہ نہ پرکھیں اور ان سیاست دانوں کو بھی ذہن میں رکھیں جو ان کا ساتھ دے رہے ہیں جو ان کے ظلم و ستم کا حصہ بن رہے ہیں اور دولت سمیٹنے میں ہم قدم ہیں اب عوام اپنے دل و دماغ کے تحت منتخب کرے اور اس فرسودہ ووٹنگ سسٹم

کی مکمل مخالفت کرتے ہوئے جدید کمپیوٹرائز سسٹم کو رائج کرنے کا مطالبہ کرے تاکہ قائد اعظم اور قائد عوام کی خواہش کے مطابق پاکستان سامنے آئے ہر پاکستانی خوشحال اور پاکستان آباد ورنہ آج سے بھی زیادہ بُرے حالات پیدا ہو جائیں گے اور منزل ڈھونڈتے ہی رہ جائیں گے۔ اللہ پاکستان کا حامی و ناظر رہے آمین

نظریہ، اساس پاکستان۔۔۔۔ تحقیقی نظر سے

ہمارے پیارے نبی نے اسلامی احکامات کو اپنے اقوال و افعال سے واضح فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات کی مفصّل تشریح سنّت نبوی سے ملتی ہے جو اسلامی اصول و قوانین کا سرچشمہ ہے۔ سنّت ایک عربی اصطلاح ہے۔ اس کے لفظی معنی ہیں "ایسا راستہ جس کی پیروی کی جائے۔" قرآن مجید اسلامی اصول کے بنیادی خدوخال بیان کرتا ہے۔ لیکن ان کی تشریح رسول اکرم کی احادیث سے ملتی ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکان یعنی نماز، روزہ، زکوۃ، حج اور جہاد کی تفصیلات رسول اکرم نے بیان فرمائی ہیں۔ فرد ہو یا قوم، نظریے اور مقصود حیات کے بغیر اس کی ترقی اور استحکام ممکن نہیں۔۔۔ فرد اور قوم دونوں ہی کی زندگی میں نظریہ، تصورِ حیات اور زندگی کے مقصود کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیجیے کہ قرآن نے انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہدایت کو قرار دیا ہے۔ اِھدِنَا الصِّرَاطَ المستقِیمَ اس کی سب سے بنیادی دعا ہے اور ھدًی لِلمتقِینَ اس دعا کا جواب ہے۔ قرآن پاک میں تخلیق آدم کے واقعے کو جس طرح بیان کیا گیا ہے، اس کا مرکزی نکتہ انسان کا مقصدِ وجود ہے، یعنی خلافت اور نیابتِ الٰہی اور پورا قرآن اس ہدایت کا امین ہے جو انسان کو یہ کردار ادا کرنے کے لائق بناتا ہے۔ اس سلسلے کی سب سے پہلی چیز یہ ہے جس انسان کو اللہ نے اپنا خلیفہ بنایا، اسے علم

الاشیاء سے نوازا۔ اسے عقل، ارادے اور اختیار کی دولت سے مالا مال کیا۔ اس کے اندر خیر اور شر دونوں کا داعیہ رکھا: فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا (الشمس 91:8)، اسے حق و باطل اور خیر و شر میں تمیز کی صلاحیت سے نوازنے کے بعد، ہدایت سے بھی نوازا اور کامیابی کی شاہراہ کو روشن کرکے اسے بتا دیا کہ جو ہدایت کی پیروی کرے گا وہی کامیاب ہے اور جو اس سے روگردانی کرے گا وہ ناکام و نامراد ہے: فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ وَّالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ o تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ البقرہ 2:38-39) پھر جو میری طرف سے کوئی) o اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ہدایت تمھارے پاس پہنچے تو جو لوگ اس ہدایت کی پیروی کریں گے، ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہ ہوگا اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے، وہ آگ میں جانے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ انسانی زندگی اور انسانی تاریخ کا مطالعہ کریں تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ جن قوموں اور انسانوں کے سامنے کوئی نظریہ اور منزل تھی، انھی نے اوراقِ تاریخ اور دامنِ تہذیب میں نام پیدا کیا۔ نظریہ غلط ہو یا درست، شر پہ مبنی ہو یا خیر کا علم بردار، دونوں ہی صورتوں میں وہ ہمیشہ زندگی کی نشوونما اور پیش رفت اور ترقی کے لیے، ایک بنیادی محرک رہا ہے۔ البتہ نظریہ اگر حق پر مبنی ہے تو اس سے انسانی زندگی اور دنیاے تہذیب میں خیر اور فلاح کے چشمے پھوٹتے ہیں اور اگر

وہ باطل پر مبنی ہے تو یہ جہان تگ و دو فساد کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔تاریخ کے اس فتوے کو ایک طرف تو ابن خلدون قبل مسیح ۱۴۰۶ء نے اپنے انداز میں مقصد، شریعت اور عصبیت کے فریم ورک میں پیش کیا ہے، اور دوسری جانب خود دورِ جدید کے فلاسف تاریخ نے شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے اور عصرِ حاضر کے دیگر ماہرین تاریخ نے بھی اپنے اپنے انداز میں اس موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے۔ ان سب کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ وہی قومیں انسانی تاریخ کے اسٹیج پر ابھری ہیں، جن کے سامنے ایک اعلیٰ نصب العین تھا، اور جو اس نصب العین اور نظریے کی بنیاد پر فکری، سماجی، معاشی اور نفسیاتی زندگی کے چیلنجوں کا جواب دینے کا داعیہ، صلاحیت اور جذبہ رکھتی تھیں۔ اس چیز کو گزشتہ ربع صدی کے ماہرین تہذیب و تاریخ 'انسانی تہذیب کی تشکیل میں نظریے اور افکار کی فیصلہ کن کارفرمائی' کے جملے میں پیش کرتے ہیں۔ اس اصول کو ہمارے اہلِ دانش نے فکری و عملی جدوجہد سے مربوط کیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ قبل مسیح ۲۶۷۱ ء نے اسے 'اجتہاد اور جہاد' سے تعبیر کیا ہے، اور شعر و ادب نے اسے 'قلم اور تلوار' کی علامات کی شکل میں پیش کیا ہے۔۔ یہ تاریخ انسانی کا نہایت صاف اور واضح فیصلہ ہے کہ تہذیبی تبدیلی کے لیے فیصلہ کن عامل قلم ہی ہے۔ قلم سے مراد ہے فکر و دانش اور اخلاق و اصول، جب کہ اس تبدیلی کو روبہ عمل لانے اور اس کی حفاظت کے لیے قوت، تنظیم اور تلوار کا وجود ناگزیر ہے۔ یوں قلم اور تلوار انسانی تاریخ، تہذیب اور زندگی کے لیے دست راست اور ایک دوسرے کے زبردست

معاون اور پشتی بان ہیں۔آج دنیا میں ایک بار پھر نظریات کی بالادستی، مقاصد اور اقدار بطور اصل کارفرما قوت' کے فہم اور حصول کی پیاس بڑھ رہی ہے۔ عصر حاضر' میں پیدا شدہ عالمی، تہذیبی، معاشی، اخلاقی اور سیاسی بحران کا حل ایک بار پھر نظریاتی آدرشوں میں تلاش کیا جا رہا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اصل بحران، اخلاقی بحران ہے، نظریاتی شعور کی پستی کا بحران ہے، جس نے انسانی زندگی اور اس کے مستقبل کو خوف ناک چیلنج سے دو چار کر دیا ہے۔آج اہل فکر و نظر، اقدار اور اخلاق کی کارفرمائی کو زندگی کے فیصلہ کن مظہر کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ انسانیت کا مستقبل اسی وقت روشن قرار دیا جاسکتا ہے، جب ایک ایسا عالمی نظام معرض وجود میں آئے، جو احترامِ آدمیت، اخوت، حریت اور مساوات اور بے لاگ انصاف پر استوار ہو، جو استحصال سے پاک اور انسانوں کے درمیان محبت، امداد باہمی اور مودت کا داعی ہو۔پاکستان کے فکری بانی علامہ محمد اقبال کہتے ہیں۔۔۔۔۔وحدت صرف ایک ہی معتبر ہے، اور وہ بنی نوع انسان کی وحدت ہے، جو نسل وزبان و رنگ سے بالاتر ہے۔جب تک اس نام نہاد جمہوریت میں سے اس ناپاک قوم پرستی اور اس ذلیل ملوکیت کی لعنتوں کو پاش پاش نہ کر دیا جائے گا، جب تک انسان اپنے عمل کے اعتبار سے الخلق عیال اللہ کے اصول کا قائل نہ ہو جائے گا، جب تک جغرافیائی وطن پرستی اور رنگ و نسل کے اعتبارات کو نہ مٹایا جائے گا، اس وقت تک انسان اس دنیا میں فلاح و سعادت کی زندگی بسر نہ کر سکیں گے، اور اخوت، حریت

اور مساوات کے شان دار الفاظ شرمند معنی نہ ہو پائیں گے۔۔۔۔۔۔اسی طرح علامہ محمد اقبال ایک دوسرے موقع پر لکھتے ہیں۔۔۔۔۔

جو کچھ قرآن سے میری سمجھ میں آیا ہے، اس کی رو سے اسلام محض انسان کی اخلاقی اصلاح ہی کا داعی نہیں، بلکہ بشریت کی اجتماعی زندگی میں ایک تدریجی مگر اساسی انقلاب بھی چاہتا ہے، جو اس کے قومی اور نسلی نقط نظر کو یکسر بدل کر، اس میں خالص انسانی ضمیر کی تخلیق کرے۔۔۔ یہ اسلام ہی تھا جس نے بنی نوع انسان کو سب سے پہلے یہ پیغام دیا کہ دین نہ تو قومی ہے، نہ نسلی ہے، نہ انفرادی، نہ پرائیویٹ، بلکہ خالصتاً انسانی ہے۔ اس کا مقصد، باوجود تمام فطری امتیازات کے عالمِ بشریت کو متحد و منظم کرنا ہے۔۔۔۔ خطبہ الہ آباد میں علامہ اقبال نے یہ بھی فرمایا تھا۔۔۔۔۔اسلام، فرد کی زندگی کو دین اور دنیا کے الگ الگ خانوں میں نہیں بانٹتا۔ وہ مادے اور روح کی کسی ناقابلِ اتحاد ثنویت کا قائل نہیں ہے۔ اسلام کی رو سے خدا اور کائنات، روح اور مادہ، کلیسا اور ریاست ایک ہی کل کے جزو ہیں، اور ایک دوسرے سے پیوست ہیں۔ اسلام یہ نہیں سکھاتا کہ انسان اس آلایشوں سے لبریز اور ناپاک دنیا کا کوئی باشندہ ہے اور وہ اسے کسی دوسری دنیا کی خاطر ترک کردے، جہاں روح رہتی ہے، اسلام کے نزدیک مادہ روح کا وہ روپ ہے جو قید مکان و زمان میں گھرا ہوا ہے۔ یورپ کی عیسائی ریاستوں کی زندگی سے مذہب عیسوی تقریباً خارج ہوگیا ہے۔۔۔۔۔

میری خواہش ہے اور مجھے یقین ہے کہ شمال مغربی ہندستان کے مسلمانوں کو ایک منظم اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی۔

گویا اسلام ان نسلی اور علاقائی امتیازات سے بلند ہو کر انسان کو اس کی فطرت کی جانب بلاتا اور اسے ایک تصور جہاں ورلڈ ویو کی روشنی دیتا ہے کہ جس کی بنا پر منصفانہ نظامِ جہاں ورلڈ آرڈر نمو پذیر ہوتا ہے۔اس وقت جو لوگ نظریے کی کارفرمائی اور اس کی اہمیت کا انکار کر رہے ہیں، وہ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ مقصد حیات، نظریے، اخلاقی اور سماجی اقدار سے کٹ کر، اور مفاد و عصبیت کی دلدل میں پھنس کر انسان حیوانیت کی سطح پر پہنچ جاتا ہے۔ جتنا وہ نظریے اور اخلاق سے دور ہوتا ہے، اتنا ہی وہ انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے تباہی و بربادی کا سبب بنتا ہے۔نہ اس کی قوم پرستانہ جمہوریت، انسانیت کے لیے ہمدردیِ عمل کا پروگرام پیش کرتی ہے اور نہ ملوکیت یا ڈکٹیٹرشپ ہی انسانیت کے دکھوں کا مداوا کر پاتی ہے۔ ان طرزِ ہائے حکومت کی طرح معاملہ قوموں اور ملکوں کا بھی ہے۔۔۔۔پاکستان میں نظریہ پاکستان کو سمجھے بغیر تحریک پاکستان اور اس تحریک کی اصل قوتِ محرکہ کو سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔پاکستان کے وجود کو سمجھنے کی کنجی تحریک پاکستان کا نظریہ ہے۔ اس مناسبت سے سمجھنا چاہیے کہ مسلمان اور اسلام دو الگ الگ چیزیں نہیں ہیں۔ اسلام ہی مسلمانوں کے تشخص کی علامت ہے اور مسلمان ہی اسلام کی پہچان ہیں۔

اس حوالے سے یہ نظریہ کہ " مسلمان ہونا تو ٹھیک ہے، مگر اس کا اسلامی ہونا کوئی ضروری تقاضا نہیں ہے"، ایک احمقانہ اور تباہ کن تصور ہے۔ مسلمان اپنی تعریف کے اعتبار سے ایک امت کا حصہ ہے، ایک مشن اور مقصد کا علم بردار ہے، جسے مسلمانیت کی پہچان نے ایک خاص ذمہ داری سونپ دی ہے۔ مسلمان گناہ گار ہو سکتا ہے، مگر وہ اسلام کے تصور جزا و سزا، اور اخروی جواب دہی کے تصور سے اپنے آپ کو الگ کرلے یا اس کی مسلسل نفی کرے تو وہ مسلمان نہیں رہ سکتا۔ اس لیے عقیدہ ہی اول و آخر مسلمان کی پہچان ہے۔ یہ عقیدہ انسان کے ذہن میں تین بنیادی تصورات راسخ کر دیتا ہے۔۔۔ غیر اللہ سے بغاوت اللہ پر ایمان اور اس کے سامنے مکمل سپردگی زندگی گزارنے کے لیے اللہ، رسول، قرآن اور آخرت پر ایمان اور قرآن و سنت کی ہدایت کے مطابق زندگی کو ڈھالنے کی جدوجہد۔۔ یہ تینوں تصورات ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور یہی مسلم امت کی بنیاد ہیں، اور اسی مناسبت سے ہر مسلمان مرد اور عورت کی شناخت متعین ہوتی ہے۔۔۔ یہ وضاحت ضروری ہے کہ جس چیز کو 'دو قومی نظریہ' کہا جاتا ہے یہ ہندستانی مسلمانوں کی اختراع نہیں ہے، بلکہ وہ پہلے دن سے اسلام کے ایمانی، فکری، تہذیبی تصورات اور اہداف کو قائم کرنے والا نظریہ ہے۔ سورۃ فاتحہ دو قوموں اور دو امتوں کے خدوخال واضح کرتی ہے، فرمایا۔۔ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنعَمتَ عَلَيهِم لاغَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِم وَلَا الضَّآلِّينَ ۔۔۔۔o

قرآن کریم کا یہی افتتاحیہ اس دو قومی نظریے کو وجود بخشتا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ ہمیشہ سے دو راستے متعین کرکے، انسانوں کو رد و قبول کا اختیار دے دیا گیا ہے، یعنی ایک سیدھا راستہ اور دوسرا اس کے برعکس اللہ کی ہدایت سے انحراف اور انکار کا راستہ۔ ایک راستہ اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے اصولوں سے تشکیل پاتا ہے، اور دوسرا راستہ اللہ اور اس کے رسول سے انکار، مخالفت یا اپنی خواہشات کی پیروی سے منسوب ہے۔ اس دو قومی نظریے میں جو بنیادی حقیقت بیان کی گئی ہے، وہ یہ ہے کہ انسانیت دراصل انھی دو بنیادی قافلوں پر مشتمل ہے۔ ان دونوں قافلوں میں فکر، صورت، ہیولا، شکل اور منزل جدا جدا ہے۔ ایک قافلہ انبیا علیہم السلام کے بتائے ہوئے راستے پر چل رہا ہے اور دوسرا انحراف اور بغاوت کو اپنائے ہوئے ہے۔۔اس نظریے کے تین مضمرات ہیں جن کا سمجھنا از بس ضروری ہے۔۔۔پہلی یہ کہ افراد اور اقوام کو اس امر کی آزادی حاصل ہے کہ وہ کون سی منزل اور کس نظریے کا انتخاب کرتے ہیں۔ اسی انتخاب کے مطابق وہ اجتماعی زندگی میں نتائج بھگتیں گے اور انفرادی طور پر آخرت میں جواب دہ ہوں گے۔۔۔۔ دوسری یہ کہ ہر قوم کو یہ موقع ملنا چاہیے کہ وہ اپنے تصور اور منزل کے انتخاب کے مطابق اپنے تشخص اور تہذیبی اور معاشرتی دروبست کا انتظام وانصرام کرے، اور اس میں مسابقت و بہتری کے امکانات کو بروے کار لائے۔۔۔۔۔ تیسری جہت، انسانی زندگی کے اس پہلو سے وابستہ ہے، جس کا ذریعہ ہدایت الٰہیہ ہے۔ صرف اس ایک پہلو سے جو

عقیدے پر مبنی ہے، اس میں تو لازماً یک رنگی ہے، تاہم احوال و ظروف اور زمان و مکان کی مناسبت سے، اس عقیدے کے تحت یک سو اور باہم مربوط ہوتے ہوئے، افراد اور ممالک کے لیے کثرتیت کی گنجائش پوری طرح موجود ہے۔ اسلام نے اس جزوی اختلاف اور تنوع کو اللہ اور اس کے آخری رسول کے پیش کردہ ضابطے کے فریم ورک میں اختیار کرنے اور راستے نکالنے کی اجازت دی ہے۔۔۔۔یہی چیز ہے دو قومی نظریے کی اساس اور وسیع تر بنیاد۔ اسی بنا پر ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ تصور حیات اور الہامی ہدایت کی بنیاد پر دنیا میں علم پھیلائے، رہنمائی دے اور دوسروں کے لیے قابل اتباع نمونہ پیش کرے۔ یہی حق دو قومی نظریہ دوسروں کو بھی دیتا ہے کہ وہ اپنے تصورات و عقائد کے مطابق انفرادی اور اجتماعی زندگی کے معاملات کو چلائیں۔ یہ نظریہ مغرب کے قومی ریاستوں کے تصور سے بالکل مختلف سوچ کا حامل ہے۔ اس میں قومی ریاست کا نہیں، قوموں کی ریاست کا تصور ہے جس میں یہ اہتمام موجود ہے کہ ہر قوم کو اپنے تشخص کے مطابق زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے، تاہم جس کو اکثریت حاصل ہے، اس کی یہ اخلاقی اور قانونی ذمہ داری ہے کہ جہاں وہ اپنے اصولوں اور اقدار کے مطابق اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی تشکیل کرے، وہیں اس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ اختلاف اور تنوع کا احترام کرے اور اقلیتوں کے لیے آسودگی پیدا کرے اور ان کے حقوق کا تحفظ کرے۔ اس فریم ورک کی مختلف اور متنوع صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں، مگر ان میں مسلمانوں کے لیے تین کو مرکزیت حاصل ہے۔۔ ایک۔۔ وہ

ملک، جہاں مسلمانوں کو اکثریت حاصل ہے اور اس میں انھیں اقتدار بھی حاصل ہے۔۔۔۔ دوسرا۔۔۔۔ وہ ملک جس میں مسلمانوں کی اکثریت تو ہے، مگر اقتدار سے محروم ہیں۔۔۔۔۔ تیسرا۔۔۔۔۔ وہ ملک، جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور انھیں اقتدار بھی حاصل نہیں ہے۔۔پہلی صورت میں اسلامی نظریے کا تقاضا یہ ہے کہ اجتماعی زندگی کا نظام، اسلام کی روشنی میں وضع کیا جائے جس میں اکثریت نظام زندگی اور منزل کو متعین کرے اور دوسری تمام اقوام کو انفرادی، تہذیبی اور اجتماعی حقوق حاصل ہوں، تاکہ وہ اس نظریاتی ریاست میں اپنے مذہبی اور نظریاتی تشخص کے لیے مناسب جگہ پا سکیں۔ اس طرح اکثریت اور اقلیت، دونوں عدل و انصاف اور افہام و تفہیم کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔۔دوسری صورت میں مسلمانوں کی فطری طور پر خواہش اور کوشش ہوگی کہ وہ اپنی اکثریت کو اختیار اور اقتدار دلانے کے لیے جدوجہد کریں۔ یہ ان کا جائز حق ہے۔ اگر انھیں اس میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے تو وہ پہلی صورت میں آ جاتے ہیں، ورنہ جدوجہد کے مرحلے میں شامل رہتے ہیں۔۔۔رہی تیسری صورت، تو اس میں اسلام نے یہ بات قبول کی ہے کہ جن کو اکثریت اور اقتدار حاصل ہے، انھیں اجتماعی زندگی میں انصاف اور دوسروں کے حقوق کی پاس داری کے ساتھ حکمرانی کا موقع ملنا چاہیے۔ دوسرے مذہبی اور تہذیبی تشخص کے حاملین کو قرار واقعی جگہ اور سہولت حاصل ہونی چاہیے، تاکہ وہ باوقار اور منصفانہ انداز سے زندگی گزار سکیں۔۔۔۔۔ تینوں صورتوں میں دو قومی نظریہ، انسانی تاریخ و تہذیب اور زندگی سے مطابقت

رکھتا ہے، تاہم حالات کی مناسبت سے اس میں تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے۔ اس نظریاتی فریم ورک میں برعظیم پاک و ہند کے حالات کا جائزہ لیں تو صاف نظر آتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے نو سو سالہ دور حکمرانی میں اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ وہ بڑی حد تک شریعت کو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ایک کارفرما قوت بنانے کا اہتمام کریں۔ انھیں اس میں کامیابیاں بھی ملیں اور ناکامیوں کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ اس طرز احساس کا منہ بولتا ثبوت اس خطہ ارضی میں تجدیدِ دین اسلام کی متعدد تحریکیں ہیں، مگر اس تمام تر احساس کے باوجود خطہ ہند کی تاریخ یہ ثبوت پیش نہیں کرتی کہ مسلمانوں نے جبر اور قوت کے ذریعے یہاں بسنے والی اکثریت کو اپنے مذہب، اپنی زبان اور اپنے تہذیب و تمدن کو تبدیل کرنے پر کبھی مجبور کیا ہو، بلکہ اس کے برعکس انھیں اس چھتری کے تحت پوری آزادی کے ساتھ اپنے عقیدے اور تہذیب کے مطابق زندگی گزارنے کا پورا پورا موقع دیا گیا اور اجتماعی امور میں معاشرے کے تمام طبقوں کو برابر کے مواقع میسر رہے۔ مسلمانوں کی آمد سے پہلے کے ہندستان کی تاریخ دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہندومت کے پیروکاروں کو جب بھی اقتدار ملا، انھوں نے دوسرے مذہب کو نیست و نابود کیا۔ اس کے پیروکاروں کو ملک بدر کیا یا اپنے نظام میں تحلیل کرنے کے لیے ہر ناجائز کوشش کی، یا ان کی انفرادی شناخت کو ختم کرکے دم لیا۔ اس کے برعکس مسلمانوں کی نو سو سالہ حکمرانی کے زمانے کا ریکارڈ پوری دنیا کے سامنے موجود ہے، اور ان لوگوں کے پاس بھی

موجود ہے جنھیں 'ہندو سیکولرازم' میں 'روشن خیالی' کی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ اس زمانے کا ریکارڈ گواہی دیتا ہے کہ مسلمانوں نے سیاسی غلبے کے باوجود، دوسرے مذاہب کی شناخت کو ختم کرنے یا ان کے پیروکاروں کو اس مناسبت سے کبھی شہری حقوق سے محروم کرنے کی کوشش نہیں کی البتہ متحارب اور جنگ میں مصروف عناصر کا معاملہ دوسرا ہے۔ یوں سرزمین ہند پر مسلم دور حکومت میں تمام افکار و مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ، باغ کے مختلف اور رنگارنگ پھولوں کی طرح پھلتے پھولتے اور اپنا اپنا کردار ادا کرتے رہے۔۔۔ بعدازاں برطانوی استعمار کے قبضے کے اولین دور میں شعوری طور پر، ہوشیاری اور چابک دستی کے ساتھ، اس نوآبادیاتی طاقت نے کوشش کی کہ یہاں مسلمانوں کو کمزور اور غیر موثر بنادیں کیونکہ انھیں اصل چیلنج مسلمانوں سے تھا، جن سے انھوں نے اقتدار چھینا تھا اور اسی مناسبت سے ہندو نفسیاتی طور پر برطانوی استعمار کے حلیف تھے۔ اسی استعمار نے سیاسی، تہذیبی اور معاشی اعتبار سے اپنے ہم نواوں کی ایک قوت تیار کی جس کے لیے عیسائی مشنری قوتوں، جدید تعلیم کی تحریک اور دوسرے تمام سرکاری وسائل استعمال کرتے ہوئے مسلمانوں کے مقابلے میں ہندوؤں کی بالادست قوت کو ہر ممکن سہولت مہیا کی۔ دوسری طرف مسلمانوں کا ایک مراعات یافتہ طبقہ پیدا کیا، جو دور غلامی میں انگریزوں کا وفادار، اور مسلمانوں کے خلاف وعدہ معاف گواہ بنا رہا۔ قیامِ پاکستان کے بعد اس طبقے نے اپنے اس کردار کو پوری وفاداری سے انجام دے کر ملک کو نظریاتی کش مکش اور

تہذیبی انتشار کی دلدل میں دھکیلنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ہندستان میں چونکہ مسلمانوں کی آبادی تقریباً ایک چوتھائی تھی اور ہندو غالب اکثریت رکھتے تھے، اس لیے بھی ہندوؤں کو اجتماعی نظام میں بالادستی دی گئی۔ اس پس منظر میں تحریک آزادی ابھری۔ انگریزوں کے اس دور حکمرانی میں جو پہلی عوامی تحریک زبان زدِ خاص و عام ہوئی، جس کی بازگشت سمندر پار بھی سنی گئی اور جس نے اہلِ ہند میں ایک عوامی شعور بیدار کیا، وہ تحریکِ خلافت تھی۔ اس تحریک کی قیادت مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی۔ تب مسلمان دو قومی نظریے کی روشنی میں اپنے سیاسی حقوق اور نظریاتی و تہذیبی تشخص کو ہندستان کے اجتماعی وجود ہی میں حاصل کرنے کی کوشش شروع کر رہے تھے۔ اس ضمن میں ۱۹۰۶ء میں مسلم لیگ کا قیام، مسلم شناخت کا تحفظ، حقوق کا حصول، سیاسی جدوجہد میں نظم و ضبط کا احساس اور تقسیم اختیارات بنیادی ستون کا درجہ رکھتے ہیں۔ مسلم لیگ کے قیام ہی نے وفاقی اور صوبائی اختیارات کی بحث کو ایک رخ دیا۔ اس کے مقابلے میں انڈین نیشنل کانگریس اختیارات کی مرکزیت چاہتی تھی۔ سائمن کمیشن اور نہرو رپورٹ میں کانگریس کی اس سوچ کو دیکھا جا سکتا ہے۔ ۱۹۳۵ء کے ایکٹ کے تحت قائم شدہ کانگریس کی صوبائی حکومتوں نے مسلمانوں کا جو حشر کیا، وہ ٹھیک اسی طرز عمل کا ایک عکس تھا جسے اپنے دورِ اقتدار میں ہندوؤں نے جین مت اور بدھ مت کے ماننے والوں سے روا رکھا تھا۔۔۔ یہ تھا منظر نامہ تیسری صورت کے حوالے سے جسے مسلمانوں نے دوسری صورت میں ڈھالتے ہوئے آگے بڑھنے اور پھر

نمبر ایک میں تبدیل کرنے کی منزل کا انتخاب کیا۔ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی قرارداد لاہور۔۔۔ جسے ہندوؤں نے قرارداد پاکستان کا نام دیا۔۔۔ دراصل اس راستے کا سنگ میل ہے، جس راستے کی طرف کانگریس کی تنگ نظری نے مسلمانوں کو دھکیلنے کے لیے بنیادی کردار ادا کیا۔ اس چیز نے تہذیبی شناخت کے لیے دو قومی نظریے کو اور زیادہ وضاحت کے ساتھ مسلمانوں کے ذہنوں میں اتارا اور دلوں کی دھڑکن بنادیا۔ اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ علامہ محمد اقبال کے خطبہ الٰہ آباد کو غور سے دیکھا جائے ۔۔ ۱۹۳۰ء سے ۱۹۴۰ء کے زمانے میں مسلمان مفکرین، سیاست دان، علمائے کرام اور دانش ور ایک گہرے اضطراب کا شکار تھے، پھر حالات کا حقیقت پسندانہ جائزہ لے کر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ مسلمانوں کا ہدف محض برطانوی سامراج سے آزادیِ محض کا حصول نہیں ہے، بلکہ یہ آزادی وہ اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لیے حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان کی یہ آزادی دوسرے عقائد رکھنے والوں کے لیے بھی امن و آشتی کی نوید ثابت ہوگی۔ آزادی کے اس تصور کو ایک طاقت ور جذبے کی شکل ۱۹۰۶ء سے ۱۹۳۸ ءکے درمیانی عرصے کے معروضی حالات نے دی۔ یہ بات طے ہو گئی کہ ایک تنگ نظر اکثریت سے آزادی حاصل کرکے مسلم ریاست کا قیام لازم ہے۔ علامہ محمد اقبال اور قائدِ اعظم کے مابین جو خط کتابت ہوئی، اور ۱۹۳۰ء سے ۱۹۴۰ء کے درمیان آل انڈیا مسلم لیگ نے جو قرار دادیں منظور کیں، اور ان میں جو مسائل نمایاں کیے گئے، اگر دیانت داری سے ان کا مطالعہ کیا جائے تو صرف ایک ہی نتیجہ سامنے آتا ہے ،

اور وہ یہ کہ اپنے دینی، نظریاتی، تہذیبی، سیاسی اور معاشی تشخص اور مستقبل کو محفوظ کرنے اور اسے ترقی دینے کے لیے مسلمانوں کے سامنے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ مسلم ریاست کا قیام عمل میں لایا جائے۔یوں احساس اور سوچ جب عمل میں تبدیل ہونا شروع ہوئی تو پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔۔۔۔۔ قائداعظم محمد علی جناح نے ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۰ء تک اپنے سو سے زیادہ بیانات میں اسلامی نظریے، اسلامی تہذیب، اسلامی قومیت، اسلامی تشخص، اسلامی قانون، اسلامی کلچر، اسلامی تاریخ اور اسلامی معاشرت کا ذکر کیا ہے۔ قائداعظم نے ہندو قوم پرست لیڈر گاندھی جی کے نام اپنے ۱۰ ستمبر ۱۹۴۴ء کے خط میں لکھا تھا۔۔۔۔قرآن مجید مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے اس میں مذہبی، مجلسی، دیوانی، فوج داری، عسکری، تعزیری، معاشی، سیاسی اور معاشرتی غرض یہ کہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ کے امورِ حیات تک، روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، اخلاق سے لے کر انسدادِ جرم تک، زندگی میں جزا اور سزا سے لے کر عقبیٰ کی جزا تک یہ قول و فعل اور حرکت کے احکامات کا مجموعہ ہے۔۔۔۔اس پس منظر میں ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کی تقریر کو سیاق و سباق سے کاٹ کر پیش کرنا اور اس کی بنیاد پر یک سر مختلف استدلال گھڑنا، قائداعظم کے ساتھ سخت ناانصافی اور علمی اعتبار سے سراسر بددیانتی ہے۔۔۔۔ تحریک پاکستان کے زمانے میں کانگریس کے حامی، قیام پاکستان کے مخالف، متحدہ قومیت کے طرف دار اور روشن خیال، مسلمان رہنماؤں میں ایک نمایاں نام خان عبدالغفار خاں کا تھا۔ انھوں نے ۳

جون ۱۹۴۷ء کے اعلان تقسیم کے بعد اپنا موقف تبدیل کرتے ہوئے، ۳۲ جون کو کہا:
جملہ پٹھانوں کے لیے ایک آزاد پٹھان ریاست قائم کی جائے۔ اس ریاست کا دستور"
جمہوریت کے اسلامی تصورات، مساوات اور معاشرتی انصاف کے مطابق وضع کیا
جائے۔ جملہ پٹھانوں سے اپیل ہے کہ وہ اس محبوب منزل کے حصول کے لیے متحد ہو
جائیں اور کسی غیر پختون غلبے کے سامنے سر تسلیم خم نہ کریں"۔ اس کے جواب میں ۸۲
جون ۱۹۴۷ء کو نئی دہلی سے قائداعظم نے ایک طویل بیان جاری کیا۔۔اس سے قبل اس
نوع کا پرفریب اور عیارانہ مطالبہ خان برادران یا کسی اور کی جانب سے پیش نہیں کیا گیا
کہ سارے پختونوں کے لیے آزاد پٹھان ریاست قائم کی جائے۔ ان کا دوسرا نعرہ دورنگا
ہے، اور اس کا مقصد بھی پٹھانوں کو گمراہ کرنا ہے۔ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ مجوزہ
پٹھانستان کا دستور جمہوریت کے اسلامی تصورات، مساوات اور معاشرتی انصاف پر مبنی
ہوگا، تو ان کا مطلب، مجلس دستور ساز پاکستان، جو مسلمانوں کی عظیم اکثریت پر مشتمل
ہوگی، پر یہ بہتان طرازی کرنا ہے کہ وہ جمہوریت کے اسلامی تصوراتِ مساوات و
معاشرتی انصاف کو نظرانداز کر دے گی۔ یہ محض ایک عیارانہ حربہ ہے جس کا مقصد شمال
مغربی سرحد کے مسلمانوں کو گمراہ کرنا ہے۔۔۔ خان عبدالغفار خاں جو سرحدی گاندھی
کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں، ان کو اسلامی تصوراتِ مساوات و معاشرتی انصاف
پر اجارہ داری حاصل نہیں ہے۔۔ یہ اچانک اور نئی قلابازی خالصتاً سیاسی عیاری اور ایک
حربہ ہے۔ خاں برادران نے اخبارات میں ایک اور زہریلا نعرہ بلند کیا

ہے کہ مجلس دستور ساز پاکستان، شریعت کے بنیادی اصولوں اور قرآنی قوانین کو نظر انداز کر دے گی۔ یہ بھی بالکل نادرست بات ہے۔ تیرہ سے زیادہ صدیاں بیت گئیں، اچھے اور برے موسموں کا سامنا کرنے کے باوصف، ہم مسلمان نہ صرف اپنی عظیم اور مقدس کتاب قرآن کریم پر فخر کرتے رہے، بلکہ ان تمام ادوار میں جملہ مبادیات کو حرز جان بنائے رکھا۔۔۔ معلوم نہیں کہ خان برادران کو اچانک اسلام اور قرآنی قوانین کی علم برداری کا دورہ کیسے پڑا ہے، اور انھیں اس ہندو مجلس دستور ساز پر اعتبار ہے جس میں ہندوؤں کی ظالمانہ اکثریت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ صوبہ سرحد کے مسلمان واضح طور پر یہ سمجھ لیں کہ وہ پہلے مسلمان ہیں اور بعد میں پٹھان"۔۔۔اس بیان میں قائداعظم نے خصوصاً دو چیزوں کو وضاحت سے نمایاں کیا ہے۔ ایک یہ کہ سیکولر، روشن خیال اور اکھنڈ بھارت کے طرف دار پرلے درجے کے موقع پرست ہیں، اور دوسرا یہ کہ اسلام، نسلی اور علاقائی تفریق سے بالاتر ہے۔ اسی لیے انھوں نے کہا کہ آپ پہلے مسلمان اور پھر پٹھان ہیں۔ یہی چیز دو قومی نظریے کی جان ہے۔۔۔

جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام میلاد النبی کے جلسے سے ۵۲ خطاب کرتے ہوئے، قائداعظم نے فرمایا۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ لوگوں کا ایک طبقہ جو دانستہ طور پر شرارت کرنا چاہتا ہے، یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ پاکستان کے دستور کی اساس شریعت پر استوار نہیں کی جائے گی،

حالانکہ آج بھی اسلامی اصولوں کا زندگی پر اسی طرح اطلاق ہوتا ہے، جس طرح تیرہ سو برس پیش تر ہوتا تھا۔۔۔ اسلام اور اس کے اعلیٰ نصب العین نے ہمیں جمہوریت کا سبق پڑھایا ہے۔ اسلام نے ہر شخص کو مساوات، عدل اور انصاف کا درس دیا ہے۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم راہبر تھے، آپ ایک عظیم قانون عطا کرنے والے تھے، آپ ایک عظیم مدبر تھے، آپ ایک عظیم فرماں روا تھے، جنھوں نے حکمرانی بھی کی۔ جب ہم اسلام کی بات کرتے ہیں تو بہت سے لوگ اس بات کو نہیں سراہتے۔۔۔ اسلام نہ صرف رسم و رواج، روایات اور روحانی نظریات کا مجموعہ ہے، بلکہ ہر مسلمان کے لیے ایک ضابطہ بھی ہے، جو اس کی زندگی اور اس کے رویے بلکہ اس کی سیاست اور اقتصادیات وغیرہ پر محیط ہے۔ یہ وقار، دیانت، انصاف اور سب کے لیے عدل کے اعلیٰ ترین اصولوں پر مبنی ہے۔ ایک خدا اور خدا کی توحید، اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے۔۔۔ اس خطاب میں قائداعظم نے برملا اعلان کیا ہے کہ جو لوگ، اسلامی نظریہ حیات کے حوالے سے پاکستانی مسلمانوں کی یکسوئی کو ابہام و انتشار کا نشانہ بنا رہے ہیں، وہ شر انگیز عناصر ہیں۔ وہ تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد آج بھی اسی طرح اسلام کے قانون شریعت کو قابل عمل قرار دیتے ہوئے اس پر زور دے رہے ہیں۔۔۔ فروری ۱۹۴۸ء میں امریکی عوام کے نام ریڈیو نشری پیغام میں قائداعظم نے فرمایا۔۔۔ مجلس دستور ساز پاکستان کو ابھی پاکستان کے لیے دستور مرتب کرنا ہے۔ مجھے اس بات کا تو علم نہیں کہ دستور کی حتمی شکل کیا ہوگی، لیکن مجھے اس امر کا یقین

ہے کہ یہ جمہوری نوعیت کا ہوگا، جس میں اسلام کے لازمی اصول شامل ہوں گے۔ آج بھی ان اصولوں کا عملی زندگی پر اطلاق ویسے ہی ہو سکتا ہے، جیسے کہ 13 سو برس قبل ہو سکتا تھا۔ اسلام نے ہر شخص کے ساتھ عدل و انصاف کی تعلیم دی ہے۔ ہم ان شان دار روایات کے وارث ہیں، اور پاکستان کے آیندہ دستور کے مرتبین کی حیثیت سے ہم اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے باخبر ہیں۔۔۔امریکی عوام کے نام اس نشریے میں وہ صاف لفظوں میں بتاتے ہیں کہ تیرہ سو برس قبل جس طرح اسلام کے اصولوں کا اطلاق ہوا تھا، ویسا ہی آج بھی ہو سکتا ہے، اور ریاستِ پاکستان کے دستور میں انھی اصولوں کو پیش نظر رکھا جائے گا۔۔۔یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو اسٹیٹ بنک آف پاکستان کی افتتاحی تقریب سے خطاب میں انھوں نے کہا۔۔۔مغربی اقدار، نظریے اور طریقے۔۔۔۔۔ ایک خوش و خرم اور مطمئن قوم کی تشکیل کی منزل کے حصول میں ہماری مدد نہیں کر سکیں گے۔ ہمیں اپنے مقدر کو سنوارنے کے لیے اپنے ہی انداز میں کام کرنا ہوگا، اور دنیا کے سامنے ایک ایسا اقتصادی نظام پیش کرنا ہوگا، جس کی اساس انسانی مساوات اور معاشرتی عدل کے سچے اسلامی تصور پر استوار ہو۔ اس طرح ہم مسلمان کی حیثیت سے اپنا مقصد پورا کر سکیں گے، اور بنی نوع انسان تک امن کا پیغام پہنچا سکیں گے۔۔اس بیان میں انھوں نے مستحکم لہجے میں یہ حقیقت واضح کی ہے کہ مغربی دانش ہمارے مسائل کا حل پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس لیے اسلامی نظریے کی بنیاد پر ہمیں اپنا معاشی نظام بھی پیش کرنا ہوگا۔ آخر میں یہ وضاحت مناسب ہوگی کہ

گیارہ اگست کی تقریر میں قائداعظم غیر مسلموں کے شہری حقوق کی بات کر رہے تھے، نہ کہ تحریک پاکستان کے بنیادی استدلال اور موقف کی نفی کر رہے تھے۔ البتہ پاکستان کے سیکولر دانش وروں اور بھارت کے مصنفین نے قائداعظم کے تمام خطبات کو نظر انداز کرکے فقط اس ایک تقریر کو بنیاد بنا کر اس سے بالکل ہی دوسرا مفہوم اخذ کرلیا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان 'روشن خیال' دانش وروں کو دیانت کا دامن تھامنا اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ دینا چاہیے۔ قیام پاکستان کے بعد کو ابتدائی برسوں میں ہمیں ایک نظریاتی چیلنج درپیش تھا، آج پھر اس مسئلے کو زیادہ شدت کے ساتھ ابہام کا شکار کیا جا رہا ہے۔ کل اس کے علم بردار، خود پاکستان میں چند سیکولر اور اباحیت پسند لوگ تھے، اور آج بھارت سے لے کر امریکا تک اس منفی پروپیگنڈے کے پشتی بان حضرات کی ایک فوج ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قوم پوری یک سوئی کے ساتھ اپنے نشانِ منزل پر نظریں جما کر اس منزل کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔۔ حقیقت یہ ہے کہ سیکولر لابی نے اسی دینی اور نظریاتی رشتے کو کمزور بنانے کے لیے وہ سارا جال بنا جس کے نتیجے میں، پاکستان کی نظریاتی اساس سے ہاتھ دھونا کوئی بڑا خسارہ نہیں سمجھا جا رہا۔ حالانکہ سیانا دشمن اسی جڑ پر تیشہ چلا رہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک پاکستان کے دینی اور آئینی رشتے کو نشانہ بنا کر توڑ پھوڑ نہیں دیا جائے گا اس وقت تک، اس مملکتِ خداداد کی تخریب ممکن نہیں ہوگی۔ اندریں حالات تمام اہلِ وطن کی ذمہ داری ہے کہ وہ پاکستان کی اس پہچان اور رشتے کو سمجھیں، اس

کی حفاظت کریں اور اس کی بنیادوں پر اپنے سماجی، تہذیبی، معاشی اور سیاسی مستقبل کی تعمیر کریں۔ یاد رہے کہ آج پاکستان جن مسائل میں گھرا ہوا ہے، اس کا واحد حل دو قومی نظریے کی بازیافت اور اسلامی نظریہ حیات کے لیے مکمل یکسوئی میں پوشیدہ ہے۔ امریکا کی یلغار، داخلی انتشار بلوچستان کا قضیہ، مہنگائی کا عفریت اور سیاسی، معاشی اور اخلاقی بحران، ان سب کا علاج اسی سے ممکن ہے۔ نیت ٹھیک نہ ہو تو اسے محض ایک نظری بات کہہ کر ٹالا جاسکتا ہے لیکن اگر نیت درست ہو تو اسلام کی یہ رہنمائی اور بانیانِ پاکستان علامہ اقبال و قائدِاعظم کی یہ پکار الجھی راہوں کو صراط مستقیم بنا دے گی

!! پاکستان زندہ باد۔۔۔۔۔۔ پاکستان پائیندہ باد !!

یہاں اور وہاں کی اقلیت۔۔۔ موازنہ

آج میں پاکستان اور بھارت کی اقلیت پر قلم اٹھا رہا ہوں اس کیلئے مجھے یاد رکھنا ہوگا کہ قوم مسلم جس نے کبھی آٹھ سو برس تک بھارت پر حکومت کی تھی، وہی مسلمان آزادی کے فقط 64 سال بعد اسی ملک میں صرف محکوم ہی نہیں بلکہ ذلت سے بدتر زندگی جی رہا ہے۔۔۔۔۔۔ سچ تو یہ ہے کہ آج ہندوستانی مسلمان زندگی کے میدان میں ملک کی تمام دوسری قوموں سے اس قدر بچھڑ چکا ہے کہ جس کا کوئی حساب نہیں۔ وہ سیاست ہو یا معیشت، تعلیم ہو یا روزگار، صحت کا معاملہ ہو یا اس کا تحفظ، ہندوستانی مسلمان ہر میدان میں آخری سیڑھی پر کھڑا ہے۔ اس کو نہ حکومت روزگار مہیا کرتی ہے اور نہ ہی غیر سرکاری ادارے روزی دینے کو تیار ہیں۔ مسلم محلوں میں نہ تو صفائی ستھرائی کا کوئی معقول انتظام ہے اور نہ ہی حکومت کو یہ فکر کہ مسلم علاقوں میں اسکول کھولے جائیں۔ اگر مسلمان کسی حد تک تجارت میں ہاتھ ڈالے اور کسی مسلم بستی میں رہ رہا ہو تو اس پر بینک اور دوسری تمام معاشی سہولتوں کے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں۔ وہ پارلیمنٹ ہو، صوبائی اسمبلی یا کارپوریشن حلقہ، ہر سیاسی ادارے میں مسلمان اب نمک کے برابر بھی نہیں بچا ہے۔ اب لباب یہ ہے کہ گندی بستیوں اور پیچدار گلیوں میں بند ہندوستانی مسلمان ایک سکڑی سمٹی زندگی جی رہا ہے۔ الغرض کس کے رویئے، کون سا المیہ

بیان کیجئے، بس یوں جانئے بھارت کے مسلمانوں کیلئے 1947ء میں آزادی نہیں آئی بلکہ قیامت کی ایک ایسی صبح کا آغاز ہوا جو چونسٹھ برس بعد بھی ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔ ہندوستانی آئین نے بھارت کو سیکولر کہا اور 1952ء میں بھارت کے ہر باشندے کو بغیر تفریق مذہب وملت وبرابری کے حقوق ملے۔ لیکن یہ سچ ہے کہ اس سیکور ملک میں مسلمانوں کو کچھ نہیں ملا۔ اگر گزشتہ چونسٹھ سالوں میں ہندوستانی مسلمانوں کو کچھ ملا تو وہ صرف ایک شئے تھی جس کا نام تھا فساد۔ جی ہاں، آزادی کے بعد کبھی جمشید پور سلگ اٹھا تو کبھی علی گڑھ فساد کی نذر ہوا تو کبھی مراد آباد میں پی اے سی نے مسلمانوں پر قہر ڈھایا۔ کبھی ملیانہ تو کبھی میرٹھ کا المیہ۔۔۔۔ آخر کون سا فساد یاد کیا جائے اور ان چونسٹھ برسوں میں کس فساد کو فہرست سے باہر کیا جائے۔ الغرض آزادی صبح کے فوراً بعد فساد بھارت کے مسلمانوں کا مقدر بن گئی اور ان تمام فسادات میں پولیس کے جامہ میں حکومت کا جو رول رہا اس سے یہ بات عیاں تھی کہ سیکولر آئین کے تحت چلنے والے ہندوستانی نظام کا مزاج فرقہ پرست، مسلم دشمن تھا اور آج بھی ہے۔۔۔۔۔

سوال یہ ہے کہ بھارت میں ہونے والے آئے روز مسلم مخالف فساد اور فرقہ پرستی کا مقصد کیا تھا اور ہے؟ دراصل فرقہ پرستی اور فساد ہندوستانی حکمراں طبقہ کی وہ سیاسی حکمت عملی ہے کہ جس کا مقصد بھارت کے مسلمانوں کو نفسیاتی طور

پر ڈرا کر اس کو محکوم بنانا ہے۔ وہ قوم جو آئے دن فسادات کا شکار ہے، رہے گی وہ بھلا اپنے کسی اور حق کے بارے میں کیا سوچ سکے گی؟ چنانچہ فساد اعلیٰ ذات ہندو حاکم طبقے کی مسلمانوں کے خلاف ایک منظم سیاسی حکمت عملی تھی جس کا مقصد مسلمانوں میں احساس عدم تحفظ پیدا کرکے ان کو نفسیاتی طور پر غلام بنائے رکھنا تھا اور یہی وجہ ہے کہ بھارت کا ہر وہ شہر جہاں مسلمانوں کی آبادی دس فیصد بھی ہے وہ آئے دن فسادوں کے نشانے پر رکھتا ہے لیکن مسلمان کوئی نفسیاتی طور پر ذلت ہے نہیں اس لیئے آزاد ہندوستان کے فرقہ پرست نظام کی تمام تر منفی کاوشوں کے باوجود بھی 1970ء کی دہائی سے بھارت کے مسلمانوں میں ایک چھوٹا موٹا مڈل کلاس طبقہ پیدا ہونے لگا۔ کچھ عرب ممالک میں تیل کی ریل پیل نے ہندوستانی مسلمانوں کیلئے وہاں روزگار پیدا کر دیئے اور کچھ ملک کی جمہوری نظام کی مجبوریوں کی وجہ سے کبھی ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے ووٹوں کی قیمت میں کچھ راحت مل گئی۔اس لیئے آزادی کے بعد مسلم نسل کا ایک چھوٹا حصہ کبھی علی گڑھ یونیورسٹی تو کسی اور یونیورسٹی سے پڑھ لکھ کر اپنے پیروں پر کھڑا ہونے لگا بلکہ وہ کچھ قوم کے بارے میں سوچنے بھی لگ گیا۔دوسری جانب وہ اعلیٰ ذات جو اقتدار میں آکر 1970ء کی دہائی تک تیز رفتاری سے ترقی کرنے لگی تھی اس کو 1989ء کی دہائی میں یہ خواب دکھائی دینے لگا کہ اب ہندوستانی آئین پر سے سیکولرازم کا پردہ ہٹا کر اس کو باقاعدہ ایک ہندو نظام بنانے کا وقت آگیا ہے۔الغرض 1947ء میں ملک کے بٹوارے کے بعد ملک میں

نظام بنا۔اس نظام نے ہندوستانی مسلمانوں کو سیاسی، سماجی، معاشی اور تعلیمی اعتبار سے محکوم بنائے رکھنے کی ایک منظم حکمت عملی تیار کی۔ مسلمانوں میں فساد اور فرقہ پرستی کے ذریعے احساس عدم تحفظ پیدا کرکے ان کو نفسیاتی طور پر ایک خائف ذہنیت کا شکار بنانا اس حکمت عملی کا ایک اہم جز تھا۔ادھر معاشی طور پر مسلمانوں کی کمر توڑنے کیلئے بھارت میں 1952ء میں زمینداری نظام ختم کردیا گیا۔ یوں تو زمینداری کا خاتمہ ایک انقلابی قدم ہے مگر ہندوستانی نظام نے زمینداری خاتمے کو مسلمانوں کی کمر توڑنے کیلئے استعمال کیا۔ کیونکہ آزادی کے وقت تک بھارت کی معیشت زمیندارانہ تھی اور مسلمان ایک عرصہ دراز تک بھارت کے حاکم رہے تھے اس لیئے وہ معاشی طور پر بہت حد تک زمیندارانہ معیشت میں زیادہ تھے جیسے ہی زمینداری کا خاتمہ ہوا ویسے ہی مسلم نواب رجواڑے تو خاک میں مل گئے لیکن ہندو راجے رجواڑے آج بھی پھل پھول رہے ہیں۔ گھبرا کر مسلمان زمینداروں نے عدالت کا رخ کیا تو ان کی املاک اور زیورات وکیلوں کی فیس کے نام پر بنیوں کے بہی کھاتوں کی نذر ہوگئے اور کل کا مسلمان نواب راتوں رات دو روٹی کا محتاج ہوگیا۔ اس طرح پرانی زمیندارانہ معیشت تو مسلمانوں کے ہاتھ سے گئی اور آزادی کے بعد بھارتی سرکار نے ملازمت کے ذریعے اور بنیوں نے فیکٹریوں کے ذریعے ملک میں نئی معیشت پیدا کی، اس میں مسلمانوں کو نمک کے برابر بھی حصہ نہیں دیا گیا۔۔۔۔آزادی کے بٹوارے کے بعد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں اقلیتوں

کو مذہبی اعتبار سے مکمل حق حاصل رہے ہیں، ان کے تحفظ کا ہمیشہ خیال رکھا گیا انہیں تمام معاملے میں شامل کیا گیا چاہے نمائندگی کی نشست ہوں یا روزگار کا عمل، تعلیم و صحت کی سہولتیں ہوں یا مذہبی آزادی گو کہ پاکستان میں اقلیت کبھی بھی اپنی آپ کو اقلیت نہیں سمجھتا۔۔۔پاکستان میں اقلیتوں کو کاروبار ہو یا زمینداری، صنعت ہو یا تجارت میں ہر طرح معاشی، اخلاقی سطح پر حکومتی اور پرائیویٹ سطح پر بھرپور تعاون کیا جاتا ہے۔روزگار میں کسی طور پر نہ رکاوٹ ہوتی ہے اور نہ کمی۔بھارت اپنے اقلیتوں کے ساتھ انتہائی برے سلوک کا عادی ہے اس لیئے وہ نہیں چاہتا کہ پاکستان میں کسی طور پر امن قائم ہوسکے، اس لیئے اپنے تمام تر قوت پاکستان اور پاکستان کو تحفظات پہنچانی والی ایجنسیوں کے خلاف آئے روز جھوٹے پروپیگنڈے پھیلانے کی کوشش کرتا ہے۔اگر اقوام متحدہ سچائی، حقیقی بنیادوں پر تحقیق کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ بھارت کے سیاسی لیڈران اور حکمران جرائم اور منفی سوچ رکھتے ہیں اور وہ خود اپنے ملک بھارت میں کس قدر دہشت گردی، فرقہ پرستی، تعصب، اقربہ پروری میں ملوث پائے جائیں گے۔بھارتی ایجنسی راسلسل پاکستان کے اندرونی و خارجی معاملات میں دخل اندازی کرتے رہتے ہیں۔امریکا کو بھارت کے شر و فساد نظر نہیں آتے جو پاکستان اور پاکستان کے مخلص ایجنسیوں کو دباؤ کے تحت انہیں کمزور کرنے پر تلے ہوئے ہیں، اور ہمارے غیور، بہادر ایجنسیوں کے سربراہ انہیں ناگوار گزر رہے ہیں۔۔۔پہلے بھارت اپنے اقلیتوں کو حق دے پھر

پڑوسی ملکوں کی بات کرے، اپنے فرائض سے بھاگنے کا یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔۔۔؟؟

یوم تاسیس۔۔۔ متحدہ قومی موومنٹ

برصغیر پاک و ہند میں جب انگریز حکمرانوں کا آخری دور تھا، تو اس وقت دو ایسی مسلمان شخصیات ابھر کر سامنے آئیں جنھوں نے تعلیم وتربیت، ادب و احترام، صحافت، سیاست اور دین اسلام میں بڑا مقام حاصل کیا۔۔۔۔۔انھیں جوہر برادران کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ان میں ایک مولانا شوکت علی جوہر اور دوسرے مولانا محمد علی جوہر تھے۔۔۔۔ان دونوں بھائیوں نے مسلم امہ بالخصوص برصغیر پاک و ہند کو نئی راہ اور سوتی ہوئی قوم میں تازہ روح پھونکی۔۔آپ برادران نے مسلمانان ہند کے مستقبل کے تحفظات کو روشناس کراتے ہوئے آنے والی نسلوں کو ہندوستان میں اپنی شخصیت بنانے کی جستجو پیدا کی تاکہ انگریزوں کی غلامی سے نکل کر آزاد مسلم قوم بن کر ابھریں۔آپ بھائیوں نے نہ صرف سیاست کی اصل صورت سے روشناس کرایا بلکہ اپنی علمی جہتوں کے ذریعے دیگر قوموں کو پسپا کرڈالا، جوہر برادران تحریر و تقریر میں کمال حد درجہ مقام رکھتے تھے، آپ بھائیوں کی تقاریر حق و سچ کی ترجمانی پیش کرتی تھیں اور آپ بھائیوں نے اپنے مشن اور تحریک کیلئے پوری زندگی صرف کردی اور جو کچھ تھا سب لٹا ڈالا، نہ کبھی دولت و شہرت کی تمنا کی، تو نہ کبھی غرور و تکبر کو پاس آنے دیا، سچائی اور لگن میں اس قدر محویت اختیار کی کہ اپنے تن من کا احساس نہ رہا اور جوہر برادران نے اس

تحریک اور مشن میں انتہائی مصیبتیں ، صعوبتیں، اذیتیں اور جیل کی سلاخوں کے پیچھے سخت زندگی گزاری۔۔۔۔ ان کی جدوجہد کا مسلمانان ہند پر ایسا اثر ہوا کہ بھارت کے مسلم جاگ اٹھے اور انھوں نے اپنی شناخت اور آزادی کا احساس بیدار کرلیا۔۔۔ جوہر برادران کی اس داغ بیل کی بناء پر تحریک آزادی معروض وجود میں آئی اور مسلمانان ہند کو احساس ہوگیا کہ انگریزوں کے بعد وہ ہمیشہ کیلئے ہندوؤں کے غلام بن کر رہ جائیں گے اور اسی احساس نے تحریک پاکستان کو جنم دیا۔

تحریک پاکستان کے ولولہ انگیز، مجاہدوں ، شجاعت مندوں، جرات مندوں کی اولادیں جب تقسیم پاکستان پر پاکستان آئیں تو ان میں بیشتر ایسے خاندان بھی تھے جنھوں نے گمنامی میں رہ کر بھی تحریک پاکستان کیلئے گاؤں گاؤں ، کریہ کریہ ، شہر شہر تحریک میں اپنا کردار ادا کیا جبکہ ان کی علمی ، فکری، دانشمندی کمال کی حد تک تھی۔۔۔ بیشتر علی گڑھ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل طالبعلم تھے تو کئی فن میں مہارت کے مالک تھے ۔۔۔ پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے اس سرزمین پاک میں کوئی خاطر خواہ ترقی نہیں تھی۔۔۔ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد ان ہجرت کرنے والی قوم نے اس وطن عزیز میں چار چاند لگا دیئے اور کم سہولیات ہونے کے باوجود شب و روز اس وطن کی ترقی میں صرف کر دیئے اور پاکستان میں صنعت و تجارت، ہنر و کاریگری، پیداوار کو بڑھا کر

دنیا میں جلد مقام پیدا کر دیا، ہجرت کرنے والوں نے از سر نو اپنی زندگیوں کو اسلام، پاکستان میں ایسے نظام کو بنایا جس میں عدل و انصاف، بھائی چارگی، پیار و محبت، ایثار و قربانی، امن و شانتی، تعلیم و تربیت اور زراعت و صنعت کی پیداوار میں اضافہ شامل تھا یہی وجہ ہے کہ اس دور میں کچھ نہ ہونے پر بھی بہت کچھ تھا اور پوری قوم یکجا ہو کر ایک مسلم ایک پاکستانی بن کر اس ملک کی ترقی میں اپنا کردار پیش کر رہی تھی ۔۔۔۔۔ ابتدائی دور تقریباً 1969ء تک اس وطن عزیز پاکستان میں امن و امان اور خوشحالی کا دور دورہ تھا کوئی بھی پاکستانی اپنے آپ کو غیر محفوظ نہیں سمجھتا تھا شب و روز بازار اور کاروبار چل رہے تھے لیکن دشمنان پاکستان کو یہ کیسے گوارا تھا کہ پاکستان خوشحالی اور امن و امان میں رہے ۔۔۔ دشمنان پاکستان نے سب سے پہلے پاکستان کی سیاسی و انتظامی معاملات میں قدم جمانے شروع کر دیئے اور پھر نفرت، عصبیت، تعصب اور اقربہ پروری کا ایسا زہر ڈالا جس سے آپس میں خون کے پیاسے ہو گئے اور پاکستان کا امن برباد کر ڈالا (جس کا اثر آج تک قائم ہے بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس زہر میں اضافہ ہی ہوا ہے) ہم ماضی قریب کے تلخ لمحات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جن کے ماں باپ نے لاکھوں جانوں اور املاک کا نذرانہ پیش کیا انہی کی نسلوں سے پوچھا گیا کہ تم کون ہو۔۔۔۔۔ تمہاری شناخت کیا ہے۔۔۔۔۔ پیچھے سے تم کہاں سے تعلق رکھتے ہو؟؟ گویا جیسے یہ پاکستانی شہری نہیں بلکہ کسی اور ملک کے

ہوں۔۔۔۔۔۔، شہدائے پاکستان کی نسلوں سے نفرت، تعصب، اقربہ پروی کا برتاؤ پاکستانی شہریت کے حقوق سے محرومی، روزگار کے مواقع پر بندش، کاروبار میں رکاوٹ، گو کہ کسی پہل بھی جینے کی راہ نہ دی۔۔۔۔پھر زمانے نے دیکھا کہ جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں لاکھوں کی تعداد میں افغانی آ بسے اور ان کی آمد پر منشیات و اسلحہ اور جرائم کے تحفہ اس قوم کو ملے اور لاکھوں تارکین وطن سرزمین پاک میں نرم ہوگئے ۔۔۔۔انتظامیہ اور پولیس چند ٹکڑوں پر بک گئی اور عدلیہ منہ تکتی رہ گئی کیونکہ ضیاء الحق کی آمرانہ حکومت تھی اور سیاست پر ضیاء الحق کی اجارہ داری تھی، لیکن آج جمہوری حکومت ہے پر ضیاء کے دور حکومت سے بھی کمزور اور لاغر، جس میں جرائم کی کوئی حد نہیں، اور قتل و غارت گری کا کوئی مقام نہیں۔۔ تحریک پاکستان کی نسلوں کے استحصال، سلبِ حقوق اور بدترین برتاؤ پر چند کراچی یونیورسٹی کے طالبعلموں نے ایک مشن اور تحریک کا اعلان کیا۔جس میں حقوق سے محروم قوم مہاجروں کیلئے ایک پلیٹ فارم بنایا گیا۔۔جس کا نام آل پاکستان مہاجر قومی موومنٹ رکھا۔۔۔اس مشن کے روح رواں قائد تحریک الطاف حسین ہیں، آپ اور آپ کے رفقائے کار تحریکی ساتھیوں نے انتہائی مصیبتیں، عصوبتیں، تکلیفیں، مشکلات، اذیت اور جیلوں کی سزا بھگتی لیکن قائد تحریک الطاف حسین اور ان کے ساتھی سیسہ پلائی دیوار کی طرح مضبوط، مستحکم اور یکجان رہے، ان سب کی سچائی کا یہ اثر ہوا کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ قوم میں اس مشن کا شعور بیدار ہونے لگا اور جوق در جوق اس تحریک

میں شامل ہونے لگے۔۔۔ پھر قائد تحریک نے محسوس کیا کہ اسے باقائدہ سیاسی جماعت کی شکل دی جائے تو اس پلیٹ فارم سے متحدہ قومی موومنٹ کا آغاز ہوا۔۔۔۔۔سب سے پہلے متحدہ قومی موومنٹ نے 1988ء کے الیکشن میں حصہ لیا۔دنیا نے دیکھا کہ متحدہ قومی موومنٹ نے سندھ میں بہت بڑی مقدار میں سیٹیں حاصل کیں اور سندھ حکومت کا ایک بڑا حصہ بنی۔۔۔۔وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ نہ صرف اس تحریک کو مقبولیت حاصل ہوئی بلکہ عوام نے بھرپور اپنے ووٹوں سے بھی نوازا۔۔۔۔ متحدہ قومی موومنٹ ہر الیکشن میں امتیازی ووٹوں سے ہمکنار رہی ہے لیکن آج تک پاکستان کی دیگر سیاسی جماعتوں نے اسے دل سے قبول نہیں کیا، یہی وجہ ہے کہ انہیں عوامی خدمات پیش کرنے کیلئے نت نئے انداز سے روکا جاتا رہا، لیکن قائد تحریک اپنے تحریکی ساتھیوں کو حوصلہ دیتے رہے، مشکل وقت میں بھی عوامی خدمات پیش کرنے کا عندیہ دیتے رہے۔ قائد تحریک نے اس تحریک کو نہ صرف مظلوم مہاجروں کی حد تک محدود کیا بلکہ اب اسے پاکستان میں بسنے والے تمام مظلوموں کی جماعت بنادیا گیا ہے۔۔ قائد تحریک الطاف حسین کا یہ خواب اور مشن ہے کہ پاکستان سے غربت، فاقہ کشی، بیروزگاری، مظلومیت کا مکمل خاتمہ ہو۔ گزشتہ دور حکومت میں صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف نے متحدہ قومی موومنٹ کو مکمل سیاسی سہارا دیا تو پاکستان کی عوام کے ساتھ ساتھ دنیا نے بھی دیکھا کہ چند عرصہ میں متحدہ قومی موومنٹ نے سندھ کے چھوٹے بڑے شہروں کو جدید خطوط پر استوار کیا۔۔۔اگر دیگر سیاسی جماعتیں متحدہ قومی موومنٹ سے

مثبت انداز اپنائیں اور انہیں آزادی جمہوریت کے تحت کام کرنے دیا جائے تو یقیناً سندھ کی ترقی و کامرانی اعلیٰ انداز سے نظر آئے گی، اس کی وجہ متحدہ قومی موومنٹ میں ایسا نظام مربوط ہے کہ وزیر سے لیکر ایک کارکن تک سب کے سب برابری حیثیت کے مالک ہیں جبکہ کارکن کی اہمیت کچھ زیادہ ہے اور اس نظام کی نگرانی خود قائد تحریک الطاف حسین فرماتے ہیں اسی لیئے کسی کا بھی مسئلہ اگر حل نہ ہو رہا ہو تو وہ براہ راست قائد تحریک الطاف حسین سے رابطہ کر سکتا ہے اور اس تحریک میں بہت زیادہ توازن رکھا گیا ہے تاکہ کسی کو بھی شکایت کا موقع حاصل نہ ہو اور اگر کسی بناء پر مسئلہ درپیش ہو جائے تو فی الفور حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔۔۔ قائد تحریک نے اپنے کارکنوں کو ایسی تعلیم و تربیت دی ہے جس میں کارکن ایک نفیس، مہذب، با اخلاق اور مہربان نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ قائد تحریک خود ایک پڑھے لکھے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اسی لیئے آپ کی تنظیم میں ادب و احترام، تہذیب و تمدن، اخلاق و کردار کی اعلیٰ جھلک نظر آتی ہے لیکن آج کل چند ایک ایسے لوگ گھس آئے ہیں جنھوں نے صرف اس جماعت کو اپنے مفادات کا حصہ سمجھ لیا ہے، اور یہ بھول گئے ہیں کہ قائد تحریک کو ایسی حرکات قطعی پسند نہیں جو کوئی کسی بھی حقدار اور مستحق کو روکے، ایسے لوگ عظیم قائد اور تحریک کے خیر خواہ نہیں۔۔۔۔؟؟ ان لوگوں کی وجہ سے تحریک کی ساکھ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ایسے لوگ نہایت ہی کم مقدار میں ہیں، مانا کہ ہر جماعت میں اچھے اور برے لوگ ہوتے ہیں مگر

قائد تحریک نے اس تنظیم کو اس طرح ڈھالا ہے کہ اگر کسی میں خدوخال بھی ہے تو وہ اپنے اس خامی کو دور کرلیتا ہے، ورنہ اسے تنظیم بیدخل کردیا جاتا ہے پھر تنظیم میں اس کی کوئی جگہ نہیں ہوتی۔۔۔ بس ان چند مفاد پرست لوگوں پر سختی برتی جائے تو یقینا متحدہ قومی موومنٹ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔۔۔۔ متحدہ قومی موومنٹ ایک عظیم مشن اور عظیم تحریک کا نام ہے کیونکہ اللہ ہی نیک کاموں کیلئے اپنے بندے چنتا ہے اور یہ تحریک اچھے اسلوب کیلئے چنی گئی ہے اور زمانہ دیکھے گا کہ پاکستان، وہی پاکستان بنے گا جس کی آزادی کے لیئے لاکھوں جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا۔۔۔ ایک مستحکم، مضبوط، خوشحال پاکستان اور یہ متحدہ قومی موومنٹ کے مشن اور تحریک کے ذریعے ہی ابھرے گا۔۔۔۔آمین

تقدس رمضان اور انسانی بھینٹ

رمضان قمری تقویم کا نواں مہینہ ہے، یہ مہینہ مسلمانوں ہی کے لیے نہیں، انسانوں کے لیے بھی بہت اہم ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جب گمراہی کے صحرا میں بھٹکتی انسانیت کی صدائے العطش، آسمان نے سنی اور باران ہدایت کو عرب کے بیابانوں پر برسنے کا حکم دیا۔ پھر اس سرزمین سے ہدایت کے وہ چشمے ابلے جن سے پوری انسانیت سیراب ہو گئی۔۔ یہ وہ مہینہ ہے جب ظلم کی چکی میں پستی اور سسکتی ہوئی انسانیت کی صدائے عدل کا جواب کائنات کے بادشاہ نے عدل سے نہیں، احسان سے دیا۔ اس طرح کہ قیامت تک کے لیے قرآن کو وہ فرقان بنا کر زمین پر اتارا کہ جس کی ہدایت نے دھرتی کو امن و سکون سے بھر دیا۔ ماہ رمضان ایک دفعہ پھر اہل زمین کے سروں پر سایہ فگن ہے۔ اس حال میں کہ آج ہر طرف ظلم اور گمراہی کا دور دورہ ہے۔ انسانیت کے مصائب کا علاج آج بھی یہی ہے کہ قرآن کی ہدایت لوگوں کے سامنے رکھی جائے اور لوگ اسے قبول کرلیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن اور رمضان کا تعلق اس طرح بیان کیا ہے۔۔۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ (سورۃ البقرہ، پارہ ۲، آیت ۱۸۵)۔۔۔

رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، لوگوں کے لیے رہنما بنا کر اور

نہایت واضح دلیلوں کی صورت میں جو اپنی نوعیت کے لحاظ سے سراسر ہدایت بھی ہیں اور حق و باطل کا فیصلہ بھی۔۔۔۔۔یَاَیُّھَا النَّاس اتَّقوا رَبَّکُم اِنَّ زلزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیءٌ عَظِیم۔یومَ تَرَونَھَا تَذھَلُ کلّ مرضِعَۃٍ عَمَّا اَرضَعَت ۔ وَتَضَعُ کلّ ذَاتِ حَمل حَملَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکَارَی وَمَا ھُم بِسُکَارَی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِید. (سورۃ الحج ، پارہ ۲۲، آیت ۱ تا ۲)

اے لوگوں ! اپنے رب سے ڈرو۔ بے شک قیامت کی ہلچل بڑی ہی ہولناک چیز ہے۔ جس دن تم اسے دیکھوگے،اس دن ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور ہر حاملہ اپنا حمل ڈال دے گی اور تم لوگوں کو مدہوش دیکھوگے حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ہے ہی بڑی ہولناک چیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو لوگ قرآن کی اس پکار پر توجہ دیتے ہیں اور آخرت کی کامیابی کو اپنی منزل بنالیتے ہیں قرآن ان کے سامنے ایک واضح نصب العین رکھتا ہے۔ فرمایا۔۔قَدَ اَفلَحَ مَن تَزَکّی (الاعلیٰ 87:14)۔۔بے شک فلاح پا گیا وہ شخص جس نے پاکیزگی اختیار کی۔۔وَنَفس وَمَا سَوّاھَا. فَاَلھَمَھَا فُجُورَھَا وَتَقوَاھَا. قَد اَفلَحَ مَن زَکّاھَا. وَقَد خَابَ مَن دَسّاھَا. (الشمس 91:6-10)اور نفس گواہی دیتا ہے، اور جیسا اسے سنوارا۔ پھر اس کی نیکی اور بدی اسے سجھا دی کہ فلاح پا گیا وہ، جس نے اس کو پاک کیا اور نامراد

ہوا وہ جس نے اسے آلودہ کیا۔ یَاَایھاالَّذینَ آمَنوا کتِبَ عَلَیکم الصِّیَام مَا کتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِن قَبلِکم لَعَلَّکم تَتَّقونَ. (سورۃ البقرہ، پارہ ۲، آیت ۳۸۱)۔۔ ایمان والو، تم پر روزے فرض کئے گئے تھے، جس طرح تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم اللہ سے ڈرنے والے بن جاؤ۔ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔۔۔۔ نوم الصائم عبادۃ و صمتہ تسبیح و عملہ متقبل و دعائہ مستجاب عند الافطار دعوۃ لاترد۔۔ روزے دار کی نیند عبادت اور اسکی خاموش تسبیح اور اسکا عمل قبول شدہ ہے، اسکی دعا مستجاب ہو گی اور افطار کے وقت اسکی دعا رد نہیں کی جائے گی۔ حضرت فاطمۃ الزہرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔۔ فرض اللہ الصیام تثبیتاً للاخلاص۔۔۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے روزے کو اس لئے واجب کیا ہے تاکہ لوگوں کے اخلاص کو محکم کرے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔۔۔ لکل شی زکواۃ وزکواۃ الابدان الصیام۔۔ ہر چیز کی زکات ہے اور انسانوں کے بدن کی زکات روزہ ہے۔۔ علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ الصوم عبادۃ بین العبد و خالقہ لایطلع علیھا غیرہ و کذلک لا یجاری عنھا غیرہ۔۔۔ روزہ اللہ اور انسان کے درمیان ایک ایسی عبادت ہے جس سے اللہ کے سوا کوئی آگاہ نہیں ہوتا لہٰذا اللہ کے علاوہ کوئی اور اس کا اجر ادا نہیں کر سکتا۔۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ الا اخبرک بابواب الخیر؟ الصوم جنۃ من النار۔ کیا میں تمہیں نیکی کے دروازوں کی خبر نہ

دوں؟ اسکے بعد فرمایا: روزہ آتش جہنم کی ڈھال ہے۔۔ پیغمبر اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔۔۔۔ان من الدنیا احب ثلاثہ اشیاء الصوم فی الصیف والضرب بالسیف واکرام الضیف۔۔ میں دنیا میں سے تین چیزوں سے محبت کرتا ہوں، موسم گرما کا روزہ، راہ خدا میں تلوار چلانا اور مہمان کا احترام کرنا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔۔۔الصوم لی وانا اجزی بہ۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا اجر و ثواب دوں گا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ الصوم یسود وجھہ الشیطان۔ روزہ شیطان کے چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اغزوا تغنموا و صوموا تصحوا سافروا تستغنوا۔ جنگ و جہاد کرو اور غنیمت حاصل کرو، روزہ رکھو تاکہ سلامت رہو اور سفر کرو تاکہ بے نیاز اور غنی ہو جاؤ۔۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یا جابر ھذا شھر رمضان من صام۔۔" سب سے پہلی خاصیت یہ ہے کہ قرآن، جو ہدایت اور انسانی رہبری کی کتاب ہے اور جس نے اپنے قوانین اور احکام کی صحیح روش کو غیر صحیح راستے سے جدا کر دیا ہے اور جو انسانی سعادت کا دستور لے کر آئی ہے، اسی مہینے میں نازل ہوا ہے۔ "۔۔ نھارہ و قام وردا من لیل و عف بطنہ وفرجہ وکف لسانہ خرج من ذنوبہ کخروجہ من الشھر فقال جابر یا رسول اللہ ما احسن ھذا الحدیث فقال

رسول اللہ یا جابر و ما اشد ھذا الشروط۔۔اے جابر، یہ ماہ رمضان کا مہینہ ہے، جس نے اس ماہ میں روزہ رکھا، رات دعا اور عبادت میں گزاری، پیٹ اور شرم گاہ کی عفت کا خیال رکھا اور زبان کو قابو میں رکھا وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل گیا جیسے ماہ رمضان سے نکل گیا۔ جابر نے عرض کی یا رسول اللہ یہ حدیث کس قدر اچھی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جابر ان شروط پر عمل کرنا اور انکی رعایت کرنا بھی کس قدر مشکل ہے۔امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔ فالصوم یمیت مراد النفس و شھوا الطبع فیہ صفاء القلب وطھار الجوارح و عمار الظاھر والباطن والشکر علی النعم والاحسان الی فقراء و زیاد التفرع والخشوع والبکاء و حبل الالتجاء الی اللہ و سبب انکسار الشھو و تخفیف الحساب وتضعیف الحسنات و فیہ من الفوائد ما لایحصی۔۔۔رسول اللہ صلی اللہ علی وآلہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ خواہشات نفسانی اور طبیعت کی شہوت کو کمزور کرتا ہے، قلب کی پاکیزگی، بدن کے اعضاء کی صفائی کا باعث بنتا ہے اور انسان کے ظاہر و باطن کو آباد کرتا ہے۔ نیز نعمت کے شکر، فقرا پر احسان، اور پروردگار کی بارگاہ میں تضرع اور خشوع اور گریہ وزاری کا سبب بنتا ہے۔ اسی طرح خدا کی محکم رسی سے تمسک اور شہوت کے ختم ہونے اور حساب کتاب میں تخفیف اور نیکی کے دوبرابر ہونے کے علاوہ بے شمار حسنات و فوائد کا موجب بنتا ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔۔۔ان للجن

بابا یدعی الریان لا یدخل منھا الا الصائمون۔۔۔ بہشت کا ایک دروازہ ہے جسکا نام ریان یعنی سیراب کرنے والا ہے۔ اس میں سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔۔ معزز قارئین آج کے عنوان کی نسبت سے قرآن، احادیث اور روایات کو بیان کرکے اس حقیقت کو واضع کرنے کی کوشش کی ہے کہ ماہ رمضان برکتوں، رحمتوں، مغفرتوں اور انعامات کا مہینہ ہے جس میں اپنے دانستہ و غیر دانستہ گناہ کبیرہ سے خلاصی حاصل ہوجاتی ہے اس ماہ مبارکہ میں دنیائے تاریخ کا بدترین وقت سفر ہورہا ہے جس میں آئے روز روزداروں کو بلا قصور بے دردی سے ہلاک کیا جارہا ہے، کہیں بس و ویگنیں لوٹی جارہی ہیں تو کہیں تاجروں کو کفن کے ٹکڑے بھیجے جارہے ہیں، اغوا، تاوان، قتل و غارت، ظلم و تشدد کا ایسا بازار گرم ہوچلا ہے کہ ظالموں کو مقدس ماہ رمضان کا احساس بھی نہ رہا ہے۔۔۔۔ کراچی میں ہر سیاسی پارٹی اب بھتہ خوری میں مکمل عیاں ہوچکی ہے، جس میں لیٹرے، غنڈے اور پولیس، سی آئی اے، اینٹی کرپشن کے ادارے اور مختلف مافیا سرگرم عمل ہوچکی ہے کیونکہ ان سب کی پشت پناہی کسی نہ کسی سیاسی جماعت کا حصہ ہیں، قانون بے غیرتی کی انتہا کو پہنچ گیا ہے یہاں قانون میں انسانی جانوں کی قیمتیں متعین ہوچکی ہیں، یوں لگتا ہے شہر کراچی میں جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے محاورے کے تحت نقش عمل اختیار کیا جارہا ہے۔

بات چلی کراچی کے حالات کی تو اس بات کو قطعی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ

اس روایات کو سب سے پہلے کس نے جنم لیا اور ان کی دیکھی پھر سب لت گئے اس گہرے غلیظ عمل میں ، لیاری ہو یا کٹی پہاڑی ان جگہوں پر سرے عام جرائم پیشہ افراد اور لینڈ مافیا قابض ہونے کے ساتھ بڑی دلیری اور بربریت سے ظلم و تشدد کرتے رہتے ہیں اور قانون، محافظین ان کی غلامی کرتے تھکتے نہیں ! ! آخر کب تلک یہ سلسلے جاری رہیں گے۔۔۔ حیرت اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ یہ سب کے سب مسلمان بھی ہیں اور پاکستانی بھی پھر اس مقدس ترین مہینہ کو بھی نہیں بخشا ان ظالموں نے ۔۔۔ حکومت وقت انتہائی کاذب اور دھوکے باز ہے اسے نہ عوام کی جانوں کے تحفظ کا احساس ہے اور نہ پاکستان کی سلامتی کا، ظلم و بربریت کا عالم تو یہ ہوچلا ہے کہ زندوں کو کہیں جلایا جارہا ہے تو کہیں ان کے جسموں میں ڈرل مشن سے سوراخ کرکے انہیں ٹکڑے کرکے اذیت ترین موت دی جارہی ہے کیا پاکستان کی افواج نے اپنی عزتیں اس حکومت کے آگے رکھ دی ہیں ، ایوانوں میں بیٹھنے والے تمام ممبران اسی سازش کا حصہ معلوم ہوتی ہیں کیونکہ نہ ایوان میں شورش پائی جارہی ہے اور نہ عدلیہ عظمیٰ کا احساس ہے ، اب تو قانون واقعی انصاف کے معاملہ میں اندھا، کانا اور بہرہ ہوچکا ہے حقائق سامنے ہوتے ہوئے بھی کوئی احکام جاری نہیں کیئے جاتے کیونکہ ایوان صدر سے ان کیلئے تحائف پیش کیئے جاتے ہیں اسی لیئے تمام سیاستدان، بیوروکریٹس، جنرلز، جسٹس، ایجنسیاں منہ سدھ لیئے بیٹھے ہیں نجانے ان کی خاموشی کب تک رہے گی کہیں دیر نہ ہوجائے ورنہ یونہی قتل و غارت انقلاب برپا

نہ کرڈالے۔۔۔ یہ حقیقت ہے کہ موجودہ حکومت تحفظ پہنچانے کیلئے بری طرح ناکام ہوچکی ہے ، اس حکومت کو سوائے ممبران اسمبلی اور وزراء کی سیکیورٹی کے علاوہ کچھ سجائی نہیں دیتا ، یہ حفاظتی دائرے میں رہتے ہوئے عوام الناس کو جنگلی بھیڑیئے کے حوالے کردیا ہے جو امیر و غریب سب کو غرق کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور عوام کی جان و مال کو نوچنے میں اس قدر مشغول ہیں کہ انہیں نہ خوف خدا رہا ہے اور نہ عذاب الٰہی کا احساس ، یہ حکومتی اور سیاسی پشت پناہی پر بہت مطمعین دکھائی دیتے ہیں یہاں میں یہ کہتا چلوں کہ ظلم جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو مٹ جاتا ہے اور اب وقت ظالموں کے اختتام کا ہونے والا ہے اور دنیا دیکھی گی کہ غدار وطن اس سرزمین سے نیست و نابود ہوجائیں گے اور پاکستان صرف سچے پاکستانیوں پر محیط ہوگا۔۔۔ انشاءاللہ۔۔

کراچی میں قتل وغارت ۔۔۔ حقیقت عیاں

کراچی میں باقائدہ منصوبہ بندی کے تحت قتل و غارت گری کا جو بازار گرم کیا گیا ہے وہ آج تک تسلسل کے ساتھ رواں دواں ہے ، موجودہ دور حکومت میں ان حالات کو پیدا کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی یہ غور طلب بات ہے۔ روز کہیں نہ کہیں ، کسی نہ کسی جگہ اغواء قتل و غارت ، ٹارگٹ کلنگ کا عمل اس طرح عمل پزیر ہے جیسے سرزمین پاکستان میں نہ لاء آڈر ہے اور نہ آئین ۔۔۔ دہشت گرد سر عام آزادی کے ساتھ خون کی ہولی کھیل رہے ہیں ، گزشتہ روز میرے دوستوں کے ساتھ ایسے واقعات پیش آئے جو حکومت کے دعوؤں کی قلعی کھول دیتا ہے اور ان واقعات سے حقیقت عیاں ہوجاتی ہے کہ کراچی میں اس بربریت کے پیچھے کون سے عوامل کارفرما ہیں ۔۔۔ میرے کچھ دوست نجی چینل کی ڈیوٹی سے فارغ ہونے کے بعد لسبیلہ چوک کراچی جہاں پشاوری جوتوں کی دکانیں بھرمار ہیں وہاں گزشتہ شب خریداری کرنے گئے ، ابھی یہ دکان میں خریداری کر رہے ہی تھی کہ اچانک سات سے آٹھ کی تعداد میں کچھ جوان لڑکوں نے ان کے کمر اور گردن پر اسلحہ تان لیا اور ساتھ والی پتلی گلی میں لے گئے کافی اندر لے جانے کے بعد ایک مکان میں الٹا لٹکا دیا ، اسلحہ اس قدر تھا کہ حیرت سے آنکھیں پھٹ گئیں ، پہلا سوال یہ تھا کہ تم اردو بولنے والے ہو اور کس تنظیم اور یونٹ سے تعلق رکھتے ہو ۔۔۔ دوستوں نے کہا کہ ہم میڈیا

سے تعلق رکھتے ہیں اس پر انھوں نے شناخت طلب کی تو میرے دوستوں نے اپنے ٹی وی چینل کے سروس کارڈ دکھائے اور جب انھیں مکمل یقین ہوگیا کہ ان کا سیاسی جماعت سے دور دور تک تعلق نہیں تو انھوں نے میرے دوستوں کو رہا کردیا۔۔۔ اسی طرح ایک دوسرا واقعہ ایک روز پہلے پیش آیا میرے کولیگ دوست ٹی وی چینل کی ایک شوٹ پر شیر شاہ سے کچھ پہلے وقت ظہر پر گئے تو افطار سے کچھ لمحے پہلے واپسی پر ایک سیاہ رنگ کی لینڈ کروزر جس کے شیشے بھی سیاہ تھے قریب آکر رکی اور کولیگ ساتھیوں کو گاڑی میں ڈال دیا صرف اگلی سیٹ تھیں پچھلی سیٹیں نکلی ہوئی تھیں ، گاڑی کے فرش پر خون بھرا پڑا جہاں چاقو، چھریاں، بغدے بھی تھے اور قریب پہلے سے اغوا کیئے ہوئے دو نوجوان جو چہرے سے اردو بولنے والے لگ رہے تھے انتہائی خوف کے عالم میں بیٹھے تھے۔ انہیں بھی ان کے ساتھ بیٹھا دیا گیا ، قریب کلاشنکوف اور نجانے کون کون سے جدید اسلحہ سے لیس تھے۔ ان کولیگ کے ساتھ ہمارا پٹھان ڈرائیور بھی موجود تھا جو پشتو میں کہہ رہا تھا کہ یہ میڈیا کے لوگ ہیں ان کا کسی سے لینا دینا نہیں یہ تو ڈیوٹی پر شوٹنگ کرنے آئے ہیں لیکن اغواکنندگان باز نہیں آرہے تھے، جب لینڈ کروزر سی مینز چورنگی کے قریب ہی پہنچی تھی تو ڈرائیور نے چلانا شروع کردیا اور گاڑی کا دروازہ کھول دیا اسی اثناء میں نجی چینل کے ساتھیوں نے گاڑی سے چھلانگ لگا دی اور لینڈ کروزر والوں نے پہلے سے موجود لڑکوں کو کراچی سے باہر جانے والے راستے پر گاڑی دوڑا دی یاد رہے اغواکنندگان کے چہرے پشتو

اور بلوچیوں سے مل رہے تھے یہ دو واقعات میڈیا سے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ پیش آئے ہیں نجانے عام سادھے نوجوان کتنے بے قصور موت کی گھاٹ اتارے جا چکے ہیں ، درحقیقت یہ جنگ مال و دولت اور طاقت کی چل پڑی ہے ، یہ مکمل سیاسی مافیہ ہے جو لاشوں پر سیاست کا یقین رکھتی ہیں، پاکستان اور بیرون ممالک پاکستانی سیاسی تنظیموں کو اچھی طرح واقف ہو چکی ہیں کہ وہ جماعتیں کون کون سی ہیں ۔۔۔۔۔ وفاقی وزیر رحمان ملک، صوبائی وزیر منظور وسان اور گورنر سندھ عشرت العباد یہ تینوں ان حالات پر شتر مرغ کی طرح اپنی گردنیں کیوں ریت میں چھپائے بیٹھے ہیں اور پولیس ، رینجرز کو مکمل اختیارات کیوں نہیں دیتے ! ! آخر کیا قباحت ہیں ؟؟ شائد ان لیڈران کی نیتوں میں کوئی فتور ہے اور ان کے عزائم کچھ اور ہی ہیں ۔۔۔۔۔۔ یاد رہے کراچی کے بگڑتے حالات میں متحدہ مومی موومنٹ کا عملی مظاہرہ پیش نہ کرنا اور صرف اور صرف فطرہ، زکواۃ، خیرات اور صدقات کو جمع کرنا ، مکاتب فکروں کیلئے لمحہ فکریہ بن گیا ہے اور کراچی کے اردو بولنے والے ذی شعور ، ادیب، شاعر، فلسفی، صحافی، کالم کار، اسکرز، ایڈیٹرز اور دیگر پڑھے لکھے حضرات ان حالات کی ذمہ داریوں میں متحدہ قومی موومنٹ کو بھی حکومت وقت کے ساتھ شامل کرتے ہیں کیونکہ متحدہ قومی موومنٹ کو کوئی فکر نہیں کہ روز اموات ہو رہی ہیں پھر بھی اس کا کوئی سدباب کرنے سے کترا رہے ہیں

جنرل پرویز کیانی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اگر حکومت اجازت دے تو وہ کراچی کے حالات کو کنٹرول کر دیں گے لیکن جنرل پرویز کیانی اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ موجودہ حکومت ہر گز نہیں چاہے گی کہ حالات بہتر ہوں کیونکہ وہ دیگر ایسی جماعتوں کے اشتراک سے لوٹ مار اور قتل و غارت گری سے عوام کو خوف میں مبتلا کرکے انھیں کمزور کر دینا چاہتے ہیں ، عوام اپنے لیڈران کے پاس جاکر ان حالات پر احتجاج بھی کریں گے تو لاحاصل نتیجہ ہوگا کیونکہ ان کے لیڈران صرف انہیں دلاسوں کے سوا کچھ نہیں دے سکتے وہ پابند ہیں حکومت وقت کے ، کیونکہ لوٹ مار اور قتل و غارت گری میں ان کا بھی حصہ شامل ہے اسی لیئے حکومت وقت کے سامنے کوئی بھی آواز حق بلند نہیں کر سکتا اور اگر سیاسی انداز میں بلند کر بھی دیا تو اسے عملی جامع ہر گز نہیں پہنا سکتے کیونکہ ان تمام سیاسی جماعتوں کے ذاتی مفادات حکومت وقت دے رہی ہے اسی لیئے یہ سب کے سب تاجر حضرات کو مکمل کنگال کر دینا چاہتے ہیں ایک ذرائع کے مطابق صنعتکاروں، تاجروں کو بھتہ نہ دینے پر لاشوں کے انبار لگا دینے کا پلان بھی تیار کرلیا گیا ہے عوام اور تاجروں کو صرف دلاسوں کے سہارے چھوڑا جارہا ہے۔حیرت و تعجب کا عکس تو یہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ یہاں کراچی جل رہا ہے اور اسلام آباد میں چیف جسٹس آرام فرما رہے ہیں شائد انہیں روزہ لگ گیا ہوگا۔۔۔۔اور خود نوٹس کا عمل تھک گیا ہوگا۔۔۔ شائد عدلیہ عظمیٰ بھی پاکستان ریلوے کی طرح بحران کا شکار ہو گئی ہو۔۔۔ رہی بات پاکستان افواج کی تو یہ اب

صرف چوکیدار کا کردار ادا کرنے پر معمور کر دیئے گئے ہیں اپنے آقا امریکہ کی افواج پر ۔۔۔پاکستانی قوم پاکستانی افواج کو غیور سمجھتی ہے کیا ان کی سمجھ سچی ہے اگر ایسا ہے تو پھر دیر کس بات کی؟؟ قانون کو اسلام اور معاشرے میں اعلیٰ مقام حاصل ہے، کیا یہ حقیقت ہے تو یہاں کیوں نہی نظر آتا؟؟ ایوان کو مقدس اور رہبر سمجھا جاتا ہے لیکن یہاں تو بے حس و بے جانوں، خواب میں رہنے والوں، نیندوں میں دھت کی مجلس ہوتی ہے۔ ہم کہاں جارہے ہیں ؟؟؟ کب ہمیں ہوش آئے گا؟؟؟ کہیں دیر نہ ہوجائے؟؟؟؟ ناتلافی نقصان سے دوچار نہ ہوجائیں؟؟؟اللہ ہم سب کی حفاظت غیب سے کرے اور پاکستان کو غلط ہاتھوں سے بچائے آمین !!

پاکستان دشمنوں کے چنگل میں ۔۔۔ تحقیقی نظر سے

حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔۔۔" قال النبی اوانما الامام جنۃ یقاتل من ورائہ ویتقی بہ،،۔ (بخاری شریف)۔۔۔۔یعنی سربراہ مملکت مسلمانوں کے لئے ڈھال کی مانند ہوتا ہے جس کی پشت پناہی سے دشمنوں سے جنگ لڑی جاتی ہے اور جس کے ذریعے دشمنوں کی آفات سے حفاظت حاصل کی جاتی ہے ہم مسلمانوں کو اپنے ایمان ،اپنے اسلام ،اپنی جان اور اپنے وطن کی حفاظت کا خیال کیوں نہیں؟؟؟اور پاکستان جو ہمارا گھر ہے، ہمارے سربراہوں کو اپنے اس گھر کی حفاظت کی فکر کیوں نہیں؟؟ چاروں طرف سے ملک بیرونی دشمنوں کے چنگل میں بری طرح پھنسا ہوا ہے اور ہمارے ارباب حل وعقد فحاشی پر فحاشی کی محفلیں سجا رہے ہیں، وطن کی بچیاں فریاد کر رہی ہیں اور ہم اپنے رقص وسرود اور اپنے فسق وفجور میں لگے ہوئے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔بھارت میں جو جگہ جگہ اسلحہ کی تربیت دی جارہی ہے اور وہاں کی انتہاء پسند اسلام دشمن ہندو تنظیمیں جو تربیت حاصل کر رہی ہیں کیا وہ پاکستان کے لئے خطرہ نہیں ہیں۔اور اسی طرح بھارت جو ہر طرف سے اسلحہ اکٹھا کر رہا ہے اور پاکستان کے لئے گھیرا تنگ کر رہا ہے کیا وہ پاکستان کے لئے خطرہ نہیں ہے؟؟؟ اور بلیک واٹر کے بد معاشوں کو حکومت پاکستان نے پاکستانیوں سے زیادہ پاکستان میں چھوٹ دے رکھی ہے وہ جب اور جہاں چاہتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اپنی ظالمانہ

کاروائیاں کرتے اور فرار ہو جاتے ہیں کہیں کہیں یہ بد معاش عوام کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں۔ تو بات آشکارا ہو جاتی ہے۔ گذشتہ تین سالوں سے انہوں نے پاکستان میں تباہی مچائی ہوئی ہے۔ یہ جو خود کش اور پلانٹیڈ بم بلاسٹ ہو رہے ہیں یہ سب انہی بد معاشوں کی کارستانیاں ہیں۔۔۔۔ جن کو ہمارے حکمران عسکریت پسندوں اور طالبان سے جوڑتے رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان کا اقتدار سلامت تو سب کچھ سلامت ہے۔ دن بدن ان کی کاروائیاں بے حد بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ جہاں اور جب چاہتے ہیں یہ بھیڑیئے پاکستانیوں کو اپنے ظلم و تشدد کا نشانہ بنا کر آگ اور خون میں نہلا دیتے ہیں۔

حیرت انگیز امر یہ ہے کہ ہماری حکومتیں ان بد معاشوں کو سہولیت فراہم کر رہی ہیں حتیٰ کہ اب تو ان کی کالونیاں ہر بڑے شہر کے بڑے علاقوں میں آباد ہیں۔ وسیع اور عریض علاقوں پر مشتمل امریکی سفارت خانے پاکستان کے ہر شہر میں تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ جو ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح تخریبی سرگرمیوں کے مراکز ثابت ہو رہے ہیں۔ بلیک واٹر یا کالے پانی کے ایجنٹ پورے پاکستان میں دندناتے پھر رہے ہوتے ہیں۔ یہ پکڑے جب جاتے ہیں جب عوام ان کے آڑے آتے ہیں۔ ورنہ حکومتی لیول پر انہیں مادر پدر آزادی حاصل ہے۔۔۔ پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں نئے امریکی سفارت خانے میں جو دو سو کمرے بنائے گئے ہیں ان میں پندرہ سو افراد کا عملہ قیام پذیر ہے۔۔ ان کمروں کے متعلق

کہا جارہا ہے کہ یہ ان کنٹریکٹرز کو دیئے گئے ہیں جو امریکیوں کی سیکیورٹی پر معمور کئے گئے ہیں یہ زی (بلیک واٹر) کے تربیت یافتہ فوجی گارڈ ہیں جن کے بارے میں امریکی کوئی بات کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ بلیک واٹر اسلام آباد، پیشاور اور کوئٹہ میں سرگرمی کے ساتھ اپنا کام کرتی چلی آ رہی ہے۔۔۔۔۔ مگر اب یہ لاہور اور کراچی میں بھی اپنی کاروائیوں میں مصروف دیکھے جا رہے ہیں۔ پاکستان میں اس وقت جتنے بم بلاسٹ اور تخریبی سرگرمیں ہو رہی ہیں کوئی مانے یا نہ مانے وہ تمام کی تمام امریکی بلیک واٹر کی سرگرمیوں کا ہی شاخسانہ ہیں۔ اس وقت بلیک واٹر کی سرگرمیوں سے ہوشیار رہنے کی اشد ضرورت ہے۔۔ کیونکہ جب امریکیوں کے کسی قوم یا ملک سے مفادات ختم ہو جاتے ہیں تو یہ ان ممالک یا اقوام سے اس طرح پھر جاتے ہیں جیسے کبھی جانتے ہی نہ تھے۔ ہمارے حکمرانوں کو اس قدر اندھا نہیں ہونا چاہیئے کہ پھر ہمیشہ کی بنیاد پر پچھتاوا ہی رہ جائے کیونکہ پاکستان ہے تو حکمرانی اور جرنیلی بھی ہے اور اگر خدانا خواستہ پاکستان نہ رہا تو سب عیاشیاں مٹ جائیں گی۔ اور کس پر یہ سیاستدان حکمرانی کریں گے؟؟؟۔۔ سابقہ اور موجودہ حکمرانوں نے اپنے اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر امریکیوں کو کھلی چھوٹ دے کر وطن کی خاک اڑانا شروع کی ہوئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ساری قوم ہر طرح کے عذابوں کا سامنا کر رہی ہے۔۔۔۔۔ صوبہ سرحد کے بعد اب امریکی بلوچستان کے لاوے کو بھی بھڑکا رہے ہیں اور دوسری جانب پاکستان کے دو بڑے ٹارگیٹ لاہور اور کراچی بھی منتخب کر لئے

گئے ہیں۔ جن میں الاؤ تو یہ پہلے ہی بھڑکائے جا چکے ہیں۔ ہماری تخریب میں ہمارے دشمنوں کی ایجنسیاں مل جل کر لگی ہوئی ہیں۔۔ جس میں بلیک واٹر جیسی ایجنسیاں فعال کردار کی حامل ہیں۔ امریکہ کی چالبازیوں سے پاکستان کو ہوشیار رہنے کی بے حد ضرورت ہے۔۔ کیونکہ پاکستان کے بارے یوروپ اور خاص طور پر امریکہ کے عزائم کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ امریکہ بلیک واٹر کے ذریعے جو کھیل پاکستاں میں پاکستان کے خلاف کھیلتا رہا ہے وہ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔۔۔۔ ضرورت صرف ہمارے حکمرانوں کو ہوش کے ناخن لینے کی ہے۔ خدارا پاکستان کی تخریب کے ان ذمہ داروں کو یہاں سے نکال باہر کرو۔۔۔ یہاں اس حقیقت کو بھی نہیں جھٹلا سکتے کہ امریکہ کا اصل حدف چائنا ہے، امریکہ پوری دنیا میں حاکمت کیلئے ابھی بھی اسے چین سے خطرہ لاحق ہے، امریکہ کی کوشش ہے کہ وہ چائنا کی طاقت کو کمزور کرکے نیست و نابود کردے اسی غرض سے اس نے مشرق بعید سے لیکر مشرق وسطی تک مسلم ممالک میں سیاسی،، تجارتی، معاشرتی، تعلیمی، اخلاقی، مذہبی، ، معاشی و اقتصادی حالت کو ریزہ ریزہ کرکے رکھ دیا اور اپنی طاقت کی بناء پر قدرتی دولت پر غاصب ہو گیا، امریکہ نے ان ممالک میں اپنے غلاموں کو اعلیٰ منصب پر فائز کردیا تاکہ امریکی احکامات کی پیروی ہوسکے۔ سب سے پہلے ان ممالک کو کمزور کرکے انہیں قرض کے ذریعے نفسیاتی بنیادوں پر غلبت حاصل کرلی اور اس طرح بیشتر مسلم ممالک کی عوام کو ذہنی انتشار اور اذیت میں مبتلا کردیا۔۔۔۔ موجودہ حکومت

بھی اسی سازش کا شاخسانہ ہے، اس حکومت کے ذریعے امریکہ جلد از جلد اپنے مقاصد کی تکمیل چاہتا ہے جبکہ اس کے مقاصد کے حصول میں پاکستان اور پاکستانی قوم کو ایک بھاری نقصان سے دوچار ہونا پڑیگا جس کا مداوہ شائد ممکن نہ ہو۔ ان حالات میں بھی اگر قوم بیدار نہ ہوئی تو یہ اپنی قسمت اور اپنا نصیب خود ہی تباہ کردیں گے ، کیونکہ اللہ نے بھی اُن ہی قوموں کی مدد کی ہے جن میں جینے اور آگے بڑھنے کا عزم ہو، امریکہ اور موجودہ حکومت تو چاہتے ہی یہی ہیں کہ پاکستان اور پاکستانی قوم ان کے عزائم میں مداخلت نہ کرے اسی بابت یہ اندرون خانہ ، خانہ جنگی کی کیفیت پیدا کیئے ہوئے ہیں ، اس کیفیت میں پاکستان کے جو جو سیاستدان ملوث ہیں اب عوام انہیں جاننے لگ رہی ہے لیکن حسب حال ان سیاسی جماعتوں کا وہی وطیرہ ہے کہ اپنے آپ کو مظلوم ، مسکین اور کمزور ظاہر کرکے اپنی سیاسی ، اخلاقی، دینی اور معاشرتی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں جبکہ تمام فوائد انہیں حاصل ہورہے ہیں اور پاکستانی عوام مسلسل سفر ہورہی ہے اب تو حد ہوگئی ہے کہ روز کے روز ہندسوں میں نہیں بلکہ گروہوں میں ذبح ہورہے ہیں ، عجیب وحشانہ ماحول ہے ، ہر طرف ہو کا عالم، خوف و خشیت سے بھرا ۔۔۔ ایسے حالات کے باوجود حکومت وقت ٹس سے مس نہیں ہورہی ہے ، ہمارے قانون نافذ کرنے والے اداروں نے چپ کی سادھ لی ہے، عدلیہ اپنے وجود کھو بیٹھی ہے اور افواج پاکستان صرف امریکیوں کی چوکیداری میں فخر محسوس کررہی ہے ، ہم کہاں جارہے ہیں ۔کیا یہ حکمران اس قوم کو تحفظ اور

امن دے سکیں گے ، شائد ہر گز نہیں۔۔۔اب ہر عوام ، ہر شخص، ہر شہری ، ہر مسلک ، ہر زبان، ہر قبیلہ کو انتہائی سنجیدگی اختیار کرنی ہوگی اپنی نسلوں کی بقاء کیلئے ،اپنے پاکستان کی سلامتی کیلئے ! ! ! ! پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد

عقل والوں کیلئے نشانیاں۔۔۔۔ مگر سیاستدان

اے لوگوں اگر تم (قیامت کے روز) دوبارہ زندہ ہونے سے شک (وانکار) میں ہو تو ہم نے (اول) تم کو مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے (جو کہ غذا سے پیدا ہوتا ہے) پھر خون کے لوتھڑے سے پھر بوٹی سے کہ (بعضی) پوری ہوتی ہے اور (بعضی) ادھوری بھی تاکہ ہم تمہارے سامنے (اپنی قدرت) ظاہر کر دیں اور ہم (ماں کے) رحم میں جس (نطفہ) کو چاہتے ہیں ایک مدت معین (یعنی وقت وضع) تک ٹھیرائے رکھتے ہیں پھر ہم تم کو بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں پھر تاکہ تم بھری جوانی (کی) عمر تک پہنچ جاؤ اور بعضے تم میں وہ بھی ہیں جو جوانی سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور بعض تم میں وہ ہے جو نکمّی عمر (یعنی زیادہ بڑھاپے) تک پہنچا دیا جاتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو جاتا ہے اور (آگے دوسرا استدلال ہے کہ) اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک (پڑی) ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما نباتات اگاتی ہے۔ یہ (سب) اس سبب سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی کامل ہے اور وہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔۔۔ (سورۃ الحج) ۔۔۔اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے۔۔۔۔

فَاِن تَنَازَعتم فی شَیء فَردّوہ اِلی اللہِ وَالرَّسولِ۔۔ (سورۃ النسائ)۔۔۔۔اگر کسی مسئلہ میں تمہارے درمیان اختلاف ہوجائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو (یعنی قرآن وحدیث کی طرف)۔۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔۔۔فَلَا وَرَبِّکَ لایَومِنونَ حَتی یحَکِّموکَ فِیمَا شَجَرَ بَینَا ھم ثمَّ لَا یَجِدوا فِی اَنفُسِھِم حَرَجًا مِّمَّا قَضَیتَ وَسَلِّموا تَسلِیما۔۔۔ (سورۃ النسائ)۔۔۔اے محمد ﷺ، تیرے رب کی قسم اس وقت تک لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کرلیں اور پھر آپ کے فیصلہ کو اس طرح دل وجان سے تسلیم نہ کرلیں کہ ان کے دل میں کسی قسم کی تنگی باقی نہ رہے۔۔۔اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔۔۔۔۔۔۔فَلَحذَرِ الَّذِینَ خَالِفونَ عَن امرِہِ اَن تصیبَھم فِتنَۃ اَو یصِیبَیھم عَذَاب الیم۔۔۔ (سورۃ النور)۔۔ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے جو اللہ کے رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں کہ ان پر کوئی بلا نازل نہ ہوجائے یا کوئی درد ناک عذاب انہیں آ گھیرے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا۔۔۔۔۔ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر اور ساتھ ہی اچھے انجام کی امید رکھتا جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا۔۔۔ذلک خیر واحسن تاویلا۔۔۔۔۔اِنَّ فِرعَونَ عَلَا فِ الَارضِ وَجَعَل اھلھَا شیَعًا یَتَستَضعِف طَائِفَۃً مِّنھم ذَبِّح اَبنَائَھم وَستَحی نِسَاءَھم اِن ھوکَانَ مِنَ المفسِدونَ۔۔۔۔۔سورۃ القصص) ۔۔۔۔بیشک فرعون زمین میں بہت بڑا

متکبر تھا، وہاں کے رہنے والوں کو اس نے مختلف گروہوں میں بانٹ دیا تھا۔۔ ان میں ایک گروہ کو اس نے بہت ہی کمزور بنا رکھا تھا، ان کے لڑکوں کو ذبح کر دیتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا بیشک وہ بہت بڑا فساد برپا کرنے والا تھا۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا۔ (سورۃ آل عمران)۔۔۔۔اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھامے رہو اور فرقے مت بناؤ۔۔۔۔اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اتفاق دراصل اللہ کی رسی یعنی قرآن و سنت کو تھامنا ہے اس آیت میں صرف اتحاد و اتفاق کا حکم نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے بلکہ وہ اتحاد و اتفاق مطلوب ہے جو قرآن و سنت پر مبنی عقیدہ پر ہو۔ اگر عقیدہ ایک نہیں تو اتحاد و اتفاق کوئی معنی نہیں رکھتا۔۔۔ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔۔ (سورۃ آل عمران)۔۔۔۔۔اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور (آپس میں) اختلاف کیا جبکہ ان کے پاس واضح دلائل آ چکے تھے۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے بڑا عذاب ہے۔۔اللہ نے دلائل واضح ہونے کے بعد اختلاف و افتراق سے منع کیا ہے اب اختلاف و افتراق تب ہی ہوگا جب حق کو چھوڑ دیا جائے اور باطل کی کلی یا جزوی اتباع کی جائے اختلاف وافتراق کا صرف یہی سبب ہے (حق رو گردانی اور دلائل سے انحراف)۔۔۔۔ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْھُمْ فِیْ شَیْءٍ اِنَّمَآ اَمْرُھُمْ اِلَی اللہِ۔۔۔ (سورۃ انعام)۔۔۔۔بیشک جن

لوگوں نے اپنا دین فرقوں میں بانٹ دیا اور گروہ بن گئے آپ ﷺ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔۔۔۔۔آیت کے مطابق نبی ﷺ ان تمام فرقوں اور جماعتوں سے علیحدہ اور بیزار ہیں جنہوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔۔۔۔۔ ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعاً کل حزب بما لدیھم فرحون۔۔۔۔۔ (سورۃ روم)۔۔۔۔۔اور مشرکوں میں سے مت ہونا وہ مشرک) جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور گروہ اور جماعتیں بن گئے، ہر) جماعت کے پاس جو کچھ ہے وہ اس پر نازاں و فرحاں ہے۔۔ وَتَقَطَّعوا اَمرَھم بَینَھم کل اِلینَا رَاجِعون۔۔۔۔ (سورۃالانبیائ)۔۔۔۔۔انہوں نے اپنا دین آپس میں کاٹ کر ٹکڑے کردیا۔ ہر ایک نے ہماری طرف لوٹنا ہے۔۔۔۔۔ فَتَقَطَّعوا اَمرھم بَینھم زبرًا کلّ حِزب بِمَا لَدَیھِم فَرِحونَ۔۔۔۔ (سورۃالمومنون)۔۔۔۔ان لوگوں نے اپنا دین آپس میں حصوں میں تقسیم کردیا ہر گروہ اپنے حصے پر خوش و نازاں ہے۔۔۔ یہاں قرآن پاک کی آیاتوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ رہا ہے کہ پاکستان جو کہ مسلم ریاستوں میں ایک گہرا ستون ہے اور یہ واحد مسلم ملک ہے جس نے ایٹمی طاقت کا اظہار کرکے دنیا کو باور کرادیا کہ اس کی جانب میلی آنکھ نہ اٹھائی جائے ورنہ ایمانی و طاقتی بنیاد پر اپنی حفاظت رکھتا ہے۔۔قرآن پاک نے امت محمدی ﷺ کے تمام مسلمانوں کیلئے حکومتی طریقہ کار کو نہایت شفاف اور آسان واضع پیش کیا ہے اگر ان احکامت کی تعمیل میں کسی طور فرق نہ رکھا جائے تو یقیناً پاکستان دنیا کی ریاستوں میں مثالی، کامیاب اور پر امن

ریاست کہلائے گی، سورۃ القصص میں فرعون کی طرز حکومت کا ذکر کیا ہے جس میں اس کے طریقہ کار کو اس زمانے حال میں حکومتی مشنری کے طریقہ کار پر نظر ڈالی جائے تو مکمل فرعون کی نقش قدم پر نظر آتی ہے جس طرح فرعون نے اپنی قوم کو گروہوں میں تقسیم کرکے ان کی جمہوری طاقت کو ضیاع کر دیتا تھا آج پاکستان میں لسانی بینا د ہو یا قومی ہر طرح تقسیم در تقسیم کر رکھا ہے اور اس تقسیم میں قوموں کے لیڈرانوں کے ذاتی مفادات شامل ہیں اسی بناء پر حکومت وقت کو عوام کی طاقت کو مٹانے میں کوئی عار نہیں ۔۔۔فرعون اپنی قوم کے کمزور گروہ کے نوجوانوں کو قتل کروادیتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا آج بھی پاکستان میں ایسا عمل ایک کمزور قوم میں نظر آرہا ہے جس کا کوئی صوبہ نہیں اور اس کی شناخت کو مٹانے کیلئے سب یکجا رہتے ہیں ، فرعون بہت بڑا فسادی بادشاہ تھا اور آج بھی فساد عروج پر ہے تو کون ہے اس فساد کا اصل ذمہ دار؟ ؟ سورۃ النساء میں آپس کے جھگڑے، اختلافات ، رنجش کے متعلق صاف اور واضع بیان کردیا کہ اس حالت میں اللہ اور اس کے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ سے رجوع کریں اور اللہ اور اس کے حبیب کے بتائے گئے احکامات پر عمل کرکے اپنے اوپر جہنم سے آزادی حاصل کرلیں آج کے زمانے میں اللہ کی کتاب قرآن پاک اور اس کے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی احادیث رہنمائے حیات ہیں ان سے حالات کے مسائل کا حل حاصل کیا جاسکتا ہے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے۔ اس کے ساتھ ساتھ سورۃ المومنین، سورۃ روم، سورۃ الانبیائ، سورۃ انعام اور

سورۃ البقرہ میں جا بجا قوموں کی تقسیم اور گروہ در گروہ کے نقصانات بیان کیئے ہیں ، اسی لیئے مسلمانوں کو ایک قوم کہا گیا ہے اور انہیں تسبیح کی شبیہ بھی دی گئی ہے کہ مسلمان کسی بھی گروہ، قبیلہ یا رنگ و نسل سے ہو مگر وہ دکھنے میں ایک ہی نظر آئیگا اور اس کا اتحاد کلی طور پر ہوگا تاکہ دیگر قومیں اس کے اس اتحاد سے کسی طور شر انگیزی نہ کر سکیں۔۔۔۔ آگے چل کر مسلم ریاست کے حکمران اور عوام کو ایمان کی دولت سے مالا مال ہونے کا ذکر کیا ہے اگر کسی بھی اسلامی ریاست کے حکمران ایمان کی دولت سے خالی ہونگے تو یقینا اللہ کی طرف سے اشارہ ہے کہ ان پر کفار و مشرکین کا غلبہ ہمیشہ رہے گا۔۔۔۔۔۔۔ ہمارے سیاستدان اپنی زندگی کی پناہ کیلئے اللہ اور اس کے رسول کے بجائے کفار و مشرکین سے حاصل کرتے ہیں اسی لیئے یہ مشکمین ان کو پناہ دینے کے سبب اسلام دشمنی کیلئے استعمال بھی کرتے ہیں جبکہ اوندھی قوم یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی ان کی پزیرائی میں کوئی کمی نہیں رکھتے ، اس کے ساتھ ساتھ ہمارے ملک پاکستان میں ایسے بے شمار سیاسی حکمران ہیں جو اپنی بقاء اور مفادات کیلئے ملک غداری میں کسی طور کم نہیں۔۔۔ پاکستان کی سیاسی حکمت عملی اس طرح جنم لے چکی ہے کہ یہ سیاستدان اپنی کامیابی کیلئے ہر اس راستے کو اپنائے بیٹھے ہیں جس کی اللہ اور اس کے حبیب نے سختی سے ممانعت کی ہے لیکن ہمارے حکمران دین سے دور اور ایمان سے خالی نظر آتے ہیں تمام ایک قوم اور مسلمان ہونے کے باوجود نہتے عوام کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کرنے میں کسی

طور کم نہیں نظر آتے ان کے دل انتہائی سفاک ہو چکے ہیں اور حاکم وقت بے حس ، غیر ذمہ دار اور قوم پرستی میں ڈوبے نظر آتے ہیں جبکہ پاکستان کے سربراہ اعلیٰ تمام قوم کیلئے ایک ہونے چاہیئے موجودہ دور حکومت نے اپنی کامیابی، جارحیت کو قائم کرنے کیلئے ہے جائز و ناجائز ہتھکنڈے استعمال کیئے ہوئے ہے اور اس پر عالم یہ کہ عدلیہ عظمیٰ، افواج پاکستان نے عملی طور پر چپ کی سادھ لی ہے مانا کہ دکھاوے کی جمہوری حکومت ہے لیکن اس کو پابند اخلاق اور عوام الناس کے تحفظات کیلئے پابند کیا جانا چاہیئے اس کیلئے عدلیہ عظمیٰ اور افواج پاکستان کو بھرپور اپنا مثبت کردار ادا کرنا چاہیئے ۔۔۔ حالیہ آپریشن میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ یہ آپریشن صرف اور صرف دہشت گرد، کرمنل گروہ کے خلاف کیا جائے نا کہ عام شہری کو قیس سلاسل اور بلا جواز شوٹ کیا جائے اگر حالات یونہی جاری رہے تو ممکن ہے مظلوم کی آہیں آسمان کو چھو لیں پھر اللہ کا عذاب سب کو لے ڈوبے گا ! ! ! ۔۔۔ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائیندہ باد۔۔۔

جمہوری اقدار اور سیاسی بھنور

سرزمین برصغیر پاک و ہند میں مختلف قومیں اُس وقت بھی آباد تھیں جب یہاں اسلام کا نام لیوا کوئی ایک شخص بھی نہ تھا۔۔ اُن وقتوں میں حکومتیں آہنی طاقت اور دولت کی بنیاد پر ہوا کرتی تھیں اسی وجہ سے رعایا اور حاکموں میں مستقل فاصلے رہتے تھے ۔۔۔۔ بادشاہوں، ماہ راجاؤں اور شہنشاہوں کے حواری جن میں وزیر، مشیر اور سپہ سالار ایک اعلیٰ طبقہ میں دیکھے جاتے تھے جبکہ رعایا کا کام حکومتی طبقے کی عیش وآسائش کا سامان بہم کرنا تھا، عوام کو خود پر ظلم کرکے اور ان کے بے شمار ظلم کو سہتے ہوئے انہیں وہ سب کچھ فراہم کرنا تھا جو ان کے دل و دماغ میں سمایا ہوتا تھا، رعایا گویا حکومتی عیش و عشرت کے ساماں کا سب سے بڑا ذریعہ سمجھی جاتی تھی اور حکم عدولی کے سبب سخت سے سخت سزا کا مرتب بھی کہلاتی تھی اسی لیے کسی میں بھی بغاوت کرنے کا گماں بھی پیدا نہ ہوتا تھا، قانون، عدل و انصاف، انتظامیہ، کھیتی باڑی و تجارت سب کی سب حکومت کو سہولت باہم پہنچانے کیلئے عمل پزیر ہوتی تھیں، اُس دور میں حکومتی سیاست انتہائی سنگین سطح پر تھی جس میں منافقت، جھوٹ، رعیاکاری، مکار پن، عداوت، نفاق جیسی شدید برائیوں کا مجمع تھی، اس سبب حاکم اعلیٰ کو کسی بھی نائب، ماتحت اور افسر شاہی پر قطعی بھروسہ نہیں ہوتا تھا۔ حکومت میں اندرونِ

خانہ گھناؤنی سازشوں کا انبار ہوتا تھا۔ یہ وہ دور ہے جب یہاں کے باشندے بت اور دیگر اشیاء کی پوجا پاٹ کیا کرتے تھے یعنی اُس وقت دین محمدی دنیائے میں ظہور نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔اس دور میں انسان نے یوں تو کئی فن و ہنر کے کارنامے دکھائے جن میں اہرام مصر، ومنات کا مندر (بھارت)، موئن جو ڈرو (لاڑکانہ)، کاہو جو ڈرو میرپور خاص)، ہڑپا (ساہیوال)، ٹیکسلا (ہزارہ)، چوکنڈی (کراچی)، مکلی (ٹھٹھہ)) جیسے اور بہت ساری آثار قدیمہ آج ہمارے سامنے اُس دور کے لوگوں میں موجود ہنر و فن کو ظاہر کرتی ہیں۔۔۔۔ نبی الآخر زماں حضور کائنات محمد ﷺ کے آنے کے بعد آپ کے دین محمدی یعنی دین اسلام نے سیاست، حکومت اور عوام کو نہ صرف حق دیا بلکہ بہترین طریقہ سے بھی نوازا، جنھوں نے آپ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کار کو اپنایا اُس نے نہ صرف اعلیٰ ترین حکومت کی بلکہ پوری دنیا میں سرفراز رہا جیسے آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کرام و اجمعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے ادوار گزارے۔ جن میں خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خلیفہ دوئم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خلیفہ سوئم حضرت ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۔ خلفائے راشدین کا دور حکومت عالم اسلام کیلئے مشعل راہ ہے کیونکہ ان ادوار میں کئی فتنوں نے جنم لیا تھا اور خلفائے راشدین نے ہر لمحہ اللہ اور اس کے رسول پاک ﷺ کے احکامات کی روشنی میں رہتے ہوئے بلا تفریق اور کم تر و بالاتر حیثیت کو نظر انداز کرتے ہوئے جزا و سزا

کا عمل جاری رکھا اور کسی طور اسلام کے اصول سے ہر گز نہ ڈگمگائے کیونکہ یہ جانتے تھے کہ سچ اور حق اللہ کی طرف سے تحفہ اور بہت بڑی نعمت ہے جسے اپنانے سے رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے اسی لیئے صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کیلئے دین اسلام کے قوانین کے احکامات کو اپنے دور حکومت میں رائج رکھا۔۔۔دنیا میں مدینۃ المنورہ کے بعد دوسری اسلامی ریاست پاکستان ہے جو خالصتاً اسلام کے نام پر معروض وجود میں آئی ہے۔۔۔پاکستان کے خطے کا انتخاب اللہ اور اس کے رسول پاک ﷺ نے خود کیا تھا جس زمین کو اللہ نے آزاد اسلامی ملک کیلئے منتخب کیا ہو اسے بھلا کون مٹا سکتا ہے یا اس پر اپنی حاکمیت کون دعویدار ہو سکتا ہے جو لوگ پاکستان کے حاکم کہلوانا چاہتے ہیں وہ بھول گئے کہ بغیر رضائے الٰہی وہ کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکیں گے یوں کفار نے بھی اللہ کے دین کی مخالفت میں کئی جنگیں لڑی لیکن ہمیشہ ایمان والوں کو کامیابی نصیب ہوئی کیونکہ سچے، ایماندار بندؤں کے ساتھ اللہ کی رضا شامل رہتی ہے اور جو جھوٹے اور بے ایمان ہوتے ہیں ان کی نسلیں تک ختم ہو جاتی ہیں جیسے آج تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ دھن، دولت، اختیارات اور سیاسی طاقت ہونے کے باوجود جب اللہ کے غضب نے انہیں جکڑا تو پوری کائنات میں انہیں بچانے والا نہ تھا ان میں شیخ مجیب الرحمٰن کا خاندان، اندرا گاندھی کا خاندان، ذوالفقار علی بھٹو کا خاندان۔۔۔پاکستان جو خالصتاً اسلامی اساس و بنیاد پر معروض وجود میں آیا اس کی بد قسمتی رہی کہ اس کے وجود میں آنے کے

بعد مخالف پاکستان گروہ نے پاکستانی سیاسی و انتظامی حدود میں داخل ہونا شروع کردیا اور یوں آہستہ آہستہ پاکستانی قوم کو لسانی و قومیت میں تقسیم در تقسیم کرڈالا۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پاکستان اپنے دائیں بازو مشرقی پاکستان سے محروم ہوگیا اور اس طرح یہ نہ ختم ہونے والا زہر مغربی پاکستان میں بڑھنے لگا، اُدھر مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کی صورت میں نیا ملک دنیا کے نقشہ پر ابھرا اور وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ بنگلہ دیش نے اپنے معاشی، معاشرتی، سیاسی، تعلیمی و صحت کے میدان میں ترقی حاصل کی اور یوں آج یہ پاکستان سے بہتر ہے۔ مغربی پاکستان یعنی موجودہ پاکستان میں مخالف گروپوں نے یہی قومیتی زہر کو پھیلانا شروع کردیا حتیٰ کہ اس میں بسنی والی تمام قوموں میں شدید فاصلے پیدا کردیئے گئے اور یوں اب پاکستان زندہ باد کہنے والا کوئی شہری نظر نہیں آتا البتہ رنگ و نسل کے نعروں سے زمین گونجتی نظر آتی ہے گھر و سرکاری دفاتر میں پارٹی و تنظیم کے جھنڈے اور نغمے سنے جاتے ہیں۔۔

موجودہ حالات میں پاکستان میں بڑی سیاسی جماعتوں میں پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ نون نظر آتی ہیں جبکہ صوبائی سطح پر عوامی نیشنل پارٹی، متحدہ قومی موومنٹ، بلوچ فرنٹ آرگنائزیشن اور بہت۔۔۔ پاکستان کا سیاسی و انتظامی ڈھانچہ انتہائی ناپید اور فرسودہ ہے اس سلسلے میں، میں نے کئی کالم

بھی لکھے ہیں ۔۔۔۔ درحقیقت پاکستان اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کے نظام کو جدید طرز پر استوار نہ کیا جائے جس میں کمپیوٹرائز خانہ شماری مع اسکیننگ، الیکشن کو مکمل پروف اسکیننگ بنایا جائے، تھانے اور عدالتوں کو نیٹ ورکنگ کے ذریعے منسلک کر دیا جائے تاکہ پاکستان بھر کے تمام تھانے ایک دوسرے کے ایف آئی آر کو دیکھ سکیں اور کیسس کو حل کر سکیں اسی طرح سیشن کورٹ، ہائی کورٹ، سپریم کورٹ، اینٹی نارکوٹکس کورٹ وغیرہ کو آپس میں کمیونیکشن کے تحت کمپیوٹرائز منسلک کر دیا جائے۔۔۔ تمام ایجنسیوں کے مقدمات کو بھی نیٹ ورکنگ کے ذریعے عدلیہ سے منسلک کر دیا جائے تاکہ کیس کو حل کرنے میں آسانی ہو اور کم وقت میں فیصلہ کر دیئے جائیں ۔۔۔۔ صدر مملکت محمد آصف زرداری جانتے ہیں کہ موجودہ نظام میں جس قدر بھی کرپشن ہو وہ پکڑی نہ جاسکے گی کیونکہ احتسابی عمل انتہائی کمزور اور ناکام ہے اور اس طرح مجرم اپنے کیئے کی سزا سے بچا رہ سکتا ہے، یہ حقیقت ہے کہ محمد آصف علی زرداری نے پاکستان میں بسنے والی سیاسی جماعتوں اور لیڈاران کا نفسیاتی، اخلاقی، سیاسی گہرا مطالعہ کیا ہے یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کس کو کس طرح کسا جاسکتا ہے اسی وجہ سے آج ساڑھے تین سال احسن طریقے سے گزار دیئے ہیں، صدر مملکت آنے والے سینیٹ کے الیکشن میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہونا چاہتے ہیں اسی سبب انھوں نے تحمل مزاجی، بردباری اور عقل و شعور کو استعمال کرتے ہوئے باہم مشاورت کے عمل کو اپنایا ہوا ہے اور خود کو دور رکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے مختلف

امور پر کام لے رہے ہیں ، پاکستان پیپلز پارٹی کی جب بھی حکومت بنی ہے کبھی بھی پاکستان میں ترقی کی راہیں نہ کھل سکی ہیں اس کے برعکس سیاسی انتشار اور بے چینی ہمیشہ سے دیکھی گئی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا پارٹی میں سیاسی حکمت عملی کا رخ تبدیل کیا ہے کہ نہیں ۔۔۔۔۔۔مانا کہ لوٹ مار، اقربہ پروی کا سلسلہ ہر سیاسی پارٹی میں رہاہے مگر کیا پاکستان پیپلز پارٹی چند ماہ میں یعنی اب اس کی حکومتی میعاد کو کچھ ماہ ہی رہ گئے ہیں اس میں بہتری کی طرف جاپائے گی یا نہیں ؟؟ یا یہ اپنے اندر پائی جانے والی بد نظمی اور سیاسی انتشار کو روک پائے گی کہ نہیں ؟؟کیا ذوالفقار مرزا کو مسلسل متحدہ قومی موومنٹ کے خلاف زہر پھیلانے سے روک پائے گی کہ نہیں ؟؟ ممکن ہے صدر محمد آصف علی زرداری نے ان پہلوؤں پر طرف نظر ضرور ڈالی ہوگی۔۔۔۔ایک طبقہ کہتا ہے کہ ذوالفقار مرزا کو سندھی انتہا پسند جماعتیں روشن مستقبل کا خواب دکھا کر انہیں متحدہ قومی موومنٹ کے خلاف شدت کے ساتھ استعمال کر رہی ہیں تو ایک طبقہ یہ بھی کہتا ہے کہ غیر سندھیوں نے سندھ میں اپنے تحفظات کے خاطر انہیں استعمال کیا ہے ۔ایک طبقہ یہ بھی کہتا ہے کہ ذوالفقار مرزا کو ایجنسیوں نے استعمال کیا ہے اور ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس کے مطابق یہ صدر محمد آصف زرداری کی سیاسی چال ہے اور آخر میں ایک طبقہ کا کہنا یہ بھی ہے کہ ذوالفقار مرزا ذہنی بیمار ہو گئے ہیں اسی لیئے اُول فول بکنا شروع کردیا ہے بحر کیف ذوالفقار مرزا کے بیانات کسی بھی سیاست کے اصولوں، ضابطوں ،

نظریوں پر نہیں اترتے بلکہ یہ بیانات صرف اور صرف ذاتی عناد، نفرت، ناکامی، عداوت، بغض، کینہ کی عکاسی کرتی ہے اور ایسے انسان طبّی دنیا میں ذہنی بیمار انسان کہلاتے ہیں۔ تمام سیاسی لیڈاران کا کہنا ہے کہ اگر وہ سچے ہیں اور اللہ کی ذات سے ڈرتے ہیں تو اپنے دور اقتدار میں انھوں نے ان رازوں کو کیوں چھپائے رکھا اور کرسی چھین جانے کے غم میں اب کہا ہے گویا انہیں صرف اپنی ذات ہی پیاری ہے یعنی خود غرضی کا مادہ انتہا کو پہنچا ہوا ہے ایسا انسان جو انتہائی خود غرض ہو وہ بھلا عوام الناس کی کیا خدمت کرسکے گا۔۔۔۔۔ ذوالفقار مرزا نے متحدہ قومی موومنٹ کے خلاف

دستاویزات در دستاویزات دکھائیں، اگر ذوالفقار مرزا کے الزامات کی کوئی اہمیت ہے تو حکومت نے ان دستاویزات کو تسلیم کیوں نہیں کیا؟ ان الزامات کے باوجود ایم کیو ایم کی حکومت میں شمولیت کیوں برقرار رہی۔۔؟ ذوالفقار مرزا نے ایم کیو ایم پر سب سے سنگین الزام یہ لگایا کہ ان سے اور پیر مظہر الحق سے مشترکہ ملاقات میں الطاف حسین نے پاکستان توڑنے کی سازش میں امریکہ کا ساتھ دینے کا اعتراف کیا اس پر

وزیر اطلاعات نے کہا کہ ذوالفقار مرزا کے الزامات ان کی ذاتی رائے ہے۔۔ اگر حالات کی خرابی میں واقعی ایم کیو ایم کے لوگ ملوث ہیں تو ساری ذمہ داری حکومت پر آتی ہے کہ اس نے انہیں روکا کیوں نہیں، ذوالفقار مرزا نے الزامات کا پٹارا اس وقت کھولا ہے جب سپریم کورٹ نے کراچی کے حالات پر ازخود نوٹس لیتے ہوئے مقدمے کی بلاتعطل سماعت شروع کر رکھی ہے، سپریم کورٹ

لگتا ہے کہ اب اس معاملے کی تہہ تک پہنچ کر رہے گی۔۔ذوالفقار مرزا نے وفاقی وزیر داخلہ رحمان ملک کے خلاف بھی سنگین بیانات دیئے ،ذوالفقار مرزا نے اپنی توپوں سے ایم کیوایم کو ہی نہیں اپنی حکومت کو بھی دہلا کر رکھ دیا، وہ پیپلزپارٹی کے اپنے ساتھیوں، وزیر اعلیٰ سندھ اور صدر زرداری پر بھی بالواسطہ تنقید کرتے نظر آئے ہیں،انھیں عدالت کو یہ بتانا ہوگا کہ ان کی حکومت ایم کیوایم کے خلاف ایکشن میں کیوں ناکام ہوئی، پی پی پی نے ذوالفقار مرزاکے الزامات سے اظہار لاتعلقی کیا ہے تاہم حکومت کو ثابت کرنا ہوگا کہ ذوالفقار مرزاکے پاس جھوٹی یا سچی دستاویزات ہیں یا حکومت کواس سلسلے میں تحقیقات کرنا ہوں گی۔۔۔ذوالفقار مرزا نے کراچی میں قتل کی وارداتوں اور قاتلوں کا تعلق براہ راست ایم کیوایم سے جوڑا ہے اور یہ الزامات لگاتے ہوئے وہ ایک لمحے کو بھی نہیں جھجک رہے ہیں۔۔۔ جبکہ رمضان المبارک کے ماہ سے چند دن پہلے اور دوران رمضان اے این پی کے کارکنان نے کٹی پہاڑی ، قصبہ کالونی اور بنارس میں انسان سوز بربریت کی تاریخ رقم کی جس میں اردو بولنے والوں کو سفاک طریقے سے نہ صرف گولیوں سے شہید کیا گیا بلکہ جسموں کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کرکے بند بوریوں میں شہر کراچی میں مختلف اردو بولنے والی آبادیوں میں پھینک دیا گیا اور خوف و دہشت کا ماحول پیدا کرکے اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا گیا لیکن حیرت کی بات تو یہ ہے کہ چیف جسٹس افتخار چوہدری اور پاک فوج کی از خود مداخلت پر حکومتی وقت کو خیال آیا کہ

پاکستانی شہری دہشت گردوں کے ہاتھوں ذبح ہو رہے ہیں جبکہ حکومت سندھ ان حالات پر کان اور آنکھیں بند کیئے بیٹھی رہی۔۔۔۔ ڈاکٹر ذوالفقار مرزا نے الزام لگایا کہ سی پی ایل سی پر بھی ایم کیو ایم کا قبضہ ہوگیا ہے۔ احمد چنائے دراصل ایم کیو ایم کی سماجی ونگ کے رکن بھی ہیں، انہیں ڈاکٹر ذوالفقار مرزا کی مخالفت کے باوجود سی پی ایل سی کا چیئرمین بنادیا گیا، ذوالفقار مرزا نے الطاف حسین، ڈاکٹر عشرت العباد، بابر غوری اور انیس قائم خانی پر بھی الزامات لگائے یہ واقعی ان کے ذاتی خیالات ہیں یا وہ پارٹی کے خیالات کی ترجمانی کررہے ہیں یا کسی نے پیچھے سے انہیں تھپکی دی ہے کہ وہ یہ بیانات دیدیں کیونکہ ابھی تک لوگوں کی سمجھ میں نہیں آرہا کہ اتنا دھماکا خیز بیان اور اتنے دھماکا خیز الزامات ذوالفقار مرزا تنہا ہی لگارہے تھے۔ پاکستان کے ساتھ کوئی بین الاقوامی سازش تو نہیں ہورہی ہے، پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے درمیان خلیج کو پاٹنے میں برطانوی سفارتکاروں نے بہت کلیدی کردار ادا کیا ہے اور مسلسل چار ہفتوں سے برطانوی سفارتکار انتہائی باریک بینی سے کوشش کررہے ہیں کہ پیپلز پارٹی اور ایم کیو ایم کے درمیان شراکت اقتدار کا فارمولا پھر طے ہوجائے۔ اس میں اہم بات یہ ہے کہ پاکستان کے مقتدر غیر سیاسی حلقے بھی وہی کام کررہے ہیں جو برطانوی سفارتکار کررہے ہیں۔۔۔ یہ جتنے الزامات لگائے گئے ہیں اور جتنے ثبوت پیش کئے گئے ہیں یہ حکومت کی ملکیت ہیں۔ حکومت کے پاس جب یہ ثبوت موجود ہیں تو اس نے کیوں

اصل ملزمان پر پردہ ڈالا، کیوں ان کے خلاف کاروائی نہیں کی۔ اگر یہ تمام الزامات درست ہیں اور اس پر حکومت نے کوئی ایکشن نہیں لیا ہے تو یاد رکھئے سپریم کورٹ آف پاکستان اس کیس کی سماعت کر رہی ہے اور حکومت کیلئے اس کے نتائج انتہائی سنگین ہو سکتے ہیں۔۔۔ دراصل یہ مفادات کی جنگ ہے، کراچی کی مہنگی زمین کے لئے یہ سارے گروہ آپس میں لڑ رہے ہیں، یہ سیاست دان نہیں گینگسٹرز ہیں جنھوں نے بڑے بڑے معززین کا روپ دھار لیا ہے۔۔۔ ذوالفقار مرزا کا سب سے سنگین الزام یہ تھا کہ امریکہ پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہتا ہے اور الطاف حسین امریکہ کا ساتھ دے رہے ہیں۔

سندھ کے سابق وزیر داخلہ ڈاکٹر ذوالفقار مرزا نے کہا ہے کہ ممتاز بھٹو اور الطاف انٹر لاڑکانہ کے سب سے بڑے قبضہ گروپ ہیں جبکہ دادو میں لیاقت جتوئی اور ٹھٹھہ میں شیرازی سب سے بڑے قبضہ گروپ ہیں۔ ذوالفقار مرزا نے کہا کہ کچے کے علاقے میں زیادہ زمین لیز نہیں کی گئی جو لیز دی گئی ہے وہاں پچیس فیصد پر جنگلات لگانا ضروری ہے۔ سندھ کے سابق صوبائی وزیر داخلہ ڈاکٹر ذوالفقار مرزا نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کی قیادت انہیں ہٹانے کے لیے صدر آصف علی زرداری پر دباؤ ڈالتی رہی ہے۔ مگر ایم کیو ایم نے ڈاکٹر مرزا کی 'رخصت' کو پیپلز پارٹی کا اندرونی معاملہ قرار دیا اور کہا ہے کہ ایم کیو ایم نے کبھی بھی ڈاکٹر ذوالفقار مرزا کو ہٹانے کا مطالبہ نہیں کیا۔ موجودہ

حکومت کے ساڑھے تین سال میں متحدہ قومی موومنٹ تین بار حکومت سے علیحدگی اختیار کرچکی ہے، جس میں ہر بار کسی نہ کسی طرح ڈاکٹر ذوالفقار مرزا کا حوالہ شامل رہا ہے۔ وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کی نائن زیرو آمد کے بعد ایم کیو ایم صوبائی حکومت میں تو واپس آ گئی مگر وفاقی کابینہ میں شمولیت پر آمادہ نہیں ہوئی۔۔ایک طبقہ کا کہنا ہے کہ شہر میں کئی نو گو ایریاز موجود ہیں، کٹی پہاڑی، لیاری، بلدیہ ٹاؤن، شیر شاہ، شیر پاؤ کالونی، قائد آباد، بنارس چوک، اورنگی، کورنگی اور لانڈھی کے محلوں میں سرحدیں کھنچی ہوئی ہیں جہاں دہشت گردوں کی حکمرانی ہے اور حکومت صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی ہے۔۔پاکستانی فوج کی جانب سے بار ہا بار تنبیہ کی گئی ہے کہ انتظامی امور اور سیاسی ماحول کو بہتر بنایا جائے مسلسل قتل و غارت گری کا خاتمہ یقینی بنایا جائے بصورت دیگر حکوتی ناکامی پر افواج پاکستان اپنے اختیارات کو استعمال کرنے پر پابند ہوجائے گی، جمہوری حکومت پر ریاست میں امن و امان کی ذمہ داری حکومت وقت پر ہوتی ہے اور اگر حکومت امن و امان قائم کرنے میں ناکام ہوجائے تو فوج حکومت کا نظام سنبھالنے کی پابند ہوتی ہے، اگر یہی حالت جاری و ساری رہے تو شائد صدر پاکستان محمد آصف علی زرداری کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوسکے گا کہ وہ سینیٹ کے الیکشن میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوں، اسی لیئے پاکستان پیپلز پارٹی متحدہ قوی موومنٹ کو حکومت میں لانے کیلئے کوشاں ہیں تاکہ متحدہ کی جانب سے بھی مزید ووٹ حاصل ہوسکیں، ان

حالات میں صدر پاکستان محمد آصف علی زرداری کسی بھی جماعت کی مخالفت کے متمنی نہیں ہیں یہ ہوسکتا ہے کہ سینیٹ کے الیکشن کے بعد کسی کی کوئی ضمانت نہیں؟؟؟؟۔۔۔۔آپس میں لڑاؤ اور حکومت کرو۔۔کے فلسفہ پر صدر مملکت محمد آصف زرداری کار فرما ہیں۔۔۔۔پاکستانی بیوروکریٹس اور افواج پاکستان جو کہ عوام الناس کے ٹیکس سے تنخواہ دار ہوتے ہیں یہی پاکستان کی بقاء و سلامتی کیلئے ایسے اقدامات کو اسمبلی سے پاس کروائیں جو براہ راست پاکستان اور پاکستانی قوم کیلئے مثبت ، پائیدار اور ترقیاتی امور پر قائم ہو جس میں مکمل تحفظاتی نقاط کو مد نظر رکھتے ہوئے تیار کیا جائے، ٹیکسوں کی وصولی سے لیکر ووٹنگ سسٹم تک ،اسکیمنگ اور کمپیوٹرائز ڈیٹنگ سے لیکر دوہری شہریت کا مواد، کرائم سے لیکر جرائم کے تفصیلی جائزے، سیاسی مالی ریکارڈ سے لیکر سیاسی نظریات تک، مذہبی درسگاہوں کے مالیات سے لیکر ان کے کردار تک، حکومتی ادروں کے نرخ سے لیکر ان کی کارکردگی تک ان سب میں بہتری لانے کیلئے جدید خطوط پر استوار کرنا اب ناگزیر ہوگیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کا صحیح احتسابی عمل اور قانونی تادیبی کاروائی کے عمل کو بھی شفاف بنانے کی ضرورت ہے ، تن ہی ہم پاکستان کو ایک مستحکم اور ترقی کی راہ پر دیکھ سکیں گے۔ بالخصوص کراچی شہر میں قانون کے مطابق عدلیہ عظمیٰ کو چاہیئے کہ وہ لینڈ مافیہ کا کلی طور پر خاتمہ کیلئے مضبوط سطح پر گرینڈ آپریشن کرائے بلا تفریق غیر قانونی قابضین کو بے دخل کیا جائے اور حق دار کو اس کی زمینیں دی جائے اس کے ساتھ سرکاری

املاک پر قابضین کا خاتمہ یقینی بنایا جائے تاکہ اس طرح لوٹ مار اور بربریت کے دور کا خاتمہ ہوسکے یاد رہے اس معملہ کو شفاف انداز میں اپنایا جائے تاکہ کبھی بھی پھر کوئی لینڈ مافیہ اپنی کاروائی میں دوبارہ مصروف نہ ہوسکے۔۔۔۔ ہر پاکستانی کو اپنے دلوں کی میل کو سچائی کے ساتھ ختم کرکے خالصتاً وطن عزیز کیلئے یکجا ہونا پڑے گا۔آمین انشاءاللہ !!! ضرور، مایوسی کفر ہے

رقعہ بنام قاضی پاکستان محترم افتخار محمد چوہدری صاحب

قاضی پاکستان عزت مآب محترم افتخار محمد چوہدری صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کی کراچی آمد کو جان کر میں نے مناسب سمجھا کہ عدلیہ عظمیٰ میں بحیثیت صحافی و کالم کار کے کچھ گزارشات پیش کرسکوں کیونکہ ایک پاکستانی ہونے کے ناطے موجودہ حالات کی روشنی میں اپنے فرائض منصبی کے تحت آپ کے زیر گوش کچھ بہتر مسودے اور پلان پیش کرنا چاہتا ہوں ۔براہ مہربانی اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ وقت دیکر اس رقعہ کا مطالعہ ضرور کیجئے گا۔

جناب محترم قاضی پاکستان افتخار محمد چوہدری صاحب

پاکستان اسلامی نظریہ کے تحت معروض وجود میں آیا تھا، اُس وقت ابتدائی دور ہونے کے بابت انتہائی مشکلات سے دوچار ہونا پڑا ملکی خزانے ناپید ذخائر ہونے کے سبب سب نے مخلص، جانفشانی اور انتھک محنت و مشقت کا مظاہرہ پیش کرتے ہوئے پاکستان کو بہتر ڈھانچہ میں ڈالنے کیلئے شب و روز انتھک محنت اور قلیل سہولت کے ساتھ پاکستان کو انتہائی سلیقہ و کرینہ سے پاکستان کے انتظام کی باگ دوڑ سنبھالی، اُس وقت سرزمین سندھ نے لازوال ، بے مثال قربانیوں

اور ایثار کے جذبہ سے ہجرت یافتہ مسلمانوں کو سینے سے لگایا اور انہیں اپنا بھائی کا درجہ دیا، انتہائی محبت واخوت کا دور دورہ تھا، ہجرت یافتہ اردو بولنے والوں نے بھی اپنی شرافت، خاندانی روایت کو اپناتے ہوئے اس سرزمین پاکستان بالخصوص سندھ کیلئے اپنی عملی، فنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس خطے کی ترقی میں اہم ترین کردار ادا کیا۔۔۔۔۔۔۔۔

کراچی، حیدرآباد، میرپورخاص، نوابشاہ، خیرپورمیرس، سکھر، شہداد پور، ٹنڈوآدم، ٹنڈوالہ یار، کوٹ غلام محمد، عمرکوٹ، کھپرو، شادی پلی، صوفی، ٹنڈو جام، بدین، ماتلی، ٹٹیاری، سکرنڈ، گمبٹ، رانی پور، کوٹری، سہون، جامشورو، نوکوٹ، مٹھی، ڈگری، سجاول، میرواہ گورچانی، شکارپور، نگرپارکر، لاڑکانہ، خانپور، چشتیاں، ڈی آئی خان، بہاولپور، بہاولنگر، لیہ، رحیم یار خان، صادق آباد، کشمور، روہڑی، گجرانوالہ، ساہیوال، پاکپتن، ملتان، جھنگ، جہلم، راولپنڈی، اسلام آباد، پشاور، لاہور، کوئٹہ، سبی، قلات، جعفرآباد، چمن، خضدار، سہون اور بہت سے گاؤں دیہات کو معروض پاکستان کے وقت انڈیا سے آئے مہاجرین نے آبادکاری میں موثر اور حسین تر خدمات پیش کرکے اس بیاں بان علاقوں کو شہروں میں منتقل کردیا۔ شعبہ ہائے زندگی سے مختلف علوم میں مہارت رکھنے والے ان مہاجرین نے سرزمین پاکستان بالخصوص سندھ کی ترقی کیلئے نہ صرف اہم کردار ادا کیا بلکہ بین الاقوامی سطح پر پاکستان کا وقار بلند

بھی کیا۔ تجارت و صنعت، سائنس و ٹیکنالوجی، تعلیم و تربیت، صحت و علاج، انتظامی و عدلی نظام، سیاسی و معاشرتی فلاحی اصلاحات، فنی و آرٹ کی پروان، تحریر و ادب کا گہوارہ، شاعری و نثر کی اشاعتیں، صحت مند آزادی ابلاغ عامہ و جمہوریت گو کہ اس صحرا کے ہر ذرے کو روشن و تابناک بنانے کیلئے کوئی قصر نہ چھوڑی۔۔ یہ وہ دور تھا جب اشیاء ضرورت انتہائی سستی اور خالص وافر مقدار میں دستیاب تھیں، ہر شخص ایمان کی دولت سے معمور تھا نہ کسی قرفہ پر نقطہ چینی کی جاتی تھی اور نہ ایک دوسرے مسلمان کو کافر کہا جاتا تھا سب کے سب اپنے اپنے عقائد پر امن و سلامتی کے ساتھ جی رہے تھے مساجد ہو یا امام بارگاہیں تمام کی تمام مسلمانوں سے بھری رہتی تھیں نہ ڈر تھا اور، خوف۔۔ ایک دوسرے فرقوں میں رشتے کے بندھن بھی بنائے جاتے تھے، امام ہو یا عالم یا پھر پیر و مرشد سب کا ایک ہی درس ہوتا تھا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں نفاق کو داخل نہ ہونے دو!! وقت گزرنے کے ساتھ منافق، خود غرض، غدار وطنوں نے پاکستان کو شدید نقصان پہنچانے کیلئے اپنی کاوشیں تیز کردی اسی بابت انھوں نے پاکستان کی سیاست، نوکر شاہی، اور دفاع میں گھسنا شروع کردیا اور پاکستانیوں میں اپنے آلہ کاروں کو داخل کرکے ان کے اتحاد، اخوت محبت اور بھائی چارگی میں دراڑیں ڈالنا شروع کردی اس مشن میں انڈیا، امریکہ، اسرائیل، انگلستان اور دیگر غیر مسلم ممالک شامل تھے اور ہیں کیونکہ کسی بھی غیر مسلم ممالک کو یہ گوارہ نہیں ہے کہ پاکستان اس دنیا کے

نقشہ میں ابھرا رہے اسی بابت یہ ممالک مکارین سے ہماری درمیان چند غدار وطن کو تلاش کرکے بھاری اعانت کے ساتھ ان سے کام لیئے جاتے رہے ہیں ان میں اسلامی تنظیمیں بھی ہیں تو سیاسی جماعتیں بھی ۔۔۔۔

آج کے دور میں پاکستان کی سیاسی جماعتوں کا کہیں بھی مثبت کردار نظر نہیں آتا شائد ان سیاسی جماعتوں کا تعلق کہیں نہ کہیں ، کسی نہ کسی طرح ان عناصر سے جا ملتا ہے جو پاکستان کے خیر خواہ نہیں۔۔ اب پاکستان کے اداروں کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ پاکستان کی سلامتی و بقاء کیلئے ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر خالصتاً خدمات پیش کرنی ہونگی اور اپنے نظام کی بہتری کیلئے ہر زاویئے سے سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر کرکے بہتر لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا اس کیلئے پاکستان کی عدلیہ، انتظامیہ، پولیس ، ایجنسیاں اور افواج پاکستان کے حساس شعبوں کو ملک و قوم کے مستقبل اور بقاء کیلئے ایک بڑا آپریشن کرنا ہوگا جس میں خود بیوروکریٹس اپنی اصلاح کرتے ہوئے سیاستدانوں کے کرائم کو عدلیہ عظمیٰ میں پیش کریں اور عدلیہ عظمیٰ انہیں مکمل تحفظ فراہم کرے گو کہ یہ مرحلہ شدید مشکلات اور تکلیف دہ ہے مگر ہمارے اداروں کو بڑی قربانی سے گزر کر پاکستان کا تحفظ کرنا ہوگا کیونکہ بیرونی طاقتیں پاکستان کی قدرتی دولت کو ہتھیانے کیلئے اس قوم میں ایک دوسرے کیلئے انتہائی بلند پیمانے پر زہر نفرت، زہر تعصب، زہر لسانیت، زہر اقربہ پروی، زہر فرقہ بندی کو پروان چڑھانے

کیلئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہیں جس میں خود کش حملے، بم بلاسٹ بھی شامل ہیں۔پاکستانی غیور اور بہادر افواج نے ہمیشہ اس وطن عزیز کیلئے قربانی دی ہیں اب اندرونِ خانہ جنگ کیلئے افواج پاکستان کے ساتھ عدلیہ اور انتظامیہ کو ملکر پاکستان میں بڑھتے ہوئے سیاسی جرائم و کرائم کو جلد قلع قمع کرنا ہوگا اس کیلئے الیکشن کے نظام میں تبدیلی ناگزیر بن چلی ہے اور اس میں جدید خطوط پر اسکینگ کے عمل کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ اصل ووٹر اپنے حق سے مستفیض ہوسکے، موجودہ الیکشن کمیشن کا نظام پاکستان کے حالات کیلئے غیر مناسب، ناقص اور ناکام ہے، اب الیکشن کمیشن کے نظام اور اختیارات میں تبدیلی ناگزیر بن چلی ہے اگر اس محکمے کو مکمل حکومت سے آزاد کردیا جائے اور با اختیار بنا دیا جائے تو ممکن ہے کل کا پاکستان روشن ہو۔ محکمہ الیکشن کمیشن ، میں بھی احتساب کا عمل شامل کیا جائے تاکہ کسی کوتاہی کا عمل پیدا نہ ہوسکے اسے ڈیٹا سے لیکر انتخابات تک مکمل کمپیوٹرائز کے ساتھ ساتھ لازماً اسکینگ کے عمل کے ساتھ منسلک کردیا جائے تاکہ اصل ووٹر اپنے حق حاصل کرسکیں اور اس طرح جعلی ووٹوں کی روایت کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ ممکن بن سکے ۔۔تب کہیں جاکر کوئی بھی سیاسی جماعت یا پارٹی یہ کہنے میں حق بجانب ہوگی کہ وہ اصل عوامی مینڈیٹ سے آئی ہے اور اس طرح انھیں ووٹر اور ووٹ کی اہمیت کا احساس بھی پیدا ہوگا اور وہ اپنے سیاسی مستقبل کیلئے منفی راہ سے اجتناب بھی کرسکیں

گے اس کے ساتھ الیکشن کمیشن میں ایسی شق بھی موجود کی جائے جو کسی بھی سیاسی جماعت کے کرائم میں ملوث ہونے کے ثبوت پر فی الفور عمل تادیبی کاروائی کرسکے ۔۔۔ تھانوں کو مکمل کمپیوٹرائزکے ساتھ تمام تھانوں اور عدالتوں سے نیٹ ورک یعنی منسلک کردیا جائے اور ایف آئی آر کے طریقہ کار کو بھی بدل کر کمپیوٹرائز نیٹ ورک کردیا جائے۔ پولیس اور تھانوں کو اصل مجرموں کے پکڑنے پر تنخواہ کے ساتھ ایک کمیشن کی حد مقرر کردی جائے تاکہ رشوت کا عمل ختم ہوسکے۔ محکمہ پولیس کو جدید ہتھیار اور ٹرانسپورٹ سے مزین کردیا جائے۔ اس محکمے کو مکمل آزاد اور خود مختار اس حد تک بنا دیا جائے کہ کسی بھی سیاسی رہنما کی مداخلت نہ ہونے پائے۔ تاکہ سیاسی مجرم کو پکڑنے اور پھر عدلیہ تک پہنچانے میں آسانی ہوسکے اور تفتیشی عوامل کو با اختیار بناتے ہوئے انہیں بھی قانونی بندش میں رکھا جائے کہ کسی بھی پولیس افسر کی کوتاہی اور کرپشن کے ثبوت پر مجرم ہونے پر وہی سزا دی جائے جو مجرموں کیلئے مختص ہے اس کے ساتھ عہدہ و نوکری کا خاتمہ بھی شامل ہو۔ بہتر کارکردگی پر فی الفور انعامات و تمغوں سے نوازا جائے تاکہ ہمت افزائی کا عمل بھی تیز نظر آسکے۔ شہدا کیلئے ایک الگ شعبہ بنایا جائے جس میں اہل خانہ کی امداد و وظائف کے عمل کو کم وقت میں مکمل کیا جائے۔ اسی طریقہ پر دیگر محکمے کو بھی پابند کیا جائے۔ امریکہ سے آہستہ آہستہ ملکی معاملات ختم کردیئے جائیں جو رکھے جائیں ان میں پاکستان کی جانب سے سخت شرائط لاگو کی جائیں جس میں پاکستان

اور قوم کے مفادات زیادہ ہوں۔ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ جس قوم نے بھی ترقی کی ہے اُس نے اپنے محکمہ صحت اور تعلیم کو بہتر انداز میں مزین کیا ہے، پاکستان کو گر ترقی یافتہ بنانا ہے تو سب سے پہلے تعلیم و صحت کے میدان میں بہتری لانی ہوگی اور ان کے ادروں کو پابند کیا جائے کہ وہ ملک و قوم کی بہتری کیلئے جدید خطوط پر اپنی مدارس و اسپتال کے نظام کو استوار کرنے کیلئے اپنے اسٹاف کو تربیتی مراحل سے گزاریں تاکہ یہ ملک و قوم کیلئے نہ صرف بہتر ثابت ہوں بلکہ بین الاقوامی سطح پر اپنا مقام بنا سکیں۔ کسی بھی ترقی کیلئے تعلیم اور صحت کا بہتر ہونا لازمی شرط ہوتا ہے۔ تمام صوبوں کو پابند کیا جائے کہ سرکاری تعلیمی مدارس اور اسپتال کی زبوں حالت کو بہتر بناتے ہوئے اسے ماڈل انداز میں شکل دی جائے تاکہ نجی اسکولوں اور اسپتالوں سے کہیں زیادہ سودمند اور پائیدار ثابت ہوں تاکہ ہماری نئی نسلیں بہتر صحت کے ساتھ بہتر ماحول میں اس وطن عزیز کیلئے سودمند ثابت ہو سکیں، اس کے علاوہ تمام مدارس اور اسپتالوں سے سیاسی مداخلت اور سیاسی طلبہ تنظیمیں کا خاتمہ کیا جائے اور میرٹ پر تعلیم کا انحصار رکھا جائے۔۔۔پاکستان زرعی وانہار کے شعبہ میں خود مختار رہا ہے لیکن ہماری سیاستدانوں کی نا اہلی نے اس قدرتی دولت کو ناپیدی کی طرف دکھیل دیا ہے، ان شعبوں میں فی الفور بہتری کی ضرورت ہے اس میں نئے ڈیم، سیم و تھور کا خاتمہ، بنجر زمین کو پانی فراہم کرکے آباد کرنا، کچے کی زمینوں کو شرط لاگو کرکے غریب کسانوں میں

تقسیم کرنا کہ وہ اسے آباد کریں اور انہیں پابند کیا جائے اس شرط میں کہ وہ ان کچے کی زمینوں کو آباد نہ کرنے پر سزاوار ہونگے اور ان پر بھاری جرمانہ عائد بھی کیا جائے گا تاکہ یہ اس سہولت سے ملک و قوم کیلئے بہتر اور وافر مقدار میں اجناس پیدا کر سکیں۔ زمین کی آبادی پر حکومت نہ صرف زمینیں دے گی بلکہ انہیں آباد کرنے کیلئے مشینیں، کھاد اور بیج بھی فراہم کریگی۔۔۔

جناب محترم قاضی پاکستان افتخار محمد چوہدری صاحب

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں ذوالفقار علی بھٹو نے عوامی سطح پر بھاری اکثریت روٹی، کپڑا اور مکان کے وعدہ پر حاصل کی تھی لیکن تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ صرف نعرہ تھا اور نعرہ ہی رہ گیا جبکہ بھٹو نے پاکستان کے وڈیروں، چوہدریوں اور خانوں کو زمینیں تقسیم کیں، انہیں زرعی مشنریاں حکومتی خزانے سے دی گئی اس کے علاوہ ان کیلئے زرعی بنک بنایا گیا تاکہ کسی بھی وقت یہ مالی مدد حاصل کر سکیں، تاریخ نے بتایا کہ اس دولت کو ان خانوں، چوہدریوں اور وڈیروں نے صرف اور صرف اپنی عیش و تعائش میں استعمال کیا، بڑی بڑی گاڑیاں خرید لی گئی، بنگلے بنائے اور محفلیں سجائیں یہ عوامی دولت کو اس طرح لوٹنے کا کیا قانونی حق حاصل ہے ان زمینداروں کو؟؟؟ ۱۹۷۰ء سے ۲۰۱۱ء تک کا محاسبہ کرتے ہوئے پاکستان کے تمام زمینداروں، وڈیروں اور خانوں اور صنعت کاروں، تاجروں کی املاک و دولت کا مکمل ڈیٹا بنایا جائے کہ کہاں سے آئیں یہ دولت، کس طرح

کمائی یہ دولت، ٹیکس کی مد میں کتنی رقم قومی خزانے میں جمع کرائے گئے گوشوارے تو شائد بڑے بڑے ساستدانوں کے نام سامنے آئیں گے کہ انھوں نے ان غاصبوں اور ظالموں کے قرضے معاف کرانے میں کسی طرح کوئی قصر نہ چھوڑی، قومی خزانے کو آج تک اپنے باپ دادا کی میراث سمجھتے ہوئے ان سب نے بڑی بے رحمی سے لوٹا ہے اور لوٹتے چلے آرہے ہیں۔۔۔!! اس سلسلے میں ایک نظم میں نے لکھی ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کررہا ہوں عرض کیا ہے :

پاکستان

کوئی دُودھ سے دُھلا نہیں یہاں پر
سیاست لپٹی ہوئی ہے جرم میں یہاں پر
دوسروں پر الزام لگانا ہے آسان لیکن
اپنے گریباں میں جھانکنا مشکل یہاں پر
ہاتھ ہیں ڈوبے ہوئے ناخون حق میں
مقتل گاہ ہیں سیاسی تنظیمیں یہاں پر
بن گیا ہے شب و روز فیشن یہاں سیاست کا
کہ لاشوں پہ چلتی ہے سیاست یہاں پر
قوموں میں انتشار در انتشار ہے پھیلا
غدار وطن کا ہوا راستہ ہموار یہاں پر
ظالم و قاتل ہیں آزاد ہماری صفوں میں

کس سے کرے گا فریاد اب آدمی یہاں پر
ضمیر بکتا ہے یہاں چند کوڑیوں پر
انسانیت کو قتل کرتا ہے انساں یہاں پر
یہ کیسی جمہوریت ہے میرے پاک وطن میں
ابلاغ کو بھی زنجیر میں پنہاں کیا ہے یہاں پر
ہر ایک نے اوڑھ لی ہے چادرِ فرعونی
ہے کوئی جاوید اب وارثِ ابن قاسم یہاں پر

یہاں مفادات کی سیاست کا عمل چلتا چلا آ رہا ہے کسی کو بھی پاکستان کی فلاح و بہبود اور ترقی کا احساس نہیں ۔۔۔۔۔۔

پاکستان میں جب جب جمہوری حکومتوں کا دور آیا ہماری سیاستدانوں نے حاصل کردہ فنڈ کو انصاف کے ساتھ نہ رکھا بلکہ اپنی سیاسی تنظیموں اور اپنی جائیداد میں اضافہ کیلئے سمیٹتے رہے۔ سیاسی پارٹیوں نے اپنے اخراجات کے ذرائع میں اضافہ کیلئے مختلف راستے اپنا لیئے ہیں جن میں مذہبی احکامات کے مالی ذرائع بھی شامل ہیں جبکہ مذہب اسلام نے ہر مسلمان کو پابند کیا ہے شرعی اصولوں پر جس میں چرم قربانی، زکواۃ، خیرات و صدقات شامل ہیں مگر سیاسی جماعتوں نے اسے بھی نہ چھوڑا۔ تمام سیاسی جماعتوں کو چاہیئے کہ اگر

وہ ذیلی جماعت فلاح و بہبود کیلئے چلا رہے ہیں تو اسے سیاسی جماعت سے قطعی دور رکھیں اور کسی پر زور و جبر کا عمل اختیار نہ کریں کیونکہ یہ احکام الٰہی ہے مسلمانوں کو شرعت کے مطابق عمل کرنے دیا جائے۔ موجودہ جمہوری حکومت میں حکومتی ہو یا دیگر گروہ نے مذہب اور اخلاقیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر پاکستانی کا جینا حرام کر رکھا ہے، ہر پارٹی زور زبردستی، دھمکی اور کہیں تو قتل و غارت اور اغوا کرکے تاوان طلب کیا جارہا ہے، یہ کیسی حکومت ہے جس میں قانون کہیں نہیں دکھائی دیتا البتہ ان حالات سے استفادہ کرنے کیلئے قانون کے رکھوالوں نے بھی اپنے ہاتھ میں کنگھن سجا لیئے۔۔۔ کراچی میں آپریشن غیر جانداری کی بنیاد پر کیا جائے عوام الناس کو پاکستان رینجرز اور عدلیہ عظمیٰ سے بہت توقعات ہیں کہ وہ کراچی کے حالات کو بہتر کرنے کیلئے مثبت اور غیر جانداری کا مظاہرہ پیش کرتے ہوئے امن و امان پیدا فرمائیں گے اور مستقل بنیادوں پر قانونی چارہ گوئی اس طرح عمل میں لائی جائے جس سے جرائم و کرائم، مافیہ کے قلع قمع یقینی بن سکے۔

جناب محترم قاضی پاکستان افتخار محمد چوہدری صاحب

پاکستان میں تین نظام پائے جاتے ہیں ایک مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ ۔۔۔۔ مقننہ نظام میں عوام الناس کے ووٹوں سے منتخب کیئے جاتے ہیں عوامی نمائندے جو ایوانوں میں پہنچ کر عوام لاناس کی فلاح و بہبود اور بہتری کیلئے قانون

سازی کرتے ہیں اور انتظامیہ اس قانون پر عمل درآمد کرانے کی پابند ہے، قانون شکنی پر انتظامیہ یعنی پولیس عدلیہ کے روبرو پیش کرنے کی پابند ہے اور عدلیہ کسی کے ذریعے ثبوت و شواہد کی بنیاد پر جزا و سزا دیتی ہے لیکن کیا پاکستان میں اسی طرح کا عمل دیکھا جارہا ہے ؟؟؟شائد ہر گز نہیں ! ! نہ آئین کی پاسداری عمل میں لائی جارہی ہے اور نہ عوام الناس کے تحفظ کو یقینی بنایا جارہا ہے، اگر حالات اسی طرح چلتے رہے تو یقیناپاکستان کی سلامتی کو ناتلافی نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اب وقت آگیا ہے کہ سیاست اور ریاست کے نظام میں سدھار کی جائے اور ہر قوم کو اس کا بنیادی حقوق دیئے جائیں تاکہ عوام الناس اور قوموں میں پائی جانے والی بے چینی، عدم حقوق، عدم تحافظ، عدم انصاف کا عمل تحلیل ہو اور ریاست ایک مضبوط و مستحکم اور کامیاب نظر آئے اور پاکستان حقیقی معنوں میں ترقی و کامرانی کی راہ پرگامزن ہوسکے۔۔۔۔سیاسی جھنڈوں پر سختی عائد کی جائے صرف پاکستانی جھنڈے استعمال میں لائے جائیں تاکہ ہم سب ایک قوم کی شکل میں دنیا میں نظر آئیں۔اللہ تعالی پاکستان کا حامی و ناظر رہے آمین۔پاکستان زندہ باد پاکستان پائیندہ باد☆☆☆☆☆☆

پاکستانی عوام تابکاری اثرات کی زد میں

۱۱ مارچ ۲۰۱۱ء کو جاپان کی تاریخ کا بدترین زلزلہ آیا زلزلے کے نتیجے میں آنے والے سونامی نے وہ کام کر دکھایا جس کی جاپانیوں کو توقع نہیں تھی، خوش وخرم انسانوں سے آباد ہنستی مسکراتی بستیوں کو کھنڈرات میں بدل دیا، مسکراہٹوں کی جگہ آہوں اور سسکیوں نے لے لی. صاف ستھری گلیاں، کشادہ میدان، بلند وبالا عمارتیں، خوبصورت باغیچے، بارونق بازار سب کچھ اک آن واحد میں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں تبدیل ہوگئے. رہی سہی کسر ایٹمی ریکٹر سے تابکاری کے اخراج نے پوری کردی جس کے اثرات پینے کے پانی، دودھ اور سبزیوں میں پائے گئے ہیں۔جاپانی حکومت فوکوشیما کے ایٹمی ریکٹر کے بحران پر قابو پانے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔تابکاری کے اخراج کے باعث دودھ، سبزیوں اور پھلوں میں جو اثرات پائے گئے ہیں اس کے نتیجے میں جاپان کی برآمدات بھی متاثر ہوئی ہیں اور کئی ممالک نے جاپانی اشیائے خوردونوش کا جزوی یا مکمل بائیکاٹ کرنیکا فیصلہ کیا ہے جب کہ کچھ ممالک نے جاپان سے درآمد شدہ اشیاء کو مانیٹر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ان ممالک میں ہالینڈ، چین، ملائیشیا، فلیپائن، سنگاپور، جنوبی کوریا، تائیوان اور امریکا شامل ہیں دوسری طرف فوکوشیما کے ایٹمی پاور پلانٹ سے خارج ہونے والی تابکاری کے بہت ہی معمولی اثرات یورپ میں آئس لینڈ تک پہنچ

چکے ہیں جبکہ انکے فرانس اور دیگر یورپی ممالک تک پہنچنے کی توقع کی جارہی ہے۔ بین الاقوامی جوہری توانائی کی ایجنسی کے سربراہ کے سینئر مشیر گراہم انڈریو نے خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ڈائی ایچی فوکوشیما پاور پلانٹ کی صورتحال انتہائی تشویشناک ہے۔ پلانٹ کے قرب وجوار کے دس پریفیکچرز میں تابکاری اثرات کی حامل آیوڈین اور سیزیم کی مقدار میں دن بدن تبدیلی رونما ہورہی ہے اور مقدار کم ہونے کی بجائے بڑھ رہی ہے۔ دوسری جانب جاپان کے وزیر اعظم ناوتوکین نے ٹیلیویژن پر قوم سے خطاب میں خبردار کرتے ہوئے فوکوشیما پاور پلانٹ کی صورت حال کو انتہائی سنگین اور مخدوش قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ پلانٹ کی دگرگوں حالت کے پیش نظر ہم زیادہ پر امید نہیں ہیں اور ہر بدلتی صورتحال کا ہمیں بغور اور احتیاط سے جائزہ لینا ہوگا۔ ترجمان کے مطابق ٹیپکو نے ایک ٹیسٹ کے زریعے پلانٹ نمبر ایک کے قریب واقع ساحل سے کئی سو میٹر کی دوری پر سمندر میں تابکاری اثرات کی حامل آیوڈین۔ 131 کی قانونی حد سے 1250 گنا زیادہ مقدار کا پتہ لگایا ہے جو کہ معمول کی سطح سے کہیں زیادہ ہے مگر سمندری زندگی اور سمندری خوراک پر اسکے معمولی اثرات مرتب ہونگے۔ پلانٹ نمبر تین کی حالت اس لئے زیادہ خطرناک ہے کیوں کہ اس میں بجلی کی پیداوار کے سلسلے میں جو جوہری ایندھن استعمال کیا جاتا ہے وہ متنازعہ اوکسائیڈ فیول کا مرکب ہے جس میں یورینیم کے علاوہ پلوٹونیم کی ایک بڑی مقدار بھی شامل ہوتی ہے جو اپنے اندر تابکاری اور ٹاکسک کے انتہائی خطرناک

اوردور رس اثرات رکھتی ہے . اسکے علاوہ اس کمپلیکس میں ریکٹروں کے عین اوپر بنے ہوئے جوہڑوں میں برسہابرس سے استعمال شدہ ایندھن کی راڈز کو زخیرہ کیا جاتا ہے جس سے خارج ہونے والے تابکاری کے اثرات ریکٹر سے خارج ہونے والی تابکاری سے کہیں گنا زیادہ ہونگے۔

ذمہ دار ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جاپان میں حالیہ زلزلے اور سونامی کے نتیجے میں ایٹمی ری ایکٹر سے نکلنے والی تابکاری سے وہاں ہر چیز بہت متاثر ہوئی ہے بالخصوص فوکوشیما میں گاڑیاں تابکاری کا شکار ہو گئی ہیں۔ ذرائع کے مطابق پاکستانی تاجر تابکاری اثرات سے متاثرہ گاڑیوں کے پارٹس دبئی اور افغانستان کے راستے پاکستان لارہے ہیں ان گاڑیوں کی وجہ سے پاکستان میں بھی لوگوں کے تابکاری اثرات سے متاثر ہونے کا خدشہ ہے اورخطرناک بیماریاں پھیلنے کا خدشہ ہے۔ پاکستان امپورٹر مختلف طریقوں سے اسپیئر پارٹس اور دوسری گاڑیاں جاپان سے نکال کر دبئی افغانستان پہنچا رہے ہیں جہاں سے یہ گاڑیاں اور پارٹس پاکستان منتقل ہونا شروع ہوگئے ہیں۔ جبکہ مصدقہ ذرائع کے مطابق الحمد یارڈ (کارگو) منگھو پیر میں ہزاروں کی تعداد میں متاثرہ گاڑیاں رکھی گئی ہیں اسی طرح لاکھوں گاڑیاں شیٹ پر بھی موجود ہیں ۔ یہ متاثرہ گاڑیاں کوڑیوں کے بھاؤ حاصل کی گئی ہیں کیونکہ حکومت جاپان ان گاڑیوں کے اثرات سے اپنی قوم کو محفوظ بنانے کیلئے مفت دے رہی ہے تاکہ بقایاجات جتنے

بھی تابکاری اثرات سے متاثر اشیاء ہیں انہیں وہ اپنے ملک سے نکال باہر کریں۔ دنیا کے چھوٹے بڑے ممالک نے ان اشیاء اور گاڑیوں کو مفت بھی حاصل نہیں کیا کیونکہ دنیا بھر کے تاجر جانتے ہیں کہ اس کے دور اثر نتائج کتنے گھمبیر ثابت ہو سکتے ہیں لیکن افسوس ہے پاکستانی تاجر برادری پر کہ انھوں نے اپنی دولت کی ہوس میں حد تک بڑی تباہی پھیلانے والی جن میں اشیاء وگاڑیاں جو تابکاری کے اثرات سے بھری پڑی ہیں انہیں کسٹم ، ایجنسیز اور دیگر متعلقہ ادروں کے سربراہوں سے بھاری رشوت کے عیوض انہیں مارکیٹ تک پہنچا رہے ہیں، یہ سامان جاپان کے ان گوداموں سے نکالا گیا جو براہ راست حالیہ سیلاب کی وجہ سے ایٹمی پلانٹ کی تباہی کے سبب تابکاری اثرات سے براہ راست متاثر ہوئی ہیں۔ ذرائع کے مطابق اس مافیہ کی لڑیاں حکومتی اعلیٰ ذمہ داروں تک جاتی ہیں جن میں سیاسی جماعتوں کے ذمہدار اور بیوروکریٹس بھی شامل ہیں۔ موجودہ حکومت کے علم میں آنے کے باوجود اس گھناؤنے عمل کا بھرپور جاری رہنا اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ عوام کی دولت لوٹنے کے ساتھ ساتھ انہیں موذی بیماریوں میں مبتلا کرنے کیلئے کسی بھی لمحہ خیال نہ آیا۔ حیرت و تعجب کا یہ ملا جلا وقت ہے کہ عوامی مینڈیٹ حاصل کرنے والے عوام کے قاتل بن بیٹھے۔اس سلسلے میں پاکستانی میڈیا نے ہمیشہ کی طرح عوام الناس کے تحفظات کی خاطر اس خطرناک مافیہ کا چہرہ عیاں کیا اور عوام الناس کو آگاہی بخشی کہ موت کو نہ خریدیں کیونکہ یہ تابکاری اثرات نسل در نسل منتقل ہوتے چلے جائیں گے اور پاکستان

کی قوم کسی قابل نہ رہ سکے گی۔اس سلسلے میں حکومت پاکستان اور سپریم کورٹ کو سنجیدگی سے روک تھام کیلئے اقدامات اٹھانے پڑیں گے کہیں ایسا نہ ہوجاؤ کہ دیر ہوجائے اور ہمارے قوم اس زہر کے شکنجے میں پھنس کر رہ کر ناتلافی نقصان سے دوچار ہوجائے۔

پی پی پی کے ادوار اور انجام۔۔۔۔

پاکستان پیپلز پارٹی کی بنیاد 30 نومبر 1967ء کو ذوالفقار علی بھٹو نے رکھی تھی۔
پاکستان پیپلز پارٹی 1970ء میں پاکستان کی سیاسی جماعتوں میں دوسرے نمبر پر تھی۔
عوامی لیگ نے قومی اسمبلی میں کثیر تعداد میں سیٹیں حاصل کی تھیں۔ جنرل یحیٰی خان اور ذوالفقار علی بھٹو نے عوامی لیگ کے سربراہ شیخ مجیب الرحمان سے سخت اختلافات پیدا ہوگئے تھے اسی سبب جنرل یحیٰی خان اور ذوالقار علی بھٹو نے شیخ مجیب الرحمان کے خلاف سازشیں کرنا شروع کردی تاکہ عوامی لیگ اور سربراہ شیخ مجیب الرحمان کی عوامی طاقت کو زائل کردیا جائے تمام تر کوشش کے باوجود کامیابی حاصل نہ ہونے پر مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے جدا کردیا گیا اوراس طرح بنگالیوں کیلئے بنگلہ دیش آزاد ملک بن گیا اور مغربی پاکستان پاکستان کے نام سے رہا۔پاکستان پیپلز پارٹی نے پاکستان میں تن تنہا عوامی سیاسی پارٹی بنے کا اعلان کیا اور پاکستان کی عوام کو روٹی، کپڑا اور مکان کے خواب میں اوندھا کردیا۔پاکستان پیپلز پارٹی کو سب سے زیادہ تقویت اُس وقت حاصل ہوئی جب ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے پہلے سولین چیف مارشل لاء مقرر ہوئے پھر صدر اور وزیر اعظم بنے پھر اُس وقت کے جرنل ضیاء الحق نے ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کو تحلیل کرتے ہوئے انہیں قتل کے الزام میں قید

کرڈالا۔ 5 جولائی 1977ء کی علی الصبح کو پھانسی کے تخت پر لٹکا دیا۔ جنرل ضیاء الحق نے گیارہ سال تک مارشل لاء کا دور دورہ رکھا بالآخر انہیں ہیلی کوپٹر کے سفر کے دوران بم بلاسٹ سے مروادیا گیا، اس سفر میں اُس وقت قابل ،ذہین اعلیٰ ترین فوجی قیادت بھی ساتھ تھیں۔ 1988ء کو ذوالفقار علی بھٹو کی بیٹی بینظیر بھٹو وزیراعظم بنی جبکہ بیس ماہ تک صدر غلام اسحاق خان نے پاکستان پیپلز پارٹی کو شدید نقصان پہنچایا۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے تیسری بار 1993ء سے 1996ء تک پاکستان پر پھر راج کیا۔ 27 دسمبر 2007ء کو ایک عوامی جلسہ سے خطاب کے بعد بینظیر بھٹو کو فائرنگ اور دھماکے سے ہلاک کردیا تھا۔ بینظیر بھٹو کی ہلاکت سے جہاں پاکستان پیپلز پارٹی کو شدید نقصان پہنچا وہیں ایسے بھی گروہ تھے جنہیں خواب سے بھی زیادہ فائدہ حاصل ہوا۔ بینظیر بھٹو کی موت کے سبب پاکستان کی عوام میں پاکستان پیپلز پارٹی کیلئے نرم گوشہ بیدار ہوا اسی گوشہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسے لوگ منتخب ہوئے جو کبھی بھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔۔۔!! اس طرح پاکستان پیپلز پارٹی بالخصوص بھٹو ازم سے تعلق رکھنے والے کارکنوں نے کنارہ کشی اختیار کرنا شروع کردی اور پھر پاکستان پیپلز پارٹی چوتھی بار 2008ء کو بھاری عوامی مینڈیٹ سے کامیاب ہوئی۔ ذوالفقار علی بھٹو کی زوجہ بیگم نصرت بھٹو بھی 23 اکتوبر 2011ء کو خالق کائنات سے جا ملیں، بیگم نصرت بھٹو طویل عرصہ سے علیل تھیں۔ دیکھا جائے تو ذوالفقار علی بھٹو کی سیاسی زندگی میں بیگم نصرت بھٹو کا بہت زیادہ کردار

رہا ہے کیونکہ بیگم صاحبہ نے ہی بینظیر کو سیاست کے میدان میں لا کھڑا کیا اور بھٹو کے بعد جس انصاف اور سچائی کے ساتھ اس تنظیم کیلئے تکلیفیں برداشت کی وہ تاریخ کا ایک حصہ بن چکی ہیں ۔ موجودہ دور سن 2011ء کا آخیر ہے اس دور میں یوں تو بھٹو ازم کا نعرہ لگایا جاتا رہا ہے مگر درحقیقت یہ دور حاکم زرداری کا ہے ، حاکم علی زرداری کبھی بھی بھٹو کے مخلص نہ رہے ،اسی باہت بھٹو انہیں قطعی پسند نہ فرماتے تھے۔ لیکن بھٹو کے انتقال کے بعد حاکم علی زرداری کا مشن بن گیا کہ وہ اپنے بیٹے آصف علی زرداری کی شادی ذوالفقار علی بھٹو کی چہیتی بیٹی بینظیر بھٹو سے کرادیں گے تاکہ بنی بنائی سیاست کا قلم دان ان کے بیٹے کا حاصل ہوجائے ، اس کیلئے حاکم علی زرداری نے اپنے مزاج کے برعکس پارٹی کے مختلف ذمہ داروں کی تمام باتوں کو برداشت کیا باآخر وہ اپنے مشن میں کامیاب ہوگئے۔ اس شادی سے دنیاجانتی ہے کہ سب سے زیادہ فائدہ آصف علی زرداری کا حاصل رہا ہے اور اب بھٹو کے اصل خاندان جو مرتضٰی بھٹو کی نسل میں باقی ہے انہیں سیاست ، دولت اور مقام سے مستقلا پیچھے دکھیلا جاتا رہا ہے ،اب بظاہر بھٹو ازم کی بات تو کی جاتی ہے مگر درحقیقت یہ زرداری ازم کا دور شروع ہوچکا ہے ، ایک اندازہ کے مطابق بھٹو ازم آئندہ شائد یا تو مکمل دم توڑ لے گا یا پھر پاکستان پیپلز پارٹی کے اندر انقلاب رونما ہوکر بھٹو ازم کا ایک نیا دور شروع ہوجائیگا جس کی قیادت مرتضٰی بھٹو کے بیٹے جونیئر ذوالفقار علی بھٹو کے ہاتھ میں ہوگی۔ پاکستان پیپلز پارٹی اس وقت دو

بڑے گروہ میں منقسم ہے جو جلد ہی ایک حصہ پر محیط ہونے جارہی ہے ، اب دیکھنا ہے کہ حقیقی جیالے کس حد تک بھٹو ازم کیلئے قربانیاں پیش کر سکیں گے بصورت پاکستان پیپلز پارٹی زرداری ازم میں منتقل ہو جائے گی اور تمام نظریات و منشور زرداری ازم کے تحت وقع پزیر ہونگے۔ یوں تو پاکستان پیپلز پارٹی تین بڑے ادوار سے گزری ہے ایک وہ دور جب بانئ پاکستان پیپلز پارٹی نے اس تنظیم کی بنیاد ڈالی اور اس کو پروان چڑھانے کیلئے اپنے تمام دیواروں کو روندتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے لیکن قدرت کی پکڑ سے نہ بچ پائے اور اپنے ہی بنائے ہوئے چیف آف آرمی اسٹاف جنرل ضیاء الحق کے ہاتھوں ہلاک ہوئے۔۔۔دوسرا دور بڑا کٹھن تھا یہ دور ذوالفقار علی بھٹو کی موت کے بعد سے شروع ہوگیا جب ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے حکومت پر قبضہ کرکے گیارہ سال گزارے اور جمہوری اقدار کا پاش پاش کرنے کیلئے کوئی قصر نہ چھوڑی ایسے میں قدرت نے انہیں بھی آپکڑا ایک حادثہ میں ہلاک کر دیئے گئے۔اس دوران بیگم نصرت بھٹو نے پاکستان پیپلز پارٹی کی بقاء کیلئے اپنے جواں سال بیٹوں کی قربانی کو بھی برداشت کیا اور اپنی چہیتی بیٹی پنکی بینظیر بھٹو کی نہ صرف حفاظت کی بلکہ سیاسی میدان میں لمحہ بہ لمحہ مشاورت کی دیتی رہیں ، بیگم نصرت بھٹو خود پارٹی کی چیئر پرسن تھیں ، ضیاء الحق کی موت کے بعد پاکستان میں جمہوری نظام رائج ہوا تو بینظیر نے اپنی ماں نصرت بھٹو کی قیادت میں تدبر، بردباری اور ذہانت سے الیکشن میں بھاری مینڈیٹ سے کامیابی حاصل کی اور پاکستان کی وزیراعظم بنی ، کچھ

وقفے کے بعد دوبارہ وزیر اعظم بھی بنی پھر آمریت کا ایک دور داخل ہوا جنرل مشرف نے ایک معاہدہ کے تحت پاکستان پیپلز پارٹی کو الیکشن میں حصہ لینے کی اجازت دی لیکن ان کی حکومت میں پاکستان پیپلز پارٹی میں شامل مفاد پرستوں ، منافقوں اور اقربہ پروروں نے بینظیر سے بغاوت کرتے ہوئے ہلاک کرنے میں سازش کا حصہ بنے اور آخر کار بھٹو ازم سے پاکستان پیپلز پارٹی زرداری ازم میں منتقل ہو گئی ہے مستقبل قریب میں زرداری کو اپنے ہی لوگ ہلاک کردیں گے اور الزام دوسروں پر تھوپا جائے گا۔
! ! پاکستان پیپلز پارٹی کے ادواروں کے انجام بھانک ہوتے ہیں۔۔

ذہین، قابل، ماہر شوبز شخصیت ۔۔ شعیب منصور

شعیب منصور 19 اگست پیدا کو پیدا ہوئے۔آپ ایک پاکستانی پروڈیوسر، ڈائریکٹر، مصنف، گیتکار اور موسیقار ہیں۔

پاکستان شوبز دنیا میں سب سے زیادہ موثر اور مشہور اعداد و شمار میں سے ایک ہیں، آپ نے بہترین مصنف، ہدایتکار اور پروڈیوسر ہونے کا انھوں نے اپنی علمی و پیشہ وارنہ صلاحیتوں سے دنیا بھر سے لوہا منوایا ہے اوران کے مشہور ڈراموں میں ان کہی، پچاس پچاس، الفا براوو چارلی قابل ذکر ہیں۔2001ء اور 2003ء کے درمیان، منصور نے گانے کی سپریم عشق سیریز کو ہدایت کی۔شعیب منصور نے مین اسٹریم میں 80 پاکستانی پاپ سنگرز کی نہ صرف سرپرستی کی بلکہ ان کی موسیقی، دھن اور ہدایت کا اعزاز بھی رہا ہے 2007 ء میں، شعیب منصور نے فلم خدا کے لیئے ڈائریکٹ کی جو 20 جولائی 2007 ء کو پاکستان بھر کے سینماؤں گھروں میں نمائش کیلئے پیش کی اس کے ساتھ قاہرہ بین الاقوامی فلم فیسٹیول سے 2007ء کے لئے سلور پرامڈ ایوارڈ حاصل کیا۔ 2009 ء میں، انہوں نے ایک بڑے بجٹ کی فلم بول جس میں عاطف اسلم، ماہیرہ خان، حومیمہ عباسی اور ایمان علی کو شامل کرتے ہوئے تیار کی۔اس فلم کی کہانی بھی شعیب منصور نے ہی تحریر

کی تھی جو 24 جون 2011ء کو پاکستان اور بھارت کے تمام سینماؤں گھروں میں نمائش کیلئے پیش ہوئی۔ شعیب منصور نے اپنے کام میں انتہائی ڈوب کر اپنی فنی صلاحتوں کو بروۓ کار لاتے ہوئے اسے حقیقت کے قریب تر لے جاتے ہیں اور شائقین کو گماں ہو پڑتا ہے جیسے وہ حقیقت میں دیکھ رہے ہوں۔ شعب منصور کی فنی خدمات کے پیش نظر ان کی خدمات کے اعتراف میں پاکستان کی حکومت کی جانب سے کارکردگی اور ستارہ امتیاز کے فخر کا صدارتی ایوارڈ سے سجایا گیا۔ نومبر 2007 میں پاکستان ٹیلی ویژن کے ویں سالگرہ کے موقع پر سابق صدر پاکستان پرویز مشرف کی طرف سے پی ٹی وی 43 لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ سے نوازا گیا۔ شعیب منصور نے پاکستان ٹیلیوژن میں جن ڈراموں اور سنگیت کے پروگراموں کی موسیقی و ہدایات دیں ان میں ففٹی ففٹی، ان کہی، موسیقی (پاپ موسیقی دکھائیں، منی سیریز سنہرے الدین، دھواں منی سیریز، عمران خان (ٹی وی ڈاکومنٹری)، گیٹار (وائٹل سائنز موسیقی ویڈیو مجموعہ)، الفا براوو منی سیریز، چارلی گولیس اور دوستوں ریلٹی شو، دھندلے راستے منی سیریز، جھرنے ، (پاپ موسیقی کا پروگرام)

ہوا جنون ابی کماری نہیں پی ٹی وی ایوارڈ 1986 کی تقریب اور بہت

کچھ۔۔۔۔۔پاکستانی میڈیا سے تعلق رکھنے والے شعیب منصور کو پاکستان میں پزیرائی تو حاصل ہوئی مگر اس سے کہیں زیادہ بھارت، امریکہ، برطانیہ، مشرق

بعید اور یورپ میں پزیرائی حاسل ہوئی ہے۔ شعیب منصور نے اپنے اساتذہ کرام سے دلجوئی کے ساتھ فنی تعلیم کو حاصل کیا اور پھر اللہ کی عطا کردہ صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے فن کا اظہار کیا۔آپ نے اسکرپٹ رائٹنگ، ہدایتکاری اور موسیقی میں باقاعدہ سیکھا اور پھر اس میں نئی جدیتیں لائے۔ شعب منصور اُن لوگوں میں سے ایک ہیں جو فنی تعلیم کے کو نئی نسل میں منتقل کرنے کیلئے کوشاں رہتے ہیں،آپ جانتے ہیں کہ علم پھیلانے سے بڑھتا ہے اور علم کے معاملہ میں خسیس پن نہیں کرنا چاہیئے آپ کے نزدیک علی گڑھ یونیورسٹی کے طالبعلموں نے پاکستان اور بھارت میں علم کی شمعیں جو پھیلائی تھیں اب ایسے استاد یا علم رکھنے والے بہت کم دکھائی دیتے ہیں بلکہ کچھ تو ایسے ذہن کے مالک بھی ہیں جو میڈیا، شوبز میں تعلیم پھیلانے سے ڈرتے ہیں کہ کہیں طالبعلم ان کی جگہ نہ آجائے،اس سلسلے میں شعیب منصور کا نقطہ یہ ہے کہ جب قرآن پاک میں نصیب کا ملنا لازم قرار دے دیا گیا ہے تو گھبرانے سے کیا فائدہ۔۔!! آپ سمجھتے ہیں کہ علم اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے اسی لیئے حضور ﷺ نے اسے حاصل کرنے کیلئے سفر اور تلاش کا حکم دیا ہے اور اسے پھیلانے کا حکم بھی دیا۔ شعیب منصور پاکستان کا بہت بڑا اثاثہ ہیں ،حکومت پاکستان اور میڈیا سے تعلق رکھنے والے تمام طالبعلم ان کے علم سے پاکستان اور میڈیا کیلئے بہترین رکن ثابت ہو سکتے ہیں۔شعیب منصور ایک سچے پاکستانی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مسلمان بھی ہیں،آپ اسلام کو اللہ اور اس کے رسول

پاک کے بتائے ہوئے دین کو مانتے ہیں اور دین میں فساد پھیلانے والوں کو ناپسند کرتے ہیں ،اسی لیئے آپ کے مزاج میں تحمل ،بردباری، عاجزی وانکساری، سوچ وافکار، نرم مزاجی اورادب و تہذیب کا رنگ پایا جاتا ہے۔

پاکستانی قوم۔۔۔۔۔رنجیدہ یا سنجیدہ

پاکستان موجودہ دور میں جن لیڈران کی گردش میں پھنسا ہوا ہے وہ تمام تر ناکام جمہوری رہنما ثابت ہوئے ہیں۔ان لیڈران کو نہ تو جمہوریت کا مفہوم معلوم ہے اور نہ جمہوری اقدار جانتے ہیں۔قرآن پاک نے جمہوریت کی وضاحت کچھ اس طرح سے کی ہے" اور آپ اگر کہا مانیں گے اس کثرت کا جو زمین میں بستی ہے تو وہ آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستے سے ہٹادیں گے" (سورۃ لاعراف آیت 116)اس آیت مبارکہ کی روشنی میں واضع اور کھلا کھلا بیان کردیا گیا ہے کہ جمہوریت کی اساس اور حقانیت اسلام میں اللہ کی رضا اور اس کے دین اسلام کے قوانین کے بغیر نا ممکن ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخیر ایام میں مسجد بنوی کی امامت کیلئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کا انتخاب کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد تمام صحابہ کرام کی مجلس شوریٰ نے متفق طور پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہاکے ذمہ حکومت کی باگ ڈور سونپی۔ چہار خلفائے راشدین کے زمانے میں مجلس شوریٰ نے انتخاب کیا۔اسلام نے حکومت کے نظام کیلئے ایک با قائدہ اصول ضابطہ فراہم کیا ہوا ہے جس میں سربراہ مملکت کے انتخاب کیلئے اس کا متقی ہونا شرط ہے، اسے اپنی ذاتیات کو بھلا کر خلق خدا کی خدمت کا پابند ہونا لازمی ہے۔ رعایا میں تمام افراد

کے ساتھ یکساں سلوک اور حقوق فراہم کرنا عین حکم ہے۔ایک جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مقدس الہامی کتاب قرآن پاک میں بندوں سے مخاطب ہو کر جو کہا اُس کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے" جیسی قوم ہوتی ہے ویسے ہی حکمراں عائد دیئے جاتے ہیں " اس حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ عوام کے اعمال کا اثر براہ راست حاکموں سے ہوتا ہے۔

پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد اور وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ پاکستانی قوم میں دین سے دوری اور ملک سے بغاوت پائے جانے لگی جس کا اثر یہ ہوا کہ نام نہاد سیاسی لسانی تنظیموں نے غدار وطنوں کا ساتھ دیا اور سیاسی جماعتیں ان کا آلہ کار بن گئیں ، فورسس کے کرپٹ افسران نے کرپٹ سیاستدانوں سے مکمل مفادات حاصل کیئے گویا اس طرح جمہوریت سراپا برہنہ ہو گئی۔پاکستان کی عوام حکمرانوں سے جہاں رنجیدہ ہے وہاں حالات کے سدھار کیلئے سنجیدہ نظر آ رہی ہے ، یہ جذبہ پاکستان کی میڈیا کو سر جاتا ہے کیونکہ میڈیا نے کرپٹ سیاستدانوں ، نوکر شاہی کو رنگوں ہاتوں بے نقاب کیا ان کاموں کیلئے میڈیا کو بڑی قربانیوں سے دوچار بھی ہونا پڑا جس میں کئی صحافی ، حضرات شہید ہوئے تو کئی تشدد کا نشانہ بھی بنے اسی طرح حق و سچ کہنے والوں کو آئے روز دھمکیوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔پاکستان قوم بھی بہک گئی ہے پاکستانی حکمرانوں کی طرح کیونکہ اس قوم میں اب ایسی برائیاں پائی جا رہی ہیں جو قرآن پاک میں

گزشتہ قوم میں پائی جاتی تھیں جیسے اغلام بازی، دہشت گردی، ظلم و تشدد، بے رحمی، عورتوں پر ظلم و ستم، نا انصافی، اقربہ پروری، حسد، جلن، بغض، عداوت، منافقت، ملاوٹ، معصوم نوزائیدہ بچیوں سے زیادتی، عورتوں کی عصمت دری، چھوٹ و افلاس، مکر، عیار پن، بد تہذیبی، بد اخلاقی، کردار کشی پائی جارہی ہیں۔ یہ وہ تمام برائیاں ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید نا پسند ہیں پھر کیسے ممکن ہو کہ اس قوم پر اللہ اپنا فضل و کرم کرے۔ اس کیلئے پوری قوم کو سب سے پہلے ان لیڈران کی میٹھے میٹھے لولی پاپ سے باہر نکلنا ہوگا خود پر صبر و تحمل کا جذبہ پیدا کرکے خود انحصاری پر گامزن رہتے ہوئے اسلامی اصولوں کے تحت اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ہوگا تاکہ ایک فرد سے دو فرد اور اس طرح آہستہ آہستہ معاشرے کو سدھارتے ہوئے ملک کی تقدیر کو بدلنا ہوگا جب قوم اپنے اندر اچھا بدلاؤ لائے گی تب یہی حکمران و سیاستدان بھاگتے پھریں گے اور انہیں کہیں بھی پناہ کی جگہ میسر نہ آسکے گی تب پاکستانی قوم رنجیدگی سے باہر ہو کر سنجیدگی کے ساتھ دنیا میں با عزت، با وقار ابھرے گی اور اپنے معاشی و معاشرتی حالات میں نمایاں نظر آئے گی۔ انشاء اللہ ضرور اور جلد تبدیلی واقع ہوگی کیونکہ ظلم و زیادتی ایک حد کے بعد ختم ہو جاتی ہے بس اعمال کو سدھارنا اور صبر کے ساتھ اللہ سے رجوع کرنا ہی کامیابی کی شرط ہے۔ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائیندہ باد

پاکستان میں جدید کمپیوٹرائز اسکینگ ووٹنگ نظام ناگزیر بن گیا ہے

بدلتے حالات اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ اب پاکستان میں ووٹنگ کے نظام میں تبدیلی ناگزیر ہوچکی ہے۔ایک ذرائع کے مطابق اس سلسلے میں سیاسی جماعتوں نے غور کرنا بھی شروع کردیا ہے۔۔۔۔ 17 جنوری اور 30 جنوری کو الیکشن کے نئے نظام کا ایک تعارف اپنے کالم میں پیش کیا تھا جسے قائرین کے ساتھ چیف الیکشن کمشنر کی سطح پر پزیرائی حاصل ہوئی ، آج میں اپنے کالم میں مزید اس سلسلے میں کچھ تحریر کرنا چاہ رہا ہوں جو مملکت پاکستان اور عوام الناس کے ساتھ ساتھ تمام سیاسی جماعتوں کیلئے بھی مفید ثابت ہوگا۔۔پاکستانی کی ہے سیاسی و مذہبی جماعتوں کا متفقہ احتجاج ہے کہ پاکستان میں جدید کمپیوٹرائز ووٹنگ نظام ناگزیر بن گیا ہے اب وہ وقت ہے کہ جمہوری حکومت کے پرچم تلے تمام سیاسی جماعتیں پاکستان کی بقاء و سلامتی کیلئے سب سے بڑی اولین تبدیلی ووٹنگ کے نظام میں کی جائے تاکہ صحیح لوگ منتخب ہو سکیں اور وہ پاکستان کی باگ دوڑ سنبھال کر عزم پاکستان ، مستحکم پاکستان، روشن پاکستان اور پر امن پاکستان کی شکل پیدا کر سکیں۔اس کے لیئے نیا جدید کمپیوٹرائز ووٹنگ نظام مروج ہونا چاہئے تاکہ ووٹر ووٹ ڈالنے کے بعد مطمعین رہے کہ اس نے جس کو ووٹ دیا ہے اس کا ووٹ کارآمد ہوگا اور وہی کامیابی کی منزل پر نظر آئے گا۔۔۔۔!! کیونکہ آج تک مورثی سیاسی لیڈر

الیکشن میں کامیابیوں کی خاطر نت نئے نعرے و دعوے تو پیش کرتے چلے آئے ہیں لیکن جیسے ہی عوام الناس انھیں اپنے ووٹوں کے ذریعے کامیابی سے ہمکنار کرتے ہیں دوسرے ہی لمحے یہ بھول جاتے ہیں کہ وہ خدمت کیلئے منتخب ہوئے ہیں ، وزراتوں کے حصول میں وہ اپنے تمام تر وعدے و دعوے مسخ کرکے صرف اور صرف اپنی ذات تک محدود رہ جاتے ہیں۔اس سیاسی بد نظمی کو صحیح کرنے کیلئے ایک مسودہ (پلان) پیش کررہا ہوں اگر اسے حکومتی سطح پر بھی کاربند کیا جائے تو یقیناً آنے والا الیکشن 2013ء حقیقی معنوں میں شفاف کہلائے گا اور ایسے امیدوار منتخب ہونگے جن کا اصل حق ہے۔اس مسودہ (پلان) کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ جس میں کسی بھی قسم کی بد دیانتی، بد نظمی، دھوکہ دہی، غلط عوامل کا قطعی دخل حاصل نہیں ہے۔ بشرط کہ اس کی سختی سے نگرانی اور عمل میں لایا جائے۔۔۔۔۔۔۔۔ !!

(مسودہ (پلان

الیکشن کا جدید کمپیوٹرائزر اسکیننگ ووٹنگ نظام

ا۔خانہ شماری کے عمل کو نہایت احتیاط کے ساتھ مکمل کیا جائے جس میں شناختی کارڈ سے مدد حاصل کرتے ہوئے اس کے ڈیٹا کو کنفرم کرنے کے بعد جمع کیا جائے تاکہ ایک جگہ سے ڈیٹا حاصل ہونے والا گھرانہ دوسری جگہ تحریر کرنے پر منسوخ ہوجائے۔اس طرح جعلی ووٹوں کی پکڑ ممکن بنائی جاسکے گی اور شمار کنندگان

کا عمل صحیح ہوگا۔

۲۔ شمار کنندگان کے ڈیٹا جمع کرنی والی ٹیم کو اسکیننگ کمپیوٹر فراہم کیئے جائے ں تاکہ نادرا کے اسکینک سے جو میچ ہو جائے پھر اُس گھرانے کو صحیح قرار دیا جائے اس اسکیننگ میں انگوٹھا، آنکھ اور چہرہ علیحدہ علیحدہ کیا جائے۔تاکہ ووٹنگ کے وقت نادرا سے جاری کردہ کارڈ کی تحقیق پر دوبارہ میچنگ ہوسکے۔

۳۔ نادرا سے منسلک ڈیٹا سے موازنہ کیا جائے ، درست ہونے پر اسے کمپیوٹر میں ووٹنگ لسٹ میں پھر درج کردیا جائے۔

۴۔ ووٹنگ لسٹوں کی تکمیل کے بعد ایک وقت دیا جائے جس میں ووٹر اپنے ووٹ کی پہچان کرسکیں کہ ان کا ووٹ کس علاقے، حلقہ میں موجود ہے۔

۵۔ ووٹنگ کے وقت پولنگ آفیسر کی میز پر پہلے سے تیار ڈیٹا کمپیوٹر موجود ہو جس میں ووٹنگ لسٹ کے ساتھ نادرا کے جاری کردہ شناختی کارڈ کا ڈیٹا بشمول اسکیننگ شامل ہو تاکہ ووٹر کے آنے پر اس کے کارڈ کی جانچ پڑتال کے بعد اسکیننگ کا عمل بھی دوہرایا جائے تاکہ اصل ووٹر ہی اپنے حق کو استعمال کرسکے۔

۶۔ ووٹنگ کے وقت سب سے پہلے مرحلے میں ووٹر پولنگ آفیسر کے پاس جائے گا جہاں وہ اپنے ووٹ کے ڈیٹا کی جانچ پڑتال کراسکے پھر ڈیٹا کی جانچ مکمل ہونے کے بعد وہ ووٹر اسسٹنٹ پریزائڈنگ آفیسر کے پاس جائیگا۔

۷۔اسسٹنٹ پریزائڈنگ آفیسر کی ذمہداری ہوگی کہ وہ ووٹرز کی اسکیننگ کرے، اسکیننگ کی درست میچنگ کے بعد فائنل بیلڈ کمپیوٹر (یاد رہے اب ووٹنگ کے وقت بیلڈ پیپر کی جگہ بیلڈ کمپیوٹر استعمال ہوگا) کی طرف روانہ کردے گا جہاں ووٹر اپنے منتخب امیدوار کو ووٹ ڈال سکے گا۔ لیکن اسسٹنٹ پریزائڈنگ آفیسر فائنل بیلڈ کمپیوٹر پر بھیجنے سے پہلے ایک بار پھر ووٹر کو ووٹنگ کا طریقہ سمجھائے گا تاکہ ووٹر اپنے امیدوار کو صحیح طریقہ انداز میں ووٹ دے سکے۔

۸۔فائنل بیلڈ کمپیوٹر چاروں اطراف سے چھپا ہونا چاہئے، تاکہ ووٹر آزادانہ ووٹ ڈال سکے۔اس کمپیوٹر سسٹم میں متعلقہ حلقہ، علاقہ، یونٹ کے ساتھ امیدواروں کی تصاویر، ان کے انتخابی نشان بھی موجود ہونگے جس پر ووٹر صرف اور صرف کرسر کے ذریعے کلک کریگا، کلک کرنے پر وہ اسے محفوظ یعنی save کرکے باہر آجائے گا۔

۹۔ ووٹنگ کے اختتام تک یہی عمل جاری رہیگا پھر وقت کے اختتام پر پریزائڈنگ آفیسر تمام اسٹاف بشمول چیف ایجنٹ کی موجودگی میں فائنل بیلڈ کمپیوٹر سے پرنٹ آؤٹ نکالے گا، یاد رہے کہ اس سسٹم میں تمام منتخب امیدواروں کی تفصیل بمعہ ووٹرز کی کلکنگ موجود ہے جس کی گنتی آٹو میٹک کلک کرنے پر ہوتی جارہی ہوگی۔

۱۰۔فائنل بیلڈ کمپیوٹر سے حاصل ہونے والا پرنٹ ہی اصل نتیجہ قرار پائے گا

اور اس پر نٹ پر پریزائڈنگ آفیسر ،اسسٹنٹ پریزائڈنگ آفیسر اور پولنگ آفیسر کے دستخط کیئے جائیں گے۔ ووٹنگ کے اختتام پر کمپیوٹرز متعلقہ الیکشن کمیشن کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔

اس مسودہ (پلان) کو پائے تکمیل تک پہنچانے کیلئے ممکن ہے چیف جسٹس اور جسٹس صاحبان، الیکشن کمشنر، چیئرمین سینیٹ اور اسپیکرز کو بڑی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے کیونکہ اس مسودہ (پلان) سے بہت سے سیاستدانوں کی قلعی اتر جائے گی اور وہ قطعی طور پر یہ نہیں چاہیں گے کہ برسوں سے چلی آئی وزارتیں ان کے ہاتھ سے نکل جائیں اور وہ بھی قانون کی پابندی کے شکنجے میں آجائیں، اسے سیاستدانوں کو ہمیشہ خوف رہے گا کہ اب انہیں بھی احتساب کے عمل سے گزرنا پڑیگا جو خود عوام ان کا احتساب اپنے ووٹ کی قدر سے لیں گے گویا لوٹ گھسوٹ کا بازار مانند پڑ جائیگا اور قانون کی قدر و منزلت بھی نظر آئیگی۔ درحقیقت مملکت پاکستان کو چند سیاستدانوں نے پاکستان کی سیاست اور ایوانوں کو باپ دادا کی جاگیر بنالیا ہے اور وہ اس مقام میں کسی اور کو برداشت نہیں کرتے اسی لیئے آج تک پاکستان میں سیاسی استحکام پیدا نہیں ہو سکا، آپس کی چپقلش اور مخالفتوں کی بناء پر ترقیاتی امور مکمل نہیں ہو پاتے اور پاکستان دنیا بھر میں سیاسی بد نظمی، سیاسی جرائم اور سیاسی بد دیانتی کی بناء پر بدنام ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ موروثی سیاستدانوں نے پاکستان کی سیاست کو اپنی میراث

بنالیاہے اور وہ عوام الناس کی خدمت سے آزاد ہو چکے ہیں اور ایسے سیاستدان اُن سیاسی لیڈرانوں کیلئے مشکل کا باعث بھی بنتے ہیں جو واقعی خالصتاً اس ملک و قوم کی خدمت میں اپنا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں اگر اس مسودہ (پلان) کو حکومت وقت عملی جامع پہنائے تو کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں سیاسی استحکام پیدا نہ ہوسکے، اس سے عوام الناس میں ووٹنگ کا جذبہ بھی بیدار ہوگا اور عوام کو اپنے من پسند امیدواروں منتخب کرنے کا موقع میسر آئے گا جنہیں وہ بہتر سمجھتے ہونگے۔ اس طرح پاکستان کی سیاسی، اقتصادی و معاشی حالات بہتری سامنے آئیگی اور وطن عزیز پاکستان ایک بار پھر ترقی و کامرانی کی جانب گامزن ہوجائیگا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون کون سی جماعتیں اس مسودہ (پلان) کی مخالفت کرتی ہیں اور کون کون سی سیاسی جماعتیں اس کی حامی بھرتی ہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ وہ سیاسی جماعتیں جنہیں اپنے منشور اور اپنی خدمات پر یقین ہے اور جو خالصتاً نیک نیتی سے عوام الناس کی خدمت کا جذبہ رکھتی ہیں وہ اس مسودہ (پلان) کو ضرور تقویت پہنچائیں گی اور اس پر عمل پیرا کرنے کیلئے ایوان میں بل پیش کریں گے اور ساتھ ساتھ حکومت اور سپریم کورٹ پر بھی دباؤ ڈالیں گی تاکہ یہ مسودہ (پلان) جلد از جلد رائج ہوسکے۔۔۔۔۔ اسے سیاستدان اور سیاسی پارٹیاں جن کا مقصد صرف اور صرف لوٹ و کھسوٹ، غیر ملکیوں کا آلہ کار ہونا اور کرائم میں ملوث ہو کر بیش بہا دولت کمانا مقصود ہو وہ اس مسودہ (پلان) سے ضرور خائف نظر آئیں گے اور ان کی کوشش ہوگی کہ اس

مسودہ (پلان) پر اپنی تحفظات ظاہر کرکے اسے عمل پزیر ہونے سے روکا دیں اس صورت میں عوام الناس، ادیب، کالم کار، صحافی حضرات، لیکرز، میڈیا اور میڈیا کے مالکان کو اپنا مثبت رول ادا کرتے ہوئے اس پلان کو پروان چڑھانے کیلئے بھرپور کردار ادا کرنا پڑیگا کیونکہ موجودہ دور میں عوام سب سے زیادہ میڈیا پر بھروسہ کرتی ہے اور ممکن ہے میدیا اپنا کرادار بہتر انداز میں پیش کریگی، اب دیکھنا یہ ہے کہ کس کس کی قلعی کھلتی ہے۔ اللہ پاکستان اور اس قوم کا حامی و ناظر ہو آمین۔۔۔

سیاست سے پاک، صحافیوں کا ملاپ، پاک بھارت۔۔

حالیہ دنوں میں بھارت سے آئے ہوئے صحافیوں کے ایک وفد نے کراچی پریس کلب اور حیدرآباد پریس کلب کا دورہ کیا، اس دورے کا اصل مقصد دونوں ممالک کے صحافتی تعلقات کو دوستانہ ماحول میں پروان چڑھانا مقصود تھا، پاکستان اور بھارت کے مابین یہ پہلا اتفاق ہے کہ خالصتاً صحافتی بنیادوں پر ایک دوسرے ممالک کے صحافیوں نے اپنے پروفیشنلز تعلقات کو بہتر انداز میں استوار کرنے کیلئے ایک مثبت قدم اٹھایا جس کا بھارت اور پاکستان کی جمہوری حکومتوں کا بھرپور تعاون رہا لیکن ممبئی پریس کلب کے عہدیداروں کو صرف کراچی اور حیدرآباد کا ویزا جاری کیا گیا تھا اسی لیئے یہ وفد لاہور کی مشہور جگہوں جس میں مینار پاکستان، بادشاہی مسجد، شالیمار باغ جیسی عظیم تاریخی مقامات سے محروم رہ گئے جس کا برملا وفد نے اظہار بھی کیا۔۔۔اس وفود کا اصل مقصد بھارتی اور پاکستانی صحافیوں کے دو طرفہ تنازعات کو ختم کرنا اور مسائل کے حل کے لیے ممبئی، کراچی سمیت دونوں ملکوں کے صحافیوں کے روابط میں اضافے اور تجارتی وفود کی طرز پر آسان ویزہ پالیسی کے اجراء پر زور دیا گیا تاکہ دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی کی فضا کو کم کیا جاسکے۔ اگر پاک بھارت دوستی نہیں ہوئی تو ایشیا ءاندھیروں سے نہیں نکل سکے گا۔۔ کراچی پریس کلب کی دعوت پر ممبئی پریس کلب کے صحافیوں کا

رکنی وفد پیر کو 7 روزہ دورے پر کراچی پہنچا جہاں صحافیوں کا پر تپاک استقبال کیا گیا۔ 22 کراچی پریس کلب میں عوام کے درمیان رابطے میں سارک کے کردار پر منعقدہ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے ممبئی پریس کلب کے چیئرمین پرکاش اکولکر نے کہا کہ کراچی اور ممبئی فاصلوں کے اعتبار سے اتنے بھی دور نہیں ہیں لیکن ہمارے دل ایک ہیں ، کراچی اور ممبئی ایک جیسے شہر ہیں یہاں کی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہو یا تجارتی اور معاشی صورتحال ان میں کوئی فرق نہیں، ممبئی اور کراچی میرے اور آپ کے نہیں بلکہ ہمارے شہر ہیں ۔ بارڈر کے دونوں اطراف ایک سی زندگی رواں دواں ہے، ہمارے دکھ سکھ بھی ایک سے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ تو علم تھا کہ ہمیں کراچی میں محبت ملے گی لیکن یہاں آکر ہمیں جتنا پیار اور محبت ملی اس کا ہمیں اندازہ ہی نہیں تھا اور ہم یہ سوچ ہی نہیں سکتے کہ صحافیوں کا اتنا پر تپاک استقبال بھی ہو سکتا ہے ۔۔۔ کراچی پریس کلب کے صدر طاہر حسن نے کہا کہ ممبئی اور کراچی کے صحافیوں کے درمیان رابطے کی یہ کوششیں گزشتہ 4 سال سے جاری تھیں اور بھارتی صحافیوں کے دورے کے لیے پاکستانی حکومت نے بھی بہت تعاون کیا ہے ۔ جتن وسائی نے کہا کہ پاکستانی میڈیا تیزی کے ساتھ ترقی کر رہا ہے اور ہم یہ قبول کرتے ہیں کہ پاکستانی صحافی مشکل حالات میں اپنا بہترین صحافتی کردار ادا کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ پاکستان اور بھارت میں صرف 2 صحافیوں کو کوریج کی اجازت ہے جو گزشتہ سالوں میں کبھی 4 ہوا کرتی تھی لیکن ہمارا دونوں ملکوں سے یہ

مطالبہ ہے کہ صحافیوں کی تعداد بڑھا کر کم از کم 10 کی جائے اور دونوں اطراف کے صحافیوں کے لیے یکساں ویزہ پالیسی مرتب کی جائے۔ شمیم الرحمٰن نے کہا کہ دونوں اطراف کے صحافیوں کو غربت کے خاتمے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اس وقت دونوں ملکوں کے 40 کروڑ عوام بھوک سے مر رہی ہے۔۔پاکستانی صحافی غازی صلاح الدین کا کہنا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان کا رشتہ عجیب و غریب ہے یہ ایک دوسرے کے دوست اور دشمن بھی ہیں۔پاک بھارت دوستی میں کتنی ہی رکاوٹیں حائل ہو جائیں اور کتنا ہی وقت درکار ہو ان دونوں ملکوں کی دوستی یقینی ہے اگر پاک بھارت دوستی نہیں ہوئی تو ایشیاء ان اندھیروں سے نہیں نکل سکے گا، لیکن پاک بھارت دوستی کی راہ میں رکاوٹ اسٹبلشمنٹ ایجنٹ کمزور ہو چکے ہیں۔۔۔سیمینار میں شریک پاک بھارت صحافیوں کا کہنا تھا کہ اسٹبلشمنٹ نہیں چاہتی کہ ہم ایک ہوں اور دونوں ملکوں کے درمیان فاصلے کم ہوں۔۔سینٹرل ایشیائی اور دنیا کے دیگر ممالک ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور وہاں کوئی ویزہ پالیسی نہیں۔پوری دنیا سکھ چین سے ہے بس ایک ہم ہیں جو ہمیشہ حالت جنگ میں رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو گھور گھور کر زندگی گزارتے ہیں۔۔۔اس موقع پر کراچی پریس کلب کے سیکریٹری موسیٰ کلیم سمیت گورننگ باڈی اور کراچی پریس کلب کے ممبران بھی موجود تھے۔۔اس موقع پر کراچی پریس کلب کے سینئر اراکین و عہدیداران نے ممبئی سے آئے ہوئے مہمان صحافیوں کو یادگاری شیلڈز پیش کیں۔۔جبکہ ممبئی پریس کلب کو کراچی پریس کلب کا نشان بھی پیش کیا

گیا۔ ممبئی پریس کلب کی جانب سے بھی سوہنئر کراچی پریس کلب کو پیش کیا گیا۔اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے پرکاش اکولکر نے کہا کہ دونوں ممالک کے عوام امن کے خواہاں ہیں، مجھے یہاں آ کر معلوم ہوا۔جو ہندی میں بھارت میں بولتا ہوں وہی یہاں اردو ہے۔اس موقع پر انہوں نے کراچی پریس کلب کے ممبران کو ممبئی آنے کی دعوت دی۔کراچی پریس کلب کے سینئر رکن مقصود یوسفی نے کہا ہے کہ آج میڈیا کی تاریخ کا یادگار دن ہے۔اور پاکستانی اور بھارتی صحافت میں نئے باب کا آغاز ہوگا۔اس تقریب میں شرکت سے یہ احساس بیدار ہوا کہ دونوں ممالک کی عوام ایک دوسرے سے بے حد محبت اور روابط کی خواں ہے مگر دونوں ممالک کی سیاست و اسٹیبلشمنٹ کو گوارہ نہیں ! ! یوں تو دونوں ممالک کے سیاستدان ذاتی مفادات کیلئے ایک دوسرے سے شیر و شکر رہتے ہیں مگر اپنی عوام کے جذبات و احساسات کا احساس تک نہیں ، پاک بھارت کے تعلقات نہ صرف دونوں ممالک کی فلاح کیلئے سود مند ہے بلکہ خطے کے امن و سلامتی کیلئے بھی اشد ضروری ہے ۔۔۔۔ ایک اندازے کے مطابق پاک بھارت کی افواج پر نوے فیصد قومی خذانے کا بجٹ صرف کیا جاتا ہے جس کی قیمت دونوں ممالک کی عوام بھوک مفلسی، غربت اور تکلیف کی شکل میں ادا کرتی ہے ، یہی وجہ ہے کہ دونوں ممالک کی، عوام کو جینے کیلئے بنیادی سہولتیں تک میسر نہیں اور یہ دنیا میں سب سے پیچھے رہ گئی ہیں جبکہ ان ممالک کے سیاستدان لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہیں اور اپنی دولت سوئس بینک میں جمع کراتے چلے آ رہے ہیں ۔۔۔ اگر دونوں ممالک کے

عوامی تعلقات بڑھتے رہے تو ممکن ہے دونوں ممالک اپنی اپنی ترقی میں ایک دوسرے کیلئے بہتر معاون بھی ثابت ہوں ۔۔۔دونوں ممالک کو کئی شعبوں میں ایک دوسرے سے بہتر تعلقات کیلئے وفود کا تبادلہ کرنا چاہیئے۔

قبل از بجٹ 2012 ء تا 2013ء۔۔۔۔ایک نظر

کالم نگار: جاوید صدیقی ایم ایس سی (ابلاغ عامہ)
نیوز پروڈیوسر، اے آر وائی نیوز، کراچی

پاکستان، جو ایک غریب اور پسماندہ ملک، داخلی سیاسی تنازعات اور غیر ملکی سرمایہ کاری کی کم سطح کی کئی دہائیوں سے گھرا ہوا ہے۔ تاہم سن دو ہزار ایک سے دو ہزار سات کے درمیان، غربت کی سطح دس فیصد تک کمی واقع رہی، سن دو ہزار چار سے دو ہزار سات کے دوران صنعتی اور سروس کے شعبوں میں آٹھ اعشارہ پانچ فیصد کی حد میں جی ڈی پی ترقی کی حوصلہ افزائی کی مد میں تھا۔ بجلی کے شدید کمی کے سبب سن دو ہزار آٹھ سے دو ہزار نو میں ترقی سست رہی جبکہ بے روزگاری میں اضافہ پایا گیا، سن دو ہزار سات سے دو ہزار دس تک افراط زر کی شرح سات اعشاریہ سات فیصد سے تیرہ فیصد سے زیادہ اضافہ میں دیکھا گیا اس وجہ سے عوام میں سب سے اوپر والی تشویش پیدا ہوئی، اس کے علاوہ پاکستانی روپے کی سیاسی اور اقتصادی عدم استحکام کے نتیجے کے طور پر سن دو ہزار سات کے بعد سے مستقل کمی رہی ہے۔ حکومت نے نومبر دو ہزار آٹھ میں ادائیگیوں کے بحران کے توازن کے جواب میں بین الاقوامی مالیاتی فنڈ سے مالی مدد حاصل

کرنے پر اتفاق کیا پھر سن دو ہزار نو سے دو ہزار دس کے دوران اس کی موجودہ اکاؤنٹ کو مضبوط اور غیر ملکی زر مبادلہ کے ذخائر کو مستحکم کیا اور کم تیل کی قیمتوں کا بڑھا کر قرض کے توازن کو برقرار رکھنے کی کوشش کی۔ جولائی، اگست سن دو ہزار دس کے سیلاب میں حکومتی ناکام پالیسیوں کے سبب زرعی پیداوار کو شدید نقصان سے دوچار ہونا پڑا ۔اس کے ساتھ ساتھ تعمیر نو کے سبب حکومت کے محدود وسائل پر دباؤ بھی آیا۔ پاکستان زراعت کے علاوہ ٹیکسٹائل سے بیرون کرنسی کا بہت بڑا ذریعہ سمجھا جاتا ہے لیکن اس مد میں حکومتی بے توجہگی اور نا اہل پالیسی ہولڈروں کے سبب اور خاص کر بجلی کی شدید کمی کے باعث صنعتی پہیہ رک گیا اور پروڈکشن کا عمل تعطل کا شکار رہا اس سے جہاں بے روزگاری بڑھی وہیں ملکی مصنوعات مہنگی بھی ہوئیں۔ پاکستان انڈسٹریل اینڈ ٹریڈرز ایسوسی ایشن فرنٹ نے وفاقی بجٹ دو ہزار بارہ تا دو ہزار تیرہ میں صنعتی ڈرین، بے روزگاری، افراط زر کی شرح کو گرفت میں رکھنے اور آمدنی میں اضافہ کرنے کے اقدامات کا مشورہ دیا ہے۔ پی آئی اے ایف نے امید ظاہر کی ہے کہ آئندہ بجٹ میں تمام اقتصادی ماحول کا جائزہ سے ہی حکومت وقت ملک کو درپیش مسائل کو حل کر سکیں گے۔ پی آئی اے ایف نے کہا کہ توانائی کی کمی سے معیشت کو دیوار سے لگا دیا گیا اور نچلی سطح پر معیشت کو دھکیل دیا۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ بجلی کی کمی پر قابو پانے کے لئے بھاری فنڈز مختص کرے تاکہ معیشت پٹریوں پر واپس آسکے۔ اگر حکومت بورڈ پر بجٹ سازی مشق میں نجی شعبے اور توانائی کے

سیکٹر کو پوری تجارت اور معیشت کو یرغمال بنانا چھوڑ دے اور انہیں بجٹ میں توانائی سے متعلق منصوبوں پر توجہ مرکوز کرنا چاہئے۔ پی آئی اے ایف کے چیئرمین نے بھی حکومت پر زور دیا کہ ملک میں تمام صنعتی جائیداد کے لئے خصوصی پیکیج دے تاکہ وہ اپنے پاور ہاؤس قائم کرنے کے قابل ہو سکیں۔ انہوں نے کہا کہ برآمدات میں اضافہ کرنے کے لئے، پی آئی اے ایف رہنماؤں کو برآمدی صنعت کے لیے خام مال پر فرائض میں کاٹ ہے جبکہ غیر ملکی ممالک میں تجارتی و منزات کی تقرری عالمی مارکیٹ میں پاکستانی تجارت کو فروغ دینے سے منسلک کیا جانا چاہئے۔ ہائی مارک اپ سنگل ہندسے نیچے لایا تو یہ ایک طرف صنعتی پیداوار میں اضافہ جبکہ دوسرے کی مدد پر ملک میں مقامی سرمایہ کاری میں اضافہ کیا جائے گا جبکہ یہ تجارت اور صنعت کے وسیع تر مفاد میں ہے جو سات فیصد کی تعداد سے تجاوز کر رہے ہیں اور اسے بینکاری کے پھیلنے سے بھی نیچے اکٹھا کیا جانا چاہئے۔ جیسا کہ اس وقت ملک کو اندرونی اور بیرونی دباؤ کی ایک بڑی تعداد کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، پی آئی اے ایف کے رہنماؤں نے حکومت کو مشورہ دیا کہ تمام غیر پیداواری اخراجات کو کم از کم سطح پر لایا جائے تاکہ فنڈز کو عوام کی بہتری کے لئے استعمال کیا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے بجٹ میں سادگی ڈرائیو کا بھی اعلان کرنا چاہئے اور چھوٹے گاڑیوں اور ان کی ایندھن کی کھپت کی حد بھی مقرر کی جانی چاہئے اور استعمال کرنے کے لئے حکومت کو تمام سرکاری گاڑیوں کو حد مقرر کرنے کی ہدایت بھی جاری

کرنی چاہئے۔انھوں نے حکومت پر زور دیا کہ وہ مختصر مدتی اور طویل المیعاد دونوں طرح کی پالیسیوں کو بجلی کی قلت پر قابو پانے کے لئے تیار کرے۔اس سلسلے میں مقامی تاجروں کو بجلی کے شعبے میں سرمایہ کاری کے مشترکہ طور پر یا انفرادی طور پر بنانے کے لئے کہا جائے۔انہوں نے کہا کہ جنرل سیلز ٹیکس کی موجودہ شرح بہت زیادہ تھی اور یہ اقتصادی ترقی کے لئے مانع لگ رہا تھا لہٰذا اس کو سختی سے کم کرنے کے لئے سفارش کی گئی ہے۔پاکستان انڈسٹریل اینڈ ٹریڈرز ایسوسی ایشن فرنٹ کے چیئرمین نے حکومت پر زور دیا کہ وہ پیٹرولیم کی قیمتوں میں کمی کا اعلان اور ان کے کم از کم ایک سال کے لئے منجمد کے احکامات جاری کریں۔آئندہ بجٹ دوہزار بارہ تا دوہزار تیرہ میں وفاقی وزیر خزانہ سے خصوصی افراد کو خصوصی توجہ ضعف معذور کو دینے کی اپیل کی ہے اور حکومت کو تجویز دی ہے کہ خصوصی افراد کی تنخواہ کا پچاس فیصد کا الاؤنس دیا جانا چاہئے کیونکہ ان کو دی جانے والی تنخواہیں ناکافی ہیں۔روزگار میں اس طرح کے افراد کو انکم ٹیکس سے مستثنیٰ بھی کرنا چاہئے۔خصوصی افراد کو سو فیصد ملازمت دی جانی چاہئے۔

چیئرمین فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر) ممتاز حیدر رضوی نے اعلان کیا ہے کہ اگلے بجٹ ٹیکس فری ہوگا، انہوں نے کہا کہ ایف بی آر نے ٹیکس نیٹ کا سلسلہ شروع کردیا ہے۔انہوں نے کہا کہ سیمنٹ کی صنعت کو گزشتہ چار سال کے

لئے آگے بڑھا دیا ہے جو صارفین پر اثر انداز ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ تیل کمپنیوں، شوگر اور ٹیکسٹائل کمپنیوں کو بھی ادائیگی کی وجہ سے ٹیکس نہیں تھے۔انہوں نے کہا کہ ایف بی آر ایک ہزار نو سو بیانوے ارب روپے کے ہدف کو حاصل کرنے کی سمت میں ہدف پر ہے اور پہلے نو ماہ کی ایف بی آر میں اب تک کے دوران ایک ہزار دو سو چھیاسٹھ اعشاریہ صفر انتالیس ارب روپے آمدنی چوبیس اعشاریہ ایک اضافہ کے ساتھ جمع ہوا ہے۔انہوں نے کہا کہ ایف بی آر چوری کی روک تھام سائنٹیفک انداز میں کریگا تاکہ ٹیکس کی ثقافت تبدیل کرنے کی کوشش میں کامیاب ہوسکے۔ عبداللہ یوسف، چیئرمین آزاد پاور پروڈیوسر ایڈوائزری کونسل نے کہا ہے کہ پاکستان اس قرض کے باہر صرف اس کے ٹیکس نظام میں بہتری کے ذریعے حاصل کر سکتے ہیں. انہوں نے کہا کہ انٹیگریٹڈ ٹیکس کے انتظام کے نظام میں آزاد اور شفاف ٹیکس نظام کی طرف ایک قدم ہے۔وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ حکومت نے بجٹ دو ہزار بارہ تا دو ہزار تیرہ کے لئے بجٹ میں زراعت کے علاقے اور عام آدمی کو ریلیف فراہم کرے گا۔انھوں نے کہا کہ وہ اقتصادی پروگراموں کے ذریعے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام بی آئی ایس پی کی طرح اگلے مالی سال کے بجٹ میں کسانوں اور عام آدمی کو ریلیف فراہم کرنے اور توانائی کے بحران کو حل کرنے کے لئے ترجیحات کو درست کرنے کے لئے تجاویز تیار کرنے کے لئے ٹیم کو ہدایت کی تھی۔انہوں نے کہا کہ وزارت خزانہ کی طرف سے تیار کی آئندہ مالی سال کے لئے بجٹ کی حکمت عملی کاغذ اگلے

کابینہ کے اجلاس کی طرف سے اقتصادی ٹیم کے تجویز پر بحث کے بعد منظوری دے دی ہے جو کہ سابقہ سفارشات کی روشنی میں اپنی تجاویز کے ساتھ آنے کی ہدایت کی جائے گی ۔گیلانی نے کہا ہے کہ انھوں نے اقتصادی ٹیم کو ہدایت کی نئے ایک لاکھ روزگار کے بجٹ کا ایک حصہ کی تخلیق کریں۔

ان تمام دعوؤں اور کوششوں کے باعث کیا ہمارے حکمران پاکستان کی بگڑتی اقتصادی صورتحال کو قابو کر سکیں گے ، کیا عوام الناس کو بنیادی ضرورت زندگی کا حصول ممکن بنا سکیں گے، کیا موجودہ حکومت اور اس کے اتحادی عوامی فلاح و بہبود کے امور پر سنجیدگی کا عمل پیش کر سکیں گے باوجود اس کے کہ انہیں حزب اختلاف کا سامنا بھی کرنا پڑیگا۔ ! ! عوام کو یوں تو کوئی خاص امید تو نہیں لیکن شائد کوئی معجزہ ہو جائے۔۔۔۔۔

عوامی اعلان۔۔۔ تبدیلی نظام

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام نے مسلسل جمہوری حکومتوں کے ادوار سے سبق سیکھ لیا ہے کہ جب جب موجودہ نظام میں جمہوری حکومتیں بر سر اقتدار میں آئیں گی وہ عوام کیلئے اندھی آنکھیں اور گونگی زبان ثابت ہوئیں ،انہیں ہر بار اپنی ذات اور پارٹی کے مفادات کے علاوہ کچھ بھی سجائی نہیں دیتا رہا ہے۔ یہ پاکستان کا المیہ ہے کہ پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد یکے بعد دیگرے مخلص، سچے، ہمدرد سیاستدان ہمیشہ کیلئے اس قوم کو تنہا چھوڑ گئے۔ خود غرض، لالچی، مفاد پرست، ظالم و جابر سیاستدان تو بیٹھے ہی تھے کہ کب یہ اصولوں پر پابند سیاستدان ان کے راستوں سے ہٹھیں اور کب یہ پاکستان کے نظام اقتدار میں داخل ہوں ۔ قائد اعظم محمد علی جناح ، لیاقت علی خان کے بعد سے پاکستان میں سیاسی انتشار پیدا ہوگیا اور اندرونی و بیرونی طاقتوں نے اپنے سیاسی پنجے گاڑنے شروع کر دیئے۔ سقوط ڈھاکہ کا واقعہ مخالفین اور دشمنوں کے وار کی ناقابل فراموش تاریخ ہے جس نے پاکستان کے ٹکرے کرکے اس وطن عزیز کو کمزور کرنے کی کوشش کی ۔ سیاسی انارکی کے بد نما اثرات ایسے نمودار ہوئے کہ پے در پے فوجی حکومتوں نے اقتدار سنبھالا۔ یہ حقیقت ہے کہ افواج کا کام ملکی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے نا کہ اقتدار میں رہ کر قوم کو مغلوب بنا ڈالنا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے اصل قصور

وار یہی سیاستدان ہیں کیونکہ جب تک تمام سیاستدان ذاتیات، مفادات سے بالاتر ہو کر خالصتاً ملک و قوم کی بھلائی کا عزم ٹھان نہیں لیتے اُس وقت تک یہ قوم پستی رہے گی۔ نعروں اور جلسوں سے مسائل ہر گز ختم نہیں ہوتے ، ترقی و خوشحالی کیلئے عملی جامع اختیار کرنا پڑتا ہے وزارت کے اعلیٰ منصب سے لیکر ادنی شہری تک ۔۔پاکستان اس وقت حالت جنگ سے گزر رہا ہے جو کئی اطراف سے جاری ہیں۔۔۔۔اقتصادی و معیشت، پیداوار، توانائی، داخلی و خارجی، بیروزگاری، عدم تحافظ، لا قانونیت اور دینا کی بڑی حکومتوں کے سیاسی جنگ و جدل ۔۔۔۔پاکستان کا المیہ رہا ہے کہ اسکا نظام ریاست انتہائی بے سود، فرسودہ اور ناکارہ ہے جسے مکمل طور پر تبدیل کرنا نا گزیر بن چکا ہے ہماری ترقی کی بندش بھی اسی نظام کی وجہ ہے۔ موجودہ نظام ریاست سے سب سے زیادہ سیاستدانوں کو فائدہ حاصل رہا ہے اسی بابت ان کی گرفت ممکن نہیں ہو سکی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ نظام کی تبدیلی میں سب سے اہم پہلو الیکشن کے طریقہ کار کے عمل کو درست کرنا ہے تاکہ عوام الناس کے وہ امیدوار جنھیں منتخب کرنا چاہیں بغیر کسی دباؤ اور دھاندلی کے حصول ممکن بن سکے ،اس کے لیئے نادرا سے منسلک کرکے ڈیٹا اور ساتھ ساتھ انگوٹھے اور آنکھ کا اسکیننگ بھی لازم قرار دیا جائے تاکہ دھاندلی کا نا ممکن کی حد تک پہنچا دیں اور خالصتاً عوامی منتخب کردہ نمائندے ہی کامیاب ہو سکیں ۔۔ عدلیہ اور انتظامیہ کی انتہائی مخدوش حالت کا سدھار لازم بن چکا ہے کیونکہ چیف جسٹس سپریم کورٹ اور ان کے تمام جسٹس

صاحبان اچھی طرح جانتے ہیں کہ پاکستان بھر کے تمام سیشن کورٹ، سٹی کورٹ، ہائی کورٹ میں پیش کار اور دیگر ملازمین اپنی تنخواہ سے کہیں زیادہ رشوت کی مد میں کماتے ہیں اسی وجہ سے تاریخ پر تاریخیں عائد کرنے کا لا متناہی سلسلہ جاری ہے تو دوسری جانب انتظامیہ اور پولیس نے تمام حدود پار کرلی ہیں جو قانونی تقاضوں سے مبرا ہیں، افسران بالا کی بے جا عیش و تعائش کے حصول کو ہر ممکن بنانا چاہے اس کیلئے قانون شکنی ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ اپنے اختیارات کو کمزور اور شرفاء لوگوں کی ہتک عزت پر اختیار کرنا، معاشرے میں پر گندگی پھیلانا گو کہ ہر پہلو سے مال و دولت کو جمع کرنا ان کی سرزش کا حصہ بن چکا ہے۔۔۔ تعلیم ہو یا صحت دونوں اداروں کا دنیا میں اگر بگاڑ دیکھنا ہو تو پاکستان چلے آؤ۔ یہ مقدس ادارے کسی جابر وظالم ڈاکو اور لٹیروں سے کم نہیں نظر آئیں گے بلکہ دیکھنے والے ان کے ستم پر اپنی آنکھوں پر سیاہ پٹی باندھ لیں گے کیونکہ تعلیم اور صحت یہاں امرا کیلئے موجود ہے، عام شہری اچھی صحت اور تعلیم کیلئے ترستا اور ٹھوکریں کھاتا نظر آئیگا۔۔۔۔ سرکاری اسکولوں اور اسپتالوں کی حالت پر کیا بات کیا جائے یہ تو نمونہ بنا دیئے گئے ہیں بیرونی امداد کے حصول کیلئے۔۔ پاکستان میں نجی اسکولوں کی من مانیاں عروج پر ہیں کیونکہ ان کی تنظیمیں وزیر تعلیم کو بھاری رشورت عنایت کرکے خاموش اور نظر انداز پر پابند کردیا گیا ہے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وزارت تعلیم کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے نجی تعلیمی ادارے، اپنے

ادروں کو قوم میں بہتر تعلیم و شعور بیدار کرنے کا مرکز بناتے لیکن دکھ کی بات تو یہ ہے کہ اب یہاں اس سے بہتر کاروبار کوئی نہیں، پاکستان میں تعلیم انتہائی مہنگی اور خراب ہے۔ جب تک سرکاری تعلیمی اداروں کا سدھار بہتر نہ کیا جائیگا اس وقت تک عام شہری اپنے بچوں کو سرکاری اداروں میں نہیں بھیجے گا۔ 1970ء کی دہائی سے پہلے سرکاری تعلیمی ادارے ہی تھے جہاں بے مثال، اعلیٰ ترین، قابل، ذہین اساتذہ کرام سے تعلیم حاصل کرنے والے طالبعلم اس ملک کیلئے انتہائی سود مند ثابت ہوتے تھے۔آج بھی ہمارے ہاں بہترین سائنسدان، انجینئرز، ڈاکٹرز، اسکالرز، فلسفی، مصور، اداکار، صداکار گو کہ ہر شعبہ ہائے زندگی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے سرکاری مدارس سے تعلیم حاصل کی تھیں۔پاکستان میں نجی تعلیمی اداروں کو اخلاقی پابندیوں میں عائد کرنے کی ضرورت ہے جس میں ماڈرن سسٹم کی آڑ میں اسلامی تہذیب اور اخلاقیات سے سور کیا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ فیسوں کی مد میں بیش بہا اضافہ کی روک تھام بنانے کی ضرورت ہے اور درس تعلیم کے نظام کو بہتر اور آسان انداز میں اپنانے کی ضرورت ہے۔ اگر نجی ہسپتالوں کی بات کی جائے تو یہ کہنا بجا ہوگا کہ وہ اسپتالوں کے نام پر انسانی لاشوں کی گنتی کا مقابلہ کرتے نظر آتے ہیں اس کے کئی محرکات ہیں جن میں داخلے اور آپریشن کی بر وقت فیس ادا نہ کرنا، نا اہل ڈکٹروں کی بھرتی ہونا، جابجا معمولی مرض کیلئے بے شمار ٹیسٹ کا لاگو کرنا گو کہ اسپتال کی انتظامیہ کی کوشش ہوتی ہے

کہ مریض سے جس قدر ہوسکے لوٹ لیا جائے اگر موت واقع ہوجائے تو مردہ کی بے حرمتی کی حد تک چلا جائے تاکہ لواحقین کسی نہ کسی طرح مطلوبہ رقم جمع کرائیں۔ حکومت پاکستان نے کبھی بھی نجی اداروں کو اخلاقی پابندیوں میں نہیں رکھا اسی بابت نجی ادارے انتہائی آزادانہ ماحول کو غیر اخلاقی آخری حدود تک چلے جاتے ہیں۔ موجودہ دور حاضر کے بگڑتی معاشی و اقتصادی صورت حال کے پیش نظر صحت اور تعلیم کے نجی اداروں پر پابندی ناگزیر بن چکی ہے۔۔ ان اداروں کی درستگی کیئے بغیر پاکستان اور پاکستانی قوم ہر گز ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوسکے گی، کسی بھی ملک اور قوم کی خوشحالی کی بنیاد اچھی اور اعلیٰ صحت و تعلیم ہوتی ہے جو بہتر ماحول اور معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی پر مبنی ہوتی ہے اگر بنیاد ہی کمزور اور لاغر ہو تو عمارت کا کیا حال ہوگا؟۔۔پاکستان بالخصوص کراچی، لاہور، اسلام آباد، پشاور، کوئٹہ، حیدرآباد، ملتان، سکھر، فیصل آباد، سیالکوٹ، میرپورخاص، بدین، بہاولپور، گجرانوالہ، گجرات، رائے ونڈ، خیرپور، نواب شاہ، شہداد پور، ٹنڈو آدم، ٹھٹھہ، لاڑکانہ، جیکب آباد اور دیگر شہروں میں درمیانے طبقے کے لوگوں کا سر چھپانا محال ہوگیا ہے، درمیانے طبقے یعنی مڈل کلاس کے لوگ ایک تحقیق اور سروے کے مطابق انکم ٹیکس، یوٹیلیٹی ٹیکس اور دیگر ٹیکس باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں اور ان میں اکثر تعداد سرکاری ملازمین کی ہوتی ہے اور باقی کثیر نجی اداروں سے تعلق رکھتے ہیں، شب و روز محنت و مشقت کے باوجود بنیادی ضرورتوں کا حصول مشکل ہوگیا ہے

جبکہ اسی طبقے کے گھرانے کے تمام افراد کام کرتے ہیں۔ گزشتہ دس سالوں میں زمین اور رہائش اس قدر بڑھ گئی کہ خرید تو کجا کرایہ بھی محال بن گیا۔ کراچی شہر جو پاکستان کا دل بھی مانا جاتا ہے یہاں آئے روز لینڈ مافیہ کی پشت پناہی میں سرکاری و نجی زمینیں قابض کی جاتی ہیں خاص کر وہ لوگ انتہائی مشکل میں گر جاتے ہیں جو باقائدگی کے ساتھ اپنی محنت کی رقم جمع کراتے ہیں اس خواب و خیال کے ساتھ کہ اپنے کنبہ کیلئے ایک آشیانہ بنا سکیں یا لے سکیں لیکن دیکھا جارہا ہے کہ لینڈ مافیا سیاسی پشت پناہی کے سبب انتہائی نہ صرف طاقتور ہوگیا ہے بلکہ قتل و غارت گری کے بازار میں لاشوں کا ساماں باندھتا جارہا ہے۔ یوں تو کراچی کے منتخب نمائندے میڈیا میں لینڈ مافیا کے خلاف بیانات دیتے نظر آتے ہیں مگر عملی نتیجہ نظر نہیں آتا اور دوسری طرف اے این پی ان گروہ کی پشت پناہی کرتی نظر آتی ہے جو جرائم اور لوٹ مار کو اپنا شیوہ سمجھتے ہیں اگر یہ دونوں جماعتیں خالصتاً ایمانداری کے ساتھ لینڈ مافیا کے خلاف حقیقی آپریشن کریں تو ممکن ہے مڈل کلاس کا طبقہ سنبھل جائے اور انہیں مناسب قیمت پر زمین، مکان اور کرایہ حاصل ہوسکے گا۔ موجودہ دور حاضر میں بلڈرز صوبائی حکومتوں کی تمام شرائط کو تسلیم کرتے ہوئے این او سی حاصل تو کرلیتے ہیں مگر آج تک ان پر کاربند ہوتے نظر نہیں آئے، اگر کوئی صارف انتہائی مجبوری کے باعث کسی بھی بلڈرز کے خلاف عدالت میں رجوع کرتا ہے تو وہ تمام زندگی فیصلے کے انتظار میں گزار دیتا ہے کیونکہ ہمارے عدلیہ کے

نظام میں اس قدر پیچیدگیاں ہیں کہ ہر قدم پر رشوت کی خون آلودہ تیز دھارے کی مانند سلاخیں سائل کے قدموں کو لہو لہان کر ڈالتی ہیں اور سائل فریاد در فریاد کرتا ہے مگر بغیر رشوت اس کی سنائی نہیں ہوتی پھر کس طرح اس اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ممکن ہو سکتا ہے انصاف کا بہم ہونا۔ ہماری تجارت کا بھی کوئی بہتر حال نہیں کیونکہ منافع کی دوڑ نے انہیں اوندھا کر ڈالا ہے، ایسا صرف کی قیمتوں میں اس قدر ہوشربا اضافہ کر دیا گیا ہے کہ صارف کی پہنچ نہ ممکن ہو گئی ہے، مانا کہ حکومت کی جانب سے کبھی پیٹرول تو کبھی کوئی ٹیکس عائد ہو جاتا ہے اور ساتھ ساتھ رشوت کی مد میں حملہ کیا جاتا ہے مگر ہمارے تاجر اس کا بدلہ سود کے ساتھ صارف یعنی عوام سے لیتے ہیں جس میں چند روپے یا پیسے کے اضافے کے باعث یہ عوام سے کئی سو یا پھر ہزاروں پر مبنی قیمتوں میں اضافہ کرکے وصول کرتے ہیں اور پھر بھی رونا روتے ہیں کسی کو بھی عوام کی پریشانی اور تکلیف کا احساس نہیں۔۔۔

زمیندار اپنی زمینوں میں محکمہ انہار سے جو پانی وصول کرتا ہے اس کی نہ قیمت ادا کرتا ہے اور نہ ٹیکس دیتا ہے، خالصتاً فصل پر منافع حاصل کرتا ہے، یہاں اس بات کو بھی رد نہیں کر سکتے کہ پاکستان کے صوبوں میں محکمہ انہار کی جانب سے پانی کی تقسیم انتہائی غیر مناسب اور جانبدارانہ ہے۔ تمام زمیندار اپنی اعلیٰ اجناس کو بیرونی مارکیٹ میں فروخت کر دیتے ہیں اور

پاکستان میں مصنوعی بحران پیدا کرکے مزید مہنگا فروخت کرتے ہیں اس سلسلے میں حکومتی ذمہ داران کی جیبیں بھر کر خاموشی کی کنڈی لگا دیتے ہیں اور عوام سڑکوں، شاہراہوں اور میڈیا میں صرف احتجاج کرتی نظر آتی ہے جس سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوتا نظر نہیں آتا۔ بیشتر غربت کے باعث کہیں بچوں کو فروخت کرتے نظر آتے ہیں تو کہیں خود سوزی تو کہیں بے راہ روی کی راہ پر چل پڑتے ہیں تو کہیں جرائم میں ملوث۔

موجودہ دور میں پورا پاکستان عدم تحفظ، مہنگائی، ظلم و ستم، ناانصافی، اقربہ پروری، دھوکا دہی، فریب، جھوٹ اور دین اسلام کی اصل روح سے کوسوں دور نظر آتا ہے۔ یاد رکھیئے ایسے حالات اللہ اور اس کے حبیب کو ناراضگی کا باعث بن سکتے ہیں، ڈر ہے کہ کہیں بھونچال نہ آجائے اگر آگیا تو پھر کوئی نہ بچ پائے گا۔ اللہ پاکستان کا حامی و ناظر رہے آمین۔

نیٹو سپلائی

نیٹو کی سپلائی کے سلسلے میں پاکستان پر مسلسل امریکی اور حمایتی ممالک کا دباؤ رہا ہے ،امریکہ اور نیٹو کے ممالک جانتے ہیں کہ پاکستان کی سیاسی انتشار اور بد نظمی ان کے کسی بھی جارحانہ عمل پر رد عمل نہیں کر سکتے ،وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ موجودہ سیاسی ڈھانچہ اور پارٹیاں ان ہی کے حکم اور انتخاب سے طے کی گئی ہیں اور ہوتی آرہی ہیں، جس کی ایک بھاری قیمت موجودہ اور سابقہ سیاسی گروہ کو ادا کی جاتی رہی ہیں ۔۔۔۔اس کے ساتھ ساتھ بوٹ والوں کو قدم نہ اٹھانے پر مراعات اور امداد سے نوازا گیا تاکہ وہ سیاسی میدان کو مسمار نہ کردیں۔۔۔ لیکن عوام کئی دہائیوں سے پس رہی ہے اور اب پسنے کا عالم یہ ہے کہ جینے کی تمام راہیں سلاسل کردی گئی ہیں۔۔۔۔ بے روزگاری، بے راہ روی، بے حیائی، بے شرمی، شراب و شباب اور رقص و سرور کی محفلیں، خود غرضی و لالچ، اقربہ پروری و تعصب اور نفرت کو ذہنوں میں ٹھونس دیا گیا ہے اور تو اور نوجوانوں کو تعلیم سے دور رکھ کر چوری، ڈکیتی اور دیگر جرائم کا عادی بنادیا جس سے شہر بھر کا سکون اور امن تہس و نہس ہوگیااور قانون کر رکھوالے جیسے سیاسی دباؤ کی بناء پر بے جان بت بن بیٹھے اس کے علاوہ پوری قوم کو بے غیرتی کا جامع پہنادیا گیا ایسے میں دشمنان پاکستان اپنے مخصوص عزائم کو پائے تکمیل تک

پہنچا رہے ہیں کیونکہ نام نہاد اسلامی جماعتوں نے برقع پہن کر اپنے آپ کو بری ذمہ قرار دینے کی ناکام کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور اسی برقع کے سہارے خفیہ طریقے سے غیر ملکی دولت حاصل کرنے میں کسی سے کم نہیں دیکھتے۔ ان نام نہاد اسلامی جماعتوں نے نہ صرف پاکستان بلکہ اسلام کو جس قدر ناقابلِ تلافی نقصان سے دوچار کیا ہے شائد ہے کسی نے کیا ہو۔!! نیٹو سپلائی یوں تو جاری ہو چکی ہے مگر اسے ابھی تک سرکاری سطح پر اعلان نہیں کیا گیا ہے، آئے روز اس سلسلے میں میٹنگ کرکے عوام کو دلاسہ دے رہے ہیں کہ ہم سوچ و بچار کے بعد فیصلہ کریں گے جو مغلوب ہوتے ہیں وہ خود سے کوئی فیصلہ کرنے کا حق نہیں رکھتے، ان کے فیصلے آقاؤں کی جانب سے رونما ہوتے ہیں اور دنیا جانتی ہے کہ پاکستان کے آقا کون ہیں۔۔۔!! اگر یہاں حزب اختلاف جماعتوں کی بات کی جائے تو وہ بھی ان سے کسی طور کم نہیں۔۔ پاکستانی عوام اب تک ریمنڈیوس کے واقع کو بھلا نہیں سکی ہے، سب جانتے ہیں یہ ریمنڈیوس بلیک واٹر کا سرغنہ تھا اور اس نے پاکستان کے تمام راز کو حاصل کرلیا تھا جس سے پاکستان کی سلامتی کو نقصان پہنچ رہا تھا اور آج تک پہنچ رہا ہے۔ حکومت وقت نے اُس وقت بھی بھرپور انداز میں امریکی خفیہ ایجنسیوں کی مدد کی بس طریقہ کار مختلف تھا۔ حکومتی کارندوں نے ہلاک پاکستانیوں کے اہل خانہ کو مجبور کیا کہ وہ دیت کی شکل میں معاف کردیں۔ گو اب بھی امریکہ جانتا ہے کہ وہ اپنے عزائم کو ان سیاستدانوں کے ذریعے آسانی سے حل کرسکتا ہے، پاکستان میں جمہوریت بھیانک شکل

اختیار کرچکی ہے اب ملک بھر میں توانائی و ترقی کا شدید فقدان پایا جاتا ہے۔ اس عارضی فقدان کو بنیاد بناتے ہوئے وزراء و مشیران نیٹو سپلائی کی ضرورت بتائیں گے گرچہ حقیقت یہ بھی ہو تو عمل قطعی درست نہ ہوگا۔ امریکہ نے سپلائی کی بحالی نہ ہونے پر امداد پر بندش کا عندیہ دیا تو لمحہ بھر میں موجودہ حکومت نے ہاں کردی۔ ایک بار پھر حکومت وقت کو موقع میسر آیا امداد کو سمیٹنے کا کیونکہ الیکشن بھی تو قریب ہیں یاد رہے ! ! سب ہاتھ دھوئیں گے حزب جماعت اور حزب اختلاف۔۔۔۔

کراچی کا امن کیونکر تباہ۔۔۔

1948ء معروض پاکستان کے وقت سب سے زیادہ بھارت سے ہجرت کرنے والوں نے کراچی کا رخ کیا اور یہیں آباد ہو کر رہے، یوں تو ہجرت کے قافلے ملک بھر میں پھیل گئے تھے مگر سب سے زیادہ تعداد کراچی میں آباد ہوئی۔ اُس زمانے میں کراچی پاکستان کا دارلخلافہ تھا اور یہاں صنعت و تجارت ، تعلیم و ہنر، فن و فنکار، ادب، شاعری، خطاطی گو کہ علی گڑھ یونیورسٹی کے فارغ التحصیل طلباء کی بہت بڑی تعداد یہاں موجود تھی۔ مسلمانوں کی وہ نسل جو ہر شعبہ میں مہارت رکھتی تھی وہ ہجرت کرکے یہاں آباد ہو گئی۔ اُس نسل میں ادب و احترام بھی بہت اعلیٰ پایا جاتا تھا جو انتہائی شریف النفس بھی تھے۔ ان لوگوں نے کم وسائل کے باوجود پاکستان کے اسٹرکچر کیلئے شب و روز خالصتاً نیک نیتی سے بخوبی احسن طریقے سے سرانجام دیا۔۔ جبکہ دشمنان پاکستان کو ہر گز گوارا نہیں تھا کہ پاکستان اپنے پیروں پر کھڑا ہو وہ تو چاہتے تھے کہ پاکستان کا وجود ختم ہو جائے لیکن سچے، مخلص لوگوں کے سبب کم وقت میں بہت تیزی سے ترقی کی جانب گامزن ہوگیا۔ پاکستان زرعی ملک ہونے کے ناطے اس نے اپنی اجناس سے زرمبادلہ میں اضافہ کیا تو دوسری جانب صنعتی میدان میں اچھی پروڈکشن سے بیرون ممالک میں اپنی ساکھ بٹھادی۔ اُن ادوار میں نئی نسل کو اچھی تعلیم کی جانب راغب کیا تاکہ پاکستان کیلئے بہتر

اور سود مند ثابت ہو سکیں، وقت نے دنیا کو بتایا کہ ہجرت کرنے والوں کی پہلی نسل نے اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ کار کو اپناتے ہوئے اس ملک کیلئے گراں قدر کارنامے سرانجام دیئے۔ آج بھی پاکستان کے نامور لوگوں میں ان ہی کی نسلوں کے نام آتے ہیں۔۔۔۔ قائد اعظم محمد علی جناح اور لیاقت علی خان کے انتقال کے بعد پرائم منسٹرز بالترتیب آئے جن میں سر خواجہ ناظم الدین، محمد علی بوگرہ، چوہدری محمد علی، حسین شہید سہروردی، ابراہیم اسمٰعیل چوہدری، سر فیروز خان نون، نورالامین، ذوالفقار علی بھٹو، محمد خان جونیجو، بینظیر بھٹو، کیئر ٹیکر غلام مصطفٰی جتوئی، نواز شریف، کیئر ٹیکر بلخ شیر مزاری، نواز شریف، کیئر ٹیکر معین الدین احمد قریشی، بینظیر بھٹو، کیئر ٹیکر ملک معراج خالد، نواز شریف، ظفر اللہ خان جمالی، چوہدری شجاعت حسین، شوکت عزیز، محمد میاں سومرو اور اب سید یوسف رضا گیلانی۔ خواجہ ناظم الدین سے اب تلگ ان جمہوری سربراہان نے پاکستان اور عوام کیلئے کس قدر مثبت خدمات پیش کیں۔ اسی طرح صدور میں میجر جنرل (ریٹائرڈ) اسکندر مرزا، محمد ایوب خان، آغا محمد یحیٰی خان، ذوالفقار علی بھٹو، فضل الٰہی چوہدری، جنرل محمد ضیاء الحق، غلام اسحاق خان، کیئر ٹیکر وسیم سجاد، سردار فاروق احمد خان لغاری، کیئر ٹیکر وسیم سجاد، محمد رفیق تارڑ، پرویز مشرف، محمد میاں سومرو اور اب آصف علی زرداری۔۔۔ اسی طرح سندھ میں گورنرز بالترتیب رہے شیخ جی ایچ ہدایت اللہ، شیخ دین محمد، میاں امین الدین، جارج بیکسینڈل، حبیب ابراہیم رحیم

تولا، نواب افتخار حسین، لیفٹیننیٹ جنرل رحمان گل، ممتاز بھٹو، میر رسول بخش تالپور، بیگم رعنا لیاقت علی خان، الحاج محمد دلاور خانجی، عبد القادر شیخ، لیفٹیننیٹ جنرل ایس ایم عباسی، لیفٹیننیٹ جنرل (ریٹائرڈ) جہاں داد خان، اشرف ڈبلیو تاہانی، جنرل (ریٹائرڈ) رحیم الدین خان، قدیر الدین احمد، فخر الدین جی ابراہیم، محمود ہارون، حکیم سعید، محمد ہارون، کمال الدین اظفر، لیفٹیننیٹ جنرل معین الدین حیدر، ممنون حسین، ایئر مارشل عظیم داؤد پوتا، محمد میاں سومرو اور اب ڈاکٹر عشرت العباد خان اور وزیر اعلیٰ سندھ کے منصب میں بالترتیب محمد ایوب کھوڑو، پیر الٰہی بخش، یوسف ہارون، قاضی فضل اللہ، محمد ایوب کھوڑو، پیرزادہ عبد الستار، محمد ایوب کھوڑو، ممتاز علی بھٹو، غلام مصطفیٰ جتوئی، غوث علی شاہ، اختر علی قاضی، کیپٹن اختر علی قاضی، سید قائم علی شاہ، آفتاب شعبان میرانی، جام صادق علی، سید مظفر حسین شاہ، کیپٹن سید علی مدد شاہ، سید عبد اللہ شاہ، کیپٹن ممتاز علی بھٹو، لیاقت علی جتوئی، علی محمد مہر، ارباب غلام رحیم، کیپٹن عبد القادر ہالیپوٹہ اور اب سید قائم علی شاہ۔۔ اپنے قارئین کو آگاہ کرنے کیلئے پاکستان کے صدور، وزیر اعظم، گورنر سندھ اور وزیر اعلیٰ کی بالترتیب اس لیئے پیش کی ہیں کہ یہ تمام ضامن ہیں پاکستان اور پاکستانی عوام کے تحفظ، امن اور خوشحالی اور ترقی صنعت و تجارت کے۔۔۔ 1970ء کی جنگ کے بعد جہاں ہم نے اپنا ایک حصہ کھویا وہیں ہم ہر میدان میں پیچھے ہوتے چلے گئے۔ کراچی ابتداء ہی سے خاص مقام

رکھتا رہا ہے کیونکہ کراچی پاکستان کا تجارتی گیٹ ہے ،اسے منی پاکستان بھی کہتے ہیں ۔ کراچی میں وہ دور بھی تھا جب شب و روز تجارتی بازار اور رونقیں رہتی تھیں، نہ چوری کا خوف، نہ قتل غارت گری تھی ۔۔ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت سے پہلے صدر ایوب کے کچھ غلط فیصلوں نے سیاسی و معاشرتی توازن کا بگاڑ پیدا کر دیا تھا اسی بابت رفتہ رفتہ کراچی کے حالات میں تیزی سے بد امنی پیدا ہوتی چلی گئی۔ صدر ایوب نے سب سے پہلے تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ہم زبان کو کراچی میں بسایا اور کوئی جانچ پڑتال کیئے بغیر انہیں ہر بنیادی ضروریات بہم پہنچائی ، ان میں کثیر تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو جرائم میں ملوث تھے ۔۔ دوسری غلطی کراچی کے دارلخلافہ ختم کرکے پہاڑوں کے اطراف پہنچا دیا گیا جسے اسلام آباد کہتے ہیں اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ پاکستان نیوی کا صدر دفتر بھی اسلام آباد میں لے جایا گیا بحر حال وہ کراچی جو پورے پاکستان کی معیشت کی جان ہے آج خون و آگ کی شدید لپیٹ میں ہے جو کئی دھائیوں سے جاری ہے مگر اب اس میں روز بروز شدت و اضافہ ہوتا چلا گیا ہے۔ آج پاکستان میں پیپلز پارٹی کی حکومت ہے یہ وہ جماعت ہے جس کی بنیاد عوامی فلاح پر رکھی گئی تھی لیکن کبھی بھی فلاح نصیب نہ ہو سکی۔ جنرل ضیاء نے اپنے دور حکومت میں افغانیوں کی آمد کا سلسلہ جو جاری کیا اس سے ملک بھر بالخصوص کراچی میں اسلحہ و بارود اور منشیات کا رواج پڑ گیا۔ اب تو حال یہ ہے کہ کراچی کے نوجوان بالخصوص وہ نسل جن کے آباؤ اجداد نے اپنی جانوں، مال

و دولت اس سرزمین پاک کیلئے قربان دیں تھیں اُن کی نسلیں تعلیم و ہنر سے کوسوں دور ہوتی جارہی ہیں ، اُن کے ہاتھوں میں اسلحہ یا پھر نشہ آور اشیاء پائی جاتی ہیں ان حالات کے ذمہ داران وہی ہیں جن کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے یعنی وفاقی و صوبائی حکمران جن میں صدور اور وزیر اعظم شامل ہیں۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان میں سب کے سب مسلمان ہیں پر پھر بھی اللہ اور اس کے رسول سے کوئی خوف نہیں ۔ کیا یہ فرعون اور شداد سے زیادہ طاقت رکھتے ہیں ؟ کیا یہ خلفائے راشدین کی پیروی سے قاصر ہیں ؟ آخر کیوں۔۔۔۔۔؟؟؟ جب یہ شراب و شباب سے پرہیز نہیں کریں گے اُس وقت تک قوم پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھالتے رہیں گے اس کے علاوہ ایسے بھی ہیں جو ظاہری مزہبی لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں جب جب انہیں حکومت میسر آئی تو انھوں نے بھی ان جیسوں سے کم کفر نہیں کیا۔۔۔!! پاکستان کو معاشی و اقتصادی اور معاشرتی طور پر تباہ کرنے کیلئے صرف اور صرف کراچی کو تباہ کردیا جائے تو کافی ہے اور ایسا ہورہا ہے۔ مانا کہ ہمارا نظام ریاست انتہائی فرسودہ، ناکارہ اور بے سود ہے مگر اس کو ٹھیک کون کرے گا۔۔؟؟ وہ جنھیں عوام الیکشن میں منتخب کرتی ہیں !! کیا انتخاب غلط ہوتے ہیں یا انتخاب ہی نہیں ہوتے ؟؟ شائد سلیکشن ہوں !! بحر حال پاکستان کی سلامتی اور خوشحالی کیلئے کراچی میں موجود جرائم پیشہ افراد کا بلا کسی دباؤ آپریشن نہیں کیا جائیگا اُس وقت تک کراچی کا امن واپس ہر گز نہ آسکے گا۔ کراچی میں بسنے والے تمام شہریوں کے حقائق پر مبنی کوائف جمع کیئے جائیں

اور ان کی املاک کی تفصیلات بھی جمع کی جائیں کہ آیا کہاں سے کمایا اور کس طرح کمایا تو بہت کچھ راز فاش ہو جائیں گے اور جرائم میں ملوث افراد عیاں ہو جائیں گے ایسے لوگ جو ملک و قوم کیلئے ناسور ثابت ہو رہے ہوں انہیں ملک بے دخل کر دیا جائے اور ان کی شہریت بھی ختم کر دی جائے تاکہ ملک میں امن وامان ممکن بن سکے اور کراچی بین الاقوامی سطح پر ایسا شہر شمار کیا جائے جس میں نہ صرف آزادانہ تجارت کا عمل ہو بلکہ تحفظات کے مکمل انتظامات بھی ہوں۔کیا یہ خواب عوام کے سپنوں تک محدود رہ جائیگا یا ان ہی سیاسی کھلاڑیوں میں سے کوئی اٹھے گا یا پھر اللہ کا عذاب ان سب سیاستدانوں کو آ گھیرے گا۔۔یہ تو وقت ہی بتائے گا۔۔یاد رہے ظلم کرنے سے زمین کا اناج بند ہو جاتا ہے، آسمان سے طوفان اور زمین کروٹ بدلنے لگتی ہے کہیں ایسا سلسلہ نہ بڑھ جائے۔حکومتی ذمہداران یوں تو میڈیا میں بڑے بڑے دعوے کرتے نظر آتے ہیں مگر عمل اس لیئے نہیں ممکن کیونکہ جرائم بھی ان ہی کی آغوش میں پنپتے ہیں اور پھولتے ہیں۔ کراچی میں امن کیلئے ضروری ہے کہ کراچی کے مستقل رہائش پزیروں کو انتظامیہ اور پولیس میں تعنیات کیا جائے بغیر کسی سفارش اور رشورت کے اور پولیس کے معاملات میں بے جا سیاسی مداخلت کو روکا جائے تو حالات کنٹرول ہو سکتے ہیں اسی طرح مجرم کیلئے ہر شہری گواہی کا حوصلہ پیدا کرے اور عدلیہ اپنے کام کو نیک نیتی اور سچائی کے ساتھ گواہوں کو بے جا تنگ نہ کرے اور مکمل تحفظ پہنچائے تو بہت جلد کراچی میں امن دیکھنے کو ملے گا ورنہ عدالت میں

پیشکار اور دیگر ملازمین لوٹ کھسوٹ میں مبتلا نظر آتے رہیں گے۔ کراچی اور پاکستان کا
امن نظام ریاست کی درستگی کے بعد ممکن ہوسکے گا یہ ذمہ داری تمام سیاستدانوں کی ہے
چاہے حزب جماعت ہوں یا حزب اختلاف

پاکستان۔۔۔۔ تقسیم در تقسیم

پاکستان کو پہلے تقسیم کیا مشرقی پاکستان سے پھر جب چار صوبوں پر محیط مغربی پاکستان رہا تو ملکی اور غیر ملکی سازشی عناصر کو گوارا نہیں رہا کہ پاکستان آباد کیوں کر آباد ہے۔۔۔۔۔؟؟ یہ سازش کوئی اچانک نہیں بلکہ پاکستان کے معروض آنے سے پہلے ہی وجود رکھتی تھیں ۔برصغیر پاک و ہند سے جب انگریزوں کے انخلاء کی بات سامنے آئی تو ہندو اور مسلمانوں کو اپنے اپنے مستقبل کی فکر لاحق ہوئی، اسی فکر کی بناء پر دو قومی نظریئے نے جنم لیا ایک ہندو ازم دوسرا مسلم ازم یعنی قوموں کی آزادانہ حق ۔۔۔۔ اسی دو قومی نظریئے کی جنگ و جدل کے باعث مسلمانوں کیلئے علیحدہ مملکت کی تحریک چلی جسے تحریک پاکستان کہتے ہیں گو کہ قائد اعظم محمد علی جناح کی قیادت میں پاکستان معروض وجود میں آگیا اور اُس وقت اکثریتی علاقوں کو پاکستان کا نام دیا گیا جس میں موجودہ پاکستان اور بنگلہ دیش جسے مشرقی پاکستان کہتے تھے ، آزاد خود مختیار اسلامی ریاست کے طور پر دنیا میں ابھرا۔ کیا یہ تقسیم درست تھی؟؟ یہ ایک ایگ بحث ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ انگریز نے جاتے جاتے مسلمانوں کیلئے کئی مسائل اور پیچیدگیاں چھوڑی تھیں جن میں کشمیر کا مسئلہ سر فہرست ہے۔ وہ خطے جنھوں نے آزادی حق کیلئے کوئی خاص کردار ادا نہیں کیا تھا انہیں سب سے زیادہ فائدہ حاصل ہوا

اور جنھوں نے مال و اسباب اور عزت و جان کی قربانیاں دیں آج ان کی نسلیں تعلیم و ہنر، روزگار اور تحفظ سے محروم ہیں۔ مشرقی پاکستان کو علیحدہ کرکے غیر ملکی سازشی عناصر نے موجودہ پاکستان میں اُن لوگوں، گروہ اور تنظیموں کو تلاش کرنا شروع کردیا جو پاکستان کے خیر خواہ نہیں ہیں اور اس کی تباہی میں اپنا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے گروہ اور تنظیمیں بیرونی عناصر کو قوم پرست تنظیموں میں نظر آئیں۔ یہ وہ تنظیمیں ہیں جو جانتے بھی ہیں کہ ان کی قوموں کو پاکستان میں ہر قسم کی سہولت اور حقوق حاصل ہیں لیکن یہ پھر بھی ناشکرے اور ناقدر دان نظر آتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے قطعی کسی بھی قسم کی قربانی نہیں دی ہیں۔۔۔ یہ لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ پاکستان کے معروض آنے سے پہلے ان کی قومیں انگیزوں کی غلام تھیں۔ اسی بابت انہیں کبھی بھی اپنی قوم میں پزیرائی حاصل نہیں ہوئی۔ پاکستانی ہر قوم جانتی ہے کہ یہ لوگ صرف اور صرف پاکستان کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ پاکستان کا ہر شہری جانتا ہے کہ پاکستان ہے تو ہم ہیں پاکستان نہیں تو کچھ بھی نہیں اور پھر کبھی بھی آزادی حاصل ممکن نہیں ہوسکے گی۔ انیس سو ستر میں پاکستان کو نقصان پہنچانے کیلئے سیاسی پلیٹ فارم استعمال کیا گیا اور جمہوری حکومت میں منتخب سربراہ سے پاکستان کے ٹکڑے کرادیئے گئے۔ اب حالات اسی جانب رواں دواں ہیں اور صوبوں کی شکل میں تقسیم در تقسیم کا عمل زور پکڑ رہا ہے۔ صدر پاکستان آصف علی زرداری نے اپنے حامی کی خوشی کو مد نظر رکھتے ہوئے خیبر

پختونخوا کو قومیت کی بنیاد پر علیحدہ صوبہ اختیار دیا تو اسی بناء پر ہزارہ اور سرائیکستان کی قوم پرست جماعتوں نے بھی علیحدہ صوبوں کی مانگ کرلی۔ ان ہی حالات کی روشنی میں ہجرت کرنے والے لوگ مہاجروں کے ایک گروپ نے بھی اپنے صوبہ کا تقاضہ کرلیا، یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بھی سیاسی جماعت سے تعلق نہیں رکھتے لیکن اپنی بقاء و شناخت کیلئے اپنا حق مانگنا صحیح سمجھتے ہیں۔ اگر صدر پاکستان قوم پرست جماعت کی بات نہ مانتے تو یقینا یہ صورت حال دیکھنے میں نہیں آتی ۔ یہ سلسلہ اب رکنے والا نہیں بہتر یہی ہے کہ اب صوبوں کی تقسیم باہم رضا مندی سے طے کی جائیں کسی کے زور زبردستی سے یہ معاملہ قطعی نہیں رکے گا۔ پاکستان اور ہندوستان ایک دن کے فرق سے آزاد ہوئے تھے ہندوستان میں مزید کئی صوبے بنے تو پاکستان میں اگر صوبے بنتے ہیں تو کیا فرق؟؟ صرف سوچ کا فرق ہے، ان حالات میں تحمل مزاجی، بردباری اور حکمت عملی کا مظاہرہ ہم قوم اور سربراہان کا ادا کرنا ہوگا ورنہ سوائے ہر طرف نقصان ہی نقصان سے دوچار ہونا پڑے گا۔ پاکستان مزید نقصان کو برداشت نہیں کرسکتا کیونکہ پہلے ہی معاشی و اقتصادی بد حالی سے دوچار ہے، مہنگائی آسمان کو چھو رہی ہے زندگی کی بنیادی ضروریات کا حصول لوہے کے چنے کو چبانے کے مترادف ہوگیا ہے، کراچی جو منی پاکستان کہلاتا ہے اب بیروت کی شکل بن گیا ہے جہاں نہ جان کی حفاظت ہے اور نہ مال کی ۔ تمام منتخب نمائندگان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ پاکستان کی سلامتی و بقاء کیلئے اپنا مثبت کردار

ادا کریں اور جھلتی نفرتوں کو ختم کرنے کیلئے اقوام میں مساوی حقوق بہم کیئے جائیں تاکہ کسی بھی قوم کے ساتھ ناروا سلوک نہ ہوسکے اور ہر قوم اپنے بنیادی حقوق سے آراستہ ہوجائے اگر سیاسیدانوں کی آپس کی چپکلشی اور نوک جھونک یونہی جاری رہی تو قوموں میں شدید ٹکراؤ ہونے کا امکان ہے جس سے پاکستان کو ناتلافی نقصان ہوسکتا ہے ۔ایک عرصے سے پاکستان کے ہر صوبے سے کامیاب ہونے والے ممبران نے کبھی بھی سنجیدگی سے اپنی قوم کے مسائل کو حل نہیں کیا اسی بابت ان کی قومیں بنیادی حقوق سے محروم ہوچکی ہیں ۔جب تلگ منتخب نمائندے اپنی ہوس سے باز نہیں آئیں گے غریب عوام پستی مرتی رہے گی ۔ اللہ تبارک و تعالی نے اس سرزمین پاکستان کو ہع نعمت سے نوازا ہے مگر سیاستدان اور لیڈران اسی قدر ناپید ہیں ۔ گزرتے وقت کو اچھے طریقہ کار سے سنبھالا جاسکتا ہے ورنہ نہ صرف قوموں کی تباہی ہوگی بلکہ یہ خود بھی کہیں رہ نہ پائیں گے اس کی لا تعداد دولت کسی کام نہ آسکے گی اور تاریخ میں ہمیشہ سیاہ اور بد نما عکس میں نظر آئیں گے۔ اب مزید صوبے ہی پاکستان کی سلامتی کی علامت ہیں اور قوموں کی خوشحالی کا اسباب بھی۔۔۔۔ ! !

سیاسی تبدیلی اور عوامی انقلاب

وہی قومیں زندہ کہلاتی ہیں جن میں اپنے جینے کی امنگ بیدار ہو، زندہ قومیں حالات سے گھبرایا نہیں کرتیں، وہ اپنے حقوق اور انصاف کیلئے ظلم کے سامنے آہنی دیوار بن کر باطل کو پاش پاش کردیتی ہیں۔ پاکستان میں سیاستدانوں نے قوم پرستوں کی پشت پناہی کرنا شروع کردی اور اپنے عزائم کو حاصل کرنے کیلئے آگ و خون میں عوام کو دھونسے کی کوشش کررہے ہیں، یہ نہیں جانتے کہ ان کے ان افعال پر کس قدر خوفناک بھونچال امنڈ پڑیگا اور ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو خون ناحق مین مبتلاء دکھائی دیگا۔ عوام میں آپس میں نفرتوں کی آگ کو بیدار کرکے ملکی سلامتی کو براہ راست نا تلافی نقصان سے دوچار کرنا چاہتے ہیں۔ موجودہ حالات قوم پرستی کی جانب بڑھ رہے ہیں اور یہی حال رہا تو پاکستان بھر میں لسانی فسادات کا طوفان امنڈ آئے گا، یہ طوفان اُن سیاستدانوں کے محلات کو بھی لے ڈوبے گا۔ لاتعداد اموات کے بعد بیرون ممالک کی طاقتیں اس سرزمین پاک پر اپنے پنجے گاڑلیں گی اور یوں یہ تمام قومیں ان کے حکم کے تابع ایک غلامی سی زندگی گزارنے پر مجبور ہوجائیں گی۔ پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ نواز شریف یہ دو پارٹیاں ہمیشہ اپنے اقتدار میں ایسے سیاسی شطرنج کھیل کھلتی ہیں کہ صرف غریب عوام بے قیمت اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔

حیرت و تعجب کی بات تو یہ ہے کہ نواز شریف کئی سالوں سے مکہ و مدینہ کی پاک سرزمین میں رہتے ہوئے بھی گندگی و غلیظ سیاست سے باز نہ آئے اور صدر و وزیر اعظم کے کردار اس کا قابل نہیں کہ انہیں ان منصب پر عائد کیا جاتا کیونکہ ان کے دور حکومت میں جس قدر عوام کا جینا محال ہوگیا ہے وہ پاکستان کی پوری تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔

قوم پرستوں نے آج تک اپنی قوم کو کچھ نہیں دیا بلکہ اپنی قوم کو مغلوب کرنے کی کوشش کی گئیں اور ان پر مظالم ڈھائے گئے۔

یہ قوم پرست لیڈر اُس وقت کہاں گئے تھے جب پاکستان کی آزادی سے پہلے انگریزوں نے ان کی قوموں کو غلام بنایا تھا۔ اُس وقت یہ قوم پرست لیڈران انگریزوں کی دلالی اور خوش آمدی میں پیش پیش تھے اور اپنی ہی قوم سے غداری کرکے انگریزوں سے انعامات و القابات وصول کرتے نظر آتے ہیں ان میں بیشتر کو سر کا خطاب بھی ملا تھا ۔انگریز افسران کی جوتیاں سیدھی کرنے والے غلاموں کی کئی اولادیں قوم پرست لیڈر بن گئیں ہیں کیونکہ نہ تو انہیں اسلام سے محبت ہے اور نہ پاکستان سے اخلاص۔ ! !

دوسری جانب اے این پی کا ماضی بھی کسی تاریخ سے ڈھکا چھپا نہیں، خود قائد اعظم نے خان ولی خان کے اعمال کی وجہ سے پسند نہیں کیا، خان ولی خان کبھی بھی پاکستان کے حق میں نہیں تھے؟؟ ادھر عمران خان جو پاکستان کی قسمت بدلنے کے دعوؤں سے تھکتے نہیں وہ اپنے ماضی

کو بہت جلد بھول جاتے ہیں اب بھی ان کے اطوار زندگی ایسے نہیں کہ یقین سے کہ سکیں کہ یہ غریب پرور ہونگے۔ اسکینڈلوں کی لامتناہی فہرست ہے۔ متحدہ قومی موومنٹ نے بھی کوئی خاطر خواہ مثبت اقدام نہیں کیئے انہیں چاہیئے تھا کہ یہ مہاجروں کے بنیادی حقوق پر اٹک جاتے اور کسی بھی قسم کی کمپرومائز نہیں کرتے ، انھوں نے ہمیشہ ہر پارٹی سے تعاون کیا اور ان کی صحیح غلط سب کو تسلیم کیا کہ شائد ملکی حالات سنبھل جائیں یہ ان کی بہت بڑی غلطی تھی ۔ میانہ روی کیلیئے ضروری ہے کہ دوسری جانب بھی عقل و شعور رکھتے ہوں جو جاہلیت میں اس قدر گمراہ ہو چکے ہوں کہ جنھیں اپنے ہی بھائی بہنوں کو نا حق خون کرکے تسکین ملے وہ سوائے اللہ کے عذاب کے حقدار ہیں۔ موجودہ پاکستان کا سیاسی دائرہ کار جس جانب بڑھ رہا ہے وہ صوبوں کی تقسیم ہے، پنجاب اپنے صوبوں کی تقسیم قطعی پسند نہیں کرتا ہے اسی بابت یہ سندھ میں ایسے گروہوں کو تلاش کرکے سندھ بھر میں آگ و خون کا تماشہ کھڑا کرنا چاہتا ہے ۔ سندھ کے قوم پرست یہ بھول گئے کہ زمین اللہ کی دین ہے اور اس کی تقسیم بھی منظور خدا سے ممکن ہوگی ورنہ کوئی کتنا چاہے کچھ نہیں کرسکتا ! ! بہتر ہے کہ صوبوں کی تقسیم کو ایوانوں میں دلائل دیکر اس پر بات کی جائے۔ وہ سیاستدان ہی نہیں جو ایوان کو چھوڑ کر سڑکوں ، بازاروں اور عوامی ڈھال سے اپنے بات منوانے کی کوشش کرے اور اس پر عوام ہی کا شدید نقصان بھی کرے لا محالہ جب سیاستدان ایوان سے باہر اپنی تقاریر اور بیان بازی سے ایک دوسرے کے خلاف

زہر اگلیں گے تو یقینا دوسری جانب سے بھی جواب سنگین ملے گا۔ سیاست دانوں نے عوام میں انتشار پھیلانے کیلئے قوم پرستوں کو گود لینا شروع کر دیا ہے اور انہیں نئے خواب دکھا کر اپنے مذموم عزائم پورے کرنا چاہتے ہیں۔ گلگت بلتستان کو صوبہ کا درجہ دیا پھر فاٹا کو صوبہ خیبر پختونخوا بنایا تو ہزارہ کے اضلاع نے کیا قصور کیا انھیں بھی صوبے کا درجہ دینا چاہئے اسی طرح جنوبی پنجاب کو بھی صوبہ بنانا چاہیئے پھر بلوچستان میں بڑے گروپوں میں بھی صوبے تقسیم کرکے ترقیاتی کام پر پابند کرنا چاہیئے اسی طرح سندھ میں بھی دو صوبوں کا عمل ہونا چاہیے۔ ہجرت سے آئے ہوئے مہاجرین کی دو نسلیں یہاں آباد ہیں یہ افغانستانیوں کو برداشت کر سکتے ہیں مگر جن کے آباؤ اجداد نے پاکستان کے وجود کو پانے کیلئے ہر قسم کی قربانی دی انہیں کس طرح نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ پاکستان میں مزید صوبے وقت کی ضرورت ہیں اور صوبوں کی تقسیم ہی پاکستان کی ترقی و خوشحالی کی ضمانت ہیں۔ بحیثیت صحافی میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کو دیگر صوبوں میں منقسم کرنے کیلئے بیرونی طاقتوں کی مداخلت سے پہلے ہی آپس میں ایوان میں بیٹھ کر تحمل مزاجی، حکمت عملی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قوموں کے انصاف کو مد نظر رکھ کر دیگر صوبوں کا اعلان کیا جائے بغیر کسی خون خرابے کے۔ اگر اب بھی بڑی سیاسی پارٹیوں کے حکمرانوں اور لیڈران نے ضد و انا پر اکڑے رہے اور اپنی ذات کی خاطر قوموں کے درمیان خون ریزیاں کرنے کی کوشش کی گئیں تو یاد رکھئے ان کی نسلوں کو بھی تاریخ نہیں بخشے گی۔

ان حالات میں چیف جسٹس اور فوج کے اعلیٰ حکام سیاستدانوں کو تحمل مزاج پر رہنے پر تائید کریں بصورت انجام بھانک نظر آئیں گے صرف اور صرف نقصان ! ! کیونکہ اگر عوام سیاستدانوں کے مسلسل ہٹ دھرمی دیکھیں گی تو یقینا عوام کا انقلابی سیلاب امنڈ آئے گا جس میں خون کی بارش اور نہریں بہیں گی۔ بہتر ہے کہ پنجاب، خیبر پختونخوا، سندھ اور بلوچستان کو مزید نقصان سے دوچار ہونا پڑے تمام پارٹیوں کے سربراہاں پاکستان کی سلامتی و خوشحالی کیئے ایک دوسرے کے حقوق کو جانتے ہوئے انہیں منقسم ! ! کرلیں۔ اللہ ہم سب کو ہدایت بخشے ۔۔۔آمین

بابری مسجد کے ظالم اور سندھو دیش کے روحِ رواں۔۔۔

پاکستان میں سیاسی انار کی اور بگڑتے حالات پر ہر پاکستانی کو تشویش لاحق ہے، خاص کر وہ پاکستانی باشندے جو اس ملک کے خیر خواہ ہیں اور اس کی بربادی پر انتہائی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔آجکل پورے ملک میں قوم پرستی کو ہوادی جارہی ہے اور کچھ سیاسی پارٹیاں اپنے مذموم عزائم کے حصول کے خاطر سندھو دیش کے پلیٹ فارم کا سہارا لے رہی ہیں افسوس اور دکھ کی بات تو یہ ہے کہ سندھو دیش کے نعرے لگانے والے ان لوگوں کو بدنام کررہے ہیں جو سندھ سے حقیقی محبت رکھتے ہیں اور جن کا سندھ کی ترقی، تاریخ، ثقافت، تہذیب و تمدن میں اہم مقام ہے۔ سندھ ترقی پسند تحریک ہو یا جئے سندھ یا پھر دیگر سندھ ودیش پر قائم پارٹیاں، ان سب میں نوے فیصد ہندو ہیں اور وہ بھی وہ جو پاکستان کے خلاف اور بھارت کے حق میں ہیں انہیں بھارتی خفیہ ایجنسیوں کی معاونت بھی حاصل ہیں اور یہ سندھ میں شیوسینا کے حکم پر اپنے ہی مسلمان بھائیوں کا قتل عام بنانے کا منصوبہ تیار کررہے ہیں۔ تحریک پاکستان کے وقت انھوں نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی بہت کوشش کی تھیں مگر سچے اور حق پر قائم مسلمانوں نے ان کے ہر ظلم کو سہہ کر پاکستان حاصل کرلیا اور اگر ایسی پھر کوئی غلطی دھرائی گئی تو اس دھرتی کے وطن فروش اپنے بھانک انجام سے درچار ہونگے اور انہیں منہ کی کھانی پڑے

گی کیونکہ اسلام اور پاکستان پر تمام شہری مر مٹنے کا عزم رکھتے ہیں۔ یہاں میں اپنے کالم میں سچا واقعہ بیان کرتا ہوں جو بابری مسجد کے حوالے سے ہے شائد اس واقعہ کے بعد عقل کے ناخن لے لیں۔ یہ واقعہ بلبیر سنگھ کا ہے جس نے شیو سینا تحریک میں شامل ہو کر بابری مسجد کو ڈھانے کا عزم کیا تھا اسی کی کہانی سنیئے ۔۔ ! ! میرا تعلق صوبہ ہریانہ کے پانی پت ضلع کے ایک گاؤں سے ہے میرے والد صاحب ایک اچھے کسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک پرائمری اسکول میں ہیڈ ماسٹر تھے، وہ بہت اچھے انسان تھے اور انسانیت دوستی ان کا مذہب تھا، میرا پیدائشی نام بلبیر سنگھ تھا اپنے گاؤں کے اسکول سے میں نے ہائی اسکول کرکے انٹرمیڈیٹ میں پانی پت میں داخلہ لیا، پانی پت شاید بمبئی کے بعد شیو سینا کا سب سے مضبوط گڑھ ہے وہاں میری دوستی کچھ شیو سینکوں سے ہو گئی اور میں نے بھی پانی پت شاکھا میں نام لکھا لیا، پانی پت کے اتہاس (تاریخ) کے حوالے سے وہاں نوجوانوں میں، مسلمانوں خاص طور پر بابر اور دوسرے مسلمان بادشاہوں کے خلاف بڑی نفرت گھولی جاتی تھی، میرے والد صاحب کو جب میرے بارے میں معلوم ہوا کہ میں شیو سینا میں شامل ہوگیا ہوں تو انہوں نے مجھے بہت سمجھایا، انہوں نے مجھے اتہاس کے حوالے سے سمجھانے کی کوشش کی، انہوں نے بابر خاص طور پر اورنگ زیب کی حکومت کے انصاف اور غیر مسلموں کے ساتھ ان کے عمدہ سلوک کے قصے سنائے اور مجھے بتانے کی کوشش کی کہ انگریزوں نے غلط تاریخ ہمیں لڑانے کے لئے اور دیش کو کمزور کرنے کے لئے گھڑ کر تیار کی ہے، پھر

اسی دوران 1990 ئ میں ایڈوانی جی کی رتھ یاترا میں مجھے پانی پت کے پروگرام کی خاصی بڑی ذمہ داری سونپی گئی رتھ یاترا میں ان ذمہ داروں نے ہمارے روئیں روئیں میں مسلم نفرت کی آگ بھر دی میں نے شیواجی کی سوگندھ کھائی کہ کوئی کچھ بھی کرے میں خود اکیلے جاکر رام مندر پر سے اس ظالمانہ ڈھانچہ کو مسمار کروں گا، اس یاترا میں میری کارکردگی کی وجہ سے مجھے شیو سینا کے یوتہ ونگ کا صدر بنا دیا گیا، ایک ایک دن کرکے وہ منحوس دن قریب آیا جسے میں اس وقت کا خوشی کا دن سمجھتا تھا میں اپنے کچھ جذباتی ساتھیوں کے ساتھ ایک دسمبر 1992ئ کو پہلے ایودھیا پہنچا میرے ساتھ سونی پت کے پاس ایک جاٹوں کے گاوں کا ایک نوجوان یوگیندر پال بھی تھا جو میرا سب سے قریبی دوست تھا، اس کے والد ایک بڑے زمیندار تھے اور وہ بھی بڑے انسان دوست آدمی تھے، انہوں نے اپنے اکلوتے بیٹے کو ایودھیا جانے سے بہت روکا مگر وہ نہیں رکا۔ اوما بھارتی نے بھاشن دیا اور کارسیوکوں میں آگ بھر دی میں بھاشن سنتے سنتے مکان کی چھت سے اتر کر کدال لے کر بابری مسجد کی چھت پر چڑھ گیا، یوگیندر بھی میرے ساتھ تھا، جیسے ہی اوما بھارتی نے نعرہ لگایا، ایک دھکا اور دو، بابری مسجد توڑ دو، بس میری مرادوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا اور میں نے بیچ والے گنبد پر کدال چلائی اور بھگوان رام کی جے کے زور زور سے نعرے لگائے، دیکھتے دیکھتے مسجد مسمار ہو گئی، مسجد کے گرنے سے پہلے ہم لوگ نیچے اتر آئے، ہم لوگ بڑے خوش تھے رام للا کے لگائے جانے کے بعد اس کے

سامنے ماتھا ٹیک کر ہم لوگ خوشی سے گھر آئے اور باہری مسجد کی دو دو اینٹیں اپنے ساتھ لائے، جو میں نے خوشی خوشی پانی پت کے ساتھیوں کو دکھائیں، وہ لوگ میری پیٹھ ٹھونکتے تھے، شیو سینا کے دفتر میں وہ اینٹیں رکھ دی گئیں اور میں نے گھر بھی خوشی سے جا کر بتایا میرے پتا جی بہت ناراض ہوئے اور انھوں نے گہرے دکھ کا اظہار کیا اور مجھ سے صاف کہہ دیا کہ" اب اس گھر میں تو اور میں دونوں نہیں رہ سکتے، اگر تو رہے گا تو میں گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا نہیں تو تو ہمارے گھر سے چلا جا، مالک کے گھر کے ڈھانے والے کی میں صورت دیکھنا نہیں چاہتا، میری موت تک تو مجھے کبھی صورت نہ دکھانا مجھے اس کا اندازہ نہیں تھا، میں نے ان کو سمجھانے کی کوشش کی اور پانی پت میں جو" سمان (عزت) مجھے اس کارنامہ پر ملا وہ بتانے کی کوشش کی انھوں نے کہا کہ یہ دیش ایسے ظالموں کی وجہ سے برباد ہو جائے گا اور غصہ میں گھر سے جانے لگے، میں نے موقع کو بھانپا اور کہا آپ گھر سے نہ جایئے میں خود اس گھر میں رہنا نہیں چاہتا جہاں رام مندر بھگت کو ظالم سمجھا جاتا ہو اور میں گھر چھوڑ کر آگیا اور پانی پت میں رہنے لگا۔ میرے اللہ کیسے کریم ہیں کہ ظلم اور شرک کے اندھیرے سے مجھے، نہ چاہتے ہوئے، اسلام کے نور اور ہدایت سے مالا مال کیا، مجھ جیسے ظالم کو جس نے اس کا مقدس گھر شہید کیا ہدایت سے نوازا، ہوا یہ کہ میرے دوست یوگیندر نے باہری مسجد کی اینٹیں لا کر رکھیں اور مائک سے اعلان کیا کہ رام مندر پر بنے ظالمانہ ڈھانچہ کی اینٹیں سوبھاگیہ خوش قسمتی) سے)

ہماری تقدیر میں آ گئی ہیں سب ہندو بھائی آ کر ان پر (موت دان) پیشاب کریں، پھر کیا تھا، بھیڑ لگ گئی، ہر کوئی آتا تھا اور ان اینٹوں پر حقارت سے پیشاب کرتا تھا مسجد کے مالک کو اپنی شان بھی دکھانی تھی چار پانچ روز کے بعد یوگیندر کا دماغ خراب ہوگیا، پاگل ہو کر وہ ننگا رہنے لگا، سارے کپڑے اتارا تھا، وہ عزت والے زمیندار چودھری کا اکلوتا بیٹا تھا، اس پاگل پن میں وہ بار بار اپنی ماں کے کپڑے اتار کر اس سے منھ کالا کرنے کو کہتا، بار بار اس گندے جذبہ سے اس کو لپٹ جاتا ایک روز تو اس نے اپنی ماں کے ساتھ گندی حرکت کرنی چاہی، اس نے شور مچایا دیا، محلّہ والے آئے، تو جان بچی، اس کو زنجیر میں میں باندھ دیا گیا، یوگیندر کے والد عزت والے آدمی تھے، انھوں نے اس کو گولی مارنے کا ارادہ کرلیا کسی نے بتایا کہ یہاں بوانہ میں ایک مدرسہ ہے وہاں بڑے مولانا صاحب آتے ہیں، آپ ایک دفعہ ان سے اور مل لیں، اگر وہاں کوئی حل نہ ہو تو پھر جو چاہے کرنا چودھری رگھوبیر صاحب یوگیندر کو لے کر صبح 8 بجے بوانہ پہنچ گئے، دوپہر کو ظہر سے پہلے مولانا صاحب آئے، یوگیندر زنجیر میں بندھا ننگ دھڑنگ کھڑا تھا، چودھری صاحب روتے ہوئے مولانا کے قدموں میں گر گئے اور بولے کہ مولانا صاحب میں نے اس کمینہ کو بہت روکا، مگر یہ پانی پت کے ایک اوت کے چکر میں آگیا مولانا صاحب مجھے شاگرد کیجئے میرے گھر کو بچا لیجئے مولانا صاحب نے سختی سے انہیں سر اٹھانے کے لئے کہا اور پورا واقعہ سنا۔انھوں نے چودھری صاحب سے کہا کہ سارے سنسار

کو چلانے والے سرو شکتی مان (قادر مطلق) خدا کا گھر ڈھا کر انہوں نے ایسا بڑا پاپ ظلم) کیا ہے کہ اگر وہ مالک سارے سنسار کو ختم کر دے تو ٹھیک ہے، یہ تو بہت کم) ہے کہ اس اکیلے پر پڑی ہے، ہم بھی اس مالک کے بندے ہیں اور ایک طرح سے اس بڑے گھنگھور پاپ (بڑے گناہ) میں ہم بھی قصوروار ہیں کہ ہم نے مسجد کو شہید کرنے والوں کو سمجھانے کا حق ادا نہیں کیا، اب ہمارے بس میں کچھ بھی نہیں ہے بس یہ ہے کہ آپ بھی اس مالک کے سامنے گڑگڑائیں اور شما مانگیں اور ہم بھی معافی مانگیں، مولانا صاحب نے کہا، جب تک ہم مسجد میں پروگرام سے فارغ ہوں آپ اپنے دھیان کو مالک کی طرف لگا کر سچے دل سے معافی مانگیں اور پرارتھنا (دعا) کریں کہ مالک میری مشکل کو آپ کے علاوہ کوئی نہیں ہٹا سکتا، مولانا صاحب مسجد میں گئے، نماز پڑھی تھوڑی دیر تقریر کی اور دعا کی، مولانا صاحب نے سبھی لوگوں سے چودھری صاحب کے لئے دعا کو کہا مسجد سے باہر نکلے تو مالک کا کرم کہ یوگیندر نے اپنے باپ کی پگڑی اتار کر اپنے ننگے جسم پر لپیٹ لی تھی اور ٹھیک ٹھاک اپنے والد صاحب سے بات کر رہا تھا، سب لوگ بہت خوش ہوئے مولانا صاحب میری سات پشتیں آپ کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتیں، آپ کا غلام ہوں، جہاں چاہیں آپ مجھے بیچ سکتے ہیں، چودھری صاحب کو مسجد میں لے جانے لگے، تو یوگیندر نے پوچھا پتا جی کہاں جا رہے ہو انھوں نے کہا مسلمان بننے، تو یوگیندر نے کہا، مجھے آپ سے پہلے مسلمان بننا ہے اور مجھے تو بابری مسجد دوبارہ ضرور بنوانی ہے، خوشی خوشی ان دونوں کو وضو

کرایا اور کلمہ پڑھوایا گیا، والد صاحب کا محمد عثمان اور بیٹے کا محمد عمر نام رکھا گیا، خوشی خوشی وہ دونوں اپنے گاؤں پہنچے وہاں پر ایک چھوٹی سی مسجد ہے، اس کے امام صاحب سے جاکر ملے، امام صاحب نے مسلمانوں کو بتادیا، بات پورے علاقہ میں پھیل گئی، ہندؤوں تک بات پہنچی، تو قوت دار لوگوں کی میٹنگ ہوئی اور طئے کیا کہ ان دونوں کو رات میں قتل کروایا جائے، ورنہ نہ جانے کتنے لوگوں کا دھرم خراب کریں گے، اس میٹنگ میں ایک مرتد بھی شریک تھا اس نے امام صاحب کو بتادیا، اللہ نے خیر کی ان دونوں کو راتوں رات گاؤں سے نکالا گیا، پھلت گئے اور بعد میں جماعت میں چالیس دن کے لئے چلے گئے، یوگیندر نے پھر امیر صاحب کے مشورہ سے تین چلے لگائے، بعد میں ان کی والدہ بھی مسلمان ہوگئیں، محمد عمر کی شادی دہلی میں ایک اچھے مسلمان گھرانے میں ہوگئی اور وہ سب لوگ خوشی خوشی دہلی میں رہ رہے ہیں گاؤں کا مکان اور زمین وغیرہ بیچ کر دہلی میں ایک کارخانہ لگالیا ہے۔ اصل میں میرے قبول اسلام کو اس کہانی سے الگ کرنا ممکن نہیں، اس لئے میں نے اس کا پہلا حصہ سنایا، اب آگے دوسرا حصہ سن لیجیے، 9مارچ 1993ء کو اچانک میرے والد کا ہارٹ فیل ہو کر انتقال ہوگیا، ان پر بابری مسجد کی شہادت اور اس میں میری شرکت کا بڑا غم تھا، وہ میری ممی سے کہتے تھے کہ مالک نے ہمیں مسلمانوں میں پیدا کیوں نہیں کیا، اگر مسلمان گھرانے میں پیدا ہوتے، کم از کم ظلم سہنے والوں میں ہمارا نام آتا، ظلم کرنے والی قوم میں ہمیں کیوں پیدا کردیا، انھوں نے گھر والوں

کو وصیت کی تھی کہ میری ارتھی پر بلبیر نہ آنے پائے، میری ارتھی کو یا تو مٹی میں دبانا، یا پانی میں بہادینا، ظالم قوم کے رواج کے مطابق آگ مت لگانا بلکہ ہندؤں کے شمشان میں بھی نہ لے جانا، گھر والوں نے ان کی اِچھّا (خواہش) کے مطابق عمل کیا اور آٹھ دن بعد مجھے ان کے انتقال کی خبر ہوئی، جون میں محمد عمر جماعت سے واپس آیا تو پانی پت میرے پاس آیا اور اپنی پوری کہانی بتائی دو مہینہ سے میرا دل ہر وقت خوف زدہ سا رہتا تھا کہ کوئی آسمانی آفت مجھ پر نہ آجائے، والد کا دکھ اور بابری مسجد کی شہادت دونوں کی وجہ سے ہر وقت دل سہما سہما سا رہتا تھا، محمد عمر کی کہانی سن کر میں اور بھی پریشان سا ہوا، عمر بھائی نے مجھ پر زور دیا کہ سونی پت میں مولانا صاحب آنے والے ہیں، آپ ان سے ضرور ملیں اور اچھا ہے کچھ دن ان کے ساتھ رہیں، میں نے پروگرام بنایا، مجھے پہنچنے میں دیر ہوگئی، عمر بھائی پہلے پہنچ گئے تھے اور مولانا صاحب سے میرے بارے میں پورا حال بتادیا تھا، میں گیا تو مولانا صاحب بڑی محبت سے ملے، اور مجھ سے کہا کہ آپ کی تحریک پر اس گناہ کو کرنے والے یوگیندر کے ساتھ مالک یہ معاملہ کر سکتے ہیں تو آپ کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آسکتا ہے اور اگر اس دنیا میں وہ مالک سزا نہ بھی دے تو مرنے کے بعد ہمیشہ کے جیون میں جو سزا ملے گی آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایک گھنٹہ ساتھ رہنے کے بعد میں نے فیصلہ کرلیا کہ اگر مجھے آسمانی آفت سے بچنا ہے تو مسلمان ہوجانا چاہئے، مولانا صاحب دو روز کے سفر پر

جارہے تھے، میں نے دو روز ساتھ رہنے کی خواہش کا اظہار کیا، تو انھوں نے خوشی سے قبول کیا، ایک روز ہریانہ پھر دہلی اور خورجہ کا سفر تھا، دو روز کے بعد پھلت پہنچے دو روز کے بعد میں دل سے اسلام کے لئے آمادہ ہو چکا تھا، میں نے عمر بھائی سے اپنا خیال ظاہر کیا تو انھوں نے خوشی خوشی مولانا صاحب سے بتایا اور الحمد للہ میں نے ظہر کے بعد اسلام قبول کیا مولانا صاحب نے میرا نام محمد عامر رکھا اسلام کے مطالعہ اور نماز وغیرہ یاد کرنے کے لئے مجھے پھلت رہنے کا مشورہ دیا، میں نے اپنی بیوی اور چھوٹے بچوں کی مجبوری کا ذکر کیا تو میرے لئے مکان کا نظم کر دیا گیا، میں چند ماہ پھلت آ کر رہا اور اپنی بیوی پر کام کرتا رہا، تین مہینے کے بعد وہ بھی مسلمان ہو گئی۔ الحمد للہ میں نے اپنی ماں سے اپنے مسلمان ہونے کے بارے میں بتایا، وہ بہت خوش ہوئیں اور بولیں کہ تیرے پتا کو اس سے شانتی ملے گی، وہ بھی اسی سال مسلمان ہو گئیں۔ آج کل میں ایک جونیر ہائی اسکول چلا رہا ہوں، جس میں اسلامی تعلیم کے ساتھ انگریزی میڈیم میں تعلیم کا نظم ہے۔ میں نے عمر بھائی سے مل کر یہ پروگرام بنایا کہ اللہ کے گھر کو شہید کرنے کے بعد اس بڑے گناہ کی تلافی کے لئے ہم ان ویران مسجدوں کو آباد کرنے اور کچھ نئی مسجدیں بنانے کا بیڑا اٹھائیں، ہم دونوں نے طئے کیا کہ کام تقسیم کر لیں، میں تو ویران مسجدوں کو آباد کراؤں اور عمر بھائی نئی مسجدیں بنانے کی کوشش کریں اور ایک دوسرے کا تعاون کریں، ہم دونوں نے زندگی میں سو سو مسجدیں بنانے اور واگزار کرانے کا

پروگرام بنایا ہے، الحمدللہ 136 ویران اور مقبوضہ مسجدیں ہریانہ، پنجاب اور دہلی اور میرٹھ کینٹ میں واگزار کراکے یہ پاپی آباد کراچکا ہے عمر بھائی مجھ سے آگے نکل گئے وہ اب تک بیس مسجدیں نئی بنواچکے ہیں اور اکیسویں کی بنیاد رکھی ہے ہم لوگوں نے یہ بھی طے کیا ہے کہ بابری مسجد کی شہادت کی ہر برسی پر 6 دسمبر کو ایک ویران مسجد میں نماز شروع کرانی ہے اور عمر بھائی کو نئی مسجد کی بنیاد ضرور رکھنی ہے، الحمدللہ کوئی سال ناغہ نہیں ہوا، البتہ سو کا نشانہ ابھی بہت دور ہے، اس سال امید ہے تعداد بہت بڑھ جائے گی، آٹھ مسجدوں کی بات چل رہی ہے، امید ہے وہ آئندہ چندماہ میں ضرور آباد ہوجائیں گی، عمر بھائی تو مجھ سے بہت آگے پہلے ہی ہیں اور اصل میں ہمارا کام بھی ان ہی کے حصہ میں ہے، مجھے اندھیرے سے نکالنے کا ذریعہ وہی بنے۔ میری ہر مسلمان سے درخواست ہے کہ اپنے مقصد زندگی کو پہچانیں اور اسلام کو انسانیت کی امانت سمجھ کر اس کو پہنچانے کی فکر کریں، محض اسلام دشمنی کی وجہ سے ان سے بدلہ کا جذبہ نہ رکھیں میں یہ بات بالکل اپنے ذاتی تجربہ سے کہہ رہا ہوں کہ بابری مسجد کی شہادت میں شریک ہر ایک شیوسینک بجرنگ دلی اور ہر ہندو کو اگر یہ معلوم ہوتا کہ اسلام کیا ہے ؟ مسلمان کسے کہتے ہیں؟ قرآن کیا ہے اور مسجد کیا چیز ہے تو ان میں سے ہر ایک مسجد بنانے کی تو سوچ سکتا ہے، مسجد گرانے کا تو سوال ہی نہیں ہو سکتا، میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ بال ٹھاکرے جی، ونئے کٹیار، اوما بھارتی اور اشوک سنگھل جیسے سرکردہ لوگوں کو بھی اگر

اسلام کی حقیقت معلوم ہو جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ اسلام ہمارا بھی مذہب ہے، ہمارے لئے بھی ضروری ہے، تو ان میں سے ہر ایک اپنے خرچ سے بابری مسجد دوبارہ تعمیر کرنے کو سعادت سمجھے گا۔ چلئے کچھ لوگ تو اسے ہیں جو مسلمان کی دشمنی کے لئے مشہور ہیں مگر ایک ارب ہندؤوں میں ایسے لوگ ایک لاکھ بھی نہیں ہوں گے، ایک لاکھ بھی سچی بات یہ ہے کہ میں شاید زیادہ بتا رہا ہوں، ننانوے کروڑ 99 لاکھ تو میرے والد کی طرح ہیں، جو انسانیت دوست بلکہ اسلامی اصولوں کو دل سے پسند کرتے ہیں، میرے والد (روتے ہوئے) کیا فطرتاً مسلمان نہیں تھے مگر مسلمانوں کے دعوت نہ دینے کی وجہ سے وہ کفر پر مر گئے میرے ساتھ اور میرے والد کے ساتھ مسلمانوں کا کتنا بڑا ظلم ہے، یہ بات سچی ہے کہ بابری مسجد کو شہید کرنے والے مجھ سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے ؟ مگر مجھ سے بہت زیادہ ظالم تو وہ مسلمان ہیں، جن کی دعوت سے غفلت کی وجہ سے میرے ایسے پیارے باپ دوزخ میں چلے گئے، مولانا صاحب سچ کہتے ہیں، ہم شہید کرنے والے بھی، نہ جاننے اور مسلمانوں کے نہ پہنچانے کی وجہ سے ہوئے، ہم نے انجانے میں ایسا ظلم کیا اور مسلمان جان بوجھ کر ان کو دوزخ میں جانے کا ذریعہ بن رہے ہیں، مجھے جب اپنے والد کے کفر پر مرنے کا رات میں بھی خیال آتا ہے تو میری نیند اڑ جاتی ہے، ہفتوں ہفتوں نیند نہیں آتی نیند کی گولیاں کھانی پڑتی ہیں، کاش مسلمانوں کو اس درد کا احساس ہو۔۔۔۔اس سچے واقع کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ غیر مسلموں کے وطن میں اللہ والے پیدا ہو رہے ہیں

اور اسلامی ریاست میں اللہ کے دین کو چھوڑ کر غیر مسلموں کا آلہ کار بن کر ہمیشہ کیلئے اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں ۔ تف اور افسوس کا مقام ہے پاکستان میں سیاست انتہائی غلیظ اور مجرمانہ ماحول میں پنپ رہی ہے اس پر گندی سیاست کو پاک کرنا اب ہر شہری کی ذمہ داری بنتی ہے اور جو ملک و قوم میں نفرت ، تعصب، اقربہ پروری پر اکسا رہے ہیں ان کا تمام قوم ایک مسلمان اور ایک پاکستانی ہونے کے ناطے مکمل بائیکاٹ کر دیں ! !تاکہ پاکستان مستحکم اور ترقی کی جانب گامزن ہوسکے ۔۔۔۔

ریاستِ پاکستان کس کے زیر اثر

سن 1940ء تا 1947ئ کا دور تحریک پاکستان کے عروج کا دور کہلاتا ہے ، اس دور میں بھارت کے ہر مسلمان کے ذہن میں ایک ہی خیال رچا بسا تھا کہ ایک ایسی مملکت بنائیں گے جس میں اللہ اور اس کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کا دور دورہ ہوگا جس میں خلفائے راشدین کے نقش قدم پر ریاست کا نظام جاری رہے گا اور وطن عزیز پاکستان میں غیر مسلموں کا اسلامی احکامات کے تحت حقوق دیئے جائیں گے اور وطن عزیز پاکستان میں ہر زبان بولنے والا مسلم ایک دوسرے کا بھائی ہوگا جس میں رنگ و نسل کے بغیر ایک دوسرے سے رشتہ داریاں بڑھائی جائیں گی تاکہ محبتیں ایک دوسرے کیلئے پیدا ہو سکیں ۔ تحریک پاکستان کے کارکنان جانتے تھے کہ نبی پاک ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں فرمایا تھا کہ آج دین مکمل ہوگیا ہے کسی کو کسی پر کوئی فوقیت نہیں سوائے تقوی پر۔۔۔۔ ! ! تحریک پاکستان کے کارکنان آپ ﷺ کی محبت سے سرشار تھے اسی لیئے اللہ تبارک و تعالی نے انہیں آزادی کی نعمت سے نوازا۔۔۔۔ اُن وقتوں میں ایسے بھی گروہ کارفرما رہے جنہیں پاکستان کا وجود قطعی پسند نہ تھا اور اُن کی خواہش تھی کہ مسلمان اسلامی ریاست نہ بنا سکیں ۔یاد رہے نبی پاک ﷺ کے دین سے اختلاف دور محمدی ﷺ سے چلا آ رہا ہے اور شیطان نے اپنے حواریوں کو دین اسلام کے خلاف کاروائی میں ہمیشہ مصروف رکھا ہے ، یہ ضروری

نہیں ہے کہ شیطان کے حواری غیر مسلم ہی ہوں ان میں کثیر تعداد ان منافقوں کی ہے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر دین اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہچانے کے درپے ہوتے ہیں۔

ان میں قادیانی گروہ ایسا ہے جو پاکستان کے بنے کے بعد جڑوں میں بیٹھتا چلاگیا اور ریاست پاکستان کے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو کر اپنے مزموم عزائم کو حاصل کرنے لگا۔ قائد اعظم محمد علی جناح اور لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد قادیانیوں کو راستہ ہموار نظر آیا۔ ریاست پاکستان میں افواج، بیوروکریٹس، سیاستدان کی صفوں میں قادیانی جوق در جوق داخل ہونے لگے۔۔۔۔۔تاریخ بتاتی ہے کہ ایمان والے مسلم سپہ سالار یا لیڈر اپنے اندر خوف خدا اور عشق رسول سے سرشار ہوا کرتے تھے ،اسی بابت وہ زنا، جھوٹ، دھوکا، ظلم و ستم اور شراب نوشی سے کوسوں دور رہتے تھے۔۔ مسلم سپہ سالار اور رہنما وہ ہوتا ہے جس میں انتہائی عاجز، شریف النفس، پرہیزگار و متقی اور سچا و ایماندار ی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے وہ اپنی ذمہ داریوں پر مکمل یقین رکھتا ہے کہ اسے جواب دہ ہونا ہے رب العزت کی بارگاہ میں۔۔۔کیا ریاست پاکستان میں سپہ سالار و رہنما ایسے آئے یا ہیں ؟؟ اس کا احاطہ پاکستانی عوام ہی کر سکتے ہیں۔۔۔ ! !

پاکستان میں جہاں آمریت کی حکومتوں نے پنجے گاڑے وہاں نام نہاد جمہوری حکومتوں نے بھی عوام کا جینا محال کیئے رکھا ریاست

پاکستان میں درحقیقت آج بھی قادیانیوں کے اثرات پائے جاتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ وہ یہود و عیسائیوں اور دیگر غیر مسلموں کی پشت پر پاکستان کی داخلی و خارجی معاملات میں بالواسطہ و بلا واسطہ مداخلت جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بیرون طاقت کے ممالک ریاست پاکستان کی نمائندگی کیلئے اپنے من پسند لیڈران کا انتخاب کرتے نظر آتے ہیں تاکہ عام عوام مشکل در مشکل میں پھنسے رہیں اس کے علاوہ پاکستان کی سیاسی جماعتوں میں بھی کوئی نہ کوئی اشو بنا کر آپس میں دست گریباں تک پہنچاتے رہتے ہیں ان کی تمنا رہتی ہے کہ پاکستان میں صاف ستھری سیاست کبھی بھی پنپنے نہ پائے حالات اس قدر پر گندہ کیئے جائیں کہ پاکستان کی ترقی و خوشحالی کی طرف یہ یکجا ہو کر کام نہ کر سکیں۔ انھوں نے سیاستدانوں کے ذہنوں کو طلب دولت کا ایسا زہر ڈال دیا ہے کہ اب بیشتر ساستدان میں درد عوام حقیقت میں نظر نہیں آتا۔ یہاں بیشتر سیاسی پارٹیوں بیں بڑے بڑے عوامی فلاحی امور پر دعوے تو ہوتے ہیں مگر عملی طور پر خالی نظر آتے ہیں کیونکہ اگر عمل کرنا شروع کر دیا تو کمیشن کی روایت دم توڑ دے گی اور یوں ان کی عیش و عیاشیوں پر اثر پڑ جائے گا، ہماری افواج غافل ہے یا کسی مصلحت پر خاموش ! ! کیونکہ دشمنان پاکستان دبے پاؤں ہمارے معاشرے اور ریاست کو ناتلافی نقصان سے دوچار کر رہے ہیں ۔۔۔ افواج کا کام سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ بیرون ممالک کے جاسوس اور دہشتگرد با آسانی ملک پاکستان میں داخل ہوتے جارہے ہیں اور حیرت تو یہ ہے

کہ اگر پکڑے جائیں تو با عزت رہا کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ مائی باپ کا حکم جو آجاتا ہے۔ آخر مائی باپ کو پاکستان کے اندرونی مداخلت پر کیوں نہیں روکا جاتا ؟؟ کیا مراعات اور دولت کا حصول روک دیا جائے گا۔ فنڈ اگر ملتے ہیں تو کہاں جاتے ہیں فرض کیا کہ حکمران عوامی فلاح و بہبود پر خرچ کرتے ہیں تو کام کیوں نہیں نظر آتا، یہاں تو ہر شعبہ معذور اور کمزور ہوتا جارہا ہے۔ مہنگائی آسماں کو چیر رہی ہے، غریب کا جینا محال بن گیا ہے، یہ کیسی عوامی حکومت ہے؟؟؟ پاکستان کی پولیس اور خفیہ ایجنسیوں کا حال بھی کچھ اچھا نہیں ؟۔۔۔ پولیس کا ہے کام جیب خالی آپ کی۔۔۔!! کے مسودے پر پاکستان بھر کے پولیس افسران سے لیکر پولیس کانسٹیبل تک، سب کے سب کسی چور ڈاکو سے کم نہیں بلکہ عوام میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ پولیس کا محکمہ آج ڈاکوؤں، چوروں کی تربیت گاہ بن چکا ہے اور پھر عدلیہ میں کام کرنے والے پیشکار ہوں یا کلرکس اپنے افسران کی بند آنکھوں کی بناء پر تاریخ کے نام پر روز غریب عوام سے پیسہ لوٹے نظر آتے ہیں، جج صاحبان جانتے ہیں کہ عدلیہ میں بھی بڑے پیمانے پر رشوت اور لوٹ مار کا بازار گرم رہتا ہے مگر اس کی روک تھام کیلئے جج صاحبان بے بس کیوں ؟؟ ریاست پاکستان کے ہر شعبہ میں بد دیانتی، جھوٹ اور مکاری کے نت نئے انداز دیکھنے کو ملتے ہیں ۔ عوام کہتی ہے کہ ہمارے مذہبی حکمران اگر درست ہوتے تو یقیناً پاکستانی عوام اپنے مال اور جان سے کبھی پیچھے نہیں ہٹتے !! مگر چونسٹھ سالوں سے ان مذہبی سیاسی جماعتوں نے بھی صرف

عوام کو لوٹا ہے۔ وہ وہ عناصر جو اللہ اور اس کے آخری نبی ﷺ سے بغض و عناد رکھتے ہیں انہیں پاکستان کی سلامتی اور خوشحالی قطعی پسند نہیں ۔ عوامی حلقہ میں یہ بات مشہور ہے کہ ہم سب کو سیاسی لیڈران سے اب چھٹکارا پانا ہوگا اور تمام زبان بولنے والوں کو آپس میں مساوی طور پر حقوق دینے ہونگے اور ایک ہو مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے

نیل کے ساحل سے تابخاک کا شجر

کے اشعار اور

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز

نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

کے اشعار پر اپنی زندگیوں کو ڈھالنا ہی ہماری کامیابی ہے اور قادیانیوں و دیگر کی شکست۔۔۔۔!!

پاکستان کے چھپے دشمن۔۔۔

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے کھلم کھلا دشمن بھارت، انگلستان، رشیا اور امریکہ ہیں مگر کچھ ایسے بھی ممالک ہیں جو مسلم تو ہیں مگر پاکستان کے خیر خواہ نہیں اور یہ بظاہر پاکستان کی مدد کرتے نظر بھی آتے ہیں کیونکہ ان کے مفادات اسی میں ہیں ان میں ایران، متحدہ عرب امارات، افغانستان اور سعودی عرب شامل ہیں۔۔۔ میری اس تحریر سے شائد قائرین کو ناگوار تعجب میں کریں لیکن حقیقت کچھ اس طرح سے

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ایران جانتا ہے کہ پاکستان کا مکران اور دیگر بلوچستان کے ساحلی اور باڈر کے علاقے ایران سے جاملتے ہےں یہ پاکستانی علاقے قدرتی طور پر ایران کے علاقوں سے نیچے ہیں اسی سبب اگر پاکستان اپنی قدرتی وسائل کو بروۓ کار لاتا ہے تو ایران پیٹرول اور دیگر نعمت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا یہی وجہ ہے کہ وہ بلوچستان ہیں ذخائر کی تلاش اور وسائل کو الجھانے میں دیگر مخالف ممالک کا پس پشت ساتھ دیتا ہے۔ متحدہ عرب امارات جو ایک خشک ریگستان پر واقع ہے جہاں کا موسم انتہائی سخت گرم ہے وہاں پر حکومت امارات نے مصنوعی بلڈنگوں اور پارکوں کا کا جال بچھا کر دنیا کو اپنی جانب گامزن کرنے کی کوشش کرتا رہا ہے، امارات بالخصوص دبئ جانتا ہے کہ اگر پاکستان کے شہر کراچی کو سکون اور امن فراہم کیا تو یہ امارات کو پیچھے چھوڑ دیگا کیونکہ کراچی کو

قدرتی طور پر مناسب موسم میسر ہے جس بناء پر بغیر ایئر کنڈیشن کے رہ سکتے ہیں اور یہاں چاروں قدرتی موسم بھی میسر ہیں اسی سبب یہ شہر کراچی ایک آئیڈیل سٹی کے طور پر ابھر سکتا ہے اس کے علاوہ یہ امارات کی نسبت انتہائی سستا اور اعلیٰ ترین شہر ثابت ہو سکتا ہے۔ امارات کے شہر اکثر مصنوعی انداز میں بنائے گئے ہیں کیونکہ انہیں قدرتی معراعات حاصل نہیں ہیں اسی سبب یہاں قدرتی ہریالی اور اجناس بھی ناپید ہے۔

سعودی عرب نے ہمیشہ نام نہاد جہادی تنظیموں کی مالی اعانت کی اور انہیں پاکستان و افغانستان میں مصروف رکھا وہ جانتا ہے کہ اگر انہیں اپنی ملک میں داخل کیا جائے تو یہ جہادی لوگ ان کے سکون کو برباد کردیں گے اور ان کا کاروبار، صنعت و تجارت بری طرح متاثر ہو جائے گا اور یہ دنیا بھر میں بد نام بھی ہو جائیں گے اسی سبب سعودی حکومت نے ہمیشہ پاکستان میں نام نہاد جہادی اور اسلامی تنظیموں کی پشت پناہی کی انہیں ہر طرح کی مراعات کے ساتھ بیش شمار فنڈ کی مد میں رقوم سے نوازا جاتا رہا ہے ان میں جیش محمد، سپہ صحابہ، لشکر جھنگوی، جماعت الدعوئ، جمعیت علماء اسلام فضل الرحمن، جماعت اسلامی شامل ہیں انہیں پاکستان میں اس لیئے مصروف رکھا گیا ہے کہ پاکستان ازل سے ہی دنیا میں ایک مقام رکھتا رہا ہے اور دشمنان اسلام اور پاکستان کو گوارا نہیں کہ یہ پنپے اور ترقی کی جانب گامزن ہو۔۔۔۔ سعودی عرب ہو یا عرب امارات یا پھر افغانستان یہ تینوں امریکہ اور اس کے حواریوں کے ہمیشہ پٹھو رہے ہیں اور یہاں حکم بھی امریکی حکومت کا

چلتا رہا ہے۔ افغانستان تو شروع دن سے ہی پاکستان کا مخالف رہا ہے ہمیشہ اس نے بھارت اور پاکستان مخالف قوتوں کا ساتھ دیا ہے اسی لیئے پاکستان کے اندرونی و بیرونی حالات کو بگاڑنے کیلیئے پے در پے چھپے وار کرتا چلا آ رہا ہے انہیں نہ اسلام سے کوئی مطلب اور نہ پاکستان کی سلامتی سے ۔۔۔۔۔ البتہ یہ اپنے حالات کی بناء پر حکمتی انداز میں ظاہری طور پر دوستی کا ہاتھ دکھاتا ہے مگر پشت پر خنجر بھی گونپا ہے۔ کئی دہائیوں سے پاکستان میں ملک دشمن گروہ، تنظیموں کو آزاد رکھا گیا اسی بابت ان کے حوصلے بلند ہوتے چلے گئے ان میں جہاں سیاست دانوں کا کردار نظر آتا ہے وہیں ایجنسیوں کا عمل بھی دیکھا گیا۔ مسلسل امریکی حکومت کی مداخلت نے پاکستان کو داخلی و خارجی طور پر انتہائی کمزور کردیا اور بھاری رقم حاصل کرنے والے سیاستدانوں، بیوروکرٹس، اسٹبلشمنٹ، فوجی حکمرانوں نے پاکستان اور پاکستانی عوام کا سودا کردیا۔ پاکستان انتہائی بد حالی کے دور سے گزر رہا ہے مگر یہ لٹیرے آج بھی کہتے ہیں جمہوریت زندہ ہے ۔۔۔۔۔۔ واقعی جمہوریت زندہ ہے کیونکہ ان کے کمیشن میں مسلسل اضافہ ہی جمہوریت کا علمبردار ہے۔ آج تک ان چاروں مسلم ممالک کی خفیہ مفادات کو کسی نے بھی اجاگر نہیں کیا کیونکہ ان میں حوصلہ اور حب وطنی کا عنصر شائد ختم ہوگیا ہے، افسوس ہمارے لکھت کار اور تجزیہ نگاروں نے پاکستان کے ظاہری و باطنی دشمنوں کی سازشوں سے عوام کو آگاہی سے دور رکھا آخر کیوں۔۔ ؟؟ اب وقت ہے کہ حالات کو سدھار کیلیئے عوام کو شعور سے آراستہ

کیا جائے تاکہ عوام آنے والے الیکشن میں ایسے گروہ، تنظیموں سے باز رہیں جو ان کیلئے اور پاکستان کیلئے نقصان کا باعث ہوں۔ہر رات کے بعد صبح ہوتی ہے اور اندھیرے کے بعد روشنی ، ہمیں اللہ کی ذات سے کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اپنے طریقہ کار اور اعمال کی درستگی کے بعد اللہ نے رجوع کرکے امن و سلامتی کیلئے دعا مانگنی چاہیئے۔ اللہ بڑا قادر و مطلق ہے۔

سیاست، صحافت اور ضیافت۔۔۔

پاکستان میں سیاست صحافت کے سائے میں پنپتی رہی ہے اور سیاست نے ہمیشہ صحافت کو ضیافت کے ذریعے ہی پچھڑا ہے۔ رپورٹر ہو یا تجزیہ نگار اکثر شاہی خانوں کی محفل میں ضیافت کے مزے لوٹتے نظر آتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ کوئی اپنا امیج بنا کر بھاری بھر کم مراعات حاصل کرلیتا ہے تو کوئی ادنی سی شئے پر اکتفا کرلیتا ہے خیر معاملہ تو دونوں کا ایک جیسا ہی نظر آتا ہے، دور حاضر میں کئی صحافی ایسے بھی نظر آتے ہیں جن کا کبھی بھی صحافت سے تعلق نہ رہا ہو لیکن اپنے آپ کو بہت قدآور صحافی کہلوانے میں فخر محسوس کرتے ہیں اور اس شعبہ میں جس قدر لوٹ مار، خواہش نفس پورا کرنے میں یہ لوگ کسی بھی حد تک نکل جاتے ہیں، اکثر ایسے صحافی ابھر کر نظر آئیں گے جن کا حقیقت میں شعبہ طب و جراحی سے رہا ہے یا پھر کسی اور شعبہ سے مگر نہ جانے کس طرح اور کیونکر وہ اس شعبہ میں نہ صرف داخل ہوئے بلکہ اعلیٰ عہدؤں پر فائز ہو کر اپنی حجت پوری کرواتے نظر آتے ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جن کا پرنٹ میڈیا سے تعلق رہا ہے مگر الیکٹرونک میڈیا میں داخل ہو کر اپنی مراعات کے خاطر حقیقت کو توڑ موڑ کر پیش کرتے ہیں تاکہ دوسری جانب سے بھاری اعانت حاصل ہوسکے۔ ان میں کچھ خفیہ ایجنسیوں کے آلہ کار بن جاتے ہیں تو کچھ سیاستدانوں کی غلامی کا پٹا پہنے میں فخر محسوس

کرتے ہیں اور کچھ بیرون ملک کا حصہ بن کر انہیں معلومات فراہم کرتے ہیں۔ موجودہ دور حکومت میں جمہوریت کا جس قدر جنازہ نکالا گیا شائد ہی پاکستان کی تاریخ میں اس قدر تاریک جمہوری حکومت گزری ہو۔ جمہوری حکومت عامی حکومت کہلاتی ہے جو عوام الناس کے ووٹوں سے منتخب ہو کر ریاست کے نظام کو سنبھالتی ہے جس کا اولین مقصد عوام الناس کو بنیادی حقوق سے مالا مال کرنا اور ریاست کی سلامتی کو اولین بنیادوں پر ترجیح دینا ہوتا ہے لیکن بد قسمتی سے پاکستان میں کئی دہائیوں سے منتخب ہونے والے ممبران نے اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے جمہوری راستہ اپنایا۔ ایک عام شہری کبھی بھی عوامی ووٹوں سے منتخب نہیں ہوسکتا کیونکہ نظام کو اس طرح موڑ کر رکھ دیا ہے کہ موروثی سیاستدانوں نے اس نظام کو اپنے شکنجے میں مضبوطی سے تھاما ہوا ہے، ریاست پاکستان مین ہر شعبہ میں بدنیتی کا نظام روج پر قائم ہے جہاں عدلیہ ہو یا انتظامیہ سب کے سب بے سود نظر آتے ہیں گویا پاکستان کے خذانے کی لوٹ مار میں ہر بڑا نوکر شاہی طبقہ بھی نظر آئے گا۔ لکھنے والے اور پروگرام کرنے والوں نے بھی ان ہی کی راہ اختیار کرلی ہے اور اپنے بھاؤ کھول لیئے ہیں جہاں مناسب معاملات طے ہوجاتے ہیں ون کیلئے ان کے کان اور زبان ساکت ہوجاتی ہے البتہ اچھے کلمات جاری رہتے ہیں۔ اب تو صحافی صرف غریب غرباء پر تنقید یا حملہ کرتا نظر آتا ہے مگر بڑے مگر مچھ کے سامنے بھیگی بلی بنکر قصیدے گاتے نظر آتے ہیں۔ ریاست پاکستان میں موجودہ سیاسی ڈھانچہ تمام تر ناپید

ہو چکا ہے کیونکہ جب تلگ الیکشن کے نظام کو جدید کمپیوٹرائز نہ کیا جائے اور اس کے ووٹنگ نظام میں اسکینگ کا عمل رائج نہ کیا جائے اُس وقت تک صحیح اور سچی ووٹنگ ممکن نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ عوام کے خیر خواہ سیاستدان ایوان میں بل کیوں نہیں پیش کرتے کہ آئیندہ الیکشن کو جدید خطوط پر استوار کرتے ہوئے اسکینگ کے عمل سے ووٹر کو گزارا جائیگا، اس وقت پاکستان پیپلز پارٹی کی اکثریت ہے اور وہ اپنے حمایتوں کے ذریعے یہ بل بھی پاس کر سکتے ہیں۔ دوسرا عمل انتظامیہ اور عدلیہ کی درستگی کا ہے جس میں انتظامیہ یعنی پولیس میں رشوت کا مکمل خاتمہ ممکن بنایا جائے اور ہر تھانے کو نیٹ ورکنگ کے ذریعے ایک دوسرے تھانے سے منسلک کر دیا جائے۔ تمام دستاویزات کمپیوٹر کے ذریعے استعمال میں لائی جائیں اور سٹی عدالت سے لیکر ہائی کورٹ تک پیش کار ہوں یا کلرکس یا پھر جج ان سب کو رشوت سے پاک کرکے سرکاری مناسب فیس کا سلسلہ رکھا جائے تاکہ بار بار کی رشوت اور تاریخ پر تاریخ کی مد میں رقم لوٹنے کا عمل ختم ہوسکے۔ پاکستان کے قدآور صحافی لیکرز اور کالم کار نے اپنی پیشہ ورانہ خدمات میں کہیں نہ کہیں کمی ضرور رکھی ہے اسی بابت ان کی کسی بھی بات کا اثر نظر نہیں

آتا۔۔۔پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرونک میڈیا اکثر اخبارات وچینلز کے ملازمین اپنی تنخوانوں کیلئے پریشان نظر آتے ہیں کسی کو دو ماہ گزر گئے ہیں تو کسی کو چار ماہ لیکن نہ صحافتی تنظیموں نے شدید رد عمل دکھای اور نہ پیمرا نے کوئی ایکشن لیا۔ آخر یہ ملازمین کب تک صبر کریں اسی بابت کئی

ملازمین دوسرا راستہ اپنانے پر مجبور ہوگئے ہیں مگر وہ ملازمین جو بھاری رقم لیتے ہیں وہ مالکوں کی خوش آمدیدی کرتے تھکتے نہیں۔میڈیا ایک اہم ترین شعبہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ آج کے جدید دور میں ملکوں میں حکومتیں میڈیا کے ذریعے ہی بن رہی ہیں لیکن اگر پاکستان مین میڈیا اپنی اچھی ساکھ بنالیں تویقینا پاکستان کی ریاست بھی مثالی بن کر ثابت ہوگی اس کیلئے ضیافت کا عمل رد کرنا ہونا اور جب میڈیا خود بلیک میلنگ سے باز آئی تو تمام ادارے بھی اس کی سچائی اور ایمانداری کے خوف سے سدھرنے لگ جائیں گے اور پھر کوئی بھی تھانہ فروخت نہیں ہوگا انصاف آسان اور سستا مہیا ہوجائیگا۔

!!---

میں دیکھتا ہوں خواب ہر شب
نئی امید لیئے اٹھتا ہوں ہر صبح
منظر پھر بھی وہی ہوتے ہیں
خطوط زندگی جو نہ بدلی میری
پھر بھی کہتا ہوں میں بار بار
مایوسی کفر ہے بیدار ہونے تک

صحافتی جرائم

پاکستان دور حاضر میں ابلاغ عامہ میں اس قدر بلند ہوچکا ہے کہ اب اس کے روابط براہ راست دنیا سے جا ملے ہیں ، دنیا کے ترقی یافتہ ممالک ہوں یا ترقی پزیر پاکستان کی ابلاغ کو اہمیت کا درجہ دیتے ہیں یہ مقام اُن مخلص ، دیانتدار، ایماندار اور سچے صحافیوں کی انتھک محنت کا نتیجہ ہیں جنھوں نے ابلاغ کو عبادت سمجھ کر حقیقی معنوں میں کارہائے خدمات سر انجام دیئے وہ لوگ نہ کبھی حکمراں کے آگے جھکے اور نہ آمریت کا خوف رکھا، ہر دکھ وتکلیف میں صبر اور استقامت کو قائم رکھا۔ زیادہ وقت کام میں سفر کیا اور بہت کم آرام میں گزارا۔ گھریلی زندگی پر اثرات تو ہوئے مگر اپنی پیشہ ورانہ خدمات میں حرف تک آنے نہ دیا۔ واحد لاشریک سے امید رکھی اور انصاف کا دامن جانے نہ دیا۔ تحریر اس طرح قلم بند کی کہ ناحق کسی کے ساتھ ظالم نہ ہوا اور منصف اس طرح ٹھہرے کہ حقیقی کو انصاف ملا گویا زندگی مامور تھیں عوامی حقوق و فلاح کیلئے وقت گزرتا گیا، حالات تبدیل ہوتے گئے اور اشاعتی ابلاغ کے ساتھ لہروں کی ابلاغ نے جب سے پاکستان میں دوڑ لگائی اُس وقت سے ایسے گروہ اور منفی سوچ کے مالکوں کا داخلہ ہوچلا، جس نے ابلاغ کو اپنے مجرمانہ ذہنیت کیلئے بہترین ذریعہ سمجھا۔ پہلے پہل تو کچھ ایسے سرمایہ کار داخل ہوئے جنھیں نہ ابلاغ سے کوئی وابستگی

تھی اور نہ ملک و قوم سے۔۔۔ کچھ اشاعتی پیپرز اور چینل میں سرمایہ کاری کرکے ابلاغ کو مغلوب بنانے کی کوششیں کی جانے لگیں اور اسے اپنے کالے دھند کیلئے استعمال کیا جانا لگا ایسے سرمایہ کاروں کو اپنے جیسے ذہن رکھنے والوں کا سہارا بھی مل گیا جنھیں ابلاغ سے مال و دولت کا حصول مقصود تھا۔ ان میں اکثر ایسے لوگ بھی ہیں جن کا کبھی بھی صحافت سے نہ تعلق رہا اور نہ ہے ان میں کوئی طب سے تعلیم رکھتا ہے تو کوئی اور تعلیم بحر کیف ان میں ایسے بھی لوگ شامل ہوگئے جن کا کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی طرح رپورٹنگ اور کالم کاری سے وابستگی رہی ہے۔۔۔ وہ لوگ جن کا کبھی بھی صحافت سے تعلق نہ رہا وہ تو اس شعبہ کو مجرمانہ طور پر فائدے کیلئے اپنائے بیٹھے ہیں اسی لیئے انہیں کبھی بھی صحافتی اقدار کا خیال تک نہ گزرا لیکن تعجب اور حیرت کا ملا جلا تاثر صحافتی برادری میں ان لوگوں کیلئے پایا جارہا ہے جن کا نہ صرف صحافت سے بلکہ صحافتی تنظیموں سے بھی گہرا رشتہ رہا ہے، یوں تو یہ لوگ ابلاغ عامہ سے تعلق رکھنے والوں کیلئے بڑے بڑے دعوؤں کرتے تھکتے نظر نہیں آتے، کلب کے اجلاس ہوں یا صحافتی الیکشن ان کے نعروں، دعوؤں اور تصاویر سے آویزاں رہتے ہیں بینرز اور پمفلٹ۔ سب سے پہلے تو ایسے لوگوں یعنی انکرز کو صحافتی تنظیموں سے بے دخل کردیا جائے جن کا صحافت سے تعلق نہیں اور انہیں پابند کردیا جائے کہ وہ صحافت کے

پلیٹ فارم کو استعمال نہ کریں اور وہ صرف لنکر ہی رہیں صحافی بننے کی کوشش نہ کریں دوسرا وہ گروپ جن کا تعلق صحافت سے رہا ہے اور وہ جن پر صحافتی جرائم کا الزام عائد کیا ہے وہ اپنے وضاحت عوام اور صحافتی تنظیموں اور پلیٹ فارم پر واضع سچے ثبوت کے ساتھ پیش کریں بصورت ان کی رکنیت منسوخ کردی جائیں اور انہیں صحافتی برادری سے بے دخل کردیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ اداروں کے مالکان کو بھی پابند کیا جائے کہ وہ اپنے ناجائز عزائم و مقاصد کیلئے رپورٹرز، بیورو چیف، لنکرز کا استعمال قطعی بند کردیں، آج کی صحافت مالکان کی رضاتک محدود رہ گئی ہے۔ اگر صحافت کو زندہ رکھنا ہے تو سپریم کورٹ اور پیمرا کو چاہیئے کہ وہ اس مد میں سنجیدگی کا مظاہرہ پیش کرتے ہوئے قانون پر سختی سے عمل کرائے اور حالیہ دنوں میں جو سازشیں رونما ہوئی ہیں ان کی منصفانہ تحقیق کرائی جائے جو مجرم ثابت ہو اس کے خلاف تعزیرات پاکستان کے تحت سزا دی جائے یاد رکھیئے اگر اب بھی اس پر عمل نہ کیا تو آنی والی نسلوں میں یہ گندہ زہر پیوست ہوجائے گا اور صرف صحافت نام تک محدود رہ جائی گی۔ ایک اچھی و اعلیٰ قوم ایک بہترین صاف و شفاف صحافت سے ہی عمل پزیر ہوتی ہے اور ملک بھی عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، یوں تو اسلامی جمہوریہ پاکستان اس ملک کا نام ہے جو انتہائی پاک و مقدس لکھا جاتا ہے کیا پاکستان کی روح و زمین بھی ایسی ہی ہے ؟؟ تو آج کا پاکستانی کہتا ہے کہ یہاں کا انگ انگ ناپید ہوچکا ہے اور جرائم رس بس گیا ہے اسے نچوڑنے کی

ضرورت ہے ایک بڑے آپریشن کے ذریعے ۔۔۔ جس میں پہل بڑی مچھلیوں اور مگر مچھوں سے کرنا پڑے گا مانا کہ یہ کام بہت مشکل اور دقت انگیز ہے مگر ایک بار نظام کی درستگی ہمیشہ کیلئے پاک دامنی کا سبب بن سکتی ہے ! ! چیف جسٹس اگر سو موٹو لیتے ہیں تو فیصلہ مکمل کیوں نہیں کرتے ؟؟ عدلیہ کا اسلام اور معاشرے میں ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے عدلیہ کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنی عزت و آبرو کیلئے کسی بھی لچک کا مظاہرہ نہ کریں ، ملک و قوم کے حق میں جو بھی سخت فیصلے کرنے ہوں کر لینا چاہئے اگر عدلیہ کمزور پڑ گئی تو یہ عوام انصاف کیلئے کہاں دیکھی گی ! ! خدارا خدارا اس مقدس ادارے کو سیاست اور حرص دولت سے دور رکھا جائے ایمان اور سچ میں بہت طاقت ہے کیا پاکستانی عدالتوں میں غریب و مسکین کو انصاف میسر ہے کیا جج حضرات عدلیہ کے نظام سے متفق ہیں یا وہ بھی سمجھتے ہیں کہ نظام انتہائی فرسودہ و ناکارہ ہے یقینا نظام میں درستگی و بہتری ہی اچھی ریاست ثابت ہو سکتی ہے اگر ایوان میں جاہل ، جٹ ، گنوار ، عیاش ، شاطر ، فاجر ، بد کردار لوگ منتخب ہو کر اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے قانون سازی کرتے چلے آئیں گے تو ظاہر ہے ظالم ، قاتل ، رشوت خور ، لٹیرے ، بلیک میلر سر چڑھ کر دوڑیں گے اور پاکستان ! ! عزت و آبرو سے خالی نظر آئے گا

کون کریگا سدھار

ہے بس انتظار یا پھر انقلاب

خون کی ندیاں بہیں گی
حق و ناحو میں ہو گی جنگ
رہے گا بعد لال رنگ
معصوم جانیں ہو نگیں تنگ

ایک تعارف: نعت ریسرچ سینٹر

گلوبل ولیج کا تصور پیغمبر انقلاب ﷺ کی ذات اقدس اوران کی تعلیماتِ مقدسہ کو اپنی زندگیوں کا عنوان بنائے بغیر ممکن ہی نہیں،اولادِ آدم کو اگر دائے عافیت اورامن دائمی کی تلاش ہے تو اسے حضور رحمت عالم ﷺ سے از سر نو اپنے رشتہ غلامی کو استوار کرنا ہوگا۔سیدہ آمنہؓ کے لال ﷺ کی تعلیمات مقدسہ کو اپنی سوچوں کا مرکز ومحور بنانا ہوگا۔سیرت اطہر کی خوشبو سے مشام جاں معطر ہوگا تو ہمارے دائرہ عمل میں روشنی اترے گی،ضمیر کی خلش زندہ ہوگی اور اللہ رب العزت کی تمام مخلوقات کے بنیادی حقوق کی پاسداری کا تصور اجاگر ہوگا۔نعت،درود وسلام کے پیکر شعری کا نام ہے۔نعت،سیرتِ اطہر سے اکتسابِ شعور کا سب سے بڑا وسیلہ ہے۔اس وسیلہ جلیلہ سے عطا ہونے والی روشنی کا ہر سطح پر اطلاق اسی صورت ممکن ہے کہ ہم تاجدارِ کائنات ﷺ کی ذاتِ اقدس سے قلبی اور روحانی روابط کو فروغ دیں،اس طرح ہمارے روزوشب کا دامن خیر کی روشنیوں سے بھر جائے گا۔اور ظلم،بربریت اور درندگی کو کلی طور پر اذہانِ انسانی سے ہمیشہ کے لئے رخصت کا حکم نامہ جاری ہوگا۔یوں عہدِ نو کے انسان کو امن،سلامتی اور سکون کے لئے دردر بھٹکنا نہیں پڑے گا۔

اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں۔ حضور ﷺ کی دکھی امت جو پہلے ہی ان گنت خانوں میں تقسیم ہو چکی ہے اسے مزید خانوں میں تقسیم ہونے سے بچائیں۔ غیر سیاسی اور غیر مسلکی بنیادوں پر اپنے ملی تشخص کو اجاگر کریں۔ وقت آگیا ہے کہ ہر کلمہ گو کو اپنے سینے سے لگا کر عظمت رفتہ کی بازیابی کے سفر پر نکلا جائے، اگر اب بھی ہم نے ہوش کے ناخن نہ لئے اور اپنی سوچ کی تنگناؤں ہی میں مقید رہے تو اجتماعی خود کشی کے دہانے سے واپسی کے تمام راستے مسدود ہو جائیں گے۔ ہمارے ارد گرد اقتصادی اور سیاسی غلامی کا دائرہ مزید تنگ کر دیا جائے گا۔ ہم اپنے بچوں کے لئے تازہ ہواؤں کی بھیک مانگیں گے لیکن ہماری ہر استدعا کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا جائے گا۔ آیئے اپنے قول و فعل سے شعور کی بیداری کے موسم کو اپنا مقدر بنائیں۔

ہر زمانہ حضور ﷺ کا زمانہ ہے۔ ہر عہد حضور ﷺ کا عہد ہے۔ آج تک روئے زمین پر ایک بھی ایسی ساعت نہیں اتری جس کی دونوں ہتھیلیوں پر اسم گرامی کے چراغ روشن نہ ہوں۔ قیام پاکستان کے بعد نعتِ حضور ﷺ کی ترویج اور فروغ کے کام میں خوشگوار پیش رفت ہوئی ہے اور اسے سا ہونا بھی چاہئے تھا۔ کیوں کہ تحریک پاکستان اسلامی تشخص کی تلاش ہی کا دوسرا نام ہے۔ نعت کے ساتھ قلبی وابستگی ہر عہد اور ہر دور کی آبرو ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے ان جذباتِ مقدسہ کا رخ سیرت و کردار کی تعمیر و تشکیل کی طرف موڑ دیا جائے۔ حروف نعت کو نور کا پیراہن

پہناتے وقت اس کے سر اقدس پر سیرت حضور ﷺ کا مقدس تاج بھی پہنایا جائے اور یوں ذہنوں میں چراغاں کا اہتمام کیا جائے سیرت و نعت سے ہماری وابستگی کا عملی اظہار ہماری زندگیوں میں بھی ہونا چاہئے اور خیر کی راہوں میں مزید اجالا ہونا چاہئے، آیئے ایک قدم آگے بڑھائیں اور شاہرہِ عشق کی خاکِ محبت کو اپنے ماتھے کا جھومر بنائیں۔

فکر و عمل کے ان گنت جزیرے ایسے ہیں جو ابھی بے آباد ہیں، ہمیں ان بے آباد جزیروں کو سیرت و نعت کی روشنیوں، رنگوں اور خوشبوؤں کے سرمدی قافلوں کی آمد سے آباد کرنا ہے۔اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے 1995ئ میں اقلیم نعت کا قیام عمل میں لایا گیا تھا بعد ازاں تحقیقی ضرورتوں کے پیشِ نظر ۲۰۰۲ئ میں اسے نعت ریسرچ سینٹر میں تبدیل کر دیا گیا ممتاز نعت گو، نعت خواں اور نعت شناس سید صبیح الدین رحمانی کی سربراہی میں یہ سینٹر نعت کے ابلاغ و اظہار کے لا محدود امکانات کی طرف اپنے سفر کا آغاز جاری رکھے ہوئے ہے۔ یہ کاروانِ محبت قدم سے قدم ملا کر اور ہر قسم کی سیاسی وابستگیوں اور مسلکی تشخصات سے بالاتر ہو کر روشنی کے اس سفر پر رواں دواں ہے جس کا آغاز غارِ حرا کے سرمدی اجالوں میں لفظ اقرا سے ہوا تھا جن اجالوں میں آقائے محتشم ﷺ کے انفاسِ مقدسہ کی خوشبو رچی بسی ہے۔

نعت جہاں درود وسلام کے پیکر شعری کا نام ہے وہاں سیرت مقدسہ کے جمالیاتی ابلاغ کی بھی آئینہ بردار ہے۔کائناتِ حق نبی آخر الزماں ﷺ کی سیرت مقدسہ کی خوشہ چین ہے۔ارض وسما کا ہر حسن جمالِ مصطفیٰ کی خیرات ہے آقا علیہ السلام کے محاسن و محامد کا تخلیقی سطح پر ابلاغ ہو تو نعت ہوتی ہے۔ممدوح رب کائنات کے قدوم پاک پر جذبات عجز و تحسین کے پیرانہوں میں سج دھج کر نثار ہوں تو حریم دیدہ دول میں چراغاں سا ہونے لگتا ہے اور تحت شعور پر توصیف مصطفیٰ کی رم جھمیں اترنے لگتی ہیں،خوشبویں طواف قلم میں مصروف ہوجاتی ہیں اور دھنک کے تمام رنگ جوار لوح و قلم میں خیمہ زن ہونے لگتے ہیں۔شمائل،فضائل،خصائل اور خصائص مصطفیٰ کا ذکر جمیل جب اظہار کی وسعتوں کو اپنے اندر سمیٹتا ہے تو نعت ہوتی ہے۔سیرت مقدسہ ہی نعت کا بنیادی ماخذ ہے۔جدید نعت انسان اور انسان کے مصائب ومسائل کا استغاثہ آقامکرم ﷺ کی عدالت عظمیٰ میں دائر کرکے نظر کرم کی ملتمس ہوتی ہے۔اب جدید نعت کے دائرہ عمل میں مضامین نو کی ایک نئی دنیا آباد نظر آتی ہے۔نقوش پائے محمد ﷺ پر تاریخ کا سفر آج بھی جاری ہے۔انہی نقوش روشن کو حریم ناز میں سجانے کی آرزو ہمارے عہد کی بھی آبرو ہے۔یہ امر ذہن نشین رہے کہ ذہنوں کی تہذیب نعت کے حوالوں کو مضبوط بنائے بغیر ممکن ہی نہیں۔

نعتِ حضور ﷺ کے حوالے سے اب تک تحقیقی اور تخلیقی سطح پر ہونے والے کام کی

عوامی سطح پر تفہیم بھی وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ نعت کی مختلف کتب کے مختلف زبانوں میں تراجم کرکے پوری دنیا کو اس کائناتی سچائی سے آگاہ کیا جاسکتا ہے کہ اولادِ آدم کو امن وسلامتی کی روشنی صرف اور صرف گنبد خضرا کے سائے تلے در عطا سے عطا ہوگی۔ سیرت اطہر کے پیغام امن کو دائرہ عمل میں لائے بغیر افقِ عالم پر دائمی امن کی بشارتیں تحریر کرنا ممکن ہی نہیں۔

عہد رسالت مآب ﷺ میں دربارِ رسول کے شعرا نے نعت سے دفاعِ اسلام کا کام بھی لیا تھا کیوں کہ دفاع رسول ہی دفاع اسلام ہے اور دفاع اسلام ہی اولادِ آدم کی بقا اور سلامتی کا ضامن ہے۔ نعت خوانی کے حوالے سے پیدا ہونے والی بعض قباحتوں کا قلع قمع بھی ضروری ہے۔ نعت خواں حضرات اور محافلِ نعت کے منتظمین کو خود احتسابی کے عمل کو جاری رکھنا ہوگا۔ انفرادی اور اجتماعی سطح پر احتساب کا عمل ہر شعبہ زندگی کی طرح اربابِ نعت کے لئے بھی ضروری ہے۔ نعت پڑھتے وقت یہ احساس زندہ رہے کہ ہم بارگاہِ نبوی ﷺ میں کھڑے ہیں اور آقا حضور خود ہماری نعت سماعت فرمارہے ہیں۔ یہاں ذرا سی بھی شوخی سوئِ ادب میں شمار ہوگی۔ سامعین باوضو ہوکر حضوری کی تمام تر کیفیتوں میں ڈوب کر تشریف فرما ہوں تصویر ادب بن جائیں کہ دل کے دھڑکنے کی آواز بھی سنائی نہ دے۔ لیکن بد قسمتی سے ایسا نہیں ہو رہا ہے اس ضمن میں اصلاح احوال کے لئے ہمیں انفرادی اور اجتماعی سطح پر بہت کچھ کرنا ہے۔ ہمارا ثقافتی حوالہ محافل رقص

وسرور کی نقالی سے نہیں شہرِ نبی ﷺ میں درود پڑھتی ساعتوں کے ساتھ روحانی روابط سے مضبوط ہوگا۔ نعت ریسرچ سینٹر اس حوالے سے بھی اجتہادی کارنامے سرانجام دے رہا ہے۔ تعلیمی اداروں کو خصوصی اہمیت دی جارہی ہے کیوں کہ تحریک اسلامی بنیادی طور پر فروغِ علم کی بھی تحریک ہے۔ حقیقی معنوں میں یہی درس گاہیں مجوزہ اہداف نور کے حصول میں ہماری سب سے بڑی معاون ثابت ہوں گی۔ نعت گوئی کے حوالے سے جامعات میں پیئرز کی منظوری، پرائمری سے ایم اے تک کے نصاب میں نعت کو شامل کرانا، نعت کی کتب پر ہر سال انعامات واعزازات کا اہتمام کرنا، نعت نگاروں اور نعت خوانوں کے عوامی سطح پر بھرپور تعارف کو یقینی بنانا۔ نعت کے حوالے سے سمینارز، مذاکرے اور مشاعرے منعقد کرانا نعت رے سرچ سینٹر کے اہداف میں شامل ہیں۔ نعت کے حوالے سے تحقیقی، تخلیقی کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہوگی امکانات کی ایک لامحدود دنیا ہمارے سامنے ہے کاش ہمارے موجودہ تہذیبی اور ثقافتی، منظر نامے کے رنگ پر گنبد خضرا کا رنگ غالب آجائے اور ہمارا نظریاتی تشخص پھر سے بحال ہوجائے۔

اغراض و مقاصد

نعت کے ادبی فروغ اور تحقیقی ضرورتوں کے پیش نظر "نعت ریسرچ سینٹر" کے ذریعے ہم نعت شناسی اور نعت فہمی کا جذبہ بیدار کرنے کے لیے درج ذیل منصوبوں پر کام کرنے کا آغاز کرچکے ہیں۔

۱۔ حمد و نعت پر اب تک تمام زبانوں میں شائع ہونے والے تخلیقی، تالیفی اور تدوینی نوعیت کے کاموں کو یکجا کیا جا رہا ہے جس میں غیر مطبوعہ دواوین، مقالے اور کتابیں بھی شامل کی جا رہی ہیں۔

۲۔ حمد و نعت کے مختلف تربیتی کورسز، سیمینار، مقابلے، مباحثے، مشاعرے اور محافل منعقد کی جا رہی ہیں۔

۳۔ کتب حمد و نعت بالخصوص تحقیقی مقالوں کی اشاعت کی حوصلہ افزائی اور ان کی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے اور انہیں اشاعت کے بعد دنیا کے اہم تعلیمی اداروں اور لائبریریوں میں بھیجا جا رہا ہے۔

۴۔ حمد و نعت کے حوالے سے نمایاں تحقیقی اور تنقیدی کتابوں پر ایوارڈ پیش کرنے اور سال کے بہترین حمدیہ نعتیہ مجموعوں پر ایوارڈ دیے جانے کا منصوبہ بھی زیر غور ہے۔

۵۔ حمد و نعت کی آڈیو وڈیو لائبریری قائم کی گئی ہے۔

۶۔ نعت گو شعرا اور نعت خوانوں کے تذکروں کی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے تاکہ نعت گوئی اور نعت خوانی کے ارتقائی سفر کا عہد بہ عہد جائزہ لیا جا سکے۔

۷۔ اہم اور ممتاز نعت گو شعرا پر مقالے اور کتابیں لکھوائی جا رہی ہیں تاکہ تاریخ ادب میں ان کے کارناموں کا بھرپور تعارف ہو سکے۔ ہمیں اس عظیم کام کو وسعت دینے کے لیے آپ کے مزید تعاون کی ضرورت ہے۔

۸۔ دنیا کے مختلف ممالک میں نعت ریسرچ سینٹرز قائم کیے جا چکے ہیں جن کے تحت

نعت کے فروغ کے لیے کاوشیں جاری ہیں۔
آیئے قدم سے قدم ملا کر خوشبوئے نعت کی تلاش میں اپنے سفر کا آغاز کریں۔
رب محمد ﷺ ہمارا حامی وناصر ہو۔

جمہوری ارواحیں۔۔۔

پاکستان میں جمہوری ارواحوں نے تمام نظام کو آجگڑا ہے، کبھی گزرے سیاستدانوں کی سالگرہ منائی جاتی ہیں تو کبھی ان کیلئے زندہ ہے زندہ ہے کے نعرے بلند کیئے جاتے ہیں۔ آخر ماضی کے سیاستدانوں کی ارواحیں عالم برزخ کیوں نہیں جاتیں؟ہم نے تو اپنے بزرگوں، اساتذہ کرام اور عالم دین سے سن رکھا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بعد موت تمام انسانوں کی ارواح کو عالم برزخ میں ٹھہراتا ہے جو قیامت تک وہیں رہیں گی، ہاں البتہ کچھ ایسے بھی واقعات پڑھنے، سننے اور دیکھنے کو ملے کہ وہ انسان جو پلید رہا ہو اور گنہگار اس قدر ہو کہ جس پر اللہ نے بے پناہ عذاب عائد کیا ہو اور اسے سبق انسانیت کیلئے نہ زمین کو قبول کرنے کا حکم دیا اور نہ آسماں کی جانب روانگی کا ایسی روح نہ صرف بھٹکتی پھرتی ہے بلکہ دنیا کے انسانوں کو پریشان بھی کرتی ہے اُن میں ظالم و قاتل اور خود کشی کرنے والوں کا ذکر ملتا ہے بحر حال میں نہ تو کوئی عالم و فاضل ہوں اور نہ مولانا، میں تو طفلِ مکتب ہوں۔ دنیا واقف ہے کہ پاکستان میں جتنے بھی سربراہ آئے کوئی ولی ذات نہ تھا ہاں البتہ قائد اعظم محمد علی جناح اور لیاقت علی خان اُن سربراہوں میں ضرور شمار کیئے جاتے ہیں جنھوں نے نہ کبھی مال دولت جمع کی اور نہ عوام کو جھوٹے وعدوں میں مبتلا کیا حقیقت تو یہ ہے کہ انھوں

نے پاکستان اور ملت اسلام کو یکجا کرنے اور ملت پاکستان کو ایک نگاہ سے نہ صرف دیکھا بلکہ یکساں سب کے مسائل حل کرنے میں کوشاں رہے یہی وجہ ہے کہ انہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے پر سکون با عزت موت سے نواز وہ زندہ جاوید ہوگئے۔ سپہ سالار ہوں یا سربراہان مملکت تاریخ اسلام میں ایسی شخصیات کے نام سامنے آتے ہیں جنھوں نے دنیا کے بڑے بڑے علاقوں میں ریاست کا نظام چلایا لیکن اُس نظام کو مکمل دین اسلام سے منسلک رکھتے ہوئے نہ صرف حکومت کی بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے منتخب لوگوں میں شمار ہوئے۔ ان میں طارق بن زیاد، نورالدین زنگی، محمود غزنوی، محمد بن قاسم جیسے حاکموں نے ثابت کردیا کہ سب سے اعلیٰ حاکم مسلمان ہوتے ہیں۔ ان حاکموں کی ارواحیں نہ صرف اعلیٰ مقام حاصل کرچکی ہیں بلکہ وہ رہتی دنیا کیلئے ایک اعلیٰ حاکم کا نقش بھی چھوڑ چکی ہیں، مسلم حکومتوں کے حکمرانوں کو چاہیئے کہ وہ ریاست کے نظام کو سمجھنے اور عمل کرنے کیلئے اس مسلم حکمرانوں کے نظام کا مطالعہ لازمی رکھیں تاکہ ایک کامیاب حاکم کا منصب پا سکیں۔ پاکستان جو خالصتاً دین اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا لیکن اس کی سب سے بڑی بد قسمتی رہی ہے کہ اس کے حکمران شراب و شباب میں غرق یا پھر ایسے عائد ہوئے جن کی زبانوں پر اللہ اور ہاتھوں پر تسبیح تو تھی مگر منافقت کا لبادہ بھی اوڑھے ہوئے تھے۔ جب سے پاکستانی عوام نے دین سے دوری کا عمل اپنایا تب سے غیر مسلم حکمرانوں نے انہیں آدبوچا۔۔۔ دین اسلام کے مخالف یہود و نصارا اور بدھ پرست کو کیونکر

پسند کہ دنیا اسلام میں پاکستان ایک مستحکم ، آزاد اور خود مختیار ملک قائم رہے ظاہر ہے غیر مسلموں نے اُن لوگوں کا انتخاب کیا جن کے ایمان کمزور تھے اور پاکستان میں آج بھی قادیانی ، احمدی، گوہر شاہی اور نجانے کتنے ایسے گروہ سرگرم عمل ہیں جنھوں نے نہ صرف اسلام بلکہ پاکستان کو شدید نقصان پہچانے کے ہر ممکن وار کیئے۔ اس کیلئے انہیں پاکستانی قوم کو آپس میں تقسیم کرانا مقصود تھا گو کہ ایسا ہی ہوا۔ اگر پاکستان کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو شروع کے چند سال بعد ہی ریاست پاکستان میں سیاسی و عسکری انارکی سازشوں کے ساتھ پھیلی نظر آئے گی۔ کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایک نیکی کی بات بتا دی جائے تو اُس شخص کو ثواب اُس وقت تک ملتا رہے گا جب تک وہ شخص عمل کرتا رہے گا اور اگر وہ دوسرے ، تیسرے کو یہی نیکی بتا دے تو گویا صدقہ جاریہ کے عمل میں آ جائے گا تو لا متناہی ثواب کا سلسلہ ، اسی طرح اگر کوئی گناہ کی بات بتاتا ہے اور وہ گناہ پے در پے تقسیم ہوتا ہوا بڑھتا جائے تو اس گناہ میں سب شمار ہوتے چلے جائیں گے ۔۔۔۔ کیا پاکستان میں حاکم اعلیٰ مکمل اسلام سے رغبت رکھنے والا گزرا ہے ؟؟ ممکن ہے عوام کے سامنے اس کا کوئی جواب نہ ہوگا، شائد نہیں !! ابھی تک قطعی نہیں !! آج ریاست پاکستان میں حکم بننے والے خالصتاً اپنی پارٹیوں اور ورکنوں کی مد میں محدود سوچ رکھتے ہیں نہ انہیں مملکت پاکستان سے کوئی واسطہ ہے اور نہ پاکستانی عوام کی پرواہ۔ لیکن اگر فکر ہے تو اپنے سابقہ پارٹی کے فاؤنڈروں کی کیونکہ وہ

ان کی نظر میں زندہ ہیں اور زندہ ! ! ان کی بعد موت سالگرہ بھی جاری ہیں تو ساتھ ساتھ عرس بھی ؟؟ عجیب تماشا ہے پاکستان کی سیاست کا ! ! کچھ ایسے بھی حکمراں اور سیاسی پارٹیوں کے اعلیٰ ترین شخصیات ہیں جو ابھی زندہ ہیں لیکن ان کے انتقال پر بھی گزشتہ سیاسی حکمرانوں کی طرح شائد زندہ ہے زندہ ہے کے نعرے جاری رہیں گے۔ ان سے جب صحافی حضرات بعد موت زندہ رہے کی بات کرتے ہیں تو ان کا موقف ہوتا ہے کہ ان کی یادیں ، احکامات ان کے ورکنوں میں خون کی طرح دوڑ رہی ہوتی ہیں اس پر جب صحافی کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ نے اپنے اور اپنے حبیب ﷺ کیلئے قرآن میں ذکر کیا ہے کہ قطعی مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک اپنی جان سے بھی زیادہ اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کو پیارا نہ رکھے اور کبھی بھی دین اس نیت و عمل کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا ! ! تو پھر ان حکمرانوں کو کیا آپ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے برابر کھڑا کر رہے ہیں ؟؟ کیا یہ عمل اسلام سے خارج نہیں کرتا ؟؟ اللہ ہر جگہ قائم ہے وہ قادر و مطلق ہے اسی طرح اللہ کے حبیب ﷺ کا کرم و فیض ساری کائنات میں جاری و ساری ہے اور رہیگا۔۔۔ یہ سیاسی حکمران اور ان کے کارکنان جو الحمد للہ مسلمان بھی ہیں اور پاکستان بھی ! ! کیا یہ تحمل و بردباری کے ساتھ وہ دین اسلام کے طریقہ کو اپنا نہیں سکتے جو ہمیں اسلام کے ساتھ خلفائے راشدین اور دیگر مسلم سپہ سالار نے نظام ریاست دیا ہے اگر ذرہ برابر اُن طریقہ کار کو اپنالیا جائے تو یقینا نظام ریاست پاکستان کا درست ہوجائیگا اور بعد موت ان کی ارواحیں پر سکون رہیں گی۔ ورنہ

بڑی بڑی عمارتوں پر سنگ مرمر و دیگر جواہرات سجانے سے ان کی ارواحیں قطعی نہیں اللہ کے غضب اور عذاب سے بچ پا سکیں گی، یقینا اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے احکامات پر پیروی ہی نجات دہندہ ہے۔ پاکستان مین ایسے بھی سیاسی حکمران ہیں جو مذہب اسلام سے حقیقی انداز میں نہ صرف محبت کرتے ہیں بلکہ اس کی ترویج میں کاربند بھی رہتے ہیں مگر نجانے وہ اس عمل کو دیگر سیاسی معاملات سے بالاتر کیوں نہیں رکھتے ! ! آخر وہ کون سے دباؤ ہیں جس بناء پر یہ کھلم کھلا نظام اسلام کے رائج پر خاموشی اختیار کر بیٹھتے ہیں جبکہ نام نہاد تنظیموں نے اسلام کے نام پر اس عوام کو ! ! مسلسل نہ سر لوٹا بلکہ گمراہ بھی کیا۔۔۔۔

جلال بادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

مہاجر صوبہ کیوں ضروری ہے

ارض تاریخ میں نو آبادیاتی نظام ابتداء ہی سے نظر آتا ہے کیونکہ جب دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام نے قدم رکھا اور رضائے الٰہی سے افزائش نسل کا عمل بڑھایا تو دنیا میں انسانوں کی تعداد بڑھنے لگی، ہابیل و کابیل کا واقعہ آدم علیہ السلام کی نسل کو پھیلانے میں سبب بنا یہ مشعیت الٰہی ہی تھی کہ اولاد آدم کو دنیا میں پھیلانا مقصود تھا، وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ جوں جوں آبادیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا اسی قدر ان میں انخلاء بھی کا بھی عمل جاری رہا، معاشرے میں تبدیلیاں واقع ہوتی رہیں اور لوگ گروہ میں بٹتے چلے گئے۔ خاندان قبیلوں میں اور قبیلے قوموں میں منقسم ہوتے گئے۔ اس کی کئی وجوہات تھیں جن میں انسانی نفسیات، اخلاقیات، دین اور طاقت کے اثرات شامل تھے کیونکہ فطرتاً ہر انسان مختلف مزاج میں پیدا ہوتا ہے اور معاشرے کے اثرات اس کی ذہنی و جسمانی بدلاؤ مین اہم کردار ادا کرتے ہیں اسی لیئے گروہوں، قبیلوں اور قوموں میں تبدیلی ناگزیر ہو جاتی ہیں ۔۔۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ذہنوں کے اختلاف قبیلوں اور قوموں کو مزید تقسیم کر ڈالے اور نئی شکلیں نمودار ہوئیں، اس تقسیم میں نہ صرف قومیں منقسم ہوئیں بلکہ زمینی حقائق میں بھی تبدیلی رونما ہوئیں۔ تحفظ اور سکون کی تلاش میں افراد اور قبیلوں نے بنجر و بیابان کو آباد کیا اور کچھ نے

جنگلوں کی راہ لی اسی طرح پہاڑ ہوں یا ریگستان ، سرسبز میدان ہوں یا جزیرے گو کہ انسان نے اپنی نئی آبادیاں بنانا شروع کردی ، انبیاء کرام آئے انسان کوانسانیت سکھانے کیلئے جنھوں نے انبیاء کرام کو تسلیم کیا اور ایک اللہ کی عبادت کو اپنایا وہ با شعور با ادب اور مہذب کہلائے۔ بحر حال اگر زیادہ دور نہ جائیں تو ہمیں دنیا میں ایسے بھی ، ممالک ملیں گے جو بیابان اور بنجر تھے ان میں آج جدید ترین ملک امریکہ بھی شامل ہے امریکہ ہو یا کینیڈا یا کوئی اور یہ تمام نو آبادیاتی نظام کے تحت دنیا میں آباد ہوئے ، ۔اس کے ساتھ ساتھ ایسے بھی ممالک اور علاقہ جات ہیں جہاں فتوحات کے بعد قوموں میں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں، ان ہیں ہر صغیر پاک و ہند کا بھی خاص شمار ہوتا ہے۔ اس خطے میں کئی بار حکومتیں وجود میں آئی اور کئی بار ختم ہوئیں ۔۱۲ اپریل ۱۵۲۶ء کو ظہیر الدین محمد بابر نے ابراہیم لودھی کو شکست دیکر دہلی پر قبضہ کرلیا یوں وقت کے ساتھ پورے بھارت کا حاکم بن گیا پھر اس کی نسل در نسل اس خطے پر حکمرانی کرتی رہی۔ یہ بادشاہی سلسلہ مغل سلطنت کے نام سے مشہور ہے ، مغل سلطنت کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفر تھے جن کے دور حکومت میں انگلستان کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے تجارت کے بہانے سرزمین بھارت میں اپنا نیٹ ورک پھیلا کر کئی املاک بنالیں اور مفاد پرست، خود غرض، لالچی اور مخالفین ریاست کو بھاری رقم اور مراعات کے ساتھ اعزازات سے نوازا اور انہیں اپنے مشن کی تکمیل کیلئے استعمال کیا پھر مغل سلطنت کے خلاف بغاوت پھیلا کر سلطنت کا

تختہ الٹ ڈالا۔ انگریزوں نے تقریباً دو سو برس برصغیر پاک و ہند پر حکومت کی، اس خطے میں بجلی، ریل، موٹر گاڑیاں، توپ، پستول اور دیگر اشیاء متعارف کرائیں، سفر اور ترسیل کو آسان بنایا گیا اس کے ساتھ عسکری طاقت کو بھی بڑھایا۔ یہ حقیقت ہے کہ انگریزوں نے برصغیر میں جو کام کیئے تھے وہ اُن سے پہلے کسی بھی مہاراجہ یا بادشاہ کو ہرگز نہ سوجے۔ ہاں البتہ مہاراجاؤں اور باداشاہوں نے اپنی عیش و تعائش کیلئے ہر ساماں تو کر رکھے تھے لیکن عوام الناس کیلئے کوئی فلاح و بہبود کا عمل نظر نہیں آتا جبکہ عوام کا جینا محال تھا۔۔ جب انگریز اس خطے سے جانے لگے تو دو قومی نظریہ نے جنم لیا یہ دو قومی نظریہ سب سے پہلے مولانا شوکت علی جوہر اور مولانا شوکت علی جوہر نے پیش کیئے۔ ان سے قبل سر سید احمد خان نے مسلم امت کے مستقبل کو اچھی طرح بھانپ لیا وہ جانتے تھے کہ آنے والا وقت انہیں بہت پیچھے دھکیل دے گا اسی لیئے سر سید احمد خان نے مسلم امت میں علم کے چراغ کو روشن کیا مگر جاہلوں اور فرسودہ ذہنوں کے مالکوں نے آپ کے مشن میں بہت رکاوٹیں حائل کی تھیں لیکن آپ مضبوط ارادوں کے مالک تھے اسی لیئے آپ نے ہر مخالفت کا مقابلہ علم و دلائل سے دیا، علی گڑھ میں مسلم امت کیلئے ایک یونیورسٹی کا قیام کیا جہاں سے لاکھوں کی تعداد میں ذہین، فطین، قابل اور ہونہار طالبعلم تیار ہوئے ،آج بھی دنیا اُن طالبعلموں کو یاد رکھتی ہے اس کی بڑی وجہ تحریک پاکستان کی کامیابی اور پاکستان کے انسٹریکچر کا بنانا تھا جو ہجرت کردہ

علی گڑھ یونیورسٹی کے طالبلموں نے یہ بیڑہ قائد اعظم محمد علی جناح اور خان لیاقت علی خان کی رہنمائی میں اٹھایا یہ ایک کٹھن اور مشکل ترین مرحلہ تھا جسے انتہائی خوبصورتی سے طے کیا۔ دو قومی نظریہ کے تحت پاکستان چودہ اگست انیس سو سینتالیس کو معروض وجود میں آیا۔ دو قومی نظریہ مذہب کی بنیاد تھا ایک مسلم دوسرا ہندو۔۔۔ ہندوستان میں ہندوؤں کے بعد سب سے زیادہ آبادی مسلم پر محیط تھی اسی بابت طے یہ پایا گیا کہ جہاں مسلم آبادیاں کثیر تعداد میں ہیں ان علاقوں کو پاکستان قرار دیا جائے مگر یہاں بھی تقسیم میں خیانت برتی گئی۔ ان دو قومی نظریہ میں سب سے زیادہ تحریک اور قربانیاں ہندوستان کے مسلمانوں نے ادا کیں، ان کی قربانیوں کے طفیل موجودہ پاکستان اور موجودہ بنگلہ دیش جو کہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے نام سے دو یونٹ پر قائم ہوا۔ پاکستان تو بن گیا لیکن پاکستان کے مخالفین کو گوارا نہیں تھا کہ پاکستان دنیا میں ایک سرخرو اور کامیاب ملک بن کر ابھرے۔ اسی لیئے مخالفین نے طے کر لیا کہ پاکستان کو اندرونی سطح پر کمزور کیا جائے۔ قائد اعظم محمد علی جناح اور خان لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد مخالفین کو مکمل موقع میسر آیا انھوں نے پاکستان میں انار کی پھیلا کر اس کے جمہوری نظام کو تہس و نہس کر ڈالیں۔۔۔ ان کی سازشوں کا جہاں سیاستدان حصہ بنے وہیں عسکری قوتیں بھی کم نہ تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ قادیانیوں نے تمام تر کوششیں رکھیں کہ پاکستان کی سلامتی کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچے، قادیانیوں نے بیرونی

سازشوں کا بھرپور ساتھ دیا اور اندرونی خلفشار کا باعث بنے۔۔ آخر کار وہی ہوا جو دشمنانان پاکستان چاہتے تھے پاکستان کا ایک بازو مشرقی پاکستان جدا ہو کر علیحدہ خود مختار ریاست بن گیا جو اب بنگلہ دیش ہے۔۔۔ انیس سو ستر کی سوچی سمجھی سازشی جنگ میں بھارت کے مسلم ایک بار پھر پاکستان کے ساتھ خلوص و نیت کی بہت بڑی سزا میں گرفتار ہوگئے اور ہماری عسکری قوتیں دشمن بھارت کے سامنے لاکھوں کی تعداد میں سرینڈر کر گئے جو رہتی دنیا تک یہ داغ میں مٹایا جاسکے گا۔ مخلص، سچے پاکستان سے لگاؤ رکھنے والے لاکھوں کی تعداد میں لوگ بیگار کیمپ کی نظر ہوگئے اور ایک تاریخ کا سیاہ واقعہ سقوط ڈھاکہ پیش آیا۔اُس وقت کے سعودی عرب کت ولی عہد شاہ فیصل نے انسانیت کے خاطر وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو پیشکش دی کہ ہم بنگلہ دیش میں پھنسے مہاجرین کو سعودی عرب میں آباد کرتے ہیں آپ انہیں سعودی عرب بھیج دیں،اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئر مین اور پاکستان کے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے سندھ کے مقامی لوگوں کے گروہ در گروہ سرکاری اخراجات پر سعودی عرب روانہ شروع کر دیئے، غالباً یہ انیس سو تہتر اور چوہتر کا دور تھا جب کراچی ایئر پورٹ پر لاکھوں کی تعداد میں مقامی سندھیوں کو سعودی عرب کیلئے ہوٹل مڈ وے میں ٹھہرایا، قافلے روز بروز کئی ہفتوں تک اندرون سندھ سے آتے رہے اور سعودی عرب کیلئے روانہ ہوتے گئے۔ یہاں اس تاریخ کے حقائق کو بتانے کا مقصد یہی ہے کہ پاکستان بننے کے بعد بھی بھارت

سے تعلق رکھنے والی مسلم قوم کو ہمیشہ کی طرح نظر انداز کرکے ان کے حقوق سلب کیئے گئے۔ پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں ہی سب سے پہلا لسانی جھگڑا شروع ہوا تھا جو سندھیوں اور بھارت سے ہجرت کرنے والے مہاجروں کے درمیان پیش آیا یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اُس وقت کے حکمرانوں کو بھی مہاجر قوم برداشت نہ تھی۔ بھٹو سے قبل ایوب نے تعصب میں انتہا کردی ،اُس نے کراچی دارلخلافہ ختم کرکے اسلام آباد منتقل کردیا اور کراچی میں سرحد کے لوگوں کو بڑی تعداد میں آباد کیا انہیں نہ صرف زمینیں آلاٹ کی بلکہ سرکاری اخراجات سے مالی امداد کے دروازے کھول دیئے اسی سلسلے کو بھٹو نے اور آج تک اپنایا جاتا رہا ہے۔ پاکستان بننے کے بعد جنھوں نے تمام تر قربانیاں دی وہی قوم آج اپنے بنیادی حقوق کیلئے سراپا احتجاج نظر آتی ہے۔ بھارت سے ہجرت یافتہ مہاجرین کیلئے کوٹے سسٹم کے باڑ متواتر لگائے جاتے رہیں ہیں اور ان پر روزگار، تجارت اور کمیشن سروسس کے دروازوں پر قفل موجود ہیں ، سوائے کراچی یونیورسٹی یا پرائیویٹ یونیورسٹیز کے اس قوم کیلئے تعلیمی دروازے بند ہیں۔ یہ قوم پڑھے لکھے دانشور، مفکر، محقق، اسکالر، ادیب، فنکار، شاعر، انجینئرز، ڈاکٹرز، سائنسدان، سیاستدانوں کی اولاد ہیں ان کے بزرگوں میں شرافت، ایمانداری، سچائی، انکساری و عاجزی، خاندانی روایات پنہاں تھیں ، شائد ان کی ان اعلیٰ خصائص کی بناء پر کچھ قوم کو گوارہ نہ تھا کہ ان کی واہ واہ کیوں ہو!! بحر حال اس قوم کے ساتھ دیگر قوموں کے لیڈران نے انصاف

قطعی نہیں رکھا اب جب مہاجرین نے اپنے شہروں کو آباد کیا اور ماحول پر سکون بنایا تو منفی سوچ کے لیڈران اور قوم کے چند گروہوں نے اسے برباد کرنے لیئے کئی سازشوں کے جال دیئے پہلے پہل کئی الزامات سے نوازا گیا پھر جب ناکام ہوئی اور مہاجروں کی بڑھتی ہوئی مقبولیت انہیں تکلیف دینے لگی گو کہ اس قوم کو دیوار سے لگانے کیلئے ہر ایک نے زور آمارئی کی وہ کہتے ہیں نہ کہ جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے ! ! بحر حال موجودہ دور میں دیگر قوموں کو بھی احساس ہوگیا کہ اب انتظامی سطح پر نئے صوبے بننے چاہئیں تاکہ دیگر وہ قوم جن کے پاس صوبے نہیں وہ اپنی شناخت اور حقوق کو حاصل کرنے کیلئے صوبے حاصل کریں جیسے سرائیکیوں کیلئے بہاولپور اور ملتان کا صوبہ اور ہری پور ہزارہ کیلئے ہزارہ صوبے کے ڈیمانڈ نہ صرف زور پکڑ گئے بلکہ اب حکومتی اور سیاسی ایوانوں میں اس احتجاج پر بحث و مباحثہ جاری ہے صدر مملکت آصف علی زرداری نے سرائیکیوں کیلئے صوبہ کی اجازت دے دی ہے جبکہ ہزارہ ابھی تعطل کا شکار ہے ، اسی اثناء میں سندھ میں آباد سب سے بڑی قوم مہاجروں کے ایک گروہ نے محسوس کیا کہ اگر اب خاموشی اختیار کی تو ہمیشہ کیلئے مغلوب بن جائیں گے اسی بابت مہاجرستان کا ایک اشو سامنے آیا ہے ۔ ایک بڑے مہاجر طبقہ نے محسوس کیا ہے کہ اگر دیگر قوموں کو انتظامی امور پر صوبے منقسم کیئے جارہے ہیں تو وہ نسل جو بانی ن پاکستان ہیں انہیں کیونکر صوبہ میسر نہیں ؟؟ پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے اس خطے میں رہنی والی اقوام انگریز کی غلام تھیں اور ان کے پاس

چند زمینیں انگریزوں کو خوش کرنے پر عطیہ پر ملی تھیں ، ماضی کو بھولنے سے ماضی بدل نہیں جاتا ، حقائق کو چھپانے سے تاریخ نہیں بدلی جاسکتی بہتر تو یہی ہے کہ سب کے ساتھ انصاف ہو اور تمام اقوام میں صوبوں کی تقسیم انصاف پر یقینی بنانی چاہیئے تاکہ ہر قوم اپنے اپنے خطے میں رہ کر پاکستان کی بہتر انداز میں خدمات پیش کر سکیں ۔ پاکستان اور بھارت کے وجود میں ایک دن کا فرق ہے بھارت نے ضرورت وقت کو محسوس کرتے ہوئے کئی صوبے بنائے تاکہ انتظامی اور سیاسی بگاڑ نہ ہوسکے اور جمہوریت کو فائدہ ہو لیکن پاکستان میں جمہوری نظام کے شیدائی جمہوری اقدار کو جس طرح تہس نہس کر رہے ہیں شائد ہی دنیا میں کہیں اس کی کوئی مثال ملے ، پاکستان میں مزید صوبے نہ صرف سر زمین پاک کیلئے بلکہ جمہوریت کو تقویت پہچانے کیلئے بھی ناگزیر ہیں ! !

آمدِ رمضان اور دہشت گردی۔۔۔

گزشتہ سال سے کہیں زیادہ اس سال رمضان المبارک میں بہت بڑے پیمانے پر دہشت گردی کے منصوبے تیار کئے گئے ہیں جن کی بروقت اطلاع پاکستان کی انٹیلی جینس ایجنسیوں اور انتظامیوں کے علم میں آچکی ہیں اس سلسلے میں ہماری قابل ترین ایجنسیوں کے سربراہاں و افسران نے حکمت عملی بھی بنالی ہیں ان میں محکمہ پولیس ، پاکستان رینجرز، سینٹرل انٹیلی جینس اتھارٹی، فیڈرل انٹیلی جینس اتھارٹی، پاکستان کوسٹ گارڈ، انٹیلی جینس بیورو، ملٹری انٹیلی جینس و دیگر دفاعی خفیہ ایجنسیاں شامل ہیں ۔ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان دنیا بھر میں سب سے زیادہ انٹیلی جینس کی قابلیت میں اعلیٰ مقام رکھتا ہے لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر پاکستان کی تمام انٹیلی جینس ایجنسیاں دنیا بھر میں قابل و ماہر سمجھی اور دیکھی جاتی ہیں تو پاکستان میں آئے روز کیوں دہشت گردی کا عمل رہتا ہے اور کیونکر یہ دہشت گردی پر قابو نہیں پاتے۔۔۔۔؟ ؟آج کے کالم میں اس بات کو واضع کرنے کی کوشش کرونگا۔وہ کون سے محرکات و اسباب ہیں جن کی بنیاد پر ہماری ایجنسیاں بہت کچھ کرنا چاہتی ہیں مگر کر نہیں سکتی۔۔۔۔ آخر کیوں؟؟ موجودہ دور حکومت عوامی مینڈیٹ سے حاصل ہوئی ہے جس میں نمائندگان انتخابات کے عمل کو پار کرتے ہوئے آئے ہیں اور ایوان میں بیٹھ کر انہیں اپنی ذمہ داریاں نبھانی ہیں ! !

موجودہ حکومت نے چار سال مکمل کر لیئے لیکن ان چار سالوں میں جمہوری اقدار و اخلاقی ضوابط کس قدر پورے کیئے اسے بھی اس کالم سے خارج نہیں کیا جاسکتا۔

درحقیقت پاکستان کی سلامتی کی بات کی جائے تو جمہوری اقدار و اخلاقیات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کیونکہ کسی بھی ریاست کے نظام کی بہتری کیلیئے بہتر و اعلیٰ سطح پر جمہوری معاملات طے کیئے جاتے ہیں۔ ان چار سالوں میں سربراہان مملکت نے محاذ آرائی کے میدان میں اپنے اپنے خیمے گاڑھے ہوئے تھے اسی میدان میں حذب اختلاف کے خیمے بھی بندھے تھے۔ حیرت و تعجب کے مناظر بھی دیکھنے میں آئے کہ سپریم کورٹ نے مسلسل ازخود نوٹس سے اپنی ساکھ پر برا اثر ڈالا کیونکہ پاکستان بھر کی عدلیہ کو کردار عوام الناس کے سامنے ہے، سیشن کورٹ، سول کورٹ، ہائی کورٹ ان کورٹوں کا اگر چیف جسٹس غور سے مطالعہ کرلیں اور سچائی و ایمانداری کی بنیاد پر دیکھیں تو شائد تمام جسٹس شرم سے پانی پانی ہوجائیں گے کیونکہ یہاں نہ انصاف ہے اور نہ عدل !! یہ مقام ہے لوٹ و گھسوٹ، رشوت و اقربہ پروری، سفارش ودباؤ، اثر و رسوخ سب کچھ تو یہاں موجود ہوتا ہے اگر نہیں ہوتا تو وہ بے قصور لوگوں کو انصاف، غریب لوگوں پر سچائی کے ساتھ فیصلہ !! پیشکار ہو یا کلرک، منشی ہو یا نائب جج، سب ہی نے اپنے اپنے نرخ سجائے ہوئے ہیں یہاں قانون کے رکھوالے بھی قانون کو لونڈی بنا کر پیش کرتے ہیں۔ جب عدلیہ سے منسلک افراد ہی اس مقدس مقام پر ظلم و ستم، بے انصافی کا عمل زور و شور سے قائم و دائم رکھیں گے تو کس طرح

حکومتوں کے خلاف از خود نوٹس لے سکتے ہیں اگر ایوان ان کے معاملات کے بارے میں دریافت کریں تو یہ جمہوریت کو کمزور کرنے کیلئے عزت نفس کا دعوہ پیش کرتے ہیں کبھی خود بھی انہوں نے سوچا ہے کہ ان کے اعمال کی جانب رواں دواں ہیں ۔یاد رکھیں جس ریاست کی عدالت اثر و رسوخ اور رشوت کے عوض بکتی ہیں وہاں عدلیہ ہمیشہ رسوا رہتی ہیں۔ دہشت گردی کا عمل بھی کمزور عدلیہ کی بنیاد پر ہوتا ہے جس ریاست میں عدالتیں مضبوط ہوتی ہیں اور ان کے افعال صاف و اعلیٰ ہوتے ہیں وہاں کی عدالتوں کا نا صرف احترام کیا جاتا ہے بلکہ ان کے فصلوں کو ایمان کی حد تک محسوس کیا جاتا ہے سب سے پہلے چیف جسٹس افتخار احمد چوہدری کو چاہیئے کہ وہ پاکستان کی تمام عدالتوں کو صحیح اور درست سمت کی جانب رواں دواں کریں اور تمام ستدادیزات کے عمل کو مکمل کمپیوٹرائز کرکے آسان بنائیں خاص کر سائل کیلئے اپنے حصول انصاف کو انتہائی موثر اور دیرپا اور آسان بنائیں تاکہ کوئی بھی طاقتور ہو یا با اختیار کسی بھی طرح قانون کو ذاتی مفاد میں نہ لاسکے اور سب کے سب قانون کی زد میں رہ سکے تاکہ قانون کا احترام بڑھے اور انصاف غریب کی دہلیز تک پہنچے۔ دوسری جانب سیاستدانوں کو ملک سے وفا اپنانی چاہیئے تاکہ ملک پاکستان دنیا مین عزت و احترام کے ساتھ ترقی کی منازل کو پاسکے۔ بیوروکریٹس نوکری پیشہ ہوتے ہیں اور وہ عوام لاناس کے ٹیکس سے تنخواہ حاصل کرتے ہیں ان کے ذہنوں کو شفاف بنانے کی ضرورت ہے تاکہ رشوت کا زہر ان کے جسموں سے خارج ہوسکے اور خاص کر وہ ادارے جو

ریونیو میں شمار ہوتے ہیں ان پر سخت سے سخت کڑی نظر رکھی جائے تاکہ ملکی خذانے میں عوام الناس کا ٹیکس مکمل پہنچ سکے۔ماہ صیام قریب تر ہے اس ماہ مبارک کی ساعتوں کی برکت اور رحمت کا ملک پاکستان اور عوام الناس کیلئے بہتر اقدام سے حاصل کیا جائے ۔ پتھاریدار سے لیکر آڑتیوں پر سختی کی جائے تاکہ ناجائز منافہ کی دوڑ میں منہگائی کا پہاذ نہ کھڑا کر سکیں اس کے ساتھ وہ کمپنیاں جو بین الاقوامی اشیاء درآمد کرتی ہیں ان کے نرخوں پر توجہ رکھی جائے کیونکہ ان چار سالوں میں سب سے زیادہ ان ہی کمپنیوں نے انتہا سے زیادہ نرخ بڑھائے ہیں ، دودھ ، دہی ، گھی ، آٹا ، چاول ، دالیں اور پھلوں کو قبل رمضان نرخوں کو کم کرکے پابند بنایا جائے ۔ شائد حکومت وہ کو آخری لمحہ میں خیال ہی آجائے یہ حقیقت بھی ہے کہ آئندہ آنے والی حکومت یہی ہوگی کیونکہ اس ملک کا ووٹنگ نظام انتہائی بے سود اور ناکارہ ہے یہاں ووٹ نہیں نوٹ سے منتخب کیا جاتا ہے تمام گاؤں ، دیہات میں وڈیروں اور جاگیرداروں ، چوہدریوں کا حکم چلتا ہے غریب ، کسان ہو یا مزدور ان طاقت ور کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتا اور اگر کہیں ایسا نظر آتا ہے تو وہاں بیلٹ بکس اٹھا لیئے جاتے ہیں اور اوتات میں خوب ٹھپے لگائے جاتے ہیں اگر کمپیوٹرائز نظام اسکینگ کے ساتھ ہو جس مین انگوٹھے کے ساتھ آنکھ کی اسکینگ شامل ہو تو قطعی نہیں کوئی بھی ایک غلط ووٹ اندراج ہوسکے گا مانا یہ مرحلہ کٹھن ہے مگر نا ممکن نہیں ملکی بہتری کیلئے اس نظام کو لازماً رائج کرنا پڑیگا بصورت ہم

عوام اپنی نصیب کو روتے رہیں گے اس نظام سے تمام تر حالات اور معاملات درست ہوتے چلے جائیں گے اور ہماری آئندہ نسل آزاد، باعزت، خود مختار ہمیشہ رہے گی۔

بحر حال اس ماہ صیام میں عوام الناس کو بے جا گھروں سے باہر نہیں نکلنا چاہیے اور اپنی مدد آپ کے تحت اپنے محلّہ، علاقہ، آبادی پر خاص نظر رکھنی ہوگی اور انجان لوگوں کی آمد پر ہوشیار رہنا ہوگا تاکہ کسی بھی دہشت گرد کو دہشتگردی کرنے کا موقع میسر نہ آسکے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناظر رہے آمین۔۔۔۔۔!!

برمی مسلمانوں کا قتل عام

حسب عادت جب جب دنیا میں مسلمانوں پر غیر مسلموں کی جانب سے یکطرفہ ظلم و تشدد کے پہاڑ گرے ہیں کبھی بھی اقوام متحدہ نے انصاف فراہم کرنے اور ظلم کو رکوانے کیلئے قدم نہیں اٹھایا ،ایسے وقت میں اقوام متحدہ اندھے اور بہرے کا رول ادا کرتی نظر آتی ہے گویا دنیا کی واحد انصاف فراہم کرنے والی تنظیم صرف اور صرف غیر مسلموں کے حقوق کیلئے بنائی گئی ہو۔ بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیمیں اس بابت بار ہا بار توجہ دلا رہی ہیں مگر اقوام متحدہ نے ابھی تک برما کے مسلمانوں کے تحفظ کیلئے برمی حکومت پر دباؤ نہیں ڈالا۔ حیرت و تعجب کا ملا جلا عمل تو آرگنائزشن اسلامک کانفرنس کی بے حسی نے دیکھایا ہے۔۔۔۔ بشمول پاکستان برمی مسلمانوں کیلئے سفارتی دباؤ اس قدر نظر نہیں آتا جس کا عمل ہونا چاہیئے، پاکستان کے علاوہ سعودی عرب دیگر عرب امارات اور مسلم ممالک کو فی الفور اس سلسلے میں سخت احتجاج کا عمل دکھانا پڑیگا، گو کہ تمام عالم اسلام برما حکومت کا مکمل بائیکاٹ کردیں اور یورپ ،امریکہ کو شامل کرکے اس قتل عام کے مجرم کو بین الاقوامی عدالت میں پیش کرکے سزا دلوائیں ۔ حکومت پاکستان اور افغانستان برمی مسلمانوں کیلئے امریکہ اور نیٹو سے تعاون روک دیں اور شرائط میں پابند کردیں کہ برمی مسلمانوں کے تحفظ کو یقینی بنایا

جائے بصورت تمام عالم اسلام دہشت گردی کے خلاف ہر تعاون روک دیں گے ، اگر ایسا بیان مسلم دینا کے حکمرانوں کی جانب سے اور او آئی سی کی کانفرنس میں یہی ایجنڈا بنادیا جائے تو یقینا برما میں مسلمانوں کی نسل کشی تھم سکتی ہے۔پاکستان کی میڈیا نے اس سلسلے میں جس غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے اس سے پاکستان کی عوام میں میڈیا کے خلاف برے تاثر پائے جاتے ہیں ۔۔فیس بک ہو یا ٹیوٹر ان سب میں بار ہا بار میڈیا کو عوام الناس کی جانب سے پیغام دیا جارہا ہے کہ خدارا اس ماہ مبارک کی برکتوں ، رحمتوں کو سمجھتے ہوئے برمی مسلمانوں کے قتل عام کیلئے میڈیا اپنا کردار ادا کرے۔ اخبارات کسی طور پر خبر چھاپ رہے ہیں مگر الیکٹرنک میڈیا اس سلسلے میں خاموش کیوں ہے ۔۔۔؟؟؟ پاکستانی عوام کا مطالبہ ہے کہ الیکٹرونک میڈیا پوری دنیا میں دیکھا اور سنا جاتا ہے اگر پاکستانی میڈیا برمی مسلمانوں کیلئے احتجاج کریں تو یقینا جلد اس قتل و غارت گری پر قابو پایا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔برما میں بظاہر پرامن حامیوں اور بدھ مت کے مندروں کے وردی پوش شاگردوں نے فسادات کا آغاز کیا اور مسلمانوں کی جان و مال پر رحم کرنا جائز نہ سمجھا ان کے گھروں کو آگ لگادی اور انہیں بے گھر کردیا وہ بنگلہ دیش کی سرحدوں کی طرف بھاگے لیکن بنگلادیش نے بھی انہیں پناہ دینے سے انکار کردیا اور بین الاقوامی اداروں نے بھی اس سلسلے میں کوئی اقدام نہیں کیا ہے کیونکہ خانہ وکاشانہ چھوڑنے پر مجبور میانماری عوام مسلمان ہیں اور مسلمانوں کا جو نام عالمی دہشت

گردوں نے روشن کیا ہے اس کی بنا پر بہت سوں کو اب برما کے مسلمانوں پر بھی کسی کو بظاہر ترس نہیں آتا اور جہاں تک مسلم ممالک بالخصوص تیل کی دولت سے مالامال ملکوں کا تعلق ہے تو ان بے بیچاروں کو تو اسرائیل اور امریکہ کے مفاد کی خاطر مسلمانوں کے خلاف سازشوں سے فرصت ہی نہیں ملتی، واضح رہے کہ برما کے صوبے اراکان یا راخین میں ہونے والے حالیہ فسادات کے دوران کم از کم دوہزار افراد جاں بحق اور نوے ہزار کے قریب بے گھر ہوگئے ہیں۔ بے گھر ہونے والوں کی اکثریت پناہ کی تلاش میں بنگلادیش اور ملائشیا فرار ہو گئی ہے۔ برما کے مسلمانوں کو ملک میں باقاعدہ اقلیت تسلیم نہیں کیا جاتا اور ان کو لازمی شہری حقوق بھی حاصل نہیں ہیں۔ موجودہ صورتحال کے پیش نظر برما میں مسلمانوں کو خوراک کی شدید قلّت پیدا ہو گئی ہے۔ برمی مسلمان کیمپوں میں محصور افراد جیسی زندگی گزار رہے ہیں۔ انہیں یہ خوف ہے کہ انھیں قتل کردیا جائے گا۔ برما میں کام کرنے والی انسانی حقوق کی تنظیموں کے عملے کو یا تو گرفتار کیا جارہا ہے یا پھر ملک سے باہر بھیجا جارہا ہے۔ شمالی شہر سے فلاحی اداروں کو نکالا جارہا ہے۔ اس علاقہ میں آٹھ لاکھ مسلمان آباد ہیں جنھیں غذا کی شدید قلّت ہے۔ عینی شاہدین کے مطابق بارہ سال کے عمر کے بچوں کو بھی تھانے میں بلاکر تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور پھر انھیں ارکنیس شہریوں کو دے دیا جاتا ہے، جو ان پر بدترین تشدد کے بعد انہیں قتل کردیتے ہیں۔ برما کے انیس سو بیاسی کے قانون کے تحت روہینگیا مسلمان میانمار کے شہری

نہیں۔ مسلمانوں کے قتل عام کے خلاف بھارت کی انسانی حقوق کی تنظیمیں آگے آ رہی ہیں۔ حال ہی میں وزیر اعظم من موہن سنگھ کو لکھے گئے خط میں کہا گیا ہے کہ برما میں مسلمانوں کے قتل کے حوالے سے بھارتی مسلمانوں میں تشویش پائی جاتی ہے۔ سابق برما اور موجودہ میانمار کے مسلمانوں کو بدھ مت کے پیروکاروں کی تشدد آمیز کاروائیوں کی وجہ سے گھر بار چھوڑ کر اس ملک سے بھاگنا پڑ رہا ہے۔۔انسانی حقوق کی تنظیموں اور کارکنوں کا کہنا ہے کہ برما کی مغربی ریاست راکین میں حکومت کی جانب سے ہنگامی حالت کے نفاذ کے باوجود مسلمان اقلیت کے خلاف تشدد بدستور جاری ہے جس میں اب تک درجنوں افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ تشدد کے یہ واقعات ریاست کے بدھ مت کے پیروکاروں اور روہنگیا مسلمانوں کے درمیان بڑے پیمانے پر فسادات پھوٹ پڑنے کے نتیجے میں رونما ہو رہے ہیں۔انسانی حقوق کے دفاع کی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل کا کہنا ہے کہ 10 جون کو ہنگامی حالات کے نفاذ کے بعد سے کچھ علاقوں میں فرقہ وارانہ جھڑپوں میں کمی آئی ہے لیکن تنظیم کے عہدے داروں کے مطابق روہنگیا مسلم اقلیت پر حملوں میں بدستور اضافہ دیکھنے میں آ رہا ہے۔ تشدد کی ان کارروائیوں میں مسلمانوں کو قتل، ان کی املاک کو تباہ اور خواتین کی بے حرمتی شامل ہیں مبینہ طور پر ان حملوں میں راکین بدھ مت کے پیروکاروں کے علاوہ برما کی سرکاری فوج کے اہلکار بھی ملوث ہیں۔انسانی حقوق کی تنظیموں کا کہنا ہے کہ اصل صورت حال کے بارے میں اندازہ لگانا مشکل ہے کیونکہ برما کی حکومت بین الاقوامی امدادی کارکنوں

اور معائنہ کاروں کو متاثرہ علاقوں میں جانے کی اجازت نہیں دیتی۔ مسلمانوں کے خلاف تشدد کے واقعات کے بعد انسانی حقوق کی تنظیمیں ایک بار پھر مطالبہ کر رہی ہیں کہ برما کی حکومت روہنگیا نسل کے مسلمانوں کو شہریت دینے سے انکار کے قانون کو منسوخ یا اس میں اصلاحات کرے۔ برما کی حکومت کا کہنا ہے کہ روہنگیا نسل کے مسلمان تکنیکی لحاظ سے غیر قانونی تارکین وطن ہیں اور ان کا اصل وطن بنگلہ دیش ہے۔ انسانی حقوق کی تنظیموں اور کارکنوں کا کہنا ہے کہ برما کی مغربی ریاست راکین میں چھ ہفتے قبل حکومت کی جانب سے ہنگامی حالت کے نفاذ کے باوجود مسلمان نسلی اقلیت کے خلاف تشدد بدستور جاری ہے حکومت کا کہنا ہے کہ مئی کے آخر میں تشدد کے آغاز کے بعد سے اب تک کم از کم 78 افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ تشدد کے یہ واقعات ریاست کے بودھ پیروکاروں اور روہنگیا مسلمانوں کے درمیان بڑے پیمانے پر فسادات پھوٹنے پڑنے کے نتیجے میں رونما ہو رہے ہیں۔ زراوکی کا کہنا ہے کہ روہنگیا اور دوسرے مسلمان حملوں کا ہدف بنے ہوئے ہیں ، ان کی املاک تباہ کی جا رہی ہیں انہیں ہلاک کیا جا رہا ہے اور ان کی خواتین پر جنسی حملے کیے جا رہے ہیں اور تشدد کے ان واقعات میں صرف راکین بودھ ہی ملوث نہیں ہیں بلکہ سیکیورٹی فورسز کے اہل کار بھی حصے دار ہیں۔ انہوں نے بتایا روہنگیا علاقوں میں بڑے پیمانے پر گرفتاریوں کے بعد سے سینکڑوں مسلمان لاپتا ہیں اور ان کا اپنے خاندان والوں سے رابطہ نہیں ہو پا رہا۔ ان میں اکثریت بالغ مردوں اور لڑکوں کی ہے اور بظاہر انہیں مذہب کی

بنا پر انہیں نشانہ بنایا گیا ہے۔ زاواکی کا کہنا ہے کہ ان واقعات سے برما میں گذشتہ سال سے جاری انسانی حقوق کی سمت پیش رفت کو دھچکا لگا ہے، لیکن ان کا کہنا ہے کہ صدر تھین سین کی سیاسی اصلاحات سے برما کے نسلی اقلیتی علاقوں کی صورت حال میں قدرے بہتری آئی ہے۔ اس ماہ کے شروع میں صدر تھین سین کے اس بیان کے بعد کہ روہنگیا مسئلے کا حل صرف اس اقلیت گروپ کی ملک بدری یا پناہ گزین کیمپوں میں منتقلی ہے، صورت حال میں مزید بگاڑ پیدا ہوا ہے۔۔ ریاست راکین میں بدامنی کے آغاز کے بعد سے اب تک 90 ہزار سے زیادہ افراد بے گھر ہو چکے ہیں جس سے ایک اور انسانی بحران پیدا ہونے کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ انسانی حقوق کے کارکنوں کا کہنا ہے کہ بے گھر ہونے والے افراد کی حالت کے بارے میں جاننا بہت دشوار ہے کیونکہ برما کی حکومت بین الاقوامی امدادی کارکنوں اور معائنہ کاروں کو متاثرہ علاقوں میں جانے کی اجازت نہیں دیتی۔ مسلمانوں کے خلاف تشدد کے واقعات نے انسانی حقوق کی تنظیموں کو ایک بار پھر اس جانب متوجہ کیا ہے کہ برما کی حکومت یہ دباؤ ڈالیں کہ وہ روہنگیا نسل کے مسلمانوں کو شہریت دینے سے انکار کے قانون کو یا تو منسوخ کرے یا اس میں تبدیلیاں کرے۔۔ برما کی حکومت کا کہنا ہے کہ روہنگیا نسل کے مسلمان تکنیکی لحاظ سے غیر قانونی تارکین وطن ہیں اور ان کا اصل وطن بنگلہ دیش ہے دریں اثناء برما کے صدر "تھین سین" نے کہا ہے کہ مسلمان ہمارے ملک کے شہری نہیں ہیں اس لیے ان کے بچاؤ کا ایک ہی راستہ ہے کہ وہ عام شہروں سے

نکل کر مہاجر بستیوں میں چلے جائیں یا ملک چھوڑ دیں۔برمی صدر نے اقوام متحدہ کے مندوب برائے پناہ گزین "انٹونیو گیٹریز" سے ملاقات کے دوران کہا کہ روھینگیا شہر میں موجود مسلمان ہمارے شہری نہیں ہیں اور نہ ہی ہم ان کے تحفظ کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اگر انہیں حملوں کا سامنا ہے تو وہ ملک چھوڑ دیں۔ ہم انہیں اپنا شہری نہیں مانتے ہیں۔برمی صدر کا کہنا تھا کہ بوزی قبائل کے حملوں کا شکار مسلمانوں کے مسئلے کا واحد حل یہ ہے کہ وہ اقوام متحدہ کے قائم کردہ مہاجر کیمپوں میں رہیں۔ اگر وہ مہاجر بستیوں میں بھی نہیں رہ سکتے تو ہم انہیں شہروں میں نہیں رہنے دیں گے اور انہیں ملک سے نکال دیا جائے گا۔خیال رہے کہ برما کے شہر روھینگیا میں مسلمان پہلی بڑی اقلیت ہیں جن کی تعداد آٹھ لاکھ سے زیادہ ہے اقوام متحدہ کے تمام اداروں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ برما کے مسلمانوں کو وہاں کے مقامی دہشت گردوں کی جانب سے سنگین مظالم کا سامنا ہے ۔انسانی حقوق کی بین الاقوامی تنظیم ایمنسٹی انٹر نیشنل نے برما کی حکومت سے اراکانی مسلمانوں کو ملک کا شہری تسلیم کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ برما (میانمر) میں اس وقت بھی مسلمان آبادی کے خلاف مظالم کا سلسلہ جاری ہے۔انسانی حقوق کی عالمی تنظیم نے کہا ہے کہ ہنگامی حالت کے نفاذ کے باوجود بدھ راہبوں کی جانب سے اراکانی مسلمانوں پر تشدد کرنے کے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ تنظیم نے اس کی ذمہ دار ملکی سیکورٹی فورسز پر بھی عائد کی ہے۔برما میں رواں سال مئی میں شروع ہونے والے مسلم

کش فسادات میں 2 ہزار سے زائد مسلمان شہید اور ہزاروں لوگ بے گھر ہو چکے ہیں۔ تنظیم نے برما کی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اراکانی برادری کو اپنے ملک کا شہری تسلیم کرے۔۔۔ مجلس شوریٰ اسلامی ایران میں قومی سلامتی اور امور خارجہ کمیشن کے رکن نے برما کے مسلمانوں کے قتل عام کو سامراجی سازش قرار دیا ہے۔ قومی سلامتی اور امور خارجہ کے پارلیمانی کمیشن کے رکن اسماعیل کوثری نے کہا کہ برما کے واقعات سامراجی طاقتوں کی جانب سے جاری مسلمانوں کی نسل کشی کے منصوبے کا حصہ ہیں اور اس کا مقصد شام کی صورتحال سے مسلم امہ کی توجہ ہٹانا ہے۔ انہوں نے اسلامی تنظیموں اور انسانی حقوق کے اداروں سے اپیل کی کہ وہ فوری طور پر برما کی صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے ماہرین کی ٹیمیں رنگون روانہ کریں۔ مجلس شورائے اسلامی ایران کے رکن نے بنگلا دیش اور ملائشیا سے بھی اپیل کی کہ وہ پناہ کی تلاش میں آنے والے برما کے مسلمانوں کی دل کھول کر میزبانی کریں اور قومی و مذہبی فسادات کرانے کی سازشوں سے پوری طرح ہوشیار رہیں۔برمی صدر زاوا یہ بھول گئے کہ پاکستان نے سویت یونین کی جبگ کے موقع پر لاکھوں تا کین افغانستان کے مہاجرین کو نہ صرف پناہ دی بلکہ ان کے راشن اور رہائش کا بھی انتظام کیا، پاکستان نے کبھی بھی تارکین وطن کے ساتھ ایسا ظلم نہیں کیا بلکہ دنیائے کے تمام مسلم ممالک نے کبھی بھی ایسے گھناؤ نے عمل نہیں کیئے جبکہ برمی صدر اس عمل کو غلط کہنے کے بجائے ظالموں کی طرفداری کرکے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ

یہ عمل حکومتی پشت پناہی پر ہے۔ بحر حال اب مسلم امہ کو اس سلسلے میں ہی خود مقابلہ کرنا پڑیگا، احتجاج کے ذریعے جس میں اقتصادی و معاشی، سیاسی اور سفارتی مکمل بائیکاٹ کے ذریعے !!! حکومت پاکستان کو برمی مسلمانوں کیلئے اپنا مثبت اہم رول ادا کرنا ہے !! کیونکہ پاکستان دنیا میں مسلم ممالک میں اپنی خاص شناخت رکھتا ہے

جناح کا پاکستان

روئے زمین.بر صغیر پاک ہند میں 25 دسمبر 1876ء کو کراچی شہر کے قدیم علاقے کھارادر میں ایک ایسے لیڈر کی پیدائش ہوئی جو انتہائی ذہین، قابل، عقلمند، ہوشیار اور سلجھے دماغ کا مالک تھا، اس لیڈر کے والد کا نام جناح پونجا تھا جو پیشہ کے لحاظ سے تاجر تھے، انھوں نے اپنے اس بیٹے کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا اس لیڈر نے اپنی ابتدائی تعلیم سندھ مدرسۃ الاسلام کراچی سے حاصل کی۔ اس لیڈر نے مزید تعلیم کیلئے انگلستان کا رخ کیا اور وہاں سے بیرسٹر کی ڈگری حاصل کی حصول تعلیم میں اس لیڈر کا شمار انتہائی ذہین اور قابل شاگروں میں ہوتا تھا وکالت کی ڈگری کے بعد اس لیڈر نے انگلستان میں ہی وکالت شروع کردی، یہ لیڈر انگریزوں کی نفسیات اور عادات سے بخوبی واقف تھا اُس دور میں اس خطے میں انگریزوں کی حکومت تھی اور انگریز اس خطے سے واپس آنا چاہتے تھے حالات بے انتہا سیاسی انتشار میں تھے کیونکہ اس خطے میں دو بڑی قومیں آباد تھیں ایک ہندو دوسرا مسلمان، ہندوؤں کا تعلق اس خطے سے کئی ہزاروں سال پر محیط تھا جبکہ مسلمان اسلام کے بعد یہاں آئے اور دین محمدی کو پھیلایا ان کے ادوار تقریبا ایک ہزار سال تک کا دورانیہ ہوگا بحر حال ہندو چاہتے تھے کہ انگریز کے جانے کے بعد وہ اس خطے پر مکمل طور پر.بر سر اقتدار ہو جائیں اور دوسری طرف

مسلم قوم اپنے اندر غلامی کا اثر محسوس کر رہی تھی اسی بابت انہیں اس سیاسی بدلاؤ میں کوئی عظیم لیڈر نظر نہیں آ رہا تھا بل آخر یہ طے کیا کہ اسی لیڈر کو انگلستان سے بلایا جائے اور مسلمانوں کے مستقبل کے تحفظ کیلئے انہیں اپنا لیڈر بنا کر محفوظ کر لیا جائے ،اُس وقت کے بزرگ سیاستدانوں نے مسلسل اس وکیل سے رابطہ کرنے شروع کر دیئے بل آخر یہ نوجوان مسلم قوم کیلئے راضی ہوگیا۔اس وکیل نے انگلستان کو خیر باد کر کے بھارت کا رخ کیا، نوجوان بر سٹر نے انڈین نیشنل کانگریس (کانگریس) میں 20th صدی کے پہلے دو دہائیوں میں نمایاں کارہائے سیاسی مشاورت پیش کیں ، ابتدائی طور پر ہندو مسلم اتحاد کی وکالت اور مسلم لیگ اور انڈین نیشنل کانگریس کے درمیان 1916 ء لکھنؤ پیکٹ کی شکل میں مدد دی۔بر سٹر نے آل انڈیا ہوم اصول لیگ میں بھی ایک اہم رہنما بن گئے، اور ایک چودہ نکاتی آئینی اصلاحات کا ایک متحد برٹش بھارت آزاد ہونا چاہئے مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کی منصوبہ بندی کی تجویز پیش کی ہے۔ ءیہاں بر سٹر کا خیال تھا کہ بھارتی مسلمانوں کو ان کی اپنی ریاست کا پاس کرنا1940 چاہئے لیکن کانگریس نے انگریزوں کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کر دیا۔کانگریس کی مسلسل دھوکا دہی اور مکارین کو بر سٹر نے محسوس کر لیا اور پھر مسلمانوں کیلئے ایک الگ سیاسی پلیٹ فارم بنایا جس کا نام مسلم لیگ رکھا جو اس سال سے مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ قوم کی حمایت سے 1946 ءکے انتخابات میں سب سے زیادہ مخصوص مسلم نشستیں جیت لیں۔آخر میں، کانگریس اور مسلم لیگ

ایک متحد بھارت کے لئے شراکت اقتدار کے فارمولے تک نہیں پہنچے دونوں تنظیموں کی قیادت علیحدہ علیحدہ ہونے لگی۔ برطانیہ، بھارت ہندو کے لئے آزادی کے خواہش مند تھے جبکہ مسلمانوں کیلئے مسلم لیگ ایک علیحدہ ریاست چاہتی تھی۔ بل آخر مسلم قوم کیلئے علیحدہ ریاست کیلئے پاکستان کا نام تجویز کیا گیا۔ برسٹر کو مسلم اکثریت کے علاقے دینے پر انگریز اور ہندو سیاستدانوں میں اتفاق ہوا جس مین موجودہ پاکستان اور موجودہ بنگلہ دیش شامل تھا جبکہ کشمیر کا معاملہ تعطل کا شکار ہوا اور اب تک ہے، پاکستان 14 اگست ء کو معروض وجود میں آیا، وہ وقت تاریخ کا ایک ایسا باب بنا ہے جس میں 1947 بھارت سے ہجرت کرنے والے مہاجرین نے اپنی املاک، جانوں اولادوں اور عزتوں کے ساتھ جانوں کی لاکھوں کی تعداد میں قربانیاں دیکر اسلامی جمہوری پاکستان حاصل کیا۔ بانی پاکستان نے آزادی پاکستان کے بعد ہم میں جو پیغام رچا بسا دیا تھا وہ یہ کہ ہم ایک قوم ہیں ہمارے اپنے مخصوص ثقافت اور تہذیب، زبان اور ادب، فن اور فن تعمیرات سب پاکستان کیلئے ہیں۔ ہماری نئی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھ دی تھی۔ بانی کے بارے میں سب سے زیادہ قابل ذکر یہ ہے کہ وہ سب سے بڑا شخص تھا جس نے ہر طرف سے مخالف گروہوں کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا اور اپنے مشن میں کامیاب رہا آپ ایشیا میں اس صدی کے سب سے اہم اور بڑے آدمی تھے، مسلم دنیا میں عظیم ترین رہنماؤں میں سے ایک تھے۔ بانی پاکستان 11 ستمبر 1948ء کو دار فانی سے کوچ کر گئے آپ کا مزار کراچی میں واقع ہے بانی

پاکستان کیسا پاکستان دیکھنا چاہتے تھے اس کا آپ نے برملا اپنی تقاریر میں اظہار بھی کیا ہے جناح پاکستان کو ایسا ملک بنانا چاہتے تھے جس میں جہاں مسلمانوں کو مکمل مذہبی، معاشرتی، اقتصادی، تعلیم و ہنر کی آزادی حاصل ہو تاکہ مسلم امہ میں پاکستانی با عزت مقام رکھ سکے اور اس کے اقلیتوں کا احترام اور ان کی مذہبی آزادی بھی شامل ہو۔ لیکن آج ایسے سیاستدان پاکستان کی سیاست کا حصہ بنے بیٹھے ہیں جن کے بزرگوں کو کبھی بھی قائد نے پسند نہیں کیا بلکہ ان کے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھے اس کی وجہ ان کے بزرگوں کی مسلسل پاکستان دشمنی تھی۔

جناح کا پاکستان آج اُن سیاستدانوں کے ہاتھوں کھلونا بنا ہوا ہے جنہیں سیاست کا نہ مطلب معلوم اور نہ جمہوریت کا مفہوم معلوم۔ بانی اور آپ کے رفقائے کار شہید نواب لیاقت علی خان کے بعد سے یوں تو بہت پاکستان مین سیاسی لیڈر آئے مگر ہر ایک نے اس ملک کو لوٹا اور تعصب و اقربہ پروری کی روایت کو پروان چڑھایا اسی بابت پاکستان جغرافیائی طور پر سکڑ کر کم رقبہ پر ہوگیا اور اب بھی یہ جن ہاتھوں میں ہے اور آنے والے ہاتھ بھی کوئی نوید نہیں رکھتے اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

اور اب کامرہ ایئر بیس۔۔۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والیہ وسلم کا ارشاد کبھی بھی غلط نہیں ہو سکتا ہے آپ نے کفار و مشرکین سے تعلقات کا ایک طریقہ واضع کیا ہے، آپ ﷺ جانتے تھے کہ مشرکین و کفار بھی دین اسلام کے خیر خواہ تا قیامت نہیں رہ سکتے۔ اسی سبب آپ ﷺ نے اپنی امت کو ان اقوام سے خیر کی توقع سے منع فرمایا، آپ ﷺ نے مسلمانوں کو آپس میں یکجا ہونے کی بار بار تلقین فرمائی، خود اللہ پاک نے بھی قرآن پاک میں تمام مسلمانوں کو اتحاد اور متحد رہنے کیلئے فرمایا!!۔۔ کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔۔!! ان احکامات کا اگر جائزہ لیں تو آج تک دنیائے تاریخ میں کہیں بھی مسلم قوم کو مشرکین و کفار سے فلاح حاصل نہیں ہوئی، اسلام نے سفارتی بنیادوں پر تعلقات کا طریقہ اس طرح واضع کیا کہ اپنی عزت اور وقار کو بلند رکھتے ہوئے تعلقات کو اپنایا جائے لیکن اپنی اندرونی و بیرونی معاملات سے دور رکھا جائے۔ پاکستان میں دور جمہوری ہو یا آمریت کسی نے بھی امریکہ اور اس کے حواریوں کی طرف داری سے منہ نہ موڑا اور اس قدر بڑھ گئے کہ انہیں اپنی عسکری قوت اور سیاسی نظام میں براہ راست مداخلت کا حق دے دیا، آج پاکستان میں جو حالات رونما ہو رہے ہیں اس کی اصل وجہ بھی یہی ہے۔۔۔ اگر پاکستان کے اعلیٰ حکام جس میں ریاست کے سربراہ اور سیاسی جماعتوں کے قائدین شامل ہیں

بیرونی طاقت کو اپنے لیئے استعمال نہ کرتے تو یقینا ان کی مداخلت نہ ہوتی، ہمارے ہاں لیڈران کے چہرے بدلنے سے کوئی حل نہیں نکلے گا بلکہ نظام کی درستگی اور لائحہ عمل کا صحیح نقاط پر عمل پیرا ہونا ناگزیر بن چکا ہے، اب تک تمام دہشتگردی کا مطالعہ کیا جائے تو اہم تنصیبات اور مقامات کا ہدف اس کیلئے آسان ہے کہ ہماری انتظامیہ جس میں پولیس اہم مقام رکھتی ہے اپنی ذمہ داری کو احسن طریقہ سے پر کرتی نظر نہیں آتی اس میں یہ بھی وجہ ہے کہ افسر شاہی ہو یا وزیر و مشیر سب کو سلام کرنا اور جھک کر ادب بجا لانا لازمی ہے اس کے علاوہ عسکری نظام میں افسر کی تلاشی معیوب سمجھی جاتی ہے جبکہ دہشتگرد کوئی بھی لبادہ اوڑھ سکتے ہیں، یہ ملک اس معاملہ کا متحمل نہیں کہ یہاں ہر کوئی راجہ بنا رہے، پروٹوکول کی اس بارش میں تحفظ پہچانے والے اداروں کے افسران اور جوان کی اس قدر عزت ہتک ہوتی ہے کہ انہیں ایسا احساس ہوتا ہے کہ وہ ان منتخب نمائندگان، نوکر شاہی اور اعلیٰ افسران کی غلامی کیلئے نوکری کر رہے ہیں جبکہ آئین و قانون یہی کہتا ہے کہ انہیں عوام الناس اور ملک کی حفاظت کیلئے مکمل آزاد اور پر ہتھیار جدید آلات سے آراستہ کیا جائے تاکہ یہ ملک دشمن کا صحیح طور پر قلع قمع کر سکیں۔ عدلیہ کو اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ اگر کوئی بھی دہشت گرد بمعہ اسلحہ گرفتا ہوتا ہے تو اُس کیلئے قطعی نرم جگہ نہیں رکھنی چاہئے یا پھر ایوان میں ایسا قانون پاس کرنا چاہئے جو ملک غدار پایا جائے اُسے سرے عام پھانسی دے دی جائے، الحمد

للہ پاکستان کے ایٹمی اثاثے محفوظ ہاتھوں میں ہیں اور امریکہ اس کے حامی ممالک کو یہ گوارہ نہیں کہ پاکستان ایٹمی طاقت کیوں ہے ؟ بھارت ، اسرائیل اور نیٹو کے ممالک امریکہ کے ساتھ ملکر میٹھی چُھوری کا کام کر رہے ہیں ۔ پاکستان حالات جنگ سے گزر رہا ہے ہمارے تمام سیاسی لیڈران کو چاہئے کہ وہ قوم میں باہم اتفاق پیدا کریں تاکہ دشمن کو ہماری صفوں میں گھسنے کا موقع نہیں مل پائے یقینا اس بات کو ہر وہ پاکستان کی سیاسی جماعت لیبک کہے گی جو پاکستان اور عوام سے سچے محبت اور مخلصی کا جذبہ رکھتے ہیں البتہ ان جماعتوں میں وہ جماعت جو محب الوطنی کا جذبہ سے عاری ہے یقینا اپنی قوم کو اکسا کر حالات میں مزید بگاڑ پیدا کریگی ، اب عوام میں شعور بیدار ہوگیا ہے عوام خود جانتی ہے کہ کون صحیح کام کر رہا ہے اور کون صرف بیان بازی پر اپنا وقت ضائع کر رہا ہے ، کسی بھی لیڈر کے کارنامہ یا خامیاں بتانے کی ضرورت نہیں ہر جماعت کو اپنے اپنے پلیٹ فارم سے وطن عزیز پاکستان کی سلامتی و بقاء کیلئے مثبت کردار کرنے کی ضرورت ہے ! ! کس نے کیا کھایا اور کس نے کیا لگایا یہ سب کچھ عوام جانتی ہے عوام کو مزید بیوقف بنانے سے بہتر ہے اپنے سیاسی پلیٹ فارم کو درست کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ عوام ہی ان کی سیاسی پلیٹ فارم کو نوچ ڈالیں ، پاکستان کی عوام غیور ہے اور محب وطن بھی ۔ دوسری جانب عدلیہ اور عسکری اداروں کو ہوش مندی کا ثبوت دینا پڑیگا ، عدلیہ پولیس کو سختی سے پابند کرے کہ شہری علاقوں تک دہشتگرد نہ پہنچنے پائے اور عسکری

وقتوں کو چاہئے کہ وہ جامع تلاشی اور تحفظات کی خاطر جوان سے لیکر جنرل تک کی تلاشی لیں تاکہ کوئی لبادہ اوڑھ کر ہماری صفوں میں داخل نہ ہوسکے ، اس کے علاوہ بالخصوص وزرائ، مشیر اور سیاسی لیڈران کے پروٹوکول کو کم کرکے شہری باؤنڈری پر سخت چیکنگ کیلئے نفری میں اضافہ کیا جائے، جب سیاستدان آپس کی چپکلش اور اختلاف کو شدت کی حدود سے ختم کردیں گے تو انہیں اپنے تحفظ کی ضرورت بے ھی نہیں پڑے گی ، حیرت و تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ایک ہی ملک اور ایک ہی قوم کے لیڈر ہونے کے باوجود آپس میں دست و گریبانی اور قتل و غارت گری زیب نہیں دیتی ، ہمیں ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت لڑایا جارہا ہے تاکہ ہماری اندرونی لحاظ سے کم کمزور ہڑھ جائیں اور دشمن کو اپنے ہدف پورا کرنے میں آسانی پیدا ہوسکے۔ پاکستان طالبان ایک مکمل دہشت تنظیم ہے جو امریکہ، بھارت ، اسرائیل اور ان کے حواریوں کی پیداوار ہے ، اس تنظیم میں وہ لوگ کام کررہے ہیں جو دولت کی حصول عیش و عشرت کے خواہ ہیں اور افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ اس جماعت میں جنوبی وزیرستان کے مسلمان شامل ہیں جنھیں امریکہ، بھارت، اسرائیل کی عسکری کمانڈر تربیت کے مراحل سے گزار کر تیار کررہے ہیں ، ایک جانب یہی ممالک دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام دیتے نہیں تھکتے دوسری جانب یہی ممالک پاکستان میں دہشتگردی پھیلانے میں تلے ہوئے ہیں کیونکہ یہ نہیں چاہتے کہ پاکستان مستحکم ہو اور اس کے ساتھ اسلامی ریاست میں استحکام پیدا ہو درحقیقت یہ سرد جنگ کسی ملک کی نہیں بلکہ دین اسلام کی جنگ ہے جو

یہ مسلمانوں میں پیدا شدہ میر جعفر و صادق کے ذریعے کر رہے ہیں اس جنگ میں جہاں یہود و مشرکین مالی معاونت کر رہے ہیں وہیں ایک بہت بڑا طبقہ قادیانیوں کا بھی جو پاکستان کو بڑھتا پھولتا نہیں دیکھ سکتا۔ اب وقت ہے کہ ہر پاکستانی کو اپنی صفوں میں ملک دشمن کو تلاش کرنا ہوگا اور اتحاد، یقین و محکم کی زنجیر کو قائم کرنا ہوگا کیونکہ پاکستان میں امریکہ، اسرائیل، بھارت اور نیٹو نے مذہب و لسانیت کی ہوا کو دیکر آپس میں لڑا کر ہمیں کمزور کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکیں، اس سلسلے میں جمہوری لیڈران کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اپنے پلیٹ فارم سے ملکی سالمیت کی خاطر آپس کے اختلافات کو بھلا کر اتحاد پیدا کریں اور اگر کسی جماعت نے صرف اور صرف اختلاف کی سیاست کی تو یقینا اس کے اس عمل سے ملک پریشانی سے دوچار ہوگا، عوام جانتی ہے کہ کس نے کیا دیا ہے اور کون کیا دے گا عوام کو سبق پڑھانے کا وقت نہیں ابھی پاکستان حالالت جنگ سے گزر رہا ہے۔ پاکستان کی میڈیا کے فرائض میں شامل ہے کہ ملکی بہتری کیلئے ایسے شوز جس میں سیاسی لیڈران آپس میں نوارا کشی کرتے ہوں بند کر دیئے جائیں اور صرف اور صرف اصلاحی بنیاد کے پروگرام مرتب کیئے جائیں تاکہ عوام میں آپس میں محبت اور بھائی چارگی کا مادہ پیدا ہو اور عوام اپنے درمیان چھپے دشمن کو تلاش کرنے میں مصروف ہو جائیں اگر ہم سب میں یکجہتی کا جذبہ بیدار ہوئے تو یقینا دشمنان پاکستان کو اس ملک و قوم کیلئے دہشت گردی کا کوئی راستہ میسر نہ

آسکے گا، اگر ان حالات میں بھی کوئی سیاسی جماعت اپنی روش نہیں چھوڑتی اور متواتر تنقید برائے تنقید پر جاری رہتی ہے تو وہ نہ ملک کے ساتھ انصاف کریں گے اور نہ عوام کے ساتھ ۔ قریب انتخابات مین عوام خود فیصلہ دے دیگی یہاں ایک بات باور کرانا چاہتا ہوں کہ ایکشن کمشنر کو انتخابی طریقہ کار کو تبدیل کرنا پڑیگا ووٹنگ کے وقت انگوٹھے کا اسکینگ کا نظام لازماً رکھنا پڑیگا اور نادار سے ڈیٹا منسلک کرکے صحیح اور درست ووٹر کا انتخاب کرنا پڑیگا ورنہ کبھی بھی صحیح اور سچائی کی بنیاد پر شفاف انتخابات نہ ہوسکیں گے۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین ، پاکستان زندہ باد۔۔۔۔ پاکستان پائندہ باد۔!!

سوشل میڈیا اور سیاست۔۔۔۔

دنیا کے کمپیوٹر انجنیئرز نے انسانی باہم تعلقات اور روابط کو بڑھانے کے رجحان کو محسوس کرتے ہوئے اس سلسلے میں گزشتہ دھائی سے ہی اپنی کوششیں جاری کردی تھیں اور کمپیوٹر کو ایک بہترین تعاون بنانے کیلئے اس میں روز بروز جدت اختیار لائی گئیں، کم وقت میں کمپیوٹر انجینئرز اپنے اس مقصد کے حصول تک پہنچ گئے یہ سلسلہ پوری دنیا تک پھیل گیا، یہ حقیقت ہے کہ اُن ممالک نے اس میں زیادہ کام کیا جو معاشی، سیاسی، سماجی اور اقتصادی طور پر مستحکم تھے جن میں امریکہ، یورپ اور ایشیاء میں چائنا، جاپان، تائیوان، کوریا خاص کر شامل رہے۔ پاک و ہند اپنی بد انتظامی، سیاسی جنگ و جدل اور دشمنی کی بناء پر اس طرف توجہ نہ دے سکے لیکن دو جنگوں سے نہ صرف نقصان سے دوچار ہونا پڑا بلکہ دنیا کی ترقی میں بھی پیچھے رہ گئے بالآخر بھارت اور پاکستان کو احساس ہوگیا کہ دنیا کے ساتھ چلنے کیلئے لڑائی نہیں پڑھائی ضروری ہے اسی احساس نے بھارت کو بہتر اور معیاری تعلیم کی جانب گامزن کردیا مگر پاکستان میں سیاستدانوں نے طلب تعلیم کے باجود عوام الناس میں ایک ایسا گھناؤنا منفی تعلیمی زہر گھول ڈالا شائد اس کا اثر کبھی ختم ہو یہ زہر رشوت کے عوض پاس کرنا، نقل کے رجحان کو بڑھانا، سیاسی داخلہ پالیسی کو اجاگر کرنا، ذہین و قابل طالب علموں کیلئے

مسلسل رکاوٹ پیدا کرنا معمول بنادیا گیا ہے، سرکاری مدارس کو مکمل تباہ و برباد کرکے غیر سرکاری اسکولوں کو فروغ دینا اور غیر سرکاری مدارس سے بھاری فیسوں کے عوض زیادہ سے زیادہ دولت کمانا ذوالفقار علی بھٹو کے دور سے جو سلسلہ شروع ہوا اور اب تک جاری ہے بلکہ اس میں کئی قدر منفی اضافہ بھی ہوگیا ہے۔ ایک وقت تھا کہ پاکستان کے تمام سرکاری مدارس مثالی تھے اور اساتذہ کرام اس شعبہ کو ایمان کی حد تک رکھتے تھے انتہائی جانفشانی، محنت اور لگن سے طالبعلموں کو پڑھاتے تھے ٹیوشن کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا، ان اساتذہ کرام میں ایک بہت بڑی تعداد اُن اساتذہ کرام کی تھی جنھوں نے بھارت کی سب سے بڑی اور معیاری مسلم یونیورسٹی سے تعلم حاصل کی تھی اُس یونیورسٹی کا نام علی گڑھ مسلم یونیورسٹی تھا جس کی بنیاد سر سید احمد خان نے رکھی تھی۔ پاکستان کی تعمیر و ترقی میں علی گڑھ یونیورسٹی کے طالبعلموں کا نام اور مقام بہت اہمیت رکھتا ہے بحر حال قوم پرستی، تعصب و اقربہ پروری نے اس ملک کے تعلیمی نظام کو تہس و نہس کرکے رکھ دیا کیونکہ اب اساتذہ سے لیکر وزیر تعلیم تک رشوت اور بد عنوانی میں مکمل دھنسے ہوئے ہیں۔ یہاں غریب کیلئے تعلیم نایاب ہوچکی ہے کیونکہ اب تعلیم سب سے بڑا کاروبار بن چکی ہے جس ملک میں تعلیم اور صحت کاروبار بن جائیں وہ ملک جلد تباہی کے دھانے پر پہنچ جاتا ہے بحر کیف پاکستان کے مقابل بھارت میں غریب کی شدت کے باوجود تعلیم اور صحت پر حکومت نے خاص کنٹرول رکھا اور اپنی عوام کو بہتر تعلیم سے

آراستہ کیا یہی وجہ ہے کہ بھارت کے شہری تعلیم میں کسی طور پر فرق نہیں رکھتے البتہ پاکستان میں تعلیم کے حصول میں بہت فرق پایا جاتا ہے جو جتنا امیر ہے اُس کا بچہ اسی قدر بہتر ماحول اور بہتر تعلیم حاصل کرسکتا ہے خیر اس سلسلہ میں بات کی جائے تو بہت دور تک چلی جائے گی ، پاکستان میں مہنگی تعلیم کے باوجود یہاں کے طالبعلموں کو اللہ نے بہت صلاحیت سے نوازا ہے اور کئی طالبعلوں نے کئی شعبوں میں بین الاقوامی مقام بھی حاصل کیئے ہیں ان میں متوسط طبقہ کے طالبعلم ہی ہیں۔ یہ بات سامنے آئی ہے کہ متوسط طبقہ کے طالبعلوں کیلئے تعلیم سستی اور آسان کردی جائے تو پاکستان تقیناً بہت جلد ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل بھی ہوسکتا ہے ۔پاکستان کے ذہین طالبعلموں میں ارفع کریم، ملالہ یوسف زئی، مجتبیٰ رفیق جیسے ذہانت رکھنے والے طالبعموں نے پاکستان کیلئے اپنی خدمات پیش کرکے نہ صرف پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر عزت دلائی بلکہ ان کی خدمات پاکستان کی تاریخ کا حصہ بھی بن چکی ہیں ۔دور حاضر میں فائبر نیٹ ورک نے پوری دنیا میں روابط کا ایسا کارنامہ پیش کردیا ہے کہ اب کوئی خبر ہو یا واقعہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں رہ پاتا سب سے بڑھ کر خوبی یہ ہے کہ اس کمپیوٹر کے ذریعے سوشل میڈیا تمام چینل اور اخبارات سے پہلے اور پوشیدہ خبرون، واقعات کو فیس بک، ٹیوٹر ، گگل اور دیگر ویب سائٹ پر آزادانہ پیش کردیتا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس میں غلطی کے امکانات زیادہ پائے جاتے ہیں ۔ اس سوشل میڈیا کے ذریعے اچھی

رائے بھی حاصل ہوتی ہیں اور تنقید برائے اصلاح بھی گو کہ لکھنے والوں کیلئے ایک بہترین پلیٹ فارم بھی ہے۔ دنیا ایک طرف پاکستان کی جو موجودہ حالت ہے اس پر کہنے والوں نے بڑے دل کھول کر اپنے جذبات و احساسات کا مظاہرہ کیا ہے خاص کر سوشل میڈیا میں تاثرات حقیقت کے قریب دیکھ سکتے ہیں، حکومت اور سیاستدان اس سوشل میڈیا سے خائف ہے کیونکہ اس میں ہر جماعت کارکن اور عام شخص بھی شامل ہے، دیکھا یہ گیا ہے کہ کارکنان اپنی اپنی جماعتوں کے قصیدہ لکھنے اور منوانے پر تلے ہوتے ہیں اور عام شہری حقیقت سے ایک ذرہ بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہیں ہوتا، انٹرنیٹ کی دنیا نے جہاں تصاویر کی رسائی آسان کردی ہیں وہیں وڈیوز کی اشاعت اور حصول بھی آسان بنادیا ہے گویا اب دنیا مکمل سمیٹ گئی ہو۔ سوشل میڈیا کو مثبت پہلو سے اپنانے سے بہتر نتائج حاصل وہتے ہیں اگر اسے منفی انداز میں اپنایا جاتا ہے تو یہ قوموں کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی وقت نہیں لیتا، پاکستانی نوجوانوں میں یہ شعور بیدار کرنا ہوگا یہ اس سے ملکی و قومی سطح پر مثبت طریقہ کار سے بہتر نتائج اخذ کیئے جائیں تاکہ پاکستان کی تقدیر بدل سکے اور جمہوری ریاست میں جمہوریت کی اساس کا دم نہ گھٹ سکے اور ہماری نئی نسل کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ سوشل میڈیا میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے ملکی و قومی وقار کو باعزت بلندی تک پہنچائے۔ اللہ پاکستان کو باوقار ہمیشہ رکھے آمین۔

لوکل باڈیز کا نظام پھر رائج۔۔۔

صدر مملکت سردار آصف علی زرداری نے سندھ کی سیاسی بے چینی اور ناگزیر انتظامی سیاسی تبدیلی کو گہرے انداز سے جانچا اور محسوس کرنے کے بعد فیصلہ صادر کردیا کہ سندھ میں لوکل گورنمنٹ کا اجراء کچھ قانونی تبدیلیوں کے بعد رائج کردیا جائے اس سلسلے میں چند روز قبل کراچی بلاول ہاؤس میں ایک میٹنگ منعقد کی جس میں پاکستان پیپلز پارٹی اور متحدہ قومی موومنٹ کے کور کمیٹی کے ممبران کو لوکل گورنمنٹ کے نظام کے سلسلے میں دعوت مشاورت دی جس میں پاکستان پیپلز پارٹی اور متحدہ قومی موومنٹ کے کور کمیٹی اراکین کے ساتھ گورنر سندھ عشرت العباد اور وزیر اعلیٰ سندھ سید قائم علی شاہ نے بھی شرکت کی دونوں سیاسی جماعتوں کے ذمہ داران نے سردار آصف علی زرداری کے حکم پر سر جوڑ باہم مشاورت میں لگ گئے تاکہ ایسا آرڈیننس بنایا جائے جو تمام سیاسی پارٹیوں کے تحفظ کا حق رکھ سکے لیکن سندھ علیحدگی پسند سیاسی جماعتوں نے اسے اپنے لیئے غیر مناسب قرار دیا اسی طرح عوامی نیشنل پارٹی نے مداخلت کرتے ہوئے اپنی ناراضگی کا بھی اظہار کیا یاد رہے اے این پی بھی موجودہ حکومت کی حلیف جماعت ہے۔ پاکستان مسلم لیگ فنکشنل پیر پگاڑہ نے ایک بیان میں اپنا موقف دیتے ہوئے کہا کہ حکومت نے ان کی جماعت کو اس نئے لوکل باڈیز آرڈیننس میں اعتماد میں نہیں لیا۔ لوکل باڈیز

کے نظام پر تحریک انصاف نے سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے واضع کیا کہ یہ ایک بہت بڑی حکومت کی چال ہے جو جنرل الیکشن کو سبوتاژ کرنے کے مترادف ہے جبکہ مسلم لیگ نون کی جانب سے بھی سندھ میں لوکل باڈیز کے نظام پر مسلسل منفی بیانات جاری ہوئے ان کا کہنا ہے کہ حکومت لوکل باڈیز کے بجائے نئے جنرل الیکشن کی تاریخ کا اعلان کریں اور جلد از جلد جنرل الیکشن کرائے جائیں گویا یوں لگتا ہے کہ پاکستان مسلم لیگ نون سیاسی اکھاڑے میں اپنی عوامی مینڈیٹ کا اظہار کرنے کیلئے بے چین ہے۔ لوکل باڈیز کا نظام کیلئے موجودہ حکومت دباؤ کا شکار نہیں رہی بلکہ ماضی کی حکومتوں نے اسے اپنا کر بہتر انداز میں عوامی خدمات کو عملی جامع پہنایا سابقہ حکومتوں میں جمہوری حکومت کے ساتھ ساتھ چیف مارشلاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق نے باقاعدہ سیاسی انتظامیہ کو لوکل باڈیز کے انتخابات کراکے رائج کیا اور پھر اسی طرح جنرل پرویز مشرف نے بھی بلدیاتی نظام کو پڑوان دیا، جنرل پرویز مشرف نے صوبائی و علاقاتی جات پر ترقی کی ایک راہ روشن کردی تھی جس کا ثبوت کراچی، حیدرآباد، میرپورخاص اور دیگر شہر تھے یہ الگ بات ہے کہ کس سیاسی پارٹی نے پرویز مشرف کی مالی و انتظامی سہولت کو عوام کیلئے مفید بنایا۔۔۔!! پنجاب میں بھی کام ہوئے، پشاور کے ساتھ بلوچستان میں نئی شاہراہوں اور دیگر امور پر کام کیا گیا۔ سیاسی مخالفین کا اختلاف اپنی جگہ لیکن یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ جنرل پرویز مشرف نے اپنے دور حکومت میں عوام کو سبسیڈی کے ساتھ دیگر بنیادی سہولتوں سے

بھی نوازا شائد وہ مزید رہتے تو تھر کول کا مسئلہ بھی حل ہو چکا ہوتا اور آج پاکستانی قوم توانائی کے میدان میں نہ صرف خود کفیل ہوتی بلکہ بیرون ممالک کو دینے کے قابل ہو جاتی بحر حال عوام کی آنکھ سے اب کچھ پوشیدہ نہیں رہا ہے اور پاکستانی عوام میڈیا کے توسط سے کئی پوشیدہ رازوں سے آشنا ہو جاتی ہے یہ بھی حقیقت ہے کہ کہیں کہیں میڈیا بھی اپنے فرائض میں مجرم ہو جاتی ہے لیکن مکمل احاطہ کیا جائے تو میڈیا میں اصولی لوگ اب بھی اکثریت میں ہیں ۔ پنجاب مسلسل سیاسی دنگل میں رہا ہے اور اپنی قوم کیلئے کوئی مثبت عمل دیکھنے کو نہیں ملتا ۔ یہاں یہ بات بھی واضع کرتا چلوں کہ پاکستان مین جتنی سیاسی پارٹیاں ہیں سب میں بہت خدوخال پائے جاتے ہیں اسی لیئے کسی پر نقطہ چینی کرنے کے بجائے اپنی اپنی صفوں کو درست کرتے ہوئے عوامی فلاح بہبود پر مکمل توجہ دینی چاہئے ۔ بلدیاتی نظام سے جہاں گلی کوچوں کے مسائل حل ہوتے ہیں وہیں کرپشن کے مواقع بھی بڑھ جاتے ہیں اسی لیئے سیاسی جماعتوں پر انتہائی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے ذمہ داران اور کارکنان کو اصولوں اور اخلاقیات میں پابند رکھے اور ان کی جانچ پڑتال کیلئے موثر لائحہ عامہ تیار کرنا چاہئے تو یقینا پاکستان کی سیاسی جماعتیں بد عنوانی سے پاک رہ سکتی ہیں ۔ پاکستان میں مسلسل تقریاں سیاسی بنیادوں پر چلی آرہی ہیں لیکن اگر اس میں میرٹ کو فوقیت دی جائے تو ہر شعبہ بہتر امور پر گامزن ہو سکتا ہے کئی ایسے محکمے ہیں جن میں قابل اور ذہین ملازم ہیں مگر ان کی ترقیاں نہیں

ہو رہی ہیں البتہ اُن لوگوں کو نوازا جا رہا ہے جو اہل نہیں ہیں بلکہ اندرون خانہ بد نظمی اور اقربہ پروری میں پائے جاتے ہیں ۔ یہاں یہ واضع کرتا چلوں کہ متحدہ قومی موومنٹ ہو یا پاکستان پیپلز پارٹی ، مسلم لیگ نون ہو یا دیگر پارٹی ان سب کے تقرر یافتہ لوگوں میں ایسے بھی لوگ ہیں جو واقعی اہل ہیں مگر ان کی ترقی کا عمل نہیں ہوتا اگر اس جانب تمام سیاسی پارٹیاں اس معاملہ پر صحیح اور درست سمت میں احاطہ کریں تو یقینا ان کے وہ کارکنان اور ہمدرد جو اہلیت کے زمرے میں آتے ہیں وہ اور جذبہ سے ملت و ملت کیلئے بہترین مثبت کردار ادا کر سکتے ہیں خاص کر وہ ادارے جو وفاق اور صوبائی حکومتوں کو ریونیو دیتے ہیں ۔ بدیاتی نظام میں ریونیو شعبہ بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے لیکن افسوس کہ اس شعبہ میں سب سے زیادہ کرپشن دیکھنے میں آتی ہے اسی طرح کے پی ٹی، کسٹم، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ، بن قاسم ، پاکستان اسٹیل ملز، انکم ٹیکس وغیرہ میں اہل ملازمین کو ڈپارٹمنٹ امتحان میں نمایاں کامیابی کے بعد فی الفور ترقی کا عمل پیدا کیا جائے۔ ! ! پاکستانی عوام اپنے سیاستدانوں سے بہت امید رکھتی ہیں عوام کے خیال میں جمہوری حکومتیں کرپشن سے پاک اور عوامی فلاح و بہبود کیلئے بہت موزوں ہیں اگر ان میں ہی کرپشن کا زہر پھوٹ پڑیگا تو یہ عوام کہاں جائے ۔ انتظامی اختیارات نچلی سطح پر ہونے چاہئیں مگر اس کے ساتھ ساتھ احتسابی عمل بھی جڑا ہونا چاہئے تاکہ کوئی بھی بد عنوانی کو نہ اپنائے بحر حال ایک بار پھر عوام اپنے سیاستدانوں سے امید رکھ

رہی ہے کہ بلدیاتی نظام کے تحت سٹی گورنمنٹ اپنے شہریوں اور دیہی علاقوں کے مکینوں کو صفائی و ستھرائی، اسٹریٹ لائٹس، پینے کے پانی کی فراہمی، روڈ سڑکیں اور شاہراہوں کی مرمت، کھیل کود کیلئے میدان اور تفریحی مقامات کا بنانے کا یقینی عمل پیش کریں گے۔ ورنہ عوام ایسی جمہوریت کو رد کردے گی جو سوائے جھوٹ، دھوکے مکاریں پر قائم ہو اور عوام الناس عدلیہ و افواج سے ایسا انتخابی نظام طلب کریگی جس میں الیکشن کے وقت اسکینگ کا عمل لازم و ملزوم قرار پائے اور غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن کا انعقاد ہو۔۔۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا وقت آنے سے پہلے پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں آپس میں نورا کشتی بند کرکے سنجیدگی کے ساتھ ملکر عوام اور ملک کیلئے صحیح معنوں میں ایسا پاکستان بنائیں جو پوری دنیا میں پڑھا لکھا، با عزت، با وقار سمجھا اور دیکھا جائے تاکہ گرین پاسپورٹ اعزاز کی علامت میں شمار کیا جائے اللہ پاکستان کا حامی و ناظر رہے، پاکستان زندہ باد آمین۔۔۔۔۔۔!!

پاکستانی عوام کا حال تو یہ ہے

پرانے زمانے کی بات ہے کہ ایک بادشاہ تھا اُس کا وزیر انتہائی شاطر، چالاک اور ظالم تھا، بادشاہ اُس کے مشوروں کو بہت اہمیت دیتا تھا ایک روز وزیر نے شاہی خزانے کا دیکھا تو بہت کم پایا اُسے ایک منصوبہ سوجا، اُس نے بادشاہ کو شاہی خذانے میں اضافہ کیلئے یہ مشورہ دیا کہ، بادشاہ سلامت آپ رعایا پر دُگنے محصولات کردیں تاکہ شاہی خذانے میں اضافہ ممکن ہوسکے اور ہمارے عیش و عشرت میں کمی نہ آئے، بادشاہ نے وزیر کی اس بات پر اپنی حیرانی و پریشانی کا اظہار ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ عوام احتجاج کریگی جواباً وزیر نے بادشاہ کو اطمینان دلاتے ہوئے کہا کہ آپ بے فکر رہیں ایسا نہی ہوگا کیونکہ وزیر عوام کی حالت و نفسیات سے واقف ہوگیا تھا بالآخر بادشاہ نے منادی کا حکم صادر کیا کہ آئندہ بادشاہ کے حکم سے محصولات میں دُگنا اضافہ کردیا گیا ہے، بادشاہ کے حکم سے رعایا نے محصولات دُگنا دینا شروع کردی کچھ وقت گزرا تو پھر وزیر کو بے چینی ہوئی اُس نے بادشاہ کو مزید محصولات میں اضافہ کرنے کا مشورہ دیا بادشاہ حسب عادت گھبرایا کہ عوام میں بغاوت نہ پیدا ہوجائے لیکن اس بار بھی وزیر نے اطمینان دلایا کہ کچھ نہیں ہوگا اگر کچھ ہوا تو میں سنبھال لونگا خیر بادشاہ نے مزید محصولات بڑھانے کا حکم دیا گو کہ یہ احکامات کئی بار ہوئے

مگر عوام نے خاموشی سے تعمیل کی لیکن وزیر کو اب بھی بے چینی تھی اُس نے بادشاہ کو ایک ایسا مشورہ دیا کہ بادشاہ تخت سے اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا یہ بہت زیادہ ہو جائیگا وزیر نے مشورہ یہ دیا تھا کہ اب آپ منادی کروادیں کہ صبح کام پر جاتے ہوئے دربار سے ایک جوتا کھا کر جایا کریں گو کہ اس حکم کے بعد سے رعایا صبح دربار میں ایک جوتا کھا کر کام پر جانا شروع کر دیا، ایک روز رعایا کی جمیع غفیر ہوگیا اور بہت شور شرابا تھا کہ بادشاہ کی آنکھ کھل گئی اُس نے وزیر کو طلب کیا کہ کیا ماجرا ہے یہ رعایا کیوں تمام کی تمام یہاں کیوں شور مچارہی ہے، وزیر نے کہا کہ بادشاہ سلامت رعایا کا مطالبہ ہے کہ جوتے مارنے کیلئے بادشاہی لوگ زیادہ سے زیادہ رکھیں تاکہ کام پر جانے میں دیر نہ ہو۔۔۔۔۔یہ رعایا کوئی اور نہیں ہماری ہی قوم ہے اور بادشاہ تو آپ جانتے ہی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ وہاں وزیر ایک تھا تو عالم کیا ہوا اور یہاں کئی وزراء ہیں تو جان !! لیجئے اپنا عالم۔۔۔۔۔۔۔

یہ رعایا جب اپنے آپ کو خود بدلے گی تب کہیں جاکر حالات بدل سکیں گے کیونکہ آنے والے نئے چہرے، نئے خواب، نئی بات، نیا احساس سب کا سب دھواں ہے اور پچھلے انگارے ہیں۔۔۔ گلِ گلزار بنانے کیئے اس کھیت میں ہل چلا کر از سر نو اس رعایا کو اپنے تمام فاصلے مٹا کر یکجا ہونا پڑیگا، تعصب، اقربہ پروری، نفرت، بغض و عناد، کینہ پروری، جھوٹ و افلاس، قوم پرستی وغیرہ۔۔ان تمام

جراثیم کو ذہنوں سے نکال باہر پھینکنا پڑیگا پھر مطالبہ جو اٹھے گا وہ یقینا ایوان میں قابل قبول ہوگا ان مطالبوں میں سب سے پہلا اور موثر پاکستانی عوام کا مطالبہ انتخابات میں جدید خطوط پر کمپیوٹرائزڈ اسکیننگ کے ساتھ ووٹنگ سسٹم کا ہے جو عوام الناس نے پیش کرنا ہے اُن نمائندوں کیلئے جن کو وہ منتخب کرنا چاہتے ہیں بغیر کسی زور وزبر اور دباؤ کے۔۔۔۔ یہ حقیقت ہے کہ گرجہ، قبائل، خاندان، قومیت مسلسل بکتی چلی آرہی ہیں اور ان کے سردار ہوں یا چوہدری یا پھر وڈیرے یا خان سب کے سب غریب وغرباء، مسکین وضرورت مندوں کو ان کی ضروریات کا لالچ دیکر یا پھر خوف وخشیت کا احساس دلاکر ووٹ حاصل کرنا وطن عزیز پاکستان میں وطیرہ بن چکا ہے، جب تک یہ نظام جڑ سے مر نہیں جاتا اُس وقت تک پاکستان کی ترقی ناممکن ہے، قسمتیں نعروں سے نہیں عمل سے بدلا کرتی ہیں اور عمل بھی وہ جو مثبت اور فلاح پر مشتمل ہو ورنہ ڈگڈگی بجانے والے بہت تماشہ بناتے ہیں اور سمجھدار عقل کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے

پاکستان زندہ باد

پاکستان پائندہ باد

ہائے رے، پاکستان۔۔۔۔

اور سب بھول گئے حرفِ صداقت لکھنا
رہ گیا کام ہمارا ہی بغاوت لکھنا
لاکھ کہتے رہے ظلمت کو ظلمت نہ لکھنا
ہم نے سیکھا نہیں پیارے بہ اجازت لکھنا

دور حاضر میں پاکستانی قوم احساسِ زندگی سے مردہ ہو چکی، خود غرضی اور لالچ نے اسے آ گھیرا، تعصب و نفرت کی آگ میں جھونک گئی، عبرت کا احساس پژمردہ ہوتا چلا گیا، اب نام و نشان نہیں ملتا محبتِ رسول کا، نہ پیروی اور درد ہے فرمانِ اللہ کا، پھر کہتا ہے آج کا انسان میں ہوں مشکل میں پریشاں، نہ باز آتا ہے ساز باز سے اور نہ ذخیرہ اندوزی سے، کہیں بندوق اور کہیں آتشی دھماکے سے، دھواں ہر طرف کو اٹھتا ہے، معصوم بچوں اور بچیوں کی خوف سے ابھری چیخیں، زمین کو لپکتی ہیں آسمان کو چھوتی ہیں، ہر فرشتہ رب کے حکم کا منتظر رہتا ہے، کہ کب حکمِ ربی ہو اور تہس نہس کر دیا جائے، غم و غضب میں رہتا یہاں آدمی، ہر روز بلا اجازت اور بنا قصور مرتا ہے یہاں آدمی، عجب شہر بن گیا ہے یہ کراچی، کبھی تھا روشنیوں میں چکا چوند اور اب ہے ہر طرف لوڈ شیڈنگ کا اندھیرا، بلوں ٹیکسوں اور مہنگائی کا طوفان امنڈ رہتا ہے، ہر بچہ

بچہ سہار رہتا ہے۔ پڑھائی سے دور لوٹ مار میں مست رہتا ہے، یہ کیسا نظام دیا ہے
ہمارے لیڈرانوں نے، خود ہی جھونگ دیا پیاروں کو آگ میں، یہ کیسی سازش ہے اس
۔قوم سے، پاکستان میں امن و شانتی چلی گئی کام سے، حالات نظر کر دیئے گئے
مارگٹ کلنگ میں، کبھی یہاں تو کبھی وہاں بکھری ہیں لاشیں، سبز ہلالی پرچم پر نام کو لکھتے
ہیں کلمہ طیب کا، مطلب جانتے بھوجتے اڑاتے ہیں مذاق اس کا، پھر قہر خدا کو للکار کہ کہتے
ہیں یہ نادان، ہم ہی ہیں جسے رکھیں زندان، ظلمت کے پہاڑ کھڑے کیئے جاتے ہیں،
ٹیکسوں کے انبار لاگائے جاتے ہیں، غریب کا جینا محال ہے یہاں، زندگی سے لڑنا بیکار ہے
یہاں، ہر بار کہتا ہے یہ وزیر در وزیر، اب کے ہوگی نہیں زیادتی پر زیادتی، عجیب لیڈر
ہیں جھوٹوں کے انبار میں، اپنی ہی قوم کو رکھتے ہیں بیوقوفی کے سمندر میں، کہیں ذات
پات کی جنگ جاری ہے تو کہیں مسلک پر لڑائی جاری ہے، لاشوں کی سیاست سرگرم ہے،
کوئی بھی خوف خدا میں نہیں ہے، کر دیئے قومی خذانے تمام ترخالی اور لاٹ دیئے گئے
ہیں قرض نسلوں میں، پھر بھی نئی کہانی گھاٹتے ہیں، قومی خذانے خالی ہیں، اب کیا
کریں ہم مجبوری ہے ں، مہنگائی تو اب بڑھنی ہی ہے، تم مانو یا نہ مانو یہ کرنا ہی ہے،
تمہیں ہر ٹیکس ادا کرنا اب ضروری ہے، ہم ایک نہیں کہ تم ٹھہراؤ قصور، ملت کا ہر
شہری بھی ہے قصور، جب لاٹ پڑیگا بنجارا، قوم پاک پر قہر خدارا، نہ ہوئی کبھی بھی قوم
بہتر، جسے احساس ہی نہ پیدا ہوا بتر۔۔

مجھے دریا نہیں لکھنا، مجھے صحرا نہیں لکھنا
تسلسل سے سفر میں ہوں، مجھے ٹھہرا نہیں لکھنا
پرانے رابطوں کی راکھ اب تک دل میں باقی ہے
میری جلتی ہتھیلی پر نیا وعدہ نہیں لکھنا

جب جب قوم احساس زندگی اور احساس انسانیت کھو بیٹھتی ہے تب تب وہ اپنے کیئے کے عذاب میں بتلا رہتی ہے، جب قوم نے اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر مستوی بتوں یعنی سیاستدانوں، حکمرانوں کی پوجا کرنا شروع کی تو اللہ اور اس کے رسول بھی ایسی قوم سے منہ پھیر لیتے ہیں، ہماری قوم نے دنیا کے متلاشی رہبرؤں کو اپنا قبلہ بنالیا اور ان رہبرؤں کی خواہشات کی تکمیل کیلئے بے قصور لوگوں کی جانیں بھینٹ چڑھانی شروع کردی ہیں یہ وہ رہبر ہیں جن کی پشت پر کفار اور مشرکین ہے ں، ان پس پشت ہاتھوں نے مسلم ممالک کی قوم کو نیست و نابود کرنے کا عزم کر رکھا ہے اب تو حیرت ہے کہ پہاڑوں سے آ بیٹھے ملوث جرائم میں، کراچی کی پہاڑیاں ہوں یا داخلی راستے، ہے کام ان کا شہروں میں دہشت پھیلانا، بے قصور لوگوں کو گاڑیوں میں لوٹ مار کرنا، آستین میں چھپائے ہتھیار ہیں، قانون والے ان سے انجان ہیں، کوئی کسر نہ چھوڑتے ہیں ظلم و ستم میں، نہ تعلیم نہ شعور ہے ان میں، جیسے بھیڑ یئے رہتے ہیں جنگلوں میں، مہرے بنے رہتے ہیں یہ حصول زر میں، بھول گئے، بھٹک گئے یہ پہاڑوں کے رہنے

والے کہ جب اللہ کی گرفت سخت ہوتی ہے تو ظالم اوندھے منہ گر پڑتے ہیں۔ اب تو حالت ان کی اس قدر بڑھ گئی ہے، ابلاغ عامہ کو کچلنے کو سوچ گئی ہے، یہ بھول گئے ہیں کہ ابلاغ نہیں ہے کسی کی لونڈ، یہ شہر قائد ہے یہاں جب چلے گی تیری گولی، سرے عام تیرے چہرے عیاں کردیں گے، ابلاغ کو نہ سمجھنا کبھی کمزور کردیں گے تجھے پاش پاش، مانا کہ حکومت وقت ہے ڈھال ان کی، کب تک کروگے بدمعاشی و ہیرا پھیری۔۔۔

سیاسی مافیہ نے تمام ناپید گروپ کو یکجا کرکے سوچ لیا ہے کہ وہ اس ملک کے ذرہ ذرہ کو خاک میں مٹادیں گے یہ بھول گئے کہ سب سے بڑی ہستی مٹانے اور قائم کرنے والی صرف اور صرف اللہ کی ہے۔ گزشتہ دنوں ناموس رسالت اور گستاخانہ فلم پر جو احتجاج کیئے گئے ان میں ایک طبقہ مکمل پوری تیاری کے ساتھ لوٹ مار کے ارادے سے ان میں داخل ہوا یہ وہے ہیں جو پہاڑوں سے آکر کراچی میں فساد اور لوٹ مار مچارہے ہیں میڈیا کے کیمروں نے مکمل عکس بندی کرلی تھی ان لوگوں کی پشت پر لال رنگ کی، جماعت اور سبز و نیلے پرچم کا ہاتھ ہے، لال رنگ کی جماعت کو کبھی بھی قائد اعظم محمد علی جناح نے پسند نہیں فرمایا تھا کیونکہ آپ ان کے بزرگوں کی ذہنیت سے اچھی طرح واقف تھے آپ جانتے تھے کہ یہ کبھی بھی پاکستان کے خیر خواہ نہیں ہیں اور اب برسر اقتدار ہونے پر ان کی نسلوں نے ثابت کردیا کہ یہ نہ پاکستان سے مخلص ہیں اور نہ اس قوم سے، یہ حقیقت ہے کہ لال جماعت پشتو بولنے والے پٹھان بھائیوں کی بدنامی کا سبب بن رہی ہے جبکہ پٹھان ہمیشہ سے

کاروبار اور محنت پر توجہ دینے والی امن پسند قوم رہی ہے ان میں تعلیم اور دین سے لگاؤ خاص طور پر پایا جاتا ہے مگر وہ لوگ جو جرائم میں ہمیشہ سے ملوث تھے اور ہیں انھوں نے کراچی کا رخ کرکے اس شہر کا مکمل امن و امان برباد کر رکھا ہے اور آئے روز ڈکیتی، لوٹ مار، دہشتگردی کو معمول بناتے ہوئے لال جماعت کی پشت پناہی سے قانون کو مکمل کچل دیا ہے، کراچی میں لال جماعت جو کہ حزب جماعت میں شامل ہے اُس نے اپنے نمائندوں کو بربادی اور لوٹ مار کا مشن دیتے ہوئے وزرات لی ہیں اسی بابت ان کے وزراء کی منسٹری کا حال عوام الناس کے سامنے کھلی کتاب کی طرح موجود ہے، یہاں بات یہ سمجھ نہیں آتی کہ ریاست پاکستان میں قانون اور عدلیہ انتہائی بے بس کیوں۔۔ ؟؟ کیا قانون سیاسی غلام ہوتے ہیں اور عدلتیں لونڈیاں۔۔۔ !! آخر پاکستان کو اس اس قوم کو کس جانب دکھیلا جارہا ہے۔۔۔ !! پنجابی ہو یا سندھی یا پھر اردو بولنے والے اور پشتو زبان بولنے والے شریف اور مہذب لوگ۔۔۔ یہ سب کے سب اپنی اپنی صفوں میں چھپے ملک دشمن عناصر کو نکال باہر کیوں نہیں کرتے، کب تک تعصب و عناد کی آگ میں جھلتے رہیں گے۔ مجھے یاد ہے کہ آمریت کا زمانہ ہو یا جمہوریت کا ماضی کی اس قدر نا روا سلوک نہ سرکاری محکموں میں پایا جاتا تھا اور نہ نجی کاروبار میں، یوں لگتا ہے کہ جرائم و کرائم اس ملک و قوم کی نسلوں میں پیوست ہوگیا ہو، یہ زہر گر ختم نہ کیا گیا تو پاکستان میں بسنے والی قوموں اپنے رہبرؤں کے ہاتھوں خود ہی تمام تر ہوجائیں گی۔ اس ملک و قوم کی بقاء و

سلامتی کیلئے خود قوموں کو چ احساس کرنا ہوگا اپنے درمیان حائل رکاوٹوں کو دور کرنا ہوگا، پیار و محبت کو اپنانا ہوگا، بھائی چارگی، اخوت و اتحاد کا مظاہرہ پیش کرنا ہوگا، کیونکہ روحانی شاعر و مشرق علامہ اقبال رحمتہ اللہ کہ کے چلے گئے۔۔۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے تا بخاک کا شغر

لیکن اپنی نئی نسل کو اس لال جماعت میں شامل ہونے پر کیوں راضی ہوئے کیا یہ نہیں جانتے کہ لال جماعت ان کی بھی خیر خواہ نہیں رہی ہے بحر حال اب بھی وقت نہیں گزرا پشتو بولنے والے خاندانی لوگ اپنی روایات و اسلامی رنگ کو یقینا فراموش نہیں ہونے دیں گے اور امن و سلامتی کو قائم رکھتے ہوئے اس ملک میں تجارت و صنعت میں ماضی کی طرح اپنا مثبت کردار ادا کریں گے ورنہ لال جماعت ان کی نسلوں کو.برباد کرڈالے گی اور جرائم کی دنیا میں ملوث کرکے دین و دنیا میں.برباد کرکے رکھ دے گی۔۔۔۔ سن دو ہزار تیرہ کے الیکشن سے قبل سر زمین پاکستان ہزاروں افراد کا خون بہے گا جن میں مطلب پرست، منافق، ظالم، دہشت گرد، وطن فروش، بردہ فروش، نسواں فروش، ایمان فروش اپنے جرائم کی بیل کو بالائے بالا وار کرتے ہوئے شدید ملکی سالمیت کو نقصان پہنچائیں گے کیونکہ انتظامیہ ہو یا عدلیہ تمام کی تمام بے ضمیر، بے حس اور لالچ میں

مبتلاء ہوچکی ہیں کون کریگا خاتمہ تشدد، ٹارگٹ، دہشت اور بلاسٹ کا۔۔ پھر دیکھنا کہ ہوگی سزا رب کی جانب سے، یہ بھگتیں گے جلد سیلاب و زلزلوں میں، یہ ظلم یہاں کریں گے اور قہر وہاں پائیں گے، اب قوم بیدار ہونے والی ہے اپنے کیئے پر پشیمانی ہے، اور صدق دل سے کرے گی اطاعت اللہ و رسول کی، پھر بنے پاکستان، امن و سکون اور اسلام۔۔۔پاکستان زندہ باد۔۔۔۔ پاکستان پائندہ باد۔۔۔۔!!!

صحافی عدم تحفظ کا شکار۔۔۔

پاکستان کو وجود میں آئے تقریباً چھیاسٹھ سال بیت چکے ہیں لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ صحافیوں کو متواتر کبھی دھمکی تو کبھی شہید کرنے کا عمل تیز تر ہوتا گیا ہے، بد قسمتی سے پاکستان کئی بار آمروں کے زیر اثر رہا ہے جس میں کئی مارشلاء اور نیمی مارشلاء آئے اور کبھی بھی عوام نے آمروں کی حکومت کو پسند نہیں کیا۔ دوسری جانب جب بھی جمہوریت نے اس وطن عزیز میں ریاست کے نظام کی باگ دوڑ سنبھالی تب بھی صحافی محفوظ نہ رہ سکا گو کہ حق و سچ کو دبانے کیلئے نہ آمر پیچھے رہا اور نہ جمہوریت کے پاسبان۔۔۔!! ابتدائی ادوار میں پرنٹ میڈیا نجی سطح پر کام کر رہا تھا اور اُن وقتوں میں صحافی برادری میں خلوص، نیت نیتی، سچائی اور فرائض منصبی کے ایماندارانہ جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرے تھے ممکن ہے اُن وقتوں میں ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ تھی جنھوں نے پاکستان کے وجود میں اپنا خاص کردار ادا کیا ہو اور اُن میں وہ لوگ بھی تھے جن کی تعلیمات و تربیت کا مرکز علی گڑھ مسلم یونیورسٹی تھا، وقت کے ساتھ ساتھ ایسے لوگ حقیقی معبود کے پاس جاتے رہے، اُن کے تربیت یافتہ صحافی آج بھی اُسی قدر جزبہ ایمانی کے ساتھ اپنے فرائض منصبی کو نبھا رہے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ وقت ضرورت کے تحت نئے آنے والوں میں کئی صحافت کا اصل عنصر سے ناپید ہے ں۔ درحقیقت یہ

سلسلہ سابقہ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو سے پروان چڑھا، آپ اپنی حکومت کی بقاء کیلئے ہر جائز و ناجائز کو اپنا لیتے تھے اور منظور نظر کو مالا مال کرکے اُس کا ضمیر خرید لیتے تھے ۔ ضیاء الحق نے اپنے گیارہ سالہ دور آمریت میں جس قدر صحافیوں کو دبوچا وہ تاریخ کا بھانک دور کہلاتا ہے ، صحافی برادری کی تنظیموں میں دراڑیں ڈالی گئیں اور ان کی طاقتوں کو منقسم کردیا گیا، اس سلسلے میں کئی کو خریدا گیا تو کئی کو صعبتوں جھیلنا پڑیں۔۔ کراچی تا کشمیر صحافیوں کو کمزور کرکے شاہی قلم دان بنانے کی کوششیں جاری رکھیں اور کافی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔۔ ! ! ضیاء الحق ہیلی کوپٹر کے حادثے میں ہلاک ہوئے ۔ پھر جمہوریت نے اپنے قدم رکھے تو ضیاء الحق کی زیادتی اور قفل ان کے اعمال کے سامنے معمولی محسوس ہونے لگے کیونکہ جمہوری حکومتی نے مسلسل صحافیوں، لنکروں، قلم کاروں، رپورٹرز اور مالکان کو نہ صرف مفادات کی چمکتی دمکتی آفریں پیش کیں بلکہ نافرمانی کی بناء پر شہید در شہید کروادیا جاتا رہا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ پاکستان میں موجودہ حکومت میں جس قدر میڈیا پرسنوں کو بھاری ترین مالی اعانت میں خریدا گیا ہے کبھی بھی اس قدر بولی نہ لگی تھی اور جو لوگ اس شعبہ کو عبادت سمجھ کر ادا کرتے ہیں انہیں دنیا سے چلتا کردیا جاتا ہے ، قلموں کو خریدنے کا رواج بادشاہوں میں ہوتا تھا شائد یہ جمہوریت کے پردہ میں بادشاہت کرتے ہیں ، کیونکہ اب حال تو یہ ہے کہ اگر کوئی صحافی حکومتی یا سیاسی حقائق کو بیان کرتا ہے تو اس کے بیان سے پہلے

!! ہی اس کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے چاہے اس کے خاندان پر قیامت ہی کیوں نہ گزرے۔۔ یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ اصل واقعات وزیر اعظم و صدر مملکت اور متعلقہ وزراء تک نہ پہنچائے جاتے ہوں اور یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ نظام کی بدحالی کی وجہ سے حقائق کچھ ہوں اور بیان کچھ کیا جا رہا ہو دونوں صورتوں میں ایک بات تو واضع ہو جاتی ہے کہ صحافی عدم تحفظ کا شکار رہتا ہے۔ بحر حال عوام انتخاب اس لیئے کرتی ہے کہ ان کے لیڈران فلاحی بنیادوں پر زیادہ سے زیادہ کام کریں اور نظام ریاست کا ڈھانچہ ایسا مرتب کریں کہ جس میں نہ صرف صحافی بلکہ عام شہری کو بھی تحفظ حاصل ہو۔ صحافیوں کو اپنے اندر اتحاد کے رجحان کو بڑھانا ہوگا تاکہ اگر کوئی اپنی قیمت لگا تو اس کا نا صرف بائیکاٹ کیا جائے بلکہ صحافتی تنظیم کی جانب سے صحافتی جرائم پر مبنی کیس دائر کیا جائے تو انشاء اللہ کوئی اپنی قیمت نہ لگا سکے گا۔ مالکان میڈیا کو چاہیئے کہ وہ اپنے صحافیوں کیلئے مثبت پائیدار لائحہ عمل ایسا بنائیں کہ اگر کسی بھی اشاعتی ادارے یا نشریاتی ادارے پر کوئی زیادتی کرے تو سب کے سب یکجا ہو کر بائیکاٹ کریں اور انصاف کے حصول تک اپنی آواز ایوان سے عدالت تک جاری رکھیں تو ممکن ہے صحافی و میڈیا پر سن کا قتل اور دھمکی کا عمل ضرور بلضرور تھم جائے گا ورنہ ایک وقت وہ بھی آ جائیگا کہ صحافی چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں تقسیم کو کر اپنا وجود کھو بیٹھے گا۔ گزشتہ دنوں میں اے آر وائی نیوز کے

دو رپوٹرز شہید کیئے جن میں ایک پشاور اور دوسرا خضدار۔ حیرت کی بات تو یہ ہوئی کہ ہمارا صحافی بھائی شہید کردیا گیا اور ہمارے ہی چھبیس صحافی بھائیوں پر ایف آئی آر کاٹ دی گئی۔۔۔ ایک اچھا عمل یہ دیکھنے میں آیا کہ سی ای او سلمان اقبال نے اس واقع پر سنجیدگی سے نوٹس لیا اور حکوتی ذمہ داروں کی توجہ اس واقع پر دلائی ان کے ساتھ ساتھ اے آر وائی نیوز کے سینئر ایگزیکیٹو ڈائریکٹر نیوز اویس توحید صاحب پہلی فلائٹ سے کوئٹہ پہنچے، وہاں پہنچ کر آپ نے صحافیوں کے ساتھ احتجاج کیا اور کہا کہ اگر شہید کے حق میں آواز بلند کرنا جرم ہے تو مجھے یہ جرم قبول ہے، میں کسی گرفتاری سے خوف نہیں رکھتا، میں مظلوم خاندان کے حق میں اُس وقت تک آواز اٹھاتا رہونگا جب تک انہیں انصاف نہیں ملتا۔ دو اکتوبر کو پوری پاکستان میں اے آر وائی نیوز کے رپورٹر شہید عبدالحق اور پشاور میں شہید ہونے والے ڈی ایس این جی کے ڈرائیور عامر خان کے انصاف کیلئے احتجاج کیئے گئے۔ کئی سینئر صحافیوں نے حکومتی عہدیداران کو واضع کیا کہ اگر صحافی و میڈیا پر سن پر حملہ جاری رہا تو پاکستان میں میڈیا اپنا کام کرنا بند کردے گی اور پھر اس احتجاج کو یو این اے کی جانب کردیا جائیگا بہتر ہے کہ جمہوری حکومت صحافیوں کو تحفظ فراہم کرنے میں اپنا اہم کردار ادا کرے۔ آج کے ترقیاتی دور میں رابطوں کا عمل بہت تیز تر ہوگیا ہے اس لیئے اُن ادروں کو جو رابطوں کا اہم ترین حصہ سمجھے جاتے ہیں کبھی بھی دبایا یا ختم نہیں کیا جاسکتا۔

یہ قلم ٹوٹ تو سکتا ہے پر مڑ نہیں سکتا
زبان کٹ تو سکتی ہے پر رک نہیں سکتی
صحافت کو تم کیا جانو اے نادانوں
یہ تاریخ رقم کر دیتے ہیں خون اشک بہا کے

پاکستانی طالبان کے منفی عمل۔۔۔

پاکستانی طالبان کے منفی اعمال کو سمجھنے سے پہلے نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان کو غیر مسلموں کے درمیان سمجھنا ہوگا یہ وہ غیر مسلم ہیں جن کے نزدیک انسانیت، اخلاقیت بہت بڑا درجہ رکھتی ہے جو اپنے زمانے میں بہت قابل، ذہین با عزت تھے لیکن آج پاکستان نام نہاد جہادی تنظیم کہلانی والی جماعت طالبان کا حصہ کہتی ہے جو اصل طالبان سے قطعی تعلق نہیں رکھتی، یہ وہ چند افراد کا گروہ ہے جو پاکستانی طالبان کہلاتا ہے اس کا مقصد دہشت پھیلا کر لوٹ مار، خوف و حراس اور موساد، را اور سی آئی اے کے مقاصد کی تکمیل کرنا مشن ہے مانا کہ چہروں اور لباس سے مسلمان دکھتے ہیں یہی حال اُن دو یہوڈیوں کا تھا جو انتہائی مذہبی ظاہر کیئے ہوئے تھے اور جب نوالدین زنگی کو بشارت دی گئی تو دنیا نے دیکھا کہ نورالدین زنگی کے ہاتھوں کس طرح جہنم رسید ہوئے، آج کے دور میں اسلام کو نقصان پہنچانے والے بہروپیئے بہت آئیں گے ان ہی بہروپیوں میں پاکستان طالبان بھی ایک ہے جس نے اسلام کی روح کو فنا کرکے نہتے مسلمانوں کے خون سے ہاتھ دھو رہے ہیں اور چنگیز و ہلاکو بادشوں کی پیروی کرکے ان کی یاد تازہ کررہے ہیں جو دنیا کے ظالموں میں عظمیٰ ظالم تھے۔۔۔ میرے کالم کو

قارئین پڑھنے سے پہلے غیر مسلم کی تحریر، باتیں اور ذکر دیکھ لیں کہ انھوں نے مقام مقام مصطفیٰ ﷺ وشانِ مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں کیا کیا کہا ہے۔۔۔۔مقام مصطفیٰ ﷺ وشانِ مصطفیٰ ﷺ وہ مقام ہے جس کی وسعت ورفعت کا اندازہ لگانا محال ونا ممکن ہے بقول شاعر۔ خدا کا حسنِ انتخاب، انتخابِ لاجواب ہمارے نبی ﷺ کی شان ومقام مانتی تو ساری کائنات ہے، کیا نباتات، کیا جمادات، کیا بحر وبر، کیا شمس وقمر، کیا چرند پرند، کیا حور وملائک، کیا جن وبشر، کیا بہار وخزاں، کیا آسمان وزمین، کیا دوست ودشمن، کیا اپنے وپرائے، غرض کائنات کی ہر ہستی مقام مصطفیٰ ﷺ اور پیغمبرِ اسلام کی تہذیب، امانت داری، دیانت، اعلیٰ اخلاق اور مساوات کا اقرار کرتے ہیں مگر کائنات کی کوئی بھی ہستی یا کل کائنات بھی مل کر مکمل طور پر شان اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ بیان کرنے سے قاصر ہے مسلمان تو اسے مانتے ہی ہیں لیکن غیر مسلم بھی محبوبِ خدا ﷺ کی عظمت وشان کو بیان کرتے ہیں۔ کفارِ مکہ سے لے کر آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد تک بے شمار غیر مسلموں نے زبانی، تحریری، شعری اور ہر انداز میں مقام مصطفیٰ ﷺ کے مقام کو تسلیم کیا ہے۔ ایک غیر مسلم نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے

ہو جائے عشق اس میں چارہ تو نہیں
فقط مسلم کا محمد ﷺ پہ اجارہ تو نہیں

مشرق ومغرب کے بڑے بڑے محقق، اصحابِ فراست ولیاقت اور مفکرین نے اپنی

تحریروں میں سرورِ کائنات ﷺ کے متعلق جو اعتراف حقیقت کیا۔ایک ہندو پروفیسر اما کرشنا راؤ رسول معظم ﷺ کو اس طرح خراج عقیدت پیش کرتا ہے رسول عربی ﷺ کے کل تک تو پہنچنا مشکل ہے البتہ یہ محمد جرنیل ہیں ، یہ محمد بادشاہ ہیں ، سپہ سالار ہیں ، تاجر ہیں ، داعی ہیں ، فلاسفر ہیں ، مدبر ہیں ، خطیب ہیں ، مصلح ہیں ، یتیموں کی پناہ گاہ ہیں ، عورتوں کے نجات دہندہ ہیں ، جج ہیں ، ولی ہیں ۔یہ تمام اعلیٰ اور عظیم الشان کردار ایک ہی شخصیت کے ہیں۔ ہر شعبہ زندگی کیلئے آپ ﷺ کی حیثیت مثالی ہے۔فرانس کے عظیم جرنیل نپولین بوناپارٹ نے رسول کریم ﷺ کی ذات کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے کہ محمد ﷺ دراصل اصل سالارِ اعظم تھے آپ نے اہلِ عرب کو درسِ اتحاد دیا ان کے آپس کے تنازعات ومناقشات ختم کیے تھوڑی ہی مدت میں آپ کی امت نے نصف دنیا کو فتح کر لیا۔پندرہ سال کے قلیل عرصے میں لوگوں کی کثیر تعداد نے جھوٹے دیوتاوں کی پرستش سے توبہ کر لی۔ مٹی کی بنی ہوئی دیویاں مٹی میں ملادی گئیں ، بت خانوں میں رکھی ہوئی مورتیوں کو توڑ دیا گیا حیرت انگیز کارنامہ تھا رسول معظم ﷺ کی تعلیم کا کہ یہ سب کچھ صرف پندرہ ہی سال کے عرصے میں ہو گیا جبکہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام پندرہ سو سال میں اپنی امتوں کو صحیح راہ پر لانے میں کامیاب نہ ہوئے تھے۔ حضرت محمد ﷺ عظیم انسان تھے جب آپ دنیا میں تشریف لائے اس وقت اہل عرب صدیوں سے خانہ جنگی میں مبتلا تھے دنیا کی اسٹیج پر دیگر قوموں نے جو عظمت وشہرت حاصل کی اس قوم نے بھی اس طرح

ابتلاء ومصائب کے دور سے گزر کر عظمت حاصل کی اور اس نے اپنی روح اور نفس کو تمام آلائشوں سے پاک کرکے تقدس وپاکیزگی کا جوہر حاصل کیا۔۔یورپ کا مشہور عالم ٹامس کارلائل رسول اللہ ﷺ کی صداقت کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے۔صحرائے عرب کی یہ عظیم شخصیت جنہیں دنیا محمد ﷺ کے نام سے جانتی ہے پاکیزہ روح، شفاف قلب وبلند نظری اور مقدس خیالات رکھتا تھا جن کو خدا ہی نے حق وصداقت کی اشاعت کیلئے پیدا کیا ہستی کا بھیدان پر کھل گیا تھا آپ کا کلام خود اللہ کی آواز تھا۔۔موہن چند کرم داس گاندھی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کہتے ہیں کہ اسلام نے تمام دنیا سے خراج تحسین وصول کیا جب مغرب پر تاریکی اور جہالت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں اس وقت مشرق سے ایک ستارہ نمودار ہوا ایک روشن ستارہ جس کی روشنی سے ظلمت کدے منور ہوگئے اسلام دین باطل نہیں ہے، ہندوونں کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے تاکہ وہ بھی میری طرح اس کی تعظیم کرنا سیکھ جائیں میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسلام نے بزورِ شمشیر سرفرازی اور سربلندی حاصل نہیں کی بلکہ اس کی بنیاد نبی کا خلوص، خودی پر آپ کا غلبہ، وعدوں کا پاس، غلام، دوست اور احباب سے یکساں محبت آپ کی جرات اور بے خوفی اللہ اور خود پر یقین جیسے اوصاف الہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا اس کی فتوحات میں یہی اوصاف حمیدہ شامل ہیں اور یہی وہ اوصاف ہیں جن کی مدد سے مسلمان تمام پابندیوں اور رکاوٹوں کے باوجود پیش قدمی کرتے چلے گئے۔۔روسی فلاسفر کاؤنٹ ٹالسٹائی کہتا ہے کہ محمد ﷺ عظیم

الشان مصلحین میں سے ہیں جنہوں نے اتحاد امت کی بہت بڑی خدمت کی ہے ان کے فخر کے لیے یہی کافی ہے کہ انہوں نے وحشی انسانوں کو نور حق کی جانب ہدایت کی اور ان کو اتحاد، صلح پسندی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرنے والا بنا دیا اور ان کے لیے ترقی وتہذیب کے راستے کھول دیئے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اتنا بڑا کام صرف ایک فرد واحد کی ذات سے ظہور پذیر ہوا۔ سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد میں لکھتا ہے کہ ہمیں بلا تکلف اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہیے کہ تعلیم نبوی ﷺ نے ان تاریک توہمات کو ہمیشہ کے لئے جزیرہ نمائے عرب سے باہر نکال دیا جو صدیوں سے اس ملک پر چھائے ہوئے تھے، بت پرستی نابود ہو گئی، توحید اور اللہ کی بے پناہ رحمت کا تصور محمد ﷺ کے متبعین کے دلوں میں گہرائیوں اور زندگی کے اعماق میں جاگزیں ہو گئی، معاشرتی اصلاحات کی بھی کوئی کمی نہ رہی۔ ایمان کے دائرہ میں برادرانہ محبت، یتیموں کی پرورش، غلاموں سے احسان ومروت جیسے جوہر نمودار ہو گئے امتناع شراب میں جو کامیابی اسلام نے حاصل کی اور کسی مذہب کو نصیب نہیں ہوئی۔ جوزف جے نوٹن رقم طراز ہیں کہ جناب محمد ﷺ کا مذہب مطلق العنان روس کیلئے بھی اتنا ہی موزوں ہے جتنا جمہوریت پسند متحدہ امریکا کے لئے وہ مناسب ومفید ہے اسلام ایک عالمگیر حکومت کی نشاندہی کرتا ہے اور اسلام کی کتاب قرآن کا موضوع زندگی ہے اور اس میں پوری انسانی زندگی کو سمیٹ دیا گیا ہے۔ مشہور فرانسیسی مورخ موسیو سیدیو نبی کریم ﷺ کو ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے

ہیں کہ محمد ﷺ یوں تو محض امی تھے مگر عقل ورائے میں یگانہ روزگار تھے۔ ہمیشہ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور اکثر خاموش رہتے۔ طبیعت کے حلیم، خلق کے نیک، اکثر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر کیا کرتے لغویات کبھی زبان سے نہ نکالتے۔ مساکین کو دوست رکھتے کبھی فقیر کو فقر کے سبب سے حقیر نہ جانتے نہ کسی بادشاہ سے اس کی بادشاہی کے سبب سے خوف کھاتے تھے۔ جارج برناڈ شاہ لکھتا ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے دین کو ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے یہ الزام بے بنیاد ہے کہ آپ عیسائیوں کے دشمن تھے میں نے اس حیرت انگیز شخصیت کی سوانح مبارک کا گہرا مطالعہ کیا ہے میری رائے میں آپ پورے بنی نوع انسان کے محافظ تھے۔۔ایس مارگولیوتھ رقم طراز ہے کہ رسول امین ﷺ کی دردمندی کا دائرہ انسان ہی تک محدود نہ تھا بلکہ انہوں نے جانوروں پر بھی ظلم وستم توڑنے کو بہت برا کہا ہے۔ مسٹر ایڈورڈ مونٹے کہتے ہیں کہ آپ نے ﷺ سوسائٹی کے تزکیہ اور اعمال کی تطہیر کیلئے جو اسوہ حسنہ پیش کیا ہے وہ آپ کو انسانیت کا محسن اوّل قرار دیتا ہے۔ڈاکٹر جی ویل نے رسول

اکرم ﷺ کی ان الفاظ میں تعریف کی ہے کہ بیشک رہبر اعظم محمد ﷺ نے گمراہوں کیلئے ایک بہترین راہ ہدایت قائم کی اور یقیناً آپ کی زندگی نہایت پاک صاف تھی آپ کا لباس اور آپ کی غذا بہت سادہ تھی۔ آپ کے مزاج میں بالکل تمکنت نہ تھی یہاں تک کہ وہ اپنے متبعین کو تعظیم وتکریم کے رسمی آداب سے منع فرماتے تھے۔ آپ نے اپنے غلام سے کبھی وہ خدمت نہ لی جس کو آپ خود کر سکتے تھے آپ

بازار جا کر خود ضرورت کی چیزیں خریدتے ، اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے ، خود بکریوں کا دودھ دوہتے اور ہر وقت ہر شخص سے ملنے کیلئے تیار رہتے تھے۔ آپ بیماروں کی عیادت کرتے تھے اور ہر شخص سے مہربانی کا برتاو فرماتے تھے آپ کی خوش اخلاقی ، فیاضی اور رحم دلی محدود نہ تھی۔ غرض آپ قوم کی اصلاح کی فکر میں ہر وقت مشغول رہتے تھے آپ کے پاس بے شمار تحائف آتے تھے لیکن بوقت وفات آپ نے صرف چند معمولی چیزیں چھوڑیں اور ان کو بھی مسلمانوں کا حق سمجھتے تھے۔۔۔لیفٹیننٹ کرنل سالیکس کہتے ہیں کہ نبی محترم محمد ﷺ کے حالات زندگی پر نظر ڈالنے کے بعد کوئی انصاف پسند شخص ان کی اولوالعزمی ، اخلاقی جرات ، نہایت خلوصِ نیت، سادگی اور رحم وکرم کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا پھر انہی صفات کے ساتھ استقلال وعزم وحق پسندی اور معاملہ فہمی کی قابلیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے یہ یقینی بات ہے کہ آپ نے اپنی سادگی، لطف وکرم اور اخلاق کو بلا خیال ومرتبہ قائم رکھا۔ اس کے علاوہ شروع سے آخر تک وہ اپنے آپ کو ایک بندہ خدا اور پیغمبر خدا بتلاتے رہے حالانکہ وہ اس سے زیادہ کا دعویٰ کرکے اس میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ڈاکٹر مائیکل مارٹ نے اپنی کتاب میں تاریخ کی ۱۰۰ ایسی شخصیتوں کا ذکر کیا جنہوں نے دنیا میں انمٹ نقوش چھوڑے۔ اس عیسائی نے ۱۰۰ ہستیوں میں سب سے پہلے نمبر پر نبی آخر الزماں ﷺ کا مبارک تذکرہ کیا وہ لکھتا ہے کہ میں نے ان سو آدمیوں کا تذکرہ کیا جنہوں نے تاریخ کو سب سے زیادہ متاثر کیا ان میں سب سے پہلے محمد

ﷺ کا تذکرہ کیا ہے اس سے بعض لوگ حیران ہوں گے لیکن اس کی میرے پاس ایک ٹھوس دلیل موجود ہے کائنات میں جتنی بھی ہستیاں آئیں اگر ان کے حالات پڑھتے ہیں تو وہ ہمیں اپنے بچپن سے لڑکپن میں کسی نہ کسی استاد کے سامنے بیٹھے تعلیم پاتے نظر آتے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان تمام ہستیوں نے پہلے مروجہ تعلیم حاصل کی اور پھر اس کی بنیاد بنا کر انہوں نے زندگیوں میں کچھ اچھے کام کر دکھائے لیکن دنیا میں فقط ایک ہستی ایسی نظر آتی ہے کہ جس کی زندگی کی تفصیلات کو دیکھا جائے تو پوری زندگی کسی کے سامنے شاگرد بن کر بیٹھی نظر نہیں آتی۔ وہ ہستی محمد ﷺ ہیں۔ یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے دنیا سے علم نہیں پایا بلکہ دنیا کو ایسا علم دیا کہ جیسا علم نہ پہلے کسی نے دیا اور نہ بعد میں کوئی دے گا لہٰذا اس بات پر میرے دل نے چاہا کہ جس شخصیت نے ایسی علمی خدمات سرانجام دی ہوں میں غیر مذہب کا آدمی ہونے کے باوجود ان کو تاریخ کی سب سے اعلیٰ شخصیات میں پہلا درجہ مانتا ہوں۔۔ ریمنڈ لیروگٹ رسول اکرم ﷺ کو اس طرح خراج عقیدت پیش کرتا ہے نبی عربی ﷺ اس معاشرتی اور بین الاقوامی انقلاب کے بانی ہیں جس کا سراغ اس سے قبل تاریخ میں نہیں ملتا۔ انہوں نے ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھی جسے تمام کرہ ارض پر پھیلنا تھا اور جس میں سوائے عدل اور احسان کے اور کسی قانون کو نہیں ہونا تھا۔ ان کی تعلیم تمام انسانوں کی مساوات، باہمی تعاون اور عالمگیر اخوت تھی۔ بہت سے غیر مسلم شعراء نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اشعار

کہے۔ لیکن غیر مسلم مشہور شخصیات کے حضور علیہ الصلوت السلام کے بارے میں کہے گئے فقرات پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔آج کل پاکستان کے سیاسی و مذہبی حالات انتہائی ابتر ہوگئے ہیں نہ کہیں سیاست و جمہوریت کا حقیقی و درست رنگ نظر آتا ہے اور نہ مذہب کی اساس دکھائی دے رہی ہے،خاص کرپاکستان میں طالبانزم نے مذہب اسلام اور مسلمانان اسلام کیلئے زندگی انتہائی اجیرن بنادی ہے، مسلک کی آگ میں اس قدر اندھے ہوگئے ہیں کہ دیگر مسلکوں کو غیر مسلم قرار دیکر کہیں بارود سے بھری گاریوں کے ذریعے دھماکے کرتے نظر آرہے ہیں تو کہیں خود کش حملے کرکے بہادری و کامیابی کا جشن مناتے ہیں،پاکستانی طالبان اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ مساجد، مزارات و امام بارگاہوں پر حملے کررہے ہیں جہاں لوگ نماز وتلاوت کے ساتھ عبادات و ریاضت میں مشغول ہوتے ہیں اور ان جگہوں پر اللہ کی مقدس کتاب قرآن پاک بھی رکھی ہوتی ہیں، یہ کون سے دین کی ترویج کررہے ہیں جس میں معصوم نہتے نوجوان، خواتین، بوڑھے، بچے، بچیاں شامل ہیں یہ کون سا مسلک ہے جو کلمہ طیبہ پڑھنے والے مسلمان کا قتل و غارت گری کو جہاد کا مقام دے رہا ہے میں کسی بھی احادیث اور قرآن کی کسی بھی آیت میں یہ فرمان عالیشان نہیں سنا اور نہ پڑھا کہ ایک مسلمان کو بم بلاسٹ، خود کش کے ذریعے ہلاک کرنے سے جنت حاصل ہونگیں اور حوریں ملیں گی ۔۔ اسلام کی ترغیب و تعلیمات میں صرف اور صرف امن، پیار، محبت، اخلاص، اخلاق، بھائی چارہ، رحم، معافی، انکساری و عاجزی کا سبق عیاں ہے اسی لیئے

نبی کریم ﷺ کی میراث اولیاء اللہ نے دین محمدی کو سنت رسول کی پیروی کرتے ہوئے برصغیر پاک وہند میں بہت زیادہ اسلام کا پیغام پہنچایا۔ اولیاء کرام و اسلافین کے زمانے میں بھی مخالف اسلام تھے مگر اللہ کے ان منتخب بندؤں نے اللہ کی رضا کو شامل رکھے ہوئے نبی پاک ﷺ کی اصل تعلیمات کی روشنی میں دین اسلام کی ترویج محبت و پیار سے دی یہی وجہ ہے کہ حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمتہ اللہ، حضرت خواجہ سید معین الدین سنجری چشتی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت سید عبد اللہ شاہ غازی اور اصحابی و دیگر اسلاف و اولیاء اکرام نے سب سے زیادہ دین محمدی کو پھیلانے میں بہت بڑا کردار ادا کیا ہے، اس کے علاوہ دین اسلام میں جنگ کے دوران میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پر ہتھیار اٹھانے کو سختی سے منع فرمایا گیا ہے، پاکستانی طالبان کہنے والے گروہ دراصل موساد، را اور سی آئی اے کی ایجنٹ ہیں اور ان کے ساتھ کچھ غدار وطن، وطن فروش شامل ہوگئے ہیں صرف اور صرف دنیاوی مال و دولت کی حصول کیلئے، کیونکہ اگر یہ دین محمدی ﷺ کی بات کرتے ہیں تو کہاں تحریر ہے اور کہاں نبی پاک ﷺ نے مسلمانوں قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے، اگر قتل کرنا ہی ہے اور جہاد کو مقدم سمجھتے ہیں تو مٹادیں اُن ہستیوں کو جنہوں نے نبی پاک ﷺ کی ذات مبارکہ کیلئے اچھے الفاظ استعمال نہ کیئے ہوں یا تصاویر و فلم بنی کی ہوں !! لیکن یہ نام نہاد اسلام کے ٹھیکیدار قطعی نہیں انہیں ہلاک کریں گے کیونکہ وہی لوگ ان کی پشت پناہی جو کر رہے ہیں۔۔۔ پاکستانی طالبان

نے پاکستان کے ایسے طبقہ کو چنا ہے جن کے پاس نہ تو دنیاوی علم ہے اور نہ دینی ، انہیں دولت کی لالچ اور جنت و حوروں کی خواہش اجگر کرکے ان کے ذہنوں کو واش کیا جاتا ہے اور پاکستان اور پاکستان کے لوگوں کیلئے انتہائی نفرت پیوست کردی جاتی ہے انہیں اس قدر اندھا کردیا جاتا ہے کہ خود کشی کا احساس مر جاتا ہے اسی لیئے ان کے ہاں خود کشی کی کوئی اہمیت ہی نہ رہی ہے بلکہ ان کے ہاں تو خود کشی ہی سب سے بڑی عبادت ہے ۔ حالیہ دنوں میں ایک نہتی کم عمر طالبہ کو ہتھیار سے لیس ہو کر فائرنگ کرکے شدید زخمی کردیا اور بڑے انہماک سے اعلان کیا کہ ہم پاکستانی طالبان نے یہ عمل کیا ہے اس عمل سے پوری دنیا کو واضع کردیا کہ پاکستانی طالبان نہ صرف ڈرپوک ہیں بلکہ معصوم بچوں، بچیوں ، عورتوں اور بوڑھوں کو ہلاک اور شدید زخمی کرکے خود ساختہ اسلام کی بیل ڈال رہے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بہت بڑے جہادی ہیں ، چھپ کر خود کش حملہ کرنا، نہتے لوگوں پر بم بلاسٹ کرنا کہاں کی بہادری ہے اور کہاں کا اسلام ہے ، جس مسلک سے اپنے آپ کو یہ پابند کرتے ہیں اُسی مسلک کے مفتیان، علماء کرام، عالم دین کا فرض بنتا ہے کہ ایسے عمل جو دین اسلام کے منافی ہوں اس کی نہ صرف سختی سے مذمت کریں بلکہ ان کے خلاف فتویٰ بھی جاری فرمائیں ۔ ناموس رسالت کیلئے کل بھی مسلمان غیرت میں تھا اور آج بھی ہے ، اگر محبان رسول ﷺ اور عاشقان رسول کے جلسوں اور جلوسوں میں ایسے گروہ گھس بیٹھیں جن کا مقصد لوٹ کھسوٹ ہو اور مقدس مقاصد کا پامال کرنا ہو تو ایسے گروہ یا

گروپ کو فی الفور بے دخل کردیا جائے کیونکہ حالیہ ناموس رسالت میں وہ گروپ بھی شامل ہوگیا تھا جن کا تعلق پاکستانی طالبان سے ہے اور جن کی زبانیں ایک ہی ہیں جنھوں نے اُس مقدس احتجاج میں لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر رکھا تھا جس کو میڈیا کے کیمروں نے اچھی طرح فلم بند کرکے ان کے مقاصد کو بے نقاب کردیا پاکستانی طالبان کا مقصد ہی یہی ہے کہ ناموس رسالت سے ذہن کو ہٹادیا جائے کچھ حملے کرکے تو کچھ بم بلاسٹ سے، ان پاکستانی طالبان نے پاکستان کی دفاعی فورسس پر کئی حملے کیئے جن کی ماہرین نے وضاحت کی کہ ان کے میں ایسے بھی لوگ شامل ہیں جن دفاع کی ٹیکنیک سے بہت اچھی طرح واقف ہیں ظاہر ہے یہ ٹیکنالوجی امریکہ سے خریدی گئیں ہیں اور وہ ہی اس کے متعلق اچھی طرح واقف ہے، پاکستانی طالبان کو مال و دولت نتہا سے زیادہ دیئے جارہے ہیں تاکہ وہ مسلسل پاکستان کے حالات کو خراب رکھیں اور جب چاہیں جس وقت چاہیں حکومت، عوام اور خاص طور پر میڈیا کو رجحان تبدیل کرتے رہیں تاکہ کسی بھی وقت اور کسی بھی طرح نہ عوام کی طاقت ایک ہوسکے اور نہ حکومت اور سیاست دان پاکستان اور پاکستانی عوام کیلیئے کچھ سوچ سکیں!! مسلسل ڈسٹرپ کرنے سے ہماری دفاعی افواج میں یکسوئی پیدا نہ ہو اور وہ اپنے اندر چھپے دشمنوں کو باہر نہ نکال سکیں بحر حال پاکستان کی سلامتی کیلیئے لازمی ہے کہ سیاستدانوں، قلم کاروں، میڈیا پرسن کو اس مد میں انتہائی ذمہ داری، محب الوطنی کے جذبے کے ساتھ اپنا کردار ادا کرنا ہوگا اور ناموس رسالت کیلیئے اپنی طاقت اور احتجاج کو

جاری رکھنا ہوگا کیونکہ نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم مین اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی جان سے بھی زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے، ایمان کیلئے شرط ہے جان سے بھی عزیز رکھنا رسول خدا کی محبت کو اپنے دل و دماغ ہیں رکھنا۔ جان لیجئے کہ پاکستانی طالبان حقیقت میں یہود و عیسائی کے آلہ کار ہیں اور ان سے جہاد ہم سب پر لازم ہے۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین ۔۔۔ پاکستان زندہ باد

بہہ جاؤ گے۔۔سوتے سوتے

دنیا جانتی ہے کہ کائنات کے نظام کو چلانا والا واحد لاشریک اللہ ہی ہے ، یہ الگ بات ہے کہ کوئی کس انداز سے سوچتا اور سمجھتا ہے ، کسی مذہب میں اللہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نعوذ باللہ باپ سمجھا جاتا ہے تو کسی مذہب میں بھگوان مانا جاتا ہے اور کئی بھگوانوں کی پرستش کی جاتی ہے اور کچھ مذہب کے قائل ہی نہیں اور وہ سب کچھ دنیا ہی کو سمجھتے ہیں۔۔۔ارض تاریخ میں ہزاروں سال سے رب العزت نے کم و بیش ایک لاکھ انبیاء کرام کو اتارا اور انہیں انسان کو حقیقی راہ کی جانب پیغام پہنچانے کیلئے مامور کیا۔ حضرت انسان میں ایک ایسی شئے کو داخل کیا جس سے وہ نیکی کی جانب بھی جا سکتا ہے اور برائی کی راہ کو اپنا سکتا ہے وہ انسان کا نفس ہے اگر نفس کا غلام بنا تو شیطان کا چیلا ہو جائیگا اور اگر نفس پر قبضہ رکھا تو رب کے ان بندوں میں شمار کیئے جاؤ گے جنھیں صراط المستقیم کا لقب دیا گیا ہے نفس کو انسان میں اس لیئے لازم داخل کرنا پڑا کہ شیطان مردود نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے سرزش کرکے خود کو ملعون بنادیا جب رب العزت نے شیطان کو ملعون قرار دیا تو اُس نے کہا اے رب الکائنات تیرے عظیم کرم و شان کا واسطہ مجھے اس انسان سے بدلہ لینے کیلئے موقع فراہم کرتا کہ میں اسے تیری راہ سے گمراہ کرسکوں اور اپنا بدلہ لے سکون ، رب العزت

نے کہا کہ تجھے مہلت دی تا قیامت تک، ہاں سن لے جو میری حقیقی چاہت رکھنے والے بندے اور بندیاں ہونگیں وہ تیرے کسی بھی چال میں اور بہکاوے میں نہیں آئیں گے اور وہ کبھی بھی تیری راہ پر نہیں چلیں گے ۔۔۔ قصہ مختصر انسان اور شیطان کی اس جنگ میں اللہ نے اپنے بندوں کو شیطان مردود سے محفوظ رکھنے کیلئے بار بار انبیاء کرام بھیجے تاکہ وہ اللہ واحد لاشریک کا پیغام دیکر انسان کو شیطان سے محفوظ کر سکیں ۔۔۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا وہ ایک کبوتری کا پیچھا کر رہا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا '' دیکھو ایک شیطان شیطانہ کا پیچھا کر رہا ہے (بحوالہ اسلام کے مجرم صفحہ: 22، یہ حدیث سنن ابی داؤد، کتاب الادب باب فی اللعب بالحمام حدیث: اور ابن ماجہ کتاب الادب باب فی اللعب بالحمام رقم الحدیث 3765 میں 4932 موجود ہے)۔انسان اگر اللہ کے ذکر سے دور ہو جائے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منحرف ہو جائے تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو شیطان کہا ہے لہٰذا کوئی شخص اگر شریعت کے منافی کام کرے اور اللہ کی یاد سے غافل رہے تو وہ انسانیت کے دائرہ سے نکل کر شیطان کے اوصاف میں داخل ہو جائے گا اور یہی اس حدیث مبارکہ کا مطلب ہے کہ شیطان شیطان کا پیچھا کر رہا تھا لہٰذا حدیث پر اعتراض فضول ہے اسی طرح ہم نے شیطان انسان اور جنوں کو نبی کا دشمن بنایا (اور یہ شیاطین) آپس میں ایک دوسرے کو وحی کرتے ہیں (سورۃ الانعام، آیت 112) یعنی انسان اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو وہ انسان شیطان ہو جاتا

ہے۔ کیونکہ نافرمانی وبغاوت شیطانی صفات ہیں۔ایک حدیث میں ذکر ہے کہ وہ کبوتری کا پیچھا کر رہا تھا تو وہ شخص کبوتر باز تھا اور کبوتر بازی کھیل تماشا ہے۔جو کہ آج کل عام ہے اس تماشے کی وجہ سے لوگوں کی اکثریت نمازوں اور اللہ تعالی کے ذکر سے غافل رہتی ہے۔اسی وجہ سے اس شخص کو شیطان کہا گیا ہے۔جہاں تک بات کبوتری کو شیطان ''کہنے کی ہے تو لغت میں الشیطان کے معنی ''سرکش اور نافرمان''کے ہیں'' خواہ وہ انسان ہو، جن ہو یا جانور (المنجد صفحہ 528۔لسان العرب جلد 7 صفحہ 121) ۔آج میرے کالم کا عنوان بھی یہی ہے کہ بہہ جاؤ گے ، سوتے سوتے مطلب سونے سے یہی ہے کہ جاگ رکھو اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے احکامات پر عمل ہونے سے ، یاد رکھو کسی بھی ادنی غفلت نیند قید سلاسل شیطان کر بیٹھ سکتی ہے اور وہ ہمارے نفس نفس میں گھس کر ہمیں راہ حق سے جدا کر سکتا ہے ۔جب جب مسلمان قوم اپنے رب اور رسول مقبول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید محبت واطاعت سے غافل ہوئی ہے اور دین اسلام کی روح سے گردانی ہوئی تب تب وہ پریشانی والم میں مبتلا ہوئی اور اُن پر ایسے حاکم عائد کر دیئے گئے جو انتہائی ظالم ، فاجر، جھوٹے، منافق، عیار و مکاری سے لبریز تھے جن کے احکامات میں خود نمائی و سازش کوٹ کوٹ کر بھری تھی جنھیں نہ اللہ کا خوف اور نہ رسول سے والہانہ محبت کا عنصر پایا جاتا اسی طرح علماء و مشائخ بھی وہ ہوتے جو اپنے مفاد کی خاطر دین میں ، رد و بدل اور نرمی کا عمل لاتے

!! حاکموں کی محافل میں شریک ہو کر ان کے قصیدہ گاتے۔۔
کیا آج پاکستان میں ایسا عمل دیکھنے میں نہیں آتا؟؟ بڑھے بزرگوں کی محفل میں بیٹھا تو انھوں نے میرا سر شرم سے جھکا دیا کہنے لگے میاں تم بتاؤ کیا صحافی کو اپنا ضمیر اللہ اور اس کے حبیب کے بجائے دنیا کے اوباش لوگوں کے آگے چند کوڑیوں میں فروخت کرنا کہاں کی صحافتی ذمہداریوں میں شامل ہے اور ہاں مالکان کی کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، آنے والے الیکشن میں کس کی طوطا گوئی کریں گے یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ لوگ دھوکے باز ہیں، جھوٹے ہیں۔۔ ایک نے کہا یہ تو بتاؤ میاں کیا پاکستان کی عوام اس حالت کو پہنچ کر بھی اپنے اعمال کو سدھارنے کیلئے توبہ و استغفار کرے گی جان لو اگر یونہی عوام سوتے رہی اور اپنے ضمیر کو شیطانوں کے ہاتھ دیتی رہی تو بہہ جائے گی بربادی کے ہاتھوں اور دعوت دیگی آفات و بلات کو میں نے عرض کیا اب کیا کرے؟ تو فرمایا ابھی بھی دیر نہیں ہوئی ہے سب کو ملکر اللہ کے حضور معافی مانگنی چاہئے اور ان ناخداؤں سے چھٹکارا پانے کیلئے آپس میں اتحاد، یقین اور محکم پیدا کرتے ہوئے انہیں رد کردیں سب سے پہلے الیکشن کے نظام کو درست کروائیں تاکہ صحیح لوگ منتخب ہو سکیں ۔آج کے حالات کو دیکھ کر تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ جسے یہ سیاستدان برا کہتے ہیں آمریت وہ ان سے کہیں بہتر نظر آتی ہے مسلسل کئی سالوں سے جب جب جمہورت نے اس ملک باگ روڑ سنبھالی ہے سوائے لوٹ

مار اقربہ پروری اور تعصب کے کچھ نہیں کیا حتیٰ کہ اب کہیں بھی اہلیت کی بنیاد پر عمل دیکھنے میں نہیں آتا۔ بہت گھمنڈ تھا طاقتور ملکوں کو لمحہ بھر میں نیست و نابود ہو گئے، سویت یونین کے ٹکڑے ہو گئے تو اب امریکہ کی تباہی یقینی مراحل پر ہے اور جو جو اس کے حواری بنے بیٹھے ہیں انہیں رب زمین بھی میسر نہ کریگا کیونکہ موجودہ دور میئس ہلاکتوں کا جیسے فیشن بن گیا ہو ہلاکوں اور چنگیز خاندان کے معلوم ہوتے ہیں مجھ سے یکدم مخاطب ہو کر کہا تم جانتے ہو ان ظالم ہلاکوں اور چنگیز حکمرانوں کو، میں نے سر جھکا کر ہاں کا اشارہ کیا۔ ان میں سے ایک انتہائی بزرگ جن کی ڈاڑھی سفید موتی کی طرح چمک رہی تھی کہنے لگے مت سو اتنا کہ کہیں بہہ نہ جاؤ تنا کہ تمہاری ہستی نہ دین کی رہے نہ دنیا کی ! ! اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین۔

الیکشن اور موجودہ سیاسی صورتحال

صدر آصف علی زرداری نے آنے والے عام انتخابات کے لئے تیاری کے لئے اتحادی جماعتوں کو آگاہ کیا اور ساتھ چلنے کا عندیہ دیا۔ موجودہ سیاسی صورتحال کے تحت صدر آصف علی زرداری نے کہا کہ حکومت کسی بھی ادارے کے ساتھ محاذ آرائی نہیں چاہتی، تاہم، انہوں نے کہا کہ ان کی حدود کے تحت تمام ادارے آئین کے مطابق کام کرنا چاہئے، انہوں نے کہا کہ آئین اور پارلیمنٹ کی سپریم ہے اور اس کی بالادستی کو ہر قیمت پر برقرار رکھا جائے گا۔ اٹھائیس فروری سن دو ہزار آٹھ کو ہونے والے الیکشن نے سابقہ وزیر اعظم بینظیر بھٹو کی شہادت کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کیلئے جو راہ ہموار کی تھی اب ایسا دکھنے میں نہیں آتا۔ یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ صدر آصف علی زرداری نے جیل میں رہ کر لیئر کنڈیشن کمرے میں تنہائی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سیاست، نفسیات، منطقکے علوم کا گہرا مطالعہ کیا اور پاکستان کی سیاسی تاریخ کو باریکی سے چھانا بہت غور و فکر کے بعد تصادم کے بغیر حکومت سازی کا فارمولہ تیار کیا اور اسے گزشتہ الیکشن میں آزمانا، دنیا نے دیکھا کہ وڈیرہ آصف علی زرداری پاکستان کی سیاست اور ریاست میں سب سے جداگانہ نظر آیا۔ عوام کے کچھ لوگ منفی انداز سے دیکھتے ہیں اور بیان کرتے ہیں ان منفی لوگوں میں زیادہ تر حزب الاختلاف کی سیاسی جماعتوں کے لوگ ہیں، یہ پاکستان

کی بد قسمتی رہی ہے کہ عوام الناس کے سامنے حقیقت نہیں لائی جاتی ، بالائی خانوں کو اوپر ہی بند کردیا جاتا ہے اور اگر مخلص ،سچے صحافی بے نقاب کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو پہلے پہل پیشکش کرکے روکا جاتا ہے پھر دھمکی دی جاتی ہیں اور آخر میں وجود ہی کو ختم کردیا جاتا ہے ،اخبارات و ٹیلی ویژن کے مالکان ہوں یا ورکرز انہیں اس قدر مسائل و دشواریوں میں مبتلا کردیا جاتا ہے کہ اگر کسی ایسے صحافی یا ورکر کی حمایت اور کوشش میں وقت لگایا گیا تو ادارے کو تہس و نہس کردیا جائے گا، ایسے حالات میں انتظامیہ و پولیس بھی صحافتی اداروں و ورکرز کو قطعی تحفظ فراہم نہیں کرتیں۔ دوسری بات ان واقعات کو عدلیہ تک پہنچنے بھی نہیں دیا جاتا۔ اب بلوچستان کو ہی دیکھ لیں کہ کئی سال گزر گئے آج تک لاپتہ انسانوں کو برآمد نہیں کیا جاسکا ہے اور اب تو شہر کراچی میں بھی قتل و غارت کا جو بازار گرم ہے کوئی خاطر خواہ بہتری نظر نہیں آتی۔

صدر آصف علی زرداری نے آنے والے الیکشن کا نتیجہ واضع کرکے ثابت کردیا کہ الیکشن کس قدر شفاف ہونگے، دوسری جانب حزب الاختلاف جماعت بھی بڑی مطمعین نظر آتی ہے کہ جیسے اندرون خانہ سیٹوں کا ابھی سے سیٹ اپ کردیا گیا ہو۔ ماہرین کہتے ہیں کہ موجودہ حکومت نے حزب جماعت اور حزب الاختلاف دونوں کو لٹو ہاتھوں میں بھرے تھے اور بھرے ہیں ،ماہرین کہتے ہیں کہ جب سب کو اپنا

اپنا حصہ متواتر مل رہا ہوں تو کیونکر اس نظام سے چھٹکارا پائیں گے ، رہی بات عوام الناس کی تو ان میں نہ شعور ہے اور نہ شعور پیدا ہوگا کیونکہ انہیں چھوٹے چھوٹے زندگی کے بنیادی مسائل میں اس قدر دبوچ لیا گیا ہے کہ وہ ان سیاستدانوں کی چالوں کو نہ توڑ سکیں ، پی ٹی آئی، اے پی ایل، اے پی ایم ایل یہ وہ جماعتیں ہیں جو اس حکومت کے سامنے آ کر ان کے غلط فیصلے کو رکوا نہ سکی اور دعوے تو اس طرح پیش کیئے جاتے ہیں کہ جیسے کوئی نیا پاکستان بنایا جارہا ہو ماہرین کے مطابق یہ بھی کئی دھوکوں میں سے ایک دھوکہ ہے اکثر سیاسی ماہرین کا کہنا ہے کہ پاکستان کی سیاست جس انداز اور شکل میں مبتلا ہو چکی ہے ان حالات میں الیکشن کو ووٹنگ کے وقت نادرا سے منسلک کرکے انگوٹھے کی اسکیننگ لازمی قرار دی جائے اس سے جعلی ووٹ کی روک تھام ممکن بن سکتی ہے لیکن پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں اس فارمولہ کو پسند نہیں کرلیں گی کیونکہ اس میں حقیقت کا پہلو واضع ہو جاتا ہے اور سیاسی جماعتوں کی پسند اور ناپسند کا تناسب بلکل صاف شفاف نظر آ جائیگا حقیقت تو یہ کہ پاکستان کی سیاسی جماعتیں تمام اپنے اپنے علاقوں میں انتہائی جعلی ووٹوں کا آزادانہ استعمال رکھتی ہیں اس سلسلے میں سیاسی ماہرین نے ٹنڈو محمد خان اور خیبر پختون خوا کے ضمنی انتخابات کی طرف اشارہ کیا کہ کس قدر دھونس و دھمکی اور جعلی ووٹوں کا آزادانہ استعمال کیا گیا اور انتخابی اسٹاف کو کس قدر حراساں رکھا گیا۔ میڈیا نے ان حقیقت کو حکومتی ذمہ داروں کے سامنے پیش کیا

مگر ایوان میں کوئی خاطر خواہ رد عمل نظر نہ آیا کیونکہ یہ امیدواران حزب جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ چیف جسٹس افتخار احمد چوہدری نے یوں تو از خود کئی نوٹس لیئے لیکن حیرت و تعجب کی بات ہے کہ انہیں پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی نظام انتخابات پر قطعی نظر نہ گئی آخر کیوں؟؟ چیف جسٹس صاحب نے اپنے دور ملازمت میں ممکن ہے کئی تعداد میں بار کے الیکشن دیکھے ہونگے اور انہیں انتخابات کے عمل کی اہمیت کا ضرور احساس ہوگا دوسری جانب چیف جسٹس صاحب نے الیکشن کمشنر کو واضع کیا کہ انتخابی فہرستوں کو درست کیا جائے اور اسے نادرا سے منسلک کردیا جائے تو سابقہ الیکشن کمشنر نے حیلے بازی کا سہارا لیا اور اُسے نادرا سے منسلک کرنے کی ٹیکنیکی معزوری ظاہر کردی شائد اس کے پیچھے بھی سیاستدانوں کے مفادات چھپے تھے۔ موجودہ الیکشن کمشنر فخر والدین جی ابراہیم کے متعلق حزب جماعت اور حزب اختلاف نے متفق ہو کر حکومت وقت کو نامزدگی کیلیئے منظوری دی تھی۔ ماہرین کے مطابق اگر فخر والدین جی ابراہیم واقعی اس ملک و قوم کے مستقبل کیلیئے بہتر راہ اور انصاف پر مبنی شفاف انتخابی نظام دینا چاہتے ہیں تو انہیں نادرا کے ساتھ ڈیٹا منسلک کرکے انگوٹھے کا اسکیننگ سسٹم بھی لازم قرار دینا چاہئے اس سے آنے والے الیکشن میں وہی منتخب ہونگے جو عوام چاہتے ہیں اور بیرونی سیاسی قوتیں بے سود ہوجائیں گی یہ عوام با عزت با وقار زندگی گزار سکے گی پاکستان کا نام اور فلیگ محترم ہوجائیگا۔ قرآن المجید والفرقان الحکیم کی سورۃ الاحزاب آیت

میں ارشاد باری تعالیٰ ہے " بیشک جو لوگ اذیت دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول 57
ﷺ کو، لعنت بھیجی ہے ان پر اللہ نے، دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اُن کیلئے
" رُسوا کر دینے والا عذاب ہے

اس آیت بارکہ میں واضع ہوگیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دینا کس قدر پکڑ کی بات ہے یہ اذیت احکامات خدا اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کی نافرمانی ہے پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا لیکن وقتاً فوقتاً ہمارے حکمران اور سیاستدان اسلام دشمن ممالک سے رہنمائی اور اطاعت.برداری کرکے سمجھتے ہیں کہ انھوں نے بہت اچھا کام کیا ہے اور ان سے بھیک حاصل کرکے پوری قوم کو ذلت کی دہلیز پر پہنچا کر فخر محسوس کرتے ہیں ، شراب نوشی کو فیشن اور بے حیائی کو اسٹینڈرڈ سمجھنے والے پاکستان کے وجود میں آنے کے چند سال بعد سے ہی پاکستان کی ریاست کے ٹھکیدار بنے رہے اس گروہ میں اضافہ بھی ہوا تو ان جیسوں کا ! ! پاکستان کی تقدیر بدلنے والے اتنے کمزور ہیں کہ اگر معمولی سا مرض یا کوئی مچھر ، مکھی بھی آجائے تو گھبرا جاتے ہیں کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو بھلا بیٹھے ہیں اور دنیا کی عیش و عشرت میں دھت ہیں ، انہیں ایک عام پاکستانی کی حالت کا اندازہ ہی نہیں ! ! آئے روز مگرمچھ کے آنسو بہا کر اپنے جرم کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ بار بار عوام کو ڈس سکیں ۔ماہرین سیاست کا کہنا ہے کہ مستقبل قریب میں پاکستان مزید دیوالیہ

میں آجائے گا کیونکہ ان پانچ سالوں میں ہر سیاستدان کو بری طرح عوام کو ادھیڑ دیا ہے اور اب بچی کچی حالت کو قیمہ بنانے کے درپے ہیں۔ایک قربانی کا بکرا صرف ایک بار ذبح ہوتا ہے لیکن پاکستانی عوام ان سیاستدانوں اور حکمرانوں کے ہاتھوں روز ذبح ہوتے ہیں، ناقص پالیسیاں، ناقص انتظامیہ، ناقص اقتصادیات اور ناکام وزراء نے پاکستان کی یہ حالت بنا ڈالی ہے، ماہرین کا یہ بھی کہنا ہے کہ جب تک پاکستان میں انتخابات کے سلسلے کو ووٹنگ کے وقت ووٹر کو اسکینگ کے مراحل سے نہ گزارا گیا تو کبھی بھی شفاف انتخابات نہ ہو سکیں گے وہ الگ بات ہے کہ " منہ میاں مٹھو" یہ تو ازال سے ہی پاکستان میں چلتا آرہا ہے۔پاکستان کی تمام قوم جو ووٹ کا حق رکھتی ہے اگر ووٹ بھی دے تو کچھ مثبت حاصل نہ ہوگا کیونکہ انتخابات کا نظام اس قدر ناپید، فرسودہ، ناکارہ ہے کہ بآسانی اس میں رد و بدل کیا جاسکتا ہے اور من مانے لوگ منتخب کیئے جا سکتے ہیں۔ ماہرین کہتے ہیں کہ آنے والا الیکشن پاکستان کیلئے کوئی خاص تبدیلی کا باعث نہ بن سکے گا بلکہ جو ہیں وہی اپنی کامیابی کا جشن دیکھیں گے۔۔۔!! لیکن پاکستان افسوس، افسوس کیا حال ہوگا!!!؟؟

اس قوم کو اتنا بے وقوف نہ سمجھو۔۔۔

پاکستان اور بالخصوص کراچی میں سیاسی انارکی اور بگڑتے حالات پر ہر پاکستانی تشویش میں مبتلا ہے، خاص کر وہ پاکستانی باشندے جو اس ملک کے خیر خواہ ہیں اور اس کی بربادی پر انتہائی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ ہر ذی شعور شہری نالاں ہے اپنے سیاسی لیڈرانوں سے، انتظامیہ و پولیس سے، عدلیہ و انصاف سے، محافظ و رینجرز سے۔ اس قوم کو اتنا بے وقوف نہ سمجھو کہ یہ تمہارے ارادوں اور خیالوں کو سمجھ نہ سکیں۔ اس قوم کو اتنا بے وقوف نہ سمجھو کہ انہیں روز بروز قتل گاہ بنانے والوں کا پتہ نہ ہو، قوم جانتی ہے کہ کس کی پس پشت حاصل ہے۔ اس قوم کو اتنا بے وقوف نہ سمجھو کہ میڈیا کسی اشو پر مکمل قائم ہی نہیں رہتا صرف اپنے بازاری بہاؤ بڑھا کر اگلی سمت روانہ ہو جاتا ہے اور ادھورے حالات و واقعات کو چھوڑ کر اگلی سمت چلا جاتا ہے۔ اس قوم کو اتنا بے وقوف نہ سمجھو کہ ہر روز سجاتا ہے میڈیا ایسے پروگرام کہ جس میں سیاسی مرغوں کی بلند آوازیں دوڑتی ہیں اور حاصل کچھ نہیں ہوتا سوائے ایک دوسرے کے خلاف بات کرنے کو، اس قوم کو اتنا بے وقوف نہ سمجھو کہ یہ قوم علم و ہنر کی دانائی سے واقف نہیں ہے، پر افسوس ایوانوں میں بیٹھے ہیں علم سے خالی۔ اس قوم کو اتنا بے وقوف نہ سمجھو کہ قدرتی پیداوار کو روک کر لگواتے ہیں ہزاروں گاڑیوں کی لائنیں، اس قوم کو

اتنا بے وقوف نہ سمجھو کہ جانتے نہیں کہ تم نے توانائی کی مد میں بڑھا دیئے ہیں نرخ انتہا مگر سہولتیں ہیں ناپید، اس قوم کو اتنا بے وقوف نہ سمجھو کہ روزگار کے دروازے کھلے ہیں صرف سیاسی کارکنوں کیلئے، نہ تمہارے نزدیک پاکستانی قابل لوگ اچھے ہیں اور نہ پڑھے لکھے محنتی، تم تو بس یہ جاننا چاہتے ہو کہ کون اچھا وفادار جانور ہے۔اس قوم کو اتنا بے وقوف نہ سمجھو کہ کہ قوم جانتی ہے کہ کسی بھی سیاسی جماعت نے نہ یونیورسٹیاں بنائیں اپنی نسل کو نئی دنیا میں مقام حاصل کرنے کیلئے اور نہ ہی اسپتال بنائے علاج معالجہ کیلئے جہاں ہر کوئی مفت سہولت سے استفادہ کرتا۔ اگر یہ سیاسی لیڈران اس قوم سے واقعی مخلص ہوتے تو آج ہماری قوم کے نوجوان نہ ڈکیتی، چوری، لوٹ مار میں ہر گز ملوث نہ ہوتے ، ہمارے حکمران اپنی جیبوں اور ہوس کی تپش کو پورا کرنے میں ملکی خذانے کا برباد نہ کرتے تو یقینا ہر پاکستانی بنیادی وسائل سے مالا مال ہوتا نہ خود کشی ہوتی اور نہ بے راہ روی ہوتی۔اس قوم کو اتنا بے وقوف نہ سمجھو کہ یہ جانتی نہیں ، یہ سب جانتی ہے جو تم مکر وفریب دکھاتے ہو ، تمہارے لبوں پر جھوٹ کی لب اسٹک اور چہرے پر فریب کا پوڈر لگا ہوا ہوتا ہے ۔ اس قوم کو اتنا بے وقوف نہ سمجھو کہ یہ جانتی ہے کہ انشاءاللہ ایک نہ ایک دن ضرور یہ قوم اپنے سیاسی لیڈروں سے چھٹکارا حاصل کرے گی اور ایک ملت بن کر اس وطن عزیز پاکستان کی تعمیر وترقی میں ایک جان ہو کر اپنا اپنا ، کردار ادا کریگی ۔ بس انتظار ہے آپس میں بسنے والی نفرتوں کے ختم ہونے کا

بس انتظار ہے قوموں میں نفاق ختم ہونے کا، بس انتظار ہے قوموں میں تعصب و اقربہ پروری کی موت کا، بس انتظار ہے اللہ اور اس کے حبیب ﷺ سے حقیقی، سچی محبت و عشق کا، بس انتظار ہے خلوص، لگن اور ایمان کا، بس انتظار ہے فرقوں اور مسلکوں کے اختتام کا تو پھر دنیا بھی دیکھے گی کہ یہ وہی پاکستان ہے کہ جس کیلئے لاکھوں جانوں نے اپنے لہو کے نذرانے پیش کیئے تھے اور تاریخ گواہ ہے کہ ہندوستان مین رہنے والے خوشحال خاندانوں نے صرف اسلام کی محبت کی خاطر ہجرت کی اور ان کے خلوص پر شک کرنے والے کو یقینا اللہ کبھی بھی معاف نہ کریگا۔ آج شہر کراچی مین ان ہی لوگوں کی نسلوں کی نسل کشی کی جارہی ہے وہ کسی بھی جماعت یا فرقہ سے تعلق رکھتا ہو وہ شہید ان ہی بزرگوں کی اولاد میں سے ایک ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق اس حکومت میں وقت میں سرسٹھ سالہ دور میں سب سے زیادہ مارگٹ کلنگ، بوری بند لاش، اغوا، تاوان، ڈکیتیاں، چوری و رہزنی، صنعتی املاک کو جلانا، دکان و مکان کو جلانا، بم بلاسٹ، آرمی اثاثوں کو شدید نقصانات ہوئے۔ اس قوم کو اتنا بے وقوف نہ سمجھو کہاز خود ایسے حالات پیدا کیئے جائیں کہ دنیا کو باآور کیا جائے کہ پاکستان واقعی دہشت گرد ملک ہے اور اس میں تجارت و صنعت کا کوئی راستہ نہیں اور ڈھیٹ کا عالم یہ ہے کہ قبل از انتخابات اپنی کامیابی اپنائے بیٹھے ہیں کیونکر سب کے سب سیاسی لیدران بھی راضی دکھائی دیتے ہیں!! آخر کیوں؟؟ اس قوم کو اتنا بے وقوف نہ سمجھو کہ!! اس قوم کو اتنا بے وقوف نہ سمجھو کہ!! خدارا اس قوم کو اتنا

!! بے وقوف نہ سمجھو۔۔۔

پاکستانی ریاست اور محرم الحرام۔۔۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین اسلام کو اللہ نے پسند فرمایا، اس حقیقت کو عالم دنیا کے غیر مسلم اسکالرز، تاریخ دان، مفکر اور مذہبی پیشواؤں نے بھی قبول کیا، آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا جب بھی غیر مسلم نے مطالعہ کیا تو آپ ﷺ کو کائنات میں سب سے اعلیٰ پایا۔ گمراہ اور بھٹکے ہوئے اُن ہی لوگوں کو کہا جاتا ہے جو سب کچھ جانتے ہوئے بھی انکار کر بیٹھیں اُن میں مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ دنیا میں دو ریاست خالصتاً اسلام کے نام پر وجود میں آئیں ایک مدینتہ المنورہ دوسری اسلامی جمہوریہ پاکستان۔ مدینہ منورہ کی ریاست نبی پاک حضور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ نے اللہ کے دین اسلام پر مکمل رکھی اور پاکستان کو عاشقان و غلامان رسول ﷺ نے رکھی۔۔۔۔مدینتہ المنورہ کی ریاست کافروں، مشرکوں اور منافقوں کو برداشت نہ تھی اسی لیئے وہ اس ریاست کے خلاف سرگرم رہتے تھے لیکن یہ معجزہ نبی ﷺ تھا کہ تمام مخالفین کی کوششوں کے باوجود مدینہ کی اعلیٰ ترین ریاست پوری دنیا میں چمکنے دمکنے لگی۔ ریاست پاکستان کو بنانے والے بھی حضور ﷺ کی غلامی کا دم

بھرنے والے مدینتہ المنورہ کے نقش قدم جیسی ریاست بنانا چاہتے تھے اسی جذبہ کے تحت ہندوستان کے مسلمانوں نے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کیا اور ہر طرح کی قربانی دیکر یہ وطن عزیز پاکستان معروض وجود میں لائے۔۔۔اکثر و بیشتر یہ بھی سنا گیا ہے کہ کیا ضرورت تھی اس خطہ میں پاکستان بنانے کی ، بھارت میں رہ کر ہی پاکستان کا حصہ بنا لیتے ، شائد منشائے خداوندی یہی تھا اگر اس خطہ کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بھارت سے ہجرت کرنے والے مہاجرین کو پاکستان بننے دیا تو یہ ان کی انتہائی غلط فہمی ہوگی کیونکہ جب بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں قربانی دیکر خالصتاً نیت نیتی کے ساتھ عمل کیا جائے گا تو وہ یقینا رضائے خداوندی میں شمار ہوتا ہے اور اللہ کی رضا کا انکار اللہ سے جنگ کے مترادف ہے یقینا اللہ سے جنگ کرنے والے مسلمان نہیں ہو سکتے اسی لیئے اپنے ایمان کو سلامت اور قائم رکھنے کیلیئے علم دین رکھنا بہت ضروری ہے۔ پاکستان خالصتاً اسلام کے نام پر معروض وجود میں آیا ہے اور موجودہ حالات میں غیر مسلم ممالک پاکستان میں سیکولر نظام کی ہوا دیتے ہیں اور پاکستانی سیاستدانوں سے بیانات کراکے اپنی طاقت اور گرفت کا اظہار کرتے ہیں ، کل بھی پاکستان میں سب مسلمان ایک تھے اور آج بھی ہیں ۔ مسلکوں ، قومیتوں اور تعصب کی جنگ میں مبتلا کرکے بیرون ممالک یہ نہ سمجھیں کہ وہ کامیاب ہوجائیں گے یہ عوام ایسے لیڈروں کو ضرور نیست و نابود کردیں گے جو دین اسلام کی آئڑ یا پاکستان کی سلامتی کی باعث نقصان ہوں۔ پاکستان جب وجود میں

آیا تھا اُس وقت وہ لوگ زندہ تھے اور اُن کی نسلیں جوان تھیں جنھوں نے اس وطن عزیز کے تعمیر و ترقی کیلئے اپنی تمام تر کوششیں اور کاوشیں صرف کردیں اور ایک پر امن بہترین ریاست کی شکل میں اسلامی جمہوریہ پاکستان نظر آیا، یہاں ہر نسل، ہر قوم اور ہر فقہ و مسلک کا انسان اپنی مذہبی تہوار آزادانہ طور پر ادا کرتا تھا حتیٰ کہ غیر مسلم بھی اسی قدر آزاد تھے۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ سرزمین پاکستان میں بسنے والے شریف النفس، سچے و سادے سیاستدان اپنی زندگی سے دور جانے لگے تو ایسے لوگوں کو داخلہ شروع ہوگیا کہ جنھیں اپنی عزت و آبرو کی پروا نہیں بس دولت و عیش کیلئے ہر جائز و نا جائز لازم بن گیا ان لوگوں کیلئے۔ ان میں سیاست سے تعلق رکھنے والے بھی ہیں تو مذہبی ٹھیکیدار۔۔۔ دین اسلام میں کہیں بھی اور کسی بھی جگہ نبی پاک حضور کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ اور مقرب خلفائے راشدین نے ایک مسلمان کو جان سے مارنے اور کافر کہنے کا حکم نہیں دیا بلکہ اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کا فرمان عالی شان یہی ہے کہ ایک انسان کا قتل پوری دنیا کی انسانیت کے قتل کے مترادف ہے پھر بھلا پاکستان میں بے قصور لوگوں کو قتل کرنا، بم بلاسٹ کرنا، خود کش حملے کرنا، مساجد و مدارس، امام بارگاہ و مزارات، بازار ہو یا تعلیم گاہ گو کہ جہاں موقع آجائے وہیں پاکستانیوں کی لاشیں بکھیر دی جاتی ہیں۔ یہ سلسلہ اُس وقت تک نہیں تھمے گا جب تک ہر پاکستانی اپنی صفوں میں چھپے ہوئے دشمنوں کا نکال باہر نہ کرے۔ حیرت و تعجب کی بات تو یہ ہے کہ پاکستان میں

صرف زبان اور قوم کو اتنی اہمیت دی جاتی ہے کہ وہ ان ہی کے درماین مین رہ کر آزادانہ حملے کرتے ہیں ۔ اگر خیبر پختونخوا کی انتظامیہ ایسے منحرف اور دشمنان پاکستان کو وہیں روک دیں تو یقینا یہ اپنے منفی عزائم میں کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکیں گے یہی معاملہ پنجاب اور بلوچستان کے ساتھ سندھ کو بھی کرنا پڑیگا ورنہ انتظامیہ و پولیس کچھ بھی نہ کر پائے گی سوائے بیانات کے۔۔۔ ! !ٹارگٹ کلنگ ہو یا بم بلاسٹ یا پھر آپس کی سیاسی جنگ یہ سراسر پاکستان کی عوام کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے ، آج پاکستان ان ہی حالات کی بناء پر معاشی و اقتصادی، صنعتی و پیداواری، تعلیمی و فنی اور دیگر تمام معاملات میں ناپید و ناکارہ ہو کر رہ گئی ہے شائد اس کی وجہ ہمارا نظام ریاست ہو بلکہ یہی ہے ۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں آج پاکستان کا شہری محفوظ نہیں، نہ جان سے اور نہ مال سے ۔۔۔ عدالت عظمی اگر عوام کی حالت کو بیان کرنے پر اپنی بے عزتی محسوس کرتی رہے گی تو انصاف کیلئے کسے کہا جائیگا اور اگر افواج حفاظت کیلئے معزرت کرلے تو محافظ کہاں تلاش کریں گے ، اگر ووٹنگ کے نظام کو اسکنگ سے مشروط نہ کیا گیا تو شفاف و انصاف کو دکھا سکیں گے ۔ اس ملک میں اب حالت یہ ہو چلی ہے کہ سیاست دان ہوں یا مذہبی ٹھیکیدار ایک مافیا کی شکل اختیار کرگیا ہے کوئی بھی ان پر تنقید نہیں کرسکتا کیونکہ نعوذ باللہ یہ طاقت میں اس قدر ہیں کہ ۔۔۔۔ ! ! کوئی سچ و حق کہ نہیں سکتا ۔ یاد رکھئے خلفائے راشدین سے بڑا مقرب آج کا مولوی ملا یا سیاستدان نہیں ہو سکتا پھر کس بات کا گھمنڈ

اور آکٹر ہے کہ پاکستان آئے روز جھلس رہا ہے اور یہ آپس میں نورا کشی کھیل رہے ہیں عوام کو بڑی بڑی باتیں نہیں بلکہ صحیح اور سیدھا عمل چاہیے لیکن شرم کی بات تو یہ ، ہے کہ جو کچھ پاکستان میں تھا سب برباد کرڈالا۔۔۔ پاکستان کو ہر کوئی اپنے باپ کی جائیداد سمجھتے ہوئے بے دردی سے اپنا حکم چلارہا ہے کسی کو بھی حقیقی طور پر عوام کے دکھ و درد اور مسائل سے دلچسپی نہیں ۔ اس وقت نیا سال شروع ہوچکا ہے اور ہم نئی سن ہجری ایک ہزار چار سو چونتیس میں داخل ہوگئے اور اب کہیں بم بلاسٹ ہورہے ہیں تو کہیں ٹارگٹ کلنگ اور دہشتگردیاں۔ اسٹریٹ کرائم انتہا کو پہنچ گیا اور عیاشی کے اڈے عیاں ہوگئے جیسے کوئی پوچھنے والا نہیں ، یہاں ہر سمت نظر آتا ہے مافیا ہی مافیا۔۔۔ پاکستانی ریاست اور محرام الحرام کے حوالے سے اگر غور کیا جائے تو ہم انتہائی شرمندگی سے اپنا سر جھکا لیتے ہیں کیونکہ اس مہینہ کی افضیلت خود رب العزت اپنی مقدس کتاب الہی میں فرماتا ہے کہ " بیشک مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک اللہ کے حکم میں بارہ ہے جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ان میں چار حرمت والے مہینے ہیں " (سورۃ توبہ آیت 36) ان میں سے محرم کا مہینہ بڑا ہی قابل احترام ہے اس کا احترام جاہلیت کے تاریک ترین زمانے میں بھی باقی تھا ریگزار عرب کے بدو جو علم سے دور اور عقل سے بیگانہ، وحشت سے قریب اور جنگ وجدال کے رسیا ودلدادہ تھے وہ بھی ان مہینوں کے احترام میں قتل وقتال، جنگ وجدال، کشت وخون، لوٹ مار اور غارت گری

ورہزنی سے باز رہتے تھے یہی وجہ ہے کہ محرم کے مہینہ کو محرم الحرام کہا جاتا ہے کہ اس میں معرکہ کارزار گرم کرنا اور انسانوں کے خون کی ہولی کھیلنا حرام ہے۔اس مبارک مہینہ کی دسویں تاریخ تو گویا خوبیوں اور فضیلتوں کا گلدستہ ہے کہ اسی دن پیغمبر جلیل موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے ظالمانہ وجابرانہ شکنجہ اور غلامی کی ذلت آمیز قید وسلاسل سے آزاد کرایا۔اس دن کی فضیلت کیلئے اس سے بڑھ کر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ رمضان کے بعد اسی دن کے روزہ کو افضیلت حاصل ہے چنانچہ ریاض محبت کی بہار جاوداں کا آخری نغمہ خواں عندلیب اور مستور ازل کے چیرہ زیر نقاب پہلا بند کشا، پیغمبر اسلام محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیان فرماتے ہیں۔"رمضان کے مہینہ کے بعد محرم کے مہینہ کا روزہ افضل ترین روزہ ہے۔" (صحیح مسلم) لہٰذا یہ دن تو وہ دن ہے کہ اللہ کا بندہ کمال بندگی کے ساتھ اپنے رب کی محبت میں سرشار ہو کر اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں ہمہ تن مشغول ہو جائے انتہائی عجز ونیاز کے ساتھ اپنی عبادت اور اعمال صالحہ کا نذرانہ اس کے دربار عالی میں پیش کرے اور روزہ ونماز ذکر وتسبیح کے ذریعے اس کی خوشنودی ورضا مندی کا جویا وطلبگار ہو۔ رسول اکرم نے حج کے خطبہ میں فرمایا۔ زمانہ گھوم کر اپنی اصلیت پر آ گیا ہے سال کے بارہ مہینے ہوا کرتے ہیں جن میں سے چار حرمت وادب والے ہیں تین تو پے درپے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور چوتھا رجب المرجب جو جمادی الآخر اور شعبان کے درمیان ہے

بخاری و مسلم)۔اسلام سے پہلے لوگ عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اور اس کے خاتمہ پر عید کرتے تھے۔ ابتدائے اسلام میں عاشورہ کا روزہ فرض تھا جب رمضان کے روزے فرض ہوگئے تب عاشورہ کے روزے کی فرضیت منسوخ ہو گئی جس کا دل چاہے رکھے جی نہ چاہے تو نہ رکھے۔جب آنحضرت مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو یہودیوں کو محرم کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا" تم اس روز کیوں روزہ رکھتے ہو؟" انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہماری نجات کا دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات دلائی اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکرانے کے طور پر روزہ رکھا۔ آپ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم تم سے زیادہ موافقت رکھنے کے حقدار ہیں اس لئے نبی اکرم نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری و مسلم) لیکن یہودیوں کی مشابہت سے بچنے کیلئے آپ نے فرمایا کہ "اگر میں زندہ رہا تو محرم کی نویں اور دسویں کا روزہ رکھوں گا۔ "مگر آئندہ سال آپ محرم کے آنے سے پہلے خالق حقیقی سے جاملے لیکن یہ حکم باقی رہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عمل کیا لہٰذا محرم کی نویں دسویں یا دسویں گیارہویں یعنی دو دن کا روزہ رکھنا چاہیے۔ رسول اکرم نے فرمایا" عاشورہ کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مخالفت کرو دسویں کے ساتھ ایک دن اور روزہ رکھو چاہے ایک دن پہلے ہو یا ایک دن بعد کا۔" ماہ محرم کی فضیلت اس لحاظ سے بھی ہے کہ یہ سن ہجری اسلامی سال) کا پہلا مہینہ ہے جس کی بنیاد)

سرور کائنات کے واقعہ ہجرت پر ہے۔ان تمام دینی اہمیت کے باوجود ریاست پاکستان ہیں مدیگر اسلامی تہواروں بالخصوص محرم الحرام میں دہشت گردی، قتل و غارت ، خون ریزی، بم بلاسٹ ، خود کشی کا عمل روز بروز بڑھاتا جارہا ہے ، کچھ ذاتی مفادات اور دیگر پہلوؤں کو دیکھ کر ایسے گروہ یا لوگوں کو پناہ دیتے ہیں وہ بھول گئے کہ یہ دشمنانان اسلام اور پاکستان غیر مسلموں کے آلہ کار ہیں ، انہیں اسی مد میں استعمال کیا جارہا ہے کہ پاکستان دنیا بھر میں دہشت کی علامت بن جائے اور ایٹمی طاقت کا گرفت میں لے کر بے سود کردیا جائے وقت بہت نازک کی طرف جارہاہے۔آخر کیوں حکومت وقت اس اہم بات کی طرف توجہ نہیں دیتی اور تو اور حلیف ہوں یا حریف دونوں اطراف کی جانب سے مفاہمتی منظر نظر آتا ہے ، ہر کوئی مال و دولت کی ہوس میں اس مادر وطن کا سودا کرنے میں پیچھے نظر نہیں آتا۔ اللہ پاکستان کی حفاظت کرے اور آپس میں محبت، اخوت، بھائی چارگی کا جذبہ ہمیشہ قائم رکھے ، سب انسان ہیں ، پاکستانی ہیں، مسلمان ہیں ، ایک امتی ہیں اور ایک قوم ہیں ۔۔۔۔۔!!!

پاکستان کس نظام کیلئے بنا تھا

معروض پاکستان کی جانب اگر نظر دوڑائی جائے تو ہمیں مولانا شوکت علی جوہر، مولانا محمد علی جوہر، سر سید احمد خان کی شخصیات کے وہ پہلو سامنے آ جاتے ہیں جنھوں نے بر صغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں علم و شعور کو بیدار کرنے کیلئے اپنی تمام تر کوششیں صرف کردی تھیں گو کہ اُس وقت کے نام نہاد دینی ملاؤں نے شدید مخالفت کا بازار گرم کردیا تھا لیکن یہ لوگ سیسہ پلائی دیوار کی طرح اللہ اور اس کے حبیب کی رضا کیلئے اس قوم کو تعلیم و شعور سے بہرہ مند کرنا چاہتے تھے وقت اور تاریخ نے بتایا کہ ان کی مسلسل نیک نیتی اور صحیح خطوط پر کام کرنے سے منزل حاصل ہو جاتی ہے۔

سر سید احمد خان نے بھانپ لیا تھا کہ ان انگریز سامراج کے جانے کے بعد اگر قوم کو دنیا میں اپنا مقام بنانا ہے تو اُسے بہتر تعلیم اور اعلیٰ شعور سے مامور ہونا پڑیگا تاکہ بعد کی نسلیں شعور کے فقدان کی بناء پر پھر پستی و غلامی کا شکار نہ ہو جائیں۔ ویسے بھی علم و شعور کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن الحکیم الفرقان المجید میں بار ہا بار امت محمدی کو علم و شعور کو حکم فرمایا خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے تعلیم کے حصول کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور حکم فرمایا کہ تعلیم حاصل کیلئے کیلئے دور دراز کا سفر کرنے کیلئے بھی اجتناب نہ کرو! سر سید احمد خان

نے بھارت کے شہر علی گڑھ میں مسلم یونیورسٹی کا قیام کیا۔ اس درسگاہ سے لاکھوں مسلم نوجوان اور بچے تعلیم کے زیور سے مستفیض ہوئے۔ سرسید احمد خان نے علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کو اس طرح ڈیزائن کیا تھا کہ کہیں بھی معمولی کی اعلیٰ ترین تعلیم میں کمی نہ رہ جائے یاد رہے تحریک پاکستان میں سب سے زیادہ اس ہی یونیورسٹی کے طالبعلموں نے دوران تعلیم گاؤں گاؤں ، شہر شہر قائد اعظم محمد علی جناح کی سرپرستی میں تحریک پاکستان کو پروان چڑھایا۔ سیاسی و سماجی شعور مولانا شوکت علی جوہر اور مولانا محمد علی جوہر نے اس قوم میں پیدا کیا۔ درحقیقت تحریک پاکستان اُس وقت سے ہی شروع ہو گئی تھی جب انگریزوں نے مغلیہ بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی سلطنت پر قبضہ کر لیا تھا۔ تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ انگلینڈ نے برصغیر کو سونے کی چڑیا سمجھتے ہوئے اس کے تمام قیمتی ذرات سمیٹ لیئے باقی ایسا سلسلہ پیدا کیا کہ ہمیشہ کیلئے اپنے کارندے بٹھا کر اس خطے کی دولت سمیٹتے رہیں گے۔ جب تقسیم کا وقت آیا تو اسی انگیز نے ہندوؤں سے مل کر ایسے اشو پیدا کیئے کہ جو نہ تو پاکستان کو کبھی بھی مستحکم ہونے کا سبب بنیں گے اور نہ ہی بھارت کیلئے ۔ اکثریتی مسلم خطوں میں اتر پردیش سب سے زیادہ تصور کیا جاتا تھا لیکن پاکستان کو بیابان ، ریگستان، پہاڑوں پر مشتمل حصہ دیا۔ اللہ کی نعمت کو سمجھتے ہوئے صبر سے کام لیا اور اسے قبول کیا یہ جان کر کہ ان خطوں میں ایک اللہ اور ایک رسول ﷺ کی اطباء کی جائیگی اور ایسا وطن عزیز بنایا جائیگا کہ جس مین

بھائی چارہ، محبت، اخوت کا عنصر پیوست ہوگا الحمد للہ سب سے زیادہ سندھ کے لوگوں نے خوش آمدید کیا جبکہ دیگر علاقوں میں اس قدر پزیرائی نہ ملی بحر حال پاکستان بن گیا ۔پاکستان دو حصوں پر مشتمل تھا ایک مغربی پاکستان جس میں ہم رہ رہے ہیں دوسرا مشرقی پاکستان جو اب بنگلہ دیش کے نام سے دنیا میں موجود ہے۔ پاکستان دو لخت کیسے ہوا؟ یہ ایک الگ مفصل بحث ہے لیکن یہاں اس بات کو قطعی رد نہیں کیا جاسکتا ہے جب بھی کسی کا استحصال ہوگا انجام ہمیشہ منفی ہی برآمد ہوگا۔ مانا کہ پاکستان کا پہلا آئین انیس سو چھپن میں بنا لیکن پاکستان کے وجود کی اساس اور کیفیت و حقیقت اسلامی نظام ہی تھا کیونکہ دو قومی نظریہ ہی مسلم اور ہندو تھا۔ قائد اعظم محمد علی جناح اپنی تقاریر میں بار ہا بار فرماتے تھے کہ اس خطے میں دو بڑی قومیں ہیں ایک ہندو مذہب پر دوسری دین اسلام پر۔ ہم پاکستان اس لیئے چاہتے ہیں کہ وہاں ہم آزادی کے ساتھ دین اسلام کے اصولوں اور قانون کو نافذ کرسکیں مخالفین اس بات کو ہدف کرکے قائد اعظم محمد علی جناح کی شخصیت پر نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ بھول گئے کہ قائد اعظم محمد علی جناح کے کارکنانوں کی اولادیں ابھی زندہ ہیں وہ کبھی بھی قائد اعظم محمد علی جناح اور شہدائے تحریک پاکستان کی جانثاری کو برباد نہیں ہونے دیں گے اس سے پہلے دشمنان پاکستان کو نیست و نابود کردیں گے۔ اسلام نے سیاسی نظام دیا ہے لیکن پاکستان میں نظر نہیں آتا اس کی سب سے بڑی وجہ قائد اعظم محمد علی جناح کا جلد انتقال ہوا ہے اگر

اللہ تبارک و تعالیٰ قائد اعظم محمد علی جناح کو پانچ سال مزید عطا کر دیتا تو پاکستان دنیا میں آج امتیاز نظر آتا۔ قائد اعظم محمد علی جناح جانتے تھے کہ دنیا میں سب سے اعلیٰ ترین سیاسی نظام صرف اسلام نے دیا ہے جسے اپنانے سے کامیابیاں قدموں کو چومیں گی۔ اسلام کے سیاسی نظام کو تین اصولوں پر دیکھا جاتا ہے یعنی توحید (خدا کی وحدانیت)، رسالت (نبوت) اور خلافت (خلافت) پر مبنی ہے۔ یہ مکمل طور پر ان تین اصولوں کو سمجھنے کے بغیر اسلامی کی پالیسی کے مختلف پہلوو ں کی تعریف مشکل ہے۔ (وحدانیت) توحید کا مطلب ہے کہ ایک اکیلے خدا اس کائنات کا اور جو کچھ اس میں موجود ہے خالق پروردگار ہے۔ اسلامی ریاست کی خود مختاری صرف اللہ ہی کو زیب ہے۔ وہ واحد کمانڈ ہے اور تمام حق، عبادات و اطاعت اسی اکیلے ہے۔ اکیلا خدا، خدا ہی ہے اور اس کے احکام اسلام کے قانون ہیں اور نبی پاک اللہ تبارک و تعالیٰ کے آخری رسول و نبی ہیں اور آپ کی سنت کی تکمیل ہی اسلامی سیاسی نظام کا جذ ہے درحقیقت نبی کریم ﷺ نے ہی سیاست کا اصل ڈھنگ سیکھایا ہے، آپ ﷺ نے کفار و مشرقین سے جس طرح مصلحاً معاہدے کیئے اور سچ و حق کا بلند رکھا آج بھی صحیح سیاست کی اساس بنائی۔ آپ ﷺ نے قرآن سے ریاست کا ڈھنگ سیکھایا ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ کے احکامات سے قانون کے نفاذ اور ضروری تفصیلات فراہم کیں اور ایک اسلامی ریاست کے نظام کا ایک ماڈل قائم کیا اسی لیئے اسے اسلامی اصطلاحات کے مطابق، "شریعت" بھی کہا جاتا ہے۔ انسان کا وجود ایک خاص مقصد ہے، اس مقصد کو حاصل

کرنا ہی انسان زندگی ہے یہ مقصد بھی اللہ کے حکم سے نبی کریم ﷺ نے نبی نوع انسان کو بتایا۔ اللہ نے اپنی مقدس کتاب قرآن میں فرمایا "دیکھو، تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا: میں نے زمین پر ایک نائب پیدا کرے گا" (2:30 قرآن) ۔ یہ زمین انسان کیلئے بنائی گئی جس میں وہ اللہ کے عطا کردہ وسائل اور توانائی کی تلاش، اللہ کے اس کے وسائل کی مکمل استعمال کرنے کے اور اس پر زندگی کی ترقی کے مقصد کی تکمیل کے تحت زندگی بسر کرے۔ مختصر سیاست و ریاست کو اللہ کے قانون کے ساتھ ہم آہنگی

ہیں رکھے۔ قرآن واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ریاست کا مقصد اور مقصد قیام، بحالی اور ان فضائل کی ترقی، اور اس کائنات کا خالق کے احکام کے تحت رعایا کی زندگی کو سہل بنایا جائے اور ریاست کو قرآنی احکامات کے تحت آراستہ رکھا جائے اور معاشرتی برائیوں کا خاتمہ ریاست کے قانون اور حاکم کی ذمہ داری ہے۔ سیاسی نظام صرف انتظامیہ کے لئے نہیں بلکہ اس کے ذریعے لوگوں کی کسی بھی اجتماعی ضروریات کا حصول فراہم کرنا بھی لازم ہے اسی لیئے ریاست سے پہلے اسلام اور اس کے قوانین ہیں۔ اسلامی ریاست کا اصل جز عوامی فلاح و بہبود کے پروگرام کی منصوبہ بندی ہے۔ لہٰذا اسلامی ریاست کے لئے ایک اقوام کی تبدیلی، پالیسی انصاف، سچائی اور ایمانداری اس کی سیاست کی بنیاد ہے۔ کسی بھی حالات کے تحت، کسی بھی سیاسی، انتظامی یا قومی مصلحت کی خاطر کے لئے دھوکہ دہی، باطل، اور ناانصافی برداشت نہیں چاہے وہ حکمرانوں کے باہمی تعلقات، ریاست، یا دوسری ریاستوں کے ساتھ ریاست کے

تعلقات کے اندر اندر حکومت، مقدم ہمیشہ سچ مواد پر غور کے دوران، ایمانداری اور انصاف ہونا چاہئے۔ اگرچہ زمین کے کسی بھی حصے میں ایک اسلامی ریاست قائم کیا جا سکتا ہے، اسلام اپنی ریاست کی جغرافیائی حدود میں انسانی حقوق یا مراعات کو محدود کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی ریاست میں انسانی خون ہر صورت میں مقدس ہے عورتوں، بچوں، بوڑھے لوگ، بیمار افراد یا زخمی ظلم جائز نہیں ہے۔ عورت کی عزت، اور عفت تمام حالات میں احترام کے قابل ہیں۔ بھوکا شخص کو کھلانا اور ننگے کو لباس پہنانا اور زخمی کو طبّی علاج فراہم کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ حکومت اور انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ ایک اسلامی ریاست میں ایک امیر (رہنما یا سربراہ) جو روایتی جمہوری ریاست میں صدر یا وزیر اعظم کو برابر قرار دیا جائے۔ ایک امیر کے انتخاب کے لئے بنیادی اہلیت ہے کہ وہ اللہ کے قوانین پر پورا اترتا ہو یعنی اخلاقی کریڈٹ تقویٰ اور اخلاقی معیار پر پورا اترتا ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان ایک مکمل اسلامی ریاست کیلئے معروض وجود میں آیا تھا ورنہ بھارت میں رہنے والے مسلم کسی طور پر کم نہ تھے، مال و اسباب کی فروانی تھی، عزت و مرتبات تھے، کاروبار و صنعت تھیں۔ یہ سب اس لیئے قربان کیا کہ اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے قانون کے تحت ایک ایسی ریاست بنائیں گے جو مدینہ شریف کی یاد تازہ کردے گی یہ جذبہ اور نیت پاکستان کے وجود کیئے رنگ تو لے آئیں مگر صد افسوس آزادی حاصل کرنے والی مقامی قوموں نے اللہ کی اس نعمت کو سمجھا ہی نہیں، اسی لیئے

آج پریشانی و غم میں مبتلا ہیں گر اب بھی باز نہ آئے تو مزید مصیبت کا شکار نہ ہو جائیں ۔ اب وقت ہے نظام کو بدلنے کا کہ وہ پاکستان بنائیں جس کیلئے لاکھوں جانوں کا نذرانہ پیش کیا گیا تھا اور منافقوں ، ظالموں ، لٹیروں، نفرت پھیلانے والے لیڈروں، قوم پرستوں، موروثی ٹھیکداروں کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رد کردیں اور نئی نسل کی بہاروں کو آگے لائیں ۔ اُن نوجوانوں کو جو عزم رکھتے ہیں ایک قوم بنانے کا، اُن نوجوانوں کو جو محبت، پیار، اخوت، یقین، محکم اور انصاف پر یقین رکھتے ہیں، اُن نوجوانوں کو آگے بڑھانا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنا ایمان سمجھیں جن میں انتہا پسندی نہ ہو، جو اعتدال کے ساتھ اہلیت کو اہمیت دیں، جو خوف خدا کے عادی ہوں، جو موجود نظام کی پر گندگی کو صاف کر سکیں۔ سب کو پاکستان زندہ باد اور اسلام زندہ باد کا عادی بنادیں تاکہ سب ملکر اس وطن عزیز کی تعمیر و ترقی کیلئے نئی روشنی کے ساتھ ابھریں۔ دیکھئے اپنے اطراف ایسے نوجوانوں کو اور آگے لائیے اس وطن عزیز کی ریاست کی باگ دوڑ سنبھالنے کیلئے اس سے پہلے انتخابات کے نظام میں نادرا کے ساتھ ڈیٹا منسلک کرائیں کہ ووٹنگ کے وقت ووٹر انگوٹھے کا اسکینگ بھی لازمی کرے تاکہ عوام نئے پڑھے لکھے نوجوانوں کو منتخب کرسکے جب تک الیکشن کے نظام میں اسکینگ رائج نہ کی جائیگی اُس وقت تک ہر گز نا ممکن ہے شفاف الیکشن ہونا۔ ہر اُس پاکستانی کی ذمہ داری بنتی ہے جو پاکستان اور اسلام کو خیر خواہ ہے وہ سپریم کورٹ اور الیکشن کمشنر اسلام آباد میں

خطوط در خطوط بھیجیں کہ ہمیں نظام کی تبدیلی کیلئے پہلے الیکشن کے نظام میں انگوٹھے کا اسکینگ لازم قرار دیں۔ اس سے نتیجہ یہ نکلے گا کہ سیاسی پاڑتیوں کی اجارہ داری مانند پڑ جائیگی اور ہر انتخابات میں عوام اپنے نمائندے بھی تبدیل کر سکیں گے ممکن ہے اس ! !اسکینگ نظام سے وطن عزیز کیلئے بہت زیادہ مثبت نتائج برآمد ہوں انشاء اللہ۔۔۔

پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد

امریکی عوام کیلئے انتباہ

قومیں بنتی اور ختم ہوتی بھی ہیں اور کچھ قومیں پر عذاب الٰہی کے سبب نیست و نابود ہو گئیں ، تاریخ ارض بتاتی ہے کہ جب بھی انسان نے قدرت کے خلاف تیزی دکھائی ، قدرت نے انہیں بے نام کردیا۔ آج کل ورلڈ پاور بننے والا ملک امریکہ یہودیوں کی ایماء پر جس قدر دنیا پر میں ظلم و ستم کی تاریخ رقم کررہا ہے بالخصوص اس نے مسلم دنیا کو انتہائی شدید نقصان سے دوچار کیا ان ممالک میں شام، اردن، عراق، ایران، افغانستان اور بالخصوص پاکستان ہے۔ دوسری جانب یہودیوں کے مسلسل یکطرفہ ظلم کے پہاڑ فلسطین میں کئی سالوں سے جاری ہیں وہیں امریکہ یہودیوں کی حمایت میں سب سے زیادہ آگے نظر آتا ہے۔ اکیس دسمبر سن دو ہزار بارہ سے انتیس دسمبر دو ہزار بارہ کا عرصہ امریکہ کیلئے انتہائی اذیت ثابت ہوگا ممکنات میں شامل ہیں کہ اس عرصہ میں ناگہانی آفات اسے آگھیرے گی اور سمندر، پہاڑ اور آسمان سے عذاب نازل ہوگا، پانی، ہوااور آگ کے گولے اس کی دنیا بھر میں جاری طاقت کوپسپا کردیں گے۔ سو سال سے امریکہ یہودیوں کے ساتھ ملکر جس طرح دنیا بھر میں معصوم لوگوں، بے بس لاچاروں کے ساتھ ظلم وبربریت جاری رکھے ہوئے ہے اب اس سلسلے کا اختتام ہونا شروع ہوگیا ہے۔ایک تحقیق کے مطابق دنیا کروٹ بدل رہی ہے اور طاقتوں میں تبدیلیاں واضع ہوگیں۔ یاد رہے گزشتہ امریکہ

میں آنے والے سمندری طوفان میں جو آگ تھی اس میں صاف طور پر آوازیں بھی تھیں اور شعور رکھنے والوں نے اُس آفت سے بہت کچھ سیکھا اور واحد لاشریک کو یاد کرتے ہوئے توبہ و استغفار جاری رکھا۔ پاکستانی حکومت عتاب الٰہی سے بچنے کیلئے ابھی بھی اپنا قبلہ درست کرلے۔۔۔۔!!

پاکستان کس نظام کیلئے بنا تھا۔۔۔

معروض پاکستان کی جانب اگر نظر دوڑائی جائے تو ہمیں مولانا شوکت علی جوہر، مولانا محمد علی جوہر، سر سید احمد خان کی شخصیات کے وہ پہلو سامنے آ جاتے ہیں جنھوں نے بر صغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں علم و شعور کو بیدار کرنے کیلئے اپنی تمام تر کوششیں صرف کردی تھیں گو کہ اُس وقت کے نام نہاد دینی ملاؤں نے شدید مخالفت کا بازار گرم کردیا تھا لیکن یہ لوگ سیسہ پلائی دیوار کی طرح اللہ اور اس کے حبیب کی رضا کیلئے اس قوم کو تعلیم و شعور سے بہرہ مند کرنا چاہتے تھے وقت اور تاریخ نے بتایا کہ ان کی مسلسل نیک نیتی اور صحیح خطوط پر کام کرنے سے منزل حاصل ہو جاتی ہے۔

سر سید احمد خان نے بھانپ لیا تھا کہ ان انگریز سامراج کے جانے کے بعد اگر قوم کو دنیا میں اپنا مقام بنانا ہے تو اُسے بہتر تعلیم اور اعلیٰ شعور سے مامور ہونا پڑیگا تاکہ بعد کی نسلیں شعور کے فقدان کی بناء پر پھر پستی و غلامی کا شکار نہ ہو جائیں۔ ویسے بھی علم و شعور کیلئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن الحکیم الفرقان المجید میں بار ہا بار امت محمدی کو علم و شعور کو حکم فرمایا خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے تعلیم کے حصول کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور حکم فرمایا کہ تعلیم حاصل کیلئے کیلئے دور دراز کا سفر کرنے کیلئے بھی اجتناب نہ کرو!

سر سید احمد خان نے بھارت کے شہر علی گڑھ میں مسلم یونیورسٹی کا قیام کیا۔ اس درسگاہ سے لاکھوں مسلم نوجوان اور بچے تعلیم کے زیور سے مستفیض ہوئے۔ سر سید احمد خان نے علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کو اس طرح ڈیزائن کیا تھا کہ کہیں بھی معمولی کی اعلیٰ ترین تعلیم میں کمی نہ رہ جائے یاد رہے تحریک پاکستان میں سب سے زیادہ اس ہی یونیورسٹی کے طالبعلموں نے دوران تعلیم گاؤں گاؤں ، شہر شہر قائد اعظم محمد علی جناح کی سرپرستی میں تحریک پاکستان کو پروان چڑھایا۔ سیاسی و سماجی شعور مولانا شوکت علی جوہر اور مولانا محمد علی جوہر نے اس قوم میں پیدا کیا۔ در حقیقت تحریک پاکستان اُس وقت سے ہی شروع ہو گئی تھی جب انگریزوں نے مغلیہ بادشاہ بہادر شاہ ظفر کی سلطنت پر قبضہ کر لیا تھا۔ تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ انگلینڈ نے برصغیر کو سونے کی چڑیا سمجھتے ہوئے اس کے تمام قیمتی ذرات سمیٹ لیئے باقی ایسا سلسلہ پیدا کیا کہ ہمیشہ کیلئے اپنے کارندے بٹھا کر اس خطے کی دولت سمیٹتے رہیں گے۔ جب تقسیم کا وقت آیا تو اسی انگیز نے ہندوؤں سے مل کر ایسے اشو پیدا کیئے کہ جو نہ تو پاکستان کو کبھی بھی مستحکم ہونے کا سبب بنیں گے اور نہ ہی بھارت کیلئے ۔ اکثریتی مسلم خطوں میں اتر پردیش سب سے زیادہ تصور کیا جاتا تھا لیکن پاکستان کو بیابان ، ریگستان، پہاڑوں پر مشتمل حصہ دیا۔ اللہ کی نعمت کو سمجھتے ہوئے صبر سے کام لیا اور اسے قبول کیا یہ جان کر کہ ان خطوں میں ایک اللہ اور ایک رسول ﷺ کی اطباء کی جائیگی اور ایسا وطن عزیز بنایا جائیگا

کہ جس مین بھائی چارہ، محبت، اخوت کا عنصر پیوست ہوگا الحمد للہ سب سے زیادہ سندھ کے لوگوں نے خوش آمدید کیا جبکہ دیگر علاقوں میں اس قدر پزیرائی نہ ملی بحر حال پاکستان بن گیا۔ پاکستان دو حصوں پر مشتمل تھا ایک مغربی پاکستان جس میں ہم رہ رہے ہیں دوسرا مشرقی پاکستان جو اب بنگلہ دیش کے نام سے دنیا میں موجود ہے۔ پاکستان دو لخت کیسے ہوا؟ یہ ایک الگ مفصل بحث ہے لیکن یہاں اس بات کو قطعی رد نہیں کیا جاسکتا ہے جب بھی کسی کا استحصال ہوگا انجام ہمیشہ منفی ہی برآمد ہوگا۔ مانا کہ پاکستان کا پہلا آئین انیس سو چھپن میں بنا لیکن پاکستان کے وجود کی اساس اور کیفیت و حقیقت اسلامی نظام ہی تھا کیونکہ دو قومی نظریہ ہی مسلم اور ہندو تھا۔ قائد اعظم محمد علی جناح اپنی تقاریر میں بار ہا بار فرماتے تھے کہ اس خطے میں دو بڑی قومیں ہیں ایک ہندو مذہب پر دوسری دین اسلام پر۔ ہم پاکستان اس لیئے چاہتے ہیں کہ وہاں ہم آزادی کے ساتھ دین اسلام کے اصولوں اور قانون کو نافذ کر سکیں مخالفین اس بات کو ہدف کرکے قائد اعظم محمد علی جناح کی شخصیت پر نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ بھول گئے کہ قائد اعظم محمد علی جناح کے کارکنانوں کی اولادیں ابھی زندہ ہیں وہ کبھی بھی قائد اعظم محمد علی جناح اور شہدائے تحریک پاکستان کی جانثاری کو برباد نہیں ہونے دیں گے اس سے پہلے دشمنان پاکستان کو نیست و نابود کردیں گے۔ اسلام نے سیاسی نظام دیا ہے لیکن پاکستان میں نظر نہیں آتا اس کی سب سے بڑی وجہ قائد اعظم محمد

علی جناح کا جلد انتقال ہوا ہے اگر اللہ تبارک و تعالیٰ قائد اعظم محمد علی جناح کو پانچ سال مزید عطا کر دیتا تو پاکستان دنیا میں آج امتیاز نظر آتا۔ قائد اعظم محمد علی جناح جانتے تھے کہ دنیا میں سب سے اعلیٰ ترین سیاسی نظام صرف اسلام نے دیا ہے جسے اپنانے سے کامیابیاں قدموں کو چومیں گی۔ اسلام کے سیاسی نظام کو تین اصولوں پر دیکھا جاتا ہے یعنی توحید (خدا کی وحدانیت)، رسالت (نبوت) اور خلافت (خلافت) پر مبنی ہے۔ یہ مکمل طور پر ان تین اصولوں کو سمجھنے کے بغیر اسلامی کی پالیسی کے مختلف پہلوؤں کی تعریف مشکل ہے۔ (وحدانیت) توحید کا مطلب ہے کہ ایک اکیلے خدا اس کائنات کا اور جو کچھ اس میں موجود ہے خالق پروردگار ہے۔ اسلامی ریاست کی خود مختاری صرف اللہ ہی کو زیب ہے۔ وہ واحد کمانڈ ہے اور تمام حق، عبادات و اطاعت اسی اکیلے ہے۔ اکیلا خدا، خدا ہی ہے اور اس کے احکام اسلام کے قانون ہیں اور نبی پاک اللہ تبارک و تعالیٰ کے آخری رسول و نبی ہیں اور آپ کی سنت کی تکمیل ہی اسلامی سیاسی نظام کا جذ ہے

درحقیقت نبی کریم ﷺ نے ہی سیاست کا اصل ڈھنگ سکھایا ہے، آپ ﷺ نے کفار و مشرقین سے جس طرح مصلحتاً معاہدے کیئے اور سچ و حق کا بلند رکھا آج بھی صحیح سیاست کی اساس بنائی۔ آپ ﷺ نے قرآن سے ریاست کا ڈھنگ سکھایا ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ کے احکامات سے قانون کے نفاذ اور ضروری تفصیلات فراہم کیں اور ایک اسلامی ریاست کے نظام کا ایک ماڈل قائم کیا اسی لیئے اسے اسلامی اصطلاحات کے مطابق، شریعت" بھی کہا جاتا ہے۔ انسان کا وجود ایک خاص"

مقصد ہے، اس مقصد کو حاصل کرنا ہی انسان زندگی ہے یہ مقصد بھی اللہ کے حکم سے نبی کریم ﷺ نے نبی نوع انسان کو بتایا۔ اللہ نے اپنی مقدس کتاب قرآن میں فرمایا "دیکھو، تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا: میں نے زمین پر ایک نائب پیدا کرے گا" (2:30 قرآن) ۔ یہ زمین انسان کیلئے بنائی گئی جس میں وہ اللہ کے عطا کردہ وسائل اور توانائی کی تلاش، اللہ کے اس کے وسائل کی مکمل استعمال کرنے کے اور اس پر زندگی کی ترقی کے مقصد کی تکمیل کے تحت زندگی بسر کرے۔ مختصر سیاست و ریاست کو اللہ کے قانون کے ساتھ ہم آہنگی میں رکھے۔ قرآن واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ریاست کا مقصد اور مقصد قیام، بحالی اور ان فضائل کی ترقی، اور اس کائنات کا خالق کے احکام کے تحت رعایا کی زندگی کو سہل بنایا جائے اور ریاست کو قرآنی احکامات کے تحت آراستہ رکھا جائے اور معاشرتی برائیوں کا خاتمہ ریاست کے قانون اور حاکم کی ذمہ داری ہے۔ سیاسی نظام صرف انتظامیہ کے لئے نہیں بلکہ اس کے ذریعے لوگوں کی کسی بھی اجتماعی ضروریات کا حصول فراہم کرنا بھی لازم ہے اسی لیئے ریاست سے پہلے اسلام اور اس کے قوانین ہیں۔ اسلامی ریاست کا اصل جز عوامی فلاح و بہبود کے پروگرام کی منصوبہ بندی ہے۔ لہٰذا اسلامی ریاست کے لئے ایک اقوام کی تبدیلی، پالیسی انصاف، سچائی اور ایمانداری اس کی سیاست کی بنیاد ہے۔ کسی بھی حالات کے تحت، کسی بھی سیاسی، انتظامی یا قومی مصلحت کی خاطر کے لئے دھوکہ دہی، باطل، اور ناانصافی برداشت نہیں چاہے وہ حکمرانوں کے باہمی تعلقات، ریاست، یا دوسری

ریاستوں کے ساتھ ریاست کے تعلقات کے اندر اندر حکومت، مقدم ہمیشہ سچ مواد پر غور کے دوران، ایمانداری اور انصاف ہونا چاہئے۔ اگرچہ زمین کے کسی بھی حصے میں ایک اسلامی ریاست قائم کیا جا سکتا ہے، اسلام اپنی ریاست کی جغرافیائی حدود میں انسانی حقوق یا مراعات کو محدود کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلامی ریاست میں انسانی خون ہر صورت میں مقدس ہے، عورتوں، بچوں، بوڑھے لوگ، بیمار افراد یا زخمی ظلم جائز نہیں ہے۔ عورت کی عزت اور عفت تمام حالات میں احترام کے قابل ہیں۔ بھوکا شخص کو کھلانا اور ننگے کو لباس پہنانا اور زخمی کو طبّی علاج فراہم کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ حکومت اور انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ ایک اسلامی ریاست میں ایک امیر رہنما یا سربراہ) جو روایتی جمہوری ریاست میں صدر یا وزیر اعظم کو برابر قرار دیا جائے۔ ایک امیر کے انتخاب کے لئے بنیادی اہلیت ہے کہ وہ اللہ کے قوانین پر پورا اترتا ہو یعنی اخلاقی کریڈٹ تقویٰ اور اخلاقی معیار پر پورا اترتا ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان ایک مکمل اسلامی ریاست کیلئے معروض وجود میں آیا تھا ورنہ بھارت میں رہنے والے مسلم کسی طور پر کم نہ تھے، مال و اسباب کی فروانی تھی، عزت و مرتبات تھے، کاروبار و صنعت تھیں۔ یہ سب اس لیئے قربان کیا کہ اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے قانون کے تحت ایک ایسی ریاست بنائیں گے جو مدینہ شریف کی یاد تازہ کردے گی یہ جذبہ اور نیت پاکستان کے وجود کیئے رنگ تو لے آئیں مگر صد افسوس آزادی حاصل کرنے والی مقامی قوموں نے اللہ کی اس

نعمت کو سمجھا ہی نہیں، اسی لیئے آج پریشانی و غم میں مبتلا ہیں گر اب بھی باز نہ آئے تو مزید مصیبت کا شکار نہ ہو جائیں ۔ اب وقت ہے نظام کو بدلنے کا کہ وہ پاکستان بنائیں جس کیلیئے لاکھوں جانوں کا نذرانہ پیش کیا گیا تھا اور منافقوں ، ظالموں ، لٹیروں، نفرت پھیلانے والے لیڈروں، قوم پرستوں، مورثی ٹھیکداروں کو ہمیشہ ہمیشہ کیلیئے رد کردیں اور نئی نسل کی بہاروں کو آگے لائیں ۔ اُن نوجوانوں کو جو عزم رکھتے ہیں ایک قوم بنانے کا، اُن نوجوانوں کو جو محبت، پیار ، اخوت، یقین، محکم اور انصاف پر یقین رکھتے ہیں، اُن نوجوانوں کو آگے بڑھانا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنا ایمان سمجھیں جن میں انتہا پسندی نہ ہو ، جو اعتدال کے ساتھ اہلیت کو اہمیت دیں ، جو خوف خدا کے عادی ہوں، جو موجود نظام کی پر گندگی کو صاف کر سکیں۔ سب کو پاکستان زندہ باد اور اسلام زندہ باد کا عادی بنادیں تاکہ سب ملکر اس وطن عزیز کی تعمیر و ترقی کیلیئے نئی روشنی کے ساتھ ابھریں ۔ دیکھئے اپنے اطراف ایسے نوجوانوں کو اور آگے لایئے اس وطن عزیز کی ریاست کی باگ دوڑ سنبھالنے کیلیئے اس سے پہلے انتخابات کے نظام میں نادرا کے ساتھ ڈیٹا منسلک کرائیں کہ ووٹنگ کے وقت ووٹر انگوٹھے کا اسکینگ بھی لازمی کرے تاکہ عوام نئے پڑھے لکھے نوجوانوں کو منتخب کرسکے جب تک الیکشن کے نظام میں اسکینگ رائج نہ کی جائیگی اُس وقت تک ہر گز نا ممکن ہے شفاف الیکشن ہونا۔ ہر اُس پاکستانی کی ذمہ داری بنتی ہے جو پاکستان اور اسلام کو خیر خواہ ہے وہ سپریم کورٹ اور

الیکشن کمشنر اسلام آباد میں خطوط در خطوط بھیجیں کہ ہمیں نظام کی تبدیلی کیلئے پہلے الیکشن کے نظام میں انگوٹھے کا اسکیننگ لازم قرار دیں۔ اس سے نتیجہ یہ نکلے گا کہ سیاسی پاڑتیوں کی اجارہ داری مانند پڑ جائیگی اور ہر انتخابات میں عوام اپنے نمائندے بھی تبدیل کر سکیں گے ممکن ہے اس اسکیننگ نظام سے وطن عزیز کیلئے بہت زیادہ مثبت نتائج برآمد ہوں انشاء اللہ۔۔۔!!

پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد

سلگتی آگ ، پھیلتا دھواں اور بہتا ہوا عوامی لہو۔۔۔

پاکستان میں مسلسل بیرونی ممالک کی آزاد مداخلت کی وجہ سے آج پورا پاکستان آگ میں سلگ رہا ہے۔ کہیں قومی تعصب کی بنیاد پر ہے تو کہیں حقوق کی طلب میں اور کہیں آپس کی نفرتوں، تعصبوں، مسلکوں میں اندھے ہوچلے ہیں تو دوسری جانب قوم میں انتشار پھیلانے والی بڑی طاقتیں اپنے مشن پر کامیابی سے گامزن نظر آتی ہیں۔ کراچی سے پشاور اور جنوبی وزیرستان ، کوئٹہ اور بلوچستان کے دیگر علاقے متواتر دہشت گردی کا شکار چلے آرہے ہیں۔ کبھی بھی عوام نے اس اہم اشو کے بارے میں اپنے منتخب نمائندوں سے کیوں نہیں پوچھا؟؟ عوام اپنے سیاسی سربراہوں کے پیچھے اس طرح چل پڑے کہ انہیں اُن سے غلط صحیح کے عمل کو جاننے کا احساس نہ رہا بلکہ اپنے سربراہوں کی برسی ہو یا سالگرہ بڑے اہتمام کے ساتھ منانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ عام عوام کو زندگی کی بنیادی اشیاء و صرف تک باآسانی ممکن نہیں۔ ایک طرف مہنگائی کا سلسل بھرتا ہوا طوفان جاری ہے تو دوسری طرف وسائل کے ذرائع ضائع کیئے جارہے ہیں اور ان تمام باتوں میں لیڈران کی انا پرستی حائل ہے، کہیں ڈیم کی مخالفت دکھائی دیتی ہے تو کہیں صوبے وسائل کے استعمال میں رکاوٹیں کھڑی کردی جاتی ہیں۔ سیاسی انتشار کے سبب عوام میں نفرتوں کا ابہام پایا جاتا ہے۔ ہر سیاستدان اپنے پلیٹ فارم کو دودھ سے

زیادہ سفید سمجھتا ہے جبکہ عملی طور پر کٹر ھائی کی کالوچ کی طرح ہیں ۔پاکستانی لیڈران اور سیاسی پلیٹ فارم کی خستہ و ناپید حالت پر مسلسل عوام تکلیف جھیل رہی ہے ، دعوے اس قدر کہ کان سنتے سنتے تھک گئے اور عمل زیرہ کے برابر بھی نہیں ۔ عوامی دولت کو اس بے دردی سے ضائع کیا جاتا رہا ہے کہ جیسے یہ دولت ان کے باپ داد کی پشتی سے حاصل کی گئی ہو۔ یہ سلسلہ آج کا نہیں بلکہ اس کی بنیاد ہمیں تحقیق اور تاریخ سے پاکستان کے معروض وجود میں آنے کے بعد ابتدائی اوّال سے ملتی ہے (پچاس کی دھائی سے)۔ اُس وقت پاکستان دو حصوں پر مشتمل تھا ایک مشرقی پاکستان دوسرا مغربی پاکستان۔ سن انیس سو اکہتر کو اندرونی و بیرونی سازشی عناصر نے پاکستان کو دولخت کردیا لیکن پھر بھی برداشت نہ تھا کہ پاکستان کیونکر دنیا کے نقشہ پر وجود میں ہے۔ یحیٰی خان، ایوب خان نے اپنی قوم کو پروان چڑھانے کیلئے صحیح و غلط کی تمیز ختم کردی تھی یہی سلسلہ پنجاب نے بھی اپنایا اور ان کے ساتھ سندھ میں پروان چڑھا۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ صوبوں نے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کیلئے ایک دوسرے کے حقوق غضب کرنے شروع کردیئے جو زیادہ طاقت ، ہوشیار رہا اُس نے زیادہ حق جمالیا اور جو انصاف و عدل کا منتظر تھے وہ محرومیوں میں چلے گئے۔ بعد میں اُن محروم قوموں میں لیڈران پیدا تو ہوئے مگر اُنھوں نے ہی اپنی قوم کو سب سے زیادہ نقصان سے دوچار کیا۔ کہیں علیحدگی کی تحریک پنپنے لگیں تو کہیں دیگر صوبوں کے لوگوں کو ہلاک کرنا شروع کیا۔ عوام کی طاقتوں کو

تقسیم کرکے آپس میں نفرت و عصبیت کو ہوا دی اور اس قدر گمراہ کر دیا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اسلام کے عکس کی ایک ہلکیہ جھلک تک نہ رہی، جو نظر آئی وہ منافقت کی چادر میں لپٹی ہوئی تھی۔جب صدر ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کیا تو اس کی تمام غلط پالیسیاں اور ہٹ دھرمیاں اس وطن عزیز کیلئے ناسور ثابت ہوئی ۔ اُن کی غلطیوں میں افغانیوں کو پناہ دینا تھا یہ وہ قوم تھی جس نے کبھی بھی پاکستان کو تسلیم نہ کیا تھا بلکہ دشمنان پاکستان بھارت کیلئے نرم گوشہ رکھتے تھے ، ان کے پاکستان میں داخل ہونے سے اس قوم کو مختلف ہتھیار، نشہ اور دیگر برائیوں کا تحفہ ملا۔ دُکھ اور اُفسوس کی بات تو یہ ہے کہ پشتو بولنے والوں نے انہیں تمام تر مراعات سے نوازا اور ان کی پاکستان و اسلام دشمنی کو چھپاتے ہوئے صرف زبان کی بنیاد پر پشت پناہی دی آج خیبر پختونخوا پچھتا رہے ہیں ۔اسلامی مذہبی وہ تنظیمیں جن کا مشن و منزل حصول دولت اور اسلام دشمنی ہے وہ امریکہ و اسرائیل و بھارت کیلئے سرگرم عمل نظر آتے ہیں ۔ ان لوگوں کو مقصد صرف مسلم ممالک اور مسلمانوں کے درمیان خود کشی ، بم بلاسٹ، دہشت گردی کرنا ہے تاکہ مسلم امہ کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچے اور مسلم قوم میں خوف پیدا ہو۔یقینا ایسے لوگ ایسے گروہ قرآن و احادیث کی روشنی میں مسلم نہیں ہو سکتے ! ! تو پھر کون ہیں یہ لوگ اور گروہ؟؟ظاہر ہے دنیا میں دہشت پھیلانا اور مذہب اسلام کو بدنام کرنا یہ صرف اور صرف یہودیوں کا مشن اور عزم ہے ، یاد کیجئے وہ زمانہ جب ولی صفت بادشاہ نور

لادین زنگی کا دور حکومت تھا، اُس کے دور حکومت میں یہودیوں نے دو یہودی کو ظاہری لبادہ اسلام پہنایا، انہیں قرآن و احادیث کی تعلیم کرائی گئی اور ایک ظاہری عالم و عامل دین بنایا اور بھیجا سرزمین پاک مطہرات مدینہ المنورہ کہ وہاں جاکر نعوذ باللہ آپ ﷺ کی قبر مبارک کو کھول دیں، کائنات کے مالک سرور دوجہاں حضور پر نور محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ خود قصیدے بیان کرتا ہے تو کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ آپ علیہ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی ذات اقدس میں ریت کے ذرہ برابر بھی گستاخی ہو، اور سلام ہے نور الدین کی قسمت اور مقدر پر کہ اُسے نبی پاک ﷺ نے اُن جہنمی یہودیوں کی بشارت دی اور تمام حلیہ بتایا، نور الدین نے اُن جہنمیوں کو پکڑ کر سر قلم کردیا اور آپ علیہ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے موجہ شریف کو چاروں اطراف سے سیسہ پلائی دیوار بناکر ظاہری محفوظ کردیا۔ یہاں بھی کچھ ایسے ہی حالات نظر آرہے ہیں، یہ پاکستانی طالبان اُن گروہ پر مشتمل ہے جس میں بے شمار یہودی و دیگر اسلام دشمن عناصر ہیں جنھوں نے اسلام کو توڑ موڑ کر اپنے مقاصد کیلئے سادہ لوگوں کو بے وقف بناکر اپنے گروہ میں شامل کرتے ہیں اور اُنہیں کہیں دولت سے تو کہیں ضرور و جبر سے کام لیتے ہیں ان کا مقصد پاکستان اور اسلام کو شدید نقصان سے دوچار کرنا ہے اگر پاکستانی اور مذہب اسلام سے حقیقی معنوں میں محبت و رغبت رکھنے والے تمام پنجابی، پٹھان، بلوچ، سندھی، اردو بونے والے وہ گروہ جو نفرت و تعصب میں

اندھے ہیں اور انتہا پسندی میں مبتلا ہیں وہ اگر خوف خدا رکھیں اور ان پاکستانی طالبان کو پکڑنے میں ساتھ دیں تو یقینا ان کے عزائم خاک میں مٹ جائیں گے اور پاکستان پھر سے امن و سلامتی اور ترقی کی جانب رواں دواں ہو جائے گا یاد رکھنے کی بات ہے کہ گھر میں اُس وقت ہی گھسا جا سکتا ہے جب تک کہ گھر والا اجازت نہ دے۔ اس میں ہماری فورسس، پولیس، انتظامیہ اور عدلیہ کی بھی کوتاہیاں ہیں کہ دہشت گرد کی گرفت اس قدر مشکل نہیں کہ وہ آزاد نہ ہو سکیں۔اس سلسلے میں پاکستان کی تمام سیکیوٹیوں اور عوام کو اپنے اندر اتحاد، محبت، بھائی چارہ پیدا کردے مضبوط بننا ہوگا کاش کاش میری قوم اور میرے محافظ اس وطن کی آزادی کی اہمیت پر توجہ دے دیں۔ مجھے لگتا ہے کہ اب وہ وقت دور نہیں کہ دشمنان پاکستان اس خطے سے نامراد لوٹیں گے اور ہماری قوم ایسے سیاسی حکمرانوں کو رد کردیں گے جو اس وطن کیلئے ناسر شابت ہوں۔ !!

تقاریریں تو سب ہی اچھی کرتے ہیں مگر
تقدیر بدلنے کیلئے کوئی عمل تو کرکے دکھائے

☆☆☆☆☆☆☆ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد ☆☆☆☆☆☆☆

شہید محترمہ بے نظیر بھٹو کی پانچویں برسی۔۔۔

ساٹھ کی دہائی میں پاکستانی سیاست میں قد آور شخصیت کی آمد ہوئی جو نہایت نڈر، بہادر، فطین، قابل، ذہین اور عوامی ہمدردی سے سرشار نئے خوابوں کی تکمیل کا رہبر تھا ۔جس نے اپنے دور حکومت میں دنیا کی طاقتور ممالک کے آگے سر کو خم نہ کیا اور پاکستان کو با عزت و باوقار ملک کے طور پر پیش کیا، اُس نے یونائیٹڈ نیشن میں اپنے تقریر کے دوران ان کے دباؤ کو قبول نہ کرتے ہوئے انتہائی نار ضگی کرتے ہوئے اُن کے مسودوں کو تار تار کرڈالا۔ وہ اس وطن عزیز کو جدید خطوط پر استوار کرنا چاہتا تھا اِسی لیئے اُس نے پاکستان کی دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط بنانے کا ارادہ کیا اور اپنے دور حکومت میں ایٹمی طاقت کے حصول کیلئے کوششیں تیز کردیں پھر بہت جلد ایٹم بم تیار کرنے کی صلاحیت حاصل کرلی اس مد میں سیٹھ عابد اور ڈاکٹر قدیر احمد خان پیش پیش رہے اور ان کے طفیل پاکستان ایٹمی طاقت بنے میں شامل ہوگیا۔ پاکستان ایٹمی طاقت بنے کیلئے سیف حیدر کی نشانی رکھنے والے سیاسی لیڈر نے اپنے جیسے بہادروں کے ساتھ ایٹمی طاقت کو حاصل کرلیا یہ تاریخ کا سنہرا سہرہ ہمیشہ ان کے حق میں رہیگا۔ یہ الگ بات ہے کہ اس طاقت کو سابق وزیر اعظم نواز شریف نے دنیا کے سامنے ظاہر کردیا ۔اُس بہادر سیاسی لیڈر کی چہیتی بیٹی جسے وہ پیار میں پنکی پکارتا تھا اور اپنے

اولادوں میں سب سے زیادہ چاہتا تھا وہ جانتا تھا کہ اگر میری صلاحیت کی جانشین ہے تو وہ یہی پنکی ہے۔ یہ بہادر جانفشاں عوامی سیاسی لیڈر کوئی اور نہیں ذوالفقار علی بھٹو تھا اور اس کی چہیتی بیٹی پنکی محترمہ بے نظیر بھٹو تھی، محترمہ ایک نرم دل کی ملکہ تھیں اور وہ اپنے باپ کے مشن روٹی، کپڑا اور مکان کو پائے تکمیل کرنا چاہتی تھیں مگر کئی ایسے محرکات و اسباب رہے کہ ان کے نیک کاموں کو پائے تکمیل تک پہنچانے کیلئے مسلسل رکاوٹ کا باعث بنے رہے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے جن اپنے قریبی سیاسی مشیروں پر بھروسہ کیا تھا انھوں نے ہی ڈوبانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی، یہ حقیقت ہے کہ عظیم لیڈر ذوالفقار علی بھٹو کے کثیر تعداد میں مخلص و مہربان لوگ تھے مگر ان ہی میں چند مفاد پرست، خود غرض اور منافق بھی تھے، ایسے منافقوں کی بناء پر ذوالفقار علی بھٹو کے عزائم کو خاک میں ملانے کی کوششیں کی گئی، آخر ایسا کیوں ہوا۔۔۔۔؟؟ ذوالفقار علی بھٹو، قائد اعظم محمد علی جناح اور خان لیاقت علی خان کے بعد اس قوم کیلئے مسیحا بنکر آئے تھے لیکن امریکہ، بھارت، سرائیل، برطانیہ ور دیگر دشمنان پاکستان کو یہ گوارہ نہیں تھا کہ پاکستان اور سندھ کی دھرتی سے کوئی ایسا لیڈر ابھرے جو بین الاقوامی طاقتوں کے سامنے آہنی دیوار ثابت ہو گویا ذوالفقار علی بھٹو کے پر عزم ارادوں کو بھانپنے کے بعد دشمنان پاکستان نے اپنی سازشوں کا جال بڑھا دیا اور ذوالفقار علی بھٹو کے اطراف بسنے والے قریبی ساتھیوں کو مراعات و دیگر لالچ دیکر

توڑنا شروع کر دیا۔ دنیا اور تاریخ جانتی ہے کہ کس کس نے آخر وقت شہید و جرا ت مند سیاسی لیڈر کا ساتھ دیا بحر حال بھٹو سے دھوکہ دینے والوں نے بے نظیر کو بہتر سبق دیا لیکن حیرت و تعجب کی بات تو یہ ہے کہ محترمہ جس بات سے احتیاط برتی تھیں بل آخر وہی دھوکہ محترمہ کی شہادت کا سبب بنا۔ محترمہ میں اپنے باپ کی طرح غریب پروری دل کھول کر تھی اور قوم سے ولولہ انگیز رغبت و پیار اور اس ملک کی بہتری کیلئے مسلسل جدوجہد ان کے مضبوط اور مخلص عزم کو اظہار کرتی تھی۔ کچھ پاکستانی محترمہ بے نظیر بھٹو کی شہادت سے پہلے وہ خط جاننا چاہتی ہیں جو انھوں نے اُس وقت کے صدر پرویز مشرف کو اپنی جان کے خطرہ کے متعلق لکھا تھا جو آج تک عوام کے سامنے پیش نہیں کیا، محترمہ سے انتہائی پیار و عقیدت رکھنے والے جاننا چاہتے ہیں کہ محترمہ نے کن لوگوں کی طرف اشارہ کیا دوسری جانب عوام محترمہ بے نظیر بھٹو کو دوبارہ گاڑی سے باہر نکل کر الوداع کہنے کے معاملہ کو جاننا چاہتی ہے کہ جب محترمہ اپنے پیاروں، عقید تمندوں اور سیاسی کارکنوں سے مکمل خطاب کر چکی تھیں بعد ہاتھ ہلا کر گاڑی میں بیٹھ گئیں تھیں تو پھر کیوں دوبارہ باہر آئیں کس نے دوبارہ باہر نکلنے پر مجبور کیا ۔۔۔؟؟ ایک عوامی گروہ کہتا ہے کہ قاتل کو اگر مارنا ہی تھا تو خطاب کے دوران کیوں نہیں گولی ماری اور خود کش حملہ کیا گیا۔۔۔؟؟ یہ وہ عوام میں زیر بحث سوالات ہیں جو آج بھی عوام کے کئی گروہوں میں گفتگو کا موضوع بنتے ہیں پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ با اختیار حکومت ہونے کے

باوجود محترمہ کے قاتل کیوں نہیں پکڑے گئے اگر اس ملک میں وزیراعظم اور عوام کے پسندیدہ لیڈر کے قاتل پکڑے نہیں جا سکتے تو عام عوام کس طرح اس ریاست پاکستان میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھ سکتے ہیں جبکہ جمہوریت کا عین مقصد بھی عوام کا تحفظ اور بنیادی حقوق کی فراہمی ہوتا ہے۔ محترمہ کی شہادت کے ان پانچ سالوں میں حمایت یافتہ اور مخالف سیاسی لیڈران بھی خراج تحسین تو ضرور پیش کریں گے مگر قاتلوں کی گرفتاری کیلئے کبھی بھی حکومت کا بڑھ چڑھ کر ساتھ نہیں دیں گے شائد اس ریاست پاکستان کی یہی روایت ہے بحر حال بے نظیر بھٹو علامہ اقبال کے اس شعر پر پوری اترتی ہیں جو انھوں نے کہا تھا :

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد

سیاسی کروٹ یا سلوٹ۔۔۔

شاعر بھی ہیں پیدا علماء بھی حکماء بھی
خالی نہیں قوموں کی غلامی کا زمانہ
مقصد ہے ان اللہ کے بندوں کا مگر ایک
ہر ایک ہے گو شرح معانی میں یگانہ
بہتر ہے شیروں کو سکھا دیں رم آہو
باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ
کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضا مند
تاویل مسائل کو بتاتے ہیں بہانہ

حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ کی یاد آج کے حالات پر مجھ ناچیز کو بہت آتی ہے۔ نئے سال کی آمد پر میرے صحافی دوستوں نے کہا کہ نئے سال پر کیا کوئی کالم تحریر کیا؟ میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ ٹھہر جائے کسی پل تو نظر آئے گی تصویر۔!! آج میں نے شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کے شعر سے اپنا کالم شروع کیا، حقیقت تو یہ ہے کہ علامہ اقبال نے گویا آج کے حالات کو اپنے زمانے میں ہی پردہ اسکرین پر دیکھ لیا ہوگا کیونکہ یہ شعر مکمل آج کے زمانے پر اترتا ہے۔

اسی لیئے میں نے اپنے کالم کا عنوان بھی سیاسی کروٹ یا سلوٹ رکھا ہے کیونکہ وقت کے ساتھ ساتھ دشمنان پاکستان کے غلاموں کی تعداد اس قدر بڑھ گئی ہے کہ اب پاکستان صرف نام کی حد تک ہی رہ گیا ہے اس کے آپریشن ہوں یا انتظامی و سیاسی معاملات تمام کے تمام حکومت برطانیہ ، حکومت امریکہ اور اُن کے پس پشت ممالک کے احکامات اس وطن عزیز پر عمل پزیر ہوتے ہیں ۔۔۔ یہ ملک سن انیس سو سینتالیس کو لاکھوں مسلمانوں کی شہادت کے طفیل حاصل ہوا اور جس کا اصل مقصد خالصتاً اسلامی ریاست تھا ۔پاکستان کے معروض وجود میں آنے کے ایک سال بعد ہی بد قسمتی سے بانئ پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی رحلت ہو گئی ۔آپ کی رحلت کے بعد پاکستان کا مقصد بھی پاش پاش ہوگیا اور یہ مفاد پرستوں کے ہاتھ آنے سے سیکولر، ماڈرنزم کی جانب بڑھنے لگا گویا" کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھول گیا" اسلام نے کبھی بھی جدیدیت کی مخالفت نہیں کی ہے بلکہ علم و تحقیق حاصل کرنے کا سختی سے حکم فرمایا ۔اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے وہ ہر دور ، ہر زمانے کیلئے یکساں بنایا گیا ہے اگر طریق غلط ہو تو اُس کی بندش آئی ہے ورنہ آزادی جس قدر مذہب اسلام نے دی ہے کسی اور مذہب میں نہیں ملتی ۔۔ مساوات، عدل و انصاف، بھائی چارگی، اخوت، اتحاد، یقین ، محکم ، منافع، کاروبار، عبادات گو کہ زندگی کا زرہ زرہ بھی مذہب اسلام نے سیکھایا اور بتایا ہے۔۔ قرآن کے تمام علوم غیر مسلموں نے

تو اپنا لیئے ہیں مگر قرآن والے قرآن سے کیوں دور رہ گئے۔ سوچیں آج کے مسلمان بالخصوص پاکستانی؟؟

میں صحرا میں کروں خواہش پھولوں کی
اور دریا میں نخلستان تلاش کروں
انسانوں سے میں مانگوں جب پیار کی بھیک
حیوانوں میں میں انسان تلاش کروں
بھائی بھائی مل بیٹھیں اور خوش خوش ہوں
احمق ہوں وہ دستر خوان تلاش کروں
جو نقشہ قائد نے دیا ہمیں اس کا
ہائے۔۔۔ ایسا پاکستان تلاش کروں
خنجر مجھ پر تان نہ رکھا ہو جس نے
شہر شہر میں وہ دربان تلاش کروں

ہمارے منتخب نمائندے وہ کسی بھی سیاسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں اکثریت کی تعداد دوہری شہریت پر مبنی ہے، وہ تو اِس ملک میں راج کرنے چلے آتے ہیں اور غیر ملکیوں کے آلہ کار بنکر اپنی ہوس دولت اور پاکستان کی بد حالی کا باعث بنتے رہتے ہیں۔ آج پاکستان دنیا میں کہاں کھڑا ہے اس بات کو ہر پاکستانی جانتا ہے کہ حقیقت کیا ہے؟؟ لیکن نجانے کیوں اب بھی سیاست کے مہاراجوں کی

غلامی اور ذاتی مراعات کے حصول کیلئے ان کا ساتھ دینے کیلئے آ کھڑے ہوتے ہیں، پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ نون نے اس قوم کو بہت مایوس کیا، سن دوہزار آٹھ کے الیکشن کے بعد پاکستان مسلم لیگ نون حکومت کا تین سال تک حصہ بنی رہی پھر علیحدہ ہو گئی ان کے بعد پاکستان مسلم لیگ ہم خیال چوہدری شجاعت گروپ حکومت میں شامل ہو گئی، عمران خان اپنی پارٹی پاکستان تحریک انصاف کو لیکر چلے اور لاہور، کراچی میں بڑے جلسے کرکے سونامی کا خطاب دیا۔۔۔ ابھی یہ سونامی چل ہی رہی تھی کہ کینیڈا سے ڈاکٹر طاہر القادری نے آ کر اس قوم کو ایک نئے اشوکی جانب راغب ۔۔!! آپ کا ایجنڈا ہے کہ سیاست نہیں بلکہ ریاست بہتر کرو اور نظام تبدیل کرو ۔ ذرا غور کیجئے۔۔!! زیادہ نہیں تھوڑا ہی سہی۔۔ماضی کی جانب جب ہم دیکھتے ہیں تو پاکستان میں سیاسی ڈھانچوں میں پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ نون یا آج سے چالیس، پچاس سال سے تمام سیاسی پارٹیوں نے ہمیشہ نظام کی مخالفت اور عوامی خدمت کا پیغام ہی تو دیا اور ان سب کے ایجنڈوں میں فلاحی عوامی ریاست کا عنصر پیوستہ رہا، کہیں کہیں اسلام کا رنگ بھی رکھا گیا اس کے علاوہ نام نہاد مذہبی سیاسی جماعتوں نے سوائے عوام کو مایوسی کے کچھ نہیں دیا البتہ اپنے مفادات کی تکمیل کیلئے فوجی حکومتوں سے تعاون بھی کیئے اس میں جماعت اسلامی سرفہرست نظر آئی!! کیا آج تک کوئی نظام یا عوامی خدمت کرپایا۔۔!! آخر کیوں ۔۔؟؟ اس کی کئی وجوہات ہیں جس میں سب سے پہلے ہماری قوم خود ذمہ دار ہے، پھر

انتظامیہ ، ادارے اور افواج پاکستان۔۔۔اس بات کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے پاکستان کی میڈیا کا کردار جاننا بہت ضروری ہے میڈیا نے اپنی ذمہ دایوں کو سنجیدگی سے نہیں رکھا کہیں ان کے ذاتی مفادات تھے تو کہیں احباب پرستی میں حقائق پر چشم پوشی رکھی ان میں وہ اینکرز زیادہ شامل رہے ہیں جن کا صحافت سے قطعی تعلق نہ ہے اور نہ رہا ہے وہ صرف ایک اینکر ہیں جبکہ صحافت سے تعلق رکھنے والے اینکر اپنی صحافتی ذمہ داریوں کو خوب جانتے ہیں اسی لیئے وہ اپنی ذمہ داریوں کے دائرے میں رہتے ہوئے سیاسی رہنماؤں سے بازپرستی کرتے ہیں۔ گزشتہ سال چند ایک کی کوتاہی سے صحافتی برادری کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا جبکہ یہ عمل چند ایک کے ذاتی اعمال تھے بحرکیف میڈیا کے اینکرز کو بھی اس سلسلے میں احتیاط برتنے کی ضرورت ہے ، ایک صحافی عوام کی اصل آواز کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔آج کل یہ بھی مشاہدے میں آیا ہے کہ اگر کوئی اینکر کسی سیاسی جماعت کی طرف رغبت رکھتا ہے تو وہ اس جماعت کی خامیوں پر بحث نہیں کرتا بلکہ اچھائیوں کی جانب زیادہ جھکاؤ رہتا ہے اور چینلز میں ان سیاسی افراد کی اشتہار گری پھیلائی ہے ، کبھی بھی اصل مدعا پر بحث نہیں کی بلکہ اپنے مفادات کو سامنے رکھا۔ سب سے بڑھ کر افسوس اس بات کا ہے کہ پاکستان میں سیاسی آزادی کی بات کی جاتی ہے مگر کبھی بھی صحافی کو آزاد لکھنے نہیں دیا جاتا اور اگر کوئی لکھ بھی دے تو اُسے بھاری قیمت ادا کرنی پڑھ جاتی ہے خاص کر وہ سیاسی رہنما جو کسی حکومتی منصب پر قائم ہوں، ایسے

ملک میں بھلا کیا نظام یا ریاست کی درستگی کا عمل ہوسکے گا۔ چونسٹھ سالوں سے عوام یہ سنتے سنتے تھک گئی کہ اب نظام درست ہوگا، ترقی کا پہیہ تیزی سے ڈورے گا، غربت کا خاتمہ ہوگا، روزگار کی فراوانی ہوگی، انصاف آسانی سے مہیا ہوگا، مظلوموں کی فریاد سنی جائیگی، علم و ہنر کی روشنی پھیلائی جائیگی، صحت کر مراکز بڑھادیئے جائیں گے اور زندگی بچانے کی ادویات سستی مہیا کی جائینگی، صنعت و تجارت کا جال پھیلایا جائیگا گو کہ ہر سیاسی پارٹی اور جماعت نے کبھی بھی ایسی بات نہیں کی جس میں عوام کی بہتری کا عنصر شامل نہ ہو بلکہ یہ کہنا درست ہوگا کہ ہر ایک نے نئے نئے فارمولہ اور طریقہ کار کو پیش کیا جس نے ملکی و قومی بھلائی اور بہتری کا نتیجہ یقینی ظاہر ہو لیکن عملاً ایسا کبھی بھی دیکھنے میں نہیں آیا آخر کیوں ؟؟ اس سوال کا تو ہر سیاسی پارٹی دوسرے کو تنقید کا نشانہ بنائے بغیر اپنے منشور کی وضاحت کرنی چاہیئے اور عمل نہ ہونے کا اعتراف بھی کرنا چاہیئے جب کوئی بھی صحافی ان سے ان کی کارکردگی کے بارے میں سوال کرتا ہے تو یہ فوراً اپنے مخالف پارٹی کی تنقید پر چلے جاتے ہیں اور اصل مدعا جوں کا توں ہی رہ جاتا ہے کیونکہ انہیں حقائق کو بتاتے ہوئے گھبراہٹ ہوتی ہے حقیقت میں ان کے حصے میں مثبت امور جو نہیں ہوتے۔ پاکستانی سیاست تنقید برائے تنقید پر گامزن ہے گویا دوسرے کا بال شہتیر اور اپنا شہتیر بال سے بھی کم نظر آتا ہے۔ ریاست پاکستان میں اُس وقت تک نظام تبدیل نہیں ہوسکتا جب تک کہ ایوان کے ممبران ہی میرٹ اور صحیح

بنیادوں پر نہ پہنچے ں،افوس کی بات تو یہ ہے کہ جن ممالک کی پاکستانی سیاسی جماعتیں اطباء کرتے ہیں ان ممالک میں ووٹنگ کا نظام جدید خطوط پر استوار ہے وہاں ہر شہری کو ووٹ کی اہمیت کا شور بیدار کرتے ہوئے کمپیوٹرائز نظام کرر کھا ہے تاکہ وہاں بھی کوئی بوگس ، جعلی ووٹ نہ ڈال سکیں۔ پاکستان میں کئی سیاسی پارٹیاں دعوئی کرتی ہیں کہ وہ عوام کا بھاری مینڈیٹ رکھتی ہیں اور عوام کے چناؤ سے ہی اکثریت کی بنیاد پر کامیابی حاصل کرتی ہیں تو ووٹنگ میں نادرا کے ساتھ ڈیٹا منسلک کرنے اور انگوٹھے کا اسکیننگ کیلئے کیوں نہیں ایوان میں بل پیش کرتی ہیں ۔اگر ایوان میں انتخابات کے وقت ووٹنگ کو نادرا کے ڈیٹا اور انگوٹھے سے مشروط کردیں تو یقینا انتخابی جرائم کنٹرول میں آجائیں گے ، شفاف اور بہتر نتائج کی امید کی جاسکتی ہے ۔ مذہبی رہنما ہوں یا سیاسی لیڈران جلسے ، جلوس اور اجلاس سے قطعی ریاست کا نظام نہیں بدل سکتے۔ پاکستان عوام کو گویا یرغمال بنا کر رکھ دیا گیا ہے ، نواز شریف نے اپنی گزشتہ حکومت میں پاکستان کی تقدیر بدلنے کیلئے ملکی و بین الاقوامی سطح پر فنڈ جمع کیئے اُس وقت نعرہ لگایا کہ قرض اتارو ملک سنوارو! ! میرے صحافی دوستوں نے بھی اس مد میں بہت سی خبریں شائع کیں لیکن ان سب خبروں میں مایوسی اور دھوکے کے سوا کچھ نظر نہ آیا اور نہ ہی کبھی بھی اُس فنڈ کا احتساب کیا گیا ، عوام آج بھی اپنی اُس محنت کردہ رقم کی تفصیل جاننا چاہتی ہے ۔
! پاکستان میں احتساب کا محکمہ تو بنایا گیا ہے مگر یہ آزاد نہیں

محکمہ احتساب، محکمہ محتسب، محکمہ عدلیہ، محکمہ پولیس و انتظامیہ کو قلی طور پر آزاد کیا جانا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے احتساب کا بھی عمل رکھنا چاہیئے تاکہ حقیقی معنوں میں پاکستان کے نظام میں واضع تبدیلی نظر آئے۔ اقربہ پروری، اختیارات کا ناجائز استعمال، وزراء و امراء کی آزادانہ اسلحہ کی نمائش ان سب کو محدود رکھتے ہوئے عوامی خدمات کے تحت یکساں رکھا جائے۔ یہ ملک شہنشاہیت یا بادشاہت کیلئے نہیں بنا تھا کل کے غرباء آج کے امراء بن گئے ہیں اور آج کے امراء کل کے غرباء ضرور ہونگے۔ اگر پاکستان میں ایمان اور تقویٰ رکھنے والے سیاستدان پیدا ہوگئے تو یقینا اس ملک پاکستان میں سب کا یکساں احتساب ہوگا ایسے ہی کہ جیسے علامہ اقبال نے اپنے اس شعر میں کہا ہے

:

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

یعنی احتسابی وہ عمل جو دین اسلام اور اخلاقیات نے دیا ہے، جس میں بلا تفریق، بلا اقوام، بلا زبان، بلا رتبہ انصاف و مساوات کے تحت قانون پر عمل کرایا جائے، تاکہ انصاف کو بھی انصاف حاصل ہو اور انصاف بدنامی کے زمرے میں نہ آئے۔ قاضی وقت یعنی جسٹس و وکلاء کو مکمل آزادی سے ہمکنار کرتے ہوئے اسلامی و اخلاقی دائرہ میں محدود کیا جائے۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ دین

اسلام جو اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا دین محمدی ہے وہ تا قیامت تک کیلئے آیا ہے ، اس دین اسلام میں کائنات کے ہر زرہ اور لمحہ کی رہنمائی و آگاہی بیان کردی گئی ہے لیکن عقل و شور رکھنے والوں کیلئے ۔آج پاکستان میں ہر وہ برائی دیکھی جاسکتی ہے جو پچھلی قوموں میں موجود تھیں یاد رہے کہ اللہ نے اُن برائیوں کے سبب نیست و نابود کردیا تھا ، اللہ قادر و مطلق ہے وہ اگر اپنے پیارے حبیب ﷺ کی محبت کی بناء پر اس امت پر عذاب نازل نہیں کررہا تھا اس کا مطلب ہر گز نہیں کہ ہر شخص اللہ اور اس کے پیارے حبیب کے احکامات کو بھول جائیں ۔پاکستانی ریاست کے نظام کی تبدیلی کیلئے پہلے پہل خود اس قوم کو اپنے اعمال درست کرنے ہونگے اور ہر شخص اپنے اپنے طریقہ کار کو دین اسلام کے تحت اپنائے تو انشاء اللہ یقینا وہی ماحول اور نظام نظر آئے گا جس کا حکم اللہ اور اُس کے حبیب نے دیا ہے ۔ علماء و مشائخ و پیران اللہ اور اُس کے حبیب ﷺ کے دین کی پیروی کے احساس کو بیدار تو کر سکتے ہیں مگر عملی جامعہ خود ہر شخص کو پہنانا ہوگا۔ چودہ جنوری اسلام آباد میں ہونے والا جلسہ جس کی قیادت ڈاکٹر طاہر القادری کررہے ہیں یہ احساس اور زمہ داری کی گھنٹی ہے کہ اب بھی سنبھل جاؤ اے قوم ! !پاکستانی ، ورنہ تمہاری ہستی مٹ جائے گی اس دنیا سے

کیونکہ یہودی اور دیگر غیر مسلم ممالک کو پسند نہیں کہ پاکستان پنپے اور

امن سلامتی کے ساتھ رہے۔ ایک وقت وہ بھی تھا کہ جب قوم چین افیون کے نشے میں مست تھی پھر دنیا نے دیکھا کہ وہی قوم آج بلندی پر ہے، تمام قوم نے یکجا ہو کر عہد کیا کہ آئندہ وہ ملک کی سلامتی و ترقی کیلئے سچائی، ایمانداری، اخوت، بھائی چاری اور بد عنوانی سے ہمیشہ کیلئے باز آ جائیں گے اور تعلیم و ہنر اور صحت کو پروان دیکر دنیا سے آگے نکل جائیں گے وہ ثابت قدم رہے تو کامیابیاں قدموں مین رہی ہیں پھر پاکستان کیوں نہیں ہو سکتا ؟؟ پاکستان تو خوش نصیب ملک ہے کہ یہ اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے بس ہم سب کو غلامی سوچ اور غلامان امریکہ و دیگر یورپی ممالک سے باہر نکلنا ہوگا۔ قرض سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے اپنی اضافی تعائشات کو ختم کرکے قدرتی وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے آگے بڑھنا ہوگا۔ یاد رہے اب تک کی تمام سیاسی جماعتوں نے ہمیشہ مایوس ہی رکھا ہے جبکہ کئی بار حکومتوں کے تاج پہنے مگر ہر تاج کے بعد عوام کی اصل ضروریات کو بھلاتے رہے اور اپنے کارکنان، ذمہ داران کیلئے قومی خذانوں کے منہ کھول دیئے گئے مگر پوم کیلئے مستقل بنیاد پر کوئی بھی تعمیری کام نہ کیا جو کچھ بھی دکھانے کیلئے کیا گیا اُس میں بھی انتہائی ہیر پھیر کی گئی کہ ناقص میٹریل کا استعمال جاری رکھا۔ میری ناقص عقل اور تجربہ کی بنیاد پر آج جو پاکستان میں سیاسی شور مچی ہوئی ہے وہ کسی فسکینگ میچ سے کم نہیں لیکن پھر بھی اللہ کی ذات سے مایوس نہیں کیونکہ صبح کا بھولا شام کو گھر آئے تو اُسے بھولا نہیں کہتے ۔۔۔ ! ! پاکستان کے اوائل

زمانے میں پاکستانی ماحول اور سیاست اس قدر پر گندہ نہ تھے جو آج موجود ہیں ، اب مسلمانیت تو کجا انسانیت بھی نہ رہی ہے لوگ منقسم ہوگئے ہیں ذاتوں میں ،فرقوں میں، زبانوں میں ، خاندانی روایتوں میں ۔۔ کہیں بھی مسلم اور پاکستانی نظر نہیں آتا۔ کیا سیاستدانوں کی ذمہ داری نہ تھی اس قوم کو متحد کرنے کی، کیا علماء و مشائخ کی ذمہ داری نہ تھی اس قوم کو بکھرنے اور مشتعل ہونے سے روکنے کی، کیا انتظامیہ کی ذمہ داری نہ تھی کہ وہ جرائم پر قابو پاتے، کیا عدلیہ کی ذمہ داری نہ تھی کہ وہ جلد اور صحیح انصاف فراہم کرتے، کیا ڈاکٹروں کی ذمہ داری نہ تھی کہ اس پیشہ کو کاروبار بنانے سے روکیں، یقینا پاکستان ہر کوئی اس ضمن میں ذمہ دار ہے کہ اُس نے اپنے اپنے شعبہ ہائے زندگی میں انصاف نہ برتا اور اپنی ہوس دولت و مرتبہ کیلئے جائز و نا جائز کو اپنالیا۔ اسلام دشمنان بھی یہی چاہتے تھے سو کر دکھا دیا۔ اگر اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی محبت حاصل کرنے ہے اور اعلیٰ ترین ریاست بنانی ہے تو تقیناً انقلاب لایا جائے مگر دیکھ کر ذرا سی غلطی بہت بڑے نقصان کا پیش خیمہ بھی ہو سکتی ہے واللہ آزمائے کو اب مت آزمانا۔ پاکستانی قوم میں جوش بہت ہے مگر ہوش نہیں ، یہ جوش میں آ کر حقائق سے دور بھی چلے جاتے ہیں ، جوش اور ہوش ساتھ ہو تو طاقت دوبالا ہو جاتی ہے لیکن صرف جوش ہو تو راستہ بھٹک بھی جاتے ہیں اسی لیئے جوش کے ساتھ ہوش ہونا لازمی ہے تاکہ اچھے اور برے کی تمیز رہے۔ اسی جوش پر

: علامہ اقبال نے کہا ہے کہ

مسجد تو بنادی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے

من اپنا پرانا پاپی تھا برسوں میں نمازی بن نہ سکا

علامہ اقبال نے بھی اپنے اشعار سے قوم اور امت محمدی کو پیغام دیا کہ مستقل مزاجی ہی کامیابی کی ضمانت ہے مانا کہ جوش سے طاقت کا اظہار تو کر دیا جاتا ہے مگر طاقت کو برقرار رکھنے کیلئے ہوش یعنی مستقل مزاجی ہونا بہت ضروری ہے اگر اسی بات کو اسلامی آئینہ میں دیکھتے ہیں تو ہمیں بار ہا بار مستقل مزاجی کی تلقین ملتی ہے۔ اب رہی بات چودہ جنوری کے اعلان کی تو کئی سوالات جنم لے رہے ہیں ان میں یہ بات سامنے آ رہی ہے کہ کیا چودہ جنوری کو سیاسی کروٹ کا عمل ہوگا یعنی کروٹ سے مراد مکمل سیاسی ڈھانچے کا خاتمہ اور نئے چہروں کی آمد یہ بات تو صاف طور پر غلط ثابت ہو رہی ہے کہ سیاسی کروٹ نہیں ہے اگر سیاسی کروٹ نہیں تو کیا سیاسی سلوٹ کا عمل ہوگا یہاں سیاسی سلوٹ سے مراد نظام میں ناپید گیوں کی درستگی۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے جب نظام کی تبدیلی کیلئے آواز بلند کی تو سب سے پہلے متحدہ نے لبیک کہا پھر گویا دھیرے دھیرے دیگر سیاسی جماعتوں نے بھی ساتھ دینے کا عندیہ دیا جن میں چوہدری شجاعت، عمران خان اور دیگر یہ وہ جماعتیں ہیں جو کبھی حکومت میں رہتی ہیں تو کبھی حکومت سے باہر اور انھوں نے کم از کم پانچ بار الیکشن میں حصہ لیا

ہے کبھی کامیابی سے ہمکنار ہوئے تو کبھی نہیں تو کبھی خود ہی بائی کاٹ کیا گویا ایک طویل عرصہ سے سیاست کے میدان میں رہنے کے باوجود کبھی بھی نظام کی سلوٹ کو صحیح کرنا کا کبھی بھی عمل نہ کیا تو کیا اب کریں گے؟؟ بحر حال آ وار تو وہی ہے جو آج سے پہلے بھی سیاستدان عمل کے جلسوں میں بیان کرتے نظر آتے رہے ہیں کیا کسی نے اس پہلو کو کبھی پہلے اجاگر کیا تھا تو پھر آج کیوں ؟؟ کیا اس کے پیچھے بھی سیاسی ذاتی مقاصد ہیں یہ تو وقت ہی بتائے گا۔ سن انیس سو تیرہ یعنی امسال امریکہ اپنی افواج کا انخلاء چاہتا ہے اور اسی ایسے حالات درکار ہیں جو اپنی قوم کیلئے جواب دہی کیلئے بہتر ثابت ہوں یاد رہے امریکی و یہودیوں اور دیگر الحاق ممالک مسلم ممالک کو ڈسٹرب کرکے خود بھی وبال میں پھنس چکے ہیں اور اب وہ چاہتے ہیں کہ واپسی ایسی ہو کہ بدنامی کا عنصر چھپ جائے یاد رہے اس موقع پر اگر مسلم ممالک نے یکجا ہو کر ان کے ان عزائم کو ناکام بنادیا تو آئندہ کیلئے ان کے راستے بند ہو سکتے ہیں یہ بات بالخصوص پاکستانی حکومت اور پاکستانی عوام کو سمجھ لینا چاہیئے۔ دیکھتے ہیں پاکستان کے نظام کو تبدیل کرنے والے کس حد تک کامیاب ہوتے ہیں ویسے ہر پاکستانی کی خواہش ہے کہ پاکستان میں ایسا نظام ہو جو فرقہ واریت سے پاک ہو، جس میں انصاف آسان ہو، طبقات اور کرپشن و ملاوٹ سے پاک ہو، جس میں زبان کی بنیاد پر تعصب نہ ہو، جس میں اہلیت کو فوقیت حاصل ہو تو یقینا ہم سب امن و ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ لیکن اس کیلئے جہاں لیڈران کو

اپنے قبلہ درست کرنے ہیں وہیں عوام کو اپنے اعمال کی اصلاح بھی لازمی کرنی ہوگی۔

اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین

پاکستان زندہ باد، پاکستان تابندہ باد

ایک طرف کوئٹہ دوسری جانب اسلام آباد۔۔۔

پیغام بلا تھا جو حسین ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو
خوش ہوں وہی پیغام قضاء میرے لئے ہے
فرصت کسے خوشامد شمر و یزید سے
اب ادعائے پیروی پنجتن کہاں
کہتے ہیں لوگ ہے رہ ظلمات پر خطر
کچھ دشت کربلا سے سوا ہو تو جانیئے
جب تک کہ دل سے محو نہ ہو کربلا کی یاد
ہم سے نہ ہوسکے گی اطاعت یزید کی
بنیاد جبر و قہر اشارے میں ہل گئی
ہو جائے کاش پھر وہی ایمائے کربلا
روز ازل سے ہے یہی اک مقصد حیات
جائے گا سر کے ساتھ ہی سودائے کربلا
اب بھی چمک رہا ہے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ و علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام
اور خاک اڑ رہی ہے یزید و زیاد کی

میرے تمام دوست جانتے ہیں کہ میں پاکستان کے بڑے سیٹلائٹ نجی ٹیلیوژن سے شعبہ نیوز سے وابسطہ ہوں پاکستان کے ان پانچ سالہ جمہوری حکومت میں جس قدر عوام الناس کے ساتھ دھوکے ہوئے شائد اس کی مثال کبھی ملے، تمام سیاسی جماعتوں نے پس پردہ یکجا ہو کر لوٹ مار، جھوٹ، منافقت، دھوکہ دہی، خیانت، بد عنوانیاں، ظلم و ستم، تشدد، بے روزگاری، بے حسی، پیداوار کی بربادی، وسائل کا ضیاع، نااہلیت کو فروغ، میرٹ کی موت، عدم انصاف جیسے موذی امراض میں مبتلا ہیں اور دشمنان پاکستان کی غلامی ان کا وطیرہ بن چکا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ نون نے ثابت کردیا کہ یہ دونوں جماعتیں جو کہ خود نمائی سے بڑے انہماک سے کہتے ہیں کہ یہ عوامی مینڈیٹ کے بادشاہ ہیں درحقیقت جسے وہ عوامی مینڈیٹ کہتے ہیں وہ صرف اوصرف بوگس اور جعلی ووٹوں کی بدولت حاصل ہوئی ہیں، کیوں خوف ہے سچائی اور صحیح و درست طریقہ کار کو اپنانے کا!! ان دونوں پارٹیوں نے وطن عزیز پاکستان کو زر خرید جائیداد سمجھ لیا ہے اور باپ کی جاگیر سمجھتے ہوئے اولاد در اولاد کو سیات کا تاج پہنایا جارہا ہے جبکہ بحیثیت مسلم اور آئین کے تحت پاکستان میں موروثی سیاست کا کوئی قانون نہی، پھر کیوں تیس، چالیس سالوں سے موروثی سیاست کو مستقلاً فروغ دیا جاتا رہا ہے اگر یہ دونوں واقعی مخلص ہیں تو جو آئین کہتا ہے اس میں بد دیانتی کا عمل کیوں لاتے ہیں ؟؟ ڈاکٹر طاہر القادری اگر

صحیح اور درست بات کر رہے ہیں تو کیوں ان کی راہ میں رکاوٹ کے پہاڑ کھڑے کیلئے جا رہے ہیں ، جمہوری حکومت میں حق رائے کا مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے یہ کیسی جمہوری حکومت ہے جس میں حق رائے دینا آمری حکومت سے بھی زیادہ برا سمجھا جاتا ہے ۔ چند دنوں پہلے کوئٹہ میں باچا خان چوک اور علمدار روڈ پر پے در پے خود کش دھماکے ہوئے اور حکومتی مشنری جیسے لاعلم ہوں کوئی پرسانے حال نہیں رہا تین روز گزرنے کے بعد عوامی سطح پر جب نعشوں کے ساتھ مسلسل سخت سردی میں عوارتوں، بچوں، بچیوں، بوڑھوں اور جوانوں نے دھرنے جاری رکھے تب کہیں جاکر مسلسل میڈیا کی جانب سے مذمت جاری رہنے پر وزیر اعظم نے حالات کو جانا جبکہ صوبائی وزیر اعلیٰ ملک سے باہر ہی رہے۔ چالیس سال پہلے یہی پاکستان تھا جہاں ہر فرقہ کے لوگ اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق آزادانہ تہوار مناتے تھے لیکن وقت کے بیتنے کے ساتھ ساتھ دشمنان پاکستان کے غلاموں کی تعداد سیاست و وزارت میں بڑھتی چلی گئی اور اب ہر پاکستانی جانتا ہے کہ قانون اور تحفظ صرف وزراء و اعلیٰ ترین شخصیات کیلئے ہیں اور ان پر پاکستان کا قانون کا کوئی بھی شق عائد نہیں ہوتا۔ قانون کے محافظ ان کے در کے غلام ہیں ان کے خلاف نہ وارنٹ جاری ہو سکتے ہیں اور نہ کوئی انتظامیہ کا سرکاری فرد باز پرس کر سکتا ہے ۔ یہ کیسا ملک ہوتا جا رہا ہے ؟؟ میڈیا میں بھی کچھ ایسے لوگ داخل ہو گئے جنہیں نہ میڈیا کی طاقت کا احساس ہے اور نہ صحافتی امور کا خیال ہاں اگر کچھ یاد ہے تو وہ اپنے اور مالکان کے مقاصد ہیں۔ سابق

صدر پرویز مشرف نے میڈیا کو آزادی اس لیئے دی تھی کہ وہ اپنے فرائض کو بہتر انداز میں استعمال کر سکیں مگر چند ایک گندے لوگوں کی بناء پر میڈیا بھی بدنامی سے نہ بچ سکا۔ میرے ذاتی مشاہدے میں چند ایک ایسے بھی چینلز آئے جن کے مالکان کا اصل مقصد ہی بلیک دولت کو وائٹ دولت بنانا مقصود تھا گو کہ اب وہ چینلز ان مالکان نے کرائے پر ایک سے دوسرے کو دیئے۔ دوسری جانب میڈیا میں ابھی بھی کثیر تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اپنے فرائض منصبی کو انتہائی خوش اسلوبی، ایمانداری و سچائی سے سر انجام دے رہے ہیں یہاں میرا عنوان میڈیا نہیں بلکہ وہ حالات ہیں جو اس وقت ہمارا ملک مشکل ترین مراحل سے دوچار ہے جس میں جہاں یہ انتہائی بد عنوانی اور کرپشن ہے وہیں گندی سیاسی کا راج چل رہا ہے جو سیاسی بادشاہت کا عمل پیش کر رہا ہے۔

بحر حال اس وقت رات کے بارہ سے زائد وقت ہوگیا ہے اور چودہ جنوری بھی شروع ہو چلی ہے دو خبریں مجھ تک پہنچی ہیں ایک بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کی سبکدوشی دوسرا اسلام آباد میں ڈاکٹر طاہر القادری کے جلسہ کی جگہ تبدیل۔ ایک خبر اچھی ملی کہ احتجاج کرنے والوں کا مطالبہ قبول کرلیا گیا مگر دوسری خبر نے تشویش میں ڈال ڈیا۔ انقلاب لانے والے اپنی سمت کسی بھی صورت میں تبدیل نہیں کرتے تو ڈی چوک سے سعودی سفارت خانہ کے قریب کی جگہ کیوں قبول کی۔ عزم و انقلاب لانے والے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹتے ہیں یہ پوری قوم اس وقت ڈاکٹر طاہر القادری کو نجاہدہ اور مسیحا سمجھتی ہے اب کسی طور یہ قوم دھوکہ برداشت نہیں کر سکتی

مجھے ڈر ہے کہ اگر اس قوم کے ساتھ عمران خان یا ڈاکٹر طاہر القادری نے مذاکرات اور مصلحت کے تحت جھکاؤ رکھا تو پھر مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ یہ قوم پاکستان ہی غلط راہ پر چل رہی ہے اور اسی خود ہی اپنے آپ کو درست کرنا ہوگا۔ اللہ اور اس کے حبیب کے احکامات پر مکمل عمل کرنا ہوگا اس قوم کو اپنے اندر کی تمام روحانی بیماریوں کا خود ہی علاج کرنا ہوگا اس کا علاج سنت رسول اور احکام خداوندی کی پیروی ہے۔ جب قوم کا ہر شہری ناپ تول کا صحیح استعمال کریگا، جب سچ کو اپنائیگا، جب ووٹ کی اہمیت کو سمجھے گا، جب انتخابات میں سچے اور ایماندار کو منتخب کریگا، جب ذاتیات سے بالاتر ہو کر ملکی مفادات کو فوقیت دیگا، جب اپنے وسائل کو صحیح خطوط پر استوار کریگا، جب اپنی صنعتوں کو پروان چڑھائے گا، جب اپنے درمیان بسنے والے ملک و قوم کے دشمنوں کو پناہ نہ دیگا، جب خیانت سے باز آ جائیگا، جب دیانتدار ہو جائیگا، جب انسانیت کا احترام کریگا، جب قول و فعل میں تضاد نہ رکھے گا، جب ذخیرہ اندوزی ختم کر دیگا، جب دولت کی ہوس چھوڑ کر علاج سستا کریگا، جب اجناس کو مناسب دام میں فروخت کریگا، جب لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا بند کر دیگا، جب حقوق العباد پر عمل پیرا ہوگا، جب قانون کی پاسداری کریگا، جب علم و فنون کو حقیقی معنوں میں اہلیت سے قبول کریگا، جب ادب و احترام کریگا، جب احساس ذمہ داری محسوس کریگا، جب فرقوں اور تعصب کے زہر سے باہر نکلے گا، حب الوطنی پیدا کریگا، جب خوف خدا اور رسول مقبول ﷺ سے والہانہ

محبت رکھے گا تب اس قوم کو کسی لیڈر یا رہنما کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی اور سب یکجا ہو کر ملت اسلام کیلئے نہ صرف سود مند ثابت ہونگے بلکہ دنیا بھر میں عزت و وقار کے ساتھ زندگی گزار سکیں گے۔ تو جان لیجئے ہم سب کو اپنے آپ بدلنا ہوگا اپنے مستقبل کیلئے اور اپنے حال کیلئے۔۔۔!!

ایمرجنسی کی جانب۔۔۔

بینظیر بھٹو کی شہادت کے بعد مکمل طے شدہ پروگرام کے تحت الیکشن دو ہزار آٹھ میں کامیابی حاصل کرنے والے سیاسی جماعتوں نے ان پانچ سالوں میں لوٹ گھسوٹ، بد عنوانیاں، لا قانونیت، تعصب، مذہبی فرقہ واریت، قتل و غارت گری، بے روزگاری، ٹارگٹ کلنگ اور دیگر جرائم کو ہوا دیں۔ پہلے پہل کئی جماعتیں حکومت کا مزہ لیتی رہی پھر وہ جماعتیں جو حزب اختلاف میں تھیں حزب جماعت بن گئیں گویا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایوان میں میوزیکل چیئر کا کھیل رچایا گیا ہو اور باری باری قومی خذانے کو لوٹنے کیلئے ان سیاسی جماعتوں کو آزادانہ چھوڑ دیا گیا ہو۔ ان پانچ سالہ حکومت میں نہ کبھی بھی تھر کول کی جانب سنجیدگی سے عمل کیا گیا اور نہ ہی پیداواری صلاحیت کو بڑھایا، ایسا لگتا ہے کہ حصے بانٹ دیئے گئے ہوں۔ مسلم لیگ نون نے سوائے لاہور شہر میں چند ایک کام کرکے اور رائے ونڈ میں اپنے محل کو خوبرو بنانے کے واکچھ نہ کیا۔ صوبہ پنجاب کے عوام مسلسل سیاسی طاقتوں کے سبب پریشانی و بد حالی کا شکار رہے، صوبہ سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی نے سوائے اپنے کارکنوں کے عوام سے ان کا جینا محال کردیا، روزگار ہو یا تجارت ہر جگہ پی پی یا اس کے الحاق نظر آتے ہیں۔ صوبہ خیبر پختونخوا میں اے این پی نے اپنی طاقت کا بھرپور فائدہ اٹھایا

اپنے نا اہل لوگوں کو وفاق کی وزارتیں فراہم کردیں تو ان کے نا اہل وزراؤں نے اپنے ادارے اور وزارتیں تباہ و برباد کے دھانے پر پہنچا دیں ، کے ای ایس سی ہو یا وزارت پیٹرولیم ان دونوں اداروں نے ان پانچ سالوں میں پانچ سو سے زائد نرخ میں اضافہ تو کیا مگر کبھی بھی سہولت کیلئے مثبت نظر نہ آئے ، میرے کئی صحافی دوستوں نے تحقیق کرکے نتیجہ یہ برآمد کیا کہ ان اداروں سے جس میں کے ای ایس سی، کراچی واٹر بورڈ، پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائن، پاکستان ٹیلیویژن، پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن، پیمرا، واپڈا، سوئی گیس، بلڈنگ کنٹرول، ڈویلپمنٹ ڈپارٹمنس، سرکاری اراضی کا جس بے دردی سے بد عنوانیاں کی گئیں پاکستان کے پینسٹھ سالوں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہم نے اپنے بزرگوں اور اساتذہ کرام سے سن رکھا تھا کہ برائی جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو اس کا خاتمہ کیلئے اللہ اپنے نیک بندوں کو چنتا ہے اور جسے منتخب کرلیا جائے تو اس کی حفاظت اور کامیابی اللہ اپنے سپرد کرلیتا ہے لیکن انسان کا سب سے بڑا دشمن ابلیس مسلسل بہکانے اور گمراہ کرنے کیلئے ہر راہ اختیار کرتا ہے مگر وہ رحمٰن کے بندے جو ثابت قدم رہتے ہیں فتح و نصرت سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ پاکستانی عوام نے مسلسل حکومتی اور سیاسی ظلم و بربریت کو برداشت کیا اور واحد لاشریک کے دربار میں التجا در التجا دعائیں پیش کی، مظلوم کی دعا براہ راست عرش پر پہنچتی ہے ، دیکھنے والے دیکھیں گے کہ وقت کا پہیہ پلٹے کا مغرور، تکبر اور ظالم سیاسی حکمران اور اُن کی پارٹیاں اوندھے منہ آگرے

گیں، وہ سیاسی جماعتیں جو منافقت کو اپنا دین اور ہنر سمجھتی ہیں ان کیلئے کوئی جگہ نہ رکھی جائے کیونکہ دین اسلام اور محمد عرابی ﷺ کو سب سے زیادہ تکلیف پہنچانے والے منافق ہی تھے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے جو بیڑا اٹھایا ہے وہ نکات یا ایجنڈا سو فیصد درست ہے مگر اس بات کی کیا شہادت کہ وہ نہ جھکیں گے اور نہ بکیں گے یہ چودہ جنوری کے دھرنے کے بعد صرف دو سے تین دن میں حقیقت کا پتا چل جائیگا اگر ان ایام میں یہ لوگ ثابت قدم رہے تو خدا کی قسم اس ملک پاکستان میں واقعی انقلاب آ جائیگا اور جلد ایمرجنسی لگ جائے گی، ایمرجنسی اس لیئے لگے گی کہ پھر کرپٹ اور بد عنوان سیاست دان بھاگ نہ پائیں۔ ملکی خذانے سے کھربوں نہیں نربوں ڈالر لوٹنے والے بھاگ نہ پائیں اور اُن سب کا مقدر پانسی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ میرے اور دیگر صحافیوں کے تجزیئے کے مطابق ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی یہں نتیجہ برآمد ہو جائیگا۔ تمام عوام دعا کرتے ہیں کہ اللہ سب کے گناہ معاف فرمائے اور ہم سب مسلمان پاکستانی بھائیوں کو ایک قوم بنادے تاکہ ایک قوم بنکر اس ملک کی خوشحالی و ترقی کیلئے سب کے سب گامزن نظر آئیں اور اہلیت کو سب سے زیادہ اہمیت دی جائے تاکہ کسی کا حق تلف نہ ہوسکے۔۔۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناظر رہے آمین۔۔۔۔۔!

جمعہ کو حکومت کا خاتمہ ہو جائیگا

جمہوریت میں کرپٹ ترین سیاسی جماعتوں کا اب دیوالیہ نکل جائیگا ، پاکستان میں تمام ادارے سوائے سپریم کورٹ اور افواج پاکستان کے مکمل کرپشن اور بدعنوانی میں ڈوبے ہوئے ہیں یہاں تک کہ کرپٹ منتخب سیاستدانوں ایوانوں میں آئین کے ساتھ کچھ شقیں اپنے مفادات کے تحت داخل کرکے آئین کو کمزور کرنے کا مجرمانہ عمل کیا ہے ۔وہ پاکستان جو لاکھوں مخلص ، دیانتدار، ایماندار ، سچے لوگوں کی جانوں کے نذرانے سے معروض وجود میں آیا تھا اُسے دشمنان پاکستان نے اپنے غلاموں کو سیاست میں داخل کرکے ریاست کی حکمرانی عطا کرتی رہی ہے اور آج پاکستان مکمل معاشی و اقتصادی، ترقی و تمدنی ، مذہبی و اخلاقی بنیادوں پر تباہ و برباد ہو کر رہ گیا ہے۔ ہمارے ناقص و فرسودہ نظام کی بناء پر مجرم، ظالم، لٹیرے، غاصب لوگ برسوں سے نہ صرف منتخب ہوتے چلے آرہے ہیں بلکہ وزارت حاصل کرکے اس قوم پر بنیادی حقوق تک تلف کر دیئے گئے بار بار سہولت کی بہتری اور فراہمی کے بہانے یوٹیلیٹی بلز میں اضافہ در اضافہ کیا جاتا رہا مگر سہولت میں رتی برابر فرق نہ آیا ، آٹا، چاول، چینی اور دیگر ضروریات زندگی کی اجناس عام عوام کی پہنچ سے باہر کردی گئیں ، خود کشی اور اموات کا گراف انتہائی بلند کردیا گیا ، معاشرے میں اخلاقی برائیوں کا عروج بڑھ گیا اور شراب کے لائسنس

وافر مقدار میں جاری کر دیئے گئے گو کہ وطن عزیز پاکستان نام نہاد جمہوری سیاسی لوگوں کے ہاتھوں امریت دانوں سے بھی کہیں زیادہ بدتر ثابت ہوئے۔ جب محترمہ بینظیر بھٹو کو شہید کیا گیا تھا اُس کے اگلے روز پورے پاکستان کی سرکاری و نجی املاک کو جس قدر تباہ و برباد کیا گیا آج تک پاکستان میں اُس کی مثال نہیں ملتی اور اس تباہی کو کرنے والے پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنان تھے ، درحقیقت پاکستان پیپلز پارٹی وہ پارٹی ہے ہی نہیں جو ذوالفقار علی بھٹو نے بنی تھی اب یہ مکمل ہائی جیک ہو کر لٹیروں ، غاصبوں اور ظالموں کے ہاتھ ہے دوسری جانب پاکستان میں کئی ایسی سیاسی جماعتیں ہیں جو مکمل اپنے منشور اور ایجنڈے سے منحرف ہو کر مختلف راہ پے چل نکلے ہیں ، ان کی سیاسی سرگرمیوں کا مشاہدہ خود عوام لے رہی ہے۔ گزشتہ روز جب چیف جسٹس افتخار احمد چوہدری نے وزیر اعظم کے خلاف رینٹل پاور کے سلسلے میں گرفتاری کا حکم نیب کو دیا تو حکمران اور پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنان نے اپنے حسب عادت قانون شکنی کے عمل کو دوہرایا، کراچی شہر میں جا بجا ہوئی فائرنگ، احتجاج اور فساد کو پھیلانے کی کوششیں کی گئیں۔۔ جو اپنے آپ کو عوامی مینڈیٹ کا بادشاہ سمجھتے ہیں وہ نہ تو آئین کی پاسداری سمجھتے ہیں اور نہ عوام کی مشکلات کا احساس ہے۔ ان کا ہمیشہ سے وطیرہ رہا ہے کہ اگر ان کے غلط کام کی نشاہدہی کی جائے یا روکا جائے تو یہ غنڈہ گردی پر اتر آتے ہیں ، ان کے تمام احتجاج جمہوری ہیں اور دوسرا کوئی کرے تو غیر جمہوری اور

غیر آئینی ! ! در حقیقت موجودہ حکومت کے سیاستدان، الحاق والے اور حزب اختلاف کے تمام کے تمام نہیں چاہتے کہ صاف و شفاف نظام رائج ہو کیونکہ اگر ایسا ہوا تو ان کی نا کامیاں یقینی سامنے آ جائیں گی اور وہ کبھی بھی عوام کے ووٹوں سے منتخب نہ ہو سکیں گے۔ اسی لیئے پاکستان کے تمام کرپٹ سیاستدان اور سیاسی جماعتوں کو ڈاکٹر طاہر القادری کے خلاف شدید رد عمل سامنے آئے گا لیکن وہ بھول گئے کہ پاکستان کی قوم میں ایمان، یقین اور سچ و حق کا سمجھنے کی بھرپور صلاحیت ہے وہ حق و باطل میں تمیز کرنا جانتے ہیں ۔ اسلام آباد کا طوفان ان مستوی سیاستدانوں کو بہالے جائیگا۔ بحیثیت صحافی کے میں یہ لکھنے میں قطعی شرمندہ نہیں کہ جب اللہ کو اپنے بندوں پر رحم آ جائے تو ظالم کتنا ہی طاقتور ہو وہ اللہ کی طاقت کے آگے کچھ نہیں، ڈاکٹر طاہر القادری خود سے یہاں نہیں آئے بلکہ اللہ اور اس کے رسول نے انتخاب کرکے اس ملک کے عوام کو ان سیاستی ظالموں، قاتلوں سے نجات دلانے کیلیئے نجات دہندہ بنا کر بھیجا ہے اور روشن حالات کی طرح جمعہ کو تبدیلی دیکھی جارہی ہے۔ حکومت وقت اور اپوزیشن یکجا ہو کر حق کو مٹانے کیلیئے بھرپور سازشیں مرتب کررے ہیں لیکن ان کی تمام سازشیں یقینی طور پر ناکام ہو جائیں گی۔ حکومت وقت اور اپوزیشن جماعتیں جن باتوں پر اعتراض کررہی ہیں وہ اپنے گریبان میں جھانکنا بھول گئے ہیں۔ موجودہ اسلام آباد کے لانگ مارچ سے حکمران جہاں بھلاہٹ کا اظہار کررہے ہیں وہیں نواز شریف بھی پریشان نظر آ رہے ہیں، حیرت و تعجب کی بات تو یہ ہے

کہ اب تمام اختلاف کو بھلا کر سب لٹیرے یکجا ہو کر اپنے مستقبل کی پناہ حاصل کرنے کیلئے ایک قوت بنکر سامنے آ گئے ہیں جبکہ یہ تمام سیاسی جماعتیں اور سیاستدان ہمیشہ سے اپنے آپ کو عوامی نمائندہ اور خادم کہتے تھکتے نہیں تھے اب نظام کی بہتر تبدیلی انہیں کیوں ہضم نہیں ہو رہی ۔۔ رہی بات ڈاکٹر طاہر القادری کی کہ وہ کینیڈین کی شہریت رکھتے ہیں وہ کب کہتے ہیں کہ وہ حکومت کا حصہ بننے آئے ہیں وہ تو نظام کی بہتری کیلئے لانگ مارچ کر رہے ہیں ! ! حکومت وقت اور اپوزیشن کے ساتھ تمام پاکستان کی سیاسی پارٹیاں یہ بتائے کہ انھوں نے کتنے ایسے نمائندوں کو ٹکٹ دیا اور جیتایا جن کے پاس دوہری شہریت تھی ان پر کیوں نہیں قانونی عمل اٹھایا گیا ؟؟ اب جب ڈاکٹر صاحب نے سخت اقدام اٹھایا ہے تو حکومت اور الحاق پارٹیوں کے ساتھ ساتھ اپوزیشن کے پیٹ میں درد کیوں اٹھ رہا ہے اب تک کیوں نظام کی بہتری کیلئے سو رہے تھے ؟؟ عوام کو جواب دیں ! ! ظاہر ہے یہ تمام سیاسی جماعتیں اس قابل نہیں کہ انہیں ریاست کے نظام کو چلانے کیلئے منتخب کیا جائے ۔۔ پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ نون ، عوامی نیشنل پارٹی وہ سر فہرست ہیں جنھوں نے اس ملک میں کرپشن کے تمام رکارڈ توڑ دیئے ہیں اس کے باوجود انہیں بلیک لسٹ نہیں کیا گیا آخر کیوں ؟؟ ظاہر ہے ہمارا مکمل نظام خراب ہے جس کی درستگی ناگزیر ہے۔ اگر اب بھی نظام کی بہتری کیلئے قوم نے ، عدلیہ نے مثبت اقدام نہیں اٹھایا تو یقینا پاکستان تباہی و برباد ہو سکتا ہے ، محسوس ہو گیا کہ اللہ کا کرم

ہوگیا اور جمعہ کی نماز کے بعد اس سرزمین پاک سے باطل مٹ جائیگا۔انشاءاللہ

۔۔۔۔۔!!

آثار قیامت اور پاکستان

پاکستان جو مکمل طور پر خالصتاً نیک نیتی ، پر خلوص جذبات، سچی جام شہادت کی قربانیوں سے معروض وجود میں آیا تھا ،اللہ تبارک و تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق ریاست قائم ہونا کیونکر دشمنان پاکستان کو گوارا تھا اور ہے اسی لیئے وہ چودہ اگست انیس سو سینتالیس سے ہی اس کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے پر مختلف انداز سے سرگرم رہے ، ابتدائی دور میں اُن (عوام) لوگوں کی تعداد زیادہ تھی جنھوں نے تحریک پاکستان میں بلواسطہ یا بلاواسطہ حصہ لیا تھا اور انھوں نے اپنے نسلوں میں اس وطن عزیز کی اہمیت کوٹ کوٹ کر بھر دی تھیں لیکن وقت کے بیتنے کے ساتھ ساتھ وہ بزرگ نیک ہستیاں اس دار فانی سے کوچ کرتی چلی گئیں ۔ ان کے جانے کے بعد مخالفین پاکستان کو اپنے مقاصد پورے کرنے کیلیئے ہموار راستہ محسوس ہوا تب سے یہ گروہ مختلف انداز، مختلف اشکال، مختلف رو سے عوام الناس کو بہکاتے ہوئے ان کی آستینوں میں آ بیٹھا ہے ۔ اس وطن عزیز اور قوم کو اُس دھارے پر لے آئیں ہیں کہ نگل بھی نہیں سکتے اور تھوک بھی نہیں سکتے ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پاکستانی قوم کو اپنا خود احتساب کرنا پڑیگا اور ہر شخص جب خود اس وطن عزیز پاکستان کی بقاء و سلامتی کیلیئے قانون کی پاسداری، معاملات میں درستگی، خدمات و تجارت کے فرائض میں ،ایمانداری، اعتدال پسندی، نرم گوشہ، درد دل

انسانیت کا احترام اور خوف خدا کو مضبوطی سے عمل میں لائے گا تو انشاء اللہ اس قوم کو کوئی بھی زرہ برابر نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے ، لیکن جب خود کو بدلنا نہ چاہے تو رب بھی ایسے بندوں پر توجہ نہیں کرتا اور رحمت کے فرشتہ منہ موڑ لیتے ہیں ۔ پاکستان مخالفین اسلام کیلئے سب سے بڑا کانٹا ہے اسی لیئے وہ سرزمین پاکستان میں قطعی طور پر حقیقی دین اسلام رائج ہونے نہیں دیگا کیونکہ حقیقی دین اسلام نے انسانیت کا احترام ، مذاہب کے حقوق کا حکم رکھا ہے ۔ آج جو کچھ بھی اسلام ، دین ، اور سیاست کے نام پر عمل دیکھنے میں آرہا ہے اس کا نہ تو دین اسلام سے کوئی تعلق ہے اور نہ اخلاقیات سے ! ! ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم پندرہیوں صدی سے گزر رہے ہیں جبکہ نبی پاک ﷺ نے چودھویں صدی کے لوگوں کی برائیوں کے متعلق بتا دیا تھا ظاہر ہے اب برائیوں میں اضافہ ممکن ہے اور نیکو کاروں کی تعداد گھٹ رہی ہے اسی لیئے کسی سے بھی امید لگانا بے وقوفی کے سوا کچھ نہیں امید کی ذات اللہ اور اس کی حبیب ﷺ کی ہے جو عالمین کیلئے رحمت ، برکت اور مغفرت ہے ۔ پاکستان کے حالات بھی آثار قیامت سے خالی نہیں کیونکہ اس ریاست میں دین سے دوری کا عمل بڑھایا جارہا ہے اور دشمنان پاکستان اس قوم کو دنیاوی عیش و عشرت دیکر دین سے دور رکھنا چاہتے ہیں ۔ اس کی تحقیق کے زاویہ کو جب دیکھتے ہیں تو ہم سب سے پہلے قرآن کے فرمان کو دیکھیں گے ۔ قرآن مجید میں قبل از قیامت کی جو واحد پیش گوئی کی گئی ہے اور جس کا ذکر دیگر الہامی صحیفوں میں بھی ہے یعنی یاجوج ماجوج کا

دنیا پر غلبہ، وہ مکمل طور پر پوری ہو چکی ہے۔ یاجوج ماجوج حضرت نوح کے تیسرے بیٹے یافث کی نسل کے لوگ ہیں۔ یافث کے سات بیٹے تھے جن میں سے ایک کا نام ماجوج تھا۔ جبکہ یاجوج اسی کی نسل میں ایک بادشاہ کا نام تھا۔ بعد ازاں انہی دونوں کے نام پر یافث کی تمام اولاد مشہور ہو گئی اور اسی حیثیت میں انجیل میں قرب قیامت کی پیش گوئی کرتے ہوئے یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ الہامی صحیفوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ابتدائً یہ لوگ شمال میں آباد تھے اور پھر وہیں سے رفتہ رفتہ دنیا کے تمام کونوں میں پھیل گئے۔ قرآن مجید نے بھی قیامت سے قبل یاجوج ماجوج کے کھولے جانے اور دنیا پر ان کے غلبے کی پیشگوئی کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے " یہاں تک کہ وہ وقت آ جائے، جب یاجوج و ماجوج کھول دیے جائیں اور وہ ہر بلندی سے پل پڑیں، اور قیامت کا شدنی وعدہ قریب آ پہنچے تو ناگہاں دیکھیں کہ ان منکروں کی نگاہیں تنگی رہ گئی ہیں۔ ا±س وقت کہیں گے " ہم اِس سے غفلت میں پڑے رہے، بلکہ ہم نے تو اپنی جانوں پر ظلم ڈھایا تھا۔" (سورۃ الانبیائ 21 آیت 97۔ 96) جو لوگ تاریخ عالم پر نظر رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ حامی (افریقی) سامی (عربی اور عبرانی) نسل کے بعد اب دنیا کا اقتدار یافث کی اولاد کے ہاتھ میں آ چکا ہے اس نسل کی تمام اہم شاخیں یعنی ترک، یورپی، روسی، امریکی اور چینی اقوام دنیا کے اقتدار کے مزے لے چکی ہیں یا لے رہی ہیں۔ قرآن کریم میں بیان کردہ یاجوج ماجوج کا خروج شروع ہو چکا ہے اور بتدریج اپنے عروج کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اسی طرح حدیث

جبریل جو ذخیرہ حدیث میں غیر معمولی حیثیت رکھتی ہے اور جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت جبریل لوگوں کو تعلیم دینے کے لیے انسانی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ، اس میں بھی قرب قیامت کی جو پیش گوئی کی گئی ہے (’تم عرب کے) اِن ننگے پاؤں ، ننگے بدن پھرنے والے کنگال چرواہوں کو بڑی بڑی) عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے دیکھوگے۔ (مسلم، رقم 93) وہ مکمل طور پر پوری ہو چکی ہے۔ عرب میں پٹرول نکلنے کے بعد یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور دنیا کی بلند ترین عمارتیں عرب ہی میں بن رہی ہیں۔ بعض دوسری پیش گوئیاں بھی احادیث میں بیان ہوئی ہیں ، جن کا ظہور ابھی باقی ہے ، لیکن مذکورہ بالا پیش گوئیوں کی تکمیل کے بعد صاف لگتا ہے کہ قیامت کا معاملہ اب سر پر آ گیا ہے یہ تو مسلمانوں کا پس منظر ہے جس میں کسی شخص کو قیامت کی بات زیادہ دور نہیں لگتی، یہود و نصاریٰ کے ہاں قرب قیامت کی جو پیش گوئیاں ہیں وہ حضرت مسیح کی آمد کے ارد گرد گھومتی ہیں، بنی اسرائیل کے ہاں دو عظیم رسولوں کی آمد کی خوشخبری موجود تھی، ایک حضرت عیسیٰ جو مسیح کے لقب سے سرفراز ہوئے اور دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت عیسیٰ جس وقت تشریف لائے اس زمانے میں بنی اسرائیل بدترین اخلاقی بحران کا شکار تھے۔ ان کے اندر سے دینداری کی اصل روح ختم ہو چکی تھی اور سارا زور چند ظاہری اعمال پر تھا بنی اسرائیل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا واضح قانون جو تورات اور قرآن دونوں میں بیان ہوا ہے یہ تھا کہ

وہ ایمان و اخلاق کے تقاضوں کو پورا کریں گے تو ان کو زمین میں سیاسی اقتدار بھی دے دیا جائے گا اس کے برعکس کرنے کی صورت میں ان پر سزا اور مغلوبیت نافذ ہو گی حضرت عیسیٰ کی آمد کے وقت بنی اسرائیل مغلوبیت کی اسی سزا کا شکار تھے اور ایمان و اخلاق میں پستی کی بنا پر رومیوں کے غلبے اور غلامی میں مبتلا تھے تاہم وہ اس امید میں جی رہے تھے کہ آنے والا مسیح دراصل ایک فوجی اور سیاسی لیڈر ہو گا جو ان کو اس مغلوبیت سے نجات دے گا ان کی امیدوں کے برعکس حضرت عیسیٰ آئے تو انھوں نے کسی قسم کی جنگی اور سیاسی جدوجہد کرنے کے بجائے یہود کی اخلاقی پستی پر سخت تنقید کی یہ تنقید ان لوگوں کے لیے ناقابل قبول تھی وہ تو اس زعم میں تھے کہ آنے والا مسیح آئے گا اور انھیں عروج و اقتدار دلا دے گا بلاشبہ یہی ہوتا اگر یہود مسیح کی بات مان لیتے ، مگر اس کا راستہ جنگ و جدل نہیں بلکہ ایمان کی تجدید اور اخلاقی اصلاح کی شکل میں تھا یہود یہ کرنے کے لیے تیار نہ تھے اس لیے انھوں نے اپنے مسیح موعود کی تکذیب کر دی اور ان کے قتل کے درپے ہو گئے ، اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو ان کے شر سے بچا کر اپنے پاس اٹھا لیا اور رسول کے کفر کی پاداش میں یہود پر وہ عذاب مسلط ہو گیا جس کی پیش گوئی حضرت عیسیٰ نے اپنے اٹھائے جانے سے چند ایام پہلے کی تھی ، (متی 1:24) اس کی شکل یہ ہوئی کہ یہود کے لیے حضرت مسیح کی تکذیب کے بعد رومیوں کی غلامی سے نکلنے کا واحد راستہ 'تلوار' تھا چنانچہ انھوں نے اپنے وقت کی سول سپر پاور کے خلاف بغاوت کر دی

مگر یہی ان پر عذاب الٰہی کا کوڑا برسنے کا سبب بن گیا خدا کی مدد کے بغیر وہ رومیوں کے لیے تر نوالہ تھے چنانچہ مسیح کے چند برس بعد مشہور رومی حکمران نیرو کے دور میں ہونے والی یہود کی اس بغاوت کو کچلنے ٹائٹس رومی آیا۔ حضرت عیسیٰ کی پیش گوئی کے عین مطابق یروشلم کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی لاکھوں یہود مارے گئے اور باقی جلا وطن کر دیے گئے۔ ہیکل سلیمانی تباہ و برباد کر دیا گیا سوائے اس ایک دیوار کے جس کے سامنے کھڑے ہوئے یہود آج تک روتے رہتے ہیں اور اسی بنا پر اسے دیوار گریہ کہا جاتا ہے یہود کو پھر بھی عقل نہ آئی اور انہوں نے مسیح کے بعد اپنے عروج کے دوسرے ممکنہ راستے یعنی رسالت محمدی پر ایمان لانے کے بجائے رسول عربی کا بھی انکار کر دیا اس کے بجائے انہوں نے اپنی امیدیں اس 'مسیح' کی آمد سے وابستہ کیے رکھیں جو پہلے ہی آ چکا تھا، مگر انھوں نے اس کا انکار کر دیا تھا۔ ٹائٹس رومی نے یہود کو یروشلم سے جلاوطن کر دیا تھا اس جلاوطنی کے تقریباً دو ہزار سالہ دور میں ان کی مذہبی قیادت نے ان کی امیدوں کو زندہ رکھنے کے لیے مسیح کی آمد کے تصور کو برقرار رکھا اور ان کو یہ یقین دلایا کہ وہ یہود کو دوبارہ یروشلم میں آباد کرے گا تاہم یہود کا غیر مذہبی طبقہ جو ان پیش گوئیوں میں نہیں جی رہا تھا اس نے سیاسی، سماجی، معاشی اور علمی میدانوں میں مسلسل جدوجہد کی اور آخر کار مسلمانوں کی کمزوریوں اور حماقتوں کا فائدہ اٹھا کر اسرائیل کی مملکت قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس واقعہ سے یہود کے مذہبی

لوگوں کو ایک نئی زندگی مل گئی اور اب یہود کی فکری قیادت سیکولر یہود کے بجائے ان مذہبی جنونیوں کے ہاتھوں میں منتقل ہو رہی ہے جو اپنے آنے والے مسیح کا انتظار کر رہے ہیں، جس کی آمد کے ساتھ وہ ایک زبردست جنگ کے بعد غیر عبرانیوں کو فلسطین سے نکال کر اس پورے علاقے میں اپنی مملکت قائم کرنے اور ہیکل سلیمانی کی دوبارہ تعمیر کے خواہشمند ہیں یہ سارے واقعات ان کے نزدیک قرب قیامت کی علامت ہیں جس کا آغاز یہود کی فلسطین واپسی سے ہو گیا ہے۔ مسیحیوں کو ایک دوسرے پہلو سے زبردست غلط فہمی میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ یہود نے اپنے مسیح کو نہیں مانا اور ابھی تک اس کا انتظار کر رہے ہیں جبکہ انجیل میں ایک دوسری پیش گوئی کی گئی تھی اس پیش گوئی کے کئی اجزا تھے یعنی رومیوں کی یروشلم پر چڑھائی اور ان کے ہاتھوں اس مقدس شہر کی تباہی، رومی بت پرستوں کے مسیح کے نام لیواوں پر ظلم و ستم، خود عیسائیوں کے اندر گمراہیوں کا پھیل جانا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے ساتھ عالمی سطح پر توحید کی دعوت اور اتمام حجت، (متی 24:1-14) مگر بدقسمتی سے مسیحیوں نے حضرت عیسیٰ کی اس پیش گوئی کو کچھ تو سمجھنے میں غلطی کی اور کچھ تحریف کرکے رسول اللہ کی آمد کو مسیح کی آمدِ ثانی سے بدل دیا چنانچہ جس طرح یہود نے اپنے حقیقی نجات دہندہ مسیح کو نہیں مانا اور ابھی تک مسیح کی آمد کے منتظر ہیں، ٹھیک اسی طرح عیسائیوں نے رسول اللہ کو نہیں مانا اور نبی عربی کے بارے میں انجیل کی تمام پیش گوئیوں کو مسیح سے منسوب

کر دیا اس لیے وہ بھی آج تک مسیح کی آمد ثانی کے منتظر ہیں مسیحی حضرات نے کس طرح دھوکا کھایا اس کی ایک نمایاں مثال حضرت عیسیٰ کا وہ خواب ہے جو انجیل میں مکاشفے کے نام سے موجود ہے، اس خواب میں آخری زمانے کے بارے میں جو پیش گوئیاں کی گئی ہیں وہ سب پوری ہو چکی ہیں، مکاشفے کے باب 19 کی آیت 11 سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی پیش گوئی شروع ہوتی ہے پھر تمثیلی اسلوب میں صحاب کرام کے مڈل ایسٹ پر غلبے اور مسیحیت میں پیدا ہونے والے شرک کی گمراہی کے واضح ہو جانے کا بیان ہے ساتھ ہی یہ وضاحت ہے کہ اس کے بعد شیطان کو ہزار برس کے لیے قید کر دیا جائے گا یہ دراصل توحید پر مبنی مسلمانوں کے عالمی اقتدر کی ایک تعبیر ہے رسول اللہ اور صحابہ کے ہاتھوں برپا ہونے والے سزا و جزا کے ان واقعات کو مکاشفے میں پہلی قیامت کہا گیا ہے پھر یہ پیش گوئی ہے کہ ہزار سال بعد شیطان کو کھول دیا جائے گا اور وہ یاجوج ماجوج کو گمراہ کرے گا جو زمین میں جنگ و فساد برپا کر دیں گے ، (مکاشفہ 20:7-8) یہ دراصل یورپ میں آنے والے اس فکری انقلاب کی تعبیر ہے جسے احیائے علوم کہا جاتا ہے اور جس نے زندگی کے تمام شعبوں میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کیں، یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھیک ہزار برس بعد یعنی سولہویں صدی میں پیش آیا اس فکری انقلاب کے نتیجے میں ایک طرف صنعتی انقلاب آیا اور دوسری طرف خدا اور آخرت کا انکار کر دیا گیا انہی چیزوں کو لے کر یورپی اقوام اپنے وطن سے نکلیں اور دنیا بھر میں جنگ و فساد برپا کر دیا جس

کا نقطہ عروج دو عظیم جنگوں کی شکل میں سامنے آیا۔ یہ وہ واقعات ہیں جنھیں مکاشفے میں ہزار سال بعد شیطان کے آزاد ہو جانے ، یاجوج ماجوج کو گمراہ کر کے لڑائی کی آگ پھیلانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ کے اس خواب کا ایک ایک جز اپنی پوری تعبیر پا چکا ہے تاہم جب عیسائیوں نے حضور ہی کو نہیں مانا اور اس پیش گوئی میں رسول اللہ کے نام کو ہٹا کر اس کی جگہ مسیح کی آمد ثانی کو مراد لے لیا تو ان کے لحاظ سے یہ سارے واقعات ابھی پیش ہی نہیں آئے اور وہ ابھی تک مسیح کی آمد کے منتظر ہیں البتہ ہزار سال کے ذکر سے ان کا ذہن اس طرف چلا جاتا ہے کہ عیسوی کیلنڈر میں ہزار سال ہونے پر مسیح کی آمد ثانی ہو گی اور پھر ہزار برس تک مسیح کا دور باقی رہے گا جسے وہ لوگ آسمانی بادشاہی کہتے ہیں چنانچہ پہلے ہزار سال پورے ہونے پر عیسائیوں نے صلیبی جنگیں برپا کر دی تھیں تاکہ یروشلم پر قبضہ کر کے وہاں مسیح کا استقبال کریں جب کہ دوسرے ہزار سال پورے ہونے پر ایک دفعہ پھر وہ مسیح کی آمد، اس کے بعد یاجوج ماجوج کے ساتھ ہونے والی عظیم جنگ کے منتظر ہیں، یہود کے لیے ان کی مملکت کا قیام اگر آخری زمانے کی نشانی تھی تو نصاریٰ کے لیے دوسرے ہزار برس کا آغاز آخری زمانے کی ایک علامت ہے۔ دین محمدی کے اس دور کو یہ تمام اقوام آخری زمانہ سمجھتی ہیں۔ میرے نزدیک اس ضمن کی اہم ترین بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب انسانیت کے لحاظ سے یہ تھا کہ آپ دنیا بھر کے لیے نذیر و بشیر ہیں ،
سورۃ فرقان آیت 25 :1 ، سورۃ سبا)

آیت 28:34) یعنی آپ ﷺ دنیا کو قیامت کے بارے میں متنبہ کرنے آئے ہیں۔ خوش قسمتی سے آج جب دنیا بھر میں زمانے کے اختتام کی باتیں ہو رہی ہیں ، اقوام عالم قیامت کی بات کو سننے کے لیے ہمیشہ سے زیادہ تیار ہیں، آج مسلمانوں کے لیے کرنے کا سب سے بڑا کام یہ ہے کہ وہ ختم نبوت کے بعد آپ کے اس مشن کو پورا کرنا اپنا مقصد بنالیں یعنی قیامت اور آخرت کے بارے میں لوگوں کو متوجہ کریں ، جب تمام انسان ایک اللہ کے حضور پیش ہو کر اپنے اعمال کا جواب دیں گے اس روز نیک بندے جنت کی ابدی نعمتوں میں رہیں گے اور خدا کے نافرمان و سرکش جہنم کے گھڑے میں جا گریں گے یہی اس وقت مسلمانوں کے کرنے کا سب سے بڑا کام ہے۔ مسلمانوں کے لیے عظیم موقع ہے ان کے پاس دین کامل موجود ہے وہ آخری کتاب، آخری شریعت اور دین حق کے امین ہیں رسالت محمدی کے پیغام کو اب کوئی تبدیل نہیں کر سکتا آپ نے سرزمین عرب میں اللہ کے حکم سے جو سزا و جزا برپا کی تھی وہ آپ کی سچائی اور قیامت کا سب سے بڑا ثبوت ہے مسلمانوں کو اس انفارمیشن ایج کا فائدہ اٹھا کر نبوت و رسالت کی اس بے مثال داستان محمدی کو دنیا بھر تک پہنچا دینا ہے یہی ان کے لیے کرنے کا اصل کام ہے اسی میں ان کے ہر عروج اور کامیابی کا راستہ پوشیدہ ہے۔ مگر افسوس صد افسوس پاکستان جو تمام اسلامی ریاستوں میں اسلام کا قلعہ سمجھا جاتا ہے اسے یہود و عیسائی اور دیگر غیر مسلم مستحکم ہونے نہیں دیتے وہ نام نہاد سیاستدان، علماء و دین کے ٹھیکداران کو خرید کر بہت بڑے مقاصد کیلئے استعمال کرتے چلے

آرہے ہیں کچھ بے ضمیر، بے دین، منافق ان کا بہترین ذریعہ ہیں۔ پاکستان کے نظام کو جب تک مکمل خالصتاً اسلامی نظام کے تحت نہیں رائج کیا جائیگا اُس وقت تک اسے کوئی نہ کوئی برباد کرنے کیلئے مختلف چہروں، لباسوں، زبانوں، اداؤں کا استعمال کرتا رہے گا اور پاکستان ہی کے نامور لوگوں کو خرید کر اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے نت نئے اشو بنائے جائیں گے اور مختلف ڈراموں، جھوٹ و افلاس کے ساتھ اس قوم کو دھوکے دیکر مستقلاً بربادی کے عوامل کیئے جائیں گے اپنے حواریوں کو مکمل شیٹل دیکر طاقتور بنا کر آزادانہ ظلم و تشدد کرواتا رہے گا اور دوسری جانب ہر حملوں کی ذمہ داری قبول کرواتا رہاگا گو کہ پاکستان انتہائی نازک دور سے گزر رہا ہے۔ اب صرف عوام کو ہوش کے ناخن لینے ہونگے اور اپنے اندر اتفاق، امن، یقین اور محکم اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا ہوگا ورنہ یہ دشمنان اسلام اس قوم کو دین سے دور کرکے ان کا ایمان کھا جائیں گے

۔۔۔۔۔!!

الیکشن۔۔۔دوہزار تیرہ

گزشتہ کئی سالوں سے میں کئی بار اپنے کالموں میں الیکشن کے فرسودہ و ناکارہ نظام کی جانب بار ہا بار مبذول کراتا رہا ہوں لیکن جیسے جوں نہیں رینگتی۔۔ علامہ ڈاکٹر طاہر القادری ہوں یا عمران خان یا پھر نواز شریف اور ان کے ساتھ ساتھ آصف علی زرداری ہوں یا اسفندیار ولی یا سید منور حسن اور مولانا فضل الرحمن ہوں یا پھر الطاف حسین گو کہ پاکستانی تمام سیاستدانوں کا ایک ہی مطالبہ رہا ہے کہ پاکستان میں ہمیشہ صاف و شفاف انتخابات کرائے جائیں لیکن کیا ان سب نے کبھی بھی ایوان یا پھر عوامی جلسہ و جلوس میں عندیہ دیا کہ وہ انتخابات کے نظام کو جدید خطوط کمپیوٹرائز اسکیننگ کے نظام کو مروج کرنے کیلئے اپنا اپنا اہم کردار ادا کریں گے۔ گزشتہ دنوں الیکشن دوہزار تیرہ کا انعقاد ہوا اور حسب معمول ہمارے فرسودہ و ناکارہ نظام کے سبب ووٹنگ کے اندراج میں پورے پاکستان میں دھاندلی کا عمل پایا گیا کہیں آشکار ہوا تو کہیں دبا دیا گیا گو کہ کہیں بھی شفافیت نہ تھی۔ میں نے اپنے کالموں کے ساتھ جب جب بھی ٹیلیویژن میں تجزیہ دیا تو اس میں یہی بات بیان کی کہ پکستان میں ووٹنگ کے نظام کو مکمل کمپیوٹرائز کرکے انتخابات کے دن ٹھپہ سسٹم ختم کرکے اسکیننگ انگوٹھا اور شناختی کارڈ کا نمبر درج کرکے اندراج کیا جائے جسے نادرا سے براہ راست

منسلک کرکے عمل میں لایا جائے تاکہ کوئی ایک ووٹ بھی جعلی نہ ڈالا جاسکے۔ اس عمل کیلئے پہلے ووٹنگ کے وقت ووٹر کا شناختی کارڈ نمبر کمپیوٹر میں درج کیا جائے تاکہ اس کی تمام کوائف سامنے آجائیں پھر یس کا بٹن کلک کیا جائے اور وہ لاک ہوجائے تاکہ دوبارہ استعمال میں نہ آئے اس کے بعد ووٹر کے انگوٹھے کا اسکیننگ کیا جائے تاکہ میچنگ ہوسکے میچنگ کے بعد دوسرے کمپیوٹر پر ووٹر سب سے پہلے اپنا ووٹنگ سیریل نمبر درج کرے پھر اپنے حلقہ اور علاقے کے نامزد امیدواروں کی فہرست کو دیکھتے ہوئے اپنے پسندیدہ امیدوار پر ٹچ کرے جیسے ہی وہ ٹچ کرے وہ ووٹ سیو ہو کر آٹو لاک ہو جائے اس طرح ایک ووٹ ہوجائے، یہ عمل آخر وقت تک جاری رہے وقت کے اختتام پر اُس کا ڈیٹا پرنٹ کرلیا جائے یہی اس کا نتیجہ ہوگا سرکاری اور غیر سرکاری بھی۔ اس نظام سے کوئی بھی غلط ووٹ کاسٹ نہیں ہوسکے گا اور کسی بھی سیاسی جماعت کو اعتراض کا موقع بھی میسر نہ آسکے گا لیکن اس بیں کیا قباحت ہے جو اس پر عمل کرنے کیلئے تمام سیاسی جماعتیں متفق نہیں ہوتی نظر آرہی ہیں اس کیلئے سپریم کورٹ کو اور الیکشن کمیشن کو از خود نوٹس لیتے ہوئے پاکستان کی بھلائی اور عوامی بہتر مفادات کیلئے عمل کرنا پڑیگا۔ ری پولنگ بھی نہیں کرانی پڑیگی اور نہ سیکیورٹی فورسس کی تعداد میں اضافہ کرنا پڑیگا۔

حیرت و تعجب کی بات تو یہ ہے کہ کوئی بھی صحافی ولینکر اس جانب کوئی بات نہیں کرتا آخر کیوں ؟؟؟ کیا ہمارے صحافی حضرات کسی نہ کسی سیاسی پارٹی کا حصہ بنیں بیٹھے ہیں جو حقیقت

سے آشنا ہونے کے باوجود شتر مرغ کی طرح اپنی اپنی گردیں ریت میں چھپا کر بیٹھ گئے ہیں یہ صحافتی اقدار کے خلاف ہے اور میڈیا کی اخلاقیات کے منافی بھی۔ میں ایک ادنی سا صحافی ہوں مگر اپنے فرض کو اچھی طرح سے سمجھتے ہوئے برملا یہ کہتا ہوں کہ اس جدید کمپیوٹرائز عمل سے سارے جھگڑے ختم ہو جائیں گے اور پاکستان میں مستحکم و مضبوط جمہوری عمل دیکھنے میں آئے گا۔ اگر اس عمل پر سنجیدگی سے عمل نہ کیا گیا تو یاد رکھئے پاکستان کو معاشی و اقتصادی، معاشرتی، مذہبی، سیاسی، تجارتی، سلامتی گو کہ ہر پہلو سے شدید ناقابلِ تلافی نقصان سے دوچار ہونا پڑیگا۔ یہ لمحہ فکریہ ہے اسے عملی جامع پہنانے کیلئے ہماری ایجنسیوں، فورسس، وکلائ، دانشور، کالمکار، لیکچرز اور صحافی برادری کو بھرپور اپنا کردار ادا کرنے پڑیگا۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناظر رہے۔ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائیندہ باد۔۔۔☆☆

نئی حکومت کا پہلا بجٹ۔۔۔سرکاری ملازمین

بین الاقوامی سطح پر یہ حقیقت تسلیم کی جاتی ہے کہ دنیا کے تمام ممالک میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ ٹیکس ادا کرنے والے سرکاری ملازمین ہیں جن کا ٹیکس حکومت تنخواہ ادا کرنے سے پہلے ہی حاصل کر لیتی ہے۔۔ بجٹ جون دوہزار تیرہ تا مئی دوہزار چودہ نئی کامیاب وزیر اعظم میاں نواز شریف کی حکومت نے پیش کیا، جسے وفاقی وزیر اسحاق ڈار نے قومی اسمبلی میں بارہ جون کی شام کو پیش کیا جس میں خود وزیر اعظم میاں نواز شریف بھی شریک تھے۔۔۔ یاد رہے کہ الیکشن سے قبل جو وعدے اور اعلانات پاکستان مسلم لیگ نواز شریف نے کیئے تھے موجودہ بجٹ ان وعدوں کا عکس نظر نہیں آتا۔ حیرت و تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اس بجٹ میں بڑی گاڑیوں سے چھوٹ کیا معنی ۔۔؟؟ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہر آسائش کی اشیاء میں ٹیکس کا اضافہ کر دیا جاتا اور لازم ضروریات میں ٹیکس کی زیادہ سے زیادہ چھوٹ دی جاتی تاکہ عوامی ریلیف بجٹ بن جاتا، سرکاری ملازمین بھی عوام کا حصہ ہیں بنیادی اشیاء کی کمی کیلئے بین الاقوامی مارکیٹ کے توازن سے پیٹرول اور پیٹرول کی اشیاء کے نرخ متوازن رکھے جاتے اور گیس کی مد میں کمی کی جاتی، ادویات اور اجناس کو کنٹرول کرتے ہوئے ان میں واضع کمی کی جاتی اور سرکاری ملازمین کیلئے سستے

آسان اقساط پر رہائش کا سلسلہ دیا جاتا لیکن جمہوری حکومت کیوں سرکاری ملازمین سے چشم پوشی سے کام لیتی ہے جبکہ حکومتی مشنری میں سرکاری ملازمین کا اہم ترین کردار ہوتا ہے۔۔ سرکاری ملازمین کی مراعات میں اضافہ سے کرپشن اور بد عنوانی پر قابو پایا جاسکتا ہے لیکن جب ان پر مراعات کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے ، تبادلوں اور ترقیوں کے نظام کو مکمل اہلیت و قابلیت پر مشروط کر دیا جائے تو یقینا حکومتی مشنری میں بہتر نتائج نظر آئیں گے ۔۔۔ یاد رکھیئے نا اہل افسر ہمیشہ غلط راہ پر چلے گا کیونکہ وہ اہل لوگوں کے حقوق کو غصب کیئے ہوتا ہے اور اب اس بجٹ میں تو سرکاری سطح پر اور زیادہ بد عنوانی، کرپشن، رشوت ستانی، نا انصافیاں، اقربہ پروریاں، چاپلوسی، جعل سازی جیسے زہریلے عوامل مزید بڑھیں گے وہیں دفتری امور میں کام کی رفتار کی سست ہو جائیگی۔ دنیا کے ترقی یافتہ ممالک ہوں یا ترقی پزیر کسی بھی ملک میں سرکاری ملازمین کو اس قدر بجٹ میں نظر انداز نہیں کیا جاتا جو پاکستان میں اس سال بجٹ میں کیا گیا ہے۔ سرکاری ملازمین کی ضروریات زندگی پر یہ بجٹ براہ راست منفی اثرات مرتب کریگا۔ سابقہ حالات اور قومی خذانے کو مستحکم کرنے کیلئے یہ طریقہ قطعی درست نہیں ! ! اس بجٹ میں کاروباری حضرات، صنعت کار، ذمہ دار اور بلند طبقہ کو بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔۔ یہ کس طرح یقین کر سکتے ہیں کہ اس بجٹ سے عوام کے آنسو رک سکیں گے گویا یہ بجٹ آنسو کے بجائے اب خون بہنے کا باعث بنیں گا۔ ایک سرکاری ملازم کی مخصوص تنخواہ ہوتی

ہے وہ اسی تنخواہ میں حکومت کو ٹیکس بھی ادا کرتا ہے اور تمام ٹوٹیلیٹی بلز بھی اس کے ساتھ بچوں کی تعلیم، صحت، ٹرانسپورٹ اور ماہانہ گھر کا راشن کس قدر مہنگا ہوگا وہ کس طرح پورا کریگا۔۔۔کیا وزیر اسحاق ڈار

۔پاکستان زندہ باد، پاکستان پائیندہ باد۔۔۔☆☆

اے قائد۔۔۔ تیرے ملک میں

جب سے پاکستان میں سیاستدانوں نے اپنا تن من دھن امریکہ اور اس کے حواریوں پر اکتفا کرنا شروع کیا اور ان کے ایجنڈوں کی تکمیل کیلئے تمام تر وہ راستے اختیار کیئے جو کسی بھی ملک کی سلامتی کیلئے خطرہ کا باعث بنتی ہے اور اپنی خواہشات و ہوس کی تکمیل کیلئے وزات کو حاصل کرنے کیلئے ہر بازی لگانے کیلئے تیار ہوئے تو پاکستان میں دشمنوں کو سہل راستہ مل گیا اور جوق در جوق وطن عزیز پاکستان کی شہروں ، قصبوں میں داخل ہوگئے۔ وہی جب پر تکیہ رکھتے ہیں وہی اس کی ساگھ اور سلامتی کیلئے ناسور بنے بیٹھے ہیں ۔ میرا خیال درست ہے کہ سمجھنے کیلئے اشارہ کافی ! !۔دنیا جانتی ہے کہ پاکستان کی سلامتی کے خطرے کیلئے کون کون سے ممالک ہیں لیکن پھر بھی میں یہاں ذکر کرونگا جس میں امریکہ، اسرائیل، بھارت اور برطانیہ پیش پیش ہیں۔پاکستان کی غیور افواج جانتی ہے کہ وہ ان دشمنان پاکستان کی گردن کو کس طرح مڑور سکتے ہیں لیکن آئین اور قانون کی وجہ سے مجبور ہیں ۔آئین میں جمہوری حکومت پر ہی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ریاست میں امن و امان ، بہتر صحت کی سہولیات، صنعت وکاروبارکا فروغ، ترقی وروزگارکے مواقع، آسان عدل و انصاف ، تعلیم و ہنرکے مواقع فراہم کیئے جائیں اور میرٹ کو فوقیت دیتے ہوئے قابل وذہین لوگوں سے خدمات حاصل کی جائیں

لیکن افسوس در افسوس یحییٰ سے لیکر آج تک سیاسی نوازشیں، عنایتیں نا اہلوں کے سپرد ہوتی چلی آئیں ہیں ان میں تمام سابقہ و موجودہ سیاسی جماعتیں شامل ہیں۔ کیا قائد اعظم محمد علی جناح کے ساتھ لاکھوں مخلص سچے لوگوں نے اسی لیئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا کہ صوبے کی بنیاد پر تقسیم ہو کر ریاست کو کمزور کردیا جائے اور آپس میں اس قدر نفرت بھر لی جائے کہ زندہ دو گور کردیا جائے اور ظلم و تشدد کی تاریخ رقم کردی جائے؟ کیا پاکستان میں بسنے والے مسلمان ہیں؟ کیا یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے؟ کون کہے گا اور کس طرح ثابت کریگا۔ گزشتہ دس سالوں میں امریکی ایجنسیوں کی پاکستان کے اندر اس قدر مداخلت بڑھ گئی کہ یہاں کے مخالف گروپس ان کے ساتھ ہو لیئے، یہ جانتے ہوئے بھی کہ کفار و مشرکین کبھی بھی مسلمان کے مخلص نہیں ہو سکتے، یہ میں نہیں کہتا یہ مفہوم اللہ کی پاک کتاب میں ہے، پھر دشمنوں سے مخلصی کیسی، ان سے حکمت سے چلوں، غلام بنکر نہیں!! پاکستان کو اللہ نے بیشمار قدرتی دولت سے نوازا ہے بہتر ہے کہ آپس کی چپکلش کے بجائے اس ملک کی تعمیر و ترقی کیلیئے ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے باہمی تعاون کے ساتھ آگے بڑھیں اور تمام قوم اپنے اندر اس قدر مضبوط آہنی دیوار اتحاد اور یقین کی بنالیں کہ دشن کو داخل ہونے کا راستہ میسر نہ آئے اور وہ ناکام نا مراد لوٹے۔ آج قائد اعظم محمد علی جناح کی آخری آرام گاہ زیارت کو جس آزادی کے ساتھ دشمنان پاکستان نے تباہ کیا اور معصوم طالبات کو شہید کیا یہ غیرت مند

قوم بلوچ اور وہاں کے پختونوں کی ذمہ داری بن گئی ہے کہ وہ از خود ایسے دشمنوں کو تلاش کرکے کیفر کردار تک پہنچائیں ، مجھے خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ کراچی کے سیاست دان کہیں غافل تو نہیں ! ! کہیں اپنی وزارتوں کے حصول تک محدود تو نہیں ! ! کہیں مخالف در مخالفت میں اندھے تو نہیں ! ! کراچی کی حفاظت کا ذمہ جہاں سندھ حکومت پر عائد ہوتا ہے وہیں کراچی کے منتخب نمائندگان اپنی ذمہ داری سے بھاگ نہیں سکتے دوسری بات کراچی میں بسنے والے ہر شہری کی ذمہ داری بھی ہے کہ وہ اس ملک و قوم کی خاطر یکجا ہو کر اپنے محلوں ، گلیوں ، علاقوں میں ایسے مشکوک لوگوں کو تلاش کریں جنکا مقصد پاکستان اور پاکستانی قوم کو نقصان پہنچانا ہے۔ یاد رکھیئے پاکستان ہے تو ہم ہیں پاکستان نہیں تو کچھ بھی نہیں ! ! آزادی کسی چڑیا کا نام نہیں جو بہلا پھسلا کر پکڑ لی جائے آزادی کیلئے بڑی بڑی قربانیوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑتا ہے گویا خود کو مٹا کر مستقبل کو سنبھالنا۔ پاکستان میں قائم بلیک واٹر مسلسل سرگرم عمل ہے کہیں یہ اپنے کارندے پاکستانی طالبان سے کام لے رہے ہیں تو کہیں را اور موساد کے جاسوسوں سے مشن پر عمل پیرا ہیں۔ یہ تمام تر اس لیئے ممکن ہو رہا ہے کہ پاکستانی قوم عصبیت، تعصب، مسلک ، برادری، قبیلہ اور قوم میں منقسم در منقسم ہوتی جارہی ہے۔ یہاں اختلاف رائے بہت پایا جاتا ہے مگر کوئی بھی کسی بھی مسلے کو جڑ سے ختم کرنے کیلئے سنجیدہ نظر نہیں آتا۔ علامہ ہوں یا مولانا یا پھر ترقیاتی ذہن کے سیاستدان۔ کسی نے بھی اپنی ذات ، جماعت

سے باہر نکل ہے حقیقی معنوں میں صحیح اور اہلیت کی بنیاد پر پزیرائی کے عمل کو اپنایا نہیں۔ کراچی میں قائد اعظم محمد علی جناح کے مقبرہ، لاہور میں علامہ اقبال کا مقبرہ اور دیگر اہم ترین عسکری جگہوں پر دشمنان پاکستان دھاگ لگائے بیٹھے ہیں۔انتظامیہ، پولیس، رینجرز کو چاہیئے کہ پاکستان کے بڑے بڑے شہروں کی داخلی و خارجی راستوں کی انتہائی سخت چیکنگ کی جائے اور پڑوسی ممالک کے باڈروں کی ناکہ بندی کو سخت کردیا جائے اس کے علاوہ کسی بھی مشکوک شخص یا گاڑی کو عوام الناس متعلقہ اداروں کو فی الفور مطلع کریں۔پاکستان جنگی ماحول سے گزر رہا ہے اس جنگ کو ہر پاکستانی نے لڑنا ہے اور اپنے وطن عزیز کیلئے آپس کے اختلافات بھلا کر ایک قوت بنکر ابھرنا ہے تاکہ دشمن پاکتانیوں کی طاقت کے آگے بے بس ہو کر رہ جائیں۔بولان یونیورسٹی ہزارہ آبادی کے قریب ترین ہے اور کوئٹہ میں ہزارہ برادری پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ دشمنان پاکستان کو تلاش کرکے ان کی نشادہی کریں یاد رکھیں اگر قوم ان سے ڈرتی رہیگی تو ان کے حوصلے بلند ہوتے چلے جائیں گے اور وہ پاکستانی قوم کو صفہ ہستی سے مٹادیں گے اس سے پہلے کہ دشمنان پاکستان، وطن عزیز اور قوم کو تباہ کریں ہم سب کو آہنی دیوار بنکر انہیں تباہ و برباد کرنا ہوگا، ان سے کبھی بھی مذکرات نہ کرنا کیونکہ یہ مذاکرات سے اپنے کارکنوں کے حوصلے بلند کریں گے اورمزید نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

آج میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔اے قائد اعظم محمد علی جناح میں بہت

شرمندہ ہوں ، مجھے اپنی ذات پر افسوس ہے کہ کاش میں اس ملک و ملت کیلئے کچھ کام آسکوں ۔ اے رب الکائنات میرے وطن عزیز کو دشمنوں کے شر سے بچا اور میری قوم میں اتحاد، محبت، یگانگت عطا فرما آمین ثما آمین ۔۔۔ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائیندہ باد۔۔۔☆☆

رمضان کے پروگرامز اور میڈیا کا کردار

ذرائع ابلاغ کا سب سے بڑا اور طاقتور ادارہ الیکٹرونک میڈیا تصور کیا جاتا ہے۔ گزشتہ دس سالوں سے پاکستانی میڈیا میں دین اسلام کے حوالے سے بہت کام دیکھا گیا ہے جس میں سب سے پہلے اے آر وائی کیو ٹی وی کی خدمات قابل تحسین و تعریف کے لائق ہے اس کے بعد حق ٹی وی پھر مدنی چینل نے اسلامی تعلیمات پیش کرکے نہ صرف پاکستانی بلکہ دنیا بھر کے ناظرین میں اسلامی شعور کو بیدار کیا ہے، اے آر وائی کیو ٹی وی کے ساتھ جیو نے بھی اس مد میں کام کیا جبکہ اے آر وائی نے اپنے دیگر چینل جس مین اے آر وائی ڈیجیٹل، اے آر وائی ذوق اور اے آر وائی نیوز نے کبھی بھی اسلامی تہوار کو خالی جانے نہ دیا۔۔ جشن عید میلاد النبی ﷺ ہو یا شب معراج یا شب برات اور بزرگان دین کے اعراس وغیرہ ان تمام کو بھرپور طریقے سے اہتمام کرتا چلا آرہا ہے۔ رمضان المبارک کے مقدس موقع پر اے آر وائی ڈیجیٹل کئی سالوں سے خصوصی نشریات پیش کرتا آرہا ہے جس میں حاظرین محفل میں سوالات کے ساتھ بیش بہا قیمتی انعامات سے سرفراز کیا جاتا رہا ہے اسی طرح جیو ٹی وی پر بھی بڑے پیمانے پر خصوصی نشریات پیش کی جاتی ہیں اور جیو بھی بیش بہا انعامات کی بارش کرتا چلا آیا ہے۔ اب دیگر چینل میں بھی یہی طریقہ اپنایا گیا ہے جس میں ایکسپریس، سما اور ابتک شامل ہیں مگر گزشتہ

چند ایک سال سے ٹی وی چینلز میں کوآرڈینیٹرز کی بدنیتی دیکھنے میں آئی ہیں جس میں ایک ہی خاندان کے بار بار مدعو کرنا، بندر بانٹ اور اقربہ پروری کا سلسلہ بہت زیادہ دیکھنے میں آیا ہے۔۔ یہ کالم اسی نوعیت پر مبنی ہے کہ ایسا نظام رکھیں جس سے ٹی وی کے ناظرین انصاف اور عدل کے ساتھ پروگرام میں شامل ہو سکیں اور بہتر پڑھے لکھے لوگ بھی شامل ہو سکیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے مالکان ٹیلیویژن کو خود بھی توجہ دینی پڑے گی اور ان کے ساتھ اعلیٰ عہدیداران کو بھی۔ آئندہ سال اے آر وائی ڈیجیٹل، جیو ٹی وی، ایکسپریس ٹی وی، سماء ٹی وی، ابتک ٹی وی اور دیگر چینل بڑے شو کیلئے جس میں انعامات کا سلسلہ ہو اُسے کسی بھی پروڈکٹ کے ساتھ مشروط کردیں یعنی کوئی بھی پروڈکٹ خریدنے پر کوپن حاصل کریں اس کوپن کو قرعہ اندازی کے ذریعے شو میں بلایا جائے مثال کے طور پر اگر نشت تین سو ہیں تو دو سو نشت کوپن کے ذریعے رکھی جائیں اور سو نشت میں پچاس پروڈکٹ کمپنی، پچاس چینل کی ہوں اس طرح کو آرڈینیٹرز کی من مانیاں، اقربہ پروری، بد دیانتی و بدنیتی کا خاتمہ ممکن ہوسکے گا اس کے ساتھ ٹیلیفون کال کے ذریعے بھی ناظرین کو شامل کیا جائے تاکہ ناظرین جو اپنا وقت دے رہے ہیں کچھ حصہ وہ بھی انعامات کا حاصل کر سکیں۔۔ اگر اس معاملے میں سنجیدگی سے غور نہ کیا گیا تو ایک وقت آئے گا کہ یہ مافیا بن کر جینلز کی ساکھ کو برباد کردیگا کیونکہ اس سال اور گزشتہ سال بھی ایسے لوگوں کو بار بار رجسٹریشن کی گیں جنھیں معمولی معمولی سی بھی

معلومات نہ تھی گویا وہ علم سے قاصر تھے چینلز کیونکہ دنیا بھر میں دیکھا جاتا ہے اس سے ہمارے معاشرے اور ملک کا عکس نظر آتا ہے اس لیئے اس بارے میں چینلز کے مالکان کو سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیئے تاکہ نہ صرف چینلز کی بہتری بھی نظر آئے بلکہ ہمارے معاشرے کا بہتر رنگ بھی نظر آئے۔۔ مجھے امید ہے کہ انشا اللہ آئندہ سال کو آڈیٹیٹرز کا سلسلہ ختم کرکے صحیح اور درست طریقہ کو اپنایا جائیگا۔ رمضان کے مقدس ماہ میں بھی اگر چینلز میں بد دیانتی اور اقربہ پروری کی بنیاد پر رجسٹریشن کیئے جاتے رہیں گے تو پروگرام کی تاثیر ختم ہوجائے گی۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناظر رہے۔ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائیندہ باد۔۔۔☆☆

عہد ساز روحانی و سیاسی شخصیت ۔۔ مولانا شاہ احمد نورانی

پاکستان کو معروض وجود میں آئے تقریباً سر سٹھ سال کا عرصہ بیت گیا ہے اس عرصہ میں بھارت سے ہجرت کرنے والی کمال درجہ شخصیات وقت کے بیت جانے کے ساتھ ساتھ خالق حقیقی سے جا ملتے رہیں ہیں انہی کمال درجہ اور روحانی مقام پر فائز، عالم و ادب کے سمندر، صاف و شفاف سیاست کے رہبر پاکستان کی سیاسی جماعتوں میں الگ تھلگ چمکتے دمکتے ستارے کی طرح بہت خوبصورت آواز کے مالک قاری و حافظ علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی شخصیت تھی۔ چودہ شعبان کو آپ کا عرس احاطہ مزار حضرت سید عبد اللہ شاہ غازی پر انتہائی جوش و عقیدت کے ساتھ منایا جاتا ہے، عرس کے موقع پر ہمیشہ اے آر وائی کیوٹی وی اور اے آر وائی نیوز اپنی نشریات میں خاص مقام دیتا رہا ہے، اس کے علاوہ دیگر چینلز بھی عرس کی تقریبات کی کوریج کرتے ہیں جبکہ اخبارات عرس کے موقع پر خاص ایڈیشن شائع کرتا ہے۔ سولہ شوال سن چودہ سو چونتیس ہجری یعنی چوبیس اگست سن دو ہزار تیرہ کو دس واں عرس مبارک نہایت عقیدت و احترام سے منایا جائیگا۔ جس کی کوریج اے آر وائی کیوٹی وی اور نیوز بلخصوص اپنی نشریات میں شامل کریگا اس کے علاوہ دیگر چینلز بھی پیش کریں گے یہاں اے آر وائی کا ذکر اس لیئے کیا گیا ہے کہ اس چینل کے مالکان کا ذاتی

لگاؤ اور عقدت خاص ہے اور کیوں نہ ہو کیونکہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی پاکستان کے اسلامی دینی اور سیاسی میدان میں ایک قد آور شخصیت تھے وہ سن انیس سو چھبیس عیسوی کو میرٹھ میں مولانا عبدالعلیم صدیقی کے گھر پیدا ہوئے، جن کا شجرہ نسب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور شجرہ طریقت امام احمد رضا خان قادری سے جاملتا ہے،انہوں نے آٹھ سال کی عمر میں مکمل قرآن مجید حفظ کیا تھااور نیشنل عربک کالج سے گریجویشن کرنے کے بعد الہ آباد یونیورسٹی سے فاضل عربی اور دارالعلوم عربیہ سے درس نظامی کی سند حاصل کی تھی۔ قیام پاکستان کے وقت آپ متحدہ برطانوی ہند میں ایک طالب علم اور تحریک پاکستان کے ایک سرگرم کارکن رہے، قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد پاکستان چلے آئے۔ سن انیس سو اڑتالیس عیسوی میں علامہ احمد سعید کاظمی نے جمعیت علماءپاکستان کے نام سے ایک جماعت بنائی اور سن انیس سو ستر عیسوی میں مولانا نورانی نے جب پہلی بار الیکشن میں حصہ لیا تو جمعیت میں شامل ہوئے اس وقت جمعیت کے سربراہ خواجہ قمرالدین سیالوی صدر تھے۔ سن انیس سو ستر عیسوی میں جمعیت علمائے پاکستان کے ٹکٹ پر کراچی سے رکن قومی اسمبلی منتخب ہوئے اورذوالفقار علی بھٹو کے مد مقابل انہوں نے وزیر اعظم کے عہدے کے انتخاب میں حصہ لیا، سن انیس سو باہتر عیسوی میں مولانا نورانی جمعیت علماءپاکستان کے سربراہ بنے اور قیادت سنبھالی اورتادم مرگ وہ سربراہ رہے، آپ دو مرتبہ رکن اسمبلی اور دو مرتبہ سینٹر منتخب ہوئے ، سن انیس سو ستتر

عیسوی میں تحریک نظام مصطفیٰ کے پلیٹ فارم پر فعال ہونے کی وجہ سے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، مولانا نے دنیا بھر میں اسلام کا آفاقی پیغام عام کرنے کیلئے سن انیس سو باہتر عیسوی میں ورلڈ اسلامک مشن کی بنیاد رکھی اور مختلف ممالک میں اس کے دفاتر بنا کر اسے فعال کیا، نرم مزاجی اور حلم کی وجہ سے وہ دوستوں اور دشمنوں میں یکساں مقبول تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے تیس جون سن انیس سو چوہتر عیسوی میں قومی اسمبلی میں بل پیش کیا اور سات ستمبر سن سن انیس سو چوہتر عیسوی سے قادیانیوں کے خلاف آئین میں ہونے والی دوسری ترمیم کے اصل محرک تھے جس کو اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا تھا، قرارداد کے تحت قادیانیوں کو آئین پاکستان میں غیر مسلم قرارد دیا گیا، مولانا نے اس موقع پر قادیانیوں کے سربراہ ناصر مرزا کو مناظرے میں شکست فاش بھی دی تھی۔ دعوت اسلامی تحریک کو قائم کرنے کا سہرا مولانا شاہ احمد نورانی، علامہ سید احمد سعید کاظمی اور دیگر بزرگوں کے سر ہے، انہوں نے سن انیس سو اکیاسی عیسوی میں کراچی میں مولانا شاہ احمد نورانی کی رہائش گاہ پر ایک اجلاس میں اس کی ضرورت کو اجاگر کیا وہاں مفتی وقارالدین بھی موجود تھے جن کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ انہوں نے اپنے شاگرد مولانا محمد الیاس قادری کی قیادت میں دعوت اسلامی تشکیل دی، اتحاد بین المسلمین کے لیے انہوں نے سن انیس سو پچانوے عیسوی میں ملی یکجہتی کونسل بنائی جس میں تمام مسالک کے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر مجتمع کر کے کشیدگی کم کرنے میں معاون ثابت

ہوئے، جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں سن دوہزار دو عیسوی دینی جماعتوں کو متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم پر جمع کرنے میں اہم کردار ادا کیا، مذہبی جماعتوں کا اتحاد عمل میں آیا تو انھیں متفقہ طور پر سربراہ مقرر کیا گیا، جمہوریت کے لیے ان کی کوششوں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا، اپنی موت تک وہ متحدہ مجلس عمل کے سربراہ رہے۔دل کا دورہ پڑنے سے اسلام آباد میں سولہ شوال چودہ سو چوبیس ہجری یعنی گیارہ دسمبر سن دوہزار تین عیسوی کو ان کا انتقال ہوا۔ ان للہ وان الہ راجعون۔ان کی نماز جنازہ ان کے بیٹے اویس نورانی نے پڑھائی جبکہ انہیں کراچی میں حضرت عبداللہ شاہ غازی کے مزار (کلفٹن) کے احاطے میں سپرد خاک کیا گیا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ موجودہ سیاسی حالات اور ملکی صورتحال پر علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی جیسی شخصیت کی اشد ضرورت ہے علامہ کا تعلق خانقاہ سے تھا لیکن انھوں نے اپنی خانقاہ سے اسلامی ریاست کیلئے شب و روز محنت، جدوجہد کو جاری رکھا اور پاکستان میں اسلام دشمن قادیانیوں کو ان کے عزائم اور ناپاک اعمال سے محفوظ کیا، حقیقت ہے کہ سیاست سے دین جدا ہو تو چنگیزی رہ جاتی ہے۔

موجودہ سیاسی صورتحال تو ابتر ہے ہی لیکن اس کے ساتھ ساتھ حکومتی ذمہ داران کی غفلت بھی کارفرا دیکھائی دیتی ہے، ہمارے پاسبان بہادر اور شہادت کے متوالے ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ پاکستان کی ریاست کا نظام انتہائی ابتر

دیکھائی دیتا ہے تقیناً اس کے پیچھے اسرائیل، امریکہ، بھارت اور ان کے حواری شامل ہیں ۔ علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے اپنی حیات میں ہی ان حالات کی جانب اشارہ کیا تھا لیکن ایوان میں پہنچنے والے ممبران غفلت کی نیند اوڑھے ہوئے ہیں، علامہ چاہتے تھے کہ ملک پاکستان سے مسلکوں کی جنگ کا خاتمہ ہوجائے اور ہو کوئی آزاد اپنے اپنے مسلک پر قائم رہتے ہوئے ملک پاکستان کی ترقی و فلاح میں ہر شخص اپنا کردار ادا کرے کاش علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی مثبت سوچ اور بہترین مشن کو ہمارے ایوان کے منتخب نمائندے، فوج و حکومتی ذمہ داران سمجھ جاتے تو آج یہ دن نہ دیکھنے پڑتے بحر حال ابھی بھی وقت نہیں گزرا ہے علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کے مشن پاکستان کو لیکر ہم سب چل سکتے ہیں اس کیلئے سب سے پہلے آپس کی نفرتوں، اقربہ پروریوں، تعصب کو ختم کرکے خاص ایک اللہ اور اس کے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر یقین کامل رکھتے ہوئے دین اسلام کا پرچار بڑھانے کیلئے سب سے پہلے اپنے انتخابات کے نظام کو جدید خطوط پر لانے کیلئے حکومت پر دباو ڈالیں تاکہ امریکہ ہو یا اسرائیل کو بھی بیرونی طاقت پس پردہ نتائج تبدیل نہ کرسکے اور وہی منتخب ہو جسے عوام ووٹ دیں ۔ اس کیلئے اے ٹی ایم کی فطرح کارڈ بنایا جائے جس میں ہر ووٹر کی تفصیل موجود ہو اور وہ اے ٹی ایم ووٹنگ مشین میں ڈال کر اپنا ڈیٹا میچ کرے جس میں انگوٹھے کا اسکین بھی شامل ہو اس طرح ہر ووٹر اپنا ووٹ خود اپنی مرضی سے دے سکے گا۔

پولنگ ایجنٹ اور چیف

پولنگ ایجنٹ کا معاملہ بھی ختم ہوجائے گا۔۔ پولنگ کے وقت صرف فوجی اہلکار موجود ہوں تاکہ کوئی اُس ووٹنگ اے ٹی ایم مشین کو نقصان نہ پہنچاسکے۔یقینا یہ عمل دشوار ضرور ہے مگر نہ ممکن نہیں !! وطن عزیز کے بہتر مستقبل کیلئے اس نظام کو رائج کرنے کیلئے تمام سیاسی لیڈران، عہدیداران،کارکن، قومی اسمبلی، سینٹ، صوبائی اسمبلیاں، استاد، طالبعلم، ہمارے نوجوان ، عدلیہ اور فوج کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا چاہیئے ہم نہ سہی ہماری نسلیں پڑوسی ملک چین کی طرح ترقی یافتہ نظر آسکیں گی ، یاد رکھیئے ہمارا سب سے زیادہ مخلص دوست ملک چین ہے چین کے قریب ہونا پڑیگا اور امریکہ سے جان چھڑانی پڑیگی کیونکہ امریکہ نے ہماری پچھلی تمام جنگوں میں ساتھ نہ دیا اور اب ہم پر افغانستان کے ذریعے بلا وجہ جنگ عائد کی ہوئی ہے جسمیں بھارت پیش پیش ہے، بس ہمیں اس بین الاقوامی سازش کو سمجھنا ہوگا اور ہمارے کالم کاروں کو بلا خوف حقائق آشنا کرنے ہونگے تاکہ قوم اپنے اور غیروں کی تمیز کرسکیں اور چھپے ہوئے آستین کے سانپوں کو نکال باہر کرسکیں یہ ملک وطن عزیز کی سلامتی کیلئے ایک جان ہوجائیگی انشاءاللہ ۔۔۔ پاکستان زندہ باد ، پاکستان پائندہ باد۔۔۔☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خانقاہ سے ایوان تک۔۔۔

آج میں نے خانقاہ اور ایوان کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے یہ بہت حساس موضوع ہے اللہ مجھے صحیح اور بہتر لکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔۔ہم جس ملک میں رہتے ہیں اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، یہ تین الفاظ پر مشتمل ہے ایک اسلامی، دوسرا جمہوریہ اور تیسرا پاکستان۔۔۔سب سے پہلے ہمارے ذہنوں میں یہ بات واضع ہو جانی چاہیئے کہ اسلام سے مراد وہ تمام کا تمام عمل جو اسلامی دائرے میں مکمل ہو، دوسرا جمہوریت !! جو عوام الناس کے انتخاب کے ذریعے ریاست کا حاکم بنے، تیسرا پاکستان ، یہ ہمارا ملک ہے جو انیس سو سینتالیس کو بڑی قربانیوں سے حاصل ہوا، جس میں مسلم علی گڈھ یونیورسٹی کے طالبعلموں کی لازوال خدمات بھی شامل ہیں اور عظیم قائد محمد علی جناح اور ان کے رفقائے کاروں کی رہنمائی کے ذریعے برصغیر دو حصوں میں منقسم ہوا ایک پاکستان دوسرا بھارت۔پاکستان کے وجود میں علما و مشائخ کی خدمات کے ساتھ پیران و خانقاہوں کا بہت بڑا مثبت کردار رہا ہے، جس پاکستان کیلئے قربانیاں دی گئی کیا آج پاکستان وہی ہے کیا کبھی تھا؟؟ یہ سوال قائد اعظم محمد علی جناح کے انتقال اور خان لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد پاکستانیوں کے ذہنوں اور حلقوں میں اجاگر ہوا ۔کچھ سیاسی و عسکری طاقتوں

نے ان نظریات ، سوالات کو دبانے کیلئے ہر ممکن ذرائع استعمال کیئے جن میں مفاد پرستوں کو خریدا گیا ، مراعات دی گئیں اور حق وسچ کو دبانے کیئے کئی حربے استعمال کیئے گئے بالآخر وہ کامیاب ہوئے اور پاکستان کی سیاست اور ریاستی عہدوں میں تیزی سے بدلاؤ آیا اسی نام نہاد جمہوری لیڈروں نے پہلے پہل پاکستان کا ایک بازو مشرقی پاکستان علیحدہ کردیا پھر عوام میں ایسی دیواریں کردی ہیں جن میں تعصب، عصبیت، فرقہ پرستی، ناانصافی، حق تلفی، عدم مساوات ، ظلم و تشدد جیسے مضر اثرات شامل تھے وہ ریاست جہاں مسلمان کثرت سے آزاد تھا اب ایک اللہ کی عبادت کیلئے بھی مسجد کی، تلاش کرتا ہے ، یہ نہیں کہ مساجد کی کوئی کمی ہو مگر مسلک کی مسجد کی تلاش ! ! ہمیں کس معاملہ میں الجھایا جارہا ہے اور مسلم کو ایسا خوفزدہ انسان کون بنانا چاہتا ہے ۔۔ ظاہر ہے اس بات کو ہر ذی شعور باخوبی جانتا ہے لیکن اس کے باوجود پاکستانی اپنے اوپر ہونے والے تمام سیاسی و مذہبی جال کو کیوں نہیں توڑتا؟؟ ہم سے کانفرنس کرالیں، تقریریں کرالیں، محافل سجالیں، جلسے و جلوس کرالیں، احتجاج کرالیں ،مار دھاڑ لوٹ مار کرالیں لیکن یہ نہ کریں کہ ہمارے ہاتھوں میں علم کی شمع روشن کردیں ، شائد ہم عوام ہی اب بے بس، لالچی، خودغرض، مفادپرست، بے ایمان، دھوکے باز اور بے دین ہوچکے ہیں۔پاکستان میں آج بھی خانقاہوں سے دین اسلام کی تربیت و اصلاح کی جارہی ہے وہیں ان کے مریدین و عقیدتمندوں کی تعداد میں بھی اضافہ دیکھا جاسکتا ہے لیکن کیا پیران و مشائخ کی خدمات

خانقاہوں تک محدود رہنی چاہیئے یا پھر اسے ریاست کا حصہ بن کر ریاست میں اسلامی رنگ پھیلانا چاہیئے ؟؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو مجھے لکھنے پر مجبور کرگیا۔اللہ نے روئے زمین پر اپنا بندہ جب بھیجا تو حضرت انسان کا ازلی دشمن اس کے ساتھ لگا رہا اور اس کا اب تا قیامت صرف ایک ہی مقصد ہے کہ رحمٰن کے بندوں کو رحمٰن سے دور کرنا اسی دوری کو ختم کرنے کیلئے لگ بھگ ایک لاکھ چابیس ہزار پیغمبر اس دنیا میں تشریف لائے لیکن آخری نبی ﷺ وہ ذات مبارکہ ہے جن کی بدولت گنہگار بندے نیکوکار بن جاتے ہیں بلکہ اللہ کا قرب بھی حاصل کرلیتے ہیں نبی کریم ﷺ کی عنایتوں، محبتوں اور بھیک سے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب نے انسان کی کل حیات کا کیمیا نسخہ ہم امت محمدی کو قرآن و حدیث کی صورت میں دیا جسے آپ ﷺ کے بعد اولیاء اللہ نے پھیلایا۔ شاعر مشرق علامہ اقبال نے کہا

نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو یقیں پیدا تو کٹ جاتیں ہیں زنجیریں

علامہ اقبال نے صرف مومن کی طاقت کا اظہار کیا ہے کہ اگر مسلمان مومن کے مقام تک پہنچ جائے تو اللہ اسے کس قدر مضبوط کردیتا ہے اور اس کا اللہ پر کس قدر ایمان پختہ ہوجاتا ہے کہ وہ اللہ پر اس قدر کامل یقین رکھتا ہے کہ اس کے سامنے آہنی زنجیر بھی کٹ جاتی ہے مطلب مومن کے ایمان کی طاقت کو ظاہر

کیا ہے اور اللہ کے ولی کامل مومن سے کہیں زیادہ بلند مقام پر فائز ہوتے ہیں۔

مشکلیں امتِ مرحوم کی آساں کر دے

مورِ بے مایہ کو ہم دوشِ سلیماں کر دے

علامہ اقبال کی خواہش تھی کہ ہندوستان کے سارے مسلمان حقیقی معنوں میں مسلمان ہو جائیں تو وہ ساری دنیا کو فتح کر سکتے ہیں۔ ا±مت مسلمہ کو درپیش مسائل و مشکلات کے حل کے لئے اقبال دعا گو ہیں "امت مرحوم" کی ترکیب بہت معنی خیز ہے۔ مراد یہ ہے کہ مسلمان بحیثیت ایک زندہ قوم کے ختم ہو کر مردہ ہو چکے ہیں۔ علامہ اقبال نے یہ شعر کب لکھا تھا لیکن اس شعر کے ایک ایک لفظ ہم اب ریاست پاکستان میں دیکھ سکتے ہیں، کیونکہ پاکستان کا مسلمان اسلام سے اس قدر دور ہو چلا ہے کہ اسے مردہ ہی سمجھو، کہیں دولت کی حوص و لالچ میں مبتلا ہے تو کہیں عیش کی محفل سجائے بیٹھا ہے، کہیں کرائے پر انسانوں کی جان لے رہا ہے تو کہیں شہرت کی خاطر ظلم کے بازار گرم کیئے ہوئے ہے، آج کا پاکستانی انتہائی سنگدل اور سخت رویئے کا مالک ہوگیا ہے کہیں سیاسی پشت پناہی کا غرور تو کہیں حکومتی طاقت کا نشہ، عدلیہ ہو یا انتظامیہ یا پھر پولیس کسی میں بھی انصاف و عدل نظر نہیں آتا۔ گو کہ آج کا پاکستان انارکی اور بے قائدگی کی تصویر ہے جہاں جعلی پیر بھی ہیں تو کٹ ملا بھی، جھوٹے روحانی

شعبدے باز بھی ہیں تو مفاد پرست مولانا بھی ۔۔ لیکن اسی ریاست پاکستان میں خالص سچے ایمان کی دولت سے مالا مال علماء کرام، مفتیان، قاضی، افسران، عسکری جوان اور صوفیائے کرام۔۔۔ لیکن یہ سب ڈرے ہوئے ہیں اور شر سے محفوظ رہنے کیلئے خاموش بیٹھے ہیں، حیرت ہے شر زیادہ مضبوط ہے کہ رحمٰن کی رحمت و فضل۔۔۔ ہاں اگر ریاست پاکستان کی تقدیر بدلنی ہے تو اسلاف اور خانقاہوں کو عملی اقدام اٹھانا پڑیگا ۔پاکستان میں ریاستی قوانین ایوانوں میں پاس کیئے جاتے ہیں اور پھر پورے ملک میں رائج کیا جاتا ہے۔۔ خانقاہوں میں دین اسلام کی تبلیغ کرنے والے صوفیائے کرام و اولیاء کرام خود اور اپنے تربیت یافتہ مریدوں، شاگردوں کو ایوان میں بھیجنا ہوگا تاکہ ایوان میں اکثریت حاصل کرکے دین محمدی کو اس ریاست میں رائج کریں جہاں ہر مسلک کے لوگ آزادی سے عبادات و ریاضت کر سکیں اور اپنے تہوار آزادی سے منا سکیں جنہیں اپنے بات کہنے کا پورا حق حاصل ہو۔ تمام امامین قابل احترام ہیں کیونکہ ان سب کو درس اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی اطاعت پر مشتمل ہے۔ یاد رکھیئے کہ دین اسلام امن کا مذہب ہے اور اس میں شر کوئی بھی مسلمان نہیں پھیلا سکتا یہ یہودی سازشیں ہیں جو مذہب اسلام اور پاکستان کو بدنام کرنے کی ایک کوشش ہے۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ خانقاہوں سے نکل ہے ایوان تک پہنچنا ہوگا کیونکہ ملکی حالت بدستور ابتر ہوتی جارہی ہے۔ پاکستان میں بے شمار صوفیائے کرام کی اطاعت گزاری کرنے والے سلسلہ ہیں جن مین چشتی، سہروردی، قادری اور نقشبندی سر فہرست دین

اسلام کی خدمت پر مامور ہیں اور ان سلسلوں کے مریدوں کی تعداد کڑوروں کے لگ بھگ ہے ۔۔ کراچی سے پشاور تک اور کوئٹہ سے آزاد کشمیر تک ان مریدوں کا جال بچھا ہوا ہے اگر یہ دین اسلام اور پاکستان کی سلامتی کیلئے متحد ہو کر ایوان میں پہنچیں اور وہی نظام جو اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ہمیں دیا جسے چاروں خلفائے راشدین نے اپنی ریاست میں اپنایا تو کوئی شک نہیں ہم پوری دنیا کی عظیم طاقتور اور مالدار قوم بن سکتے ہیں کیونکہ اس طرح معاشرتی برائیوں کا خاتمہ، معاشی بدحالی کا خاتمہ، کافروں کی غلامی کا خاتمہ، ظلم و تشدد کا خاتمہ، عدالتوں میں ناانصافی کا خاتمہ، کورٹ کچھری کے چکر کا خاتمہ، ذخیرہ اندوزی کا خاتمہ، پولیس میں بدعنوانی کا خاتمہ، انتظامیہ میں کرپشن کا خاتمہ، فرقوں کے فسادات کا خاتمہ، امیری و غریبی کے فرق کا خاتمہ، اقربہ پروری کا خاتمہ، جھوٹ و فریب کا خاتمہ، غیر متوازن سزا و جزا کا خاتمہ یہ سب کچھ ممکن ہوسکے گا۔ یہ راستہ بہت کٹھن ہے لیکن ناممکن نہیں کیونکہ کافروں نے پاکستان کے سینے میں زہریلے خنجر گاڑ دیئے ہیں اور ان زہریلے خنجروں کو نکالنے کیلئے بہت بڑی قربانی دینی ہوگی، سب سے پہلے انتخابات کا نظام کی درستگی کیلئے آواز بلند کرنی ہوگی تاکہ عوام جسے چاہیں منتخب کرسکیں جس کیلئے جدید خطوط پر اسکیننگ کا نظام رائج کیا جائے، دوسرا احتسابی عمل سخت کرنے کی مہم چلانی ہوگی تاکہ کوئی بھی ریاست پاکستان کی دولت کو ہتھیا نہ سکے۔ آج سے بلکہ ابھی سے خانقاہوں اور دینی مراکز میں کھلے دل سے

ایک مسلمان بن کے اتحاد و یقین کے ساتھ صرف اللہ اور اس کے نبی ﷺ کی رضا کے خاطر اس وطن عزیز پاکستان کو دشمنان پاکستان کے ناپاک ارادوں سے محفوظ کرنے کیلئے اپنی صفوں میں چھپے دشمنوں کو بلا تفریق رنگ و نسل و زبان سے انہیں عیاں کرکے مار بھگانا ہے تاکہ وہ ہمارے معاشرے میں نہ گھس سکیں اور معصوم جانوں پر خودکش حملہ نہ کر سکیں اس کے علاوہ عیاں کرنا ہوگا تاکہ ہر شہری سکھ کا سانس لے سکے ۔اے اللہ ان خانقاہوں مین بسنے والے اولیاء اور صوفیاء سے ریاست پاکستان کی بھلائی کیلئے کام لے لے اور ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم ان کی قدر کرتے ہوئے دین اسلام اور پاکستان کی فلاح و بہبود مین اپنا اپنا حصہ ڈال سکیں آمین۔

آزادی صحافت پر حملے

پاکستان میں ذرائع ابلاغ کا کردار مخصوص دائرے تک ہی محدود رہا لیکن قومی کردار کی تعمیر، تہذیبی و اخلاقی اقدار کی پاسداری اور اصلاح احوال سے کبھی غفلت نہیں برتی گئی لیکن اکیسویں صدی کے آغاز پر پاکستان میں جیسے ہی نجی ٹی وی چینلوں کے آغاز کے ساتھ ہی جو ابلاغی انقلاب برپا ہوا اس نے ملک کو سماجی، معاشرتی، سیاسی، معاشی اور نظریاتی جڑوں کو اور مضبوط بنا ڈالا ہے۔ جدید دور میں عوام کی سوچ و فکر پر گہرا اثر مرتب کرنے والا میڈیا اب پاکستان میں ایک ایسی دو دھاری تلوار ثابت ہو رہا ہے جو اپنے ملک کی نظریاتی، اخلاقی و حقیقی سرحدوں کو بلند بام پہنچا رہا ہے۔ ہر دور حکومت میں صحافیوں کو کبھی خریدنے اور کبھی جھکنے پر مجبور کیا جاتا رہا ہے مانا کہ قلیل تعداد میں ایسے بھی صحافی رہے ہیں جنھوں نے اس شعبہ کیلئے کلنک کا کام کیا ہے مگر کثیر تعداد ایسی ہے جو مشکل وقت میں بھی سچائی اور حقیقت سے دور نہیں ہوتے ،انہیں اسی ثابت قدمی کی کئی سزائیں بھی بھگتنی پڑتی ہیں ۔اصل میں کسی بھی ریاست کی حفاظت کے دو سپہ سالار ہوتے ہیں ایک وہ جو ریاست کے باہر بارڈر پر دشمن کے نقل و حمل پر نظر رکھے ہوئے ہوتا ہے تو دوسرا وہ جو ریاست کے اندر پنپنے والی ملک دشمن سازشیں کو عیاں کرتا ہے

اپنے قلم اور بیان سے۔اب تو شوشل میڈیا یعنی انٹرنیٹ، ایس ایم ایس اور موبائل سے میں بھی خبر کی تقسیم کی جاتی ہیں لیکن ان سب میں، سب سے طاقتور الیکٹرونک میڈیا ہے۔پاکستان میں باقاعدہ نجی سطح پر سٹیلائٹ ٹیلیویژن چینل اے آر وائی تھا اس سے قبل این ٹی ایم یا ایس ٹی این کچھ وقت کیلئے آن ایئر ہوئے تھے لیکن وہ بڑے لیول یعنی باقاعدہ خودمختار سٹیلائٹ چینل نہیں رہے۔اسی لیئے یہ بات واضع ہے کہ اے آر وائی ہی پاکستان کا سب سے پہلا اور بڑا سٹیلائٹ چینل ہے، اس کے بعد جیو اور پھر رفتہ رفتہ دیگر نجی چینلز آتے رہے اور آتے رہیں گے۔پرویز مشرف کا میڈیا پر یہ احسان ہے کہ اس نے میڈیا کے لائسنس کی اجازت دی اور اس عمل سے نہ صرف الیکٹرونک میڈیا کا میدان پھیلا بلکہ پرنٹ میڈیا میں بھی کئی اخبارات آئے اور ریڈیو کی دنیا میں نئی کہکشاں پھوٹیں جن میں ایف ایم کی بھرمار ہو گئی۔یہ بھی حقیقت ہے کہ پرویز شرف نے اپنے دور حکومت میں جیو اور اے آر وائی نیٹ ورک کے چند چینل پر پیمرا کے ذریعے پابند سلاسل کر دیا لیکن پھر جلد ہی پابندی اٹھالی۔اس کی کئی وجوہات ہیں جس کی بحث یہاں ضروری نہیں۔بحر حال آج کے میڈیا کے صحافی اپنے فرائض منصبی کو اچھی طرح سمجھتے ہوئے اور اسے عبادت جانتے ہوئے خدمت پر مامور ہیں لیکن کچھ مفاد پرست، طاقور قوتیں میڈیا سے تعلق رکھنے والوں جن میں صحافی اور مالکان شامل ہیں انہیں خریدنے، گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، یہ بھول جاتے ہیں کہ صحافی اور میڈیا کے مالکان نہ بکنے والے لوگ ہیں نہ ڈرنے

والے ان کا تو صرف ایک مقصد حیات ہوتا ہے ایک وطن عزیز کی خدمت دور سرا عوام الناس کی خدمت۔۔ صحافی حضرات اور مالکان کا یہ عمل انہیں پسند نہیں ایسی سچائی اور خلوص کی قیمت جہاں صحافی ادا کرتا ہے وہیں ان کے مالکان بھاری قیمت ادا کرتے ہیں ، حکومت ہو یا دیگر با اختیار لوگ۔۔ سب جانتے ہیں کہ یہ دور جدید کمپیوٹرائز دور ہے جہاں پل بھر میں خبر کہاں کی کہاں پہنچ جاتی ہے یہ دور الیکٹرونک دور ہے اس میں حقائق کو چھپایا نہیں جاسکتا۔رپورٹرز، ایڈیٹرز اور اینکرز حضرات صحافتی دشمنوں کا خاص نشانے پر رہتے ہیں ،ان میں رپورٹرز فیلڈ میں اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کررہے ہوتے ہیں تو ڈیسک یعنی سینٹرل کنٹرول میں ایڈیٹر اپنی خدمات میں جھتے رہتے ہیں تیسری جانب الیکٹرونک میڈیا میں اینکر حالات حاضرہ کی وضاحت اور ریاستی ذمہ داران سے پوچھ گچھ کرتے ہیں کہ آخر حقائق کیا ہیں؟؟ظاہر ہے ان میں ایسے بھی ریاستی عہدوں پر ہونگے جو ریاست میں بدامنی کے اصل ذمہ دار ہوں تو یہ کیسے ممکن کہ وہ اپنی غلطی تسلیم کریں بلکہ ان کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے کہ جبر و دھمکیوں سے کام نکال لیا جائے یا پھر راستہ سے ہٹھا دیا جائے ۔۔۔ صحافیوں کے حقوق کی ایک عالمی تنظیم نے کہا ہے کہ پاکستان میں صحافیوں کے خلاف تشدد، یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ ان کی ٹارگٹ کلنگ تک کے خلاف کوئی سرکاری کاروائی نہیں ہوتی،حکومت کی طرف سے صحافیوں کے خلاف تشدد پر ایکشن نہ لینے کی وجہ سے گزشتہ پانچ برس میں صحافت سے منسلک افراد کے لیے حالات زیادہ خراب ہوئے

ہیں، اگر حکومت صحافیوں کو درپیش خطرات کو کم کرنے میں ناکام رہی تو ملک میں جمہوری عمل کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ عالمی ادارہ برائے تحفظ نیوز یعنی آئی این ایس آئی کی رپورٹ کے مطابق رواں سال کے چند ماہ میں پاکستان پانچ صحافیوں کی ہلاکت کے ساتھ دنیا کا تیسرا خطرناک ترین ملک بن گیا ہے، حالیہ سالوں میں پاکستان مسلسل اس فہرست میں اوپر ہی نظر آ رہا ہے، پاکستان میں صحافی سیاسی گروہوں کے درمیان کشمکش یا پھر سیکورٹی فورسز اور شدت پسندوں کے درمیان لڑائی کی نظر ہو جاتے ہیں۔ پاکستان میں چار صحافی بم دھماکوں میں ہلاک ہوئے، یہ صحافی بم دھماکے کے بعد واقعہ کی رپورٹنگ کے دوران دوسرے دھماکے کی زد میں آ گئے تھے۔ جب سے نجی چینل کا سلسلہ بڑھا ہے اور صحافت کو آزاد جگہ میسر آئی ہے تب سے صحافیوں اور میڈیا پرسن کا مارگٹ کلنگ اور تشدد بڑھ گیا ہے کیونکہ نجی چینلز اخلاقی ضابطوں کے علاوہ آزاد ہوتے ہیں اور وہ حقیقت کو بیان اور دکھا سکتے ہیں یہی ملک کے ناپسندیدہ لوگوں کو اچھی نہیں لگتی۔ اے آر وائی، جیو، ٹی وی ون، سما، ڈان، آج، دنیا، ایکسپریس کون سا ایسا چینل ہے جس کے صحافی اور میڈیا پرسن ریاستی دہشت گردی کا نشانہ نہ بنا ہو اس کے علاوہ پرنٹ میڈیا سے تعلق رکھنے والی صحفای شخصیات بھی اسی قدر دباؤ کا شکار رہی ہیں۔

گزشتہ دنوں بلوچستان حکومت کے جانب سے اے آر وائی کے سی ای او سلمان اقبال، سینئر ایگزیکیٹو پروڈیوسر اویس یوحید، کوئٹہ کے بیورو چیف شاہد رند، اسلام آباد کے بیورو چیف صابر شاکر کے خلاف مقدمہ دائر کیا، جس

کی پورے ملک کے چپہ چپہ شہر شہر یں صحافتی بھائیوں، تنظیمی عہدیداروں، سیاسی لیڈروں، سماجی، مذہبی، تجارتی، نوکر شاہی اور شعبہ ہائے زندگی کی دیگر شخصیات نے اس مقدمہ پر شدید مذمت کا اظہار کیا۔اے آر وائی نیوز پر ہونے والا مقدمہ آزادی صحافت پر قدغن لگانے کے مترادف ہے کیونکہ قائد اعظم ریذیڈنسی پر حملے کے حقائق دکھانے کی سزا اے آر وائی نیوز کو دی گئی ہے، جو کام ریاست کا تھا اے آر وائی نے کیا، جسے اس کی سزا دی گئی، وہ حکومت جو قائد اعظم ریذیڈنسی کو نہ بچا سکی وہ اے آر وائی پر مقدمہ درج کرکے دہشت گردوں کو بچا رہی ہے، قائد اعظم کا دہشت گرد ہمارا دہشت گرد ہے، بلوچستان حکومت دہشت گردی پر قابو پانے میں ناکام ہو چکی ہے، حقائق چھپانے کے لیے اے آر وائی نیوز پر مقدمہ درج کیا ہے،آزادی صحافت اور اظہار پر پابندی غیر جمہوری عمل ہے، اے آر وائی نیوز پر مقدمہ ریاستی دہشت گردی ہے، آزادی صحافت پر بلوچستان حکومت کا وار غیر جمہوری، غیر آئینی اور غیر اخلاقی ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ اے آر وائی نیوز کا کردار جذبہ حب الوطنی بیدار کرنے میں صف اول کا ہے، بلوچستان حکومت انتقامی کارروائی سے پیش آرہی ہے،ظالموں کے خلاف حق بات کہنا جہاد ہے، یقینا اے آر وائی کیخلاف سازشیں کامیاب نہیں ہوں گی۔

کراچی بھنور میں

کراچی منی پاکستان ہے یہ تجارتی و اقتصادی شہر ہے ، پاکستان اٹھانوے فیصد ٹیکس ادا کرنے والا شہر ہے ، یہاں کی آبادی لگ بھگ دو کڑور سے تجاوز کر گئی ہے، یہ صوبہ سندھ پاکستان مین واقع ہے جہاں سب سے زیادہ اکثریت ہجرت کرنے والے اردو بولنے والوں کی ہے۔ قیام پاکستان کے وقت یہ شہر ایک گاوں کی صورت میں تھا جسے بھارت سے آنے والے لوگوں نے اسے آباد کرکے ہر شعبہ میں ترقی کی وقت کے ساتھ ساتھ تجارت اور اقتصادیات کی بہتری نے اسے پروان چڑھایا، اس حقیقت کو تسلیم نہ کرنا سراسر ظلم اور نا انصافی ہوگی، قائد اعظم محمد علی جناح اور لیاقت علی خان کے بعد ہونے والی ریاستی سازشوں نے اس شہر کو بھی نہیں چھوڑا اور جب یہ شہر ترقی و تمدنی کی کامرانی و کامیابی کی جانب چل نکلا تو کہیں وزیر اعظم تو کہیں صدور نے تعصب برتے ہوئے اس شہر میں تمام قانون کو بالائے طاق رکھے ہوئے اپنے من پسند لوگوں کی نو آبادیاں کرانا شروع کردیں اور مختلف شعبوں پر قابض ہونا شروع کردیا، ہجرت یافتہ لوگوں کی بڑی تعداد پڑھی لکھی اور ہنر مند تھی اسی لیئے وہ زور زبردستی ،لڑائی جھگڑے سے اجتناب کرتے تھے اُن کی سادگی اور شرافت سے مکمل طور پر حکمرانوں نے فائدہ اٹھایا۔ انہی حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور

تعصبانہ رویئے کی بناء پر پاکستان اپنے ایک وجود مشرقی پاکستان سے ہاتھ دھو گیا۔ لیکن ہمارے حکمرانوں کو پھر بھی خیال نہ آیا۔انھوں نے بلوچستان کے ساتھ بھی نا انصافی کا عمل جاری رکھا اور ان کے حقوق کا استحصال کیا، یہ سلسلہ ایسا بڑھا کہ آج ملک پاکستان کے تمام صوبے نفرت، عصبیت، ظلم و تشدد، اقربہ پروری کی بھنٹ چڑھے ہوئے ہیں، ان حالات سے ہمارے دشمن ملک پوری طرح استفادہ کر رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اب دشمنانان پاکستان ،پاکستان کے حساس اداروں کے ذمہ داروں کو دہشتگردی کانشانہ با آسانی کر ڈالتے ہیں ،اس کے علاوہ مذہبی تفرقہ اس قدر بڑھا دیا گیا ہے کہ اب نہ مساجد محفوظ ہیں نہ مزارات اور نہ امام بارگاہ۔۔۔کیا اسی لیئے پاکستان کا قیام آیا تھا؟؟حالیہ دنوں میں کراچی کی سب سے بڑی منتخب سیاسی جماعت نے کراچی کے امن کیلیئے فوج کی مدد کو طلب کرنے کی حکومت اور ایوان سے درخواست کی ہے۔لندن سے ایک بیانہ میں ایم کیوایم کے قائد الطاف حسین کا کہنا ہے کہ وزیراعظم نواز شریف کراچی کے انسانوں کی جان ومال کے تحفظ اور تاجر برادری کے کاروبار کو تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے کراچی کے انتظام کو فوج کے حوالے کریں،لندن سے جاری پیغام میں متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کا کہنا تھا کہ اپنے گھروں کو واپس آنے والے کچھی برادری کے خاندانوں پر جدید ترین اسلحہ سے فائرنگ، حملے اور دھماکے کرکے واپس پہنچنے کی ان کی خوشیوں کو خاک میں ملا دیا گیا ہے، سندھ حکومت

اور کراچی کی انتظامیہ ، پولیس اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اس تمام تر کھلی دہشت گردی کو رکوانے میں نہ صرف ناکام ہیں بلکہ اس شورش زدہ علاقے سے اس طرح غائب ہیں کہ جیسے پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا سرے سے کراچی میں کوئی وجود ہی نہیں، حکومت سندھ کراچی کے عوام اور تاجروں کو لیاری میں گینگ وار کے دہشت گردوں اور بھتہ کی پرچیاں دینے والوں سے نجات دلانے میں مکمل طور پر ناکام ہوچکی ہے،انہوں نے کہا کہ اب کراچی کے نہتے اور مظلوم عوام اور تاجر برادری صرف فوج کی طرف آخری امید کی نگاہ لگائے بیٹھے ہیں، وزیراعظم نواز شریف کراچی کے انسانوں کی جان ومال کے تحفظ اور تاجر برادری کے کاروبار کو تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے کراچی کے انتظام کو فوج کے حوالے کریں،انھوں نے کہا کہ کراچی کی صورتحال بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے۔ کراچی کی بدامنی کے بارے میں وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار نے کہا کہ بدامنی کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے اس کیلئے سیاسی عینک اتارنی ہوگیاور وزیراعلیٰ سندھ کو کیپٹن بناپڑیگاپھر رینجرز ان کے کنٹرول میں ہو گی انھوں نے کہا کہ ٹارگٹ کلرز اور بھتہ خور مارکٹ ہو چکے ہیں ضرورت بس کارروائی کی ہے، وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار نے کہا کہ کراچی کی صورتحال بد سے بدترین ہوتی جارہی ہے، کراچی موجودہ صورتحال کا متحمل نہیں ہوسکتا،حالات میں بہتری کے لئے ،شفافیت کی ضرورت ہے، کراچی پاکستان کا صنعتی اور تجارتی مرکز ہے

آئین کے تحت امن وامان صوبائی مسئلہ ہے، حالات میں بہتری لانا مشکل ضرور ہے ناممکن نہیں، سندھ حکومت کو یقین دلاتا ہوں، رینجرز ان کی کمانڈ میں ہوگی، کراچی کی صورتحال کو سیاست کی نظر نہیں کیا، کراچی کی صورتحال سیاسی بیانات سے ٹھیک نہیں ہوگی، کراچی میں بہتری کیلئے سیاسی مفادات سے بالاتر ہو کر کام کرنا ہوگا، پورے کراچی نہیں صرف ٹارگٹڈ آپریشن کی ضرورت ہے، ٹارگٹڈ آپریشن کا سربراہ وزیراعلیٰ سندھ ہوگا، سیکڑوں ملزمان گرفتار ہوئے، پولیس یا عدالتوں نے چھوڑ دیا، کراچی کے مسئلے کو سیاسی عینک اتار کر دیکھنے کی ضرورت ہے، جماعتیں اور سیاسی مفادات بچاتے رہے تو کراچی ٹھیک نہیں ہوگا، کراچی میں فوج بلانے کی حمایت یا مخالفت نہیں کرتا، کراچی کے معاملات کو بڑے ٹھنڈے انداز میں ہینڈل کرنا ہے، تمام حالات اور محرکات کو سامنے رکھ کر فیصلے کرنا ہوں گے، فوج مشکل ترین حالات میں کام کر رہی ہے، حالات یہی رہے تو کراچی کو بہت سنگین خطرات لاحق ہیں، کراچی کو سنگین خطرات لاحق ہیں، وضاحت بھی نہیں کر سکتا، وفاق مدد اور صوبہ ٹارگٹڈ آپریشن کی قیادت کرے گا، کراچی میں مکمل طور پر غیر سیاسی آپریشن کیا جائے گا، اتفاق رائے کے بعد جہاں قانون شکن ہونگے انکی خبر لیں گے، کراچی میں آپریشن کا فیصلہ کابینہ اجلاس میں ہوگا، سندھ کے معاملات سیاسی بیانات سے ٹھیک نہیں ہوں گے، ہم دو آپریشن کر چکے ہیں ان سے سبق سیکھا ہے۔ کراچی کی بدامنی کے سلسلے میں چیف جسٹس نے پچھلی حکومت میں کئی بار اسی سندھ حکومت کو شوکاز نوٹس بھی دیئے

تھے ۔چیف جسٹس نے کراچی کی بد امنی کے بارے میں سیکیورٹی حکام، اٹارنی جنرل اور حکومت سندھ سے جواب طلبی کی اس سلسلے میں چیف جسٹس نے جو ریمارکس پاس کیئے وہ یہ تھے ۔ لاشیں کراچی سے ملنا الارمنگ سچویشن ہے،لاشیں پھینکنے والے ملک اور صوبے کی خدمت نہیں کر رہے۔ کراچی کی بد امنی کے حوالے سے اے این پی کا موقف بھی ایم کیو ایم کے ساتھ ہے۔ سینیٹر شاہی سید کا کہنا ہے کہ کراچی میں قیام امن کے لیے ہر اقدام کی غیر مشروط حمایت کریں گے شہر میں قیام امن کے لیے اعلانات سے زیادہ اقدامات کی ضرورت ہے، شہر پر گزشتہ کئی دہائیوں سے دہشت گردوں کا راج ہے جہاں کوئی اپنا مذہبی یا قومی فریضہ اپنی مرضی سے ادا نہیں کر سکتا،انھوں نے کہا کہ چوہدری نثار کے کراچی کی بدترین صورت حال اور مستقبل کے حوالے سے خدشات کے بیان سے اتفاق کرتے ہیں، مصلحت پسندی کی وجہ سے نوبت یہاں رک پہنچ چکی ہے دہشت گردوں کی پشت بان قوتوں کو بے نقاب کرنا ہوگا، شہر کی موجودہ صورت حال نا قابل تصور حد تک انتہائی سنگین ہوچکی ہے ہمیں جماعتی مفادات سے بالاتر ہو کر سوچنا ہوگا اور صدر اے این پی سندھ کا کہنا ہے آنکھوں میں دھول جھونکنے کا وقت گزر چکا ہے خدارا کسی قومی سانحہ کے رونماء ہونے کا انتظار کرنے سے پہلے کراچی پر رحم کیا جائے ۔ایم کیو ایم کے ذمہ دار فاروق ستار کا قومی اسمبلی میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ کراچی میں لوگوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے، صوبائی حکومت کی ناکامی ہے،پولیس ہشتگردوں کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہو چکی ہے،اس معاملے کو

وفاقی اور صوبائی حکومت کے درمیان فٹ بال نہ بنایا جائے، ایم کیو ایم نے قومی اسمبلی میں کراچی کو فوج کے حوالے کرنے کا مطالبہ کر دیا ہے یہ غیر سیاسی اور غیر جمہوری مطالبہ ہے مگر عوام کی جان عزیز ہے، فاروق ستار کا قومی اسمبلی میں اظہار خیال کے جواب میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ذمہ دار خورشید شاہ نے کہا کہ ایم کیو ایم نے کراچی میں فوج طلب کرنے کا مطالبہ کرکے جمہوریت اور سیاست کو تھپڑ مارا ہے، ایم کیو ایم پہلے گورنر کا عہدہ تو چھوڑے، فوج طلب کرنے کا مطالبہ سازش لگتی ہے، غیر جمہوری مطالبہ سیاسی بلنڈر ہے، بلوچستان، خیبر پختونخوا کے حالات خراب ہیں پھر وہاں بھی فوج طلب کرنا ہوگی، غیر جمہوری مطالبے پر بیٹھ کر فیصلہ کرنا ہوگا۔ کراچی کی بدامنی پر تحریک انصاف کے ذمہ دار شاہ محمود قریشی نے بھی گورنر سندھ مستعفی ہونے کا مطالبہ کر دیا، کراچی کے حالات اتنے ہی خراب ہیں تو گورنر سندھ مستعفی ہو جائیں، کراچی تنظیمی کمیٹی کے انچارج ڈاکٹر ندیم احسان نے کہا کہ عمران خان خود کل تک کراچی میں فوج کے ذریعے ووٹرز لسٹوں کی چیکنگ کرانے اور کراچی میں فوج کی نگرانی میں انتخابات کرانے کے مطالبے کرتے رہے ہیں، تحریک انصاف خود ایک فوجی جنرل کی مرہون منت ہے، قائد تحریک الطاف حسین نے کراچی کے شہریوں اور تاجروں کی جان ومال کو تحفظ فراہم کرنے اور امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنانے کیلئے فوج بلانے کا مطالبہ کیا ہے تو تحریک انصاف کو آگ لگ رہی ہے، تحریک انصاف کو کراچی کے عوام کی جان ومال اور ان کے مسائل سے کوئی

ہمدردی نہیں ، خواجہ اظہار الحسن کا کہنا ہے کہ کراچی یا ملک کے کسی بھی حصہ میں امن کے قیام کا مطالبہ آخر کس طرح غیر جمہوری قرار دیا جاسکتا ہے ؟کیا اپنے گزشتہ دور حکومت میں پی پی پی نے قبائلی علاقوں میں فوج کو فٹ بال میچز کھیلنے کیلئے طلب کیا تھا؟ سندھ حکومت لیاری میں امن وامان بحالی میں بری طرح ناکام ہوچکی ہے، لیاری سے کچھی برادری کے ہزاروں خاندانوں کی جبری بیدخلی اور ان کی قتل وغارتگری کیا صوبائی حکومت کی کھلی ناکامی نہیں ہے ؟ ایم کیوایم کے مطالبہ کو تنقید کا نشانہ بنانے والے تاجر برادری کے اخباری اشتہارات کا کیا جواب دیں گے جن میں سندھ حکومت کو گمشدہ قرار دیا گیا ہے۔۔الطاف حسین کے بعد رابطہ کمیٹی نے بھی کراچی میں فوج بلانے کا مطالبہ کردیا ،لیاری گینگ وار کے دہشت گردوں سے عوام وتاجر تنگ آچکے ہیں ، عوام اور تاجروں کو تحفظ فراہم کرنے میں انتظامیہ ناکام ہوچکی ہے ،لیاری میں روزانہ حالات خراب ہوتے ہیں لیکن کوئی ایکشن نہیں لیا جارہا،لیاری میں مسلح دہشت گردوں نے دہشت کا بازار گرم کر رکھا ہے ، سید سردار احمد نے کہا کہ کراچی میں امن وامان پر بحث کیلئے درخواست جمع کرادی ہے،امن وامان صورتحال کو کنٹرول کرنے کیلئے حکومت ناکام ہوچکی ہے،انسانی جان واموال کی اہمیت سب سے زیادہ ہے،درخواست جمع کرانے کا مقصد حکومت امن وامان کے حوالے اپنی پوزیشن واضح کرے ،حکومت اپنی زمہ داریاں پورے کرنے میں ناکام نظر آتی ہے،ایم کیوایم کے رہنما واسع جلیل نے کراچی بدامنی پر ایم کیوایم کا

موقف بیان کرتے ہوئے کہا کہ وزیر داخلہ کی پریس الطاف حسین کی وزیراعظم کواپیل کا رد عمل سمجھتے ہیں، ایم کیوایم کراچی میں غیر سیاسی بنیاد پر ٹارگٹڈ آپریشن کی حمایت کرتی ہے،ایم کیوایم نے دہشتگرد عناصر کی نشاندہی کی جن پر قابو پا کر کراچی میں امن بحال ہو سکتا ہے،الطاف حسین نے نواز شریف سے فوج بلانے کا مطالبہ شہر میں امن وامان کی صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا۔ دوسری جانب ترجمان بزنس ایکشن کمیٹی افتخار رضوی نے کہا کہ لطاف حسین کے فوج بلانے کے بیان کی حمایت کرتے ہیں اس کے علاوہ علمائے کرام نے بھی کراچی کی بد امنی کے حوالے سے اپنے خدشات پیش کیئے ۔انھوں نے کہا کہ شہر قائد کا ہر طبقہ الطاف حسین کے فوج کے مطالبے کی ہامیت کرتا ہے عوام کو جمہوریت یا عامریت سے سروکار نہیں وہ اپنا تحفظ چاہتے ہیں ،صوبائی حکومت اور قانون نافذ کرنے والے ادارے مصلحتوں کا شکار ہیں وفاقی حکومت نے کراچی کے حالات پر مجرمانہ خاموشی اختیار کی ہوئی ہے ،شہر میں بے گناہوں کا قتل عام بھتہ خوری اور بدامنی عروج پر ہے ،اس صورتحال میں پاک فوج ہی ہے جس سے عوام تحفظ کی اپیل کرتے ہیں ،سیاسی جماعتیں الطاف حسین پر تنقید کرنے کے بجائے انکے مطالبے پر سنجیدگی سے غور کریں۔ کراچی میں بد امنی اور اغوا کے سلسلے میں سندھ ہائی کورٹ کے حکم پر لاپتہ افراد کے معاملات کی مانیٹرنگ کیلئے اعلیٰ سطحی کمیشن تشکیل پایا جس کی نگرانی اٹارنی جنرل اور ڈپٹی

اٹارنی جنرل محمد فاروق ایڈووکیٹ کریں گے، بیرسٹر صلاح الدین عدالتی معاون کی حیثیت سے کمیشن کے رکن ہوں گے جبکہ کمیشن کا پہلا اجلاس اٹھائیس اگست کو سندھ ہائی کورٹ میں ہوگا۔ جسٹس گلزار کے مطابق کراچی کے حالات میں کوئی بہتری نظر نہیں آتی، جبکہ عدالت نے ڈی جی رینجرز کو بھی طلب کر لیا، جسٹس گلزار نے سیکیورٹی افسران سے مخاطب ہو کر کہا آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ پولیس اور سیکیورٹی نافذ کرنیوالے دارے بھی محفوظ نہیں، کراچی کی چورنگیوں پر ریڈ لائیٹ جلتے ہی شہریوں کیلئے ریڈ زون شروع ہو جاتا ہے، چیف جسٹس نے رینجرز سے جواب طلبی کے موقع پر اظہار برہمی کیا انھوں نے کہا کہ معلوم نہیں ایسا کون طاقتور آدمی ہے جو رینجرز اور پولیس کو کام کرنے سے روک رہا ہے، پولیس کے اعلی افسران کو بغیر پروٹوکول کے شہر میں کام کرنا چاھیئے،، شہر میں امن وامان کو برقرار رکھنے کیلئے آپ نے کیا اقدامات کیے، جوڑیا بازار، چاکیواڑہ، لی مارکیٹ میں آپ کیساتھ جانے کو تیار ہیں، ہم اس طرح آپ کو نہیں چھوڑینگے، کراچی میں 1985 کے بعد سے اب تک خون بہہ رہا ہے، آئی جی سندھ اور ڈی جی رینجرز آپ ہمیں بتائیں کہ کیوں ناکام ہوگئے، یہ بتائے کہ کتنے کیسز ایسے ہیں جس میں گواہ پیش ہوئے اور سزائیں نہیں ہوئیں، پراسیکیوٹر جنرل سندھ شہادت اعوان آپ کی ذمہ داری ہے چالان تیار کرنا، ہم یہاں وقت ضائع کرنے نہیں آئے آئین و قانون کی بالادستی قائم کرنے کی قسم کھائی ہے، عدالت نے ایک مہینے کی ٹارگٹ کلنگ اور بھتہ خوری سے متعلق رپورٹ

طلب کر لی۔ڈی جی رینجرز نے چیف جسٹس کو وضاحت دیتے ہوئے کہا کہ سیاسی جماعتوں کے ورکرز زمانتوں پر رہا ہو جاتے ہیں، رینجرز کے پاس صرف گرفتار کرنے کے اختیارات ہیں، آخری دس مہینوں میں 28 رینجرز اہلکار جاں بحق ہوئے، جب تک سزائیں نہیں ہونگی جرائم ختم نہیں ہونگے۔بحر حال کراچی کی بد امنی کے سلسلے میں کبھی سیاستدان ایجنسیوں رینجرزاور پولیس پر مورد الزام ٹھہراتی ہے تو کبھی ایجنسیاں، رینجرز اور پولیس سیاستدانوں پر۔ یہ الزام در الزام کا سلسلہ عرصہ سے چلا آ رہا ہے ان سب میں ہر کوئی اپنے مفادات کا تحافظ کا اہتمام کرتا ہے چاہے ملک ہو یا شہر اُسے نہیں پرواہ،جب تک تمام ادارے تمام ایجنسیاں، انتظامیہ، بیوروکریٹس اور تمام سیاستدان یہ نہیں ٹھان لیتے کہ یکجا ہو کر خالصتا ملک و قوم کی بلا تفریق خدمت کریں گے اور آئین پاکستان کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے اختلافات کو بھلائیں گے تو شائد یہ پاکستان کو اس سلگتے ہوئے بھنور سے نجات دلا سکتے ہیں اس کیلئے تمام پاکستانیوں کی بلا تفریق رنگ و نسل، قبیلہ و مرتبہ منصفانہ حقوق کی تقسیم ہی ایسے ابتر حالات سے چھٹکارہ دلا سکتے ہیں پھر نہ جیئے سندھ کی آواز کی اہمیت ہوگی اور نہ آزاد بلوچستان کا نعرہ ہوگا اور نہ ہی مہاجروں کا استحصال۔۔۔ کراچی اور پاکستان کو بھنور سے نکالنے کا واحد حل آئین پاکستان میں قانون کا درج ہونا ناگزیر ہے جو عوام میں منصافہ حقوق کی تقسیم ہواور اہلیت کو سیاست پر فوقیت حاصل ہو، اس وطن عزیز پاکستان میں مذہبی جذبات و احساسات کو ابھارنے اور

گمراہ کن بیانات پر پابندی کو قانونی شکل دینے کی ضرورت ہے تاکہ مذہبی نفرتوں کا سمندر خشک ہوجائے اور کراچی سمیت پورا ملک خوشحالی کی جانب گامزن ہوجائے اگر اب بھی وقت ضائع کیا اور سیاسی جماعتوں نے آپس کی چپکلش کا ختم نہ کیا تو پاکستان اور عوام ناقابل فراموش نقصان سے دوچار ہوسکتا ہے۔کاش ہماری عوام میں سیاسی شعور بیدار ہوجائے، اے کاش ہماری عدالتیں فی الفور فیصلے پر قادر ہوجائیں، اے کاش ہماری انتظامیہ ایجنسیاں کی بروقت اطلاع پر تیار ہوجائے، اے کاش ہمارے تاجر حرص دولت کی لالچ میں ہوشربا مہنگائی سے باز آجائیں، اے کاش ہمارے نوکر شاہی طبقہ رشوت اور بخشش کی لعنت سے باز آجائیں، اے کاش ہمارے مذہبی سیاستدان دین کو سیاست کی بھینٹ نہ چڑھائیں، اے کاش ہمارے سیاستدان سچ اور حق پر عملی اپنا کر حق کے ترجمان بن جائیں، اے کاش الیکشن کمیشن انتخابات کے نظام کو جدید کمپیوٹرائز اسکینگ پر لے آئے، اے کاش ہمارے تدریس گاہوں سے سیاست کا خاتمہ ہوجائے، اے کاش ہمارے نوجوان حصول علم کے متلاشی بن جائیں، اے کاش اس وطن پاک کا اک اک بچہ خواندہ بن جائے، اے کاش ترقی کا پہیہ اس وطن میں تیزی سے رواں دواں ہوجائے، اے کاش ٹارگٹ کلنگ، دہشت گردی، بم بلاسٹ، خود کش حملے، جرائم کے اڈے، فحاشی کے اڈے اور شراب، جوا، بھنگ، سیشہ، افیون، ہیروئن کا مکمل جڑ سے خاتمہ ہوجائے، اے کاش اس وطن عزیز پاکستان اور بل الخصوص کراچی کو معاشرتی، معاشی واقتصادی، سیاسی، مذہبی ہر نفرت کے بھنور سے نکال باہر کردے۔آمین ثما آمین

پاک فوج کو خراج تحسین۔۔۔

ہمیں دنیا عالم میں پاکستان کے امیج کو ایک ایسے اسلامی جمہوری مملکت کو عملی طور پر پیش کرنا ہے جس میں تمام مکتبہ فکر کے لوگوں کو مساوی حقوق میسر ہوں۔ ہماری پاک فوج دنیا کی بہترین افواج میں سے ہے جس پر ملک و قوم بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔آزمائش کے ہر گھڑی میں پاک فوج کے افسروں اور جوانوں نے اپنے لہو سے ایسی عظیم داستانیں رقم کی ہیں جو ہمیشہ زندہ جاوید اور تابندہ رہیں گی۔ ۔دنیا کی عسکری تاریخ گواہ ہے کہ انیس سو پینسٹھ کی جنگ میں میجر شفقت بلوچ کی قیادت میں ایک سو دس جوانوں نے ٹینکوں اور توپوں سے لیس بھارتی فوج کے پورے بریگیڈ کی یلغار کو نہ صرف دس گھنٹے تک روکا بلکہ اپنی جانوں کی پروانہ کرتے ہوئے بھارتی فوج پر ایسے کاری زخم لگائے کہ پھر وہ زخم کبھی نہ بھر سکے ۔میدان جنگ میں تعداد اور اسلحی برتری کارگر ثابت نہیں ہوتی بلکہ جذبہ جہاد اور وطن پر قربان ہونے کا عزم ہی کام آتا ہے آج بھی جب معرکہ کارگل کا ذکر آتا ہے تو پاک فوج کے افسروں اور جوانوں کی جرات اور بہادری کا ذکر ہمارے خون کو گرما دیتا ہے۔پاک فوج دنیا کی بہترین پیشہ ورانہ فوج ہے اور پاک فوج کے بارے میں دنیا بھر کے فوجی کمانڈروں کا یہ اعتراف اس بات کا ثبوت ہے کہ جنگیں اسلحے سے نہیں جذبوں سے لڑی جاتی ہیں۔ مالی مراعات کی بجائے ہر افسر اور

جوان وطن عزیز کی حفاظت کے لئے مر مٹنے کا جذبہ اپنے دل میں لے کر پاک فوج میں شامل ہوتا ہے۔پاک فوج ملک کے خلاف کسی بھی فوجی جارحیت کو ناکام بنانے کے لیے مکمل طور پر تیار ہے' عزم نو مشقیں مستقبل کے چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کے لیے انتہائی اہم ہیں۔پاک فوج بیرونی اور اندرونی ہر دو محاذوں پر اس نے اپنے فرائض کماحقہ سرانجام دیے ہیں، یہ پاک فوج کے جوان ہی ہیں جو سیاچن جیسے مشکل کٹھن محاذ پر جہاں ہر قدم پر موت منہ کھولے کھڑی ہے' اپنی جانوں پر کھیل کر ملک و قوم کی حفاظت کر رہے ہیں۔پاک فوج کے جوانوں کے جگ رتوں کے باعث ہی قوم میٹھی نیند سوتی ہے۔آج پاکستان اندرونی اور بیرونی طور پر شدید مشکلات اور خطرات کا شکار ہے۔مشرقی سرحد پر موجود بھارت پاکستان کے خلاف کئی بار جارحیت کا مظاہرہ کر چکا ہے۔کشمیر میں کنٹرول لائن پر اب بھی صورتحال کبھی کبھی کشیدہ ہو جاتی ہے' پاکستان کو اپنی مشرقی سرحد پر بھی ہمہ وقت چاک و چوبند رہنا پڑتا ہے۔پاک فوج ملک کی یک جہتی' اتحاد' سلامتی' خود مختاری اور دفاع کی علامت ہے۔فوج اپنی ذمہ داریوں اور ملک کو درپیش اندرونی اور بیرونی خطرات سے بخوبی آگاہ ہے۔فوج نے دہشتگردی کیخلاف جنگ میں بے شمار قربانیاں دی ہیں۔پاک فوج کے شہداء کی قربانیاں ناقابل فراموش ہیں اور ملک کے دفاع کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے۔فوج نے دہشتگردوں کی کمر توڑ دی ہے اور بہت جلد دہشتگردی کیخلاف جنگ میں کامیابی حاصل کرلیں گے۔پاکستانی قوم اپنی آزادی اور خود مختاری کو کسی

بھی دوسری چیز سے زیادہ اہمیت نہیں دیتی ہے۔ پاک فوج نہ صرف ملکی سرحدوں کی پاسبان ہے بلکہ اندرون ملک میں جب بھی کوئی خطرہ امن و امان کو یقینی بنانے، سیلاب ہو یا زلزلہ تو فوج ہمیشہ آگے آتی ہے۔ فوج نے تعمیراتی اور ترقیاتی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ عوامی حمایت کے بغیر دنیا کی کوئی بھی فوج کسی بھی محاذ پر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ پاکستانی قوم نے ہر مشکل مرحلے میں پاک افواج کی حمایت کی ہے۔ آج پوری قوم کو اپنی فوج پر فخر ہے جو ملک کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے اپنے فرائض باحسن سرانجام دے رہی ہے۔ پاک فوج کے وہ جوان جو میری اور آپ کی حفاظت کے لیے اپنی جان قربان کر رہے ہیں، اگر انہیں پتہ چلے کہ ہمیں ان کی قربانیوں کا علم ہی نہیں، تو وہ کیسا محسوس کریں گے ذرا سوچیئے۔۔۔۔۔؟؟ اللہ تعالیٰ اس فوج کو اور زیادہ طاقتور بنائے اور زیادہ صلاحیت دے۔ آمین ثما آمین۔ پاک فوج کو سلام !! ☆☆☆پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد☆☆☆

نبوت کے جھوٹے دعویدار۔۔۔!!

میں فروری سن دو ہزار آٹھ سے مسلسل کالم تحریر کر رہا ہوں اور میرے کالم اکثر و بیشتر سیاست کے موضوع پر ہوتے ہیں لیکن میرے دل میں بار ہا بار خیال آتا تھا کہ مانا کہ میرا وجود خاک بدتر ہے لیکن میں ایک گناہگار، سیاہ کار ادنہ ترین امت محمدی تو ہوں اور میرا ایمان حب رسول کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتا لیکن میں کیسا امتی ہوں جس نے کائنات کے مالک، دوجہاں کے رحمت اللعالمین، غریبوں کے ملجا، مسکینوں کے ماوا، گناہگاروں کا سہارا، اللہ کے محبوب، آخری الزمان، مولائے کل، ختم الرسل، نور مجسم، حیات النبی، شفیع الامم حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ پر کروڑوں درود و سلام کہ جن کے صدقے اس خاکسار امتی کو شریف دیدار شہر مدینہ اور موجہ اقدس کی زیادت نصیب فرمائے۔ کروڑوں درود و سلام میرے اور آپ کے آخری نبی ﷺ پر جنھوں نے ہم ناشکروں کو اپنی رحمت و محبت سے سرفراز کیا۔ شکر کہ اللہ نے اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ نور خدا ﷺ کی امت سے پیدا کیا جس کی خواہشیں انبیاء کرام نے کی تھیں اور دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے کہ ہمیں تا دم مرگ عشق رسول ﷺ اور ایمان کی حالت میں اٹھائے اور ختم نبوت ﷺ کے سلسلے میں ہم سے کام لے لے، آمین ثما آمین۔اس مضمون کو لکھنے پر اللہ مجھے حمت و طاقت اور توفیق عطا فرمائے کہ اپنے تحریر سے میرے ماں باپ اور میری

جان قربان آخری نبی ﷺ کہ آپ کی شان کو بیان کرنے پر میری گناہگار زبان، ہاتھ قابل نہیں لیکن یہ انہی کا کرم ہے کہ اس موضوع پر تحریر کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ مجھ سے اس تحریر میں نا دانستہ کوئی غلطی ہو جائے تو اللہ اپنے حبیب کے صدقے مجھے معاف فرما دے آمین ۔۔ عقیدہ ختم نبوت کے سلسلے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی مقدس الہامی آخری کتاب قرآن شریف میں فرمایا۔۔ ترجمہ: (لوگو) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں (۱) لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں (۲) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو (خوب) جانتا ہے (سورۃ احزاب آیت نمبر 40)، دوسری آیت اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔۔۔ ترجمہ: ہم نے اس قرآن کو تیری زبان میں بہت ہی آسان کر دیا ہے (۱) کہ تو اس کے ذریعہ سے پرہیزگاروں کو خوشخبری دے اور جھگڑالو (۲) کو ڈرا دے (سورۃ مریم آیت نمبر 97)، جبکہ ختم نبوت کے بارے میں صحیح بخاری کتاب فضائل قرآن و حدیث صفحہ نمبرز
اور صحیح مسلم فضائل قرآن 6990,3286,4550,6100,6101,2952
صفحہ نمبرز 6099,3286,4550,6100,6101 میں لکھا ہے۔۔ زہیر بن حرب، اسحٰق بن ابراہیم، ابن ابی عمرو زہیر اسحاق سفیان بن عیینہ، زہری، حضرت محمد بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مطعم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں محمد ہوں اور میں احمد بھی ہوں اور میں ماحی بھی ہوں یعنی اللہ میری وجہ سے کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں سب لوگوں کو میرے پاؤں پر جمع کیا جائے گا اور میں عاقب ہوں

اور عاقب وہ ہے کہ جس کے بعد کوئی اور نبی نہیں۔ صحیح مسلم کتاب المساجد صفحہ 1162 میں لکھا ہے۔۔ یحییٰ بن ایوب، قتیبہ بن سعید، علی بن حجر، اسمٰعیل ابن جعفر، علاء، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چھ وجوہ سے انبیاء کرام علیہ السلام پر فضیلت دی گئی ہے مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے گئے، رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی، میرے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا اور میرے لئے تمام روئے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ بنا دی گئی اور مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی۔ صحیح مسلم کتاب حج و حدیث صفحہ نمبر 3370 میں لکھا ہے۔اسحاق بن منصور، عیسی بن منذر، محمد بن حرب، حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بن عبدالرحمٰن اور حضرت ابوعبداللہ اغر، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں میں سے ہیں سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ باقی تمام مساجد میں ایک ہزار نمازیں پڑھنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہ السلام میں آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد آخری مسجد ہے۔ حضرت ابوسلمہ اور حضرت ابوعبداللہ کہتے ہیں کہ ہم اس میں کوئی شک نہیں کرتے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی حیثیت سے فرمائی تھی اور ہم اس حدیث کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یقینی طور پر معلوم نہ کرسکے یہاں کہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پاگئے تو ہم اس کو یاد کرنے لگے اور افسوس کرنے لگے کہ اس حدیث کے بارے میں ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بات نہیں کرسکے آگے ہم بات کر لیتے تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث نقل کرکے سنا دیتے ہم اس سلسلہ میں یہ بات کر رہے تھے کہ حضرت عبد اللہ بن ابراہیم بن قارظ ہمارے ساتھ آکر بیٹھ گئے تو ہم نے اس حدیث کے بارے میں ان سے ذکر کیا جو ہم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معلوم کرنی تھی تو حضرت عبد اللہ بن ابراہیم بن قارظ نے ہم سے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں انبیاء علیہ السلام میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد مساجد میں آخری مسجد ہے۔ صحیح مسلم کتاب المناقب صفحہ نمبر 6211 میں لکھ ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ تمیمی، ابو جعفر محمد بن صباح عبید اللہ قواریری سریج بن یونس یونس بن ماجشون ابن صابھ یوسف ابو سلمہ ماجشون محمد بن منکدر سعید بن مسیب حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ سے فرمایا (اے علی) تم میرے لئے اس طرح ہو کہ جس طرح ہارون علیہ السلام حضرت موسٰی علیہ السلام کے لئے تھے، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، حضرت سعید کہتے ہیں کہ میں نے چاہا کہ میں خود یہ حدیث حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنوں تو میں نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی میں نے ان کو وہ حدیث بیان کی کہ جو حضرت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے بیان کی تھی تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ میں نے یہ حدیث سنی ہے، تو میں نے کہا کیا آپ نے یہ حدیث سنی ہے؟ تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں پر رکھیں اور کہنے لگے ہاں! میں نے یہ حدیث سنی ہے اور اگر میں نے یہ حدیث سنی نہ ہو تو میرے یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں۔ سنن ترمذی قیامت کا بیان حدیث نمبر 2532 میں لکھا ہے۔ سوید، عبد اللہ بن مبارک، ابوحیان تیمی، ابوزرعۃ بن عمرو، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دستی کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے اسے کھایا چونکہ آپ اسے پسند کرتے تھے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دانتوں سے نوچ نوچ کر کھایا پھر فرمایا قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں تم جانتے ہو کیوں اس طرح کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک ہی میدان میں اس طرح اکٹھا کرے گا کہ انہیں ایک شخص اپنی آواز سنا سکے گا اور وہ انہیں دیکھ سکے سورج اس دن لوگوں سے قریب ہوگا لوگ اس قدر غم و کرب میں مبتلا ہوں گے کہ اس کے

متحمل نہیں ہو سکیں گے چنانچہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے کیا تم لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم لوگ کس قدر مصیبت میں گرفتار ہیں کیا تم لوگ کسی شفاعت کرنے والے کو تلاش نہیں کرتے اس پر کچھ لوگ کہیں گے کہ آدم کو تلاش کیا جائے چنانچہ ان سے کہا جائے گا کہ آپ ابوالبشر ہیں اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے بنایا آپ میں اپنی روح پھونکی اور پھر فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا لہٰذا آج آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ ہماری حالت نہیں دیکھ رہے کیا آپ ہماری حالت نہیں دیکھ رہے کیا آپ ہماری مصیبت کا اندازہ نہیں کر رہے آدم فرمائیں گے کہ میرے رب نے آج ایسا غضب فرمایا جیسا اس سے پہلے کبھی نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی اس کے بعد فرمائے گا مجھے اس نے درخت کے قریب جانے سے منع فرمایا پس مجھ سے عدولی ہو گئی لہٰذا میں شفاعت نہیں کر سکتا مجھے اپنی فکر ہے تین مرتبہ فرمایا تم لوگ کسی اور کی طرف جاؤ ہاں نوح کے پاس جاؤ پھر نوح کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے نوح آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں اللہ تعالی نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں آپ دیکھتے نہیں ہم کس قدر مصیبت میں گرفتار ہیں کیا آپ ہماری حالت اور مصیبت کا اندازہ نہیں کر رہے حضرت نوح فرمائیں گے کہ میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا جو نہ اس سے پہلے فرمایا اور نہ ہی اس کے بعد فرمائے گا مجھے ایک دعا دی گئی تھی میں نے اپنی قوم کے لئے ہلاکت کی دعا مانگ کر اس موقع کو ضائع کر

دیا مجھے اپنے نفس کی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ پھر وہ ابراہیم کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے اے ابراہیم علیہ السلام آپ اللہ کے نبی اور زمین والوں میں سے آپ اللہ کے خلیل ہیں آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں آپ دیکھتے نہیں کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں حضرت ابراہیم فرمائیں گے آج میرے رب نے وہ غضب فرمایا جو نہ اس سے پہلے فرمایا اور نہ اس کے بعد فرمائے گا میں نے تین مرتبہ ظاہری واقعہ کے خلاف بات کی میں تمہاری شفاعت نہیں کر سکتا مجھے اپنی فکر ہے تم لوگ کسی اور کو تلاش کرو موسی کے پاس جاؤ وہ حضرت موسی کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے موسی آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالی نے آپ کو رسالت اور ہم کلام ہونے کے شرف سے نوازا آج آپ ہماری شفاعت کیجئے کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ ہم کس تکلیف و کرب میں مبتلا ہیں موسی فرمائیں گے میرے رب نے آج وہ غصہ فرمایا جیسا نہ تو اس سے پہلے فرمایا اور نہ ہی بعد میں فرمائے گا میں نے ایک نفس کو قتل کیا حالانکہ مجھے قتل کا حکم نہ تھا لہٰذا میں سفارش نہیں کر سکتا مجھے اپنی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ عیسیٰ کے پاس جاؤ پس وہ عیسیٰ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اے عیسیٰ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کے کلیم ہیں جسے اللہ تعالی نے مریم تک پہنچایا تھا اور اللہ کی طرف سے ایک جان ہیں پھر آپ نے گود میں ہونے کے باوجود لوگوں سے بات کی ہماری مصیبت کا اندازہ کیجئے اور ہماری سفاعت کیجئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے آج کے دن میرے رب نے ایسا

غضب فرمایا جیسا نہ تو اس سے پہلے فرمایا اور نہ اس کے بعد فرمائے گا آپ اپنی کسی خطا کا ذکر نہیں کریں گے ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہے تم کسی اور کے پاس جاؤ تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ پس وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ کے رسول ہیں آخری نبی ہیں آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے آپ اللہ رب العزت سے ہماری شفاعت کیجئے ہم بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں چنانچہ میں چلوں گا اور عرش کے نیچے آ کر سجدہ ریز ہو جاؤں گا پھر اللہ تعالی میرے زبان اور دل سے اپنی حمد و ثنا اور تعظیم عطا کیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا اے رب میں اپنی امت کی نجات اور فلاح کا طلب گار ہوں اللہ تعالی فرمائے گا اے محمد ﷺ آپ کی امت میں سے جن لوگوں پر حساب کتاب نہیں جنت کے دائیں جانب کے دروازے سے داخل کر دیجئے اور وہ لوگ دوسرے دروازوں سے بھی داخل ہونے کے مجاز ہوں گے پھر آپ نے فرمایا قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جنت کے دروازوں کا فاصلہ اتنا ہے جتنا مکہ مکرمہ اور ہجرت مکہ مکرمہ اور بصری کے درمیان کا فاصلہ اس باب میں حضرت ابوبکر انس عقبہ بن عامر اور ابوسعید سے بھی احادیث منقول ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مندرجہ بالا قرآنی آیات اور مستند احادیث سے کوئی ذرہ برابر گنجائش نہیں ملتی کہ آپ ﷺ کے سوا آخری نبی کوئی نہیں اور آپ ﷺ ہی سردار الانبیائ، شفاعت کرنے والے ہیں۔ یوں تو تاریخ

اسلام ہمیں بتاتی ہے کہ جھوٹے نبی آپ ﷺ کے دور میں بھی پیدا ہوئے تھے جنہیں قتل کرنے کا حکم صادر کیا تھا اور انہیں صحابہ کرام نے جہنم رسد کیا پھر یہ معاملہ صحابہ کرام میں بھی پیش آیا اور صحابہ کرام نے بھی ان کے خلاف جہاد کرکے واصل جہنم کیا۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ کافروں، منافقوں، دھریوں، یہود و عیسائیوں کی جانب سے دین اسلام اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کیلئے جھوٹے نبوت کے دعویدار پیدا کرتے چلے آرہے ہیں۔ معزز قارئین ! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ دور پندرہویں صدی ہجری کا دور ہے اور اس سے قبل کی صدی کے متعلق یعنی چوہدہویں صدی پر اشارے احادیث میں وارد ہیں جبکہ ہم اس سے کہیں زیادہ آگے نکل آئے ہیں اس صدی اور آنے والی صدیوں میں یقینا شیاطین اپنے انسانی شر کو مزید تقویت پہنچانے کیلئے ایسے عوام جاری رکھے گا، یہاں میں پاکستان کے حوالے سے ضرور بات کرونگا کہ پاکستان میں سیاسی لیڈروں میں مولانا شاہ احمد نورانی کی سربراہی میں دیگر علماء کرام نے ایوان میں جھوٹے نبوت کے دعویدار مرزاغلام احمد قادیانی کے ماننے والے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ یہ بات کیونکر برداشت ہے کہ قادیانیوں کے عزائم جو دین اسلام کے خلاف متحرک تھے اور ہیں روکا جائے۔ ظاہر ہے ان کی پس پشت یہودی لابی کام کررہی ہے اسی لیئے انہیں دولت اور دیگر ہر دنیاوی آسائش سے مالا مال کیا گیا ہے لیکن پاکستان میں ان کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ نہیں رکھی جارہی ہے اس کے برعکس بھارت کے علماء و مشائخ قادیانوں کی ہر سرگرمی پر

گہری نظر رکھے ہوئے ہیں ، وہ جانتے ہیں کہ یہ گروہ لالچ، دھمکے اور دباؤ سے روکنے کی کوشش کریں گے مگر ہر کوشش کے باوجود بھارت کے مسلمان عشق رسول ﷺ سے معمور ہو کر اس نکتہ نظر میں کسی بھی قسم کا لچک نہیں لاتے جبکہ اب پاکستان کے سیاستدانوں می قادیانیوں کے بارے میں لچک دیکھی جاسکتی ہے اس کے برعکس پاکستان کے تمام مکاتب فکر علماء و مشاء، اسلاف ، صوفیا کرام، پیران عظام یکجا نظر آتے ہیں ، قادیانی اب دنیا بھر میں ایک مضبوط منظم انداز میں کام کر رہا ہے جس پر ہر مسلمان کو گہری نظر رکھنی پڑے گی اس کے علاوہ اسی طرح کی اور شر وشیں بھی جاری ہیں جو مذہب اسلام کیلئے تکلیف دہ ہیں جن میں گوہر شاہی کا چھپا ہوا گروپ، اس کے علاوہ گستاخ رسول کے معاملہ میئں جب ریاست کے قوانین میں نرمی برتی جائے گی تو ظاہر ہے کفار و مشکین کی گردنیں اونچی ہونگی اور ان کی چھپی شورش کافرما ہو جائیگی اس کے لیئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین یں کسی بھی قسم کی رعایت نہ برتی جائے کیونکہ ہر مسلمان کا یہ ایمان اور عقیدہ ہے کہ ان کی جانوں سے زیادہ عزیز آپ ﷺ کی ذات مبارکہ ہے جو نبی کریم ﷺ کی حمایت اور قادیانیوں ، گستاخوں کے خلاف جہاد، اقدامات کرتا ہے اور ریاست پاکستان میں کچھ عناصر ان کو راستے سے ہمیشہ ہٹادیتے ہیں تو ایسے لوگ نہ صرف پاکستان کے لیئے نقصان دہ ہیں بلکہ دین اسلام کیلئے بھی ناسور ہیں۔ تجارت ہو یا سیاست اگر یہ سوچ اور سمجھ لیا جائے کہ قادیانیوں کے خلاف کوئی بیان یا اقدام نہ اٹھایا جائے اس بات کو

بنیاد بنا کر کہ وہ بیرون ملک دیگر مسلمان بھائیوں کے ساتھ ناروا سلوک کریں تو یہ انتہائی گھاٹے کا سودا ہوگا کیونکہ نبی پاک ﷺ کی ذات مبارکہ اور رحمتیں نہ صرف دنیا پر بلکہ رب کی ربیت یعنی کائنات کے ہر چھوٹے بڑے حصے میں موجود ہے۔ میں نے اپنے مضمون کی ابتداء ہی میں ختم نبوت کے بارے مین قرآن کی آیات تحریر کیں اور مسلمہ احادیث کے حوالے پیش کیئے تاکہ ہر ذی شعور جان لے کہ جب رب العزت نے مقام محمدی ﷺ کو تمام انبیاء کرام اور تمام کائنات سے بلند و بالا کیا ہے وہ مقام جس سے ہم غافل ہیں اور خود اللہ ہمیں اپنے پیارے حبیب کے مقام اعلیٰ کی طرف اشارہ فرماتا ہے یعنی مقام محمود۔ سدرہ المنتہیٰ کا ذکر خود اللہ نے فرمایا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ حبیب ﷺ کو اس مقام سے اور اگے مقام پر جہاں وہ خود ہے اور اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ دنیا کے تمام انسانوں کی کامیابی اور بخشش صرف حب رسول محمد مصطفیٰ ﷺ ہی میں ہے ہر بنی انسان کو اللہ اپنے حبیب کے صدقے عطا کرتا ہے۔ دنیا کے اور بلخصوص پاکستان کے مسلمانوں جن میں سیاسی جماعتوں، مذہبی جماعتوں، معاشرتی جماعتوں، تجارتی جماعتوں کو ختم نبوت کے سلسلے میں یکجا ہو کر اپنے اپنے پلیٹ فارم سے عملی مظاہرہ کرنا چاہیئے تاکہ جھوٹے نبوت کے دعویدار پاکستان بھر کے مسلمانوں کے اتحاد کو دیکھ کر خائف رہیں۔ طالبان ہو یا القاعدہ اگر اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں تو اپنی تمام تر توجہ اور محنت ان کے خلاف لگا دیں جو جھوٹے نبوت کے دعویدار بنے پھرتے ہیں اور ان کے گروہ

کو نیست و نابود کرنے کیلئے اس کی پشت پناہی کرنے والے تمام ممالک کے خلاف سراپا متحد ہو کر جہاد کریں تو یقینا وہ نہ صرف اللہ اور اس کے حبیب کی رضا پالیں گے بلکہ ان کی موت پر فرشتے بھی رشک رکیں گے۔ ورنہ پاکستان اور دیگر مسلم ممالک میں اپنے کاروائی کرکے ثابت کر رہے ہیں کہ یہ بھی انہیں جھوٹے نبوت کے دعویداروں کے حامی ممالک کے آلہ کار ہیں اس طرح ان کے خلاف جہاد لازم ہو جائے گا نہ کہ ان کے مفاہمت کا راستہ۔ اگر پاکستان کے سیاستدانوں نے دنیاوی دولت شہرت کے خاطر ایسے عناصر جن کا بلواسطہ یا بلا واسطہ جھوٹے نبوت کے دعویداروں کا ساتھ دیا تو یقینا ان کی ناکامی کو کوئی نہیں روک سکے گا کیونکہ پاکستان کی قوم ہر چیز برداشت کر سکتی ہے مگر گستاخ رسول نہیں۔ انسان اپنے آپ کو بہت ہوشیار سمجھتا ہے وہ اللہ اور اس کے حبیب کو کبھی بھی دھوکا نہیں دے سکتا کیونکہ اللہ اور اس کے حبیب سے چھپا کوئی نہیں ہاں عوام کو بے وقوف تو بنایا جا سکتا ہے مگر کب تک؟؟ اللہ ہم سب کو ختم نبوت کے سلسلے میں اپنا اپنا مثبت کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد☆☆☆

شام، اسلام اور غیر مسلم عناصر۔۔۔!!

اسلامی تاریخ میں بادشاہوں، خلیفہ و وزراء کے بے شمار واقعات موجود ہیں انہیں تواریخ میں ایسے بھی خلفاء اور سپہ سالار کے واقعات موجود ہیں جنھوں نے دنیا کو حقیقی معنوں میں زندگی کا مقصد حاصل کرنے کیلئے بہترین ماحول و حالات بنائے ان ریاست کے بادشاہوں، خلفاء اور وزراء کا وطیرہ یہ تھا کہ انھوں نے خود کو اللہ اور اس کے آخری حبیب ﷺ کی اطاعت گزاری میں کسی طور کوئی کمی نہ رکھی اور اسلامی نظام ریاست کا نمونہ خاص بنیں ان میں خلفائے راشدین کا دور ریاست، ہارون رشید و مامون رشید، سلطان شمس الدین التمش، نور الدین زنگی، محمد بن قاسم اور دیگر۔۔۔ ان سپہ سالروں کے ساتھ ساتھ اللہ کے مقرب، پسندیدہ رحمٰن کے بندے جنھوں نے اللہ کا قرب اور اس کے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت و عشق کا قطرہ پایا انھوں نے روئے زمین پر اللہ کے بندوں کو راہ راست دکھائی اور ارض پر امن و سلامتی کو قائم کیا ان میں صوفیا، اسلاف، اکابرین، مشائخ کا کردار انتہائی مثبت نظر آتا ہے، اسی لیئے آج بھی ان کی آرام گاہوں پر ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بندہ خدا فیوض و برکات سمیٹتے نظر آتے ہیں اور وہ خانقاہیں جنھوں نے اپنے مشائخ کے اصول و درس کو اپنائے رکھا وہ آج بھی دین اسلام کی ترویج اور اصلاح معاشرہ کیلئے سرگرداں

ہیں لیکن یہاں ہم یہ فراموش نہیں کر سکتے ہیں کہ ہم پندرہویں صدی سے گزر رہے ہیں جس کے متعلق احادیث میں اشارے واضح ہیں یہ وہ دور ہے جہاں نام نہاد مسلمان دین اسلام کو، مسلم اُمہ کو ہر جانب سے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے اور اپنے نفس کی اطاعت میں اس قدر نکل پڑیں گے کہ انہیں انسانیت تک کا احساس نہ ہوگا۔۔آج وہ وقت ہم دیکھ رہے جب ایک مسلمان اپنے نفس کی حصول کیلئے تمام دینی احکامات کو ایک طرف رکھتے ہوئے مشرکین و کفار کا ساتھ دینے پر زرا سی بھی شرم محسوس نہیں کرتا، آج کا مسلمان بالخصوص سیاستدان ہو یا حاکم وقت وہ یہودیوں، عیسائیوں، بے دین اور بت پرستوں کا اپنا دوست سمجھتے ہوئے ایک مسلمان کے راز اور اس کے خلاف سازشوں میں سرگرم نظر آتا ہے۔عراق ہو یا افغانستان، فلسطین ہو یا اب شام ان تمام مسلم ممالک کی ریاست کو تباہ کرانے میں پس پشت مسلم دنیا کے بڑے ممالک بھی شامل رہے ہیں۔ مسلم جہادی تنظیمیں ہوں یا عسکری قوتیں ان سب کا کردار ہمیں شک میں مبتلا کر دیتا ہے، کیونکہ آج دنیا بھر میں اگر کہیں بم بلاسٹ، دھماکے، خود کش حملے ہو رہے ہیں تو وہ صرف اور صرف مسلم ممالک ہیں آخر مسلم ممالک ہی کیوں؟؟ یہ سوال ہم سب کیلئے لمحہ فکریہ ہے!!پاکستان اور پاکستانی قوم خواب غفلت میں مبتلا ہے اتنی غفلت سہی نہیں کیونکہ کفار و مشرکین کبھی بھی مسلمان کے دوست نہیں ہو سکتے ہاں البتہ ان سے حکمتی مفاہمت اس طرح کی جائے کہ ان میں مسلم امہ کی سلامتی اور بہتری کا عملی مظاہرہ ہو نہ کہ اپنی ذات اور نفس کی اطاعت کے

خاطر پوری قوم کو مصیبت و اذیت میں جھونک دیا جائے یاد رہے دنیا کے تمام غیر مسلم ممالک کو پاکستان کی ایٹمی طاقت برداشت نہیں اسی لیئے امریکہ، اسرائیل، برطانیہ اور بھارت نے دنیا بھر میں مسلم قوم کیلئے دہشت گردی کا ڈھونگ رچایا ہوا ہے اور ہمارے ہی نام نہاد مسلمان، بد ذات لوگوں کو خرید کر اپنے عزائم کو پائے تکمیل تک پہنچا رہے ہیں۔ایران میں عوام اور حکمران کے اعتماد و اتحاد نے ان بیرونی مشرکین و کفار کی طاقتوں کو اپنے اندر داخل ہونے نہ دیا اور ایمان کی طاقت کی وجہ سے ایران نے دنیا کی سپر پاور امریکہ اور اس کے حواریوں کو چیلنج دیا، دنیا نے دیکھا کہ ان مشرکین و کفار نے ایران کا بال بیگا تک نہ کیا اور چپ سادھ لی لیکن یہ بات قطعی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ یہ طاقتیں ضرور بلضرور اسے کمزور کرنے کیلئے کوئی نہ کوئی لومڑی کی چال چلتے ہونگے اللہ کی نصرت انہی کو حاصل ہوتی ہے جو توکل اللہ رکھتے ہیں۔اب میں اپنے موضوع کی جانب آتا ہوں آج میرے کالم کا عنوان اور تحریر کا مرکز ملک شام ہے۔ شام میں جاری جنگ امریکا اور اس کے مخالفوں کی جنگ ہے، امریکا بشار کو ہٹا کر اپنا غلام، پٹھو، خادم، ایجنٹ لانا چاہتا ہے اور روس، چین اور ایران ایسا نہیں چاہتے جبکہ جماعت اسلامی سمجھتی ہے کہ اس وقت اسکو امریکا کا ساتھ دینا چاہیئے اور جب بشار کی حکومت گر جائے تو ترکی کسی مرسی قسم کے بندے کو لا سکتا ہے مگر روس اور ایران یہ سمجھتے ہیں کہ اگر امریکا کامیاب ہو گیا تو علاقے میں اسرائیل کے ذریعے

امریکی تھانیداری کے خلاف فرنٹ لائن پر موجود ملک شام پر بھی باقی عرب حکومتوں کی طرح امریکی پٹھو آ جائے گا، یہ اختلاف نظر برا نہیں، جو بات بری ہے وہ جھوٹ کا سہارا لینا اور اس جنگ کو شیعہ سنی جنگ بنا کر طاقت حاصل کرنا ہے، کیا روس اور چین شیعہ ہیں؟ کیا امریکا اور اسرائیل سنی ہیں؟ جماعت اگر فرقہ پرستوں کی راہ پر چلنا چاہتی ہے تو کوئی روک نہیں سکتا، مگر اس راہ پر انگور بہت کھٹے ہیں۔ دوسری جانب امریکی وزیر خارجہ جان کیری کا کہنا ہے کہ سعودی عرب سمیت خلیج فارس کے بعض عرب حکمرانوں نے شام پر امریکی حملے کی حمایت کرتے ہوئے امریکہ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ شام پر امریکہ کی مسلط کردہ جنگ کا پورا خرچہ ادا کریں گے، امریکی وزیر خارجہ کا کہنا ہے کہ عربوں کا کہنا ہے کہ شام پر حملہ آپ کریں، سارا خرچہ ہم دیں گے، اس بات کا انکشاف امریکی وزیرِ خارجہ جان کیری نے سینیٹ کی خارجہ امور کمیٹی کے روبرو کیا، یہ بات امریکی وزیر خارجہ جان کیری نے ایوان نمائندگان کی خارجہ امور کمیٹی کے اجلاس میں بتائی، جان کیری کے مطابق سعودی عرب سمیت کئی عرب ممالک نے پیش کش کی ہے کہ اگر امریکہ شامی صدر بشار اسد کو ہٹانے کیلئے کارروائی کرے تو وہ اخراجات برداشت کر سکتے ہیں، جان کیری نے بتایا کہ یہ پیشکش بہت اہم ہے جو باضابطہ طور پر کی گئی ہے، ذرائع کے مطابق عربوں کی یہ سازش ان کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منافقت اور خیانت کا نمایاں ثبوت ہے عرب کی خیانت یہ کہ اسرائیل کے خلاف لڑنے کے بجائے اسلامی ممالک پر حملے کے لئے

امریکہ کی مدد کر رہے ہیں اس سے بڑی خیانت اور کیا ہوگی، کیا عرب اسلامی ممالک پر یہودیوں کے حامیوں نے بلاواسطہ طور پر قبضہ نہیں کرلیا؟ عربوں نے کرنل قذافی کو بھی مار گرانے میں امریکہ کا بھرپور تعاون کیا تھا عرب حکمراں ہر اس ملک کے دشمن ہیں جو اسرائیل کا مخالف ہے، لہٰذا خلیج فارس کی عرب ریاستوں کے حکمراں امریکی اور اسرائیلی آلہ کار ہیں جو مسلمانوں کے سروں پر امریکہ کی طرف سے مسلط کئے گئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ امریکہ ان عرب ریاستوں کی اسرائیل کی طرح بھرپور حفاظت اور حمایت کر رہا ہے اور ان ریاستوں میں جمہوری نظام لانے کے خلاف ہے۔ پہلی بار برطانیہ نے امریکہ کے اس معاملے پر اپنا در عمل ظاہر کیا اور اس سے شام پر ہونے والے حملے پر تعاون نہ کرنے کا عندیہ دیا۔ برطانیہ کے وزیر خارجہ ولیم ہیگ نے کہا ہے کہ برطانیہ شام پر امریکی فوجی حملے کی حمایت نہیں کرے گا، ہیگ نے کہا کہ اس سلسلے میں برطانوی حکومت برطانوی پارلیمنٹ کی پیروی کرے گی، ولیم ہیگ نے کہا کہ ممکن ہے کہ شام کے بارے میں برطانوی پارلیمنٹ میں دوبارہ ووٹنگ کی جائے، ذراغ ابلاغ برطانوی وزیر خارجہ کے بیان کو برطانیہ کی چال اور تاخیر قرار دے رہے ہیں۔

بھارت بھی شام میں غیر ملکی مسلح افراد کی امداد کر رہا ہے، امریکہ و اسرائیل اور سعودیہ کی مدد تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی اور اس بات کا

امریکہ و اسرائیل اور سعودیہ نے خود اقرار بھی کر لیا ہے یعنی سارے کا سارا کفر اور نفاق اب اعلانیہ طور پر اکٹھا ہو گیا ہے شام کے خلاف، تین سال سے جاری شام امریکا جنگ اب ایک ایسے مرحلے میں پہنچ چکی ہے جب امریکا نے تنگ آ کر چہرے سے نقاب الٹنے اور اپنے زمینی دستوں کی فضائی مدد کرنے کا سوچ لیا ہے، مگر اس وقت میدان جنگ اور عالمی سیاست کے حالات کس رخ پر جا رہے ہیں۔۔۔؟؟؟ امریکہ نے شام پر حملے کا ارادہ کر لیا ہے اور کانگرس سے منظوری کے بعد اقوام متحدہ کے کیمیائی ہتھیاروں سے متعلق رپورٹ سے قطع نظر امریکہ جمہوریت کے فروغ اور امن عالم کی حفاظت کے لیے شام پر حملہ کر دے گا یعنی ہم جلد ہی امریکہ اور القائدہ دونوں کو شام میں جمہوریت یا خلافت یا شاید دونوں کے لیے بشار الاسد کے خلاف جنگ لڑتے دیکھیں گے، ادھر خادم حرمین شریفین جنگ کی آگ میں تیل ڈالنے کے ساتھ ساتھ غلاف کعبہ پکڑ کے امریکہ یا القائدہ یا پھر دونوں کی کامیابی کے لیے دعا گو ہوں گے۔اس وقت جب کہ امریکہ اقوام متحدہ کے اشارے کا انتظار کرنے پر تیار ہے نہ اقوام متحدہ اس سلسلے میں خاص زور دینے پر آمادہ نظر آ رہا ہے، چین اور روس شام کے حالات پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے لیکن ان میں روس سعودی عرب سے تیل کا خواں ہے، افغانستان بہتی گنگا سے ہاتھ دھونا چاہتا ہے اور پاکستان سر تا پا امریکہ، اسرائیل ور برطانیہ کے پاؤں تلے دبے ہوئے ہیں، ابھی ملک شام پھر پاکستان مکمل طے شدہ پروگرام سے یہودی لابیاں دنیا میں سرم گرم عمل ہیں، ان لابیوں میں پیش پیش

دنیا کا سپر پاور کہلانے والا ملک امریکہ ہے جس نے انسانیت کے ساتھ حد درجہ ظلم و بربریت کا بازار لگایا ہوا ہے، پہلے روس کو کمزور کیا انہیں مسلم ممالک سے پھر افغانستان، عراق کو تباہ کیا اور اب شام دوسری جانب پاکستان کو مکمل معاشی و سیاسی سطح پر برباد کرکے کھوکھلا کرنے پر لگے ہوئے ہیں اس سرزمین پاکستان کی طاقت کو کبھی بھارت کے باڈر سے تو کبھی افغانستان کے باڈر سے حملے در حملے کرکے پاکستان کی عسکری قوتوں کا اندازہ لگاتا رہا ہے اور ایک جانب جنوبی وزیرستان پر ڈرون حملے کرکے نہتے شہروں کو موت کے گھاٹ اتارتا چلا آرہا ہے۔ بحرحال میں بات کررہا تھا ملک شام کی جسے ہمارے بلکہ ہر مسلمان کے معتبر، ہماری جانوں سے زیادہ عزیزترین اللہ کے محبوب حضور اکرم ﷺ نے ملک شام کو پسند فرمایا تھا جس کا مستند احادیث میں ذکر بھی آیا ہے۔ حضرت امام ترمذی رحمۃاللہ نے اپنی کتاب سنن الترمذی ت شاکر 5/ 734 التوفی 279) میں لکھا ہے۔۔۔ صحابی رسول زید بن ثابت سے روایت ہے کہ) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے چمڑے کے ٹکڑوں سے قران جمع کررہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شام کیلئے بھلائی ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے۔ اس لئے کہ رحمٰن کے فرشتے ان پر اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں اور اہل شام میں فساد کے اثرات سے متعلق حدیث ترمذی ہیں حضرت امام ترمذی رحمۃاللہ نے اپنی کتاب سنن الترمذی ت شاکر 4/ 485 التوفی 279) میں لکھا ہے۔۔ معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت)

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اہل شام میں خرابی پیدا ہو گئی تو تم میں کوئی خیر و بھلائی نہ ہو گی میری امت میں سے ایک گروہ ایسا ہے جس کی ہمیشہ مدد و نصرت ہوتی رہے گی اور کسی کا ان کی مدد نہ کرنا انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو۔ لیکن اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ اہل شام خراب ہوئے تو پوری دنیا خراب ہو جائے گی بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اہل شام خراب ہوئے تو شام کی افادیت و فضیلت تم سے چھن جائے گی۔ تاریخ میں جس خطے کو 'بلادِ شام' کہا جاتا ہے اس کے چار اقلیم ہیں، حالیہ شام، فلسطین، لبنان اور اردن، جو کہ اس وقت چار الگ الگ ملک ہیں۔ خطہ شام صرف قدیم نبوتوں اور صحیفوں کے حوالے سے نہیں، احادیث نبوی کے اندر بھی ایک قابل تعظیم خطہ کے طور پر مذکور ہوتا ہے اور محدثین نے رسول اللہ ﷺ سے ثبوت کے ساتھ 'شام' کے لاتعداد مناقب روایت کئے ہیں۔ یہاں تک کہ کئی اہل علم نے آیات اور مستند احادیث پر مشتمل، سرزمین شام کی فضیلت پر باقاعدہ تصانیف چھوڑی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا بخاری میں مروی ہے۔۔ (صحیح بخاری حدیث رقم: 990)۔۔"اے اللہ! ہمارے شام میں برکت فرما"۔۔مزید برآں کئی احادیث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ خطہ شام طائفہ ، منصورہ1 کا مسکن بنا رہے گا، حدیث۔

صحیح مسلم حدیث رقم 5067)۔۔"شام کی جہت والے لوگ بالاتر رہیں گے، حق پر) رہتے ہوئے، یہاں تک کہ قیامت آ جائے"۔

یہاں تک کہ آپ ﷺ کا یہ فرما دینا۔۔ (مسند احمد حدیث رقم 15635، عن معاویہ بن قری) 2۔۔۔۔ "جب اہل شام فساد کا شکار ہو جائیں تو پھر تم میں کوئی خیر نہیں۔ میری امت میں سے ایک طبقہ نصرت مند رہے گا، جو لوگ ان کو بے یار و مددگار چھوڑیں گے وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ پائیں گے، یہاں تک کہ قیامت آ جائے"۔۔ایسے ہی نبوی اخبار و آثار کے پیش نظر صحابہ کی بہت بڑی تعداد خاص شام کو مسکن بنا کر رہی اور شام و مابعد خطوں میں جہاد کرنا صحابہ کو سب سے زیادہ مرغوب تھا۔ مدینہ یا عمومی طور پر جزیرہ عرب کے بعد اگر کوئی خطہ ہے جس کو یہ شرف حاصل ہو کہ وہاں اصحابِ رسول اللہ کی سب سے بڑی تعداد دفن ہے تو وہ بلاد شام ہی ہے۔ پس یہاں جگہ جگہ انبیاء مدفون ہیں، جو کہ مخلوق میں بر گزیدہ ترین ہیں اور یا پھر خاتم المرسلین کے اصحاب جو کہ انبیاء کے بعد بر گزیدہ ترین ہیں اور جہاں تک تابعین و ما بعد ادوار کے اولیاء و صلحائ، ائمہ و علمائ، شہداء اور مجاہدین، قائدین اور سلاطین اور عجوبہ روزگار مسلم شخصیات کا تعلق ہے، تو خطہ شام کے حوالے سے وہ تو شمار سے باہر ہے، یوں سمجھئے شام ہمیشہ ہیروں موتیوں سے بھرا رہا ہے!۔۔ کئی ایک نصوص کی رو سے شام ہی ارض محشر ہے۔ "ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ آیا بیت المقدس میں نماز افضل ہے یا مسجد نبوی میں؟ آپ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز اس (بیت المقدس) میں چار نمازوں

سے افضل ہے۔ اور نہایت خوب ہے جائے نماز بیت المقدس بھی، حشر اور نشر کی سر زمین، اور یقینا لوگوں پر ایک وقت آنے والا ہے کہ آدمی کے پاس ایک درّے جتنی جگہ ہونا، یا پھر کہا، ایک کمان جتنی جگہ ہونا، کہ جہاں سے وہ بیت المقدس کو دیکھ سکتا ہو، اس کے لئے پوری دنیا سے بہتر یا محبوب تر ہوگا"۔۔۔۔۔ نبی اکرم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے دیکھا کہ میرے تکیے کے نیچے سے کتاب کا ایک بنیادی حصہ مجھ سے واپس لیا جا رہا ہے۔ میری نظروں نے اس کا تعاقب کیا، ادھر سے بہت نور پھوٹ رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ شام میں رکھ دی گئی ہے۔ پس جب فتنے رونما ہوں تو ایمان شام میں ہوگا" (صحیحہ الالبانی فی فضائل الشام ودمشق)۔

حشر ونشر کی سرزمین: "شام وہ زمین ہے جہاں آخری بار جمع کیا جائے گا اور جہاں محشر سجے گا"۔ (احمد، وصحیحہ الالبانی فی فضائل الشام و صحیح الترغیب)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "اے اللہ ہمارے مدینہ میں ہمیں برکتیں نصیب کر اور ہمیں ہمارے رائی رائی میں برکتیں نصیب کر! ہمارے مکہ میں ہمیں برکتیں نصیب کر! ہمارے شام میں ہمیں برکتیں نصیب کر!"۔ (صحیحہ الالبانی فی فضائل الشام ودمشق)۔۔ حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آپ صل اللہ علیہ وسلم سے کہا: "اے اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے بتائیں

کہ میں کس علاقے میں رہوں، اگر مجھے پتا ہو کہ آپ صل اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ لمبے عرصے تک رہیں گے، تو میں آپ صل اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے علاوہ کہیں اور رہنے کو ہر گز ترجیح نہیں دوں"۔ رسول اللہ نے فرمایا: "شام کی طرف جاو، شام کی طرف جاو، شام کی طرف جاو۔" پس جب آپ صل اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ مجھے شام پسند نہیں ہے تو آپ صل اللہ علیہ وسلم نے کہا: "کیا تم جانتے ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے بارے میں) کیا فرماتا ہے؟" پھر آپ صل اللہ علیہ وسلم نے کہا: "شام) میری زمینوں میں سے وہ منتخب کردہ زمین ہے جہاں میں اپنے بہترین عابدوں کو داخل کرتا ہوں۔" (ابو داود اور احمد؛ اس کی سند صحیح ہے)۔ سلمہ بن نفیل الکندی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! گھوڑوں کی لگام کو چھوڑ دیا گیا ہے، اور ہتھیار ڈال دیئے گئے ہیں اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ اب جہاد باقی نہیں رہا اور قتال ختم ہوگیا ہے"، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جھوٹ بول رہے ہیں! قتال تو ابھی شروع ہوا ہے! میری امت میں ایک گروہ حق" کے ساتھ قتال کرتا رہے گا اور اللہ کچھ لوگوں کے دلوں کو پھیر دے گا اور ان کے ذریعے ان (مجاہدین) کو فائدہ پہنچائے گا حتیٰ کہ آخری لمحات آجائیں اور اللہ کا وعدہ پورا ہو جائے اور گھوڑوں کی پیشانیوں پر قیامت تک کے لئے خیر ہے۔ اور مجھے وحی کی جا رہی ہے کہ میں جلد ہی تم لوگوں سے جدا

ہو جاوں گا اور تم لوگ میرے بعد آپس میں لڑو گے اور ایمان والوں کا گھر شام ہے" (اس کو نسائی نے روایت کیا اور البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے)۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایمان دائیں جانب ہے اور کفر مشرق (نجد) کی جانب ہے۔ گھوڑوں اور اونٹوں والے لوگوں عرب کے دیہاتیوں) میں غرور و تکبر پایا جاتا ہے اور مسیح الدجال مشرق سے آئے گا) اور وہ مدینہ کی جانب پیش قدمی کرے گا یہاں تک کہ وہ احد پہاڑوں کے پیچھے تک پہنچ جائے گا پھر فرشتے اسے شام کی طرف بھگا دیں گے اور پھر ادھر اسے ہلاک کر دیا جائے گا"۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور البانی نے صحیح الجامع میں صحیح قرار دیا ہے)۔ ابو امامہ الباھلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ نے میرا رخ شام کی طرف کیا ہے اور میری پیٹھ یمن کی طرف اور مجھے کہا ہے: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تمہارے سامنے غنیمت اور رزق کو رکھا ہے اور تمہارے پیچھے مدد رکھی ہے"۔ (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور البانی نے صحیح الجامع میں صحیح قرار دیا ہے)۔ معزیز قارئین میں نے اپنے اس کالم میں نبی کریم کی احادیث کا ذکر اس لیئے کیا ہے کہ جان لیجئے کہ ملک شام کو ملکہ و مدینہ شریف کے بعد افضیلت حاصل ہے جس کی افضیلت خود آخری نبی پاک ﷺ نے فرمادی اس کی افضیلت و اہمیت کون ختم کر سکتا ہے ہاں البتہ ہم گنہگاروں کیلئے کفار و مشرکین کی مخالفت ہی ہمارا عظیم جہاد ہے لیکن افسوس صد افسوس

ہماری دینی سیاسی جماعتیں امریکہ یعنی یہودیوں کی حمایتمیں اتر آئی ہیں اور اپنے ہی مسلم بھائیوں کی ہلاکت و بربادی کیلئے ساماں پیدا کر رہی ہیں ، اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت کی جانب سے ابھی تک کوئی احتجاج نظر نہیں آیا اور نہ ہی بڑی بڑی سیاسی جماعتوں کی جانب سے رد عمل دیکھنے میں نہیں آ رہا ہے کیا پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں اللہ اور اس کے حبیب ﷺ سے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں جو اپنے مفادات کی خاطر یہود و نصارا، کافرین و مشرکین کے سامنے چپ سادھ لی ہے اور حیرت ہے پاکستانی قوم پر کہ اپنے آپ کو عشق رسول ﷺ میں سرشار کہنے والے ، ہاتھوں میں تسبیح پکڑ کر اللہ واحد کے بندے بننے والے، سادات پر جان نچاور کرنے والے کیونکر خاموش ہیں ؟؟ کیا ایمان فروخت کر دیا یا ایمان سے ہی خالی ! ! ۔۔ یوں تو پاکستان میں نجی چینلز اور اخبارات آزادی صحافت کے بلند و بالا نعروں سے تھکتے نہیں مگر جب دین اسلام ، اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کا فرمان نظر آتا ہے تو چھپ جاتے ہیں ، یاد رکھیئے نام نہاد مسلمانوں کی جماعتیں نہ صرف مسلمانوں کی تباہی کا سبب بنی ہوئی ہیں بلکہ دین محمدی کو مسخ کرنے میں کفار و مشرکین کا ساتھ دے رہے ہیں یاد رکھیئے ایک نہ ایک دن مرنا تو ہے لیکن وہ بھی کیا موت جس میں سچائی، ایمانداری اور حقیقی عشق رسول ﷺ نہ ہو تو ایسی موت خدارا کسی کو نہ ملے۔ہاں ہر پاکستانی اور امت مسلمہ کو یا الٰہی اپنے حبیب مصطفیٰ ﷺ کے صدقے ایسی موت عطا فرما جسے تو اوت تیرے حبیب کو پسند ہو۔ آمین ثما آمین۔ معزز قارئین ملک

شام پر مشرقی غیر مسلم قوتوں کے حملے سے ایشائی مسلم ممالک قطعی طور پر برے اثرات سے نہ بچ سکیں گے ، ممکن ہے یہ سلسلہ ایران، اردن، لیبیا، کویت، عرب امارات، سعودی عرب کے ساتھ ساتھ افغانستان اور پاکستان کے وجود کیلئے ناسور بن جائے ابھی بھی وقت ہے کہ او آئی سی کا اجلاس بلا کر اس معاملہ کو گفت و شنود کے ساتھ حل کیا جائے ورنہ ناقابل تلافی نقصان کیلئے تیار ہو جائیں کیونکہ یہود و نصارا مسلم امہ کو نیست و بانود کرنے کیلئے آپس میں مسلکوں، فرقوں، عصبیتوں میں الجھا کر پارہ پارہ کر دیگا۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناظر ہو اور ہمیں ایمان کی حالے میں موت عطا فرما آمین۔۔۔☆☆☆☆☆☆☆☆ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔☆☆☆☆☆☆☆☆

! ! شام، اسلام اور غیر مسلم عناصر۔۔۔

اسلامی تاریخ میں بادشاہوں، خلیفہ و وزراء کے بے شمار واقعات موجود ہیں انہی تواریخ میں ایسے بھی خلفاء اور سپہ سالار کے واقعات موجود ہیں جنھوں نے دنیا کو حقیقی معنوں میں زندگی کا مقصد حاصل کرنے کا عملی مظاہرہ پیش کیا اور بہترین ماحول و حالات بنائے تاکہ امن سکون کے ساتھ زندگی بسر کی جاسکے، ان عظیم ہستیوں نے مذہب اسلام کی ترویج کے ساتھ ساتھ نظام ریاست کا عملی اصول واضع کیا جو دین محمدی ﷺ میں پنہا ہے، ان عظیم شخصیات میں خلفائے راشدین جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضہ اللہ تعالیٰ عنہ ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعد کے وہ سپہ سالار جنھوں نے ریاست کی ذمہ داری کو اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی تکمیل اور احکامات پوری کو اپنا نصب العین جانا اسی لیئے وہ آج پوری دنیا میں زندہ جاوید ہیں، ان میں سپہ سالار شمس الدین التمش، سلطان اعظم، سپہ سالار نورالدین زنگی، سپہ سالار طارق بن زیاد، سپہ سالار محمد بن قاسم خاص کر یاد کیئے جاتے ہیں جن کی دریادلی ، رحم دلی، عدل و انصاف اسلامی ضوابط پر مکمل کار بند تھا ان سلاطین کے علاوہ مذہب اسلام کی ترویج اور ابلاغ کا کام صوفیائے کرام و مشائخ نے جس قدر احسن طریقے سے سرانجام دیئے ہیں وہ رہتی دنیا میں ہمیشہ

قائم رہیں گے ،ان مشائخ نے درس وتدریس کے ساتھ روحانیت کو اجاگر کرتے ہوئے عشق اللہ اور عشق رسول کے جام سے مالا مال کردیا اور مسلم امہ کو یکجا کرکے ایک مضبوط قوم بنا ڈالا جہاں نہ کوئی فرق اور نہ کوئی فاصلہ حائل تھے، درحقیقت یہ سب ہمیں نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے مصداق کہ تمہاری مثال ایک جسم کی طرح ہے جب جسم کے کسی ایک عضو میں ٹیس اٹھتی ہے تو پورا جسم اس درد کو محسوس کرتا ہے۔جب بھی کسی خطے سے کسی مظلوم مسلمان کی فریاد بلند ہوتی ہے تو یہ آواز پوری امت سنتی ہے خواہ کوئی مسلمان دنیاکے کسی دور دراز گوشے میں ہی کیوں نہ رہتا ہو،یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ کو وحدت کے حوالہ سے اتنی عظیم الشان اور مقدس قدریں حاصل ہیں کہ وہ ان کی بدولت ایسے کارہائے نمایاں انجام دیتی ہے جو کوئی دوسری قوم ہزاروں سال میں بھی نہیں دے سکتی، جب امت اپنے اصولوں پر راسخ تھی تو اس امت نے محض اسی برسوں میں دنیاکے ایک نہایت وسیع خطے پر وہ اثرات ڈال دیئے تھے جو اس سے پہلے روم کی شہنشاہت آٹھ صدیوں میں نہ ڈال پائی تھی پھر اسلامی فتوحات روم کی طرح استعماری عوامل کے زیر اثر بھی نہیں تھیں، حق یہ ہے کہ اسلامی قلمرو میں آنے والے خطے تاریخ میں پہلی بار آزادی سے روشناس ہوئے، اسلامی فتوحات غلامی سے آزادی کا پروانہ ہوا کرتی تھیں البتہ جب مسلمانوں کی جانب سے لوگوں کو آزادی کی فضاؤں سے روشناس کرنے کی بجائے ان سے وہی سلوک کیا جانے لگا جو بادشاہ اپنی رعایا سے کرتے ہیں تو اعداء ان پر مسلط ہو گئے،دو صدیوں تک عالم

افرنگ نے صلیبی جنگوں سے نہ صرف اسلامی پھیلاؤ میں رکاوٹ ڈال دی بلکہ کچھ ہی عرصے بعد تاتاریوں نے مسلمانوں کی عظمت خاک میں ملا دی اس کے بعد مسلمانوں نے دوبارہ ہدایت کی راہ اختیار کی تو ایک مرتبہ پھر انہوں نے اتنی قوت حاصل کر لی تھی جس کی وجہ سے صدیوں تک استعمار ان کے خطوں میں داخل ہونے کی جرات نہ کر سکا۔جب مسلمان اپنے مقدس اصولوں پر مجتمع تھے تو نہ صرف وہ دس صدیوں تک دنیا کی سب سے بڑی قوت رہے بلکہ علم و ترقی اور ثقافت میں بھی وہ دنیا کی سب سے ترقی یافتہ قوم تھے کہا جاسکتا ہے کہ اس دنیا کی تاریخ میں اگر ' فرسٹ ورلڈ' کی کوئی اصطلاح ہے تو وہ گزشتہ میلینیم میں مسلمان تھے یہ وہی زمانہ تھا جس میں یورپ جہالت اور اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا، سقوط غرناطہ کے بعد مسلم خطوں پر مغربی استعمار کا آغاز ہوااس کے بعد نپولین نے مسلمانوں کے مرکزی علاقوں پر حملہ کیا اور ایک کے بعد دوسرا خطہ استعمار کی جھولی میں گرتا چلا گیا، زوال کی انتہاء یہ ہوئی کہ عثمانی خلافت کا مکمل طور پر خاتمہ ہو گیا، کاش سقوط خلافت صرف سیاسی زوال ہوتا، مغربی استعمار نے نہ صرف سیاسی غلبہ حاصل کر لیا تھا بلکہ ان کے ہاں جو اجتماعیت کے گھٹیا اصول تھے، مانند وطن پرستی، قوم پرستی اور دوسری نسلوں سے نفرت وغیرہ، یہ سب زہر امت کے جسد میں گھول دیئے گئے، مسلم امہ کی ذہنی ساخت تبدیل ہونے کے بعد وہ وحدت کے اصولوں سے نا آشنا ہو گئے اور ہر علاقہ، ہر خطہ اور ہر جغرافیائی وحدت صرف اپنی آزادی اور اپنے حقوق کی جنگ لڑنے لگی، اجتماعی شعور

سے کوسوں دور اور گردو پیش سے تغافل برتتے ہوئے، مسلمانوں کی وحدت تو پہلے ہی دوسرے اجنبی شعاروں کی وجہ سے پارہ پارہ تھی اس پر مستزاد استعمار نے مسلمانوں کے مرکز اور مقدس مقام میں صہیونی ریاست کا ناسور کھڑا کردیا، امت مسلمہ کی وحدت اور شعوری بیداری کے امکان کو ختم کرنے کے لئے عالم اسلام کے وسط میں صہیونی ریاست کا وجود استعمار کی ایک سوچی سمجھی سازش ہے، عرب اتحاد ہو یا عالم اسلام کا اتحاد ہو اس میں سب سے بڑی رکاوٹ اسرائیل ہے۔ یہاں یہ فراموش نہیں کر سکتے ہیں کہ ہم پندرہویں صدی سے گزر رہے ہیں جبکہ احادیث مبارکہ میں چودھویں صدی کے بارے میں بہت زیادہ روشن اشارے موجود ہیں یہ وہ دور ہے جہاں نام نہاد مسلمان دین اسلام کو، مسلم اُمہ کو ہر جانب سے نقصان پہنچانے کی کوشش کررہے ہیں اور اپنے نفس کی اطاعت میں اس قدر نکل پڑیں ہیں کہ انہیں انسانیت تک کا احساس نہیں، آج وہ وقت ہم دیکھ رہے جب ایک مسلمان اپنے نفس کی حصول کیلئے تمام دینی احکامات کو ایک طرف رکھتے ہوئے مشرکین و کفار کا ساتھ دینے پر زرا سی بھی شرم محسوس نہیں کرتے، آج کا مسلمان بالخصوص کچھ سیاستدان اور مذہبی سیاسی جماعتوں کے سربراہ وہ یہودیوں، عیسائیوں، بے دین اور بت پرستوں کو اپنا دوست سمجھ بیٹھے ہیں اور ذاتیات کی خاطر مسلمانوں کے گروہ اور امت محمدی کو نقصان پہچانے سے گریز نہیں کرتے بلکہ ان کے خلاف سازشوں میں سرگرم نظر آتے ہیں، عراق ہو یا افغانستان، فلسطین ہو یا اب شام ان تمام مسلم ممالک کی ریاست کو تباہ کرانے میں پس پشت

مسلم دنیا کے بڑے ممالک بھی شامل رہے ہیں۔ مسلم جہادی تنظیمیں یا عسکری تنظیموں کی قوتیں ان سب کا کردار ہمیں شک میں مبتلا کر دیتا ہے ، کیونکہ آج دنیا بھر میں اگر کہیں بم بلاسٹ ، دھماکے ، خود کش حملے ہو رہے ہیں تو وہ صرف اور صرف مسلم ممالک ہیں ہی کیوں۔۔؟؟ یہ سوال ہم سب کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔۔۔۔ ! ! پاکستان اور پاکستانی قوم خواب غفلت میں مبتلا ہے اتنی غفلت سہی نہیں کیونکہ کفار و مشرکین کبھی بھی مسلمان کے دوست نہیں ہو سکتے ہاں البتہ ان سے حکمتی مفاہمت اس طرح کی جائے کہ ان میں مسلم امہ کی سلامتی اور بہتری کا عملی مظاہرہ ہو اور اپنی ذات اور نفس کی خاطر پوری قوم کو مصیبت و اذیت میں نہ جھونکا جائے ۔یاد رکھیئے دنیا کے تمام غیر مسلم ممالک کو پاکستان کی ایٹمی طاقت برداشت نہیں اسی لیئے امریکہ ، اسرائیل ، برطانیہ اور بھارت نے دنیا بھر میں مسلم قوم کو دہشت گرد پیش کرنے کا ڈھونگ رچایا ہوا ہے ، ہماری بد قسمتی ہے کہ ہمارے ہی نام نہاد مسلمان اور بد ذات ایسے کچھ لوگ اور گروہ ہے جو ان کے ناپاک عزائم کو پائے تکمیل تک پہنچانے کیلئے چند رقم کے عوض امت مسلمہ کو نقصان پہنچا رہے ہیں ۔۔ایران میں عوام اور حکمران کے اعتماد و اتحاد نے ان بیرونی مشرکین و کفار کی طاقتوں کو اپنے اندر داخل ہونے نہ دیا اور ایمان کی اس طاقت کی وجہ سے ایران نے دنیا کی سپر پاور امریکہ اور اس کے حواریوں کو چیلنج بھی دیا ، دنیا نے دیکھا کہ ان مشرکین و کفار نے ایران کا بال بیگا تک نہ کر سکے ۔۔ لیکن یہ بات قطعی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ

یہ طاقتیں ضرور بالضرور اسے کمزور کرنے کیلئے کوئی نہ کوئی لومڑی کی چال چلتے رہیں گے لیکن اللہ کی نصرت انہی کو حاصل ہوتی ہے جو توکل اللہ رکھتے ہیں۔اب میں اپنے موضوع کی جانب آتا ہوں آج میرے کالم کا عنوان اور تحریر کا مرکز ملک شام ہے۔ شام میں جاری جنگ امریکا اور اس کے مخالفوں کی جنگ ہے، امریکا بشار کو ہٹا کر اپنا غلام ، پٹھو، خادم، ایجنٹ لانا چاہتا ہے اور روس، چین اور ایران ایسا نہیں چاہتے جبکہ جماعت اسلامی سمجھتی ہے کہ اس وقت اسکو امریکا کا ساتھ دینا چاہئیے اور جب بشار کی حکومت گر جائے گی تو ترکی کسی مرسی قسم کے بندے کو لا سکتا ہے مگر روس اور ایران یہ سمجھتے ہیں کہ اگر امریکا کامیاب ہو گیا تو علاقے میں اسرائیل کے ذریعے امریکی تھانیداری کے خلاف فرنٹ لائن پر موجود ملک شام پر بھی باقی عرب حکومتوں کی طرح امریکی پٹھو بٹھا دے گا، یہ اختلاف نظر برا نہیں، جو بات بری ہے وہ جھوٹ کا سہارا لینا اور اس جنگ کو شیعہ سنی جنگ بنا کر طاقت حاصل کرنا ہے، کیا روس اور چین شیعہ ہیں؟ کیا امریکا اور اسرائیل سنی ہیں؟ جماعت اگر فرقہ پرستوں کی راہ پر چلنا چاہتی ہے تو کوئی روک نہیں سکتا، مگر اس راہ پر انگور بہت کھٹے ہیں۔ دوسری جانب امریکی وزیر خارجہ جان کیری کا کہنا ہے کہ سعودی عرب سمیت خلیج فارس کے بعض عرب حکمرانوں نے شام پر امریکی حملے کی حمایت کرتے ہوئے امریکہ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ شام پر امریکہ کی مسلط کردہ جنگ کا پورا خرچہ ادا کریں گے، امریکی وزیرِ خارجہ جان کیری نے سینیٹ کی خارجہ امور کمیٹی کے

روبرو انکشاف کیا کہ انہیں عربوں کی جانب سے شام پر حملہ کرنے کی پیشکش ہے اور وہ اس جنگ کا تمام خرچہ اٹھانے کا وعدہ کرتے ہیں، جان کیری نے بتایا کہ یہ پیشکش بہت اہم ہے جو باضابطہ طور پر کی گئی ہے، ذرائع کے مطابق عربوں کی یہ سازش ان کی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف منافقت اور خیانت کا نمایاں ثبوت ہے عرب کی خیانت یہ کہ اسرائیل کے خلاف لڑنے کے بجائے اسلامی ممالک پر حملے کے لئے امریکہ کی مدد کررہے ہیں اس سے بڑی خیانت اور کیا ہوگی، کیا عرب اسلامی ممالک پر یہودیوں کے حامیوں نے بلاواسطہ طور پر قبضہ نہیں کرلیا؟ عربوں نے کرنل قذافی کو بھی مار گرانے میں امریکہ کا بھرپور تعاون کیا تھا عرب حکمراں ہر اس ملک کے دشمن ہیں جو اسرائیل کا مخالف ہے، لہٰذا خلیج فارس کی عرب ریاستوں کے حکمراں امریکی اور اسرائیلی آلہ کار ہیں جو مسلمانوں کے سروں پر امریکہ کی طرف سے مسلط کئے گئے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ امریکہ ان عرب ریاستوں کی اسرائیل کی طرح بھرپور حفاظت اور حمایت کررہا ہے اور ان ریاستوں میں جمہوری نظام لانے کے خلاف ہے۔ پہلی بار برطانیہ نے امریکہ کے اس معاملے پر اپنا درعمل ظاہر کیا اور اس سے شام پر ہونے والے حملے پر تعاون نہ کرنے کا عندیہ دیا، برطانیہ کے وزیر خارجہ ولیم ہیگ نے کہا ہے کہ برطانیہ شام پر امریکی فوجی حملے کی حمایت نہیں کرے گا، ہیگ نے کہا کہ اس سلسلے میں برطانوی حکومت برطانوی پارلیمنٹ کی پیروی کرے گی، ولیم ہیگ نے کہا کہ ممکن ہے کہ شام کے بارے میں برطانوی پارلیمنٹ میں دوبارہ ووٹنگ

کی جائے، ذراغ ابلاغ برطانوی وزیر خارجہ کے بیان کو برطانیہ کی چال اور تاخیر قرار دے رہے ہیں۔ بھارت بھی شام میں غیر ملکی مسلح افراد کی امداد کر رہا ہے، امریکہ و اسرائیل اور سعودیہ کی مدد تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں رہی اور اس بات کا امریکہ و اسرائیل اور سعودیہ نے خود اقرار بھی کر لیا ہے یعنی سارے کا سارا کفر اور نفاق اب اعلانیہ طور پر اکٹھا ہو گیا ہے شام کے خلاف، تین سال سے جاری شام امریکا جنگ اب ایک ایسے مرحلے میں پہنچ چکی ہے جب امریکا نے تنگ آ کر چہرے سے نقاب الٹنے اور اپنے زمینی دستوں کی فضائی مدد کرنے کا سوچ لیا ہے، مگر اس وقت میدان جنگ اور عالمی سیاست کے حالات کس رخ پر جا رہے ہیں۔۔۔۔؟؟؟ امریکہ نے شام پر حملے کا ارادہ کر لیا ہے اور کانگرس سے منظوری کے بعد اقوام متحدہ کے کیمیائی ہتھیاروں سے متعلق رپورٹ سے قطع نظر امریکہ جمہوریت کے فروغ اور امن عالم کی حفاظت کے لیے شام پر حملہ کر دے گا یعنی ہم جلد ہی امریکہ اور القائدہ دونوں کو شام میں جمہوریت یا خلافت یا شاید دونوں کے لیے بشار الاسد کے خلاف جنگ لڑتے دیکھیں گے، ادھر خادم حرمین شریفین جنگ کی آگ میں تیل ڈالنے کے ساتھ ساتھ غلاف کعبہ پکڑ کے امریکہ یا القائدہ یا پھر دونوں کی کامیابی کے لیے دعا گو ہوں گے۔اس وقت جب کہ امریکہ اقوام متحدہ کے اشارے کا انتظار کرنے پر تیار ہے نہ اقوام متحدہ اس سلسلے میں خاص زور دینے پر آمادہ نظر آ رہا ہے، چین اور روس شام کے حالات پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے لیکن ،ان میں روس سعودی عرب سے تیل کا خواں ہے

افغانستان بہتی گنگا سے ہاتھ دھونا چاہتا ہے اور پاکستان سرتا پا امریکہ، اسرائیل ور برطانیہ کے پاؤں تلے دبے ہوئے ہیں، ابھی ملک شام پھر پاکستان مکمل طے شدہ پروگرام سے یہودی لابیاں دنیا میں سرم گرم عمل ہیں، ان لابیوں میں پیش پیش دنیا کا سپر پاور کہلانے والا ملک امریکہ ہے جس نے انسانیت کے ساتھ حد درجہ ظلم و برربریت کا بازار گرم کر رکھا ہے، پہلے روس کو کمزور کیا انہیں مسلم ممالک سے لڑا کر کمزور کیا پھر افغانستان، عراق کو تباہ کیا اور اب شام دوسری جانب پاکستان کو مکمل طور پر معاشی و سیاسی سطح پر برباد کرکے کھوکھلا کردیا ہے۔۔۔سرزمین پاکستان کی طاقت کو کبھی بھارت کے باڈر سے تو کبھی افغانستان کے باڈر سے حملے در حملے کرکے پاکستان کی عسکری قوتوں کا اندازہ لگا رہا ہے اور ایک جانب جنوبی وزیرستان پر ڈرون حملے کرکے نہتے شہروں کو موت کے گھاٹ اتار رہا ہے۔ معزز قارئین میں بات کر رہا تھا ملک شام کی جسے ہمارے بلکہ ہر مسلمان کے معتبر، ہماری جانوں سے زیادہ عزیز ترین اللہ کے محبوب حضور اکرم ﷺ نے ملک شام کو پسند فرمایا تھا جس کا مستند احادیث میں ذکر بھی آیا ہے۔ حضرت امام ترمذی رحمۃاللہ نے اپنی کتاب سنن الترمذی ت شاکر 5/ المتوفی 279) میں لکھا ہے۔۔۔صحابی رسول زید بن ثابت سے روایت ہے کہ) 734 ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے چمڑے کے ٹکڑوں سے قران جمع کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شام کیلئے بھلائی ہے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کس وجہ سے۔ اس لئے کہ رحمٰن کے فرشتے ان پر اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں اور اہل شام میں فساد کے اثرات سے متعلق حدیث ترمذی ہیں حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب سنن الترمذی ت شاکر 4/ 485 (المتوفی 279) میں لکھا ہے۔۔ معاویہ بن قرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اہل شام میں خرابی پیدا ہو گئی تو تم میں کوئی خیر و بھلائی نہ ہو گی میری امت میں سے ایک گروہ ایسا ہے جس کی ہمیشہ مدد و نصرت ہوتی رہے گی اور کسی کا ان کی مدد نہ کرنا انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو۔ لیکن اس کا مفہوم یہ نہیں ہے کہ اہل شام خراب ہوئے تو پوری دنیا خراب ہو جائے گی بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اہل شام خراب ہوئے تو شام کی افادیت و فضیلت تم سے چھن جائے گی۔ تاریخ میں جس خطے کو 'بلادِ شام' کہا جاتا ہے اس کے چار اقلیم ہیں، حالیہ شام، فلسطین، لبنان اور اردن، جو کہ اس وقت چار الگ الگ ملک ہیں۔ خطہ شام صرف قدیم نبوتوں اور صحیفوں کے حوالے سے نہیں، احادیث نبوی کے اندر بھی ایک قابل تعظیم خطہ کے طور پر مذکور ہوتا ہے اور محدثین نے رسول اللہ ﷺ سے ثبوت کے ساتھ 'شام' کے لاتعداد مناقب روایت کئے ہیں۔ یہاں تک کہ کئی اہل علم نے آیات اور مستند احادیث پر مشتمل، سرزمین شام کی فضیلت پر باقاعدہ تصانیف چھوڑی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا بخاری میں مروی ہے، (صحیح بخاری حدیث رقم: 990)۔۔"اے اللہ! ہمارے شام میں برکت فرما"۔۔ مزید برآں کئی احادیث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ خطہ

شام طائفہ ، منصورہ1 کا مسکن بنا رہے گا، حدیث۔ (صحیح مسلم حدیث رقم 5067) ۔"شام کی جہت والے لوگ بالاتر رہیں گے، حق پر رہتے ہوئے، یہاں تک کہ قیامت آجائے" یہاں تک کہ آپ ﷺ کا یہ فرما دینا۔۔ (مسند احمد حدیث رقم 15635، عن معاویہ بن قری) 2۔۔"جب اہل شام فساد کا شکار ہو جائیں تو پھر تم میں کوئی خیر نہیں۔ میری امت میں سے ایک طبقہ نصرت مند رہے گا، جو لوگ ان کو بے یار ومددگار چھوڑیں گے وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ پائیں گے، یہاں تک کہ قیامت آجائے"۔۔۔ایسے ہی نبوی اخبار وآثار کے پیش نظر صحابہ کی بہت بڑی تعداد خاص شام کو مسکن بنا کر رہی اور شام ومابعد خطوں میں جہاد کرنا صحابہ کو سب سے زیادہ مرغوب تھا۔ مدینہ یا عمومی طور پر جزیرہ عرب کے بعد اگر کوئی خطہ ہے جس کو یہ شرف حاصل ہو کہ وہاں اصحابِ رسول اللہ کی سب سے بڑی تعداد دفن ہے تو وہ بلاد شام ہی ہے۔ پس یہاں جگہ جگہ انبیاء مدفون ہیں، جو کہ مخلوق میں بر گزیدہ ترین ہیں اور یا پھر خاتم المرسلین کے اصحاب جو کہ انبیاء کے بعد بر گزیدہ ترین ہیں اور جہاں تک تابعین وما بعد ادوار کے اولیاء وصلحائ، ائمہ وعلمائ، شہداء اور مجاہدین، قائدین اور سلاطین اور عجوبہ روزگار مسلم شخصیات کا تعلق ہے، تو خطہ شام کے حوالے سے وہ تو شمار سے باہر ہے، یوں سمجھئے شام ہمیشہ ہیروں موتیوں سے بھرا رہا ہے!۔ کئی ایک نصوص کی رو سے شام ہی ارض محشر ہے۔ "ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ آیا بیت المقدس میں نماز افضل ہے یا مسجد نبوی میں؟ آپ نے

فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز اس (بیت المقدس) میں چار نمازوں سے افضل ہے اور نہایت خوب ہے جائے نماز بیت المقدس بھی، حشر اور نشر کی سرزمین، اور یقینا لوگوں پر ایک وقت آنے والا ہے کہ آدمی کے پاس ایک دڑے جتنی جگہ ہونا، یا پھر کہا، ایک کمان جتنی جگہ ہونا، کہ جہاں سے وہ بیت المقدس کو دیکھ سکتا ہو، اس کے لئے پوری دنیا سے بہتر یا محبوب تر ہوگا"۔۔ نبی اکرم صل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے دیکھا کہ میرے تکیے کے نیچے سے کتاب کا ایک بنیادی حصہ مجھ سے واپس لیا جا رہا ہے۔ میری نظروں نے اس کا تعاقب کیا، ادھر سے بہت نور پھوٹ رہا تھا، میں نے دیکھا کہ وہ شام میں رکھ دی گئی ہے، پس جب فتنے رونما ہوں تو ایمان شام میں ہوگا" (صححہ الالبانی فی فضائل الشام ودمشق) "شام وہ زمین ہے جہاں آخری بار جمع کیا جائے گا اور (جہاں محشر سجے گا" (احمد، وصححہ الالبانی فی فضائل الشام و صحیح الترغیب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز پڑھنے کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "اے اللہ ہمارے مدینہ میں ہمیں برکتیں نصیب کر اور ہمیں ہمارے رائی رائی میں برکتیں نصیب کر! ہمارے مکہ میں ہمیں برکتیں نصیب کر! ہمارے شام میں ہمیں برکتیں نصیب کر!" (صححہ الالبانی فی فضائل الشام ودمشق)۔ حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آپ صل اللہ علیہ وسلم سے کہا "اے اللہ کے رسول صل اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے بتائیں

کہ میں کس علاقے میں رہوں، اگر مجھے پتا ہو کہ آپ
صل اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ لمبے عرصے تک رہیں گے، تو میں آپ صل اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے علاوہ کہیں اور رہنے کو ہرگز ترجیح نہیں دوں" رسول اللہ نے فرمایا شام کی طرف جاؤ، شام کی طرف جاؤ، شام کی طرف جاؤ۔" پس جب آپ صل اللہ" علیہ وسلم نے دیکھا کہ مجھے شام پسند نہیں ہے تو آپ صل اللہ علیہ وسلم نے کہا "کیا تم جانتے ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ (اس کے بارے میں) کیا فرماتا ہے؟" پھر آپ صل اللہ علیہ وسلم نے کہا "شام میری زمینوں میں سے وہ منتخب کردہ زمین ہے جہاں میں اپنے بہترین عابدوں کو داخل کرتا ہوں" (ابو داود اور احمد؛ اس کی سند صحیح ہے) سلمہ بن نفیل الکندی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! گھوڑوں کی لگام کو چھوڑ دیا گیا ہے اور ہتھیار ڈال دیئے گئے ہیں اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ اب جہاد باقی نہیں رہا اور قتال ختم ہوگیا ہے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ جھوٹ بول رہے ہیں! قتال تو ابھی شروع ہوا ہے! میری امت میں ایک گروہ حق کے ساتھ قتال کرتا رہے گا اور اللہ کچھ لوگوں کے دلوں کو پھیر دے گا اور ان کے ذریعے ان (مجاہدین) کو فائدہ پہنچائے گا حتیٰ کہ آخری لمحات آجائیں اور اللہ کا وعدہ پورا ہو جائے اور گھوڑوں کی پیشانیوں پر قیامت تک کے لئے خیر ہے۔ اور مجھے وحی کی جا رہی ہے کہ میں جلد

ہی تم لوگوں سے جدا ہو جاؤں گا اور تم لوگ میرے بعد آپس میں لڑو گے اور ایمان والوں کا گھر شام ہے" (اس کو نسائی نے روایت کیا اور البانی رحمہ اللہ نے صحیح کہا ہے) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایمان دائیں جانب ہے اور کفر مشرق (نجد) کی جانب ہے۔ گھوڑوں اور اونٹوں والے لوگوں عرب کے دیہاتیوں) میں غرور و تکبر پایا جاتا ہے اور مسیح الدجال مشرق سے آئے گا) اور وہ مدینہ کی جانب پیش قدمی کرے گا یہاں تک کہ وہ احد پہاڑوں کے پیچھے تک پہنچ جائے گا پھر فرشتے اسے شام کی طرف بھگا دیں گے اور پھر ادھر اسے ہلاک کر دیا جائے گا" (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور البانی نے صحیح الجامع میں صحیح قرار دیا ہے) ابو امامہ الباھلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے میرا رخ شام کی طرف کیا ہے اور میری پیٹھ یمن کی طرف اور مجھے کہا ہے: " اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے تمہارے سامنے غنیمت اور رزق کو رکھا ہے اور تمہارے پیچھے مدد رکھی ہے" (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور البانی نے صحیح الجامع میں صحیح قرار دیا ہے) معزیز قارئین میں نے اپنے کالم میں نبی کریم کی احادیث کا ذکر اس لیئے کیا ہے کہ جان لیجئے کہ ملک شام کو مکہ و مدینہ شریف کے بعد افضیلت حاصل ہے جس کی افضیلت خود آخری نبی پاک ﷺ نے فرمادی اس کی افضیلت و اہمیت کون ختم کر سکتا ہے ہاں البتہ ہم گنہگاروں کیلئے کفار و مشرکین کی مخالفت ہی ہمارا عظیم جہاد ہے لیکن افسوس صد افسوس

ہماری دینی سیاسی جماعتیں امریکہ یعنی یہودیوں کی حمایت میں اتر آئی ہیں اور اپنے ہی مسلم بھائیوں کی ہلاکت و بربادی کیلئے ساماں پیدا کر رہی ہیں ، اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت کی جانب سے ابھی تک کوئی احتجاج نظر نہیں آتا اور نہ ہی بڑی بڑی سیاسی جماعتوں کی جانب سے رد عمل دیکھنے میں آیا ہے کیا پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں اللہ اور اس کے حبیب ﷺ سے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں، جو اپنے مفادات کی خاطر یہود و نصارا،کافرین و مشرکین کے سامنے چپ سادھ لی ہے اور حیرت ہے پاکستانی قوم پر کہ اپنے آپ کو عشق رسول ﷺ میں سرشار کہنے والے ، ہاتھوں میں تسبیح پکڑ کر اللہ واحد کا ذکر کرنے والے ، سادات پر جان نچاور کرنے والے کیونکر خاموش ہیں ؟؟ کیاان کا ایمان مر گیا ہے یا ایمان سے ہی خالی ہوگئے ! ! ۔

اسرائیل کی ہوشربا فوجی قوت اقوام عالم کے امن کے لئے ایک مستقل خطرہ ہے،اسرائیل کے پاس وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار میں جن میں دو سو ایٹم بم بھی شامل ہیں، اسرائیل کی تیز رفتار فوج کی استعداد خطرناک حد تک زیادہ ہے، اسرائیل محض بہتر گھنٹوں میں سات لاکھ فوج ایک جگہ سے دوسرے جگہ منتقل کر سکتا ہے، عالم اسلام کے قلب میں ایسی خطرناک فوج بین الاقوامی امن کیلئے ایک مستقل خطرہ ہے جہاں کسی وقت بھی ایک خطرناک جنگ بھڑک سکتی ہے جو تیسری عالمی جنگ کی صورت اختیار کر سکتی ہے۔آج نہیں تو کل مسلمان ایک

بڑی فوجی قوت بننے والے ہیں یہ بات بعید نہیں کہ اسرائیل کی وجہ سے مسلمان بھی وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیار حاصل کرلیں گے انشاء اللہ۔ مسلمان اپنی ایک انچ زمین سے بھی دست بردار ہونے کے نہیں، حالت ضعف میں کبھی مسلمان نچلے نہیں بیٹھے اب جبکہ وہ دن دور نہیں جب مسلمان ایک بڑی قوت ہوں گے اگر اسرائیل کے وجود کو عالم اسلام کے قلب سے ختم نہیں کیا جاتا تو مسلمان اپنی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والے عدو کو نکال کر دم لیں گے، اس سے پہلے استعمار کو بھی عالم اسلام سے نکلنا پڑا تھا، استعماری طاقتیں بھی بڑی قوت ہوا کرتی تھیں، ایک خطرناک بین الاقوامی جنگ سے بچاؤ کی یہی صورت ہے کہ عالمی طاقتیں اپنا اثر و نفوذ استعمال کرتے ہوئے صہیونی ریاست کو مسلم اراضی سے بے دخل کردیں، فلسطین میں صہیونی منصوبوں کا ناکام ہوجانا نہ صرف ممکن ہے بلکہ ایک واقعاتی حقیقت ہے، صہیونی ریاست کا زوال ایک ربانی فیصلہ ہے، قرآن مجید جس میں باطل کی آمیزش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ یہودی زوال کی بشارت دیتا ہے، اس کے آخری رسول ﷺ جن کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک حرف اللہ کی طرف سے ہوتا ہے وہ بھی یہودیوں کے زوال کی بشارت دے کر گئے ہیں، پھر اس دھرتی پر خدا کی ربانی سنتیں اثر انداز ہوتی ہیں، انسانی تاریخ بھی ہمیں بتاتی ہیں کہ ظلم پر کوئی ریاست زیادہ عرصہ قائم نہیں رہ سکتی۔ یوں تو پاکستان میں نجی چینلز اور اخبارات آزادی صحافت کے بلند و بالا نعروں سے تھکتے نہیں مگر آجشام کی صورت حال پر کسی طور نہ

پروگرام اور نہ خبر سے تعلق رکھے ہوئے ہیں صرف انہیں باتوں کی جانب کچھ کہ لیتے ہیں جو امریکہ یا ان کے حواری پریس کانفرنس کرکے اپنا مدعا بیان کرتے ہیں لیکن افسوس صد افسوس اسلامی تاریخ اور شام کی اہمیت و افضیلت پر کسی چینل نے بھی زبان نہ کھولی، حقائق کو چھپا کر حقیقی صحافت کیسی، مظلوم پر کیئے ظلم کی پردہ پوشی کیسی، دنیا بھر میں فساد کی آگ جھونکنے والے ممالک امریکہ اور اسرائیل پر خاموشی کیسی کیا مسلم امہ کی میڈیا کفار و مشرکین کی مشترکہ جارحیت کو بے نقاب کرنے میں کمزور اور ناکام کیوں ذرا سوچیئے میڈیا کو بعد از مرگ جواب دینا ہوگا۔ معزز قارئین ملک شام پر امریکی اور اس کے حواریوں کے حملے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں ممکنات میں سے ہے کہ تیسری عالم جنگ چھڑ جائے اور دنیا میں ایٹمی جنگ کی بناء پر تباہ کاریاں انتہا کو پہنچ جائیں ابھی بھی وقت ہے کہ عالم اسلام کو متحد ہو کر امریکی اور ان کے حواریوں کو جنگ سے باز رکھا جائے او آئی سی کا ہنگامی اجلاس بلا کر امریکی جارحیت کو روکا جائے ورنہ نہ عرب ریاستیں بچ سکیں گی اور نہ جنوب مشرقی ایشاء کی مسلم حکومتیں ان کے ساتھ لامتناہی جنگ کا سلسلہ شروع ہو جائیگا جس میں بھارت، چین، کوریہ، جاپان، اور دیگر غیر مسلم ممالک۔ اللہ پاکستان کو بے انتہا مضبوط کردے خاص کر اندرونی خلفشار اور انا کی سے محفوظ بنادے یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہوگا جب ہم سب ایک مسلمان، ایک قوم بنے گے ورنہ ہماری ہستی و تاریخ ارض سے ہمیشہ کیلئے مٹ جائے گی، اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے آمین

☆پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد☆

سعودی عرب کا اسلامی دنیا میں کردار

سعودی عرب وہ مقدس جگہ ہے جہاں عالم اسلام ہی نہیں بلکہ پوری کائنات کی سب سے عظیم مقدس جگہیں ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود اپنی مقدس کتاب قرآن الحکیم والفرقان المجید میں جا بجا ذکر فرمایا ہے ان مقدس جگہوں کے بارے میں آنحضور ﷺ نے نہ صرف پسندگی کا اظہار فرمایا بلکہ اس کی افضیلت وبرکت پر بے پناہ کلام کیئے ہیں وہ دو مقدس جگہیں ایک مکۃ المکرمہ (خانہ کعبہ) اور دوسری مدینۃ المنورہ (روضہ اقدس ﷺ) ہیں۔ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ ان مقدس مقامات کو ازل سے ہی بہت اہمیت حاصل ہے جبکہ مدینہ المنورہ کو حضور کی آمد کے بعد مقام خاص عطا ہوا ،ہجرت کے بعد یثرب سے مدینہ المنورہ بن گیا اور تا قیامت مدینہ المنورہ ہی رہے گا۔ مکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا گھر ہے تو دوسری جانب اللہ کے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کا روضہ مبارک ہے۔ انیسوی صدی مین موجودہ سعودی فرمارواکے آباؤاجداد نے اس خطے پر بادشاہت جماعی اور ایک معاہدے کے مطابق ترکی سے اس خطے کی ذمہ داری لی، یہی وجہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کا ترکی کے دور کا بنا ہوا حصہ آج تک اسی حالت میں قائم و دائم ہے۔

شاہ فیصل کی خدمات بے لوث اور موثر تھیں لیکن امریکہ کی مسلسل مداخلت نے انہیں اپنے ہی مسلم ممالک کیلئے پریشانی کا باعث بناڈالا، ظاہر ہے امریکہ کے تمام معاملات یہودی دیکھتے ہیں اسی لیئے دولت سے مالا مال سعودی عرب کے بے وقوف حکمرانوں کو چکنی چپڑی باتوں میں لاکر ایسے گروہ کی مالی اعانت کرنا شروع کردی جن کا مذہب اسلام سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں، ان میں نام نہاد جہادی تنظیمیں، جہادی گروپس اور انجمیں شامل ہیں۔ امریکہ نے عرب امارات کو یکجا کرکے ان کے بدو دماغ سے پورا پورا فائدہ اٹھایا پہلے پہل انہیں اپنے ہی عرب ممالک سے دشمنیاں پیدا کرکے فاصلے پیدا کیئے پھر سعودی عرب اور دیگر امارات کو ڈرا دھمکا کر اور خوف دلا کر آپس میں دست و گریبان کرڈالا اور جھوٹی محبت اور خلوص دکھا کر ان کی دولت کے ذریعے انہیں عرب ممالک پر دھاوا بول ڈالا میرا مطلب میرے قائرین سمجھ گئے ہونگے، عراق کو قربانی کا بکرا بنایا پھر افغانستان اور اب شام!! میں ایک بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس وقت ہم پندرہویں صدی ہجری میں ہیں اور نبی پاک ﷺ نے چودھویں صدی کے بارے میں بہت کچھ اشارے کیئے تھے!! ۔۔پاکستان ان حالات میں براہ راست اثر انداز ہوا ہے کیا وجہ ہے یہ ایک الگ بات ہے اور مفصل بحث بھی، بس یوں سمجھ لیجئے کہ اس جلتی آگ میں کودنے کیلئے بھی کسی نہ کسی پہلو میں سعودی فرمارواکا دخل ضرور ہے مانا کہ یہ سنگین غلطی ہمارے حکمرانوں کی جانب سے ہوئی ہے مگر انھوں نے ایسا کیوں کیا، آج تک کسی نے یہ جاننے کی

کوشش نہی کی بلکہ شور شرابا کرکے اپنی سیاست چمکاتے رہتے ہیں گویا یہ سیاست دان نہیں جاہل اوجھٹ ہوں اگر پاکستانی سیاستدانوں میں عقل و شعور نام کی کوئی چیز ہوتی تو یہ اصل حقائق کو جاننے کی کوشش کرتے اور حالات کو مزید خراب ہونے سے بچانے کیلئے نئی حکمت عملی لاتے مگر افسوس ہمارے حکمران ! ! انہیں تو دولت کمانے ، لوٹ کھسوٹنے سے فرصت ہی نہیں، انہیں کیا درد کہ عوام کس حال میں ہیں، کہیں ان کے کارندے لوٹ مار میں مست دکھائی دیتے ہیں تو کہیں طاقت کے اظہار کیلئے لوگوں کی جانیں سلب کرتے نظر آتے ہیں آخر جمہوریت کا کیا مطلب ؟؟ ایک وہ جماعت ہے جو غریب عوام کا نعرہ لگاتے تھکتی نہیں کبھی روٹی کپڑا مکان کا وعدہ ، تو دوسری جانب ایسی جماعت نظر آتی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی محبت کا دعویٰ کرتی تھکتی نہیں مگر حاصل عمل کچھ نہیں ، خیر چھوڑیں نظام ریاست پاکستان کو ، کیونکہ ہر الیکشن میں دھاندلی کا بازار گرم رہتا ہے اور ہر بار الزام در الزام کا سلسلہ چل پڑتا ہے مگر کوئی یہ نہیں کہتا کہ الیکشن کے نظام کو جدید کمپیوٹرائز انگوٹھے کے ساتھ اسکیننگ کو لام قرار دیا جائے ظاہر ہے اس جدید کمپیوٹر نظام سے ووٹ نہ جعلی پڑ سکیں گے اور نہ دھونس دھمکی سے ڈالے جائیں گے کیونکہ اس سے عوامی مینڈیٹ کھل کر سامنے جو آجائے گا اور ان کا کھانا پانی بند جو ہو جائیگا۔ خیر چھوڑیں میں بات کر رہا تھا سعودی حکومت اور عرب امارات کی کہ ان کا اسلامی ممالک کیلئے کیا کردار رہا ہے ، ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ مسلک سے مبرا ہو کر تمام مسلم ممالک

کو ایک دوسرے کی عسکری وقت کو بڑھانے کیلئے تمام ذرائع اپنانے چاہیئے جس سے دنیا میں تمام مسلم مملکت مضبوط ہوتی جس طرح غیر مسلم ممالک ایک دوسرے کی مالی، عسکری، معاشی تعاون کرتے تھکتے نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ غیر مسلم ممالک نے ہم مسلم دنیا میں کہیں مسلک کی نفرت، کہیں زبان کی نفرت، کہیں رنگ و نسل کی نفرت میں اوندھا کردیا ہے اسی وجہ سے دنیا بھر میں مسلم مملکت کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے غیر مسلم بالخصوص اسرائیل اور بھارت نے خوب فائدہ اٹھایا ہے اب بھی وقت ہے کہ مسلم ممالک ان کی چالاکیوں کو سمجھ لیں اور آپس کی بلا وجہ چپکلیشی، مسلکی نفرت کو ختم کرکے ایک ہوجائیں تو انشاءاللہ تعالیٰ پوری دنیا میں مسلم با عزت و مقام سے دیکھا جائیگا لیکن ایسا ہوتا ہوا نہیں دیکھتا کیونکہ ان ممالک کو احساس ہے کہ وہ کیا کررہے ہیں اور کیا کرنے جارہے ہیں بس عقل پر دہ پڑگیا ہے۔ حالیہ دنوں میں سعودی عرب کے وزیر خارجہ سعود الفیصل نے اعتراف کیا ہے کہ ان کے ملک نے خطے میں حکومتوں کی تبدیلی کے لئے اب تک کھربوں ڈالر خرچ کئے ہیں۔ سعود الفیصل نے اعتراف کیا کہ سعودی عرب نے مصر سمیت خطے کے دیگر ملکوں میں حالیہ دوسال کے دوران آنے والی تبدیلیوں میں کھربوں ڈالر کی رقم خرچ کی ہے، انہوں نے کہا کہ مصر میں عوامی انقلاب سے پہلے اور بعد میں اور خاص طور سے فوج کے ہاتھوں منتخب صدر محمد مرسی کی برطرفی کے بعد سے سعودی عرب نے مصر کے بعض با اثر دھڑوں میں بھاری بھاری رقمیں تقسیم کی ہیں۔ سعودی الفیصل نے مصر کے با اثر

سیاسی دھڑوں میں بھاری بھاری رقموں کی تقسیم اور محمد مرسی کی قانونی حکومت کی برطرفی میں سعودی عرب کے کردار کا اعتراف، ایسے وقت میں کیا ہے جب باخبر سیاسی حلقوں کا کہنا ہے کہ سعودی عرب، قطری سمیت خطے کے دیگر دولت مند عرب ملکوں کے ساتھ ملکر، تیل کے ڈالروں کے ذریعے علاقے میں قائم آمریتوں کا تحفظ اور عرب ملکوں میں عوامی انقلاب کی روک تھام کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔ شام اور عراق کے حکام اور اسی طرح یمن اور تیونس کے بعض تجزیہ نگاروں کی تصدیق اور رپورٹوں کے مطابق حالیہ دو برس کے دوران سعودی عرب خطے کے ملکوں میں بحرانوں کو ہوا دینے والے میں اہم کردار میں تبدیل ہوگیا ہے۔ تجزیہ نگاروں کے مطابق شام کے معاملے میں ترکی کے اندر شروع ہونے والی مخالفت اور انقرہ کا کردار کمزور ہونے، قطر میں اقتدار کی تبدیلی، نیز دہشتگردوں کے مقابلے میں حکومت شام کا پلڑا بھاری ہونے کے بعد، اب ایسا دکھائی دیتا ہے کہ سعودی عرب کی حکومت، اپنے انٹیلی جینس چیف بندر بن سلطان کی قیادت میں جنکے امریکی انٹیلی جینس حکام کے ساتھ قریبی رابطے اور تعلقات ہیں، خطے کے تبدیلیوں کو مغربی ملکوں، اسرائیل اور اپنے حق میں موڑنے کی کوشش کر رہی ہے۔ شام میں حکومت مخالف اتحال کو شکست سے بچانے کے لئے سعودی حکومت کی ایسے وقت میں سرتوڑ کوشش کر رہی ہے جب عرب تجزیہ نگاروں نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ سعودی عرب، شام میں لڑنے والے دہشتگردوں کھربوں کی ڈالر کی مالی اور اسلحہ جاتی امداد فراہم کرکے بحران شام کو ہوا دینے والے دیگر ملکوں سے

آ کے نکل گیا ہے۔ شام میں جاری بحران کے نتیجے میں ہزاروں بے گناہ انسان مارے جا چکے ہیں، اور اسرائیل کے خلاف تحریک مزاحمت کے اگلا محاذ سمجھے جانے والے ملک شام کو ایسا زبردست نقصان پہنچا ہے کی تلافی شائد برسوں تک بھی ممکن نہ ہو۔ سعودی عرب کی شاہی حکومت، مصر و شام اور یمن و تیونس میں کے علاوہ، عراق کی بدامنی میں اہم کردار ادا کر رہی ہے اور عراقی کے وزیر اعظم سمیت اس ملک کے اعلی حکام بارہا اس بات کا اظہار بھی کر چکے ہیں۔ عراق میں سرگرم دہشتگرد گروہ، خطے کی رجعت پسند عرب حکومتوں کے حمایت کے ذریعے جن میں سعودی عرب سر فہرست ہے، بغداد حکومت کے لئے مشکلات کھڑی کرتے چلے آ رہے ہیں اور انکی کوشش ہے کہ عراق میں دہشتگردانہ سرگرمیوں میں اضافہ کرکے بدامنی کو بڑھاوا دیں اور وزیر اعظم نوری المالکی کی عوامی حکومت کی سرنگونی کا راستہ ہموار کر سکیں، اس بات میں شک و شبے کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے کہ شام اور عراق میں بیک وقت شروع ہونے والی بدامنی کی تازہ لہریں، منصوبہ بند سازش کا حصہ ہیں، جس میں امریکہ، سعودی عرب اور خطے کی دیگر رجعت پسند حکومتوں کا ہاتھ ہے اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے خطے کے ملکوں کو ملکر کوشش کرنا ہوگی، دوسری جانب شام کے مخالفین کا ارادہ تھا کہ وہ جلد شام کو ختم کر دیں گے لیکن ان کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا 2013ء میں استعماری طاقتوں امریکہ، اسرائیل، ترکی اور سعودی عرب نے اس مسئلہ میں سنگین قسم کا دباؤ ڈالا، اس دوران القاعدہ حساس علاقوں میں تسلط حاصل کرنے

میں کامیاب ہوگیا تھا لیکن آج مغربی طاقتوں کے اتحاد کی کوئی خبر نہیں ہے، اس کی بڑی وجہ عربی ممالک کی صفوں میں پیدا ہونے والا اختلاف ہے، مثال کے طور پر سعودی عرب اور قطر کا اختلاف، مصر اور تیونس والے سعودی عرب کے ساتھ نہیں ہیں، ترکی جو شام کے مخالف ایک محاذ تھا، اس میں بھی کمی واقع ہوئی ہے، وہ مخالفین جن میں امریکہ، یورپی ممالک، سعودی عرب، ترکی اور بشار الاسد کے مسلح مخالفین کے پاس اس کے سواء کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ شام کی حکومت کے ساتھ اس بات پر متفق ہوجائیں کہ بشار الاسد کی حکومت آزادانہ انتخابات کروائے۔۔۔۔۔۔۔ سعودی عرب کی امریکہ نواز آل سعود کی وہابی منحرف حکومت مصر میں اسلام پسندوں کی حکومت گرانے کے بعد اب تیونس میں اسلام پسندوں کی حکومت کو گرانے کی تلاش و کوشش کررہی ہے، مصر اور تیونس میں طویل عرصے سے اقتدار پر قابض حکمرانوں کے خلاف عوامی انقلاب کے بعد اسلام پسند جماعتوں کی حکومتیں قائم ہوئیں لیکن پہلے مصر میں فوج نے سعودی حکومت کے تعاون سے اخوان المسلمین کی حکومت کا تختہ الٹا اب حیران کن طور پر تیونس میں بھی حکومت کے خلاف احتجاج شروع ہوگیا ہے جس کے پیچھے سعودی حکومت کا ہاتھ بتایا جاتا ہے کیونکہ سعودی حکومت اسلام پسندوں کے اقتدار میں آجانے سے سخت خوفزدہ ہے اسی لئے سعودی عرب کی حکومت القاعدہ کی دنیا بھر میں کارروائیوں کی حمایت اور ان کی مالی مدد کرتی ہے لیکن انھیں سعودی عرب میں کارروائی کرنے کی اجازت نہیں دیتی اور سعودی عرب میں اس نے القاعدہ کے کئی ارکان کو

جیلیں بند کر رکھا ہے۔۔۔۔ عالم اسلام کا درد رکھنے والوں کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ امریکہ اور اس کے بعض مغرب اتحادی شام میں سرگرم عمل القاعدہ کے دہشت گردوں کی حمایت کیوں کر رہے ہیں؟ طالبان اور تکفیری فکر رکھنے والے مغرب ملکوں کے لئے اتنے عزیز کیوں ہوگئے؟ کیوں امریکہ سمیت سارا یورپ، حتی شام کے عیسائی باشندوں کے سر کاٹے جانے پر اپنے لبوں پر مہر سکوت لگائے ہوئے ہے؟ ان کے آزاد میڈیا کو بھی سانپ سونگھا ہوا ہے اور انسانی حقوق کے اداروں نے بھی اپنے منہ بند کر رکھے ہیں۔۔۔۔۔

اگر پاکستان کو اس تناظر میں دیکھیں تو پاکستان کی صورتحال کچھ جدا نہیں یقینا اس صورتحال پر پاکستان کے تمام مخلص سیاستدانوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس مسلہ کو افہام و تفہیم کے بجائے جنگ و جدول سے حل کرے، اس سلسلے میں سعودی عرب و دیگر عرب امارات کو ان کی مالی معانت سے باز رکھ کر بھرپور طاقت کے ساتھ جس میں بری و ہوائی حملہ کرکے ان کے تمام ٹھکانوں کو نیست و نابود کردیں کیونکہ ان کا کوئی دین و ایمان نہیں ان کے نزدیک مسجد، مدرسہ، اسکول، بچے بچیاں، معذور، بوڑھے، عورتیں، گرجا گھر، مندر، مزارات کسی کی بھی کوئی حیثیت نہیں یہ امریکہ اور اسرائیل کے کرائے کے ٹٹو ہیں ان کا کام دہشت پھیلانا، خون ریزی کرنا، امن وامان تباہ کرنا، معاشی و اقتصادی طور پر تباہ کرنا، عسکری طاقتوں کو کمزور کرنا یہی ان کا اصل مشن ہے، یہ

انسانیت کے قاتل ہیں، قاتلوں کو معاف نہیں بلکہ سزا دی جاتی ہے۔

قرب قیامت اور پاکستان

آج میں نے اپنے قائرین کیلئے قرب قیامت اور پاکستان کا عنوان منتخب کیا ہے، آج کے کالم میں بحیثیت مسلمان اور پاکستانی کے اپنے اندر اور باہر منسلک ماحول اور حالات پر نظر رکھ کر بات کرنی ہے اور قرب قیامت کی نشانیوں کا تقابلہ جائزہ لیتے ہوئے اپنے آپ کو پہنچانا ہے کہ مین اور آپ کہاں کھڑے ہیں کیا اب بھی اپنا احتساب نہیں کرنا کہیں دیر نہ ہوجائے اور زندگی کا چراغ گل نہ ہوجائے۔ سب سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ قیامت کے متعلق اللہ اور اس کے حبیب ﷺ نے کیا فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تقریبا تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے۔ (دجال کے معنی ہیں مکار، فریبی اور دھوکے باز) ان مین سے ہر ایک یہی گمان (ظاہر) کرے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ (مسلم شریف۔ ص ۶۹۳ ج ۲، ابوداونی د ص ۴۲۷)۔۔۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) ہم لوگ آپس میں (قیامت کا) ذکر کررہے تھے کہ نبی کریم ﷺ ہماری طرف آ نکلے اور پوچھا تم لوگ کس چیز کا ذکر کررہے ہو؟ ہم نے عرض کیا قیامت کا ذکر کررہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا۔۔ یقینا قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں کا ذکر فریایا (۱) دھواں (۲) دجال (۳) زمین کا جانور (۴) سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع

ہونا (۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول
یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا (۷تا۹) زمین کا تین جگہ سے دھنسنا، ایک مشرق (۶)
مین، دوسرے مغرب میں اور تیسرے جزیرہ عرب میں اور ان سب نشانیوں کے بعد
ایک آگ پیدا ہوگی جو لوگوں کو یمن سے نکالے گی اور ہانکتی ہوئی زمین حشر (یعنی شام)
کی طرف لے جائے گی۔ (مسلم شریف) ۔۔۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بہتر چیزیں قرب قیامت کی علامت ہیں جب
تم دیکھو کہ: لوگ نمازیں غارت کرنے لگیں گے یعنی نمازوں کا اہتمام رخصت ہو جائے
گا، امانت ضائع کرنے لگیں گے یعنی جو امانت ان کے پاس رکھی جائے گی اس میں
خیانت کرنے لگیں گے، سود کھانے لگیں گے، جھوٹ کو حلال سمجھنے لگے گے یعنی جھوٹ
ایک فن اور ہنر بن جائے گا، معمولی معمولی باتوں پر خونریزی کریں گے، ذرا ذرا سی
بات پر دوسرے کی جان لیں گے، اونچی اونچی عمارتیں بنائیں گے، دین بیچ کر دنیا جمع کریں
گے، قطع رحمی یعنی رشتہ داروں سے بد سلوکی کریں گے، انصاف نایاب ہو جائیگا، جھوٹ
سچ بن جائیگا، لباس ریشم کا پہنا جائیگا، ظلم عام ہو جائیگا، طلاقوں کی کثرت ہوگی، ناگہانی
موت عام ہو جائیگی یعنی ایسی موت جس کا پہلے سے پتا نہیں ہوگا، امانتدار کو خائن سمجھا
جائیگا یعنی امانتدار پر تہمت لگائی جائیگی کہ خیانتی ہے، جھوٹے انسان کو سچا سمجھا جائیگا،
سچے انسان کو جھوٹا سمجھا جائیگا، تہمت دراری عام ہوگی یعنی لوگ دوسروں پر جھوٹی
تہمتیں لگائیں گے، بارش کے باوجود گرمی ہوگی، لوگ اولاد کی خواہش کرنے

کے بجائے اولاد سے کراہت محسوس کریں گے یعنی لوگ یہ دعا کرنے لگیں گے کہ اولاد نہ ہو، کمینے لوگ عیش و عشرت کی زندگی بسر کریں گے، شریفوں کا ناک میں دم ہوجائیگا یعنی شریف لوگ شرافت لیکر بیٹھیں گے تو دنیا سے کٹ جائیں گے، امیر اور وزیر جھوٹ کے عادی بن جائیں گے، امین خیانت کرنے لگیں گے، سردار ظلم پیشہ ہونگے، عالم اور قاری بد کردار ہونگے یعنی عالم بھی ہیں اور قرآن کی تلاوت بھی کررہے ہیں مگر بد کردار ہیں، لوگ جانوروں کی کھالوں کے لباس پہنیں گے، لوگ جانوروں کی کھالوں سے بنے اعلیٰ درجے کے لباس زیب تن کریں گے لیکن ان کے دل مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہونگے اور ایلوے سے بھی زیادہ کڑوے ہونگے، سونا عام ہوجائیگا، چاندی کی مانگ بڑھ جائیگی، گناہ زیادہ ہوجائیں گے، امن کم ہوجائیگا، قرآن کریم کے نسخوں کو آراستہ کیا جائیگا اور اس پر نقش و نگاری کی جائیگی۔ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ۔۔اللہ تعالی کی جانب سے یہ قیامت کے قریب ہونے پر تنبیہ ہے اور لوگ پھر بھی اس سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں یعنی انہیں اس کا علم نہیں اور نہ ہی اس وجہ سے وہ تیاری کر رہے ہیں۔قرب قیامت کے متعلق فرمان باری تعالی ہے۔ لوگوں کے حساب کا وقت قریب آچکا ہے اور وہ پھر بھی غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں (سورۃالانبیائ 1) ۔ارشاد باری تعالی ہے۔اللہ تعالی کا حکم آ پہنچا اب اس کے لئے جلدی نہ کرو تمام قسم کی پاکی اسی کے لئے ہے اور ان سے جنہیں یہ شریک بناتے ہیں وہ بلند وبالا ہے (النحل 1) ۔قیامت قریب آگئ،اور چاند پھٹ گیا (سورۃالقمر1) ابن کثیر

رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔اللہ تعالی قیامت کے قریب آ جانے کی خبر دے رہے ہیں اور صیغہ ماضی کا استعمال کیا ہے جو کہ تحقیق اور اس کے لازمی وقوع پر دلالت کرتا ہے۔ تفسیر القرآن العظیم (2/ 560)۔ابن کثیر رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں ۔اللہ تعالی دنیا کے ختم اور خالی ہو جانے اور قیامت کے قریب ہونے کی خبر دے رہا ہے ۔ تفسیر القرآن العظیم (4/ 360)۔اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے۔۔ترجمہ ©۔ اللہ وہ ہے جس نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے اور عدل وانصاف بھی اتارا ہے اور آپ کو کیا خبر کہ قیامت قریب ہی ہو (الشوری / 17)۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے۔۔ میں کیسے آسودہ حال رہوں حالانکہ صور پھونکنے والے نے صور کو پکڑ لیا ہے اور کان لگا رکھے ہیں کہ کب اسے حکم دیا جائے اور وہ اس میں پھونک مارے ؟ تو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر بہت بھاری ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ توکلنا۔ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کار ساز ہے ہم نے اللہ تعالی پر توکل کیا۔(صحیح سنن ترمذی حدیث نمبر 1980) اور احمد اور مسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت صرف برے اور شریر لوگوں پر ہی قائم ہو گی۔ صحیح مسلم حدیث نمبر 5243 مسند احمد حدیث نمبر 3548)اور احمد اور بخاری نے) مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صالح اور نیک لوگ پہلے چلے جائیں

گے اور گھٹیا لوگ رہ جائیں گے جس طرح کہ گھٹیا جو یا کھجور ہوتی ہیں اللہ تعالی ان کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ (صحیح الجامع حدیث نمبر 7934)اور احمد اور بخاری مسلم اور ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں تمہارے سامنے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا جو کہ میرے بعد کوئی نہیں بیان کرے گا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم کم ہو جائے گی اور جہالت عام اور ظاہر ہو جائے گی اور زنا عام ہو گا اور عورتیں زیادہ اور مرد کم ہو جائیں گے حتیٰ کہ پچاس عورتوں پر ایک آدمی نگران ہو گا۔ صحیح بخاری حدیث نمبر 79 صحیح مسلم حدیث نمبر 4825 یہ الفاظ مسلم کے ہیں مسند) احمد حدیث نمبر 12735 سنن ترمذی حدیث نمبر 2131) اور طبرانی میں ہے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آخری زمانے میں زمین کا دھنسنا اور بہتان بازی اور مسخ ہو گا جب گانے بجانے اور موسیقی کے آلات زیادہ ہو جائیں گے اور شراب کو حلال کر لیا جائے گا۔ (صحیح الجامع 3665) یہ سب نصوص اپنے صریح منطوق کے اعتبار سے قرب قیامت پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ گناہوں کی کثرت قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں اور کفار قیامت کو دور سمجھتے اور اس کے آنے میں دیر سمجھتے ہیں لیکن معاملہ اس طرح ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے بیان فرمایا ہے۔ بیشک وہ اسے دور سمجھتے ہیں اور ہم اسے نزدیک دیکھ رہے ہیں۔ ہم اللہ تعالی سے دنیا وآخرت میں نجات اور سلامتی

کا سوال کرتا ہے۔

قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں جن کے ظاہر ہونے کے بعد قیامت کے آنے میں زیادہ دیر نہیں ہوگی، وہ یہ ہیں:

۱: حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظاہر ہونا اور بیت اللہ شریف کے سامنے رکن اور مقام کے درمیان لوگوں کا ان کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کرنا۔

۲: ان کے زمانے میں کانے دجال کا نکلنا اور چالیس دن تک زمین میں فساد مچانا۔

۳: اس کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا۔

۴: یاجوج ماجوج کا نکلنا۔

۵: دابۃ الارض کا صفا پہاڑی سے نکلنا۔

۶: سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا اور یہ قیامت کی سب سے بڑی نشانی ہوگی، جس سے ہر شخص کو نظر آئے گا

کہ اب زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہوا چاہتا ہے اور اب اس نظام کے توڑ دینے اور قیامت کے برپا ہونے میں زیادہ دیر نہیں ہے۔ اس نشانی کو دیکھ کر لوگوں پر خوف و ہراس طاری ہوجائے گا مگر یہ اس عالم کی نزع کا وقت ہوگا، جس طرح نزع کی حالت میں توبہ قبول نہیں ہوتی، اسی طرح جب سورج مغرب سے طلوع

ہوگا تو توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔ اس قسم کی کچھ بڑی بڑی نشانیاں اور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں۔۔ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے اور جس پر اہل حق کا اتفاق ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہوں گے اور نجیب الطرفین سید ہوں گے۔ ان کا نام نامی محمد اور والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ جس طرح صورت و سیرت میں بیٹا باپ کے مشابہ ہوتا ہے اسی طرح وہ شکل و شباہت اور اخلاق و شمائل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہوں گے، وہ نبی نہیں ہوں گے، نہ ان پر وحی نازل ہوگی، نہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے، نہ ان کی نبوت پر کوئی ایمان لائے گا۔ ان کی کفار سے خوں ریز جنگیں ہوں گی، ان کے زمانے میں کانے دجال کا خروج ہوگا اور وہ لشکر دجال کے محاصرے میں گھِر جائیں گے، ٹھیک نماز فجر کے وقت دجال کو قتل کرنے کے لئے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اور فجر کی نماز حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں پڑھیں گے، نماز کے بعد دجال کا رخ کریں گے، وہ لعین بھاگ کھڑا ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا تعاقب کریں گے اور اسے "بابِ ل±دّ" پر قتل کردیں گے، دجال کا لشکر تہ تیغ ہوگا اور یہودیت و نصرانیت کا ایک ایک نشان مٹادیا جائے گا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ایک خلیفہ کی موت پر (ان کی جانشینی کے مسئلہ پر) اختلاف ہوگا، تو اہل مدینہ میں سے ایک شخص بھاگ کر

مکہ مکرمہ آجائے گا (یہ مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے اور اس اندیشہ سے بھاگ کر مکہ آجائیں گے کہ کہیں ان کو خلیفہ نہ بنادیا جائے) مگر لوگ ان کے انکار کے باوجود ان کو خلافت کے لئے منتخب کریں گے، چنانچہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان (بیت اللہ شریف کے سامنے) ان کے ہاتھ پر لوگ بیعت کریں گے۔ پھر ملک شام سے ایک لشکر ان کے مقابلے میں بھیجا جائے گا، لیکن یہ لشکر بیداء نامی جگہ میں جو کہ مکہ و مدینہ کے درمیان ہے، زمین میں دھنسادیا جائے گا، پس جب لوگ یہ دیکھیں گے تو (ہر خاص و عام کو دور دور تک معلوم ہوجائے گا کہ یہ مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں) چنانچہ ملک شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بیعت کریں گی۔ پھر قریش کا ایک آدمی جس کی ننھیال قبیلہ بنوکلب میں ہوگی آپ کے مقابلہ میں کھڑا ہوگا۔ آپ بنوکلب کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجیں گے وہ ان پر غالب آئے گا اور بڑی محرومی ہے اس شخص کے لئے جو بنوکلب کے مالِ غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حاضر نہ ہو۔ پس حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوب مال تقسیم کریں گے اور لوگوں میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق عمل کریں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (یعنی اسلام کو استقرار نصیب ہوگا)۔ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات سال رہیں گے پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ (یہ حدیث مشکوٰۃ شریف ص: ۴۷۱ میں ابوداود کے حوالے سے درج ہے، اور امام سیوطی نے العرف الوردی فی آخبار

المہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ص: ۵۹ میں اس کو ابن ابی شیبہ، احمد ابوداود، ابویعلیٰ اور طبری کے حوالے سے نقل کیا ہے)۔ دجال کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں اس کے حلیہ، اس کے دعویٰ اور اس کے فتنہ و فساد پھیلانے کی تفصیل ذکر کی گئی ہے، چند احادیث کا خلاصہ درج ذیل ہے:

۱: رنگ سرخ، جسم بھاری بھرکم، قد پستہ، سر کے بال نہایت خمیدہ الجھے ہوئے، ایک آنکھ بالکل سپاٹ، دوسری عیب دار، پیشانی پر "ک، ف، ر" یعنی "کافر" کا لفظ لکھا ہوگا جسے ہر خواندہ و ناخواندہ مومن پڑھ سکے گا۔

۲: پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر ترقی کرکے خدائی کا مدعی ہوگا۔

۳: اس کا ابتدائی خروج اصفہان خراسان سے ہوگا اور عراق و شام کے درمیان راستہ میں اعلانیہ دعوت دے گا۔

۴: گدھے پر سوار ہوگا، ستر ہزار یہودی اس کی فوج میں ہوں گے۔

۵: آندھی کی طرح چلے گا اور مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور بیت المقدس کے علاوہ ساری زمین میں گھومے پھرے گا۔

۶: مدینہ میں جانے کی غرض سے احد پہاڑ کے پیچھے ڈیرہ ڈالے گا، مگر خدا کے فرشتے اسے مدینہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے، وہاں سے ملک شام کا رخ کرے گا اور وہاں جاکر ہلاک ہوگا۔

۷: اس دوران مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے اور مدینہ طیبہ میں جتنے منافق ہوں گے وہ گھبراکر باہر نکلیں گے اور دجال سے جاملیں گے۔

جب بیت المقدس کے قریب پہنچے گا تو اہل اسلام اس کے مقابلہ میں نکلیں گے اور...: ۸
دجال کی فوج ان کا محاصرہ کرلے گی۔
مسلمان بیت المقدس میں محصور ہوجائیں گے اور اس محاصرہ میں ان کو سخت ابتلا...: ۹
پیش آئے گا۔
ایک دن صبح کے وقت آواز آئے گی۔ تمہارے پاس مدد آپہنچی! مسلمان یہ آواز...: ۱۰
سن کر کہیں گے کہ مدد کہاں سے آسکتی ہے؟ یہ کسی پیٹ بھرے کی آواز ہے۔
عین اس وقت جبکہ فجر کی نماز کی اقامت ہوچکی ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت...: ۱۱
المقدس کے شرقی منارہ کے پاس نزول فرمائیں گے۔
ان کی تشریف آوری پر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو مصلّے پر جاچکے ہوں...: ۱۲
گے) پیچھے ہٹ جائیں گے اور ان سے امامت کی درخواست کریں گے، مگر آپ امام
مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمائیں گے کہ نماز پڑھائیں کیونکہ اس نماز کی اقامت
آپ کے لئے ہوئی ہے۔
نماز سے فارغ ہوکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دروازہ کھولنے کا حکم دیں گے، آپ...: ۱۳
کے ہاتھ میں اس وقت ایک چھوٹا سا نیزہ ہوگا، دجال آپ کو دیکھتے ہی اس طرح پگھلنے
لگے گا جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ آپ اس سے فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ
نے میری ایک ضرب تیرے لئے لکھ رکھی ہے، جس سے تو بچ نہیں سکتا! دجال بھاگنے
لگے گا، مگر آپ بابِ ل±د کے پاس اس کو جا پکڑیں گے اور نیزے سے اس کو ہلاک
کردیں گے اور اس کا نیزے پر لگا ہوا خون مسلمانوں کو

دکھائیں گے۔

اس وقت اہل اسلام اور دجال کی فوج میں مقابلہ ہوگا، دجالی فوج تہہ تیغ ہو جائے...: ۱۴
گی اور شجر و حجر پکار اٹھیں گے کہ اے مومن! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے، اس
کو قتل کر۔ یہ دجال کا مختصر سا احوال ہے، احادیث شریفہ میں اس کی بہت سی تفصیلات
بیان فرمائی گئی ہیں۔ یاجوج ماجوج کے خروج کا ذکر قرآن کریم میں دو جگہ آیا ہے،
ایک سورۃ انبیاء کی آیت: ۹۶ میں جس میں فرمایا گیا ہے۔۔ یہاں تک کہ جب کھول
دیئے جائیں گے یاجوج ماجوج اور وہ ہر اونچان سے دوڑتے ہوئے آئیں گے اور قریب
آن لگا سچا وعدہ (یعنی وعدہ قیامت) پس اچانک پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی آنکھیں
منکروں کی ہائے افسوس! ہم تو اس سے غفلت میں تھے، بلکہ ہم ظالم تھے۔۔ اور
دوسرے سورۃ کہف کے آخری سے پہلے رکوع میں جہاں ذوالقرنین کی خدمت میں
یاجوج ماجوج کے فتنہ و فساد برپا کرنے اور ان کے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنانے کا ذکر
آتا ہے، وہاں فرمایا گیا ہے کہ حضرت ذوالقرنین نے دیوار کی تعمیر کے بعد فرمایا۔ یہ
میرے رب کی رحمت ہے، پس جب میرے رب کا وعدہ (وعدہ قیامت) آئے گا تو اس
کو چور چور کر دے گا، اور میرے رب کا وعدہ سچ ہے۔ (آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اور
ہم اس دن ان کو اس حال میں چھوڑ دیں گے کہ ان میں سے بعض بعض میں ٹھاٹھیں
مارتے ہوں گے۔ ان آیاتِ کریمہ سے واضح ہے کہ یاجوج ماجوج کا آخری زمانے میں
نکلنا علمِ الٰہی میں طے شدہ ہے اور یہ کہ ان کا خروج قیامت کی نشانی کے طور پر قربِ
قیامت میں

ہوگا۔ اسی بنا پر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کے خروج کو قیامت کی علاماتِ کبریٰ میں شمار کیا گیا ہے، اور بہت سی احادیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ان کا خروج سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا۔ایک حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دجال کو قتل کرنے کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد ارشاد ہے۔۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس جائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا ہوگا اور گرد و غبار سے ان کے چہرے صاف کریں گے اور جنت میں ان کے جو درجات ہیں وہ ان کو بتائیں گے۔ ابھی وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندوں کو خروج کی اجازت دی ہے جن کے مقابلے کی کسی کو طاقت نہیں، پس آپ میرے بندوں کو کوہِ طور پر لے جایئے۔اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے پھسلتے ہوئے اتریں گے، پس ان کے دستے بحیرہ طبریہ پر گزریں گے تو اس کا سارا پانی صاف کردیں گے اور ان کے پچھلے لوگ آئیں گے تو کہیں گے کہ کسی زمانے میں اس میں پانی ہوتا تھا۔ اور وہ چلیں گے یہاں تک کہ جب جبل خمر تک جو بیت المقدس کا پہاڑ ہے پہنچیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو تو ہم قتل کر چکے اب آسمان والوں کو قتل کریں۔ پس وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے تیر خون

سے رنگے ہوئے واپس لوٹادے گا۔اور اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء کوہِ طور پر محصور ہوں گے اور اس محاصرہ کی وجہ سے ان کو ایسی تنگی پیش آئے گی کہ ان کے لئے گائے کا سر تمہارے آج کے سو درہم سے بہتر ہوگا۔ پس اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے، پس اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کی گردنوں میں کیڑا پیدا کردے گا، جس سے وہ ایک آن میں ہلاک ہوجائیں گے۔ پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء کوہِ طور سے زمین پر اتریں گے تو ایک بالشت زمین بھی خالی نہیں ملے گی جو ان کی لاشوں اور بدبو سے بھری ہوئی نہ ہو، پس اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء اللہ سے دعا کریں گے، تب اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں کے مثل پرندے بھیجے گا، جو ان کی لاشوں کو اٹھا کر جہاں اللہ کو منظور ہوگا پھینک دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا کہ اس سے کوئی خیمہ اور کوئی مکان چھپا نہیں رہے گا، پس وہ بارش زمین کو دھو کر شیشے کی طرح صاف کردے گی۔ (صحیح مسلم، مسند احمد، ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم، کنز العمال)۔۔ترمذی کی حدیث میں ہے کہ وہ پرندے یاجوج ماجوج کی لاشوں کو نہبل میں لے جاکر پھینکیں گے اور مسلمان ان کے تیر کمان اور ترکشوں کو سات برس بطور ایندھن استعمال کریں گے۔ مشکوٰۃ ص: ۴۷۴ میں حدیث میں ارشاد ہے کہ معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی، ، قیامت کا تذکرہ آیا

تو سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا، انہوں نے فرمایا کہ: مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا، انہوں نے بھی یہی جواب دیا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال ہوا، انہوں نے فرمایا: قیامت کے وقوع کا وقت تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں، البتہ میرے رب عزوجل کا مجھ سے ایک وعدہ ہے اور وہ یہ کہ دجالِ اکبر خروج کرے گا تو اس کو قتل کرنے کے لئے میں اتروں گا، وہ مجھے دیکھتے ہی رانگٹ کی طرح پگھلنا شروع ہوگا، پس اللہ تعالیٰ اسے میرے ہاتھ سے ہلاک کردے گا۔ یہاں تک کہ شجر و حجر پکار اٹھیں گے کہ اے مومن! میرے پیچھے کافر چھپا ہوا ہے اسے قتل کر! پس میں دجال کو قتل کردوں گا اور دجال کی فوج کو اللہ تعالیٰ ہلاک کردے گا۔ پھر لوگ اپنے علاقوں اور وطنوں کو لوٹ جائیں گے۔ تب یاجوج ماجوج نکلیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑے ہوئے آئیں گے، وہ مسلمانوں کے علاقوں کو روند ڈالیں گے، جس چیز پر سے گزریں گے اسے تباہ کردیں گے، جس پانی پر سے گزریں گے اسے صاف کردیں گے، لوگ مجھ سے ان کے فتنہ و فساد کی شکایت کریں گے، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا، پس اللہ تعالیٰ انہیں موت سے ہلاک کردے گا، یہاں تک کہ ان کی بدبو سے زمین میں تعفن پھیل جائے گا، پس اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جو ان کو بہا کر سمندر میں ڈال دے گی۔ بس میرے رَبّ عزوجل کا مجھ سے جو وعدہ ہے اس میں فرمایا کہ جب یہ واقعات ہوں گے تو قیامت کی مثال اس پورے دنوں کی حاملہ کی ہوگی جس کے بارے میں اس کے مالکوں

کو کچھ خبر نہیں ہوگی کہ رات یا دن کب، اچانک اس کے وضع حمل کا وقت آ جائے۔
مسند احمد، ابن ماجہ، ابن جریر، مستدرک حاکم، فتح الباری، در منثور، التصریح بما تواتر فی نزول المسیح ص: ۱۵۸، ۱۵۹)۔ دابۃ الارض ! اس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ النمل آیت: ۸۲ میں آیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے۔اور جب آن پڑے گی ان پر بات (یعنی وعدہ قیامت کے پورا ہونے کا وقت قریب آ لگے گا) تو ہم نکالیں گے ان کے لئے ایک چوپایہ زمین سے جو ان سے باتیں کرے گا کہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں لاتے تھے۔
دابۃ الارض کا خروج بھی قیامت کی بڑی علامتوں میں سے ہے اور ارشاداتِ نبویہ میں بھی اس کو علاماتِ کبریٰ میں شامل کیا گیا ہے، ایک حدیث میں ہے کہ چھ چیزوں سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو، دخان، دجال، دابۃ الارض، مغرب سے آفتاب کا طلوع (ہونا، عام فتنہ اور ہر شخص سے متعلق خاص فتنہ (مشکوٰۃ ص: ۴۷۲
ایک اور حدیث میں ہے کہ قیامت کی پہلی علامت جو لوگوں کے سامنے ظاہر ہوگی، وہ آفتاب کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت لوگوں کے سامنے دابۃ الارض کا نکلنا ہے، ان میں سے جو پہلے ہو دوسری اس کے بعد متصل ہوگی (مشکوٰۃ، صحیح مسلم)۔۔ایک اور حدیث میں ہے کہ تین چیزیں جب ظہور پذیر ہو جائیں گی تو کسی نفس کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا، جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو، یا اس نے ایمان کی حالت میں کوئی نیکی نہ کی ہو، آفتاب

کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کا ظاہر ہونا اور دابۃ الارض کا نکلنا۔ (مشکوٰۃ، صحیح مسلم)
۔۔ حدیث میں ہے کہ آفتاب کو ہر دن مشرق سے طلوع ہونے کا اذن ملتا ہے، ایک دن اسے مشرق کے بجائے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کا حکم ہوگا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)۔۔جس طرح نزع کی حالت میں ایمان قبول نہیں ہوتا، اسی طرح آفتاب کے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے کے بعد (جو اس عالم کی نزع کا وقت ہوگا) توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اس وقت ایمان لانا مفید نہ ہوگا، نہ ایسے ایمان کا اعتبار ہوگا، اور توبہ کا دروازہ بند ہونے کے بعد بے ایمانوں کو رسوا کرنے اور ان کے غلط دعوی ایمان کا راستہ بند کرنے کے لئے مومن وکافر پر الگ الگ نشان لگادیا جائے گا۔ دابۃ الارض جب نکلے گا تو اس کے پاس موسیٰ علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ہوگی، وہ انگشتری سے مومن کے چہرے پر مہر لگادے گا جس سے اس کا چہرہ چمک اٹھے گا، اور کافر کی ناک پر موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے مہر لگادے گا۔ (جس کی وجہ سے دل کے کفر کی سیاہی اس کے منہ پر چھاجائے گی) جس سے مومن وکافر کے درمیان ایسا امتیاز ہوجائے گا کہ مجلس میں مومن وکافر الگ الگ پہچانے جائیں گے۔ دابۃ الارض کے تھوڑے عرصہ بعد ایک پاکیزہ ہوا چلے گی جس سے تمام اہل ایمان کا انتقال ہوجائے گا اور صرف شریر لوگ رہ جائیں گے، چوپاوں کی طرح سڑکوں پر شہوت رانی کریں گے، ان پر قیامت واقع ہوگی۔ (مشکوٰۃ)۔۔قرب قیامت میں ایک گمراہ فرقہ پیدا ہوگا جس کا نعرہ یکفینا القرآن ہوگا، یعنی ہمارے

لیے قرآن کافی ہے۔۔ اگرایک طرف "یکفینا القرآن" کا خوبصورت اور دلکش نعرہ لگایا جائے اور دوسری طرف حدیث رسول کا انکار کیا جائے تو پھر قرآن مجید میں جہاں بیسیوں مقامات پر ایمان باللہ کے ساتھ ساتھ ایمان بالرسول، اطاعت رسول اور اتباع رسول کا حکم دیا گیا ہے، ان سب کی بنیادیں کھوکھلی ہو جائیں گی، نتیجتاً ان سب آیات کا انکار بھی لازم آئیگا، جب کہ خود قرآن پاک بیشتر مقامات پر احادیث رسول کی حجیت ثابت کر رہا ہے اور یہ قرآن کا ایسا لازمی جزو ہے کہ اس کے بغیر نہ کوئی ہدایت پا سکتا ہے اور نہ ایمان کی تکمیل ممکن ہے۔۔قرآن پاک کی سورۃ النساء: ۱۳۶ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔۔اے ایمان والو! ایمان لاؤ (یعنی ایمان پر مضبوطی سے قائم رہو) اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے اتاری (یاد رکھو!) جو انکار کرے گا اللہ کا اور ملائکہ کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور یوم آخرت کا تو وہ دور کی گمراہی میں پڑے گا۔ سورۃ النسائ: ۔اے لوگو! تمہارے پاس حق کے ساتھ رسول آیا؛ پس اس پر ایمان لاؤ کیونکہ ۱۷۰ تمہارے لیے اسی میں بھلائی ہے۔ سورۃ الفتح: ۱۳۔۔اور جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو ہم نے منکروں کے لیے دہکتی آگ تیار رکھی ہے۔ سورۃ محمد: ۔۔اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور اپنے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ۳۳ ضائع نہ کرو۔ سورۃ انفال: ۱۔۔اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ تعالیٰ کا اور اس کے رسول کا کہنا

مانو۔ سورۃ النساء: ۸۰۔۔جس نے رسول کا حکم مانا تو بلاشبہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ سورۃ العمران: ۲۳۔آپ فرمادیجئے کہ تم اطاعت کیا کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی؛ پھر اگر وہ لوگ اعراض کریں، سو اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتے۔۔ سورۃ العمران: ۲۳۱۔اور خوشی سے کہنا مانو اللہ تعالیٰ کا اور رسول کا امید ہے کہ تم رحم کئے جاؤگے۔ سورۃ المائدہ: ۳۹۔اور تم اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو۔ سورۃ انفال: ۰۲۔اے ایمان والو! اللہ کا کہنا مانو اور اس کے رسول کا اور اس سے روگردانی مت کرنا اور تم سن تو لیتے ہی ہو۔ سورۃ انفال: ۶۴۔اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو اور نزاع مت کرو ورنہ کم ہمت ہوجاؤگے۔ سورۃ النور: ۴۵۔آپ کہیے اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو؛ پھر اگر تم لوگ روگردانی کروگے تو سمجھ رکھو رسول کے ذمہ وہی ہے جس کا ان پر بار رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جس کا بار تم پر رکھا گیا ہے؛ اگر تم نے ان کی اطاعت کرلی راہ پر جا لگوگے۔ سورۃ المجادلہ: ۱۳۔تم نماز کے پابند رہو اور زکوۃ دیا کرو اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانا کرو۔ سورۃ المائدہ: ۹۲۔اللہ کا کہنا مانو اور رسول کا کہنا مانو؛ اگر تم اعراض کروگے تو ہمارے رسول کے ذمہ تو صاف صاف پہنچادینا ہے۔ سورۃ النساء: ۵۹۔اے ایمان والو! حکم مانو اللہ تعالیٰ کا اور حکم مانو رسول کا اور اپنے میں سے حاکموں کا؛ پس اگر جھگڑو تم کسی بات میں تو رجوع کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف۔۔۔ان آیات سے معلوم ہوا کہ جس طرح

خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے؛ اسی طرح اس کے رسول اور اس پر اتاری گئی کتاب پر ایمان لانا اور تصدیق کرنا لازم وضروری ہے، جو لوگ خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور اس کے رسول کی تصدیق نہیں کرتے دائمی نقصان اٹھائیں گے۔ معزز قارئین میں نے قرب قیامت کی نشانیاں قرآن واحادیث سے رہنمائی لیتے ہوئے کچھ بیان کی ہیں اصل علم اللہ اور اس کے حبیب ﷺ جانتے ہیں مگر جس قدر اللہ اور اس کے حبیب نے بیان کیا ہے اسے یہاں بحوالہ پیش کیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ پاکستان جو خالصتا اسلامی نظریہ پر وجود میں آیا آج وطن عزیز پاکستان کہاں کھڑا ہے، یہ الگ بات ہے کہ کچھ لوگ پاکستان کو سیکیولر ازم میں ڈھالنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، کچھ لسانیت تو کچھ فرقہ ورائیت لیکن کوئی دھیان نہیں دے رہا کہ پاکستانی معاشرہ اور سیاست، نظام ریاست کہاں جارہا ہے، قرب قیامت کی نشیانیوں میں بیشتر نشانیاں اس ریاست میں پائی جارہی ہیں اور وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور اس قوم کو دین سے دور کرکے دجالوں کے فتنوں میں گھسیٹا جارہا ہے، القاعدہ، طالبان اور دیگر تمام جہادی تنظیمیں انہیں دجالوں کا پیش خیمہ بنی ہوئی ہیں اور ریاست کے حکمران ہوں یا سیاستدان اُن لوگوں کی تقلید کرتے تھکتے نہیں جو کھلے آخری نبی کریم ﷺ کے دشمن ہیں، ان میں عیسائی، یہودی، بت پرست حکومتوں کے ساتھ ساتھ قادیانی، احمدی اور وہ گروہ یا جماعتیں جو نبی کریم ﷺ کی آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ ریاست پاکستان میں شراب، شباب

زناکاری، ظلمو تشدد، اقربہ پروری، طاقت کا نشہ، مظلوم کی بے بسی، انصاف کا نہ ہونا،، انصاف کا فروخت، پولیس گردی، کرپشن، جرائم و کرائم، طوائفوں کی خدمات، عالموں کی تذلیل، جاہلوں کی عزت، جھوٹ کا پروان، سچ کی کمی، ریاکاریاں، منافقت، دوغلہ پن، جھوٹی شان، دولت کی ہوس، سود کا بھرمال، حرام کی کثرت، ایوانوں میں بندر بانٹ، وزارتوں کی خواہشیں، عورت کا تقدس پامال، جاہلیت کا فروغ، بے راہ روی کا فیشن، میڈیا کا منفی کردار، مہنگائی آسمان تلے، رشوت سر عام گو کہ ہر پہلو میں دین اسلام، اخلاقیات سے بہت دور کردیا گیا ہے، ناخداؤں کی پرستش یعنی لیڈران ہی سب کچھ وہی زندہ ہیں اور وہی زندگی کے مالک!! ہم کہاں جارہے ہیں ہماری افواج کے جرنیل کیا سوچ رہے ہیں؟ اندرون خانہ جنگی پر کیوں خاموش ہیں؟ یہ ملک.برائیوں، بدکاریوں لوٹ کھسوٹ، ظلم و شدد کی آگ سے مکمل خاکستر ہوجائیگا تب کیا کہیں کسی لیڈر یا پھر، جرنیل کو خیال آئے گا کہیں دیر نہ ہوجائے۔ جمہوریت کے علمبردار کہتے ہیں کہ

جمہوریت سب سے مقدس ہے کیا یہی جمہوریت ہے اگر جمہوریت اور ریاست کا نظام سیکھنا، جاننا ہے تو خدارا حبیب ﷺ اور انکے خلفائے راشدین کا نظام ریاست اپناؤ جو انتہائی معتدل اور اعتدال میں تھا حتی کہ غیر مسلم بھی انتہائی پر امن زندگی بسر کرتا تھا یہاں تو مسلمان تو مسلمان، انسان کا انسان دشمن بنا بیٹھا ہے۔۔ ریاست پاکستان میں انسانیت کیوں ختم کی جارہی ہے وہ کون سے محرکات و اسباب ہیں جو اس جانب تیزی سے لے کر جارہا ہے، اگر

امریکہ،برطانیہ سے جان نہ چھڑائی گئی تو یہ چند قرض کے بدلے تمام پاکستانیوں کے ایمان کی کھال اتار لیں گے ، جو لوگ پرہیز گار ، متقی اور ایماندار ہیں خدارا انہیں بخش دیں ان پر ظلم نہ کریں ورنہ قہر خداوندی ظالموں کو لے ڈوبے گی ۔وقت ابھی زیادہ نہیں گزرا ہے ہماری پوری قوم کو اس وطن عزیز پاکستان کی بھلائی، ترقی و تمدنی کیلئے ایک جان ہونا پڑیگا اور بیرونی وقتوں کی سازشوں کو خود بے نقاب کرنا پڑیگا کیونکہ بیرونی ممالک کی طاقتیں پاکستان کو کمزور کرنا چاہتی ہیں ،اس وطن میں امن قائم کرکے اپنی اقتصادی صنعتی طاقت کو بڑھانا پڑھے گا تاکہ جب یہ قوم معاشی و اقتصادی صورت میں مضبوط، ہوجائے گی تب نفسہ نفسی کا عمل بھی رک جائے گا۔ معاشرے میں معاشی موت بہت خطرناک ہوتی ہے اس سے بہرہ روی، کرپشن، ظلم و ستم جنم لیتے ہیں اور پورے ریاست کو ناپید کردیتے ہیں ۔پاکستان کے تمام جمہوریت پسند لوگ جو کسی نہ کسی سیاسی پارٹ سے تعلق رکھتے ہیں اور ان میں وہ لوگ جو عہدوں، وزراتوں پر فائز رہے ہوں اور ہیں یہ تمام اپنی املاک سے صرف پچیس فیصد قومی خذانے میں جمع کرادیں تو یقینا پاکستان قرض لینے کے بجائے قرض دینے والے ممالک میں شامل ہوجائے گا اور اس وطن عزیز کے قدرتی وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے تمام تر بنیادی ضرورتوں کا حصول بھی انتہائی آسان ہوسکے گا۔اگر دنیا میں باعزت جینا ہے تو پوری قوم کو یکجا ہو کر تبدیل ہونا پڑیگا تاکہ اصل اور حقیقی لیڈران کا بہتر انداز یعنی جدید کمپیوٹرائز ووٹنگ سسٹم جس میں انگوٹھے کا

اسکینگ بھی شامل ہو سے انتخابات کا عمل جاری کیا جائے پھر ہو گی اور صحیح دعویٰ کہ بھاری عوامی مینڈیٹ سے کامیابی ورنہ یہ حقیقت ہے کہ علاقے بٹے ہوئے ہیں اپنے علاقوں کے علاوہ کامیابی کیونکر ممکن؟؟ آخر ووٹنگ سسٹم کا جدید خطوط انگوٹھے اسکینگ کے ساتھ کیوں نہیں مروج کیا جاتا اس میں کیا قباحت ہے؟؟ اس نظام سے تمام سیاسی جماعتوں کی شکایت کا زالہ بھی ہو جائیگا کہ جدید اور بہتر نظام سے انتخابات درست ہوئے ہیں۔ کیا کبھی ایسا ممکن ہو سکے گا؟؟ اس کیلئے الیکشن کمیشن، عدلیہ عظمیٰ، سیاسی لیڈران اور افواج پاکستان کے جرنیل صاحبان کو سنجیدگی سے غور کرنا ہوگا۔ برائی کا خاتمہ قانون پر سخت عمل درآمد سے ہوتا ہے اور بہتر قانون بہترین قابل لوگوں کے ایوان میں پہنچ کر سوچ و بچار کے ساتھ قانون سازی کی جاتی ہے جس مین اپنی پارٹی کے بجائے پوری قوم کیلئے یکسوئی اور انصاف کے ساتھ قوانین بنائیں جائیں، انتظامیہ اور عدلیہ کو مکمل سیاست سے آزاد کر دیا جائے۔ قرب قیامت کی پیش گوئیاں ہمارے ساتھ ہیں مگر ہم نیک لوگوں، نیک گروہوں کے بجائے دوسری جانب پلٹ گئے ہیں، حالیہ دور میں پاکستان بھر میں جس قدر مظلوم بچیوں اور لڑکیوں کی عصمت دری کی گئیں، بے دردی سے اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنی، طالبات کے اغوا کے واقعات کی بھر مار رہی، وزراء اور چوہدری، وڈیروں، پولیس افسران کے بگڑے بیٹوں کی قانون شکنی اک عام سی بات بن گئی ہیں، ریاست پاکستان میں کئی ایسے صوبے ہیں جہاں خود ساختہ ریاستیں کارفرما ہیں، بڑے شہروں میں فیملیز کا

گھر سے نکلنا اور گاوں دیہات میں عورتوں کے ساتھ زیادتی اور طاقتور چوہدری، خان، وڈیروں کا ظلم کوئی نئی بات نہیں، کیا پاکستان اسی لیئے بنایا گیا تھا کہ یہاں ظلم و تشدد کا بازار گرم کردیا جائے، طاقتور اپنی طاقت کے بل بوتے مظلوم کو پیستا چلا جائے، عدالتوں میں پیشکار سے لیکر ججز تک کیس کی نوعیت کے تحت رقوم مختص کیا جائے اور قاتل وظالم آزاد مگر بے قصور و مجبور قید سلاسل، یہ کیسی ریاست ہے جہاں نہ قائدین پاکستان کی حرمت کا خیال ہے اور نہ وطن عزیز کے مخلص لوگوں کا احساس!! یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر محکمہ میں نیک، شریف، ایماندار، سچے ملازمین ہیں مگر ان کی تقرری، تبادلے، پروموشن میں رکاوٹوں کے پہاڑ کھڑے کردیئے گئے ہیں، ان ہی کی بازگشت سنائی دیتی ہے جو سیاسی و شفارشی یا رشورتی انداز کو اپنائے بیٹھے ہیں۔ بیوروکریٹس ہوں یا ادنی ملازمین ان میں انصاف واحساس کا معاملہ موت کی نزر ہوگیا ہے۔ یہ کیسا پاکستان ہے جس میں کھلے عام مہنگائی اشیاء فروخت ہوتی ہیں اور حکومتی اداروں کی جانب سے پیش نرخ کردہ لسٹوں کو صرف ٹشو پیپرز سے زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی، ٹیکسوں کی بھرمار مگر سہولتوں کا فقدان۔ بجلی کے نرخ ہو یا پیٹرول میں اضافہ پھر بھی عوام کے محروم کیوں رکھا جاتا؟ جھوٹے، مکار، دھوکے باز ہیں یہ سیاستدان، کبھی چہرے بدل کر تو کبھی پارٹی بدل کر لیکن پھر کیوں ہوجاتے ہیں کامیاب حقیقت تو یہ ہے کہ کارکنان کرتے ہیں بے ایمان۔ ایٹم بم رکھ کر کیا پاؤ گے اے حکمران، تم نے تو اک روٹی کو

ترسادیا اے ظالم انسان، حق کی بات سننے کو گوارہ نہیں ،اپنے بات سے ہٹتے تم نہیں۔نہ تمہیں خوف ہے خدا کا اور نہ تمہیں احساس ہے انسانیت کا، کب تلگ .برباد کروگے اپنی قوم کو، گر ایمان جاگ گیااس قوم میں تو بڑی مشکل ہوگی۔ ہاں یہ حقیقت ہے کہ جیسی قوم ویسے حکمران۔ اے پاکستانیوں سوچ لو کب تک کروگے بے ایمانیاں۔اے قوم کے لوگوں روز اٹھاونگے کیا لاشیں اپنوں کی ، خودی کو بدل ڈالو بہتر معاشرے کیلئے۔۔ صبح کا بھولا گر شام کو آئے تو بھولا نہیں کہتے۔ وہ رب .بڑا غفور الرحیم ہے وہ معاف کرنے ، بخشنے اور بڑا رحم کرنے والا ہے ، سیاست پاکستان میں وہی نظام بہتر چل سکتا ہے جس میں اعتدال اور انصاف یقینی ہو ،ناانصافی بھی بہت بیماریاں پیدا کردیتی ہیں ۔ اللہ پاکستانی قوم اور پاکستان کو یہودیوں، بت پرستوں اور غیر مسلموں کے شر سے ہمیشہ محفوظ فرمائے آمین ۔۔۔☆☆☆☆☆☆☆ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد

☆☆☆☆☆☆☆☆

بھارت میں بے اولاد مردوں کی اولادیں۔۔۔

روزنامہ ایکسپریس میں شائع ہونے والی خبر آج میرے کالم کا عنوان ٹھہری ہے، یہ کوئی دلچسپ یا مزاح سے پر نہیں بلکہ انسانیت، اخلاقیت اور معاشرے پر کلنک ہے، الہامی مذاہب ہوں یا دیگر مذاہب کسی میں بھی ایسے عوامل کی طرف راغب یا توجہ نہیں دلائی جاتی جہاں انسانیت شرم سے ڈوب جائے۔۔۔ ایکسپریس کی خبر کا متن یہ تھا۔۔۔ بھارت میں بے انتہا غربت اور مخصوص قوانین کے باعث بے اولاد جوڑوں کے لئے بچے پیدا کرنے کا عمل سب سے زیادہ منافع بخش صنعت بن گیا ہے۔ برطانوی ادارے کی رپورٹ کے مطابق دنیا بھر کے ایک تہائی غریب افراد بھارت میں رہتے ہیں جنہیں دو وقت کی روٹی بھی نصیب نہیں ہوتی ایسی صورت حال میں وہ اپنے اور اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کے لئے کسی بھی حد تک جانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ غربت سے چھٹکارے کے لئے جہاں بھارتیوں کی بڑی تعداد مختلف غیر قانونی راستے اختیار کرتے ہیں وہیں طبّی دنیا میں اس سہولت نے بھی کاروبار کی شکل اختیار کر لی ہے اور یہ ہے بے اولاد جوڑوں کو دوسری عورت کے ذریعے اپنی اولاد پیدا کرنا، اس میں بے اولاد جوڑے کے مرد کا اسپرم دوسری عورت کی کوکھ میں ڈال دیا جاتا ہے جو اسے نو ماہ اپنی کوکھ میں پالتی ہے، دنیا میں آنے والا یہ بچہ کسی بھی دراصل بے اولاد جوڑے کا ہوتا ہے جو

کسی وجہ سے فطری طور پر اولاد کی دولت سے مالا مال نہیں ہو پاتے، بھارتی قانون کے مطابق پیدا ہونے والی اولاد پر اس عورت کا کوئی حق نہیں ہوتا جس نے اسے اپنی کوکھ میں پالا ہے، پیدائش کے سرٹیفکیٹ پر بھی اسی ماں کا نام درج ہوتا ہے جس کے مرد کے اسپرم سے وہ بچہ پیدا ہوتا ہے، اسی لئے دنیا بھر کے صاحب ثروت بے اولاد جوڑے اولاد کے لئے بھارت کا رخ کر رہے ہیں جہاں اس سلسلے میں خدمات پیش کرنے والے کاروبار کا حجم ایک ارب ڈالر سالانہ تک پہنچ گیا ہے، بھارتی ماہرین اس سہولت کے عوض بے اولاد جوڑوں سے فی بچہ دس لاکھ روپے تک وصول کرتے ہیں جس میں سے پانچ لاکھ روپے کرائے کی ماں کو ملتے ہیں جو اس کی اپنی چھت اور بچوں کی بہتر تعلیم کے لئے کافی ہوتے ہیں جبکہ حمل ضائع ہونے کی صورت میں انہیں صرف اڑتیس ہزار روپے ملتے ہیں اور دوران حمل کے دوران کسی بھی صورت حال کا سامنا کرنے کی وہ خود ذمہ دار ہوتی ہیں، دوسری جانب ان کرائے کی ماؤں کی زندگی بہت دشوار بھی ہوتی ہے، دوران حمل انہیں گھر اور بچوں سے دور ایک ایسی جگہ میں رہنا پڑتا ہے جہاں اس کے علاوہ سیکڑوں دیگر خواتین بھی اسی مقصد کے لئے موجود ہوتی ہیں، انہیں ہفتے میں صرف ایک بار اپنے شوہر اور بچوں سے ملنے کی اجازت ہوتی ہے۔۔۔۔ معزز قارئین الحمد للہ اسلام مہذب، پاک و شفاف مذہب ہے اسی لیئے ہر مسلمان کا عقیدہ و یقین ہوتا ہے کہ اگر اولاد کی نعمت سے محروم ہیں تو یقینا اس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی کوئی بہتری ہے اور کوئی مشیت خداوندی ہے، مسلم دنیا میں

بسنے والے تمام مسلمان اللہ اور اس کے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے اصولوں پر کاربند ہونے میں نہ صرف فخر محسوس کرتے ہیں بلکہ اس نعمت کو بہت بڑا انعام سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ اور اس کے حبیب کی محبت کو جو جا پہنچتا ہے وہ مقام اولیاء پالیتا ہے اور اسے وہ تمام دولت عیاں کردی جاتی ہیں جو اللہ نے عام انسان سے پوشیدہ رکھی ہوئی ہوتی ہیں، یہ رحمٰن کے بندے جب اللہ تعالیٰ سے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کا وسلیہ لیکر طلب کرتے ہیں تو اللہ انہیں کبھی بھی نامراد و مایوس نہیں لوٹاتا، ایسے پرہیزگار لوگوں کے پاس جب لوگ اپنی جائز خواہشیں لاتے ہیں تو وہ ان کی جائز کو بامراد کردیتے ہیں یہ تمام طاقتیں اللہ تبارک تعالیٰ انہیں انعام میں دیتا ہے مگر ایسے پرہیزگار اپنی ذات پر کچھ نہیں لگاتے بلکہ اپنا یہ فضل جو اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کے توسط سے عطا کیا ہوتا ہے وہ سب کا سب مستحقین، غریب و مسکین میں تقسیم کردیتے ہیں، اسی لیئے اسلام کے اس روشن پہلو کو دیکھ کر بھٹکے ہوئے انسان مذہب اسلام میں داخل ہونے کی خواہش کرتے ہیں۔ اسلام انسانیت کا معراج ہے، دین اسلام نے حیات کے اصول واضع کرکے بنی نوع انسان کیلیئے بہت آسانی پیدا کردی ہیں، سب سے بڑھ کر اللہ نے اپنے عبادات سے زیادہ حقوق العباد کو اہمیت دیکر دین اسلام کو بہت بلند کردیا کیونکہ دین اسلام دنیا کے انسانوں کیلیئے آیا ہے اسی لیئے انسانوں کی بہتر بقاء و کامرانی بھی اسی میں پوشیدہ ہے بس اللہ اور اس کے حبیب مصطفیٰ ﷺ کے احکامات پر سچائی و محبت کے ساتھ عمل پزیر

ہونا ہے تو تمام غم والم زائل ہوجائیں گے ، یہاں اس موضع کا انتخاب کا مقصد پاکستان کی معاشی و معاشرتی صورتحال کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے اس کے حال اور مستقبل کی جانب بھی دیکھنا ہے کہ آیا ہم اور ہماری قوم کس راہ پہ گامزن ہیں۔پاکستان میں حالیہ دنوں میں بڑھتے ہوئے جنسی تعلقات، جنسی ہوس، غریب خاندان کی بچیوں کے ساتھ جنسی زیادتیاں۔۔۔حکومت وقت کیلئے ایک بڑا چیلنج ہے،یوں تو ہمارے ملک میں امیر و با اختیار کا کوئی احتساب نہیں ہوتا ،اگر وہ دکھاوے کی خاطر گرفت میں آ بھی جائیں تو چند رقموں کے عوض آزاد ہوجاتے ہیں اس طرح ان کے حوصلے اور بلند ہوتے ہیں لیکن ان کی جگہ اگر کسی بھی غریب سے ایسا عمل ہوجائے تو اس کی کھال اڈھیر دی جاتی ہے ، مذہب اسلام میں سزا امیر و غریب، طاقت و کمزور سب کیلئے یکساں ہے۔پاکستان میں عدالتیں اور تھانے بکتے ہیں اور کہیں با اثر شخصیات کے احکامات سے مجرم آزاد ہوجاتے ہیں ، پاکستان میں سیاسی مداخلت کا یہی سلسلہ جاری رہا تھا ممکن ہے کہ ہمارے محلّہ، گلیاں بھی محفوظ نہ رہ سکیں گے میڈیا پاکستان میں بہت تیز سے کام کر رہا ہے مگر پھر بھی ایسے کیسوں کو زیادہ دکھایا نہیں جاتا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ہفتہ و اتوار کی شب و روز سرگرمیوں میں لاکھوں معصوم بچیاں اس معاشرے میں پنپنے والے وحشی جنسی درندوں کے ہاتھوں ان کی زندگیاں برباد ہوجاتی ہیں اور بلک بلک کر فریاد کرتی ہیں مگر کوئی سننے والا نہیں ہوتا ! ! کیونکہ ظالموں کے نزدیک معصوم بچیوں کی کوئی وقعت نہیں ہوتی وہ تو بس انسان کی شکل میں

بھیڑ یئے ہوتے ہیں ۔۔ اللہ کی گرفت ان کی سوچوں سے بہت بلند ہے ۔۔ معاشرے میں ایسے حالات کیونکر پیدا ہوتے ہیں ؟اس کی کئی وجوہات ہیں ان میں بڑی وجوہات نا انصافی، عدم تحفظ ، عدم حقوق، غربت اور دین سے دوری شامل ہیں ،

سن دوہزار تیرہ میں پاکستان میں پیدا ہونے والے کئی معصوم بچیوں کے ساتھ جنسی زیادتیوں کے واقعات میڈیا میں آئے مگر اس سلسلے میں حکومتی جانب سے ، عدلیہ کی جانب سے، لیڈران کی جانب سے، مذہبی اکابرین کی جانب سے قطعی ذمہ داری کا عملی ثبوت پیش نہیں ہوا جیسے کوئی پرانے زمانے کا قصہ کہانی ہو ! ! حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ایوان میں ایسا قانون کیوں نہیں لایا جاتا جس میں اس طرح کے گھناؤنے عمل پر سرے عام پھانسی دے دی جائے اور مجرم کی پشت پناہی کرنے والے کو بھی جرم کا حصہ سمجھتے ہوئے انہیں دس سے پندرہ سال قید با مشقت دی جائے ،یقینا اگر ایسا ہوتا تو کوئی بھی اس طرح کے گناہ کرنے کے بارے میں بار بار ضرور سوچتا اور سزا کے خوف سے گناہ سے بھی بچ جاتا ۔ ہندوستان میں بھی سیاسی حکمرانوں نے عوام کو مکمل مغلوب کر رکھا ہے کہیں ذات پات کا ڈھنڈھورا، تو کہیں مذہب کی آڑ ۔۔ بھارت میں سیکیولر نام کی کوئی شئے نہیں ، دنیا بھر میں اپنے وقار کو مصنوعی انداز میں پیش کرنے والا بھارت اب اس کا اصل چہرہ عیاں ہوگیا ہے ۔۔ دنیا میں مثبت انداز میں سوچنے سمجھنے والے لوگ اس بات کو سمجھ گئے ہیں کہ بھارت نہ صرف اپنے ملک کے عوام کو اذیت و آلام میں مبتلا کیئے ہوئے ہے بلکہ اس ملک میں انسانیت نام کی

کوئی شئے نہیں۔ بین الاقوامی مبصرین و ماہرین کا کہنا ہے کہ بھارت میں کہیں بھی کسی جگہ بھی سیکیولرازم نظر نہیں آتا البتہ انتہا پسند ہندوؤں کا غلبہ اس قدر ہے کہ ان کے ظلم و تشدد کے واقعات بھرے پڑے ہیں، حیرت و تعجب کی بات تو یہ ہے کہ بھارت کا میڈیا بھی اپنے وطن میں پنپنے والے انتہاپسند ہندوؤں کی پردہ پوشی میں حد سے تجاوز کرتا نظر آتا ہے۔۔ بھارت میں اقلیتی قومیں جس قدر اپنے حقوق سے محروم ہیں دنیا میں شائد ہی کسی ملک میں ایسا ہوتا نظر آتا ہوگا، خاص کر مسلمانوں، سکھوں، عیسائیوں کی عبادات گاہیں اور مذہبی رسومات پر بندشیں، تعلیم و ہنر سے دوریاں، روزگار و تجارت میں رکاوٹیں بے پناہ نظر آتی ہیں۔ اقلیتی برادری کے لوگ جو بیرون ملک کام کرکے اپنے معاشی ماحول کو سنوارنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے ساتھ بھی انتہا سے زیادہ برا سلوک کیا جاتا ہے، بھارت حقیقت میں صرف اور صرف ہندوؤں کا ملک ہے ۔۔ انتہا پسند ہندو جماعتوں نے اپنے خداوؤں کی بھی نافرمانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کیونکہ ہندو مذہب میں بھی مظلوم کے ساتھ ظلم منع ہے لیکن یہ انتہا پسند جماعتیں انسانیت کے دشمن ہیں ان میں ظلم و تشدد، جبری زناکاریاں، برے فعلوں کی پرورش و دیگر سب پائی جاتی ہیں ۔۔۔ بھارت میں ناجائز اولادوں کی شرح دنیا میں سب سے زیادہ ہے، غربت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ پیٹ کی آگ بجھانے کیلئے ہر فعل اب غلط نہیں سمجھا جاتا گویا بھارت میں غریب عوام انسان نہیں بلکہ جانور ہیں جب چاہیں جدھر چاہیں اپنی ہوس کو پورا کرتے ہیں، ان مین خاص

کر عوامی تفریحی پارک عیاشیوں کا گڑھ، قدیم اثاثوں کی جگہ بھی اب محفوظ نہیں، چپے چپے پر وحشی بسے پڑے ہیں اور اس قدر جاہل جٹ کہ اپنے غلط بات اور عمل پر جمے رہتے ہیں غلطی کے احساس سے عاری ہیں، شرم وحیا سے خالی ہیں، مذہبی رسومات ہوں یا خوشی کی محافل ان سب میں عیاشی کے سوا کچھ نہیں ہوتا نظر آتا، جادو عروج پر ہے، بھارتی مسلمان اپنے ایمان کی حفاظت کیلئے اپنے گھروں میں یا اپنے مخصوص محلوں تک محدود رہ گیا ہے۔ بھارت نے ایٹم بم تو بنا ڈالا لیکن اپنے وطن میں انسانیت کو فروغ دینے میں بہت پیچھے رہ گیا اگر یہی حال رہا تو وہ دن دور نہیں جب دولت کی خاطر یہی ہندو نی انتہاپسند جماعتیں اپنے ہی لوگوں کا قلع قمع کرتی نظر آئیں گی۔ اس سے پاکستان میں بسنے والی پوری قوم کو سبق سیکھنا چاہئے کہ وہ مسلمان ہیں اور ان کا دین مکمل الہامی و سچا ہے اگر یہ اپنے راہ سے بھٹکے تو یقینا پاکستانیوں کا حال بھارتیوں سے زیادہ خراب ہو جائے گا کیونکہ مسلمانوں کے خلاف شیطان کی بہت بڑی فوج ہے جو ان کے ایمان کو چکنا چور کرنے کیلئے ہمہ تن تیار ہے، پاکستانی میڈیا جو جرائم دکھا رہی ہے اس سے جرائم کے خاتمہ کیلئے مدد لی جا سکتی ہے تاکہ پاکستان جس مقصد کیلئے بنا تھا وہی پاکستان دنیا میں امن و سلامتی و انصاف و عدل کے ساتھ ابھرے آمین ثما آمین☆☆☆ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد☆☆☆

یا بے غیرتی تیرا آسرا

آج بڑے دنوں بعد پھر وہی پاکستانی سیاست اور اس کی گندگی اور ہمارے چند سیاسی گنج ہائے گراں مایہ یعنی لیڈران حضرات عرف جمہوریت باز اور ان کے کارناموں پہ قلم گھسیٹ رہا ہوں جن کے کارنامے سن کر کانوں کو ہاتھ لگانے کا عمل اور توبہ کا لفظ بہت چھوٹا لگتا ہے مگر یہی ہمارے لیڈران ہیں اور یہی ہماری گندی سیاست کی حقیقت، بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی، محترم قائرین دراصل بات یہ ہے کہ الیکشن سے پہلے قائد عوامی، لیڈر روحانی، شیخ السیاست اور پیر جمہوریت جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کا یہ بیان سن سن کر کان پک گئے کہ ہمیں واضع اکثریت دو، ہمیں بھاری مینڈیٹ دو، ہمیں بیساکھیوں سے مستثنیٰ حکومت دینا۔ ہمیں اپاہج حکومت مت دینا کہ مفاہمت زدہ حکومت کا کوئی فائدہ نہیں اور پھر دو ہزار تیرہ کے الیکشن میں عوام نے آپ حضرت کو خوب ووٹ ڈالا (دھاندلی والا موضوع الگ ہے) مگر یہ جب بھاری مینڈیٹ اور واضع اکثریت کی حکومت بن گئی تو وہی مفاہمت پالیسی اور ایسی تقدیر بدلی کہ پہلے سو دن ہیں ہی عوام کو بجو بنا دیا کہ جیسے ضروریات زندگی پاکستانیوں پہ حرام قرار پائیں، مجھے گن گن کر کوئی ایسی شئے بتاؤ کہ جس کی قیمت نہ بڑھی ہو بلکہ یہ تو روز کا شیڈول بن گیا۔ ڈالر کو ہی دیکھ لو کہ پہلے سو دن میں اٹھانوے روپے سے ایک سو دس

تک جا پہنچا دیا کہ واضع جمہوریت بہترین انتقام ہے، چند اہم ترین ضروریات زندگی پر نظر ڈالیں تو آٹا سینتیس روپے فی کلو سے اڑتالیس روپے فی کلو، سی این جی چوہتر روپے فی کلو سے چوراسی روپے فی کلو، موبائل ٹیکس سترہ فیصد سے پچیس فیصد، جی ایس ٹی ایک فیصد اضافہ سے سترہ فیصد اور سب سے بڑا ظلم کبیرہ پیٹرول بجلی اور ڈالر کیساتھ ہوا، پیٹرول اٹھانوے روپے سے فی لیٹر سے ایک سو پندرہ روپے فی لیٹر اور بجلی پانچ روپے فی یونٹ سے ڈائریکٹ بارہ یونٹ یعنی لگتا ہے کہ عوام کی تقدیر بدل چکی اور واقعی آج کے اس دور میں دو سو یونٹ کیا ہوتے ہیں ؟ کہ جب کپڑے سلنے والی مشین سے لیکر کپڑے استری کرنے والی استری تک ہر شہ بجلی پر چلتی ہو۔آہ! یہ عوام کی جلی ہوئی قسمت۔ بجلی کی قیمتوں میں ایسا تاریخ شکن اضافہ معصوم، غریب، بے چارہ اور ذہنی و فکری نابالغ عوام کیساتھ سر عام زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟ اور یہ محدود سسٹم تو صرف ڈھکوسرا ہے اور باقی رہے یہ شیر شیر کرنے والے چند جیالے تو ان کی سمجھ کوئی اگلے چھ ماہ میں درست ہو جائیگی کہ جب کھانے کو روٹی نہ ملے، پہننے کو کپڑے نہ ملے، بچوں کو تعلیم نہ ملے، خود کو روزگار نہ ملے، تو یہ شیر پن باہر نکلتے دیر نہیں لگے گی۔ چی جسٹس صاحب نے کہا کہ وزیراعلیٰ بادشاہ نہیں کہ جسے چاہے اونے پونے داموں زمینیں دے دے۔ جناب چی جسٹس صاحب کی زود رسی اور جرات کو ست سلام اور عزت مآب کا یہ بھی کہنا تھا کہ بجلی کی قیمتوں میں اضافہ غیر قانونی ہے تو مجھے کوئی بتائے تو سہی کہ یہاں قانون

کونسی شہ ہے؟ پاکستان کے ملکی خزانے پر صاکے ڈالنا اور روزانہ کی بنیادوں پر وارداتیں کرنا قانونی ہے؟ یا ملکی دولت لوٹ لوٹ کر اپنے سوئس اکاؤنٹ بھرنا قانونی ہے۔ سو دنوں میں پانچ سو ارب ڈالرز کے نوٹ چھاپ دینا قانونی ہے یا غریب، معصوم، ادھموری اور ذہنی مریض ہوچکی نیم پاگل عوام کو بندر کی طرح نچانا اور بھیلنے میں ڈال اس کا رس نکالنا قانونی ہے؟ یہاں قانونی اور غیر قانونی کیا؟ یہاں سب ڈرامے بازیاں اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ خود دیکھ لو کہ ایک ڈکٹیٹر کے ساتھ معاہدہ کر کہ ملک سے فرار ہونے والے آج جمہوریت کی مضبوطی کے راگ الاپنے لگے۔ چار سو اٹھارہ ملین ڈالرز کی کرپشن عظیم کرنے والے آج تقدیریں بدلنے کے عدوے کرنے لگے۔ چلو مان لیا کہ انیس سو ننانوے میں پاکستان دن دو سوگناہ رات چار سوگنا ترقی کر رہا تھا نندی پور میں دودھ کی نہر بہتی تھی اور بمبوالی راوی بیدیاں (لاہور نہر) میں شہد کی نہر بہتی تھی۔ عام آدمی دن میں پانچ وقت کھانا کھاتا تھا۔ ملک کے نوے فیصد بچے اسکول جاتے تھے، کسی کو پتہ بھی نہیں تھا کہ رشوت کس شہ کا نام ہے، روزگار اتنا زیادہ تھا کہ نوجوان کم پڑھ رہے تھے، ملکی ادارے کب بیچے جارہے تھے وہ تو بس مذاق تھا، عدالتیں رات و رات انصاف دے دیتی تھیں، انقلابی زرعی پالیسی آگئی تھی، یکساں نظام تعلیم جاری ہوگیا تھا، ملاوٹ ختم ہوگئی تھی، جعل سازی اور جعلی دوائیں ہی اور بکنی بند ہوگئیں تھیں، زرمبادلہ کے ذخائر بڑھ گئے تھے، یہ پیلی ٹیکسی اسکیم نے ملکی خدانے کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا،

سپریم کورٹ پہ کوئی حملہ نہیں ہوا تھا اور یہ کرپشن نام کی کوئی شہ نہیں تھی بلکہ کرپشن لفظ انگریزی ڈکشنری میں ابدی نیند سو رہا تھا مگر پچھلے سو دنوں میں اپنی بھاری مینڈیٹ کی بھاری حکومت کا کوئی ایک ڈھنگ کا کام تو بتادو اور بد تمیزی کی انتہا دیکھو کہ ڈالر ایک سو دس کا ہوگیا، پٹرول اور بجلہ کہاں پہنچ گئے لیکن بیان بازی اب بھی نہیں تھمی اور آخر میں خیبر پختونخوا اسمبلی کا بھی ذکر کرلیں کہ جہاں کل پرسوں ایک ہنگامہ کھڑا ہوگیا جس میں واہیاتی اپنے عروج پر تھی یہ رکن اسمبلی کہلائے جانے والے لوگ کہ جو عوام سے ووٹوں کی بھیک لیکر اسمبلی پہنچتے ہیں اور پھر آتے ہی بدمعاشیاں اور غنڈہ گردیاں شروع، پان دس گارڈ لے لیئے، ایک آدھ قبضہ مافیا بنالی، پانچ سات سو جیالے رکھ لیئے اور پتہ نہیں کیا کیا یعنی مختصر یہ کہ عوام کی گردن پر سور ہوگئے، منہ سے کہتے نہیں تھکتے کہ ہم اسمبلیوں کا انتہائی احترام کرتے ہیں تو وہ کون سے لفظ ہیں جو یہ لوگ اسمبلیوں میں استعمال نہیں کرچکے، کسی نے سہی کہا ہے کہ یا بے غیرتی تیرا آسرا!! یہ اسمبلی ہے کسی کے نانا کی جائے پیدائش نہیں، یا کسی کے باپ کی جاگیر نہیں کہ ہینکیاں پھینکیاں کرو۔ مجھ کو تو سمجھ نہیں آتی کہ اس قوم نے کونسا اجتماعی گناہ کرلیا ہے کہ خدا ہمیں جس کی سزا دے رہا ہے اور یہ زرداری، میاں چوہدری اور پیر جی ہی ہمارا مقدر ہیں کہ کوئی جناح جیسا خالص آدمی ہماری بد نصیب قوم اور بد نصیب سیاست کو نصیب ہی نہیں ہوا!!۔۔۔☆☆☆☆☆☆☆ پاکستان زندہ باد

پاکستان پائندہ باد☆☆☆☆☆☆☆

مسلمانوں کے جذبات پر حملے۔۔۔

حالیہ دنوں میں ایک بار پھر یہودیوں اور شر پسند امریکیوں کی جانب سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات پر شدید حملہ کیا گیا ہے، امریکہ میں انتہا اور شر پسند عناصر اسلام اور مسلمانوں کی توہین کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اور وقتاً فوقتاً ایسی شرمناک حرکتیں کرتے رہتے ہیں جن سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہو اور انہیں مشتعل کیا جاسکے، حال ہی میں امریکہ کے شہر نیویارک کے مشہور کاروباری علاقے مڈ ٹاؤن مین ہیٹن میں ایک عمارت تعمیر کی گئی ہے جو مسلمانوں کے مقدس مقام خانہ کعبہ س ملتی جلتی ہے اس عمارت کو اپیل مکہ کا نام دیا گیا ہے، یہ عمارت دراصل ایک شراب خانہ ہے جہاں چوبیس گھنٹے شراب اور دیگر مشروبات فروخت ہونگی، امریکہ کے مقامی مسلمانوں اور مسلمانوں کی ویب سائٹس نے اس عمارت کے ڈیزائن اور اس میں شراب خانہ کھولنے پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ اسلام کی کھلی توہین ہے، امریکی حکومت اس عمارت کا ڈیزائن اور نام فوری تبدیل کرائے۔ ماریکی مسلمانوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس عمارت کی تعمیر پر احتجاج کریں۔ واضع رہے کہ مسلم حکمرانوں کی کمزوری کے باعث مغربی ممالک میں اسلام کی توہین کا سلسلہ روز بروز بڑھتا چلا جارہا ہے اور مسلمانوں کے احتجاج کے باوجود مغربی ممالک اپنی ہٹ دھرمی

پر قائم ہیں۔ دوسری جانب جب مسلمان ممالک کی طرف کی جائے تو وہاں اسلام اور نظام اسلام کے فروغ کیلئے کئی کالعدم تنظیمیں کام کر رہی ہیں ان میں سعودی عرب، شام اردن، عراق، افغانستان اور پاکستان خاص کر شامل ہیں، ان کالعدم تنظیموں نے، سوائے مسلم ممالک میں آگ وخون کی بارش کی ہوئی ہے کہیں بھی اسلام کے اصول نظر نہیں آتے، خاص کر پاکستان میں طالبان، جھنگوی، لشکر طیبہ، جیش محمد اور دیگر تنظیموں نے پاکستانی معصوم بچوں، بچیوں، عورتوں، لڑکیوں، بوڑھوں اور نوجوانوں کو کبھی خود کش حملوں، بم بلاسٹ سے لہو لہان کر ڈالا، لاکھوں خاندان بے بس لاچارگی سے دوچار ہوئے، کیا یہی اسلام ہے ؟؟ ہر گز نہیں اسلام امن و سلامتی اور محبت و پیار کا مذہب ہے آپ ﷺ نے اپنی تمام زندگی خود تکلیف برداشت کی مگر اپنی امت کیلئے پھول برسائے یعنی آپ ﷺ نے زندگی کے اصول واضع کیئے، اگر تحریک طالبان سمجھتے ہیں کہ وہ سہی ہیں تو کریں مقابلہ اس مریکہ کے خلاف جو مسلمان اوراسلام کیلئے آئے روز نئے شر پھیلانے میں کسی طور کم نظر نہیں آتا، یقینا یہ حقیقت بھی ہے کہ امریکہ پر مکمل یہودیوں کا کنٹرول ہے اسی لیئے امریکیوں کے پیروا دراصل یہودیوں کے پیرا ہیں۔ اب پاکستانی قوم سمجھ سکتی ہے کہ ہم اللہ اور اس کے حبیب ﷺ سے کس قدر وفا کر رہے ہیں اور یہود کے کس قدر؟؟ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ پاکستانی طالبان اسرائیل کی موساد، امریکہ کی سی آئی اے اور بھارت کی را کے زیر تربیت عمل فرما ہے لیکن کیا پاکستانی سیاستدان اور مذہبی سیاسی لیڈران کا عمل ان سے

جدا ہے یا نہیں ؟؟ یہ دیکھنے اور سوچنے کیا بات ہے۔۔۔ حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے، کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی بھی کاغذ کے پھولوں سے۔۔۔۔آج پندرہویں صدی کا پینتیس واں سال ہے ممکن ہے قرب قیامت کی نشانیوں میں مزید اضافہ ہوگیا ہوگا لیکن آپ ﷺ کے امتی تا قیامت آپ ﷺ کے سچے دین پر مکمل کاربند رہیں گے اور رحمٰن کے بندے ان شر پسند عناصر سے ہمیشہ مقابلہ کرتے رہیں گے، درحقیقت یہی شہید ہیں جو جدال اور ابلیس کے وار سے لڑ رہے ہیں، نبی پاک ﷺ کے وہ امتی جو مسلمانوں کو مارنے کے بجائے یہود و کفار کے شر کو کچلنے کیلئے ہمہ تن تیار رہیں اور اس جنگ میں مرنا اپنی شان سمجھتے ہیں یہ وہ امتی ہیں جو نبی پاک اور اللہ کی محبت سے سرشار ہیں اور ایسے ہی امتیوں کو اس کام کیلئے چنا گیا ہے، یہ لوگ عشق رسول ﷺ، عشق اہلبیت اور اللہ سے سچا لگاؤ رکھتے ہیں ان کے نزدیک ہر مسلمان قابل احترام ہیں اور یہ کسی بھی مسلک میں نہیں الجھتے یہ سمجھتے ہیں کہ عشق رسول ﷺ کسی بھی ایک مسلک کی میراث نہیں، آپ ﷺ سب کیلئے رحمۃ اللعالمین ہیں۔ایسے لوگ نہ طالبان ہیں اور نہ انکا لعدم تنظیم سے کوئی تعلق ہوتا ہے، یہ وہ امتی اور رحمٰن کے بندے ہیں جنہیں نیک امور کیلئے منتخب کیا جاتا ہے جن کی زندگی عظیم تر ہے۔

پاکستان جسے دنیا بھر میں اور آئین میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کہتے ہیں کیا پاکستان آئین کے تحت اس وقت اس کی ریاست ہے کیا ممبران اسمبلی آرٹیکل باسٹھ اور تریسٹھ پر پورا اترتے ہیں اگر نہیں تو ایسے ممبران کی رکنیت منسوخ کردی

جائے اور ان سیٹوں پر دوبارہ انتخابات کرائے جائیں ۔ یاد رہے پاکستان کے آئین کے مطابق ریاست کے نظام کو چلانے کیلئے اسلامی بنیادی باتوں کا جاننا اور سمجھنا لازم و ملزوم ہے، اگر پاکستان کے نظام ریاست پاکستانی آئین کے مطابق چلے تو یقینا ہماری حکومت نہ قرض کے عوض غیر مسلموں کی شر انگیزی کو برداشت کر سکیں گے اور نہ عوام بد حالی کا شکار ہو سکے گی اس کیلئے ہماری سیاست اور لیڈر شپ کو ذاتیات، انا پرستی، خود غرضی لالچ، ہوس، ظلم و تشدد کی راہ کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خیر باد کہنا ہوگا بصورت ہم ایک بے، غیرت اور برباد قوم کی حیثیت کی اس دنیا میں رہیں گے اُس وقت تک جب کوئی اللہ کی جانب سے انقلاب رونما نہیں ہوتا ! ! پاکستان کی حالات کا سب سے بڑا قصور خود اس قوم کا ہے اگر وطن عزیز پاکستان کے لوگ اپنا اپنا احتساب کریں تو یقینا ملکی حالات بدل سکتے ہیں ، پاکستان مسلم دنیا کا پہلا ایٹمی ملک ہے اور اسی لیئے دیگر مسلم ممالک میں اسی خاص اہمیت حاصل ہے اگر پاکستان اندرونی و بیرونی سطح پر مستحکم ہو جائے تو یہ یہودیوں اور شر پسند امریکیوں کے ناپاک عزائم خاک میں مٹا سکتا ہے لیکن آج پاکستان اپنے پڑوسی ملک بھارت کی کسی بھی شر کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ ہمارے درمیان اتفاق و اتحاد کو دشمنان پاکستان نے کہیں عصبیت، کہیں فرقہ، کہیں مسلک تو کہیں لسانیت کی آگ میں جھونگ کر خاکستر کر دیا ہے اب رحمت الٰہی کے کرم سے ہی ہم اس دلدل سے باہر نکل سکتے ہیں اس کیلئے ہماری پوری قوم کو اصلاح کرنی پڑیگی اللہ ہم سب کا

حامی و ناظر ہو آمین ۔۔ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ
باد۔☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کراچی آپریشن ۔۔کامیاب یا ناکام

الیکشن دو ہزار تیرہ میں کامیاب ہونے ہوالی جماعت پاکستان مسلم لیگ کو جہاں کئی چیلنجز کا سامنا ہے وہیں کراچی میں بے قابو ٹارگٹ کلنگ بھی ہے، یہ سلسلہ گزشتہ حکومت سے تیزی ہی تیزی سے چلا آ رہا ہے۔ اسی لیئے وزیر اعظم میاں نواز شریف نے کراچی میں آ کر سیاسی رہنماؤں، پولیس، رینجرز کی اعلیٰ قیادت کے ساتھ مشاورت کے بعد ایک کمیٹی بنائی تھی، اس میٹنگ میں وزیر اعظم پاکستان نے بتایا تھا کہ انکے مطابق چار سو اٹھاون افراد نے کراچی کو یرغمال بنایا ہوا ہے اور ان سنگین جرائم پیشہ عناصر کے خلاف سیاسی وابستگی سے بالاتر ہو کر سخت ترین کاروائی کی ضرورت ہے۔ ڈی جی رینجرز کی جانب سے بھی بیان سامنے آیا تھا کہ اگر سیاسی جماعتیں شور نہ کریں تو صرف ایک ماہ میں کراچی کے حالات بہتر کئے جا سکتے ہیں، لیکن حسب سابق بے گناہ انسانوں کی لاشیں گرتی رہیں اور اعلی سطح پر ہونے والے اجلاسوں اور حکومتی رٹ کو مسلسل چیلنج کیا جاتا رہا۔ دوسری جانب جب نظر ڈالتے ہیں تو حیرت سے منہ کھلا کا کھلا رہ جاتا ہے کیونکہ لیاری میں مسلح گینگ وار کو ملکی سیاست میں حصہ لینے کیلئے سیاسی سپورٹ دی گئی۔ کراچی کے کسی وزیر یا مشیر نے نہیں بلکہ بیرون ملک اور بیرون کراچی کے حکمرانوں نے فروعی مفادات،

بد عنوانیوں سے پاکستان کو غیر ملکی اداروں اور مالیاتی مافیاز کا غلام بنا دیا ہے، آج بھی پاکستان کے ساتھ سندھ کو کراچی ہی پال رہا ہے، لاکھوں گاڑیاں کراچی میں چلتی ہیں اور ان کے ٹیکس کے پیسوں سے معلات و سڑکیں بنتی ہیں، قیام امن کے لئے سن انیس سو نوے میں رینجرز بلائی گئی، اس وقت بارہ ہزار پانچ سو رینجرز اور ایف سی اہلکار کراچی میں موجود ہیں لیکن انھیں پانی فروخت اور واٹر ٹینکروں کی رکھوالی، سیاست دانوں اور دیگر معروف شخصیات کے لئے سرحدوں کی حفاظت کرنے والی فورس کو چوکیداری پر لگا دیا ہے، ایف سی فورس کو بنگلوں کے باہر باوردی چوکیدار بنا کر سیاست دانوں اور اپر کلاس طبقے کے دروازوں پر کھڑا کر دیا گیا ہے، پولیس میں سیاسی بھرتیاں کرکے سفارشی جماعتوں نے حکومت کے خرچ پر ذاتی فورس بنالیں ہیں، تھانے نیلام ہونے لگے، پر کشش عہدوں کے ٹینڈر کھولے جانے لگے، تقرریاں من پسند نااہل افراد کو دئے جانے سے ریاست کا تمام توازن بگڑ گیا ہے، ہزاروں افراد سفارشوں اور رشوت لیکر بھرتی ہوئے اور انھوں نے جھوٹ کے سہارے سب سے پہلے میرٹ کا قتل کرکے کراچی میں جرائم پیشہ عناصر کی کھلی سرپرستی شروع کردی۔ سندھ پبلک سروس کمیشن ہو یا فیڈرل پبلک سروس کمیشن ان دونوں ادروں نے اپنی ساگ برقرار نہیں رکھی ہے یہاں بھی سفارش اور رشورت نے اپنے جراثیم پیوست کر دیئے ہیں، ملک مکمل جرائم، کرائم، لوٹ مار، کرپشن، بد عنوانی میں غرق ہو چکا ہے، اہلیت کے حامل مایوس اور نااہل با اختیار ہوگئے ہیں اگر پچھلی حکومت نے غلطیاں کی

تو نواز شریف کی حکومت ان غلطیوں کے خاتمے کیلئے سیاسی مفاہمت اور مفادات کو کیوں اپنائے ہوئے ہے؟؟ کراچی میں قتل و غارت ،فرقہ ورایت، لوٹ مار، اغوا کی واردات ، بم بلاسٹ کے واقعات اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتے جب تک کہ انصاف کے ساتھ سرکاری و انتظامی سطح پر میرٹ کو ترجیح نہ دی جائے۔۔۔ سرکاری وانتظامی اداروں سے براہ راست سیاسی مداخلت کا عمل مکمل روکا جائے۔۔۔ عدلیہ ،پولیس اور خفیہ اداروں کو سیاسی پنجوں سے آزاد کردیا جائے لیکن قانون کی پاسداری کا سختی سے پابند کریا جائے تو یقینا امن و سلامتی کراچی تو کیا پاکستان کے چپہ چپہ پر ممکن ہو سکتی ہے اور پاکستان میں ترقی کا پہیہ تیزی سے رواں دواں ہو سکتا ہے۔ ان سیاسی رہنماوں کو وزراتیں سونپی جائیں جو اس وزرات کے حوالے سے تعلیم یافتہ ہوں یا علم سے آراستہ ہوں تاکہ سینئرٹی لسٹ اور اضافی اہلیت کے بابت ترقیاں دی جائیں۔ حالات تو اس طرح ہیں کہ اب ہر سیاسی جماعت نے ملکی دولت کو سمیٹنے اور عوام کو لوٹنے کیلئے اپنے اپنے کرپٹ سیاسی کارکنان کو بخشی میں محکمہ دیئے جاتے ہیں۔ موجودہ پاکستان کا ذرہ ذرہ مکمل تباہ ہوچکا ہے اس کی سدھار کیلئے کوئی آسمان سے لیڈر نہیں آئیں گے بلکہ عوام کو ہی ان لیڈروں کو سیدھا کرکے ان سے کام لینا ہوگا بصورت پاکستان سوائے ڈھانچے کے کچھ نہ رہے گا آج پاکستان کینسر کے مرض میں مبتلا ہے اب عوام کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اپنے ہم خیال لیڈروں کو اس معاملہ میں راضی کریں کہ خدارا ملکی دولت کو پاکستان لے آئیں تاکہ ہم

عوام کیلئے زندگی کچھ آسان ہوسکے ،آپ تمام لیڈران کسی بھی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں ذرا سوچئے ہم کوئی غیر قوم نہیں ہم پاکستان کی اور آپ کی قوم ہیں ہمیں منصوبوں کی ضرورت نہیں ،ہمیں آپ کی اُس دولت کی ضرورت ہے جو آپ کے حلق سے بھی باہر نکل کر گر رہی ہے آخر جانا تو دونوں ہاتھ خالی ہی ہے پھر رب کے سامنے کیا جواب دیں گے۔پاکستان اور کراچی کے تمام شہری عہد کرلیں کہ پاکستان اور بالخصوص کراچی کی حالت کو سدھارنا ہے اور یہ قتل و غارت گری ختم کرنی ہے تو ایک جان ،ایک قوت، ایک قوم اور ایک مسلمان بننا پڑے گا اور چند منافق مذہبی انتہا پسند و شر پسند وں سے دور رہ کر ان کے تمام منفی عزائم کو خاک میں مٹانا پریگا۔پاکستان کے بگڑتے حالات درحقیقت مصنوعی ہیں، انہیں خودساختہ بنایا گیا ہے ان کی ڈوریں با اختیاروں کے پاس ہیں عوام کو وہ ڈوریں کاٹنی پڑیں گی بصورت پتنگ کی ڈور کی طرح عوام کی گردنیں اسی طرح روز کٹتی رہیں گی۔اب دیکھنا ہے کہ پاکستانی عوام اور بالخصوص کراچی کے لوگ اپنے حال اور مستقبل کے بچاؤ کیلئے کیا کرتے ہیں، طالبان ہو یا کالعدم تنظیمیں یہ کیسے کراچی میں کاروائیں کر گزرتی ہیں ، کیا ہماری ایجنسیاں اس قدر کمزور ہیں کہ ان کی حرکات کو جانچ نہ سکیں ؟ کیا ہماری انتظامیہ اور پولیس اس قدر کمزور اور ناکام ہیں کہ وہ مجرموں کو گرفت نہ کرسکیں ایسا ہرگز نہیں ہے الحمد للہ دنیا کی بہترین ایجنسی، بہترین پولیس اور بہترین انتظامیہ صرف اور صرف پاکستان کی ہی ہے، اللہ پاکستان کا حامی و ناظر رہے۔

پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد☆☆☆☆☆

حضرت حاجی سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک سو نو واں عرس بھارت کے شہر دیوہ شریف میں منایا جارہا ہے۔

الحاج حافظ و قاری حضرت سید وارث علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ وارثیہ کے بانی اور بہت بلند پائے بزرگ تھے اور درویشانہ صفت رکھتے تھے۔آپ کے والد بزرگوار کا نام سید قربان علی شاہ تھا۔ مورث اعلیٰ نیشاپور سے ہجرت کرکے قصبہ رسول پور، بارہ بنکی میں سن سولہ سو ستاون عیسوی میں آباد ہوئے یہیں پر حضرت وارث علی شاہ صاحب کی ولادت ہوئی، وارث علی شاہؒ نے سات برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔اس کے بعد وہ اپنے بہنوئی سید خادم علی شاہؒ کے پاس لکھنؤ تشریف لے گئے۔انہوں نے وارث شاہ کو خلافت سے نوازا۔سید صاحب کے انتقال کے بعد جانشین ہوئے۔ اس کے بعد جے پور سے با پیادہ سفر کیا اور وہاں سے خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار پر حاضری دی۔روحانی دولت حاصل کی ۔ اجمیر کے بعد بمبئی اور پھر وہاں سے مکہ معظّمہ پہنچے۔وہاں قیام کے دوران ایک ماہ تک روضہ رسول ﷺ پر حاضری دیتے رہے۔اس کے بعد بیت المقدس ، شام دمشق ، بیروت، کاظمین، نجف اشرف ، کربلا معلّی کے سفر کے علاوہ ترکی ، روس اور

افریقہ کی سیر بھی کی اس کے بعد وطن واپس آ گئے۔ آپ نے لکھنو کے آس پاس کے وسیع و عریض علاقہ کو اپنی تبلیغ کے زیر اثر کیا اور ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو مسلمان بنایا اور لوگوں کو نیکی کی تلقین کرتے رہے۔ آپ کا درجہ ہندوستان کے ممتاز اولیاء کرام میں ہوتا ہے، آپ کے مریدین نے بہت شہرت پائی، جن میں بیدم شاہ وارثی، حیرت وارثی، عنبر شاہ وارثی، نمایاں حیثیت کے حامل ہیں، وارثی طریقۂ درویشی انہی سے منسوب ہے۔ ان کے پیروکاروں کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ عام طور پر زرد رنگ کا احرام باندھتے ہیں۔ آپ نے سخت مجاہدانہ زندگی گذار کر سن انیس سو چار عیسوی میں ضلع بارہ بنکی کے قصبہ دیوہ شریف میں اس جہانِ فانی سے پردہ فرمایا اور آپ کا مزار اقدس دیوہ شریف ہی میں ہے۔

جھوٹ پر سخت قانون، ناگزیر

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے، (بخاری شریف)۔قرآن میں ہے" اور انھوں نے دھوکا دیا اور اللہ نے بہترین تدبیر کی اور اللہ بہترین تدبیر والا ہے۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان و کرم ہے کہ اس نے دنیا میں صدق یعنی سچائی جیسی عظیم صفت بھی پیدا کی ہے اور انسانوں کو یہ حکم دیا کہ سچائی کو اپنائیں۔۔ اللہ تعالیٰ نے اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو" اور دوسری جگہ ارشادفرمایا"تو اگر وہ اللہ کے ساتھ سچے رہیں تو ان کے لئے بہتری ہے۔" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے"اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات والا اور کون ہوگا۔" ایک دوسری جگہ ارشادہے" ہے جو اپنی بات میں اللہ سے زیادہ سچا ہو؟۔"ایک دوسری جگہ یہود کی من مانی شریعت پر زجر وتوبیخ کرتے ہوئے فرمایا"اور ہم یقیناً سچے ہیں۔" ۔۔۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک اسے اللہ کے یہاں بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ نافرمانی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نافرمانی جہنم کی طرف لے جاتی ہے اور

آدمی یقیناً جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے یہاں وہ بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔" ارشاد نبوی ہے "وہ چیز چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالے اور اسے اختیار کر جس کی بابت تجھے شک وشبہ نہ ہو اس لیے کہ سچ اطمینان کا باعث ہے اور جھوٹ شک اور بے چینی ہے اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے سچائی کو اپنانے اور جھوٹ سے دور دور رہنے کا حکم نہ ہوتا تو آج دنیا کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا ہر انسان ایک دوسرے سے جھوٹ بولتا، اس لیے کہ جھوٹ بولنا بے حد آسان ہوتا ہے۔ دل تھوڑا سا جھوٹ کی طرف مائل ہوا اور ہونٹوں میں حرکت ہوئی جھوٹ نکل گیا جبکہ سچ بولنا بے حد مشکل ہے بہت زیادہ کٹھن ہے سچ کی طرف دل کو مائل ہونے میں بھی دیر لگتی ہے اور سچ کے لیے ہونٹ بھی لرزتے ہوئے کھلتے ہیں۔۔ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ سچ یا جھوٹ کی نوبت ہی اس وقت آتی ہے جب معاملہ پھنستا ہوا نظر آتا ہے، اور عموماً اس کے پیچھے کوئی ڈر اور کوئی خوف پوشیدہ ہوتا ہے۔ کہیں مال کے ضائع ہونے کا ڈر، کہیں جان جانے کا ڈر، کہیں لوگوں کی نظروں سے گر جانے کا ڈر تو کہیں نوکری چلی جانے کا ڈر اور ڈر کا یہ سلسلہ زلف جاناں کی طرح دراز ہے یہاں تک کہ کہیں والدین کا ڈر، کہیں بچوں کا ڈر، کہیں استاذ کا ڈر تو کہیں طلبہ کا ڈر، کہیں بیوی کا ڈر تو کہیں شوہر کا ڈر، کہیں ذمہ داروں کا ڈر تو کہیں کسی اور کا ڈر اور یہ ڈر اس لیے پیدا ہوتا ہے کہ انسان سے جانے یا انجانے میں کوئی ایسا عمل سرزد ہو جاتا ہے جس کا اظہار معیوب ہو، یا اس کی وجہ سے کسی پریشانی کا اندیشہ لاحق ہو اور اس پریشانی

سے بچنے کے لیے کوئی بہانہ تلاش کیا جائے۔ کوئی خوبصورت سا بہانہ بنا کر اپنا دامن بچا لینا چاہتا ہو۔ ایسا کرنے پر وقتی طور پر تو وہ خود کو کامیاب تصور کرتا ہے مگر جھوٹ تو جھوٹ ہے اس کا پردہ کبھی نہ کبھی اور کہیں نہ کہیں ضرور فاش ہوتا ہے اسی لیے کہا جاتا ہے کہ جھوٹ کا انجام برا ہوتا ہے۔ جھوٹ ایک فریب ہے، جھوٹ ایک دھوکہ ہے، جھوٹ ایک بیماری ہے، جھوٹ ایک نہایت ہی بری خصلت ہے۔ جھوٹ سے اعتماد کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ جھوٹ سے آپسی تعلقات کمزور پڑ جاتے ہیں، جھوٹ سے انسان اخلاقی معیار سے نیچے گر جاتا ہے جبکہ سچ ایک طاقت ہے، ایک اعلیٰ ترین خصلت ہے۔ سچ سے انسان کو بلندی ملتی ہے۔ سچ انسان کو مضبوط بنا دیتا ہے۔ سچ سے آپسی اعتماد بحال ہوتا ہے اس لیے جب انسان سچ کو اپناتا ہے تو فطری طور پر اس کے دل سے اللہ کے سوا تمام لوگوں کا ڈر نکل جاتا ہے وہ یہ سمجھتا ہے کہ کوئی دیکھے یا نہ دیکھے اللہ تو مجھے دیکھ رہا ہے مجھے اس کے سامنے بھی جواب دینا ہے ممکن ہے اس دنیا میں جھوٹ بول کر نکل جاؤں مگر کل قیامت کے میدان میں جب اللہ کے سامنے میری پیشی ہوگی تو کیا جواب دوں گا؟ نتیجتاً ایسا انسان برائیوں سے بچ جاتا ہے یا کوئی ایسی حرکت کرنے سے گریز کرتا ہے جس کے کرنے سے بعد میں ندامت ہو۔ گناہوں کی دو قسمیں ہیں ایک صغیرہ اور دوسرا کبیرہ، پھر کبیرہ گناہوں میں بعض انتہائی سنگین ہیں، جن کی بنا پر لوگ شدید اذیت اور مشکلات سے دو چار ہوتے ہیں ایسے ہی گناہوں میں سے ایک بدترین گناہ جھوٹ ہے لیکن حیرت انگیز

بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں جھوت عام ہو چکا ہے بہت سے لوگ دوسرے لوگوں کے جھوٹ پر عقل و دانش کی علامت سمجھتے ہیں۔ دوسروں کو بے وقوف بنانے کا تذکرہ اپنے لیے باعث افتخار گردانتے ہیں۔۔۔اگر پاکستانی ریاست ، سیاست اور حکمرانوں کی بات کریں تو ان میں جھوٹ کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔۔۔حکومت، حکام، سیاسی رہنماوں، سفارتکاروں اور عوام کو چاہیے کہ وہ حقیقت پسندانہ نگاہ سے انسانی حقوق کے بارے میں امریکہ اور مغرب کے پیچیدہ اور ظاہری رویوں کا تجزیہ کریں۔مغرب نے اپنے استعماری دور میں مشرقی ملکوں منجملہ اسلامی ملکوں پر اپنا اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی تسلط پھیلایا اور سائنسی اور ٹیکنالوجیکل ترقی کی بنا پر یہ ظاہر کیا کہ ساری چیزوں کے لئے نمونہ عمل اور مرکز مغربی دنیا ہی ہے حتی کہ جغرافیائی امور کو بھی مغرب کی برتری ظاہر کرنے کے لئے بدل دیا اور مشرق قریب ، مشرق وسطی اور مشرق بعید جیسی غلط اصطلاحات رائج کیں۔آج علاقے اور عالم اسلام کے حالات کچھ ایسے ہیں کہ مغربی ممالک یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اسلامی انقلاب کا مقابلہ کرنے میں پیچھے رہ گئے ہیں اور اسی وجہ سے انہوں نے اپنی اس پسماندگی کو دور کرنے کے لئے اپنی تمام تر توانائیوں سے کام لینا شروع کردیا ہے ، مغربی سیاست دانوں کی خصلت جھوٹ بولنا اور تظاہر ہے، مغربی ممالک لاکھوں انسانوں کے مارے جانے، پاکستان ، افغانستان اور عراق کے بےگناہ عوام کے قتل عام سے دکھ درد کا احساس نہیں کرتے ہیں اور مستقبل میں بھی جہاں کہیں ان کے مفادات کا تقاضہ

ہوگا انسانوں کے قتل عام سے نہیں گھبرائیں گے۔ ان تمام پہلوؤں پر اگر سنجیدگی سے غور کریں تو اس بات کا شدت سے احساس ہوگا کہ ملک پاکستان میں جھوٹ پر سخت ترین قانون نا گزیر ہے، اب وقت آگیا ہے کہ عالم اسلام اور خاص کر پاکستان کو ایوان میں مشترکہ طور پر جھوٹ پر ایسا قانون بنانا پڑیگا جیسا کہ قرآن و حدیث میں آیا ہے اور جھوٹ ثابت ہونے پر دس لاکھ جرمانہ ایک سال قید با مشقت رکھی جائے ، صاحب حیثیت پر جرمانے اور قید سو گناہ اضافہ کردیا جائے یہ قانون عام شہری سے اعلیٰ ترین سول، فوجی افسران بشمول صدر و وزیر اعظم تک لاگو ہو۔ اُم الخبائث اور اُم الکبیر گناہ جھوٹ ہی ہے۔ اگر کسی پر جھوٹا الزام لگایا گیا ہو اور وہ ثابت ہوجائے تو الزام لگانے والے کو دگنی سزا دی جائے ،کاش اس وطن عزیز پاکستان میں سیاسی، نوکر شاہی، فوجی و سول کے تمام ملازمین کیساتھ ساتھ عوام اس قانون کو نافذ کرنے میں اپنا اپنا کردار ادا کریں تو یقینا پاکستان دنیا بھر میں نہ صرف مستحکم ابھرے گا بلکہ عزت و مقام کی اعلیٰ درجہ حاصل بھی کرلے گا۔ پاکستان جس دور سے گزر رہا ہے وہاں لاکھوں میں نہیں کڑوروں میں ماہر کاذب ہیں ، قول و فعل میں تضاد، دھوکہ دہی کا فیشن، مکر و فریب کا لباس اور جھوٹ کا راج۔۔۔ اس ملک میں سب کچھ ہے مگر سچ نہیں جہاں سچ ہوتا ہے وہیں ایمان اور نیک نیت بھی ہوتی ہے، جہاں سچ ہوتا ہے وہاں انصاف بھی پروان چڑھتا ہے، جہاں سچ ہوتا ہے وہیں سکون امن و سلامتی کا ماحول رہتا ہے، جہاں سچ ہوتا ہے وہیں ترقی و تمدنی کا گہوارہ

رہتا ہے ، جہاں سچ ہوتا ہے وہیں تہذیب و ادب اور علم کا دور دورہ رہتا ہے، جہاں سچ ہوتا ہے وہیں انسانیت معراج پر ہوتی ہے۔ نا ممکن نہیں ہے مگر مشکل ضرور ہے پاکستان کے منتخب نمائندوں کیلئے کہ وہ اس بل کو پاس کریں کیونکہ اس رد میں وہ بھی آئیں گے مگر ملک پاکستان اور پاکستانی عوام کیلئے ہمیشہ کیلئے ایک سکون کا سانس مل جائے گا اب دیکھنا یہ ہے کہ کون سی سیاسی جماعت اس جہاد، مشن اور اللہ اور اس کے حبیب کا قرب حاصل کرتی ہے ، یہ قوم اب بھی مسیحا کا انتظار کر رہی ہے شائد وہ مسیحا انہیں لیڈروں میں سے کوئی تو ہو !!!!

پاکستان میں مزید صوبوں کی تقسیم ناگزیر

قائد اعظم محمد علی جناح نے جب تحریک پاکستان کا آغاز کیا تو اس وقت برصغیر میں دو قومیں کی کثرت تھیں ان میں ایک ہندو مذہب سے تعلق رکھنے والے ہندو تھے دوسر اسلام سے تعلق رکھنے والے مسلمان ۔۔۔انگریز حکومت اس خطے سے واپس انگلستان جانے کیلئے تیار ہوگئے تو ہندو جماعتوں نے اکثریتی بنیاد پر ریاست کی باگ ڈور سنبھالنے کیلئے انگریز حکمرانوں سے سازباریاں کرنی شروع کردیں اور کانگریس کے پلیٹ فارم سے متحرک ہوگئے، ابتدا میں لاء اینڈ بیرسٹر کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد قائد اعظم نے بمبئی میں وکالت شروع کردی اور کانگریس سیاسی جماعت میئں شامل ہوگئے۔جب قائد اعظم نے بھانپا کہ ہندو کانگریس کے ذریعے صرف ہندوؤں کے حقوق کی جانب بہت جھکی ہوئی ہے تب کانگریس کا چھوڑ کر مسلمانوں کے حقوق کیلئے مسلم لیگ کا قیام عمل میں آیا۔مسلمانوں کی جدوجہد کو ابھارنے کیلئے ، حقوق کیلئے ، بہتر انسان بنانے کیلئے سب سے پہلے سر سید احمد خان، مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی جوہر کی خدمات نا قابل فراموش ہیں ۔۔ان کے پلیٹ فارم سے مسلمانوں میں آزادی کی جلا بخشی گئی اور اس جلا کو قائد اعظم محمد علی جناح اور علامہ اقبال کی شاعری نے تقویت دیتے ہوئے دو قدم آگے نئی ریاست کا مطالبہ کرکے بھارت کے

مسلمانوں کیلئے علیحدہ وطن کا مشن بیدار کردیا، آپ کے اس مشن میں پورے بھارت کے مسلمان اٹھ کھڑے ہوئے اور انھوں نے جانوں، مال، عزت ہر شے کی قربانی دیں۔ سب کچھ چھوڑ کر موجودہ پاکستان اور سابقہ مشرقی پاکستان میں آباد ہوئے۔ سندھ کے لوگوں نے ان کی قربانیوں کو سمجھا اور انہیں نہ صرف عزت سے نوازا بلکہ انصار کی طرح رویہ اختیار کیا۔ بحر حال ماضی واقعی بہت اچھا تھا مخلص، سچے، ایماندار اور محب وطن لوگ تھے لیکن ابھی بھی ایسے لوگوں سے پاکستان خالی نہیں ہے مگر چند مافیا کی بدولت پاکستان اس وقت جن حالات سے گزر رہا ہے اسے ہم سب نے باہر لانا ہے ۔اس کی کئی وجوہات ہیں اُن میں قوموں کے حق تلفی سر فہرست ہے۔۔ ہندوؤں سے حق تلفی کا خوف تھا تو پاکستان وجود میں آیا اب پاکستانی مختلف قوموں کی حق تلفیاں مسلسل جاری ہیں یقینا یہ عمل پاکستان اور ریاست کیلئے زہر انگشت کے مترادف ہے۔ بحیثیت مسلمان اور پاکستانی آئین کے مطابق تمام پاکستانی قوم بشمول علاقائی اقوام کا حق ریاست کے سربراہان کے ذمہ ہے اپنی سیاست کو چمکانے اور مفادات کو حاصل کرنے کیلئے ہمیشہ سیاسی لیڈروں نے جھوٹے خواب دکھائے ہیں، کسی کو حد درجہ مراعات بخشی گئی ہیں تو کسی قوم کو مکمل محروم کردیا گیا ہے، ریاست کا یہ غیر متوازن طریقہ کار پاکستان کو مستحکم ہونے نہیں دے رہا ہے۔۔۔ قائد اعظم محمد علی جناح اور قائد ملت خان لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد جمہوریت کے پاسبان اور حکمرانوں نے ہی پاکستان کے یونٹ کو ختم کرنے میں بھرپور سازشیں کیں

مشرقی پاکستان اکثریتی بنیاد پر تھا اور وہ اپنے حقوق طلب کر رہے تھے تو کیا گناہ تھا کیا ان کا مطالبہ جمہوری نہیں تھا؟؟ پھر تاریخ نے رقم کیا کہ کیسے مغربی پاکستان کے سیاسی، بیوروکریٹس اور عسکری قیادتوں نے دو یونٹ کو دو لخت دو ٹکڑے کر ڈالا۔۔۔ ممکن ہے کہ عسکری قیادت کو گمراہ کیا گیا ہو لیکن یہ تمام تر ذمہ داری اُس وقت کے حکمرانوں کی تھی۔ المیہ تو یہ ہے کہ پاکستان میں جب بھی جمہوری حکومتیں بنیں وہ تمام تر دھوکہ، فریب اور جھوٹ کا پلندہ ثابت ہوئیں، اپنی غلطیوں کو تسلیم کرنے کے بجائے ایک دوسرے پر الزام تراشی ان سب کا وطیرہ ہی رہا ہے اسی لیئے ان میں وطن عزیز پاکستان اور عوام سے مخلص دکھائی نہیں دیتے۔۔۔ اس کی واضع حقیقت اس طرح نظر آتی ہے کہ بھارت جو ہم سے صرف ایک دن کے فرق سے آزاد ہوا تھا۔ بھارت نے اپنے مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے کئی صوبوں بنائے تاکہ انتظامی اور نچلی سطح تک عوامی خدمات کا دائرہ بڑھا دیا جائے، دنیا نے دیکھا کہ بھارت ہی کیا دنیا کے بیشتر ممالک جنھوں نے ضرورت وقت کے تحت نئی اسٹیٹس اور صوبوں میں اضافہ کیا وہ آج ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ ان میں معاشی و اقتصادی، توانائی، سیاسی، مذہبی، معاشرتی اور عسکری سطح پر نہ صرف مضبوط ہوئے بلکہ اپنی علاقائی قوموں میں وطن کی عزت، محبت اور بھائی چارہ کو فروغ دیا۔ پاکستان میں مزید صوبوں کی جب جب بات کی جاتی ہے تو مفادپرست، خود غرض لیڈر نہ صرف واویلہ مچاتے ہیں بلکہ بلیک میلنگ کرنے پر اتر آتے ہیں، پاکستان اور پاکستانی اقوام کی

بہتری، خوشحالی کی خاطر ایسے لیڈران پر سختی برتنی چاہیئے۔ سیاسی لیڈران کی منافقت ہمیں حالیہ الیکشن کی انتخابی مہم میں سابق صدر آصف علی زرداری اور موجودہ وزیراعظم میاں نواز شریف اور انکے بھائی میاں شہباز شریف نے پنجاب اور خیبر پختونخوا کی تقسیم کے وعدے کیئے تھے ،اب کہاں گئے؟؟ حقیقت تو یہ ہے کہ سرحد، پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں مزید صوبوں کی تقسیم ناگزیر ہوچکی ہے ،اس ضرورت کو جس قدر روکا جائیگا اتنا ہی ملک ناتلافی نقصان سے دوچار ہوتا چلاجائیگا۔ صرف چند وڈیروں، چوہدریوں، خان اور سرمایہ کاروں کی ذاتی مفادات کی بھینٹ اس ملک کو چڑھایا جارہا ہے۔ اس وقت پاکستان کے وزیراعظم نواز شریف ہیں اور صدر ممنون حسین بھی پاکستان مسلم لیگ نون کے ہیں جبکہ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب کے وزیراعلیٰ، وزیراعظم میاں نواز شریف کے بھائی میاں شہباز شریف ہیں ،اس وقت پاکستان مسلم لیگ نون مکمل طور پر با اختیار ہے اور ایوان میں ممبران کی کثرت بھی رکھتی ہے تو پنجاب کے مزید صوبوں کی تقسیم کو عملی جامہ کیوں نہیں پہنایا جاتا، آخر اس میں کیا قباحت ہے؟؟ عوامی ضرورت کی حق تلفی کیوں کی جارہی ہے؟؟ پنجاب کو تین صوبوں میں منقسم کرنے سے پنجاب کے عوام کو حق مل سکے گا اور نفرتوں کے معاملات بھی ختم ہوجائیں گے۔ اس سلسلے میں سپریم کورٹ کیوں خاموش ہے ؟؟ کیا عدالتوں کا کام عوام کے حقوق کو بہم پہنچانا نہیں ؟؟ تو پھر ان کے وعدوں ، عہدوں جو پاکستان مسلم لیگ نون نے الیکشن سے قبل کیئے تھے عمل درآمد کیوں

نہیں کرایا جاتا؟؟ ووٹ کے حصول کیلئے عوام کو گمراہ کرنا، جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا کیا آئین کی خلاف ورزی نہیں ؟؟ کیا یہ یہ عمل غداری کے ضمن میں نہیں آتا؟؟ کیا سیاستدانوں پر کوئی قانون نافظ نہیں ؟؟ تو پھر پاکستان پیپلز پارٹی کیساتھ پاکستان مسلم لیگ نون کو کٹھہرے میں لانا چاہئے اور پوچھا جائے کہ عوام کو دھوکہ دیکر ووٹ کیوں لیا جاتا رہاہے اور ان کے وعدو ں میں کس قدر صداقت رہی ہے؟؟ میرا نہیں خیال کہ کوئی سچ اور حق پر ہو، یقینا یہ دونوں پارٹیاں بے بس اور قصور وار ثابت ہونگے ں، ان کے دھوکہ دہی ثابت ہونے پر ان سیاسی جماعتوں کیساتھ ایسی دیگر سیاسی جماعتوں کو کالعدم قرار دے دیا جائے جو ووٹ کی خاطر عوام کو دھوکہ دیں ۔۔۔

صوبوں کی مزید انتظامی تقسیم کرکے نئے صوبوں کا اجرا کیا جائے تاکہ چند خاندان اور چند سیاسی لیڈر نسل در نسل غالب نہ رہیں اور حقیقی طور پر پاکستان جمہوری عملی انداز میں نظر آئے تاکہ مستحکم پاکستان ہی ہمارا روشن پاکستان ثابت ہوسکتا ہے ۔۔۔۔☆☆☆

پاکستان میں قوموں کے حقوق غصب

حالیہ دنوں میں ایک بار پھر سندھ میں رہنے والی قوم اردو بولنے والے سندھیوں کے حقوق کیلئے سندھ کی دوسری بڑی جماعت نے آواز بلند کی، یہ ایک بہتر سوچ ہے لیکن اس سے پہلے تمام پہلوونں کو مد نظر رکھتے ہوئے حقائق کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ یا پاکستان میں مہاجر نام کی کوئی قوم ہے ؟؟ یقینا نفی میں جواب ملے گا کیونکہ ہجرت کرنے والوں میں ممکن ہے اب چند ایک لوگ رہ گئے ہونگے البتہ اب ان کی نسلیں در نسلیں پڑوان چڑ رہی ہیں۔ سندھ میں ہجرت کرکے آباد ہونے والوں کی نسلیں اسی سندھ میں پیدا ہوئی ہیں تو گویا یہ نسل بھی سندھی ہی کہلائی گی یہ الگ بات ہے کہ ان کی مادر زبان اردو ہے، اس طرح سندھ میں دو قومیں آباد ہیں ایک وہ جنکی مادر زبان سندھی ہے دوسری وہ جنکی مادر زبان اردو ہے لیکن یہ دونوں سندھی ہی ہیں اور ان دونوں قوموں کے حقوق بھی یکساں ہیں۔ اگر صوبہ سندھ کی انتظامی امور کو دیکھا جائے تو سندھی زبان بولنے والے سندھیوں کے ساتھ دیگر صوبوں سے تعلق رکھنے والے کثیر تعداد میں ملیں گے، یہاں کسی تعصب کی بات نہیں بلکہ ایک قوم کے حقوق کی غصب کی بات ہے۔۔ سندھ میں قیام امن اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک کہ صوبہ سندھ میں ان دو قوموں کے حقوق مکمل نہ دیئے جائیں، سندھیوں

کے وہ حکمران جو سمجھتے ہیں کہ سندھ پر کس کا غلبہ ہے وہ اردو بولنے والے سندھیوں کی کبھی بھی مخالفت نہیں کرتے ہاں وہ لیڈر جو اپنے مقاصد کیلئے کسی ایک قوم کی مکمل طرف داری کرکے اردو بولنے والے سندھیوں کی مخالفت میں اندھے ہوجاتے ہیں یہ جانتے بھوجتے بھی کہ مرنا جینا ساتھ ہے۔پاکستان افواج میں اردو بولنے والے سندھیوں کو بھی سندھ ریجمنٹ میں داخل کیا جانا چاہئے ے ، حیرت کی بات تو یہ ہے کہ سندھ ریجمنٹ میں سندھی بولنے والے سندھی شاد و نادر ہیں البتہ دیگر صوبوں سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد بہت ہے پھر یہ سندھ ریجمنٹ کیسی ہوئی۔؟؟پاکستان کے دیگر صوبوں میں کتنے سندھ سے تعلق رکھنے والی اقوام سندھیوں کو انتظامی اور سیاسی میدان میں حصہ ملا ہے۔۔پھر آخر کیوں سندھ کو قربانی کا بکرا بنایا جاتا ہے کہ یہاں ہر صوبے سے تعلق رکھنے والے صوبائی و لوکل انتظامیہ میں اہم عہدوں پر فائز ہوجاتے ہیں ۔یہ سندھ کی قوم کے ساتھ ناانصافی نہیں تو کیا ہے ! !یقینا سندھ کے تمام سیاسی جماعتوں جن میں سندھی زبان بولنے والے اور اردو بولنے والے سندھیوں کو یکجا ہو کر اپنے حقوق کیلئے لڑنا ہوگا۔۔۔۔ ! !ریاست سے اس بابت پوچھنا ہوگا کہ آخر سندھ میں دیگر صوبوں سے تعلق رکھنے والوں کو سندھ کی صوبائی ریاست میں اعلیٰ ترین عہدوں پر کیوں نافذ کیا جاتا ہے۔اس عمل سے سندھ کی دونوں قوموں کے حقوق سلب ہورہے ہیں۔یہ ذمہ داری سندھی اور اردو بولنے والے منتخب نمائندو ں کی ہے کہ وہ ایوان میں بل پیش کریں اور اپنے سندھ کی خوشحالی کیلئے بل

پاس کروائیں تاکہ سندھ خوشحال اور پر امن رہ سکے۔۔۔۔۔۔بلوچستان میں بلوچ قوم کا مکمل غلبہ ہے انھوں نے اپنی ہی قوم براہوی کے حقوق غصب کر رکھے ہیں اور انہیں انتظامی امور پر آزاد رکھتے ہوئے نیا صوبہ بننے نہیں دیتے اسی وجہ سے یہاں پشتون بولنے والوں نے سندھ میں پنجابیوں کی طرح کئی محکمہ جات پر قبضہ کیا ہوا ہے، اگر بلوچی بلوچستان میں مزید صوبے بنادیں تو دیگر صوبے کے لوگ بلوچستان کی صوبائی اور لوکل انتظامیہ میں مداخلت نہیں کر سکیں گے اور اس طرح اس صوبے کی اقوام میں حقوق با آسانی میسر آ جائینگے اور بلوچستان پستی سے ترقی کی جانب گامزن ہو جائے گا۔ بلوچ ریجمنٹ میں بھی بلوچی اور براہوی کی جگہ پشتونوں کو بھر دیا گیا ہے جو بلوچ اور براہوی کے ساتھ نا انصافی ہے۔۔۔۔۔۔۔ پنجاب میں پنجابی زبان کے ساتھ سرائیکی زبان بولنے والوں کی کثیر تعداد ہے لیکن اس قوم کیساتھ بھی نا انصافی پرتی جارہی ہے، پاکستان جو پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اس صوبے میں بہت بڑے خطے پر سرائیکی زبان بولنے والی قوم آباد ہے جو اپنے حقوق کیلئے کئی سالوں سے جدوجہد کرتی چلی آرہی ہے لیکن مسلسل پنجاب ان کے حقوق کو نظرانداز کرتا چلا آیا ہے حالیہ الیکشن کی کمپین کے دوران موجودہ وزیر اعظم نواز شریف اور موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے وعدہ کیا تھا کہ الیکشن کی کامیابی کے بعد فوراً سرائیکی قوم کیلئے علیحدہ صوبے کا اعلان کیا جائیگا اور ان کو انتظامی امور میں علیحدہ خود مختیاری دی جائیگی لیکن کئی ماہ گزرنے کے باوجود پنجاب اور وفاق خاموش کیوں

؟؟کیا آئندہ الیکشن میں پھر دلاسہ دلانے کا پروگرام ہے۔ سابقہ پیپلز پارٹی کے وزیراعظموں نے بھی امید دلائی تھیں حتیٰ کہ سابق صدر نے بس اعلان ہی کرنا تھا لیکن وہ بھی گول ! !۔۔۔۔۔۔۔۔۔ خیبر پختونخوا میں ہزارویہ یا ہندو اور خیبر ایجنسی میں پختون زبان سے زیادہ قوم آباد ہیں لیکن وہاں بھی پختون زبان والوں نے ان کے حقوق غصب کر رکھے ہیں، اس صوبے کی ریجمنٹ میں بھی صرف پشتون کو ہی فوقیت دی جاتی ہے اسی لیئے ہزاوریہ یعنی ہندکو کی تعداد بہت کم ہے۔ البتہ ہندکو قوم نے اپنی بقا کیلئے خود کو کاروبار میں سمیٹ لیا ہے اور خیبر پختونخوا کا سب سے زیادہ کردار کاروبار میں ہندکو ہی ادا کر رہے ہیں۔۔۔۔ گلگت بلتستان نے علیحدہ صوبہ حاصل کرلیا ہے اور وہ اپنے صوبے میں خود مختیاری کے ساتھ ترقی کی طرف بڑھ رہے ہیں ۔۔ یہاں ذکر اس بات کا ہے کہ اگر پاکستان میں تمام صوبے اپنے اپنی قوموں کے حقوق کو غصب نہ کریں تو پاکستان کے ایسے حالات ہر گز نہ ہونگے لیکن کچھ بیرونی اور کچھ اندرونی طاقتیں ایسا ہونے نہیں دیتی اب ضرورت اس امر کی ہے کہ منتخب نمائندگان اس سلسلے میں یکجا ہو کر آواز بلند کریں پاکستان اور بین الاصوبائی ترقی و خوشحالی کیلئے، بصورت پاکستان ان حالات سے بدتر حالات کی جانب بڑھتا جائیگا۔ افسوس ہمارے نمائندگان گندی سیاست کے دائرہ کار سے باہر نہیں نکل رہے ہیں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کیلئے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں، ذاتی عناد کو ابھار رکھا ہے لیکن نہ ملک کی فکر ہے اور نہ قوم کی ۔۔۔ قوم کس حال میں ہے، کس

کیفیت میں ہے، کس طرح مہنگائی سے لڑ رہی ہے، زندگی کس قدر مشکل بن چکی ہے اور
یہ سیاست دان مستی میں مست ہیں، مال و دولت کی لوٹ کھسوٹ میں جتے ہوئے ہیں
کیا انہیں اس لیئے منتخب کیا تھا؟؟ کیا جمہوریت اسی کا نام ہے ؟؟؟ کیا پاکستانی عوام ان کے
کرتوت پر خاموش رہے گی؟؟ آخر کب تک؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟ ------

کراچی بھنور میں۔۔۔

کراچی منی پاکستان ہے یہ تجارتی و اقتصادی شہر ہے ، پاکستان اٹھانوے فیصد ٹیکس ادا کرنے والا شہر ہے ، یہاں کی آبادی لگ بھگ دو کڑور سے تجاوز کر گئی ہے، یہ صوبہ سندھ پاکستان مین واقع ہے جہاں سب سے زیادہ اکثریت ہجرت کرنے والے اردو بولنے والوں کی ہے۔ قیام پاکستان کے وقت یہ شہر ایک گاؤں کی صورت میں تھا جسے بھارت سے آنے والے لوگوں نے اسے آباد کرکے ہر شعبہ میں ترقی کی وقت کے ساتھ ساتھ تجارت اور اقتصادیات کی بہتری نے اسے پروان چڑھایا، اس حقیقت کو تسلیم نہ کرنا سراسر ظلم اور نا انصافی ہوگی، قائد اعظم محمد علی جناح اور لیاقت علی خان کے بعد ہونے والی ریاستی سازشوں نے اس شہر کو بھی نہیں چھوڑااور جب یہ شہر ترقی و تمدنی کی کامرانی و کامیابی کی جانب چل نکلا تو کہیں وزیر اعظم تو کہیں صدور نے تعصب برتے ہوئے اس شہر میں تمام قانون کو بالائے طاق رکھے ہوئے اپنے من پسند لوگوں کی نو آبادیاں کرانا شروع کردیں اور مختلف شعبوں پر قابض ہونا شروع کردیا، ہجرت یافتہ لوگوں کی بڑی تعداد پڑھی لکھی اور ہنر مند تھی اسی لیئے وہ زور زبردستی ،لڑائی جھگڑے سے اجتناب کرتے تھے اُن کی سادگی اور شرافت سے مکمل طور پر حکمرانوں نے فائدہ اٹھایا۔ انہی حکمرانوں کی غلط پالیسیوں اور تعصبانہ رویئے کی بناء پر پاکستان اپنے ایک وجود مشرقی پاکستان سے ہاتھ دھو

گیا۔ لیکن ہمارے حکمرانوں کو پھر بھی خیال نہ آیا۔انھوں نے بلوچستان کے ساتھ بھی نا انصافی کا عمل جاری رکھا اور ان کے حقوق کا استحصال کیا، یہ سلسلہ ایسا بڑھا کہ آج ملک پاکستان کے تمام صوبے نفرت، عصبیت، ظلم و تشدد، اقربہ پروری کی بھنٹ چڑھے ہوئے ہیں ، ان حالات سے ہمارے دشمن ملک پوری طرح استفادہ کررہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اب دشمنانان پاکستان ،پاکستان کے حساس اداروں کے ذمہ داروں کو دہشتگردی کا نشانہ باآسانی کر ڈالتے ہیں ،اس کے علاوہ مذہبی تفرقہ اس قدر بڑھا دیا گیا ہے کہ اب نہ مساجد محفوظ ہیں نہ مزارات اور نہ امام بارگاہ۔۔۔کیا اسی لیئے پاکستان کا قیام آیا تھا؟؟

حالیہ دنوں میں کراچی کی سب سے بڑی منتخب سیاسی جماعت نے کراچی کے امن کیلئے فوج کی مدد کو طلب کرنے کی حکومت اور ایوان سے درخواست کی ہے۔لندن سے ایک بیانہ میں ایم کیوایم کے قائد الطاف حسین کا کہنا ہے کہ وزیراعظم نواز شریف کراچی کے انسانوں کی جان ومال کے تحفظ اور تاجر برادری کے کاروبار کو تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے کراچی کے انتظام کو فوج کے حوالے کریں،لندن سے جاری پیغام میں متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کا کہنا تھا کہ اپنے گھروں کو واپس آنے والے کچھی برادری کے خاندانوں پر جدید ترین اسلحہ سے فائرنگ، حملے اور دھماکے کرکے واپس پہنچنے کی ان کی خوشیوں کو خاک میں ملا دیا گیا ہے، سندھ حکومت اور کراچی کی انتظامیہ ، پولیس اور

دیگر قانون نافذ کرنے والے اس تمام تر کھلی دہشت گردی کو رکوانے میں نہ صرف ناکام ہیں بلکہ اس شورش زدہ علاقے سے اس طرح غائب ہیں کہ جیسے پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کا سرے سے کراچی میں کوئی وجود ہی نہیں، حکومت سندھ کراچی کے عوام اور تاجروں کو لیاری میں گینگ وار کے دہشت گردوں اور بھتہ کی پرچیاں دینے والوں سے نجات دلانے میں مکمل طور پر ناکام ہوچکی ہے،انہوں نے کہا کہ اب کراچی کے نہتے اور مظلوم عوام اور تاجر برادری صرف فوج کی طرف آخری امید کی نگاہ لگائے بیٹھے ہیں، وزیراعظم نواز شریف کراچی کے انسانوں کی جان ومال کے تحفظ اور تاجر برادری کے کاروبار کو تحفظ فراہم کرنے کی غرض سے کراچی کے انتظام کو فوج کے حوالے کریں،انھوں نے کہا کہ کراچی کی صورتحال بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے۔ کراچی کی بدامنی کے بارے میں وفاقی وزیرداخلہ چوہدری نثار نے کہا کہ بدامنی کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے اس کیلئے سیاسی عینک اتارنی ہوگیاور وزیراعلیٰ سندھ کو کیپٹن بنا پڑیگاپھر رینجرز ان کے کنٹرول میں ہو گی انھوں نے کہا کہ ٹارگٹ کلرز اور بھتہ خور مارک ہو چکے ہیں ضرورت بس کارروائی کی ہے، وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار نے کہا کہ کراچی کی صورتحال بد سے بدترین ہوتی جارہی ہے، کراچی موجودہ صورتحال کا متحمل نہیں ہوسکتا، حالات میں بہتری کے لئے شفافیت کی ضرورت ہے، کراچی پاکستان کا صنعتی اور تجارتی مرکز ہے، آئین کے تحت امن وامان صوبائی مسئلہ ہے، حالات میں بہتری لانا مشکل ضرور ہے ناممکن نہیں، سندھ حکومت کو یقین

دلاتا ہوں، رینجرز ان کی کمانڈ میں ہوگی، کراچی کی صورتحال کو سیاست کی نظر نہیں کیا، کراچی کی صورتحال سیاسی بیانات سے ٹھیک نہیں ہوگی، کراچی میں بہتری کیلئے سیاسی مفادات سے بالاتر ہو کر کام کرنا ہوگا، پورے کراچی نہیں صرف ٹارگٹڈ آپریشن کی ضرورت ہے، ٹارگٹڈ آپریشن کا سربراہ وزیراعلیٰ سندھ ہوگا، سیکڑوں ملزمان گرفتار ہوئے، پولیس یا عدالتوں نے چھوڑ دیا، کراچی کے مسئلے کو سیاسی عینک اتار کر دیکھنے کی ضرورت ہے، جماعتیں اور سیاسی مفادات بچاتے رہے تو کراچی ٹھیک نہیں ہوگا، کراچی میں فوج بلانے کی حمایت یا مخالفت نہیں کرتا، کراچی کے معاملات کو بڑے ٹھنڈے انداز میں ہینڈل کرنا ہے، تمام حالات اور محرکات کو سامنے رکھ کر فیصلے کرنا ہوں گے، فوج مشکل ترین حالات میں کام کر رہی ہے، حالات یہی رہے تو کراچی کو بہت سنگین خطرات لاحق ہیں، کراچی کو سنگین خطرات لاحق ہیں ، وضاحت بھی نہیں کر سکتا، وفاق مدد اور صوبہ ٹارگٹڈ آپریشن کی قیادت کرے گا، کراچی میں مکمل طور پر غیر سیاسی آپریشن کیا جائے گا ، اتفاق رائے کے بعد جہاں قانون شکن ہونگے انکی خبر لیں گے، کراچی میں آپریشن کا فیصلہ کابینہ اجلاس میں ہوگا، سندھ کے معاملات سیاسی بیانات سے ٹھیک نہیں ہوں گے، ہم دو آپریشن کر چکے ہیں ان سے سبق سیکھا ہے۔۔ کراچی کی بدامنی کے سلسلے میں چیف جسٹس نے پچھلی حکومت میں کئی بار اسی سندھ حکومت کو شوکاز نوٹس بھی دیئے تھے ۔چیف جسٹس نے کراچی کی بدامنی کے بارے میں سیکیورٹی حکام، اٹارنی جنرل اور حکومت سندھ سے جواب طلبی کی اس سلسلے

میں چیف جسٹس نے جو ریمارکس پاس کیئے وہ یہ تھے ۔۔ لاشیں کراچی سے ملنا الارمنگ سچویشن ہے، لاشیں پھینکنے والے ملک اور صوبے کی خدمت نہیں کر رہے۔ کراچی کی بد امنی کے حوالے سے اے این پی کا موقف بھی ایم کیو ایم کے ساتھ ہے۔ سینیٹر شاہی سید کا کہنا ہے کہ کراچی میں قیام امن کے لیے ہر اقدام کی غیر مشروط حمایت کریں گے شہر میں قیام امن کے لیے اعلانات سے زیادہ اقدامات کی ضرورت ہے، شہر پر گزشتہ کئی دہائیوں سے دہشت گردوں کا راج ہے جہاں کوئی اپنا مذہبی یا قومی فریضہ اپنی مرضی سے ادا نہیں کرسکتا، انھوں نے کہا کہ چوہدری نثار کے کراچی کی بدترین صورت حال اور مستقبل کے حوالے سے خدشات کے بیان سے اتفاق کرتے ہیں، مصلحت پسندی کی وجہ سے نوبت یہاں رک پہنچ چکی ہے دہشت گردوں کی پشت بان قوتوں کو بے نقاب کرنا ہوگا، شہر کی موجودہ صورت حال نا قابل تصور حد تک انتہائی سنگین ہو چکی ہے ہمیں جماعتی مفادات سے بالاتر ہو کر سوچنا ہوگا اور صدر اے این پی سندھ کا کہنا ہے آنکھوں میں دھول جھونکنے کا وقت گزر چکا ہے خدارا کسی قومی سانحہ کے رونماء ہونے کا انتظار کرنے سے پہلے کراچی پر رحم کیا جائے ۔ایم کیو ایم کے ذمہ دار فاروق ستار کا قومی اسمبلی میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ کراچی میں لوگوں کا قتل عام کیا جا رہا ہے، صوبائی حکومت کی ناکامی ہے، پولیس ہشتگردوں کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہو چکی ہے، اس معاملے کو وفاقی اور صوبائی حکومت کے درمیان فٹ بال نہ بنایا جائے، ایم کیو ایم نے قومی اسمبلی میں کراچی کو فوج کے

حوالے کرنے کا مطالبہ کر دیا ہے یہ غیر سیاسی اور غیر جمہوری مطالبہ ہے مگر عوام کی جان عزیز ہے، فاروق ستار کا قومی اسمبلی میں اظہار خیال کے جواب میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ذمہ دار خورشید شاہ نے کہا کہ ایم کیو ایم نے کراچی میں فوج طلب کرنے کا مطالبہ کرکے جمہوریت اور سیاست کو تھپڑ مارا ہے، ایم کیو ایم پہلے گورنر کا عہدہ تو چھوڑے، فوج طلب کرنے کا مطالبہ سازش لگتی ہے، غیر جمہوری مطالبہ سیاسی بلنڈر ہے، بلوچستان، خیبر پختونخوا کے حالات خراب ہیں پھر وہاں بھی فوج طلب کرنا ہوگی، غیر جمہوری مطالبے پر بیٹھ کر فیصلہ کرنا ہوگا۔ کراچی کی بدامنی پر تحریک انصاف کے ذمہ دار شاہ محمود قریشی نے بھی گورنر سندھ مستعفی ہونے کا مطالبہ کر دیا، کراچی کے حالات اتنے ہی خراب ہیں تو گورنر سندھ مستعفی ہو جائیں، کراچی تنظیمی کمیٹی کے انچارج ڈاکٹر ندیم احسان نے کہا کہ عمران خان خود کل تک کراچی میں فوج کے ذریعے ووٹرز لسٹوں کی چیکنگ کرانے اور کراچی میں فوج کی نگرانی میں انتخابات کرانے کے مطالبے کرتے رہے ہیں، تحریک انصاف خود ایک فوجی جنرل کی مرہون منت ہے، قائد تحریک الطاف حسین نے کراچی کے شہریوں اور تاجروں کی جان ومال کو تحفظ فراہم کرنے اور امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنانے کیلئے فوج بلانے کا مطالبہ کیا ہے تو تحریک انصاف کو آگ لگ رہی ہے، تحریک انصاف کو کراچی کے عوام کی جان ومال اور ان کے مسائل سے کوئی ہمدردی نہیں، خواجہ اظہار الحسن کا کہنا ہے کہ کراچی یا ملک کے کسی بھی حصہ میں امن کے قیام کا مطالبہ آخر کس طرح

غیر جمہوری قرار دیا جاسکتا ہے ؟کیا اپنے گزشتہ دور حکومت میں پی پی پی نے قبائلی علاقوں میں فوج کو فٹ بال میچز کھیلنے کیلئے طلب کیا تھا؟ سندھ حکومت لیاری میں امن وامان بحالی میں بری طرح ناکام ہوچکی ہے، لیاری سے کچھی برادری کے ہزاروں خاندانوں کی جبری بیدخلی اور ان کی قتل وغارتگری کیا صوبائی حکومت کی کھلی ناکامی نہیں ہے ؟ ایم کیوایم کے مطالبہ کو تنقید کا نشانہ بنانے والے تاجر برادری کے اخباری اشتہارات کا کیا جواب دیں گے جن میں سندھ حکومت کو گمشدہ قرار دیا گیا ہے۔۔الطاف حسین کے بعد رابطہ کمیٹی نے بھی کراچی میں فوج بلانے کا مطالبہ کردیا، لیاری گینگ وار کے دہشت گردوں سے عوام وتاجر تنگ آ چکے ہیں، عوام اور تاجروں کو تحفظ فراہم کرنے میں انتظامیہ ناکام ہوچکی ہے، لیاری میں روزانہ حالات خراب ہوتے ہیں لیکن کوئی ایکشن نہیں لیا جارہا، لیاری میں مسلح دہشت گردوں نے دہشت کا بازار گرم کر رکھا ہے، سید سردار احمد نے کہا کہ کراچی میں امن وامان پر بحث کیلئے درخواست جمع کرادی ہے، امن وامان صورتحال کو کنٹرول کرنے کیلئے حکومت ناکام ہوچکی ہے، انسانی جان و امال کی اہمیت سب سے زیادہ ہے، درخواست جمع کرانے کا مقصد حکومت امن وامان کے حوالے اپنی پوزیشن واضح کرے، حکومت اپنی زمہ داریاں پورے کرنے میں ناکام نظر آتی ہے، ایم کیوایم کے رہنما واسع جلیل نے کراچی بدامنی پر ایم کیوایم کا موقف بیان کرتے ہوئے کہا کہ وزیرداخلہ کی پریس الطاف حسین کی وزیراعظم کواپیل کا ردعمل سمجھتے ہیں، ایم کیوایم کراچی

میں غیر سیاسی بنیاد پر ٹارگٹڈ آپریشن کی حمایت کرتی ہے، ایم کیو ایم نے دہشتگرد عناصر کی نشاندہی کی جن پر قابو پا کر کراچی میں امن بحال ہو سکتا ہے، الطاف حسین نے نواز شریف سے فوج بلانے کا مطالبہ شہر میں امن وامان کی صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا۔

دوسری جانب ترجمان بزنس ایکشن کمیٹی افتخار رضوی نے کہا کہ لطاف حسین کے فوج بلانے کے بیان کی حمایت کرتے ہیں اس کے علاوہ علمائے کرام نے بھی کراچی کی بد امنی کے حوالے سے اپنے خدشات پیش کیئے انھوں نے کہا کہ شہر قائد کا ہر طبقہ الطاف حسین کے فوج کے مطالبے کی ہامیت کرتا ہے، عوام کو جمہوریت یا عامریت سے سروکار نہیں وہ اپنا تحفظ چاہتے ہیں، صوبائی حکومت اور قانون نافذ کرنے والے ادارے مصلحتوں کا شکار ہیں، وفاقی حکومت نے کراچی کے حالات پر مجرمانہ خاموشی اختیار کی ہوئی ہے، شہر میں بے گناہوں کا قتل عام بھتہ خوری اور بدامنی عروج پر ہے، اس صورتحال میں پاک فوج ہی ہے جس سے عوام تحفظ کی اپیل کرتے ہیں، سیاسی جماعتیں الطاف حسین پر تنقید کرنے کے بجائے اُنکے مطالبے پر سنجیدگی سے غور کریں۔۔ کراچی میں بد امنی اور اغوا کے سلسلے میں سندھ ہائی کورٹ کے حکم پر لاپتہ افراد کے معاملات کی مانیٹرنگ کیلئے اعلیٰ سطحی کمیشن تشکیل پایا جس کی نگرانی اٹارنی جنرل اور ڈپٹی اٹارنی جنرل محمد فاروق ایڈوکیٹ کریں گے، بیرسٹر صلاح الدین عدالتی معاون کی حیثیت سے کمیشن کے رکن ہوں گے جبکہ کمیشن کا پہلا اجلاس اٹھائیس اگست کو سندھ ہائی کورٹ میں ہوگا۔

محب وطن کون۔۔۔

پاکستان ایک اسلامی جمہوریہ ملک ہے، اس ملک کی کثیر آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے، یہ وطن چودہ اگست انیس سو سینتالیس کو وجود میں آیا۔پاکستان کا پہلا آئین انیس سو چھپن میں بنا دوسرا آئین انیس سو تریسٹھ بنا جبکہ چودہ اگست انیس سو تہتر کو تیسرا آئین ملک میں نافذ ہوا اس کے بعد تیسرے آئین میں ترامیم ہوتی رہیں اور اب بیسویں ترامیم بھی ہو چکی ہے۔ تیسرا ے آئین کی چند اہم ترین خصوصیات میں درج باتیں ہیں ۔۔پاکستان میں پارلیمانی نظام حکومت ہو گا وزیر اعظم حکومت کا سربراہ ہوگا اور اسے اکثریتی جماعت منتخب کرے گی۔اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہے اور صدر اور وزیر اعظم کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔آئین میں ترمیم کے لیے ایوان زیریں میں دو تہائی اور ایوان بالا میں بھاری اکثریت ہونا ضروری ہے۔اردو پاکستان کی قومی زبان ہے۔اگر صرف ان پانچ اہم خصوصیات کو دیکھیں تو یقینا ان احکامات پر شائد ہی کوئی ممبر اسمبلی قائم ہو کیونکہ گزشتہ دنوں پاکستان پیپلز پارٹی کے چیرمین بلاول بھٹو صاحب نے خواہش ظاہر کی کہ میں چاہتا ہوں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں کوئی عیسائی وزیر اعظم ہو؟؟ یہ بھول گئے کہ یہ تیسرا آئین ان کے نانا ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں ہی بنا تھا ایک طرف انھوں نے آئین کی روگردانی کی

دوسری طرف اپنے ہی نانا کی تذلیل بھی۔ بالغ ہونے کے باوجود نابلدگی کا اظہار تعجب میں ڈال دیتا ہے اور حیرت تو یہ ہے کہ پارٹی کے کارکنان و عہدیداران نے مذمت کے بجائے ان کے تحفظ میں دلائل دینے شروع کر دیئے۔ کیا بلاول اپنی اس سوچ سے ظاہر کر رہے ہیں کہ انہیں نہ پاکستان، پاکستانی آئین اور عوام کے جذبات اور عزت کا پاس ہے اور نہ وہ محب وطن کے لفظ سے بھی واقف ہیں اور خواب دیکھنا چاہتے ہیں پاکستان کے وزیر اعظم کا۔ ہماری عوام اس قدر بے حس اور خود غرض ہو چکی ہے کہ ایسی پارٹی جو اب صرف عوام کا خون چوسنے پر قادر ہے اسے کیا آئندہ بھی بلا دیا جائیگا؟؟ یقینا عوام غدار کو مسترد کر دیں گے۔ دوسری جانب پاکستانی افواج کے خلاف بے بنیاد الزام تراشی اور ان کے مورل کو نقصان پہنچانا کہاں کی حب الوطنی ہے، ایک طرف تو پاکستانی افواج کی صلاحیت کو تسلیم کرتے ہوئے فخر کرتے ہیں کہ دنیا کی بہترین افواج ہے اور زمینی حقائق کو تسلیم بھی کرتے ہیں کہ پاکستانی بارڈر کی جس قدر جانفشانی سے پاکستانی افواج نہ صرف تحفظ کر رہی ہیں بلکہ اندرون حملہ کا منہ توڑ جواب بھی دے رہی ہیں، پاکستان کئی سالوں سے بیرونی طاقتوں کا سامنا کر رہا ہے جس میں ہمسائے ممالک بھارت اور افغانستان کی جانب سے شر پسندوں کی مسلسل کاروائیاں شامل ہیں، ان کی روک تھام میں ہزاروں پاکستانی فوجی شہید ہو رہے ہیں۔ پاکستانی افواج نے سولین کے معاملہ میں مداخلت کرنے سے معزوری کر لی ہے کیونکہ جب بھی فوجی قیادت ریاست کو سنبھالتی ہے سولین ان سے شدید نفرت کر

بیٹھتے ہیں ، اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ سابق جنرل ضیاء الحق نے غیر کی جنگ کو اپنے وطن میں سمیٹ لیا بلکہ آمریت کی حد تو یہ کردی کہ افغانستانیوں کو کسی بھی چیک آف بیلنس کے بغیر پاکستان میں آباد ہونے کی اجازت دے دی تھی ، ان افغانستانیوں کی آمد سے کلاشنکوف، ہیروئن اور دیگر منشیات فروشی کے کاروبار کو فروغ حاصل ہوا، وہ امریکہ جو انتہائی خود غرض اور شریف لبادہ میں بھیڑیا ہے اسے نہ پاکستان سے کوئی لگاؤ ہے اور نہ پاکستانیوں سے۔ دوسری جانب ضیاء کے دور کے بعد جمہوری حکومت جب جب قدم رکھا اس قوم کو دیوالیہ کردیا کوئی عوامی فلاحی امور نظر نہ آئے، دنیا کی تاریخ میں ایک آمر جو فوجی افسر تھا اس نے اُس وقت کے وزیر اعظم کی انتہائی خطرناک ترین غلطی پر نکال باہر کیا جو اس سے ناتلافیپاکستان کو نقصان سے دوچار کیا تھا اُس وقت کے جمہوری وزیر اعظم نے گیاری سیکٹر پر پاکستانی افواج کی بہترین کامیابی کو نہ صرف انتہائی ناکامی سے دوچار کیا بلکہ سرینڈر کی وجہ سے ہزاروں فوجی شہید ہوگئے اس جمہوری وزیر اعظم نے جب دیکھا کہ پاک فوج کامیابی سے ہمکنار ہو گئی ہے اور عنقریب مقبوضہ کشمیر پر بھارت سے سودی بازی ہونے جارہی ہے یہ وزیر اعظم فوراً امریکہ پہنچ کر مائی باپ سے اُس وقت کے جنرل کے خلاف کاروائی کرنے کو کہا اور چند سیکنڈوں میں افواج پاکستان میں بغاوت پیدا کرکے نیا جنرل نامزد کردیا گیا لیکن یہ بھول گئے تھے کہ پاکستانی افواج بہت مضبوط اور متحد ہے یہ اپنے اندر کوئی سیاست یا بغاوت پیدا ہونے نہیں دے سکتی

بحر حال دنیا نے دیکھا یہ وہ جمہوری وزیر اعظم نے اپنی اس غداری کی سزا پائی لیکن پھر ایک معاہدہ کے ذریعے اس وطن میں سیاست کرنے کیلئے عرب ممالک کی مدد حاصل کی اور آج اسی فوجی جنرل کو غدار کہنے والے پہلے اپنے گریبان میں دیکھیں کہ جمہوریت کے نام پر عوام کو مسلسل بے وقف بنایا، پاکستانی کے انتہائی خفیہ راز فاش کیئے۔ جس نے وطن کی حفاظت میں اپنے پوری زندگی صرف کردی اور ان کی زندگی مین کارناموں کی بڑی فہرست اور میڈلز ہیں جنہیں افواج پاکستان اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ساتھ دنیا بھر کے کئی ممالک نے نوازا۔ رہی بات عدلیہ کی تو معزرت کیساتھ آج تک عدلیہ میں انصاف نہیں بلکہ تاریخ پر تاریخ کے نام پر نیچے سے لیکر رشوت اور بخشش کا عمل چلا آرہا ہے سابقہ چیف جسٹس جو خود این آر او سے آئے تھے اور این آر او کی مخالفت میں از خود نوٹس لیتے ہوئے خود کو ہیرو بنانے کی ناکام کوشش کرتے رہے، آج تک عدلیہ میں آئین کے تحت انصاف ہوتا نظر نہیں آرہا اگر چند سپریم کورٹ یا چند ایک کورٹ چند کیسس پر فوری انصاف بہم کردیں تو یہ انصاف نہ ہوگا آج بھی غریب عوام انصاف کیلئے ماری ماری پھرتی ہے آخر عدلیہ کے نظام کو مکمل کمپیوٹرائز کیوں نہیں کیا جاتا، سول کورٹ ہو یا سیشن کورٹ اگر ان عدالتوں میں کرپٹ لوگ بس گئے ہیں تو ان کے خلاف الیکشن نہ کرنا کیا حب الوطنی کے زمرے میں آئیگا۔ یوں تو عدلیہ انتظامیہ اور پولیس پر آئے روز برہم ہوتی نظر آئی ہے کہ پولیس صحیح طریقہ سے کام کرے اور ایف آئی آر درج کرے اور مجرموں

کی پشت پناہی سے باز آ جائے ! ! کیا عدلیہ انتظامیہ اور پولیس کے محکمہ کو درست کرپائی ہر گز نہیں کیونکہ برسوں پرانا یہ مرض جو عدالتوں میں وائرس کی طرح پھیلا ہوا ہے کرپشن، رشوت ستانی کا اسی لیئے یہ ادارے بھی عدلیہ کے احکامات کو مٹی کی دھول سمجھ کر اڑا دیتے ہیں۔ عدلیہ کو اس ضمن میں انتہائی سنجیدگی سے سوچنا پڑیگا اور حب وطنی کی خاطر نظام کی درستگی میں اپنا مثبت کردار ادا کرکے اپنے منصب سے انصاف برتنا ہوگا۔ سوچیئے اور سمجھئے ہر وہ شخص غدار ہے جو وطن عزیز پاکستان اور عوام کیلیئے ناسور بنا پھرتا ہے جن کے اعمال سے ریاست، نظام اور حکومت کو نقصان پہنچ رہا ہے ان میں بجلی و گیس چور، ٹیکس چور، ذخیرہ اندوز، ملاوٹ کنندہ، رشوت خور، جرائم و کرائم میں ملوث، عدم عدل وانصاف، منشیات اور زنا کا کاروبار اور قومی خذانے کی لوٹ مار۔۔۔ کیا یہ سب اسلامی جمہوریہ پاکستان کی غداری نہیں تو کیا ہے؟؟ اب فیصلہ عوام ہی کرے کہ کون حب الوطن ہیں اور کون غداری کی زمرے میں آتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس گلشن کے کانٹوں کو عوام نے ہی کاٹنا ہے، وطن عزیز کے مخلصوں کی قدر کرنی ہے، اپنی افواج کی عزت و تعظیم کیساتھ ساتھ نوجوانوں کو سیاست سے نہیں بلکہ بہتر تعلیم سے سوارنا ہے، انتخابات کے عمل کو جدید خطوط کیساتھ اسکیننگ سے مروج کرنے کا مطالبہ کرنا ہے تاکہ آئندہ ایوانوں میں آئین کے تحت اور شفاف لوگ منتخب ہوسکیں۔ یہ ملک خاندانوں کی میراث نہیں کہ باپ کے بعد بیٹا یا بیٹی ریاست کی حاکم بنے۔ اللہ اس وطن عزیز کی حفاظت رکھے آمین ثما آمین۔

میڈیا ملازمین کے مسائل۔۔۔

موجودہ صدی میں ابلاغ عامہ یعنی میڈیا نے جس قدر ترقی کی ہے اس کی مثال نہیں ملتی، مانا کہ دنیا کے قائم ہونے کے بعد پہلی آبادی میں بھی ابلاغ عامہ کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا، خبر وہ شے ہے جو کسی واقع، حالات کے جنم لینے کے بعد اس کی اطلاع دی جائے۔ دنیا کے ابتدا میں جب پہلی آبادی کا وجود پیدا ہوا تب لوگ ایک دوسرے سے تعلق پیدا کرنے اور روابط کو بڑھانے کیلئے اطلاعات کا سہارا لیتے تھے یہ الگ بات ہے کہ اس وقت آج کی طرح جدید نظام اور سائنس نہیں تھی اسی لیئے لوگ روبرو اور ایک دوسرے سے بات چیت کرکے اطلاع پہنچایا کرتے تھے۔ اللہ کے پیغمبر، انبیاء کرام نے علم کے ذریعے انسانوں میں شعور بیدا کرنے کی کوشش کیں اور انسان اللہ کے دیئے ہوئے علم سے روشن ہو کر با شعور زندگی گزارنے لگا۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام اس دنیائے فانی میں تشریف لائے، ان سب میں سب سے معتبر و اعلیٰ حضور اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ آپ ﷺ نے دنیا تو دنیا پوری کائنات کے علم سے اور قیامت تک آنے والی امت کو علم و شعور سے بہرہ مند کیا، حبیب خدا کا کرم ہی ہے کہ آپ ﷺ نے انسان کو اشرف کا مقام بتایا، تاریخ اسلام شاہد ہے کہ دین محمدی پر گامزن ہونے والا ہر وہ

شخص جس نے ظاہری و باطنی طور پر آپ ﷺ کے احکامات کی پیروی میں کوئی کسر نہ چھوڑی وہ زندہ جاوید ہوگیا۔ ایسے شخصیات کے نہ صرف نام بلند ہوئے بلکہ اُن کا ذکر بھی بلند ہوا، ان میں صحابہ اجمعین علیہ رحمت سے لیکر اولیاء عظام و اسلافین کرام تک تمام کے تمام روحانی و فیض کے اعتبار سے آج بھی امت محمدی میں بڑے ادب و احترام کیساتھ دیکھے جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے اپنے دور میں بھی سچی و حقیقی صحافت انجام دی، درحقیقت صحافت ہی نبی پاک ﷺ نے سیکھائی ہے جو سچ، حق پر مشتمل ہے۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلے اللہ کے دین کی خبر کو بڑی ایمانداری، سچائی اور انتہائی مخالفین کی اذیت کو برداشت کرتے ہوئے بڑے احسن طریقے سے اس امت تک پہنچایا، آپ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے بڑی سچائی اور لگن کیساتھ اپنے دور حکومت میں حضور پاک ﷺ کی سنتوں، حدیثوں کو آگے پہنچایا، صحابہ اجمعین علیہ رحمت کی حکومتیں براعظموں پر مشتمل تھیں لیکن پختہ ایمان اور سچائی کی بناء پر ان کے دور حکومت میں کوئی بھی عدل و انصاف سے محروم نہ تھا اور خبر رسانی کا نظام اس قدر مربوط تھا کہ کوئی بھی خبر سے باہر نہیں چھپ سکتا تھا اسی لیئے خلیفہ سے ڈرتے تھے کہ وہ بہت بڑے منصف تھے ان کے ہاں امیر و غریب میں کوئی فرق نہ تھا وہ سمجھتے تھے کہ انہیں جواب اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کو دینا ہے وہ ہمہ وقت عوام کی فلاح اور عدل کیلئے چاق و چوبند رہتے تھے۔ اسلام کے دیئے ہوئے تمام قوانین کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا ہوا تھا، تاریخ اسلام

نے بتایا کہ آدھی دنیا میں حکومت کرنے والے خلیفہ زمین پر سوتے اور شب و روز عبادت کے ساتھ نظام ریاست کو بھی دیکھتے تھے ، ان کے نظام ریاست میں کوئی جانور تک بھوکا نہیں سوتا تھا، وہ انسانوں کے ساتھ ساتھ جانوروں اور بے جان یعنی درخت پودوں کا بھی حساب کتاب رکھتے تھے ۔ جب تک نظام ریاست دائرہ اسلام میں رہا وہیں ابلاغ عامہ کو بھی سچائی، ایمانداری کا لباس اوڑھنا پڑھا لیکن جب مسلم حکومتوں نے دنیا پرستی کا راستہ اختیار کرلیا تب ابلاغ عامہ بھی مسلم دنیا میں ناپید اور پرگندہ ہوگیا۔ ابلاغ عامہ میں جھوٹ، لفاظی، تہمت، مکاری، عداوت، منافقت اور خود غرضی نے سمیٹ لیا۔ ۔جہاں سائنس نے دیگر شعبوں میں ترقی حاصل کی ہیں وہیں کمیونیکیشن کے شعبے میں گران قدر کارنامے سرانجام دیئے ہیں خاص کر سٹیلائٹ کے شروع ہونے سے رابطہ کا عمل جہاں تیز ترین ہوگیا ہے وہیں فاصلے بھی سمٹ آئے ہیں پل بھر میں دنیا کے کسی بھی حصے میں موجود واقعات، حالات یا شخصی ملاقات ممکن بن گئی ہے جو با راستہ کمپیوٹر ہے۔ پاکستان بھی ابلاغ عامہ کے جدید نظام سے مروج ہوچکا ہے یہاں پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرونک میڈیا تقریباً سب سے جدید مشینوں کا استعمال شامل کرلیا ہے، کئی سٹیلائٹ چینلز نیوز سے لیکر انٹرٹینمنٹ مین کام کررہے ہیں ، اسی طرح اخبارات و رسائل خوبصورت رنگ و نقوش کیساتھ پرنٹ ہورہے ہیں ۔۔ ہر کوئی پہلے خبر تک پہنچنا چاہتا ہے اس بھاگ وڈور میں میڈیا کے ملازمین خاص کر رپورٹر، کیمرہ مین، ڈی ایس ،این جی ٹیکنیشین، ڈرائیور

پروڈیوسر، کاپی رائٹر، کاپی ایڈیٹر، ایڈیٹر، ٹیکر آپریٹر، لنکر، آئی ٹی اور دیگر افراد کام میں جھتے ہوئے ہوتے ہیں ان میں وہ اسٹاف جو آؤٹ ڈور مصروف ہوتا ہے وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہر خطرہ کو موہ لیتا ہے اسی لیئے پاکستان کے موجودہ جنگی حالات میں کئی صحافی حضرات کیساتھ میڈیا پرسن جام شہادت حاصل کر چکے ہیں، یہی حال پرنٹ میڈیا سے تعلق رکھنے والوں کا ہے مگر حکومتی اور خود ادارے کی جانب سے کیا کوئی سیفٹی پالیسی قائم کی گئی ہے، کیا ملازمین کی تنخواہیں میں سالانہ اضافہ کیلئے سمری چیمبرا سے پاس کرائی ہے ؟کیا قومی و صوبائی اسمبلیوں نے اس مد میں کوئی ٹھوس اقدامات اٹھائے ہیں ؟کیا چند ایک میڈیا پرسن جو اسکرین پر ہیں اور سیاسی شخصیات سے گفتگو کا پروگرام کرتے ہیں انہیں نواز دینے سے کیا دیگر مستحق میڈیا پرسن کے مسائل حل ہوجاتے ہیں ؟پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرونک میڈیا کئی سالوں سے نہ قابلیت و تجربہ کی بنیاد پر ترقیاں دی گئی ہیں اور نہ مشاہراہ میں اضافہ کیا گیا ہے۔بس چند ایک بالائی افسران اپنی ذات تک محدود رہتے ہوئے خود نمائی اور ذاتی فائدہ لیکر دیگر تمام ٹیم کیساتھ استحصال کر رہے ہیں آخر ایسے افسران سے پوچھ گچھ کیوں نہیں ؟؟یقینا ٹیم ورک سے ہی کوئی چینل اور اخبار بہتر خدمات پیش کر سکتا ہے۔۔چیمبرا میں آؤٹ ڈور افسر کس لیئے تعینات کیئے جاتے ہیں کیا ان کی ذمہ داریاں نہیں کہ وہ ملازمین کے مسائل سے آشنا ہوں اور ان کے مسائل کے سدباب کیلئے قانونی چارہ گوئی کی جائے تاکہ پاکستانی میڈیا

بہتر انداز میں کام کرسکے ۔یقینا مشینیں خود نہیں چلتی بلکہ انسان ہی انہیں چلاتے ہیں وہ انسان جو اس شعبہ سے تعلق رکھتے ہیں ۔ بہت سے چینلز میں اس سلسلے میں پروگرام تو ہوئے مگر کبھی بھی حقائق کو ظاہر نہیں کیا گیا کیوں ؟؟؟ اسٹکرز کے ذاتی مفادات تھے کیا؟؟۔۔ دیکھا تو یہ بھی گیا ہے کہ کچھ ذمہ دار افسران اپنے تابع افراد کو ذاتیات کا نشانہ بھی بناتے ہیں اور پروفیشنلزم سے آنکھ چراتے ہوئے من پسند تابع افراد کو سہولت، ترقی اور تنخواہوں میں اضافہ کیلئے مالکان سے شفارش کرتے ہیں جبکہ ان افراد میں کافی نا اہل بھی ہوتے ہیں۔پاکستان مین یہ سلسلہ نہ صرف الیکٹرونک میڈیا میں پایا جاتا ہے بلکہ پرنٹ میڈیا بھی اس سے خالی نہیں ،اس صورتحال سے نمٹنے کیلئے اخلاقی لائحہ عمل بنانے کی اشد ضرورت ہے ، کہیں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ مالکان ،ملازمین مین پھوٹ پیدا کیئے رکھتے ہیں تاکہ ،ملازمین میں ایکا نہ ہوسکے بحرحال دونوں جانب سے وہ ،ملازمین پس رہے ہیں جو ادارے اور کام سے مخلص ہیں ،ایسے ،ملازمین کی نہ ترقی ہوتی ہے اور نہ تنخواہوں میں کوئی خاطر خوا اضافہ۔اخلاقی نقطہ نظر سے تمام ،ملازمین کیلئے میڈیکل کی سہولت جہاں یقینی بنائی جائے وہیں انہیں ،ینیونٹ فنڈ سے بھی مستفیض کیا جانا چاہیئے۔ پاکستان میں فورسس کے ساتھ میڈیا کی خدمات بھی حالات جنگ سے کم نہیں ،ان کیلئے ہمدردی اور انسانی اخلاقی بنیادوں پر ایسے پرکشش مراعات دی جائیں تاکہ ہر شخص ادارے کیساتھ کیساتھ ملک و قوم کیلئے اپنی جان نچاور کرتے ہوئے

پچھتائے نہیں ! ! ! ۔۔ ہم اکثر چینلز پر دیکھتے ہیں کہ اسمبلیوں کے ممبران میڈیا میں کام کرنے والوں سے ہمدردی کا اظہار کرتے تھکتے نظر نہیں۔۔۔ آخر یہ منتخب نمائندے کوئی فلاحی قانون کیوں نہیں اسمبلی میں پاس کراتے تاکہ میڈیا سے تعلق رکھنے والے بیشمار لوگوں کو ان کا حق میسر آسکے ، آخر ان کی فریاد کون سنے گا۔۔۔ اگر پیمرا میں قانون پہلے سے قائم ہے تو کون اس پر عمل درآمد کرائے گا ؟؟ یہ وہ سوال ہے کہ جن کو حل کرکے ہی میڈیا سے تعلق رکھنے والے ہزاروں لوگوں کے مسائل حل کیئے جا سکتے ہیں۔ ورنہ شائد پاکستان میں ظلم و زیادتی کا بازار گرم ہے یہاں بھی سہی ! ! ! !

پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد☆☆☆☆☆☆☆☆

طالبان مذاکرات پر کیوں۔۔۔؟؟

سابق صدر جنرل ضیاء الحق کی ناقص پالیسی اور ہٹ دھرمی نے امریکہ اور یہود کو خوش کرنے کیلئے روس کو تباہ کرنے میں پاکستان کو اس جنگ میں جھونک دیا جو آج تک جاری ہے، اس جنگ نے پاکستان کی معیشت، صنعت، کاروبار، امن و سکون برباد کرکے رکھ دیا ہے، پہلے پہل سعودی فرماں رواں کی آشیر وار حاصل کرنے کیلئے اسامہ بن لادن کی مکمل سپورٹ کی، پھر امریکہ کے خوف یا ذاتی مفادات کے حصول کی خاطر رجحان رہا، بحر کیف پاکستان اور عوام ہی گزشتہ دس سالوں سے بدحالی کا شکار رہے ہیں ۔ دکھ اور افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے فوجی جوانوں نے ہزاروں کی تعداد میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے جام شہادت حاصل کی لیکن دوسری جانب چند سیاسی لیڈران افواج کی خدمات کو بھلا کر طالبانزم کی حمایت کرتے تھکتے نہیں۔۔پاکستان افواج نے عہد کرلیا کہ اب وہ عوام کے مسائل میں نہیں کودیں گے البتہ وہ پاکستان کے باڈر اور سیکیورٹی کو بہتر فراہم کرنے میں اپنی تمام تر خدمات پیش کریں گے۔

جمہوریت کے معاملات میں دخل اندازی نہیں کریں گے جبکہ جمہوریت کو جب جب ضرورت پڑی تو پاکستان اور عوام کی فلاح و بہبود کیلئے اپنی جان بھی نچھاور کردیں گے۔

سلام ہو پاکستان افواج کو۔۔۔ گزشتہ پانچ سالہ جمہوری حکومت پاکستان پیپلز

پارٹی کی رہی ، ان کے دور حکومت میں بھی طالبان منہ چڑھ کر آتے تھے لیکن سابقہ حکومت جو بڑے عوامی مینڈیٹ کی حامل تھی عوام کو تحفظ باہم پہنچانے اور ملک کو بیرونی خطرات سے محفوظ کرنے میں ناکام رہی، یہی نہیں بلکہ مہنگائی اور لوٹ مار کا بازار جو گرم رہا آج تک اس کی تپش محسوس کی جاتی ہے۔ سابقہ جمہوری حکومت کے اگر بڑے بڑے ناکامیاں گنوانا شروع کردوں تو شائد اخبار میں کالم کی جگہ کم پڑ جائے ۔۔۔اب دیکھنا یہ بھی ہے کہ موجودہ جمہوری حکومت بھی بھاری مینڈیٹ کا دعویٰ کرتی تھکتی نہیں۔اس حکومت نے تو الیکشن سے قبل عوام سے وہ سارے وعدے کرڈالے تھے جنہیں کرنا شائد ان کیلئے ناممکن ہے اسی لیئے ابتک سال بیت گیا ہے مگر کوئی ایک وعدہ پورا ہوتا نظر نہیں آیا۔۔۔ ہاں البتہ طالبان کے موضوع پر بحث میڈیا کا حصہ ضرور بنی ہوئی ہیں ۔ نواز حکومت کے وزیر اطلاعات پرویز رشید نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے طالبان اور حکومت کے مذاکرات پر اپنا موقف بیان کیا ہے ان کے مطابق دہشت گردوں کیخلاف ایسی جنگ لڑنی ہے جس میں فتح ہو، دہشت گرد نہیں بتاتے کہ انہوں نے دھماکہ کہاں کرنا ہے تو ہم سے بھی نہ پوچھا جائے کہ ہم نے کب اور کیسے کاروائی کرنی ہے ہم بھی ایسی ہی جنگ لڑینگے جیسے وہ لڑرہے ہیں ،آپس کی تقسیم ختم کرکے ایک نکتے پر متحد ہونا پڑے گا ، طالبان کے حملوں سے مسلح افواج ،پولیس کے جوان یہاں تک کے بچے بھی محفوظ نہیں رہے ہیں، یہاں عبادت گاہیں بھی دہشت گردی بھی نشانہ بن رہیں ہیں ،ایسے واقعات کی قانونی ،آئینی اور شرعی حیثیت نہیں ہے ، حقیقت

تو یہ ہے کہ پاکستان کو باہر سے نہیں اندرونی خطرہ ہے ، جو سیاستدان طالبان کے لیے نرم گوشہ رکھتے ہیں ان کی بھی بازپرس ہونی چاہئے ، اب ایک دم طالبان کا ذہن بدلا ہے تو اس پر اجلاس میں ضرور غور کیا جائے گا، طالبان نے افواج، اسکولوں، عبادت گاہوں اور عام شہریوں پر حملے کیے ہیں، جواب طالبان کو بھی دینا ہو گا کہ انھوں نے حملے کیوں کیے ؟ ہم جائزہ لیں گے کہ طالبان کا بیان سیاسی ہے یا وہ آئین کے تحت زندگی گزارنے پر تیار ہیں، طالبان آئین کے تحت زندگی گزارنے پر تیار ہو گئے ہیں یا نہیں، طالبان نے افواج، اسکولوں، عبادت گاہوں اور عام شہریوں پر حملے کیے ہیں، طالبان کہتے ہیں کہ وہ بات چیت میں سنجیدہ تھے اور طالبان تسلیم کر رہے ہیں کہ ان کے پاس وفود آئے بھی تھے، طالبان سے مذاکرات کیلئے ہر اہل شخص کو کردار ادا کرنے کیلئے کہا ہے، خورشید شاہ کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ طالبان سے مذاکرات میں اپنا کردار ادا کریں ، ایسے عناصر کو خوش نہ کیا جائے جو دھماکے کرتے ہیں طالبان کو اس بات کو سمجھنا چاہیے اگر طالبان کا سرگرمیوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ کھلی حقیقت سامنے آئیگی کہ پاکستان کی عسکری قوتوں، تنصیبات کو مسلسل ناقابل تلافی نقصان سے دوچار کرنا کیا ایسے عوامل کے بعد بھی مذاکرات کا راستہ کھلا رکھنا چاہیئے۔ دنیا میں کوئی بھی ملک اپنے سلامتی کو نقصان پہنچانے والے ملک ہو یا گروہ یا تنظیم ہر گز معاف نہیں کرتا اور نہ ہی ایسے گروہ و ملک کو معاہدوں ، مذاکرات کی میز پر دعوت نہیں دیتا پھر پاکستان میں مذاکرات

کیوں؟؟ ۔۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم سب اگر امریکہ یا یورپی ممالک کی بات کرتے ہیں تو نائن الیون کے حملے کے بعد پوری دنیا کے مسلم ممالک میں جس قدر امریکہ نے بدلے کی جنگ کا دائرہ مسلم ممالک میں پھیلایا اس سے امریکہ کی اسلام دشمنی اور نفرت واضع نظر آتی ہے کیونکہ امریکی پالیسیوں کو یہودی بناتے ہیں اسی لیئے ان کا ہدف بھی اسلام اور اسلامی ممالک کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے چاہے مسلم ممالک قصور وار ہوں یا نہ ہوں ۔۔۔ نائن الیون کی جنگ میں شام ،افغانستان، عراق اور پاکستان براہ راست متاثر ہورہے ہیں۔اسامہ بن لادن کے بعد اب طالبان کو کون مالی اعانت کررہا ہے اور ان کے مقاصد کیا ہیں یہ اب ڈھکی چھپی بات نہیں رہی ہے۔۔پاکستانی افواج کی طالبان کے خلاف جوابی کاروائی پر بیرون ممالک کے وہ کارندے گرفتار ہوئے جنکا تعلق عسکریت پسندی سے تھا اور وہ مکمل پروفیشنل فوجی ٹیکنالوجی سے آراستہ تھے یقینا ان پاکستانی طالبان کا تعلق بھارت، اسرائیل، برطانیہ، امریکہ سے ملا ہے۔۔ان کے پس پشت طاقتوں میں را، موساد، سی آئی اے کی کارفرما رہے ہیں،پاکستان گزشتہ کئی سالوں سے جنگی حالات سے دوچار ہے۔ مولانا فضل الرحمن، مولانا سمیع الحق اور عمران خان کا طالبان کیلئے نرم گوشہ لمحہ فکریہ بھی ہے اور تعجب بھی۔آخر ان کی ہمدردیاں کیوں ہیں ؟؟ کیونکہ ایک طرف پاکستانی طالبان پاکستانی آئین کو قبول نہیں کرتے دوسری طرف ملکی تنصفات کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں کررہے ہیں ، میاں مٹھو کے محاورے کے تحت خود کو اللہ

کے مقرب بندے سمجھ بیٹھے ہیں جبکہ ۔۔۔دین محمدی تلوار سے نہیں ، امن سے پھیلا ہے۔۔۔ اسی لیئے پاکستانی طالبان میں لاعلم، بد عمل، لا شعور، فاسق عقیدہ، جنت و دولت کے متلاشیوں کو اکھٹا کرکے خود کشی پر اکسایا جاتا رہا ہے ، یہ نہ تو انسانی اخلاقی اقدار سے واقف ہیں اور نہ ان کا دور دور تک اس کا اسلام سے تعلق ہے کیونکہ کرائے کے یہ لوگ اسلام کا لباس اوڑھے مسلمانوں کی نسل کشی کر رہے ہیں ۔۔۔اسلامی تاریخ بتاتی ہے کہ ایسے ہی نور الدین زنگی کے دور میں بھی عالم و فاضل ، زہد و تقویٰ کے پابند یہودیوں نے آقا نامدار حضور پر نور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی روضہ مبارک کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے مدینہ منورہ کے لوگوں پر اپنی شرافت، روحانیت اور علمیت کی جعلی چادر اوڑھ کر اپنے مقاصد کو پورا کرنے چلے تھے ۔یاد رکھیئے ہم عوام پاکستانی اسی پاک نبی ﷺ کی امت سے ہیں اور ہر پاکستانی سچا عاشق رسول ﷺ بھی ہے وہ نبی پاک ﷺ کی حرمت اور دین اسلام و پاکستان کیلئے آپس کے اختلاف کو بھلا کر ایک ہو کر ان منافقین کا مقابلہ کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار ہیں ان کے صبر کو مزید نہ آزماؤ یہ اللہ کی محبت اور عشق رسول میں زمین چیر دیں گے جہاں تم جیسے بھیڑیوں کا وجود دفن کردیں گے ۔۔۔اب وقت آگیا ہے کہ پوری پاکستانی قوم پاک فوج سے اپنی حمایت کا اظہار کرتے ہوئے پاکستانی طالبان کا مکمل خاتمہ کرنے کیلئے گرینڈ آپریشن کا مطالبہ کردیں تاکہ ان کی ہستیاں نیست و نابود ہو جائیں۔۔ ملک پاکستان اور اسلام کو نقصان پہنچانے والی طاقتیں جان لیں کہ

اسلام کے حقیقی شیدائی ابھی زندہ ہیں اور وہ دین محمدی ﷺ کی حفاظت کیلئے طالبان سے ہیں زیادہ شہادت پیش کرنے والے ہیں ، پاکستانی طالبان جان چکے ہیں کہ اب پاکستان کی عوام اور افواج ان کے خلاف بھرپور رد عمل کرنے والی ہے اسی لیئے پاکستانی طالبان گیدڑ ، چوہوں، کتوں کی طرح دم دبا کر اور لومڑی کی چال کی طرح دھوکہ دینا چاہتے ہیں اگر اب بھی نواز حکومت نے ان سے مذاکرات کی غلطی کی تو خود پاکستان مسلم لیگ نون اپنا وجود کھو دیگی۔۔۔ پاکستان اور اسلام ہے تو سب کچھ ہے ورنہ زندگی حرام ہے ۔۔۔اللہ پاکستان اور دین اسلام کی حفاظت منافقوں سے ہمیشہ رکھے آمین ثما آمین☆

پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد☆

اسلام، پاکستان اور کالعدم تحریک طالبان

حالیہ دنوں میں پاکستانی حکومت اور کالعدم تحریک طالبان پاکستان کے مابین گفتگو اور معاہدوں کا سلسلہ شروع ہوا لیکن روز بروز کبھی مطالبات پر اعتراضات تو کبھی ممبران کمیٹی کا ساتھ نہ دینے کا عندیہ، کمیٹیوں کی غیر سنجیدگی اور کالعدم تحریک طالبان کی ہٹ دھرمی تو کبھی حکومتی اراکین کی جانب سے اعتراضات پر اعتراضات ! ! کالعدم تحریک طالبان کی جانب سے حکومت پاکستان کو چند شرائط پیش کی گئی جن میں مطالبات تھے کہ حکومت پاکستان ان شرائط کی ضمانت دے تو کالعدم تحریک طالبان کی جانب سے مثبت جواب دیا جائیگا شرائط میں شریعت کا نفاذ، سودی بینکاری کا خاتمہ، مخصوص قیدیوں کی رہائی، امریکہ کے ساتھ دہشت گردی کی جنگ میں جاری تعاون ختم، قبائلی علاقوں میں پاک فوج کی چیک پوسٹیں ختم کرنے اور ڈرون حملے بند کرنے کا مطالبہ تھا اس کے ساتھ ساتھ طالبان نے سابق گورنر سلمان تاثیر کو ہلاک کرنے والے ممتاز قادری کی رہائی کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔۔ کالعدم تحریک طالبان کے مطابق پاکستان میں جمہوریت کی بجائے شریعت نافذ کی جائے، ملک سے سودی نظام کے خاتمہ کیا جائے، قبائلی علاقوں سے فوج کا انخلاء اور ملٹری چیک پوسٹیں ختم کی جائیں، قیدیوں کی رہائی اور تبادلہ کیا جائے جس کے جواب میں طالبان بھی قیدیوں کو رہا کردیں گے۔ کالعدم تحریک

طالبان کے خلاف تمام مقدمات ختم کئے جائیں، فوجی آپریشن کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کا ازالہ کیا جائے، دہشتگردی کیخلاف جنگ میں امریکا سے تعاون ختم کرنے کا باضابطہ اعلان کیا جائے، پاکستان میں ڈرون حملے بند کئے جائیں، امیر اور غریب کے یکساں حقوق کی فراہمی یقینی بنائی جائے، کالعدم تحریک طالبان نے پاکستان بھر کی جیلوں میں قید اپنے ساتھیوں کی فہرست بتاتے ہوئے کہا کہ قیدیوں کی کل تعداد چار ہزار سات سو باون ہے، خیبر پختونخوا میں نو سو اٹھاون، سندھ کی جیلوں میں گیارہ سو اکیاوے، پنجاب میں سات سو بیاسی، بلوچستان میں آٹھ سو ستر اور فاٹا میں نو سو اکیاون طالبانی قیدی موجود ہیں، طالبان کے مطابق ایسے قیدی بھی شامل ہیں جن کو پھانسی کی سزا ہو چکی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ طالبان نے جو شرائط حکومت پاکستان کو پیش کی ہیں وہ قابل قبول نہیں ہو سکتی ہیں گویا یہ شرائط کسی مثبت بات چیت کا پیش خیمہ نہیں بن سکتی۔ ان کے شرائط براہ راست آئین کی خلاف ہیں کیونکہ ان کی شرائط میں سب سے پہلا اسلامی شریعت ہے جو یہاں کسی طور ممکن نہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ کون سی شریعت وہ شریعت جو قرآن و سنت سے ثابت ہے تو پھر کالعدم تحریک پاکستان کے ذمہ داران سمیت ہر کارکن سزائے موت کا واجب بن جاتا ہے کیونکہ اسلام قطعی طور پر بے گناہ معصوم بچوں، بچیوں، عورتوں، بوڑھوں کے قتل پر سزائے موت دیتا ہے اور ان کے پاکستان میں مسلسل خود کش حملے، بم بلاسٹ، اغوا یہ سب اسلام کے برخلاف عوامل ہیں۔ یہ کس شریعت کی بات کرتے ہیں اسلام تو انتائی

پر امن اور پاکیزہ مذہب ہے، اس مذہب نے عورتوں کے حقوق دیئے ہیں نہ کہ عوامتوں کو جبر کرکے ان پر ظلم و تشدد اور علم کی دولت سے محروم کردیا جائے، اگر کالعدم تحریک طالبان کے عوامل کو یہ خود بھی ایک نگاہ دین محمدی یعنی شریعت محمدی سے موازنہ کریں تو انہیں شائد احساس ہوجائے کہ یہ کتنے گمراہ ہیں اور نوجوانوں کو اسلام کے نام پر گمراہ کیئے جارہے ہیں، کالعدم تحریک طالبان پاکستان اگر اسلام سے اتنے ہی مخلص ہوتے تو برما مین مسلمانوں کی نسل کشی، فلسطین مین مسلمانوں کی نسل کشی، بھارت میں مسلمانوں کی نسل کشی، جموں کشمیر میں مسلمانوں کی نسل کشی پر منہ نہ چھپاتے بلکہ اسلام دشمن عناصر کیخلاف جہاد کرتے اور وہاں خود کش حملہ کرکے بتاتے کہ مسلمانوں کی نسل کشی کسی طور قبول نہیں۔ لیکن کالعدم تحریک پاکستان نے ایسا کبھی سوچا نہیں کیا بلکہ اسلام کے نام پر جبر و ظلم کے پہاڑ کھڑے کردیئے اب جب پاکستانی افواج نے ان کے خلاف قدم بڑھایا ہے تو یہ لومڑی کی طرح نئی چال لیکر آگئے ہیں اور کچھ وقت لیکر نئے انداز اور نئے طریقوں سے پاکستان اور پاکستانی عوام کو ناقابل تلافی نقصان سے دوچار کرنا چاہتے ہیں۔ یہ نہ کل اسلام سے مخلص تھے اور نہ آج ہیں جو مسلمان دین اسلام سے مخلص نہیں وہ کس طرح پاکستان سے مخلص ہوسکتا ہے، انہیں تو را، موساد، سی آئی اے جیسی اسلام اور پاکستان مخالف قوتوں کی پشت پناہی ہے اور یہ ہی ان کی مالی اعانت کررہے ہیں۔ درحقیقت پاکستانی افواج کو بھرپور طریقے سے ان کے خلاف جہاد کرنا چاہیئے

جبکہ اندرون ملک ہماری سیکیورٹیوں کو اس قدر پھرتیلی اور ہوشیاری سے کام لینا چاہیئے کہ ان کے تمام عزائم خاک میں مٹ جائیں اور ان کا وجود تہس نہس ہوجائے بصورت پاکستان کی سلامتی خطرے میں پڑ جائیگی، یہاں جمہوری، سیاسی جماعتوں کو اسلام اور پاکستان کی سلامتی کیلئے تمام اختلافات بھلا کر یکجا ہو کر ان کے خلاف لڑنا ہوگا، تمام مکاتب فکر اور مسالک کو اپنے نظریات کے اختلاف کو ختم کرکے ان کے خلاف ایک ہونا پڑیگا اور پاکستانی افواج کا ساتھ دیتے ہوئے ان کے شانہ بشانہ لڑنا پڑیگا تب ہیں جاکر ہم ان سے نجات پا سکیں گے اسی طرح امریکہ کو پاکستان کے اندورانی و بیرونی معاملات میں مداخلت سے روکنا ہوگا اور اپنے فیصلے خود کرنے ہونگے۔ اگر سیاسی لیڈران نے اپنے فرائض کو پورا نہ کیا تو عوام خود نکل آئی گی اور کالعدم تحریک طالبان پاکستان کے ساتھ ساتھ ان سب کا خاتمہ کرڈالے گی۔۔۔اسلام کے متعلق بیرون ممالک کے مسلم اور غیر مسلم سب متفق ہیں کہ اسلام واحد کامیابی کا مذہب ہے اور بہتر زندگی گزارنے کا طریقہ اسلام میں ہی ہے مگر وہ اسلام جو نبی پاک ﷺ نے ہمیں آج سے چودہ سو سال پہلے دیا تھا اور آج قرآن و احادیث کی صورت میں تا قیامت تک رہیگا۔اب مولوی اور نام نہاد جہادی تنظیمیں اسے اپنے مالی، دنیاوی مقاصد کیلئے استعمال کررہی ہیں۔۔۔ایک برطانوی خاتون صحافی مریم یوون ریڈلی نے کہا ہے کہ خودکش حملے اور دھماکے شرپسندوں اور اسلام دشمن عناصر کا کام ہے، اسلام امن اور برداشت کا مذہب ہے، اسلام میں مساجد، مدارس اور تعلیمی

اداروں کو تباہ کرنے کی تعلیم نہیں دی جاتی بلکہ اس طرح کی کارروائیاں اسلام دشمن عناصر کر رہے ہیں۔ اسلام میں خواتین کو بھی مساوی حقوق حاصل ہیں۔ افغانستان میں موجود طالبان دراصل وہی اسلام کیلئے جہاد کر رہے ہیں اور ان میں وحشی پن، درندگی، جاہلیت نہیں ہے، وہ مسلمان تو مسلمان غیر مسلموں سے اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے تحت عمل کرتے ہیں اسی لیئے ان کے جہاد سے اسلام مخالف قوتوں کو نقصان پہنچ رہا ہے اور وہی صحیح ہیں۔☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عنوان: عہد ساز شخصیت حاجی عبد الرزاق یعقوب میمن۔۔۔!!

حاجی عبد الرزاق یعقوب میمن نے نہ صرف پاکستان میں اپنی صلاحیتوں کو منوایا بلکہ وہ ایک عظیم وژن رکھنے والے رہنما تھے جن کی صلاحیتوں کو عالمی سطح پر مانا گیا ہے۔زندگی کو دوسروں کیلئے وقف کیا اور پھر کبھی کسی اور چیز کو اپنے اور اپنے مقصد کے درمیان نہ آنے دیا یہ تھی حاجی عبد الرزاق کی زندگی۔انہوں نے عالمی سطح پر پاکستان کا نام روشن کرنے کیلئے شبانہ روز محنت کی ، دبئی میں سن ۲۰۰۱ء میں ورلڈ میمن آرگنائزیشن کی بنیاد رکھی ۔۲۰۰۳ء میں اسی مشن کیلئے صدر پاکستان پرویز مشرف سے ملاقات کی ۔۲۰۰۴ء میں پاکستان کی شناخت کی خاطر کینیا گئے اور وہاں کے صدر اور اعلی قیادت سے ملاقات کی ۔ان کا وژن ایک عظیم پاکستان تھا۔سری لنکا کے دورے میں انہوں نے سری لنکن صدر سے خاص طور پر ملاقات کی اور پاکستان اور سری لنکا کے تجارتی تعلقات کو مزید مستحکم بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔پاکستان کی تجارتی پالیسی اور پر انہوں نے ہمیشہ حکومت وقت کو اہم مشورے دیئے۔دبئی میں ورلڈ میمن آرگنائزیشن کے تحت انہوں نے شیخ نہیان بن مبارک النہیان کو مدعو کیا اور پاکستان اور یو اے ای کے درمیان ایک نئے تجارتی دور کا آغاز ہوا۔اے آر وائی گروپ کے بانی حاجی عبدالرزاق یعقوب میمن کی تجارت کیلئے گرانقدر خدمات پر تاجروں نے انہیں خراج عقیدت پیش کیا۔عالمگیر

شہرت کے حامل اے آر وائی گروپ کے بانی حاجی عبدالرزاق یعقوب کی شخصیت اپنے اندر بہت سے پہلوؤں کو سموئے ہوئے تھی۔ان کی زندگی کا ہر، ہر پہلو شب و روز محنت ومشقت اور سخاوت سے عبارت ہے،اے آر وائی گروپ کی بنیاد رکھ کر انہوں نے ہزاروں افراد کے لیے نہ صرف روزگار کے مواقع فراہم کیئے بلکہ میڈیا انڈسٹری میں نئی روح پھونک دی۔ دین اسلام کا پیغام گھر گھر پہنچانے کیلئے پاکستان میں پہلے مذہبی چینل کیوٹی وی کی بنیاد رکھ کر دین محمدی ﷺ کا چرچا کیا۔حاجی عبدالرزاق جیسی ہمہ جہت شخصیت نے سونے کے کاروبار میں ہاتھ ڈالا تو اسے صنعت کے اعلیٰ درجے تک پہنچا دیا۔ مرحوم حاجی عبدالرزاق یعقوب نے نہ صرف میمن برادری کیلئے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے بلکہ تاجروں پر بھی دست شفقت رکھا، سماجی شعبے میں بھی حاجی صاحب کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، زندگی بھر انہوں نے غربا اور مساکین کی امداد کی، متاثرین زلزلہ ہوں یا متاثرین سیلاب حاجی عبدالرزاق کی زیر سایہ خواجہ غریب نواز ویلیفیئر ٹرسٹ انٹرنیشنل اور احساس انٹرنیشنل ٹرسٹ کی امداد میں پیش پیش رہا،حاجی عبد الرزاق یعقوب ایک خداترس انسان اور کامیاب کاروباری شخصیت تھے،انہوں نے طویل جدو جہد کے بعد دنیا کے ممتاز لوگوں میں اپنا مقام بنایا، حاجی عبدالرزاق یعقوب انسانیت کی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے ، غریبوں کی مدد اور مصیبت زدہ لوگوں کی داد رسی کرنا انکی شخصیت کا نمایاں پہلو تھا۔ وہ اولیا اللہ کے معتقد تھے۔ حاجی عبد الرزاق ایک عالمی شہرت یافتہ شخصیت تھے وہ

ورلڈ میمن آرگنائزیشن کے چیئرمین بھی رہے انہیں متعدد ملکی اور بین الاقوامی اعزازات سے نوازا گیا۔ حاجی عبد الرزاق ایک شخصیت نہیں ایک عہد کا نام ہے، وہ صرف ایک کامیاب کاروباری شخصیت ہی نہیں، ایک آزاد صحافتی انقلاب کے بانی بھی تھے، یہی نہیں وہ ایک سچے عاشق رسول ﷺ، عاشق خواجہ غریب نواز اور دکھی انسانیت کے خادم تھے، حاجی صاحب نے ہزاروں گھرانوں کی خاموشی سے کفالت کی، ان کا سفر طویل اور کٹھن تھا، بھارتی شہر سورٹھ سے ہجرت اور پھر پچیس برس کی عمر میں دبئی ہجرت اور وہاں سے ایک ایسا سفر کہ دنیا دیکھتی ہی رہ گئی۔ ۱۹۷۲ء میں اے آر وائی گروپ کی بنیاد رکھی، حاجی عبد الرزاق اور اے آر وائی گروپ نے جہاں صحافتی اقدار کو پروان چڑھایا وہیں کاروباری سرگرمیوں کو پروان چڑھاتے ہوئے ملک اور اس کی معیشت کی ترقی کے لیئے اہم کردار ادا کیا، انہوں نے کاروبار کے ساتھ متعدد سماجی اور فلاحی شعبوں میں انقلابی اقدامات اٹھائے مرحوم کی میڈیا انڈسٹری سمیت دیگر شعبوں میں نمایاں کارکردگی کی بنیاد پر متعدد ملکی اور غیر ملکی اعزازات سے بھی نوازا گیا۔ حاجی عبد الرزاق سات مئی انیس سو چوالس کو بھارتی ریاست گجرات میں پیدا ہوئے۔ حاجی عبدالرزاق ایک شفیق باپ، ایک پیارے دوست، عظیم بھائی اور رہبر تھے انہوں نے ایک بیوہ اور پانچ بیٹیوں کو سوگوار میں چھوڑی ہیں۔ ان کے انتقال پر صدر، وزیراعظم سمیت گورنر سندھ وزیر اعلیٰ سندھ اور ملک کی سیاسی سماجی اور تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے گہرے دکھ اور رنج

کا اظہار کیا، حاجی عبدالرزاق یعقوب کے انتقال کے بعد پاکستان کرکٹ کا بھی ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے۔ کرکٹ کے لئے گران قدر خدمات انجام دینے پر قومی ٹیم کے کھلاڑی بھی حاجی صاحب کی رحلت پر غمزدہ ہوئے۔ کہتے ہیں کرکٹ دیرینہ سرپرست سے محروم ہو گئی۔ اے آر وائی گروپ کے بانی حاجی عبدالرزاق یعقوب نے صرف صحافت، کاروباریا سماجی بہبود کے کاموں کے لئے ہی گرانقدر خدمات انجام نہیں دیں بلکہ کھیلوں کے فروغ کے لئے بھی ہمیشہ پیش پیش رہے۔ خاص کر کرکٹ کے لئے، کرکٹ پاکستانیوں کا جنون ہے، انہیں اس کھیل کا شوق نہیں بلکہ عشق ہے، حاجی صاحب نے کرکٹ کے جنون کو پاکستان سے باہر موجود پاکستانیوں کے دلوں کی دھڑکن بنا دیا تھا۔ حاجی عبدالرزاق نے شارجہ کے میدانوں کو کرکٹ کے جنون سے روشناس کرایا، سابق ٹیسٹ کرکٹرز نے حاجی صاحب کی کرکٹ کے لئے گراں قدر خدمات کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ محسن حسن خان کا کہنا تھا شارجہ میں کرکٹ میلہ سجانے کا اصل سہرا حاجی عبدالزاق یعقوب کے سر جاتا ہے۔

ان کی رحلت سے کرکٹ کا بڑا نقصان ہوا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق یعقوب ایک شاندار انسان تھے، کیوٹی وی کی صورت میں انہوں نے اسلام کی جو خدمت کی مسلم امہ اسے ہمیشہ یاد رکھے گی۔ سابق ٹیسٹ کرکٹر سلیم ملک نے حاجی عبدالرزاق یعقوب کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ حاجی عبدالرزاق یعقوب کے انتقال سے کرکٹ بھی دیرینہ ساتھی سے محروم ہو گئی ہے وہ

کھلاڑیوں سے اپنے بچوں کی طرح پیار کرتے تھے۔ سلیم ملک نے کہا کہ شارجہ میں کرکٹ کے فروغ میں حاجی عبدالرزاق یعقوب کا اہم کردار ہے وہ کرکٹ کی باریکیوں سے واقف تھے اور کھلاڑیوں کو ان کی غلطیوں سے آگاہ کیا کرتے تھے۔ اے آر وائی گروپ کے بانی و چیئرمین حاجی عبدالرزاق یعقوب کے سماجی اور فلاحی شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں وہاں صحت کا شعبہ بھی اہمیت کا حامل رہا، مرحوم نے فاطمہ بائی اسپتال کی بنیاد رکھ کر کراچی کے غریب اور مستحق مریضوں کیلئے ایک ایسی سہولت فراہم کی ہے جو اب شجر سایہ دار بن چکی ہے۔ حاجی عبدالرزاق کے انتقال پر سمندر پار پاکستانیوں اور علمائے کرام نے انتہائی دکھ اور تعزیت کا اظہار کیا تھا۔ اے آر وائی گروپ کے بانی حاجی عبدالرزاق یعقوب کے انتقال پر دنیا بھر میں موجود علمائے کرام اور سیاسی شخصیات نے تعزیت کا اظہار کیا۔ کینیڈا میں موجود چشتیہ عثمانیہ قدوائیہ کے پیر و مرشد میاں مسعود عالم چشتی قدوائی نے حاجی عبدالرزاق کی وفات پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا حاجی عبدالرزاق نہایت نفیس اور پیار کرنے والے انسان تھے ان کی دینی خدمات یاد رہیں گی اور ان کی کمی ہمیشہ محسوس کی جائے گی۔ حاجی عبدالرزاق کی ایثال ثواب کیلئے ہمیشہ میں اور میرے مرید دعا گو رہیں گے۔ دبئی میں ن لیگ کے رہنما خواجہ عبدالوحید پال کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق کی دبئی میں پاکستانی کمیونٹی کے لئے بے تحاشہ خدمات ہیں جن کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ منہاج القرآن انٹرنیشنل جرمنی، منہاج پیس

اینڈ انٹیگریشن جرمنی کی جانب سے بھی حاجی عبدالرزاق کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا گیا تھا۔اے آر وائی گروپ کے بانی حاجی عبدالرزاق یعقوب کے انتقال پر مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں کے رہنماوں کی جانب سے تعزیتوں کا سلسلہ جاری تا حال ہے۔بانی اے آر وائی حاجی عبدالرزاق یعقوب کے انتقال پر پی ٹی آئی کے رہنما مخدوم شاہ محمود قریشی نے کہا تھا کہ حاجی عبدالرزاق کے انتقال کی خبر سن کر افسوس ہوا۔ جماعت اسلامی کے امیر منور حسن کا کہا تھا کہ حاجی صاحب ایک ہمہ جہت شخصت کے حامل شخص تھے۔صاحبزادہ حامد رضا کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق کے دنیا سے چلے جانے سے پاکستان ایک سچے محب وطن عاشق رسول سے محروم ہوگیا۔بابر اعوان کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق وہ شخص تھے جس کام میں ہاتھ ڈالتے کامیابی ان کے قدم چومتی تھی۔احمد رضا قصوری کا کہنا تھا کہ حاجی صاحب کے انتقال پر انہیں بے حد افسوس ہوا ۔ڈاکٹر صغیر اور خواجہ اظہار الحسن نے بھی حاجی عبدالرزاق کے انتقال کو قومی سانحہ قرار دیا ہے۔سراج الحق کا کہنا تھا کہ حاجی صاحب کے انتقال سے ایک خلا پیدا ہوگیا ہے ۔راشد ربانی کا کہنا تھا کہ ہم ایک عظیم شخصیت سے محروم ہوگئے، وقار مہندی کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق کے انتقال پاکستان کا بہت بڑا نقصان ہے۔پروفیسر خورشید کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق ایک دین دار اور امت مسلمہ کی خدمت اور غریبوں کے ہمدرد تھے ۔گورنر سندھ نے کہا تھا کہ حاجی عبدالرزاق نے ہمیشہ پاکستان کی خدمت کی ہے۔وزیر داخلہ چوہدری نثار نے حاجی

عبدالرزاق کے انتقال کو بڑا نقصان قرار دیا۔ گورنر پنجاب چوہدری محمد سرور کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق کی وفات پر مجھے شدید صدمہ پہنچا ہے۔ پی ٹی آئی کے چیرمین عمران خان نے حاجی عبدالرزاق یعقوب کے انتقال پر ان کے لواحقین سے دلی تعزیت کی تھی۔ وزیر اطلاعات پرویز رشید کا حاجی عبدالرزاق یعقوب کے انتقال پر افسوس کا اظہار کیا تھا۔ وزیر اعلی خیبر پختونخوا پرویز خٹک اور وزیر خزانہ اسحاق داڑ نے حاجی عبدالرزاق کے انتقال کی خبر کو انتہائی افسوسناک قرار دیا تھا۔۔ رشید گوڈیل کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق انیس ممالک میں ورلڈ میمن فاونڈیشن کے چیرمین تھے۔ وزیر اطلاعات سندھ شرجیل میمن نے بھی حاجی عبدالرزاق کے انتقال پر اظہار افسوس کیا تھا۔ حاجی عبدالرزاق یعقوب کے انتقال پر دینی رہنماؤں نے بھی انہیں خراج عقیدت پیش کیا ہے، ان کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق کی زندگی جدوجہد سے عبارت تھی۔ جمعیت علماء اسلام کے سربراہ مولانا سمیع الحق نے حاجی عبدالرزاق کی وفات پر اظہارِ افسوس کیا اور ان کے درجات کی بلندی کی دعا بھی کی تھی۔ امیر جماعت اسلامی منور حسن نے بھی حاجی عبدالرزاق کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا تھا، انہوں نے حاجی عبدالرزاق کے لئے درجات کی بلندی اور لواحقین کے لئے دعا کی تھی۔ متحدہ بین المسلمین فورم پاکستان کے صدر مولانا تنویرالحق تھانوی کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق کے جانے سے دنیا کا ایک سماجی باب بند ہوگیا ہے۔ سنی اتحاد کونسل کے سربراہ ثروت اعجاز قادری نے حاجی عبد

الرزاق کے انتقال کو ایک بڑا نقصان قرار دیا تھا۔ سنی اتحاد کونسل کے چیئرمین صاحبزادہ حامد رضا کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق یعقوب کی زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی، ان کے اہلِ خانہ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف اور تحریک منہاج القرآن کے صدر جاوید قادری نے بھی حاجی عبدالرزاق کی وفات کو ایک عظیم سانحہ قرار دیا تھا۔ اے آر وائی گروپ کے بانی حاجی عبدالرزاق یعقوب کے انتقال پر مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں کے رہنماؤں کی جانب سے تعزیتوں کا سلسلہ تا حال جاری ہے۔

بانی اے آر وائی حاجی عبدالرزاق یعقوب کے انتقال پر پی ٹی آئی کے رہنما مخدوم شاہ محمود قریشی نے کہا تھا کہ حاجی عبدالرزاق کے انتقال کی خبر سن کر افسوس ہوا۔ جماعت اسلامی کے امیر منور حسن کا کہنا تھا کہ حاجی صاحب ایک ہمہ جہت شخصیت کے حامل شخص تھے۔ صاحبزادہ حامد رضا کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق کے دنیا سے چلے جانے سے پاکستان ایک سچے محب وطن عاشق رسول سے محروم ہوگیا ہے۔ بابر اعوان کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق وہ شخص تھے جس کام میں ہاتھ ڈالتے کامیابی ان کے قدم چومتی تھی۔ احمد رضا قصوری کا کہنا تھا کہ حاجی صاحب کے انتقال پر انہیں بے حد افسوس ہوا ہے۔ ڈاکٹر صغیر اور خواجہ اظہار الحسن نے بھی حاجی عبدالرزاق کے انتقال کو قومی سانحہ قرار دیا

تھا۔ سراج الحق کا کہنا تھا کہ حاجی صاحب کے انتقال سے ایک خلا پیدا ہوگیا ہے۔ راشد ربانی کا کہنا تھا کہ ہم ایک عظیم شخصیت سے محروم ہوگئے ہیں۔ وقار مہندی کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق کے انتقال پاکستان کا بہت بڑا نقصان ہے۔ پروفیسر خورشید کا کہنا تھا کہ حاجی عبدالرزاق ایک دین دار اور امت مسلمہ کی خدمت اور غریبوں کے ہمدرد تھے۔ برطانیہ میں مقیم علمائے کرام نے حاجی عبدالرزاق یعقوب کی رحلت کو پاکستان اور عالم اسلام کے لئے بڑا نقصان قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ حاجی صاحب کی خدمات ہمیشہ یاد آئیں گی۔ برطانیہ میں تعزیتی ریفرنس میں حاجی عبدالرزاق یعقوب کی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ حنیف طیب نے کہا تھا کہ حاجی عبدالرزاق یعقوب عجز وانکساری سے کام لینے والے سادہ انسان تھے۔ قاری سید صداقت نے حاجی عبدالرزاق یعقوب کے انتقال پر گہرے رنج کا اظہار کیا تھا انہوں نے کہا تھا کہ انسانیت کی خدمت کے لئے حاجی صاحب کے ان گنت کارنامے ہیں۔ علمائے کرام کا کہنا تھا کہ حاجی صاحب ان خوش قسمت لوگوں میں سے تھے جن سے اللہ نے فلاح کا کام لینا ہوتا ہے حاجی صاحب دوسرے لوگوں کے لئے دنیا میں آئے تھے۔ علامہ قاضی عبدالعزیز نے کہا تھا کہ حاجی صاحب نے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ سید عبدالقادر شاہ جیلانی نے کہا تھا کہ حاجی یعقوب نے اپنے تمام وسائل اسلام کی ترویج کے لئے وقف کر دیئے

تھے۔حاجی صاحب کے انتقال میں پاکستان اور برطانیہ سمیت دنیا بھر کے علمائے کرام افسردہ ہیں۔اے آر وائی گروپ کے بانی حاجی عبدالرزاق یعقوب کے انتقال پر دیگر شعبوں کی طرح ملکی فنون لطیفہ میں بھی سوگ کی فضاء پائی گئی تھی۔کھیل کا میدان ہو یا صوفی ازم کے فروغ کی بات میڈیا کی دوڑ ہو یا معاشرے میں مذہبی رجحان کو پروان چڑھانے کی عملی جدوجہد،حاجی عبدالزاق کا نام ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا اور پھر فنون لطیفہ میں ان کے انتقال کی خبر کا بجلی بن کر گرنا اس شعبے میں بھی ان کی خدمات کا بھرپور اعتراف ہے۔حاجی عبدالرزاق یعقوب اب اس دنیا میں نہیں رہے لیکن تجارت،میڈیا سماجی اور دینی خدمات کے علاوہ کرکٹ کے لئے ان کی لازوال خدمات کو بھی ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ 2035۔۔۔!!

پہلے آپ پھر ہم۔۔۔ جی باری باری۔۔۔ کبھی پی پی، کبھی نون اور کبھی پی ٹی آئی انکے علاوہ چھوٹی چھوٹی بھی فیضیاب۔۔!! جی ہاں پاکستانی عوام اپنے ذہنوں اور روح کو پابند کرلیں کہ وہ انسانی بنیادی ضروریات کے تحت بجلی کے مکمل حصول کو بہت جلد حاصل کرلیں گے اس طرح نہ شادی حالوں، نہ کیفے اور نہ بازاروں کو سورج غروب ہوتے ہی بند ہونا پڑے گا اور نہ شاہراہیں بھی سرے شام اندھیرے میں ڈوب جائیں گی اور اسٹریٹ کرائم کرنے والوں کو چھپنے کیلئے کہیں اندھیرا نہ میسر آئے گا، اب بات کی جائے اگر میرے اس کالم کے عنوان کی کہ میں نے دو ہزار پینتس کیوں لکھا تو شائد میرے قائرین کو یاد ہو کہ ان نام نہاد جمہوری سیاسی جماعتوں نے سوائے عوام اور قومی خذانے کی لوٹ مار کے اور دیا ہی کیا ہے ؟؟ اگر بات کی جائے الیکشن سے قبل وعدؤں کی تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔۔ ان اڑسٹھ سالوں میں یہی تماشہ دیکھ رہے ہیں۔۔ اب تو یہ مداری عوام کو نچاتے ہیں، پہلے عوام انہیں نچاتی تھی۔۔!! ناچے کوئی بھی گھنگرو تو ٹوٹتے ہی ہیں اور بکھر کر اک شور برپا کرتے ہیں۔ عجب شور، نہ سناجائے نہ دیکھا جائے مگر ہاں مظلوم عوام کی چیخیں میڈیا سلب کرلیتا ہے، احساس جگا تا ہے، بار بار بریکنگ کرکے نوعیت کی اہمیت جتاتا ہے

۔۔لیکن پھر بھی ۔۔ بے حس انتظامیہ اور زرخرید پولیس کچھ کرنے سے قاصر ہوتے ہیں ۔۔آخر کیوں؟؟ کیونکہ یہ انہی کے طے کیئے ہوتے ہیں ، گویا جیسے تاش کے پتے طے کیئے ہوں۔۔ !! اور تو اور پولیس کم تھی کہ عدلیہ بھی کود پڑی ، نجانے یہ کیسے از خود نوٹس کرتے ہیں ، کہ خود ہی اس پر پشیماں رہتے ہیں کہ آج تک نہ ہو سکا ان پر کوئی احکام پورا، سوائے تاریخ پر تاریخ رقم کی جاتی رہی۔۔۔پھر عوام کس طرف دیکھیں ، کس سے کہیں کون ہے مسیحا۔۔۔!! عوام جس کو چنتے ہیں وہی منافق نکلتا ہے۔زرداری نے جو کیا ، وہ اچھا نہ تھا لیکن جو نواز اور عمران کر رہے ہیں وہ کیا بہتر ہے یقینا ہر کوئی نفی میں جواب دیگا کیونکہ عوام آج بھی برسوں پہلے کی جگہ پر کھڑی ہے۔۔۔جب وفاقی حکومت کا یہ حال ہے تو صوبائی حکومتوں کی کیا بات کریں۔۔۔!! افسوس افسوس میرے قلیق صحافی ایسے بھی ہیں جو صحافت کے رنگ و عمل کو اپنانے سے زیادہ مفادات کو ترجیح دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اب صحافت نہیں آپریٹنگ ہو جیسے جب چاہیں جس طرف چاہیں آپریٹ کر دیا جائے۔ بحر کیف بات کر رہا تھا کہ پاکستان مین لوڈشیڈنگ کا مکمل خاتمہ سن دو ہزار پینتس میں توقع کیا جاسکتا ہے، یعنی بیس سال ۔۔ ان بیس سالوں میں عوام کی نئی نسل، نیا شعور اور جدید ٹیکنالوجی پھیل چکی ہو گی ۔۔۔ اس حالت میں کہ سیاسی جماعتیں اور لیڈران اپنے اپنے صوبوں میں نئی نسل کو نا اہل اور ناکارہ بنانے کیلئے تعلیم میں نقل اور عدم دلچسپی کا زہر انڈیل رہے ہیں انہیں نوجوانوں میں ایسا بھی طبقہ پیدا ہو رہا ہے جو تمام تر

غیر قانونی ذرائع میسر ہونے کے باوجود اپنے آپ سے انصاف کرتے ہوئے صحیح اور لگن کے ساتھ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو رہے ہیں انہیں نہ حکومت کی جانب سے کوئی رعایت یا مراعات کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ان کے سیاسی سرگرمیوں سے لگاؤ ،ایسے ہی نوجوان ہمارے مستقبل کو روشن کریں گے اور ان ناکام ، ناکارہ، جھوٹے، منافق سیاسی جماعتوں، لیڈران کا قلع قمع کرکے ایک قوم ایک نسل بن کر پاکستان کو روشن تابناک بنائیں گے۔ گزشتہ جتنے بھی جمہوری ادوار کا مطالعہ کیا جائے تو انھوں نے عوام کی فلاح و بہبود کیلئے مستقل بنیادوں پر ہرگز کام نہیں کیا بلکہ اپنے سیاسی امیج کی خاطر مصنوعی انداز میں ایسے چمکتے کام دکھائی جو آج بھی لگائے ہوئے چونے کے درد کو محسوس کرتی ہے ، ٹھیکے اپنوں کے، کمیشن دوستوں کے، ذخیرہ مدتوں کا، ساری دولت ہماری لیکن بھوک و افلاس عوام کیلئے۔۔اللہ نے پاکستان کے ہر چپے پر خذانے کے انبار بچھائے رکھے ہیں لیکن یہ نا مراد منافق اور ظالم لیڈران عوام کے حلق میں نہ پانی اور نہ دانا دیکھنا پسند کرتے ہیں ، اپنی چکنی چپڑے باتوں سے عوام کو بہلانے کے سوا ہے ہی کیا ان کے پاس ! ! ۔۔نواز شریف نے ڈیڑھ ارب ڈالر سعودی عرب سے حاصل کیئے وہ کس کیلئے جی ہاں صرف اپنی ذات اور اپنے کاروبار کیلئے ! ! کیوں بلا وجہ مخالفین جماعتوں کے، لوگ شور مچاتے ہیں یہ بھی کسی سے کم نہیں ، کسی کو کم ملا تو بھی شور اور کسی نہ نہ ملا تو بھی شور ، ان کا کام ہی شور مچانا ہے ، تب تک جب تک انہیں حصہ نہ ملے۔۔۔ پھر عوام کہاں جائے گی ؟؟

یہ تو خود عوام کو سوچنا ہوگا، سمجھنا ہوگا، ان سیاسی جماعتوں اور لیڈران سے بچنا ہوگا، یا تو ووٹ کا صحیح نظام رائج کروائیں یا پھر کسی کو بھی ووٹ دینے کیلئے نہ جائیں ؟؟ پھر کہیں جا کر تقدیر بدل سکتی ہے ! عوام کے ٹیکس کو عوام پر لگایا جاسکتا ہے ،اس عزم اور ہمت میں بیس سال کا بھی شائد کم ہو اور اگر یہ قوم سنبھل جائے تو چند لمحے بھی بہت ہیں،اسی لیئے ہم لوڈ شیڈنگ کے علاوہ ہر کمی کو دور کر سکیں گے شائد ان بیس سالوں میں

۔۔۔۔پھر بھی اس کیلئے سب سے پہلے ہر طبقہ فکر کے عالم و فاضل، اسکالرز، مفتیان، پیر عظام علماء کرام کے ساتھ ساتھ سماجی و معاشی شخصیات کو اپنا اپنا مثبت کردار ادا کرنا ہوگا۔اس موقع پر مجھے حکیم الامت شاعر مشرق علامہ اقبال کا یہ شعر بہت یاد آ رہا ہے۔۔۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی، یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

صحافتی اقدار کی پابندی۔۔۔

دل کی آزادی شہنشاہی، شکم سامانِ موت
فیصلہ تیرا ترے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

ابھرتی دنیا کے ساتھ ساتھ پاکستان میں بھی پرنٹ و الیکٹرنک میں بہت تیزی کے ساتھ ترقی ہوئی اور اسے بہت زیادہ آزادی میسر ہوئی اور جدید ٹیکنکل آلات سے آراستہ ہوااورکام کرنے کے عمل کو آسان بھی بنادیا گیا ہے لیکن اس تمام عوامل کے ساتھ ساتھ پرنٹ میڈیا سے لیکر الیکٹرونک میڈیاتک صحافتی پہلو بہت کمزور نظر واقع ہو ہے، جہاں نہ اخلاقی اقدار ہے اور نہ ضابطے و قوانین کی پاسداری۔ موجودہ دور میں بیشتر رپورٹرز، اینکرز اور کالم کار صحافتی اصول و ضوابط سے خالی ہیں شائد اس کی سب سے بڑی وجہ یہاں باقائدہ تربیت کا فقدان ہے یا پھر اپنی ذاتیات اور خواہشات کا حصول سب سے بالاتر ہے یہی وجہ ہے کہ قلیل تعداد میں ایسے صحافی ہیں جن میں رپورٹرز، انیکرز اور کالم کار جو اپنی ذات سے باہر نکل کر حق و سچ کے ساتھ ساتھ ملکی و قومی سلامتی و عزت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انتہائی ایمانداری سے اپنے فرائض منصبی انجام دے رہے ہیں تو دوسری جانب لیکن کثیر تعداد ایسے کردارواے صحافت سے محروم ہے۔ صحافت ایک نہایت مہذب، با عزت، با ضمیر، با کمال شعبہ سمجھا جاتاہے جس کی

ذمہ داری دیگر ملکی شعبوں سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ ابلاغ کے ذریعے ملکی حالات اور سیاسی و جغرافیائی تبدیلی واقع ہو سکتی ہے۔ ملکی ترقی میں جہاں صحافت کا کردار اہم سمجھا جاتا ہے وہیں عوام میں محبت و بھائی چارگی کے جذبے کو بیدار کرنے میں بھی صحافت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ پاکستان میں آزاد ذرائع ابلاغ کی عمر ترقی یافتہ ممالک کے میڈیا کے مقابلے میں کم ہے تاہم پیشہ ورانہ مہارت اور جدید ترین ٹیکنالوجی کے استعمال کے باوجود پیشہ ورانہ اخلاقیات پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ ذمہ دارانہ صحافت کو فروغ دیا جاسکے۔ معاشرے کو ابتری سے بچانے کے لئے میڈیا کے افراد پر خصوصی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خبر ناموں، ٹاک شوز، بریکنگ نیوز اور مباحثوں کی نوعیت کیا رہی ہے؟

کیا میڈیا نے عوامی رائے سازی میں کوئی مثبت کردار ادا کیا یا محض بے ترتیب رپورٹنگ اور کاروبار کا ذریعہ بن کر رہ گیا ہے۔ گذشتہ سالوں میں پاکستانی میڈیا کو آزادی ملنے اور پرائیویٹ نشریات کے آغاز سے بہت سے اخلاقی ضابطوں کا خیال نہیں رکھا گیا۔ گذشتہ چند سالوں میں پاکستانی میڈیا کی کارکردگی پر نظر دوڑائی جائے تو جہاں اس کے اچھے اقدامات دکھائی دیتے ہیں وہیں بہت سی بے ضابطگیوں اور غیر سنجیدہ رویوں کی طرف بھی نظر جاتی ہے۔ پاکستانی میڈیا کو اس آزادی سے حاصل ہونے والے اختیارات اچھا امر ہیں لیکن اس بات کو پھر سے

تجزیاتی میزان پر رکھنے کی ضرورت ہے کہ کیا گذشتہ چند سالوں میں سماجی رویے اور معاشرتی معیارات بہتر ہوئے ہیں یا مزید بے حسی میں اضافہ ہوا؟ وڈیرا اور جاگیردانہ کلچر، سماجی نظام اور بوسیدہ تعلیمی پالیسیاں وہیں کھڑے ہیں یا بہتری کی جانب سفر کر رہے ہیں؟ آج یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ میڈیا اپنی ذمہ داریوں اور اہمیت کا ادراک کرتے ہوئے متوازن اور درست خبریں نشر کرے، میڈیا کی آزادی اور پرائیویٹ چینلز کے آغاز کے بعد سب سے اہم کام صحافتی اخلاقیات کا تعین کرنا ہے کیونکہ یہ فیصلہ کرنا نہایت ضروری ہے کہ واقعہ کو کس انداز میں پیش کیا جائے کہ حقیقت کی تصویر کشی ہو، سچ اور جھوٹ، صحیح یا غلط چونکہ اضافی اقدار ہیں اس لئے کسی خبر یا واقعہ کے تمام ممکنہ رخ پیش کیے جا سکتے ہیں۔ معلومات کا حصول اور اسے عوام تک پہنچانے میں کس نوعیت اور طبقے کے مفادات کا خیال رکھا جاتا ہے اور کسے نظر انداز کر دیا جاتا ہے بہر حال یہ اختیار خبر بنانے اور نشر کرنے والی ایجنسی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ عوام تصویر کا وہی رخ دیکھ پاتے ہیں جو انہیں دکھایا جاتا ہے، پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک، غیر معیاری اور من گھڑت معلومات عوامی رائے کو ہمیشہ کے لئے آلودہ کر دیتی ہیں اور صحافتی اعتبار متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ ا±س واقعہ کی تاریخی حیثیت بھی غیر حقیقی ہو جاتی ہے لہٰذا کسی خبر کو قابل اعتبار بنانے اور پیشہ وارانہ لحاظ سے متوازن بنانے کے لیے صحافتی اخلاقیات متعین کرنا نہایت ضروری ہو جاتا ہے۔ پاکستان میں صحافتی آزادی گذشتہ چند

سالوں میں معاملات کو کن خطوط پر چلایا گیا ہے اور خاص طور پر الیکٹرانک میڈیا اور پرائیویٹ چینلز کے آغاز کے بعد میڈیا نے سماجی تبدیلی میں کیا کردار ادا کیا۔ پاکستان میں آج کل صحافت پر سیاسی اثرات واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں، اب تقریباً کوئی نہ کوئی صحافی، اینکر، کالم کار کسی نہ کسی جماعت کی سپورٹ میں نظر آتا ہے اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ ان میں کس قدر خامیاں ہیں لیکن بڑی توجہ اور خوبصورتی سے اپنے الفاظ میں پنہاں کرکے عوام کے سامنے پیش کرتا ہے کہ اس سیاسی جماعت کا مورل بلند اور بہتر نظر آتا ہے اس عوض بھاری مراعات اور اجرت حاصل کی جاتی ہے، لیکن دوسری جانب ایسے کثیر تعداد ہے جو اپنے ضمیر اور پیشہ وارانہ فرائض کی ادائیگی کی خاطر بڑی قربانیاں دیتے ہیں کبھی بے روزگاریوں کی شکل میں تو کبھی دھمکی اور جبر برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ پاکستان میں جب سے میڈیا کو آزادی میسر آئی ہے اس شعبہ میں اخلاقی اقدار میں کمی، بے ضابطی، گروہ بندیوں میں اضافہ ہوا ہے۔ شفارش اور دیگر ذرائع سے آنے والے اینکرز سمجھ بیٹھے ہیں کہ ان کا تجزیہ حرف آخر ہے اور ان سے بہتر کوئی نہیں ! ! سیاسی مفادات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسے اینکرز اور رپورٹرز خبر اور واقعات کی اصل شکل کو بگاڑ کر پیش کرنے کے عادی ہوتے جارہے ہیں۔ پاکستان میں اس شعبہ سے تعلق رکھنے والے بے شمار لوگ اس بات سے عاری ہیں کہ ان کی ذرا سی کوتاہی، غلطی، غیر ذمہداری پاکستان کی سلامتی اور امن کیلئے کس طرح زہر انگیز ہو سکتی ہے۔ پاکستان کے انتہائی حساس

اداروں کو نشانہ بنانے سے سوائے پاکستان کا امیج خراب ہونے کے علاوہ کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا، پاکستان مخالف ممالک تو ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور دنیا جانتی ہے کہ ان شخصیات میں کن کن کے نام سامنے موجود ہیں جو پاکستان کے انتہائی حساس اداروں کو اپنے مفادات، غیروں کی خواہشات کے خاطر کس کس طرح زہر انگیز جملوں گمراہ کن بیانات سے نشانہ بنائے بیٹھے ہیں اور اوپر سے مظلوم بننے کی کوشش کرنا،، صحافی برادری کو گمراہ کرنے کے لیئے نئے سے نئے انداز اپنائے ہوئے ہیں ایسے لوگوں کو نہ صرف صحافت سے بے دخل کردینا چاہئے بلکہ ملک بدر کرکے ان پر پابندی عائد کردینی چاہیئے یا پھر غداری کے مد میں سزا دینی چاہیئے تاکہ کسی اور کو پھر ملک سے غداری کرنے یا پھر ملک کے خلاف سازش کرنے کی ہمت نہ ہو۔ عجیب بات ہے کہ اب امریکہ ہو یا بھارت یہ فوراً پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے اور بیان بازی کرکے دنیا کو پاکستان کے خلاف نقصان پہنچانے پر ہر وقت قمر بستہ رہتے ہیں پھر بھی یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے یا تو پھر ایسے لوگ انہیں کے آلہ کار ہیں، یاد رکھیئے کہ ایسے لوگوں کی مخالفت اور لاتعلّقی کرنے کا سلسلہ خود صحافی برادری سے شروع ہونا چاہیئے۔ ہماری جان، ہمارا سب کچھ اس وطن کیلئے ہے اور اس دین اسلام کیلئے۔ ہر ملک کا صحافی اپنے ملک کیلئے جذبہ رکھتا ہے تو پاکستانی صحافی کیوں اس جذبہ کے اظہار کیلئے شرماتا ہے، یہ سوچنا ہوگا ہر صحافی کو اور نئے عزم نئے قدم کے ساتھ بڑھنا ہوگا پاکستان کی بہتری اور

بہتر صحافت پیش کرنے کیلیے۔ موجودہ حالات کے تناظر میں جو سب سے زیادہ تنخواہ اور مراعات حاصل کر رہا ہے وہی سب سے بڑا لشکر، صحافی اور تجزیہ کار ہے چاہے اسے صحافت کی الف نہ آتی ہو اور اگر کوئی قابل ذہین، ایماندار، سچا ہے مگر وہ کم تنخواہ پر صبر و شکر کر رہا ہے اور اسے دیگر مراعات حاصل نہیں وہ اسی قدر کم اہمیت کا حامل صحافی ہے ، اب قارئین سمجھ جائیں کہ پاکستان میں صحافت کا رخ کس طرف ہے اور اصل صحافت کن حالات سے دوچار ہے، یہ کبھی صحافیوں کی انجمنوں میں جا کر دیکھیں ! ! اے کاش کہ ہم وہی صحافیوں کو دیکھیں جیسے مولانا جوہر اور مولانا شوکت علی جوہر تھے۔ آمین ثما آمین

الیکٹرونک میڈیا میں، کون بڑا کون چھوٹا۔۔۔

پاکستان میں سٹلائٹ نجی چینل میں سب سے پہلے اور بڑا چینل اے آر وائی ڈیجیٹل تھا، اے آر وائی ڈیجیٹل سن دوہزار میں لانچ ہوااس نے بہت کم وقت میں اپنے کئی چینل لانچ کیئے۔ حاجی عبد الرزاق یعقوب مرحوم اس چینل کے چیئر مین تھے جبکہ حاجی عبد الرزاق کے بھتیجے اس چینل کے سی ای او ہیں۔ حاجی عبد الرزاق یعقوب نے اپنے سب سے چھوٹے بھائی حاجی عبد الرؤف کو ان کے مذہبی رجحان کو بھانتے ہوئے انہیں مذہبی چینل کھول کر دیا جس کا نام کیو ٹی وی ہے جو سن دو ہزار تین میں لانچ کیا۔اب اے آر وائی نیٹ ورک سے پہچانا جاتا ہے۔ نیوز کے چینل کے نام کو اے آر وائی ون ورلڈ سے تبدیل کرکے اے آر وائی نیوز سن دو ہزار نو میں کیا۔ حاجی عبد الرزاق یعقوب سمیت اس چینلز کے بورڈ آف ڈئریکٹرز حاجی جان محمد عرف جانی بھائی، حاجی اقبال ، حاجی عبد الرؤف حاجی سلمان اقبال، محبوب عبد الرؤف تمام کے تمام حضرات پاکستان اور اسلام سے گہرا لگاؤ رکھتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ پاکستانی غریب عوام کی فلاح و بہبود کیلئے ان کا فی سبیل اللہ خدمت کا ادارہ خواجہ غریب نواز انٹر نیشنل ٹرسٹ بلا تفریق اپنی خدمات پیش کر رہا ہے۔حاجی یعقوب کے پسران نے جس قدر سچائی، ایمانداری اور خلوص سے وطن عزیز اور عوام الناس کی خدمات کی ہیں وہ

قابل ستائش ہیں۔ حاجی عبد الرزاق یعقوب کا انتقال ناقابلِ تلافی نقصان تو تھا ہی مگر ان کے احکامات اور تربیت نے تمام برادران اور پسران کو راہ مستقیم پر گامزن رکھا۔ آج بھی اے آر وائی نیٹ ورک کے مالکان بلا خوف وخطر وطن عزیز اور عوام الناس کی خدمات میں جتے ہوئے ہیں ان کے چینلز سے جس قدر حب الوطنی اور مذہب کا رنگ نظر آتا ہے شائد ہی کہیں اور ہو، ان کے خلوص کا اللہ نے ایسا ثمر دیا کہ مخالفین کے چہرے عیاں ہوگئے اور ان کی پوشیدہ غداریاں ، منافقت ، عیاریاں، دھوکہ دہی، سب کے سامنے نظر آگئیں۔ پاکستان کی افواج ہو یا حکمران اے آر وائی نیوز اور نیٹ ورک نے ہمیشہ دنیا بھر میں ان کی عزت واحترام کو بلند رکھا اور حقیقی صحافت کو اپناتے ہوئے اپنے خبروں اور پروگرامز کی زینت بنایا۔ اے آر وائی نیوز نے ہمیشہ آئین اور دستور پاکستان کے اصول پر کاربند رہتے ہوئے اپنے ٹاک شوز پیش کیئے۔ اے آر وائی نے اپنے پروگرامز کو پاکستانی اقوام کی ثقافت، رواج، تہذیب و تمدن، اخلاقیات کو اپنائے رکھا ہے۔ میڈیا کے ایک اور چینل جس نے پاکستان کے آئین، دستور، افواج پر اپنی جارحیت کو قائم کرنے کا مزموم سلسلہ شروع کیا ہوا تھا قدرت نے اسے بے نقاب کردیااور اب پاکستان کی غیور عوام نے اس چینل کو رد کردیا ہے ، شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام لوگوں اور تمام پاکستان میں بسنے والے مذاہب کے لوگوں نے بھی اس چینل کا بائیکاٹ کردیا ہے اور تہیہ کیا ہے کہ جب تک وہ چینل اپنی سنگین غلطی پر پاکستان کے انتہائی حساس ادارے سے

معافی نہ مانگے اور ہمیشہ کیلئے اپنی پرانی روش کو نہ چھوڑے قوم اس چینل کا بائیکاٹ جاری رکھے گی۔ الحمد للہ آج وہ دن آگیا کہ عوام کو دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نظر آگیا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ کل بھی اے آر وائی نمبر ون پر تھا اور آج بھی ہے اور اب تو تمام ریسرچ اداروں نے واضع کردیا ہے کہ عوام کا سب سے زیادہ دیکھا جانے والا اور پسندیدہ چینل اے آر وائی ہے۔ میڈیا کو سب سے زیادہ آزادی سابق پرویز مشرف نے دی تھی اے آر وائی نیوز نے اس آزادی سے مثبت رویئے اور صحافتی اخلاقی اقدار میں رہتے ہوئے کام کیا اسی لیئے اے آر وائی کے خلاف تمام تر سازشیں ناکام رہی ہیں، کہتے ہیں سچائی میں بہت طاقت ہوئی ہے جھوٹ آخر ذلیل ہو کر نکلتا ہے اور صحافت تو سچ اور حق پر مبنی ہوتی ہے اس میں جھوٹ، مبالغہ آرائی، بے یقینی کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ آج سیاستدان ہوں یا عوام سب کے سب اُس چینل نے پوچھ رہے ہیں کہ کیا ریاست کے نظام کی ڈور اس نے سنبھال رکھی ہوئی ہے وہ جس کی چاہتا ہے عزت پامال کردیتا ہے اور جسے چاہتا ہے سر کا تاج بنا دیتا ہے کیا عدلیہ، ایوان اس کے تابع ہیں ؟؟؟؟ اب اس چینل کو اپنا احتساب کرنا ہوگا ورنہ جس کے ایماء پر وہ کام کرتا چلا آرہا ہے وہیں جا کر اپنی نشریات پیش کرے، یہ عوام حقائق جانے بغیر اسے پاکستان اور پاکستانی میڈیا میں کوئی جگہ نہیں دے گی۔ پاکستانی میڈیا میں وہی بڑا ہے جو پاکستان کی سلامتی، اداروں اور مذہب و مسلک کا احترام احسن طریقے سے بخوبی سرانجام دے سکے۔

آمد رمضان اور حکومتی اقدام۔۔۔

پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ اس سے قبل بھی اقتدار میں رہی ہے، خاص طور پر صوبہ پنجاب کی حکومت میں کئی بار، وفاق میں یہ تیسری بار حکومت ہے، کچھ ہی دن باقی ہے مقدس مہینے رمضان المبارک میں لیکن پورے ملک میں ہوشربا مہنگائی میں اضافہ ہوگیا ہے کہیں بھی حکومت کی رٹ نظر نہیں آتی۔ صوبہ خیبر پختونخوا، صوبہ پنجاب، صوبہ بلوچستان، صوبہ سندھ حتیٰ کہ آزاد کشمیر بھی مہنگائی کے جن سے محفوظ نہ رہ سکا۔ چند دنوں قبل ہی موجودہ حکومت نواز نے اپنا دوسرا بجٹ پیش کیا جو سراسر قتل عوام رہا ہے کسی قسم کی کوئی عوامی فلاح کا عنصر نہیں پایا گیا اور اب حکومتی اداروں کے ذمہ داروں نے ہر سال کی طرح بے حسی، بے شرمی اور ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عوام الناس سے جھوٹ در جھوٹ کا سہارا لیا ہوا ہے۔ یوٹیلیٹی اسٹور میں دس سے پندرہ فیصد رمضان اسپیشل پیکج کا سلسلہ شروع تو کیا ہے مگر شائد کوئی بھی حکومتی اداروں کا فرد ان اسٹور سے اشیاء خریدتا نہیں ہے اسی لیئے انہیں یوٹیلیٹی اسٹور کے معیار اور وزن و تول کا احساس نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ چند سکوں کی رعایت کے بدلے عوام کو بھاری ملاوٹ اور بوسیدہ اشیاء کا فروخت کرنا لازم و ملزوم سمجھنا ان کی عادت میں شامل ہے۔ حکومت نے کبھی بھی یوٹیلیٹی اشیاء کے معیار کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ اب

بات کرتے ہیں صوبائی حکومتوں کی تو جناب سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ہے جو غریب عوام کا نعرہ لگاتے تھکتے نہیں لیکن اسی قدر اس صوبے میں غریب پس رہا ہے۔ بشمول کراچی دودھ، گوشت، انڈے، سبزیاں، پھل، دال چاول اور دیگر اجناس میں سو فیصد سے زیادہ قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے جبکہ حکومت اس اضافے کو چند فیصد پر تول رہی ہے اس کی سب سے بڑی وجہ وہ حکومتی اہلکار ہیں جو کوالٹی اینڈ پرائس کنٹرولر ہیں جو اپنی ذمہ داری کو احسن طریقے سے حل کرنے کے بجائے رشوت اور اقربہ پروری کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں، انہیں نہ تو عوام کی پریشانی سے کوئی مطلب اور نہ ہی احتساب کا خطرہ کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ ان کا کوئی بال بیگھا نہیں کرسکتا یہ رشورت کا سلسلہ اوپر تک جو جاتا ہے۔ بحرل حال کراچی میں منتخب ہونے والے نمائندگان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سلسلے کو ختم کرنے کیلئے سختی برتیں اور ایسے افسران و ملازمین کو احتساب کرکتے ہوئے سخت تادیبی کاروائی عمل میں لائی جائے یہی معاملہ اندرون سندھ میں پاکستان پیپلز پارٹی اپنائے کیونکہ ہمیشہ کی طرح اندرون سندھ سے پی پی پی منتخب ہوتی چلی آرہی ہے۔ پنجاب کے شہروں اور نواحی علاقوں میں بھی ذخیرہ اندوزی، مہنگائی کا پہاڑ کھڑا ہے لیکن نواز حکومت جو خود کو خادم اعلیٰ کہتے تھکتے نہیں وہیں غریب کا جینا محال ہوگیا ہے۔ پنجاب میں غربت انتہا کو پہنچ چکی ہے غریب غریب تر ہوتا جارہا ہے اور امیر امیر تر، حقیقت تو یہ ہے کہ ملک بھر میں کوئی توازن دکھائی نہیں دیتا۔ بحر حال بات ہورہی

ہے رمضان المبارک کے موقع پر حکومتی اقدامات کی، میڈیا میں بیانات سر چڑھ کر بول رہے ہیں لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے، پاکستان کے تمام صوبوں کا حال یکساں ہے کہیں بھی مہنگائی کم ہونے کا نام نہیں لے رہی ہے اور زمیندار سے لیکر آڑھتی اور تھوک فروش سب اپنی گن گاتے نظر آتے ہیں جھوٹ اور مکاری ان کے چہرے پر عیاں ہوتی ہے مگر بے بس عوام ان کے ہاتھوں مہنگی اشیاء خرید کر اپنے منتخب نمائندوں کو کوستے نظر آتے ہیں۔ دنیا بھر میں مذہبی تہوار کے موقع پر عوام الناس کیلئے حکومت کی جانب سے اور نجی اداروں کی جانب سے اشیاء میں کم از کم پچاس فیصد کمی کردی جاتی ہے۔۔ اسلامی ممالک میں پاکستان واحد ملک ہے جہاں اشیاء کی کمی تو دور کی بات قیمتوں میں استحکام تک نہیں رکھا جاتا بلکہ حکومتی ادارے ہوں یا تاجر ان کسی کی طرف سے پاکستانی عوام کیلئے سہولت کا عنصر دیکھنے میں نہیں آتا اگر کوئی رعایت کا پیغام دیتا ہے تو اس میں معیار کو پس پشت کردیا جاتا ہے۔آخر پاکستان مین ہی کیوں ایسا ہوتا ہے ظاہر ہے یہاں چیک ان بیلنس نہیں ہے اور نہ ہے کوئی بہتر احتسابی عمل اسی لیئے جس کی جو مرضی اپنے حساب سے قیمتوں کا تعین کرلیتے ہیں۔ دوسری جانب کمشنر یا ڈپٹی کمشنر کی جانب سے جاری نرخ نامہ کو صرف ٹشو پیپر کیلئے استعمال کیا جاتا ہے،اس کرپشن میں سب کے سب ملے ہوئے ہیں یا یوں کہ لیجئے کہ آواکا آوا بگڑا ہوا ہے یقینا نظام کی اس خرابی کو درست کرنا نہایت ضروری ہے اگر مزید سالوں میں یہی حال رہا تو بربادی ہمارا مقدر بن جائے گی۔ان حالات پر اگر کوئی

شہری آواز بلند کر بھی لے تو اسے حکومتی وسیاسی لیڈران کے پالے ہوئے غنڈے اور حکومتی اداروں کے اہلکار شدید نقصان پہنچاتے ہیں۔ نجانے کب رمضان المبارک کا وہ مہینہ آئیگا جب عوام حقیقی طور پر خوشیاں اور بھرپور انداز میں اللہ کی نعمت سے نوازے جائیں گے۔ نا امید نہیں ہوں مگر عوام کو بیدار ہونا ضرور پڑے گا۔ اللہ پاکستان کے نظام کی درستگی کیلئے عوام اور لیڈران کو ہوش عطا فرمادے۔ آمین

غزہ۔۔جہادی تنظیمیں

قرآن مجید میں یہود کے متعلق سورۃ آل عمران میں بیان کیا گیا ہے۔۔ترجمہ: اگر اہل کتاب (بنی اسرائیل) ایمان لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا ان میں سے کچھ مومن ہیں اور اکثر فاسق ہیں یہ تمھیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے، مگر یہ کہ زبان درازی کر لیں اور اگر یہ تم سے جنگ کے لیے نکلیں گے تو تمھیں پیٹھ دکھائیں گے پھر ان کی کوئی مدد کرنے والا نہ نکلے گا یہ جہاں کہیں بھی ہیں، ان پر ذلت کی مار ہے، مگر اللہ کے ذمہ کے تحت یا لوگوں کے کسی معاہدہ کے تحت۔ یہ اللہ کا غضب لے کر لوٹے ہیں اور ان پر پست ہمتی تھوپ دی گئی ہے یہ اس وجہ سے کہ یہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے رہے ہیں اور یہ جسارت انھوں نے اس سبب سے کی کہ انھوں نے اللہ کی نافرمانی کی اور یہ حد سے بڑھ جانے والے تھے سارے اہل کتاب یکساں نہیں ہیں ان اہل کتاب میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو اللہ کے عہد پر قائم ہے یہ رات کے وقتوں میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدے کرتے ہیں یہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہیں معروف کا حکم دیتے اور منکر سے روکتے ہیں اور نیکی کے کاموں میں مسابقت کرتے ہیں، یہ لوگ صالحین میں سے ہیں اور جو نیکی بھی یہ کریں گے، اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی اللہ

متقیوں کو جانتا ہے۔۔یہود کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کو مخاطب کرکے کہا جا رہا ہے کہ یہ لوگ تمھارے مقابل میں نہیں آ سکتے اور اگر آئیں گے تو منہ کی کھائیں گے ان کے حوصلے پست ہو چکے ہیں اور ان کی ہمتیں ٹوٹ چکی ہیں ان کی مسلسل بد عملیوں کے سبب سے ان پر ذلت اور پست ہمتی کی موت طاری ہو چکی ہے، اب اگر یہ کہیں کھڑے نظر آ رہے ہیں تو اپنے بل بوتے پر نہیں کھڑے ہیں یا تو اللہ کے ذمہ نے ان کو امان اور پناہ دے رکھی ہے یا لوگوں کے ساتھ کسی معاہدے کا انھوں نے سہارا حاصل کر رکھا ہے۔ غور کیجیے کہ قرآن مجید نے یہودیوں کے بارے میں یہ جو باتیں فرمائی تھیں وہ حرف حرف کس طرح پوری ہوئیں۔ یہود آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے مقابل میں کھلم کھلا میدان جنگ میں اترنے کی جرآت کبھی نہ کرسکے اور اگر پس پردہ کبھی آئے بھی تو انھیں منہ کی کھانی پڑی، ان کے جو قبائل مدینہ کے قرب و جوار میں آباد تھے ان کو یکے بعد دیگرے نہایت ذلت کے ساتھ اپنی بستیاں خالی کرنی پڑیں، یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو اپنے دور خلافت میں ایک جزیرہ عرب ہی سے جلاوطن کر دیا اور اس کے بعد جہاں بھی ان کو امان ملی یا تو اسلام کے ذمیوں کی حیثیت سے امان ملی یا پڑوسیوں کے رحم و کرم پر انھیں زندگی کے دن گزارنے پڑے، کہیں بھی ان کی یہ حیثیت نہیں باقی رہی کہ وہ ایک آزاد اور باعزت قوم کی حیثیت سے اپنے بل بوتے پر زندگی بسر کر سکیں۔ یہود کے بارے میں سورۃ اعراف میں

ان الفاظ میں وارد ہے۔ ترجمہ: اور یاد کرو، جبکہ تیرے رب نے فیصلہ کیا کہ ان کے اوپر قیامت تک وہ ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہے گا جو ان کو برے عذاب چکھائیں گے۔ بے شک، تیرا رب جلد پاداش دینے والا ہے اور وہ غفور رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ یہود پر ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہے گا جو ان کو قیامت تک برے عذاب چکھاتے رہیں گے۔ اس میں اس بات کی نفی نہیں ہے کہ بیچ بیچ میں ان کو وقفے اور مہلتیں نہیں ملتی رہیں گی، بلکہ آیت کے آخری الفاظ۔۔۔۔ 'اِنَّ رَبَّکَ لَسَرِیع العِقَابِ وَاِنَّہ لَغَفُورٌ رَّحِیم' ۔۔۔۔ سے اس بات کا اشارہ نکلتا ہے کہ خدا ان کی سرکشیوں پر ان کو سزا بھی بھرپور دے گا اور ان کو اپنے قانون کے مطابق مہلتیں بھی عطا فرمائے گا۔ یہود کی تاریخ کا کوئی دور بھی ایسا نہیں گزرا ہے جس میں انھوں نے اپنی سرکشی کی پاداش میں عذاب کا مزہ نہ چکھا ہو یہ سب سے پہلے مصر میں فرعونیوں کے ہاتھوں پامال ہوئے پھر بنو خد نصر مشہور بخت نصر) کے ہاتھوں ان کی پوری قوم کی قوم کو اسیری اور غلامی کی ذلت) نصیب ہوئی پھر ٹیٹس رومی نے ان کو تاراج کیا پھر عیسائیوں کے ہاتھوں ان کو ذلتیں نصیب ہوئیں پھر مسلمانوں نے ان کو ذمی بنایا اب اس دور آخر میں ہٹلر نے ان کو عذاب کا مزہ چکھایا اس مسلسل عذاب کے دوران میں ان کو مہلت کے وقفے بھی برابر ملتے رہے ہیں اور ان وقفوں میں یہ زور و قوت بھی حاصل کر لیتے رہے ہیں، لیکن یہ زور و دبدبہ جب ان کے مزاج میں فساد پیدا کر دیتا تو اللہ تعالیٰ پھر ان پر اپنے زور آور بندے مسلط کر دیتا جو ان کا سر

غرور کچل کے رکھ دیتے۔ سورۃ بنی اسرائیل کے پہلے رکوع میں یہ بات بڑی وضاحت سے بیان ہوئی ہے۔۔ مسلمانوں کو تنبیہ ہو کہ اب ان کی نالائقی اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ خدا نے ان کو ایک مغضوب قوم کے فتنوں کا نشانہ بنا دیا ہے اگر مسلمانوں نے تنبیہ سے فائدہ اٹھایا تو ان شاء اللہ سلطنت اسرائیل کا آخری قلع قمع مسلمانوں ہی کے ہاتھوں ہو گا ورنہ مسلمان یہودیوں کے ہاتھوں ناحق مارے جاتے رہیں گے۔۔ معزز قائرین !
یہاں میرے کالم کا عنوان بھی غزہ میں ہونے والے یہودیوں کے ظلم پر اسلامی جہادی تنظیموں کا کردار ہے کہ ایک ماہ کا دورانیہ ہوا چاہتا ہے لیکن دنیا بھر کی اسلامی جہادی تنظیموں نے کیوں چپ کی سادھ لی ہے اور خاص کر پاکستان میں آباد سیاسی ،مزہبی جماعتوں کے ساتھ ساتھ پاکستان تحریک طالبان جو کئی سالوں سے پاکستان کے چھوٹے بڑے شہروں میں اسلام کی سلامتی اور نظام کی بقا کیلئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے چلے آئے ہیں اور اپنی خود کشی کو جہاد سے ہمیشہ منسوب رکھا گیا، کبھی خود کش حملوں سے ، کبھی بم بلاسٹ سے اور پاکستان کی سالمیت کو مسلسل تباہ و برباد کرنے کیلئے اہم ترین اور حساس ترین مقامات کو نشانہ بنایا گیا وہ پاکستان جو اسلامی دنیا میں واحد ایٹمی طاقت ہے ، پاکستان کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا کر یہ کس کو تقویت دینا چاہتے ہیں ، سلام ہو پاکستان کی افواج کو کہ انھوں نے دشمنان پاکستان تحریک طالبان کے خلاف بھرپور الیکشن لیا اور آپریشن ضرب عضب کے ذریعے ان کے عزائم کو خاک میں مٹانے پر تلے ہوئے ہیں، ان کے ساتھ پوری

قوم کی دعائیں ہیں۔ایسے نام نہاد اسلامی جہادی تنظیموں کا قلع قمع کرنے کے ساتھ ساتھ ان سیاسی و مزہبی جماعتوں پر بھی پابندی عائد کردینی چاہیئے جو پاکستان مخالف جماعتوں کا پوشیدہ یا ظاہری تعاون کرتے ہیں۔ دنیا جان چکی ہے کہ مذہب اسلام کو نا تلافی نقصان ایسی ہی جماعتوں سے ہورہا ہے، کیونکہ ایسی جماعتیں یہود و نصارا کی آلہ کار ہیں اور ان کے ہی رقموں سے پنپتی ہیں ان کا مقصد صرف اسلامی ریاستوں میں انتشار پھیلانا، سیاسی عدم استھکام پیدا کرنا، معاشی و معاشرتی زندگی کو درہم برہم کرنا اور عسکری قوت کو تباہ کرنا شامل ہے۔ ان کا نہ کوئی مذہب ہوتا ہے اور نہ کوئی قوم و جماعت یہ صرف مافیا کی طرح مذہب اسلام کا سہارا لیکر مسلمانوں کے جذبات و احساسات سے مکمل فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ لشکر جھنگوی، تحریک طالبان، حقانی نیٹ ورک، القاعدہ اور دیگر مذہبی و سیاسی جماعتیں جو آئین پاکستان کے خلاف ہیں جو اپنے منشور کو سب سے زیادہ مقدم سمجھتی ہیں کیا ان جماعتوں نے اسرائیل کی جارحیت کے خلاف عملی اقدام اٹھایا، کیا پاکستان اور دینا کی مذہبی، سیاسی و جہادی جماعتوں نے اسرائیل میں خود کش حملوں، بم بلاسٹ اور اسرائیلی تنصیبات کو تباہ کرنے کیلئے حملے کیئے نہیں ! ہرگز نہیں۔ کیونکہ یہ وہ منافق مسلمان ہیں جو چہرہ تو اسلامی سجائے بیٹھے ہیں، مگر مذہب یہود کا ہے۔ وہ جماعتیں جو خود کو مکمل مذہب اسلام میں کہتی ہیں وہ اب کیوں خاموش ہیں کیوں نہیں جاتے اسرائیل اور کیوں نہیں روکتے اسرائیلیوں کے ظلم کو۔ کاعدم تنظیموں

میں تحریک طالبان ،القائدہ ، لشکر طیبہ، لشکر جھنگوی، جیش محمد کی بلا وسطہ اور بلواسطہ تعاون کرنے والی پاکستانی سیاسی و مذہبی جماعتیں بتائیں کہ کہاں گئے تمہارے جہادی ٹولے ، نام نہاد اسلامی ٹھکیدار جو خود کو اسلام کے چوہدری بنے پھرتے ہیں جنہیں صدقہ، خیرات، زکواۃ اور چندہ وصول کرنے سے فرصت نہیں ملتی اور بیرونی طاقتوں، غیر مسلم ریاستوں سے بھاری رقم لینے والے کیوں خاموش ہیں کہاں گئے تمہارے عملی اقدامات۔حیرت کی بات تو یہ ہے کہ فلسطین میں قائم جہادی تنظیمیں بھی بغیر حکمت عملی، دانشمندی اور عقل شعور سے خالی جماعتوں نے اپنے ناقص پالیسی کی بناء پر ہزاروں معصوم لوگوں کو شہید کروادیا۔حال ہی میں مقبوضہ فلسطین میں دو ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں، جو اسرائیلی حکومت کی جانب سے غزہ کی پٹی پر فوجی جارحیت کا فیصلہ اپنانے کا باعث بنے ہیں، پہلا واقعہ حماس اور فتح کے درمیان بڑھتی ہوئی قربتیں ہیں، اسرائیل اور فلسطین اتھارٹی کے درمیان جاری امن مذاکرات کی ناکامی کے بعد فلسطین اتھارٹی نے اپنا کھویا ہوا اعتبار دوبارہ حاصل کرنے کیلئے حماس کے ساتھ تعاون کا سمجھوتہ انجام دیا، اس معاہدے کے نتیجے میں ایک قومی حکومت تشکیل پائی اس امر سے ظاہر ہوتا ہے کہ فلسطین اتھارٹی کی جانب سے اسرائیل کے خلاف مسلح جدوجہد کے ذریعے اپنے حقوق حاصل کرنے کے راستے کی جانب جھکاو روز بروز بڑھتا جا رہا ہے، فلسطین اتھارٹی کی کوشش ہے کہ وہ حماس کی جہادی صلاحیتوں کو اسرائیل کے خلاف بروئے کار لائے۔دوسرا واقعہ جو اسرائیل کی

جانب سے غزہ پر فوجی جارحیت کا پیش خیمہ ثابت ہوا ہے وہ اسرائیل کی یہودی بستیوں کے تین باسیوں کا اغوا اور بعد میں ان کا قتل ہے، ان تین یہودی باسیوں کی لاشیں ان کے گم ہونے کے بیس روز بعد مغربی کرانے کے شہر الخلیل سے ملیں، اسرائیل کی غاصب صیہونیستی رژیم نے ان تین یہودیوں کے قتل کو بہانہ بنا کر غزہ پر دھاوا بول دیا۔ لیکوڈ پارٹی، شاس پارٹی اور بینٹا پارٹی کا شمار اسرائیل کی شدت پسند جماعتوں میں ہوتا ہے، یہ پارٹیاں چاہتی ہیں کہ اسرائیل کی مسلح افواج حماس کا مکمل خاتمہ کر دیں یہ پارٹیاں اس حق میں ہیں کہ اسرائیل کی زمینی فوج غزہ کی پٹی پر قابض ہو کر حماس اور اسلامک جہاد کے تمام رہنماؤں اور سرگرم کارکنوں کو موت کے گھاٹ اتار دے اس وقت ان پارٹیوں نے اسرائیلی وزیراعظم بنجمن نیتن یاہو پر شدید سیاسی دباؤ ڈال رکھا ہے، جس کا مقصد غزہ کے جاری اسرائیلی فوجی جارحیت کو مزید وسعت بخشنا ہے ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اسرائیل کی شدت پسند سیاسی جماعتوں نے اسرائیلی وزیراعظم بنجمن نیتن یاہو کو غزہ پر فوجی حملے کی ترغیب دلائی ہے تاکہ حماس اور اسلامک جہاد کا خاتمہ ہوسکے۔ دوسری طرف اسرائیل کی بعض معتدل سیاسی جماعتیں جیسے لیبر پارٹی غزہ پر اسرائیلی جارحیت کی مخالف نظر آتی ہیں ان کا مطالبہ ہے کہ اسرائیل غزہ پر زمینی فوجی کارروائی کرنے سے باز رہے، یہ پارٹیاں ایسا ماحول فراہم کرنے کے درپے ہیں جس کے نتیجے میں سیز فائر عمل میں آسکے کیونکہ لیبر پارٹی اور کادیما پارٹی جیسی سیاسی جماعتیں اچھی طرح جانتی ہیں

کہ اس بات کا قوی امکان موجود ہے کہ غزہ پر زمینی حملے کی صورت میں حماس اسرائیل کے خلاف بھرپور میزائل حملے شروع کر دے۔ ماضی میں اسرائیل اور حماس کے درمیان دو جنگیں انجام پا چکی ہیں ان میں سے پہلی سن دو ہزار آٹھ میں شروع ہوئی جو بائیس دن تک جاری رہی اور دوسری سن دو ہزار بارہ میں انجام پائی جو آٹھ دن تک جاری رہی لیکن ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اس بار غزہ کی صورتحال سن دو ہزار آٹھ اور سن دو ہزار بارہ سے بالکل مختلف ہے۔۔۔ اس جنگ کا زیادہ دیر چلنے کے نتیجے میں جہاں غزہ میں بھاری جانی نقصان کا خطرہ ہے وہاں دوسری طرف عالم اسلام اور عرب دنیا میں رجعت پسند عرب حکمرانوں کے خلاف شدید نفرت پیدا ہونے اور ان کے خلاف تحریکوں کے آغاز ہونے کا بھی قوی امکان پایا جاتا ہے۔ او آئی سی اور عرب لیگ جیسے ادارے بہت کمزور ہو چکے ہیں اور عرب حکمران گہری نیند سو رہے ہیں اور کسی قسم کے رد عمل کا اظہار نہیں کرتے اگر یہی حال رہا تو یہودیوں اور غیر مسلموں کے حوصلے بلند ہوتے رہیں گے اور مسلمانوں کی نسل کشی ہوتی رہے گی۔

!!آزادی جمہوریت۔۔۔

پاکستان میں موجودہ حکومت مسلم لیگ نواز گروپ منتخب کردہ ہے، آج دس اگست کو ملک بھر میں کہیں آزادی جمہوریت کی ریلیاں نکالی جارہی ہیں تو کہیں آزادی ریاست کی۔ پاکستان تحریک انصاف اور پاکستان عوامی تحریک حکومت کے مد مقابل آ کھڑی ہے جبکہ اپوزیشن سیاسی جماعتوں نے اس سیاسی چپکلش کو سیاسی انداز میں ختم کرنے کے مشورے بھی دیئے لیکن لگتا ہے حکومت وقت کو اپنی طاقت اور غرور پر بڑا ناز ہے وہ اپنے سامنے پیدا ہونے والے اختلافات کو ریاستی طاقت کے بل بوتے پر ختم کرنے کا ارداہ رکھتے ہیں، عوامی مسلم لیگ، آل پاکستان عوامی لیگ، پاکستان مسلم لیگ قاف یکجا ہو کر نواز شریف کی حکومت کو ختم کرنا چاہتے ہیں، یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کون جیتا کون ہارا۔۔۔ معزیز قارئین !! سب سے بڑھ کر اس بات کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پاکستان میں جب بھی انتخاب کے ذریعے منتخب سیاسی جماعتوں نے اقتدار سنبھالا ہے وہ سراسر بے ایمانی، دھوکا اور جعل سازی کا نتیجہ رہی ہیں، اس کی سب سے بڑی وجہ الیکشن کمیشن کا نظام ہے جس میں ووٹنگ کا طریقہ کار میں بآسانی دھاندلی کا عمل کیا جاسکتا ہے، اگر الیکشن کمیشن کے نظام کو حقیقت میں صحیح اور درست طریقہ کار پر مزین کردیا جائے تو یقینا تمام سیاسی جماعتوں کی شکایات اور عوامی انتخاب کا عمل بہتر انداز میں نکلے

گا۔حکومت کسی کی بھی ہو اگر نظام درست ہوگا تو ریاست بہتر انداز میں چلی گی یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی ٹرین کا ٹریک ٹیڑھا ہو تو ٹرین کبھی بھی اپنی منزل کی طرف سفر نہیں کرسکے گی اور اگر ٹرین کا ٹریک مضبوط اور درست ہو تو ٹرین کی رفتار کو نہ صرف بڑھایا جاسکتا ہے بلکہ سفر کو آرائش و آلائش سے بھی مزین کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح جمہوری حکومتوں کی کامیابی اسی میں ہے کہ اس کے طریقہ انتخابات کے نظام کو مکمل جدید انداز میں پنہا کیا جائے اور جدید کمپیوٹرائز سافٹ ویئر کے ذریعے ووٹر کی ووٹنگ کی جائے تاکہ کسی ایک ووٹ کی بھی غلطی، جعلی یا بوگس کا عمل پیدا نہ ہوسکے چاہے اس کیلئے کچھ سال کام کیوں نہ کرنے پڑیں۔ دوسرا یہ کہ سیاست اور سیاستدانوں کو ملکی اہم اداروں جن میں انظامیہ، پولیس، محکمہ تعلیم، صحت، کمیشن ادارے، تقرری و تبدیلی جسے عوامل سے مکمل آزاد کردیا جائے تاکہ بہتر نظام دیکھنے میں آسکے اور قانون کی بالادستی ہر شہری وزرا سے لیکر مزدور تلک پر عمل ہوتی ہوئی نظر آئے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے ملک میں سیاستدان کھربون نہیں نربوں سے بھی زیادہ دولت کے مالک ہیں اور عوام کا حال یہ ہے کہ غربت سے خود کشی کررہا ہے، زندگی کی ضروریات آٹا، چاول، چینی، دالیں خرید نا محال بن گیا ہے جبکہ دوسری جانب یوٹیلیٹی بلوں کی بہتات اور اس میں ٹیکسوں کا انبار نے عوام کی زندگی اجیرن کردی ہے۔ محکمہ جاتی سہولت کی بات کی جائے تو نہ پانی ہے نہ بجلی۔ سال بہ سال پیٹرول اور گیس کی مد میں اضافہ کرکے سوائے

عوام پر بوجھ ڈالا جاتا رہا ہے لیکن اس کے بدل سہولتیں ناپید۔ یقیناً ریاست پاکستان کی اس حالت کا اصل ذمہ دار جمہوری حکومتیں ہیں ۔۔ جمہوریت میں ریاست پنپتی ہیں لیکن پاکستان کی وہ واحد ریاست ہے جس میں جمہوری حکومتوں مین ریاست پست سے پست ہوتی چلی جاتی ہیں اس کی قصال وجہ سیاسی جماعتوں، لیڈروں کی قومی خذانے سے لوٹ گھسوٹ ہے۔ جعلی دستاویزات کے ذریعے اپنے آپ کو محفوظ بنادیا جاتا ہے اور ہمارعی عدالتیں بیکار و بے سود ہیں جن کے پاس ناپنے کا طریقہ کار انتہائی بے سود اور ناکارہ ہے گویا عدالتیں بےکار و بے سود عمل کر رہی ہیں۔ اسی طرح پولیس کا محکمہ کبھی بھی تفتیش کے عمل کو صحیح خطوط پر استوار نہیں کرتا کیونکہ اسے دولت سمیٹھنے ہوتی ہے۔ کہاں ہے ریاست پاکستان میں آزادی جمہوریت۔۔ منتخب جمہوری حکومتوں میں مظلوم اپنی آہ و بقا نہیں کر سکتا یہ جمہوری حکمران فوجی آمروں سے کہیں زیادہ ظالم و جابر ثابت ہوئے ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو سے لیکر میاں نواز شریف تک کی حکومت تک سوائے عوام پر ظلم و بربریت کا بازار گرم رہا کبھی بھی عوامی فلاحی امور کو پائے تکمیل تک نہیں پہچایا گیا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مملکت پاکستان کو ہر نعمت و معدنیات کی دولت سے نواز لیکن اگر خراب ہے تو وہ ہمارے حکمران ہیں۔ جمہوری حکومتوں کے حکمرانوں میں نہ انصاف پایا گیا نہ عدل، نہ ملک و قوم سے ہمدردی و پیار اور نہ ہی ان کے حالات کو تبدیل کرنے کا عمل۔ جان لیجئے کہ ریاست پاکستان کے سیاستدانوں کی دولت و املاک کا حساب

لگایا جائے تو وہ امریکہ و یورپ کے بادشاہوں سے بھی کہیں زیادہ رکھتے ہیں۔ ویسے ان کی تقاریر میں بہت خدمات کا جذبہ عیاں ہوتا ہے مگر اقتدار کے بعد اصل ان کی نیت کا پتا چلتا ہے انہیں معلوم ہے کہ ان کا اصل احتساب نہیں ہونا اور نہ ہی عوام کی جانب سے رد عمل سامنے آنا ہے یہ آزاد ظالموں کی طرح معاشی و معاشرتی قتل کرتے پھرتے ہیں ! ! کیا یہی آزادی ن جمہوریت ہے؟؟ ۔ دو دن بعد چودہ اگست سن انیس سو چوہ ہونے والی ہے کیا اس دن پاکستان کی تمام سیاسی جماعتیں اپنا اپنا احتساب کریں گی کہ انھوں نے پاکستانی عوام کو کیا دیا اور ان سے کیا کیا لیا ! ! آزادی ن جمہوریت میں ہر سیاسی جماعت اور ان کے لیڈران سے ایک عام شہری بھی احتساب کر سکتا ہے کہ اس نے ملک پاکستان اور ریاست کیلئے کیا عملی اقدامات کیئے ہیں لیکن یہاں ایسا نہیں اگر کوئی اس قسم کی جرات کر بھی لے تو اسے نا قابل تلافی نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے ۔ پاکستان کی ترقی اسی وقت ممکن ہو سکتی ہے جب سیاست اور سیاستدانوں کی گرفت سخت کر دی جائے اور قانون کو سب سے بالاتر رکھتے ہوئے اس پر عمل درآمد کرایا جائے، ہماری بقاء اور ترقی آئین کی پاسداری اور قانون پر عمل میں ہی ہے ۔ آئین ان ہی منتخب نمائندوں نے بنایا ہے کسی ڈکٹیٹر یا آمر نے نہیں تو پھر سیاسی جماعتوں کے لیڈران، کارکنان آئین کی شق سے مبرا نہیں اور انہیں کسی بھی قانون آزاد نہیں ۔ آئین کے تحت پاکستانی شہری کو جو حقوق حاصل ہیں وہی کسی بھی سیاسی جماعت کو بھی حاصل ہیں نہ کہ قانون ان کی لوڈی و غلام

ہو۔افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اگر پاکستان میں قانون کی حکمرانوں ہوتی تو آج جو حال ہم دیکھ رہے ہیں یا جن حالات سے ہم دوچار ہیں وہ نہیں ہوتے بلکہ اس وطن عزیز میں ترقی و تمدنی کا دور دورہ ہوتا۔ افواج پاکستان مین جس طرح ڈسپلین کو قائم رکھا جاتا ہے ایسا ہی ڈسپلین پولیس اور عدلیہ مین کیوں نہیں ہوتا اوراسی طرح کے ڈسپلین پر ہماری عوام کو کیوں نہیں پابند کرای جاتاظاہر ہے اس میں پولیس، انتظامیہ، عدلیہ اور سیاسی جماعتیں قصور وار ہیں ۔ جمہوری آزادی کا مطلب ریاست سے پر خلوص محبت ہے اور محبت کا تقاضا ہے کہ اس کو سنوارا جائے نہ کہ برباد کیا جائے کیا اس وطن عزیز مین کوئی بھی جمہوری آزادی کا عنصر دیکھتا ہےیقینا ہر گز نہیں ۔۔ اللہ ہمارے وطن کو اصل جمہوری آزادی کا وطن بنادے جس مین قائد اعظم محمد علی جناح کی تعبیر اور علامہ اقبال کو خواب نظر آئے مین ثما آمین۔

!! بائیو میٹرک انتخابی نظام۔۔۔

پاکستان میں بائیو میٹرک انتخابی نظام نا گزیر ہوچکا ہے، عرصہ دراز سے فرسودہ، ناکارہ، بے سود انتخابی نظام کے تحت امیدوار اپنی من مانیاں کرتے چلے آئے ہیں اور جعل سازی، جھوٹ اور دھوکا دہی سے کامیاب ہونے والے منتخب امیدوار اور سیاسی جماعتیں بھاری مینڈیٹ کا راگ گاتی نظر آتی ہیں، ان سب سیاسی جماعتوں کو آخر بائیو میٹرک انتخابی نظام سے کیوں خوف ہے ؟؟ ان کا خوف اس لیئے ہوتا ہے کہ اگر بائیو میٹرک انتخابی نظام رائج کردیا گیا تو ان کی کامیابیوں کا پول کھل کر سامنے آجائے گا اور عوام جسے مینڈیٹ دینا چاہتی ہیں وہی کامیاب ہونگے، ان کے عزائم خاک میں مٹ جائیں گے۔ معزز قارئین !! یہاں میں بتاتا چلوں کہ سب سے پہلے میں نے اس بائیو میٹرک انتخابی نظام کی ضرورت کو اجاگر کیا کئی کالم لکھے اور کئی نجی ٹی وی چینلز میں سیاسی تجزیئے کے دوران بائیو میٹرک انتخابی نظام کی اہمیت کو اجاگر بھی کیا۔ ہمارا ملک پاکستان اب متحمل نہیں کہ لٹیرے بار ہا بار اس فرسودہ اور ناکام انتخابی نظام کے تحت کامیاب ہو کر مزید ملک کو تہہ و بالا اور بربادی کی انتہا کو پہنچا دیں۔اس عوام کو نظام ریاست کا درست ہونا، قانون کی پاسداری، نا انصافی، اقربہ پروری اور سیاسی عنایتوں کا خاتمہ چاہتی ہے، یہ قوم آئین کی پاسداری اور قانون پر عمل درآمد

چاہتی ہے، مسلسل کئی جمہوری حکومتوں کی جانب سے ملک و قوم کی جس قدر دھجیاں اڑائی گئی ہیں اب ان کا بھی خاتمہ چاہتی ہے اور یہ سب کچھ اسی وقت ممکن ہوگا جب اس ریاست پاکستان میں حقیقی معنوں میں بائیو میٹرک انتخابی نظام رائج ہو۔ عوام چہروں کے بدل سے تنگ آچکی ہے اسے چہرے نہیں نظام چاہیئے اس کیلئے ہمارے بیوروکریٹس، افواج، عدلیہ، سول سوسائٹی کو اپنا اپنا مثبت کردار ادا کرنا پڑیگا اور ان سیاسی جماعتوں کو اپنا کردار ادا کرنا پڑیگا جو واقعی اس ملک و قوم کی فلاح و بھلائی چاہتی ہیں جنہیں اس ملک کی ترقی اور خوشحالی سب سے زیادہ عزیز ہے جو محب الوطن ہونے کے ساتھ ساتھ صرف اور صرف اس وطن عزیز کی شہریت پر فخر کرتے ہوئے سنگل پاکستانی شہریت کی حامل ہو۔اگر وفاق اور صوبائی سطح پر ایوان کے ممبران کو دیکھا جائے تو اکثر ڈیوئل شہریت کے حامل ملیں گے اگر انہیں پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک کی شہریت کی کیا ضرورت ہے؟؟ پاکستانی آئین میں ڈیوئل شہریت کی ممانعت ہے لیکن ممبران اسمبلی نہیں چاہتے کہ ان کی ڈیوئل شہریت ختم ہو کیونکہ ملکی خذانے کی لوٹ مار کے بعد با آسانی راہ فرار اختیار کر سکیں۔بائیو میٹرک انتخابی نظام اگر رائج کردیا جائے تو موروثی سیاست کا ہمیشہ خاتمہ ممکن ہوسکے گا دوسرا بادشاہی نظام بھی اپنی موت مارا جائیگا۔پاکستان میں سیاسی جماعتوں کو شائد یہ بائیو میٹرک انتخابی نظام قابل قبول نہ ہو مگر حقیقت یہی ہے کہ اسی میں ملک کی ترقی ، کامیابی اور فلاح شامل ہے۔اس ملک میں نہ انقلاب آسکتا ہے

اور نہ ہی سونامی ، اگر اس ملک کی تقدیر بدلنی ہے تو یہی سیاستدان بدل سکتے ہیں مگر انہیں پہلے لالچ، ہوس دولت اور خود نمائی کے سحر سے باہر نکلنا پڑیگا۔ پاکستان کا یہ المیہ ہے کہ موجودہ سیاسی جال اس قدر مضبوط ہوگیا ہے کہ ان کے خانوں مین عدلیہ، انتظامیہ، بیوروکریٹس پیوستہ ہیں اور دور دور تک کہیں بھی ایسی سیاسی صلاحیت نظر نہیں آتی جو ان کا مقابلہ کرسکے۔ جو بھی ہیں وہ اپنے اپنے مقاصد تک محدود ہیں کسی بھی حریف یا حلیف سیاسی جماعت کو یہ گوارا نہیں کہ ملک و قوم کی کیا مستقبل ہے انہیں تو صرف اپنی پارٹی، اپنے کارکنان کی فکر لاحق رہتی ہے۔ قوم غربت، افلاس، بیروزگاری، بنیادی ضروریات ، تعلیم و صحت سے محروم ہے کہ نہیں، انہیں اس کی کوئی پروا نہیں۔ یہ جان چکے ہیں کہ قوم مردہ ہے !! بے بس ہے !! کیونکہ اس قوم میں ایمان نہیں ہے ، یہ قوم جب اللہ اور اس کے حبیب کو بھلا بیٹھی ہے تو انہیں اس قوم کی جانب سے کوئی خوف نہیں۔ سیاستدانوں کا کہنا ہے کہ یہ قوم جذباتی ہے اسے جذباتی نعروں میں ہی الجھا دیا جائے۔ اس قوم میں ہر وہ برائی پیدا ہوچکی ہے جس کا اللہ نے اپنی مقدس کتاب قرآن میں ذکر کیا ہے ، ان میں جھوٹ، ذخیرہ اندوزی، دھوکہ دہی، فریب، منافقت، بے راہ روی، غیبت، الزام و بہتان تراشی، بے ادبی، علم و عمل سے دوری، جاہلیت، ناپ تول میں کمی، عورتوں پر ظلم و تشدد، معصوم بچوں اور بچیوں کے ساتھ زیادتیاں اور بہت جن کا ذکر کریں تو کئی صفات بھر جائیں۔ پھر یہ قوم کس طرح توقع کرتی ہیں کہ کوئی مسیحا آئے اور انہیں ان ہی کے

اعمال کی سزا سے بچالے، یقینا ہر گز ایسا نہ ہوگا جب یہ قوم اپنا از خود احتساب کرنا شروع کردے گی تب اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے رحمت بھی کی جائے گی اور برکت بھی!! اچھے وقت کیلئے اس قوم کو اچھے اعمال کرنے ہونگے۔ بصورت سیاہ سیاست کے ناگ انہیں ڈستے رہیں گے۔ فیصلہ اب عوام کو خود کرنا ہے اپنی مستقبل کا!! جب احساس جرم ہوجائے تو اللہ کے حضور استغفار کرکے سب سے پہلے پوری قوم تمام سیاسدانوں، ایوانوں میں بائیو میٹرک انتخابی نظام کا مطالبہ رکھیں بصورت ہر الیکشن کا بائیکاٹ کردیں، جب کوئی بھی ووٹ دینے نہ جائے گا تو شائد بائیو میٹرک انتخابی نظام کو رائج کرنا ان سیاست دانوں اور الیکشن کمیشن کی ضرورت بن جائے گی۔ اللہ اس ملک پاکستان اور قوم کا حامی و ناظر رہے آمین

ثما آمین۔۔۔☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلام آباد، سیاسی گردش میں ۔۔۔!!

پاکستان کا دارلخلافہ اسلام آباد آجکل سیاسی آماجگاہ بنا ہوا ہے، ایک جانب عمران خان کی سیاسی جماعت پاکستان تحریک انصاف کا آزادی مارچ تو دوسری جانب ڈاکٹر طاہر القادری کی سیاسی جماعت پاکستان عوامی تحریک کا آزادی انقلاب۔ سیاسی موسم انتہائی گرم اور جوش و جذبہ سے بھرپور ہے۔ ہزاروں کے لگھ بگھ دونوں جماعتوں کے کارکنان اسلام آباد میں جمع ہیں۔ ان دونوں جماعتوں کی ریلیاں چودہ اگست کی شب لاہور سے اسلام آباد روانہ ہوئیں، میڈیا نے براہ راست شب و روز اس کاروان کو اپنی خصوصی نشریات میں پیش کیا۔ مذاکرات کا سلسلہ جاری ہے لیکن تا حال نتیجہ اخذ نہیں ہوا کیونکہ پی ٹی آئی اور پی ٹی اے کی جانب سے سب سے پہلا مطالبہ ہی نواز شریف کا استعفیٰ ہے جبکہ حکومتی جماعتوں کی جانب سے اس مطالبہ کو رد کیا جارہا ہے کیونکہ موجودہ حکومت کا موقف ہے کہ اگر یہ روایت قائم ہو گئی تو آئندہ کیلئے تمام سیاسی جماعتوں کو جمہوری امور میں ہمیشہ پریشانی کا سامنا کرنا پڑیگا دوسری جانب احتجاج کرنے والوں کا موقف ہے کہ کرپشن کا مکمل خاتمہ کیا جائے اور اصولی، جمہوری حکومت کو قائم کیا جائے جس میں ہر ایک پاکستانی کو برابری کے حقوق میسر آسکیں جس میں قانون کی پاسداری بھی شامل ہے۔ افواج پاکستان اس وقت

دہشت گردوں اور ملکی دشمنوں کے خلاف صف بستہ ہو کر آپریشن ضرب عضب میں مصروف ہے ان حالات میں افواج پاکستان سیاسی انتشار کو مصالحت کے ذریعے ختم کرانے کیلئے حکومت کو مشورہ بھی دے چکی ہے لیکن مصالحت میں سب سے بڑی رکاوٹ وزیر اعظم میاں نواز شریف کے استعفیٰ کا مطالبہ ہے حکومت کی جانب سے اس مطالبہ کے علاوہ تمام مطالبات پر بات چیت کا عندیہ دیا ہے لیکن احتجاجی جماعتوں نے اپنے عزائم اور مقصد کو شروع دن سے ہی نواز شریف کے استعفیٰ کو اولین درجہ پر رکھا تھا اس لیئے اس مطالبہ سے دستبرداری ان کی سیاسی موقعت کے مترادف بن چکی ہے اب حکومت اور احتجاج کرنے والی جماعتوں کے مابین نہ صرف انا کا مسلہ پیدا ہوگیا ہے بلکہ سیاسی مستقبل بھی داؤ پر لگادیا گیا ہے۔ثالثی جماعتوں میں متحدہ قومی موومنٹ، جماعت اسلامی، پاکستان پیپلز پارٹی اور دیگر جماعتوں کی کوشش ہے کہاس سنگین مسلہ کو جلد از جلد حل کیا جائے تاکہ ملک میں انارکی پھیلنے سے بچایا جاسکے۔ تجزیہ کار اور ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر حکومت ابتدا ہی سے اس مسلہ کو سنجیدگی سے لے لیتی تو آج یہ سنگینی نوعیت اختیار نہ کرتا بحر حال اس سیاسی بے چینی، سیاسی انتشار، سیاسی ہنگامی صورت حال کو قابو کرنا نہ صرف حکومتی جماعتوں بلکہ اپوزیشن کو بھی اپنا مثبت کردار ادا کرنا پڑیگا اس کیلئے حکومتی جماعتوں کو بہت مدلل، احتیاط، بردباری اور نرم گوشہ اختیار کرتے ہوئے احتجاجی جماعتوں کے غم وغصے کو کم کرنا پڑیگا اور ماڈل ٹاؤن میں پیش آنے والے واقعات پر غیر جانبدار جوڈیشل

کمیشن بنا کر تحقیقات کرکے ذمہ دار افراد کو کٹہرے میں لانا پڑیگا تاکہ ریاست پاکستان میں آئین کے تحت قانون کی پاسداری کرتے ہوئے آئین اور قانون کا اہمیت دینے کا ثبوت پیش کرسکے اور نظام ریاست کو ری فرم کرتے ہوئے پولیس، انتظامیہ مین پیوست کرپشن کا خاتمہ لازم و ملزوم بنایا جائے تاکہ پھر اس طرح کے واقعات دوبارہ جنم نہ لے سکیں اور حکمران، سیاسی لیڈران پولیس اور انتظامیہ کو اپنی ذات اور اقتدار کیلئے سیڑھی نہ بنا سکیں۔ مذاکراتی حالات اس بات کی نشادہی کرتے ہیں کہ سب سے پہلے وزیر اعظم اپنا استعفیٰ دے دیں لیکن شائد یہ ممکن نہ ہو تو پھر دوسرا راستہ صدر پاکستان کا ہوگا جس میں اسمبلیاں کا خاتمہ بھی شامل ہوسکتا ہے اور آخری راستہ افواج پاکستان کو ملک کی باگ ڈور سنبھالنا، لیکن تمام سیاسی جماعتوں کا موقف اس سلسلے میں یکساں ہے کہ اب ملک کسی بھی مارشل لاء کا متحمل نہیں ہوسکتا اسی لیئے پاکستان تحریک انصاف اور پاکستان عوامی اتحاد بھی نہیں چاہتی کہ ملک میں مارشل لاء آئے۔ اب یہ کہنا بجا ہونا کہ اسلام آباد سیاسی گردش میں ہے اور اس سیاسی گردش کو ختم نہ کیا گیا تو سیاسی بھونچال آنے کا خدشہ ہے، سیاسی بھونچال سب کو بہہ دیگا۔ اب وقت ہی بتائے گا کہ تمام سیاسی قوتیں کس طرح سیاسی تدبر، مدبرانہ انداز سے اسلام آباد کے سیاسی گردش سے باہر نکالتی ہیں اگر کامیاب ہوئے تو آئندہ کیلئے مثبت ثابت ہوگا بصورت پاکستان مین جمہوری و سیاسی نظام ناکام قرار دیا جائیگا اور مستقبل میں پھر کسی جماعت کو مکمل

طاقت میسر نہیں کی جائے گی کہ وہ اپنی طاقت اور اقتدار کے نشے میں ریاست پاکستان
میں اس طرح کے دوبارہ حالات پیدا کر سکیں۔

پاکستان متحمل نہیں ہو سکتا۔۔!!

برصغیر ایشیا میں سن انیس سو سینتالیس کو دنیا کے نقشے پر دو ممالک وجود میں آئے ان میں ایک ہندوؤں کے نظریات پر بھارت اور دوسرا خالصتا اسلام کے نظریہ پر پاکستان ، اسی لیئے پاکستان کا سرکاری نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد سن انیس سو چودن میں پہلا آئین یعنی دستور قائم ہوا لیکن اس زمانے میں پاکستان دو حصوں یعنی دو یونٹ پر مشتمل تھا ایک مغربی پاکستان دوسرا مشرقی پاکستان، وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ دو بڑے واقعات نے پاکستان کی سیاست اور انتظامیہ میں دشمنانان پاکستان کو مداخلت کا موقع دے دیا ان دو افسوسناک واقعات میں ایک قائد اعظم محمد علی جناح کا انتقال دوسرا قائد ملت خان لیاقت علی خان کی شہادت تھی، سن انیس سو پینسٹھ میں پاکستان کو بھارت پر جنگی سبقت حاصل ہوئی اور بھارت کو بھاری نقصان اور ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، اسی لیئے بھارت نے پاکستان میں سازشوں کا جال پھیلا کر اپنی ناکامی کا بدلہ لینے کیلئے اپنے عزائم کی تکمیل کیلئے غداروں کا انتخاب کیا اور بھاری دولت کے عوض انہیں پاکستان کو نقصان پہنچانے کیلئے ماکس دیا گیا چنانچہ سیاسی میدان میں اپنے گھوڑے دوڑا دیئے گئے اور بنگالیوں کے حقوق کو غصب کروانا شروع کر دیا، تاریخ بتاتی ہے کہ مشرقی پاکستان کی آبادی اور

ایوان میں ممبران کی تعداد سب سے زیادہ بنگالیوں کی تھی لیکن انہیں سراسر نظرانداز کیا جاتا رہا جس کا برملا اظہار شیخ مجیب الرحمن نے کیا تھا لیکن مغربی پاکستان میں موجود بھارتی آلہ کار سیاستدانوں اور دیگر نے وہی کیا جو بھارت چاہتا تھا یعنی مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان کے مابین جنگ، اس جنگ سے مشرقی پاکستان علیحدہ ہو کر آزاد ملک بنگلہ دیش بن گیا اور مغربی پاکستان، پاکستان کے نام سے علیحدہ ملک سامنے آیا، دکھ کی بات تو یہ ہے کہ بنگالی بھی مسلمان ہیں جن سے حقوق غصب کرنے کے ساتھ ساتھ جنگ کرکے ایک تاریک رقم قائم کی گئی جس کا برا اثر یہ ہوا کہ پاکستان کی سیاست آئین کی پاسداری کے بجائے اپنے مفادات کی ترجیحات میں لگ گئی، کہیں نسل و قوم کے تعصب تو کہیں سیاسی جماعت کے کارکنان کی اقربہ پروری گویا پاکستان میں اہلیت و قابلیت کا جنازہ نکال دیا گیا، کرپشن اور ناانصافی کا عمل سو فیصد تک جا پہنچا، عوام بدحال اور حکمران خوشحال، یہ پاکستان کی بدقسمتی رہی کہ آمر دور تین بار گزرے اور انہی ادوار میں کئی سیاسی جماعتیں وجود میں آئیں اور کئی سیاسی رہنما بھی پیدا ہوئے، بعد میں یہی سیاسی رہنما اور سیاسی جماعتیں مارشل لا کی شدید مخالف ہونے کا دعویدار پھرتی ہیں لیکن حقیقت یہ بھی ہے کہ سیاسی جماعتوں اور سیاسی رہنمائوں نے عوام کو نا صرف مایوس کیا بلکہ عوام کو بدحالی کے نہج پر پہنچادیا، دھرنوں، ہڑتالوں سے ملک معاشی طور پر بہت کمزور ہوجاتا ہے اور بیرون ملک سے آنے والے تجارتی مراسم

منفی حیثیت میں چلے جاتے ہیں ، ترقی کا پہیہ جام ہوجاتا ہے اور بیروزگاری و مہنگائی بڑھنے لگتی ہے۔ پرویز مشرف وہ واحد آمر تھا جس نے ملکی معیشت اور کاروبار کے ساتھ ساتھ ترقی کو پروان چڑھایا ، ڈالر اور پیٹرول کو کنٹرول میں رکھا ، لیکن مولویوں کو پھر بھی سکون نہ آیا اور بلاوجہ لال مسجد کا فتنہ پیدا کیا، اگر مخالفین کی بات رکھ لی بھی جائے کہ اس کا وقت بہت برا یا خراب تھا تو سردار آصف علی زرداری نے کون سا عوام کیلئے پھول و کلیاں بچھا دی تھیں اور میاں نواز شریف جنہیں وزارت کا تیسری بار تجربہ ہوا ہے انہوں نے سابقہ تجربات پر قطعی نظر نہ ڈالی اور آمروں سے بڑھ کر اکثر اور سختی برتی اس کا نتیجہ آپ سب دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان اور عوام کیلئے اگر یہ سب سیاستدان اور ان کی پارٹیاں مخلص ہیں تو اپنی املاک و دولت کا تیس فیصد حصہ قومی خذانے میں جمع کرادیں تاکہ پاکستان قرض کے جال سے باہر آکر اپنے قدرتی وسائل کو بروکار لاتے ہوئے دنیا کے ترقی پسند ممالک میں شریک ہوسکے، پاکستان جن حالات سے دوچار ہے وہ اب ان حالات کا متحمل نہیں ، موجودہ سیاسی حالات کی روشنی میں اب ناگزیر ہوگیا ہے کہ سب سے پہلے الیکشن کے نظام کو بہتر بنایا جائے، میڈیا کو اخلاقی پابندیوں کیساتھ آزاد کیا جائے، ٹیکس کا نظام کو جدید انداز میں بہتر کی ضرورت ہے جبکہ تمام اشیا کی خرید وفروخت معمولی کیبن سے لیکر تھوک ایجنسیوں کو پابند بنایا جائے کہ ہر شے کی خرید وفروخت پر مکمل پکی رسید لازم قرار دینے کی بھی

شدید ضرورت ہے تاکہ ٹیکس مکمل حکومت کو حاصل ہوسکے اور قومی خذانے میں ٹیکس کی مد میں آنے والی دولت پہنچ سکے، تمام علاقوں لیسز اور ان لیز میں بجلی کے بلوں اور بجلی کے میٹروں کو یقینی بناکر لوڈ شیڈنگ پر قابو پایا جاسکتا ہے، بس پاکستان کو اگر خوشحال دیکھنا ہے تو قانون کی پاسداری کو ہر ایک کیلئے یکساں بنانے کی ضرورت ہے تاکہ کسی کے ساتھ نا انصافی نہ ہوسکے، اسی طرح سرکاری اداروں میں ترقی و تنزلی بھی کارکردگی کو مد نظر رکھتے ہوئے کی جائے تو سینئرٹی کے عمل کو شفاف بنادوں پر استوار کیا جانا چاہئے تاکہ بد نظمی، بے چینی کا عمل پیدا نہ ہوسکے، بہترین کارکردگی پر خصوصی انعامات و ترقی کا عمل کو اجاگر بھی کیا جانا چاہئے، پاکستان کے تمام اداروں بشمول بیوروکریٹس کی بھی از سر نو تشکیل کرنے کی ضرورت ہے، اکاؤنٹینٹ جنرل آفس میں برسوں سے کھلے عام رشوت کی روک تھام اور ریٹائرڈ حضرات کی پینشن کو آسان اور غیر مشروط رشوت میں پابند کیا جانا چاہیئے، اب ناگزیر ہوگیا ہے پاکستان کہ ہر محکمہ، ہر شعبہ ہر زاویہ سے اسے مثبت انداز میں استوار کیا جائے ورنہ موجودہ حالات کیلئے پاکستان متحمل نہیں ہوسکتا ہے، اللہ پاکستان کا حامی و ناظر رہے آمین

سیاسی منافقت۔۔

سیاست نام ہے حکمت و دانائی کا، سیاست نام ہے تدبر اور برداشت کا، سیاست نام ہے عقل و شعور کا، سیاست نام ہے عوامی خدمت کا، سیاست نام ہے سچ و حق کا، سیاست نام ہے ایثار و قربانی کا، سیاست نام ہے تہذیب و ادب کا، سیاست نام ہے تحفظ جاں کا، سیاست نام ہے ترقی و تمدنی کا، سیاست نام ہے خوشحالی و خوشی کا، سیاست نام ہے امن و سکون کا، سیاست نام ہے تعلیم و ہنر کا۔۔۔۔

مندرجہ بالا سطور میں نے سیاست کی اصل اساس اور بنیاد کے پیش کیئے ہیں، مجھے یہ تمام سیاسی سبق اپنے ہی مقدس اور عظیم پیارے نبی ﷺ اور ان کے بعد ان کی اطاعت کا حق ادا کرنے والے اصحاب کرام کے دور حکومت اور نظام ریاست میں نظر آیا ہے، دینی سیاسی جماعتیں ہو یا دنیاوی سیاسی جماعتیں ایک عرصہ سے ان میں منافقت، عیاری و مکاری، جھوٹ دائروں میں قیود ہیں، چہروں پر نحوست اور پھٹکار اس بات کی شاہد ہے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے بتائے ہوئے اصولوں کے برخلاف عمل کرکے اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے دین کا ڈھال بنا کر نہ صرف عوام کو گمراہ کرنا ہے بلکہ مملکت اسلام کو ناقابلی نقصان سے دوچار بھی کرنا ہے، یہود و نصارا کی غلامی اور اسلام دشمنوں کے

آلہ کار بنکر یہ ناسور نہ سرف پاکستان کیلئے اذیت ناک ہیں بلکہ دین اسلام کیلئے بھی ایک دھبہ ثابت ہورہے ہیں۔ ہسٹری کا مطالعہ کریں تو بہت سارے لیڈر بے نقاب ہوجائیں گے انہی لیڈروں کی اطباع کرنے والے موجودہ لیڈران کی حالت ان سے کہیں زیادہ بدتر نظر آتی ہے۔ دین اسلام میں تعلیم کو سب سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے اور حکم فرمایا گیا ہے کہ تلاش کرو اللہ کی نعمتوں کو آسمانوں کی بلندیوں، زمین اور سمندوں کی تہہ میں ۔پھر ریاست کے نظام کے متعلق واضع ثبوت دنیا کی پہلی اسلامی ریاست مدینہ منورہ کی ہے جس کو آنحضور ﷺ نے نہایت سلیقے، قرینے اور اللہ کے بتائے ہوئے حکم کے مطابق عملی پیش کیا گیا ہم سب امت کیلئے۔۔۔!! خلفہ راشدین کا دور اور بعد کے دور میں بھی تعلیم و تحقیق پر بہت زیادہ کام کیا گیا اسی لیئے سائنس کے ہر شعبے میں مسلم موجدوں کا نام آتا ہے اور آج تک دنیا کے کئی براعظم بالخصوص یورپ میں انہی کے علوم اور طریقہ کار کو اپناتے ہوئے جدت کا عمل آگے بڑھایا گیا لیکن افسوس صد افسوس مسلمانوں نے اپنے دین اسلام، مسلم خلفا اور مسلم تحقیق دانوں سے کچھ نہیں سیکھا۔۔اگر پاکستان کی بات کی جائے تو قائد اعظم محمد علی جناح اور لیاقت علی خان کے بعد سے ہی دشمنانان اسلام اور پاکستان نے مختلف لبادوں میں پاکستان کو تباہ و برباد کرنے کی تمام تر کوششیں جاری رکھیں اور کہیں ریاست کی باگ ڈور میں شامل ہوگئے تو کہیں کاروبار اور تعلیم و صحت کے نظام کو نیست و نابود کرنے کیلئے اپنے پنجے گاڑنے شروع

کر دیئے۔پاکستان کو دولخت کرنے والے سیاسی لیڈر و جماعتیں اور کچھ بیوروکریٹس نے اپنا اپنا خاص کردار ادا کیا، جمہوریت کے بے تاج بادشاہ کہلانے والے بھٹو نے تعصب کی چھڑی سے نظام کو برباد کیا،اس وقت کی سیاسی جماعتوں نے اپنے مفادات کی خاطر چپ سادھ لی ،پھر سونے پر سہاگہ جنرل ضیاالحق نے افغانیوں کو پناہ دیکر ملک کے داخل کرکے رہی سہی کسر پوری کردی، پھر تو جیسے دشمن کو اپنے مقاصد کیلئے راستے ہموار نظر آئے۔آج جو حالات پاکستان کے نظر آرہے ہیں یہ کوئی ایک دن یا ایک سال کا مشن نہیں ان حالات کی وجہ وہی ادوار ہیں جنکا ابھی ذکر کیا ہے میں نے۔برسوں کی سازش لمحوں میں ختم نہیں ہوسکتی نہ عمران خان ختم کرسکتا ہے اور نہ ہی ڈاکٹر طاہر القادری۔اس کیلئے خود عوام کو بدلنا پڑیگا اور جب عوام اپنے آپ کو بدلے گی تو سیاسی منافقت کا خاتمہ خود بخود ہوجائیگا، کاروبار کرنے والے اشخاص بھی عوام میں سے ہی ہوتے ہیں،اگر کاروباری حضرات ایمان اور سچائی کیساتھ مناسب منافع پر خرید وفروخت کریں تو ملک کی خوشحالی اور بہتری میں معاون ثابت ہوسکتے ہیں، ڈاکٹرز اپنی فیس مناسب رکھیں تو کئی بیمار شفایاب ہوسکتے ہیں ، نجی تعلیمی ادارے اپنی فیس مناسب کرلیں تو یقیناً زیادہ سے زیادہ بچے بہتر تعلیم حاصل کرسکیں گے، اگر حکومتی ادارے اپنی فرائض منصبی کو پوری ایمانداری سے احسن طریقے پر ادا کریں تو یقیناً کرپشن، بدعنوانی اور رشوت کا خاتمہ یقینی ہوگا۔جب جب اداروں، محکموں،کاروباری مراکز، نوکر

شاہی طبقے نے ٹھان لیا کہ وطن عزیز کی خاطر ایمانداری، سچائی کیساتھ اپنی اپنی خدمات پیش کریں گے تو یقینا پاکستان میں نہ تفرقہ ہوگا، نہ تعصب، نہ اقربہ پروری اور نہ بے انصافی۔۔دین اسلام نے دینی علوم کیساتھ دنیاوی علوم کو حکم بھی دیا ہے تاکہ مسلمان دنیا مین رہتے ہوئے اچھا انسان اور اچھا مسلمان بن کر جیئے۔ قرآن میں فرما دیا گیا ہے کہ ایک انسان کا قتل پوری دنیا کے انسان کے قتل کے برابر ہے اور ایک انسان کی جان بچانا پوری دنیا کے انسان کی جان بچانے کے مترادف قرار دے دیا گیا، یہ فرمان نہ میرا ہے نہ تیرا، یہ اللہ تبارک تعالی کا فرمان ہے جس سے رو گردانی کرنے والا دائرے اسلام سے خارج ہو جاتا ہے پھر کہیں دولت کے حصول مین، کہیں طاقت کے نشے میں تو کہیں فرقہ کی ضد میں قتل گری کیوں کی جاتی ہے ؟؟ یقینا ایسے لوگ نہ مسلمان ہیں نہ انسان اور ان کی پشت پناہی کرنے والے سب سے زیادہ مجرم ہیں۔پاکستان میں سب سے زیادہ احتساب ان لوگوں کو کیا جانا ضروری ہے جو جرم کی پشت پناہی کر رہے ہیں چاہے وہ منتخب نمائندے ہوں یا مذہبی لیڈر یا سیاسی ہوں یا بیوروکریٹس۔ آج بھی ترقی یافتہ ممالک میں سزا کو سخت رکھا گیا ہے تاکہ جرم کم سے کم ہو اور موت کی سزا سب سے زیادہ امریکہ اور یورپ میں دی جاتی ہے اسلامی ممالک میں سعودی عرب شامل ہے تو پھر پاکستان پر موت کی سزا پر سختی سے عمل کیوں نہیں کرایا جاتا۔بڑی بڑی باتیں کرنا ہمارے سیاست دانوں کا شیوہ ہے مگر عمل کرنا نا ممکن، کیونکہ اگر عمل کر لیا گیا تو نوے

فیصد سیاستدان ننگے گھڑے ہونگے کیونکہ ان کے کاروبار ہی جرم میں پنپتے ہیں اور قانون کو اپنی لونڈی بنا کر تحفظ حاصل کر لیتے ہیں ، جس ملک میں قانون بکتا ہو وہاں انصاف کس طرح ممکن ہو سکتا ہے ، پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جہاں عدالتیں فروخت ہوتی ہیں ، صبح پیشکار سے لیکر ججز تک رشوت اور کیسز کے بھاؤ طے ہوتے ہیں ، پاکستان میں عدالتوں کا احکامات امرا کے حق میں نظر آتے ہیں یا پھر مجرموں کے ، قانون مجرموں سے خوف کھاتا ہے کیونکہ مجرم اپنے خلاف فیصلہ سننے سے پہلے ہی جج کو ہلاک کر دیتا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ ہماری سیاسی پولیس ہے جہاں انسپکٹر جنرل سے لیکر ایک سپاہی تلگ تمام کے تمام سیاسی انتخاب کیلئے جاتے ہیں اور تو اور تھانے علاقوں کی نسبت بولی لگائی جاتی ہے جو سب سے زیادہ رقم یا سیاسی وفاداری پیش کرتا ہے اسے دے دیا جاتا ہے۔ کیا کیا بیان کیا جائے بس صرف ایک بات اگر پاکستان مین سیاست منافقت سے دور چلی جائے یا پھر سیاست سے منافقت ختم ہو جائی تو ہم بہتر حالات میں رہ سکیں گے ورنہ بد قسمتی ہمارا مقدر بنی رہے گی۔ اللہ پاکستان کا حامی و ناظر رہے آمین ثما آمین

سعودی عرب۔۔آخر پاکستان ہی کیوں

پاکستان مسلم دنیا کا قلعہ ہے، دنیا میں واحد اسلامی ملک پاکستان ہے جو ایٹمی طاقت پر محیط ہے، پاکستانی عسکری قوت دنیا بھر میں امتیاز رکھتی ہیں جبکہ پاکستانی افواج ذہین، قابل ہونے کے ساتھ ساتھ بہادر اور دلیر ہیں، پاک آرمی کا اسپیشل دستہ ایس ایس جی کو امریکہ سمیت تمام طاقتور ممالک اس کی صلاحیتوں کا اعتراف کرچکی ہیں، مسلم امہ کا سب سے مقدس شہر اور عبادت گاہ خانہ کعبہ میں جب شرپسندوں نے حاجیوں کو یرغمال بنایا تھا تو اس وقت کے کمانڈر میجر پرویز مشرف کو اس مشن پر پاک آرمی کی جانب سے سعودی عرب دستہ کیساتھ روانہ کیا گیا اور دنیا نے دیکھا کہ کس بہادری اور احتیاط کیساتھ پاک فوج نے شرپسندوں سے خانہ کعبہ آزاد کرایا۔ سعودی حکومت نے اپنی آرمی بنالی ہے اور اسے دنیا کی تمام جدید اسلحہ سے لیس کیا گیا ہے مگر وہ جذبہ نہیں پیدا کیا جاسکا ہے جو ایک فوجی جوان میں پیدا ہوتا ہے اسی لیئے سعودی عرب پاکستان کو اپنے ملک کی حفاظت اور سیکیورٹی کیلئے پاکستان کی جانب دیکھتا ہے اور تعاون کا خواں رہتا ہے، سعودی افواج کی تربیت پاکستان کے علاوہ امریکی اور فرانسیسی انسٹرکٹر بھی کر رہے ہیں جبکہ سعودی عرب کی جانب سے پاکستان سے فوج مانگنے کے بعد ایک سوال اکثر لوگوں کے

ذہن میں اٹھ رہا ہے کہ سعودی افواج کے جدید ترین اسلحہ سے لیس ہونے کے باوجود آخر پاکستان سے افواج بھیجنے کا کیوں مطالبہ کیا جا رہا ہے۔۔؟اسی کی دہائی میں پاکستانی افسران سعودی افواج کی تربیت میں پیش پیش تھے اور اسی دور میں بہت سی نئی سعودی یونٹیں اور چھاؤنیاں بنائی گئیں تھیں یا ان کی بنیاد رکھی گئی تھی۔۔۔۔ذرائع کے مطابق سعودی افواج اس وقت بھی جدید امریکی اسلحے سے لیس تھیں لیکن ان میں نظم و ضبط اور تربیت کا فقدان تھا اگرچہ پاکستانی فوجی افسران علاوہ امریکی فوجی بھی سعودی افواج کی تربیت کرتے رہے ہیں لیکن سعودی فوج جنگ لڑنے کے لیے نہیں بنائی گئی ہے۔۔
سعودی فوجیوں میں ڈسپلن کی کمی ہے اگر ان کے ساتھ سختی کی جائے تو یہ کہتے ہیں اتنی سختی مت کرو ہم نے کون سی جنگ لڑنی ہے۔۔۔۔۔ذرائع کا کہنا ہے کہ اس وقت سعودی عرب میں یمن کی جنگ میں حصہ لینے کے لیے کسی پاکستانی دستے یا یونٹ کو تعینات نہیں کیا گیا ہے، سعودی عرب میں پاکستان کی افواج کے جوان اتنی تعداد میں موجود نہیں کہ انھیں جنگ کے لیے تعینات کیا جائے، سعودی عرب میں جوانوں کے مقابلے میں پاکستانی افسران کی تعداد زیادہ ہے جن میں آرمی میڈیکل کور کے ڈاکٹر بھی شامل ہیں جبکہ جوانوں کے بغیر جنگیں نہیں لڑی جاتیں جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستانی افواج یمن میں کسی سعودی فوجی کارروائی کا حصے ہیں وہ سراسر غلط فہمی کا شکار ہیں، سعودی افواج کے پاس جدید اسلحہ ہے کچھ چیزیں تو ایسی ہیں جو ان کی تربیت پاکستانی آرمی کے

علاوہ امریکی اور فرانسیسی انسٹرکٹر بھی کرتے ہیں، یہ حقیقت ہے کہ سعودی فوجیوں میں ڈسپلن کی کمی ہے اگر ان کے ساتھ سختی کی جائے تو یہ کہتے ہیں اتنی سختی مت کرو ہم نے کون سی جنگ لڑنی ہے،۔۔ سعودی عرب کے مطابق پاکستانی فوج کا سعودی عرب کے لیے لڑنا تو سو فیصد گارنٹی ہے وہ اکثر کہتے ہیں کہ کیا آپ لوگ اسلام کی سربلندی کا حلف نہیں لیتے ؟انکے مطابق ایسا لگتا ہے کہ سعودی سمجھتے ہیں کہ پاکستانی فوج انہی کی فوج ہے اور شاہد وہ ایسا ہمارے ساتھ دیرینہ برادرانہ تعلقات کی بناپر محسوس کرتے ہیں، سعودی فوج کے جنگ کی تیاری کیلئے ایک عربی محاورہ کہا جاتا ہے جس کا ترجمہ ہے کہ جو کام آپ کے لیے کوئی اور کر سکتا ہے تو اسے خود کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ایک دلچسپ امر یہ ہے کہ سعودی افواج کی تربیت دنیا کے ماہر فوجی انسٹرکٹر کم از کم گذشتہ پینتیس برس سے کر رہے ہیں مگر شاید ایک کام جو آپ ذہنی طور پر کرنے کے لیے تیار ہی نہیں اس کی چاہے آپ کتنی ہی تربیت کر لیں وہ بے سود ہے، سعودی عرب ایک نئے خطرے سے دوچار ہے اسی لیئے حکومت پاکستان نے اپنے سب سے اولین اور ہر موقع پر پاکستان کا ساتھ نبھانے والے دوست سعودی عرب کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا ہے جو کہ انتہائی خوش آئند اقدام ہے، حقیقت یہ ہے کہ مشرق وسطی ہو یا افریقی ممالک، مشرق بعید ہو یا یورپ یا دنیا کا کوئی اور خطہ ہر جگہ مسلمانوں کو گھیر گھیر کر اور باہم لڑوا کر مارنے، ختم کرنے اور ساری دنیا پر بلاشرکت غیرے حکمرانی کے خواب دیکھنے والا ملک امریکہ ہی ہے۔ امریکہ نے

ہی اس وقت سعودی عرب کے عین ساتھ واقع ممالک عراق، شام میں جنگیں بھڑکا رکھی ہیں، اس کی کوشش ہے کہ ان دونوں ممالک میں جاری جنگ بالآخر سعودی عرب میں داخل ہو اور مسلمانوں کا ہر لحاظ سے مرکز و محور، دنیا میں حدود اسلامی کو قائم کرنے والا اور امن کا گہوارہ یہ ملک خانہ جنگی اور تباہی و بربادی کا اس طرح شکار ہو جس طرح عراق اور شام ہیں۔ سعودی فوج جو دنیا میں چوتھی سب سے مہنگی فوج ہے نے آج تک کوئی جنگ نہیں لڑی جب سعودی سن دو ہزار گیارہ میں بحرین میں انقلاب کو کچلنے کے لیے گئے تو انہوں نے زیادہ تر کرائے کے سپاہیوں پر انحصار کیا جن کی بڑی تعداد پاکستانی تھی۔ سعودیوں نے حالیہ دنوں میں مبینہ طور پر پاکستانی فوج سے سعودی عرب کی عراق کے ساتھ سرحد پر تیس ہزار فوجی تعینات کرنے کا مطالبہ کیا ہے تاکہ داعش کے بڑھتے ہوئے خطرے سے آل سعود کا دفاع کیا جاسکے، یہ بات واضح ہے کہ انہیں اپنی ہی فوج پر اعتماد نہیں ہے جو اپنے مہنگے ہتھیاروں کا رخ آل سعود کی طرف کر سکتی ہے، یہ اس آمرانہ حکومت کی اندرونی کمزوری اور سعودی حکمران ٹولے کے خوف کا کھلا اظہار ہے، موجودہ حکومت پاکستان کے وزیراعظم اور ان کے رفقائے کار سعودی فرمارواں کے احسانات کے نیچے دبے ہوئے ہیں اپنی آٹھ سالہ جلا وطنی سعودی عرب میں گزاری اور سعودی بادشاہوں کی مراعات سے فائدہ حاصل کیا اور ذاتیات کی بقا کیلئے ملک کو داؤ پر لگایا، حالیہ دنوں میں سعودی عرب میں پاکستانی افواج کو بھیجنے اور یمن میں سعودی عرب کے ساتھ جنگ میں حصہ لینے

پر اکثر ممبران ایوان نے مسترد کردیا اور اسے ایک بار پھر دوسرے کی آگ میں جھونگ دینے کے مترادف قرار دیدیا ہے، بیشتر ممبران نے مشورہ دیا کہ اس مسلہ کو سفارتی انداز میں حل کرنے کیلئے سعودی حکومت پر دباؤ بڑھایا جائے اور او آئی سی کا اجلاس بلا کر اس ضنگ کے خاتمے کیلئے جنگی بنیادوں کو ختم کرکے سفارتی راستے کو اجاگر کیا جائے تاکہ مسلم امہ جس نقصان سے دوچار ہے باہر آجائے۔امریکہ اور نیٹو کو مسلم ممالک کے معاملات سے رود رکھا جائے تاکہ مسلم دنیا میں بڑھتے ہوئی جنگ کا خاتمہ ممکن ہوسکے۔رہی بات پاکستان کی تو میرے قائرین اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے حکمرانوں نے سعودی فرماں روا سے ذاتی بنیادوں پر کس قدر مراعات حاصل کر رکھی ہیں جنہیں برقرار رکھنے کیلئے سعودی حکومت کی خواہشات رد نہیں کی جاسکتیں اسی لیئے سعودی حکومت پاکستان کو اپنی جنگ میں اٹوٹ سمجھتا ہے دوسرے لفظ میں یک جان دو جسم۔۔۔بحر حال اللہ پاکستان کیساتھ تمام مسلم ممالک کی بہتری کیلئے مسلم امہ میں اتحاد، بھائی چارگی اور اخوت کے جذبے کو پنہا کردے آمین ۔۔پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔۔

قوم خالی ہے۔۔۔۔!!

پاکستان کا المیہ رہا ہے کہ اسے قائد اعظم محمد علی جناح اور قائد ملت خان لیاقت علی خان کے بعد حقیقی معنوں میں ملکی سطح پر لیڈر میسر نہیں آیا۔۔۔۔ سن اکہتر کی جنگ کے بعد پاکستان کے سیاسی حالات مزید بدتر ہوتے چلے گئے، اُس وقت ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی سیاسی جماعت کو پروان چڑھانے کیلئے سندھ میں سندھ کارڈ کا استعمال بھرپور انداز میں کیا اور دیگر صوبوں میں چوہدریوں، وڈیروں اور سرمایہ کاروں کی پشت پناہی کرتے ہوئے اپنی جماعت کو فروغ دینے کی تمام تر کوششیں جاری رکھیں۔۔۔اس عرصے میں ہجرت کرکے آنے والے مہاجرین کے حقوق کو شدید ضرب پہنچایا اور نا اہل لوگوں کو بڑے بڑے منصب پر فائز کرکے حکومتی مشینری کو تباہ و برباد کرنی کی کوئی کسر نہ چھوڑی۔۔ بھٹو کے آمرانہ رویہ پر اُس وقت کی سیاسی جماعتوں نے شدید مخالفت پر احتجاج کیا جسے نو ستارہ جماعت کے نام سے شناخت ملی ،اس نو ستارہ جماعت میں نو سیاسی جماعتوں کا الحاق تھا جو پاکستان پیپلز پارٹی کے اصولوں، ضابطوں اور قوانین کے خلاف تھیں۔ان جماعتوں کے مطابق پاکستان پیپلز پارٹی اپنے منشور سے ہٹ کر کرپشن، بد عنوانی، نا انصافی کو فروغ دے رہی ہے ،وقت نے بتایا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کا آج تک وہی وطیرہ رہا ہے کہ جب جب یہ حکومت میں آتی ہے تو میرٹ

کا قتل عام ہو جاتا ہے ، نوکریاں فروخت کی جاتی ہیں، عوامی مسائل جوں کے توں بلکہ مسائل میں انبار کھڑا ہو جاتا ہے لیکن پیپلز پارٹی کے سیاسی لیڈران کو اس بات کا احساس نہیں رہتا کہ غریب عوام کس قدر مہنگائی کی چکی میں پس رہی ہے ، یہی سیاسی طریقہ کار دھیرے دھیرے دیگر چھوٹی بڑی سیاسی جماعتوں نے بھی اپنانا شروع کر دیا ہے، یاد رہے پاکستان میں ایوب، ضیا اور مشرف کے فوجی ادوار گزرے اور جمہوری بھی۔۔ جمہوری یا فوجی ادوار میں پاکستانی عوام نے کس کو بہتر پایا یہ سب ہی جانتے ہیں۔۔ آج بھی پاکستانی قوم جمہوری لیڈر سے اپنے آپ کو خالی محسوس کرتے ہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ انتخابات کے ذریعے آنے والے سیاسی لوگ غیر منصفانہ رویئے، دھونس دھمکی، طاقت، جعلی سازی، دھوکہ دہی، خرید و فروخت، ساز بازی اور کرپٹ انداز کو اپناتے ہوئے منتخب ہوتے چلے آرہے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ ہمارا الیکشن کمیشن کا ناقص طریقہ کار ہے ، اس طریقہ کار سے تمام سیاسی جماعتیں گنگا بہتا میں ہاتھ دھوتے ہیں کیونکہ اس نظام سے ہر کرپٹ سیاسی جماعتوں کو بآسانی کامیاب حاصل مل جاتی ہے، عمران خان اور طاہر القادری یہی بات کہتے ہیں کہ سب سے پہلے الیکشن کے نظام کو بائیو میٹرک کیا جانا چاہیئے تاکہ عوام اپنے من پسند اور حقیقی جمہوری لیڈر کو پا سکیں اور ایسے لوگ بھی نظام ریاست کی باگ ڈور سنبھال سکیں جو منصف ، ایماندار، سچے اور مخلص وطن ہوں لیکن ان حالات میں کبھی بھی ممکن نہیں۔۔ بائیو میٹرک انتخابی نظام کے ساتھ ساتھ الیکٹرونک و پرنٹ میڈیا کی مکمل

آزادی پاکستان میں ناگزیر ہے کیونکہ میڈیا سے عوام الناس کو حقائق جاننے کا بہت موقع ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ کرپٹ حکمران اور سیاستدان میڈیا کو آزاد دیکھنا نہیں چاہتے ۔ با اثر سیاسی جماعتیں اور لیڈران اپنے خلاف اٹھنے والے کلمات پر کبھی چینلز کی نشریات کی بندش کردی جاتی ہے تو کبھی اخبار کی اشاعت کو روک دیا جاتا ہے۔آج پاکستانی قوم حقیقی لیڈران، حقیقی نظام، حقیقی عدل وانصاف، حقیقی سہولت، حقیقی تعلیمی ماحول، حقیقی ادب و تہذیب، حقیقی مذہبی روایات، حقیقی انسانیت سے خالی ہے ،اس قوم کو ان نعمتوں سے مالا مال کون کریگا؟؟ کوئی ہے یا یونہی چلتا رہے گا!! حیرت اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ عوام کا تاثر ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ نون ، متحدہ قومی موومنٹ، اے این پی، مسلم لیگ قاف، مسلم لیگ فنگشنل، مسلم لیگ ہم خیال، جے یو آئی اور تمام ذیلی جماعتیں، جماعت اسلامی سمیت دیگر وہ تمام جماعتیں جنھوں نے ریاست کی باگ ڈور سنبھالی لیکن عوام کو انتہائی مایوس کیا۔آج کی عوام حقیقی ، سچے اور پاکستان سے لگاؤ رکھنے والے لیڈروں سے محروم دکھائی دیتی ہے، دوسری جانب پی ٹی آئی جو حال ہی میں کے پی کے میں حکومت کررہی ہے اس نے بھی کوئی عوامی فلاحی امور پیش نہیں کرسکی ہے ، سابق صدر جنرل پرویز مشرف کی جماعت آل پاکستان مسلم لیگ آئندہ انتخابات میں اپنے رول پیش کریگی ،جہاں تک مشرف کی ترقیاتی امور کا مطالعہ کیا جائے تو وہ اندھوں میں کانا کے مترادف کہلائے گا اور عوام کا تاثر یہ بھی ہے کہ

ان سے بہتر ثابت ہو سکتا ہے بحر حال یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کون عوام کی بنیادی ضروریات، ملکی ترقی و سلامتی کیلئے سود مند ثابت ہوتا ہے۔ عوامی رائے سے پتا چلا کہ پاکستان کا کوئی ایسا ادارہ سوائے فور سس کرپشن، بدعنوانی، لوٹ کھسوٹ سے خالی نہیں، جا بجا رشوت اور اقربہ پروری پروان پر چڑھی ہوئی ہے۔ عوام کا یہ بھی کہنا ہے کہ ہمارے درمیان قوموں کو ہمارے لیڈران نے تقسیم کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ بھارت سمیت ملک دشمن عناصر دہشت گردی اور انار کی پھیلانے میں مصروف ہیں اور بآسانی اپنے مقصد کو پورا کر رہے ہیں، میرا مشوہ ہے کہ پاکستان کے صوبوں کو ختم کر کے ہر ڈویژن کو بااختیار بنادیا جائے اور ہر ڈویژن میں لوکل باڈیز کی بنیاد کو حکومتوں کو اجرا کیا جائے جبکہ ہر ڈویژن کی ایک سیٹ وفاق کو دی جائے جو وفاق میں اپنے اپنے ڈویژن کی نمائندگی کرسکے اس طرح پاکستان کے ہر چھوٹے بڑے حصے سے نہ صرف نمائندگی ہوگی بلکہ بجٹ میں اپنا رول ملنے سے ترقیاتی امور تیزی کی جانب بڑھیں گے۔ میں نے آج سے سن دوہزار آٹھ میں بھی ایک مشورہ دیا تھا کہ اس ملک میں بائیو میٹرک (کمپیوٹرائز ووٹنگ) سسٹم رائج کریں جس کی تمام تر تفصیلات اپنے کالم اور لندن کے ٹی وی وینس میں مارننگ شو میں اپنے سیاسی تجزیہ میں اس نظام کو واضع کیا تھا اور اُس وقت کہا تھا کہ جلد ہی اس بابت ہماری سیاسی جماعتیں اپنے اپنے پلیٹ فارم سے آواز اٹھائیں گی۔ جو جیتا وی سکندر جو ہارا وہ چوپایا لگتا یہی ہے کہ پاکستان میں سیاسی جماعتوں کا اسی

نقطہ پر سفر ہے اسی لیئے جیت کے بعد بھول جاتے ہیں کہ نظام کی درستگی کرنی ہے، ہارنے پر انہیں یاد آتا ہے گویا یہ اپنے اختیارات و اقتدار کے بھوکے ہوں ۔۔۔ اب کسی کو بھی کوئی نہ تعجب ہوتا ہے اور نہ ان کی جھوٹی دلاسے کے وعدوں پر اعتبار، لوگ تو جلسوں میں اپنے ذہن کو فریش کرنے یا آؤٹنگ کی غرض سے جاتے ہیں اب عوام اچھی طرح سمجھ چکی ہے کہ یہ تمام سیاسی جماعتیں، لیڈران عوام کے نہیں بلکہ اپنے ذات اور اپنے جماعتوں کے ہیں۔ اسی لیئے کہا جاسکتا ہے کہ قوم خالی ہے۔۔ میرا مشورہ ہے کہ ہماری قوم کو سب سے پہلے اپنا احتساب خود کرنا ہوگا اور اپنے بگڑے اعمال درست کرنے ہونگے، تعلیم پر خالصتاً محنت کے ساتھ عمل کرنا ہوگا تاکہ ذہن ذہین بن سکیں اور نقل کا مکمل خاتمہ خود سے کرنا پڑیگا، عوام کو اپنے درمیان بھائی چارگی، اخوت، اتحاد، یقین، ہمدردی کے جذبے کو عملی جامعہ پہچانا ہوگا۔ اللہ اور اس کے حبیب کی محبت اور عبادات میں جھگڑا نہیں کرنا ہوگا، فرقوں، مسلکوں پر تنقیدی عمل کو ترق کرنا ہوگا، انصاف و عدل کو پانے زندگی میں لازم و ملزوم کرنا ہوگا تو پھر انشا اللہ یہ قوم لیڈر بھی حاصل کرے گی اور خوشحالی بھی کیونکہ خدا نے اس قوم کی حالت آج تک نہیں بدلی نہ ہو خیال اپنی حالت کے بدلنے کا۔۔ اللہ پاکستان کی حفاظت فرمائے اور اس قوم کو سدھارتے ہوئے اس قوم کی قسمت بہترین کردے آمین۔ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔۔۔۔

میڈیا کے ملازمین کا مستقبل

ایک زمانہ تھا جب نوجوان لڑکے لڑکیاں ڈاکٹر انجینئر بننے کی خواہش رکھتے تھے پھر بزنس ایجوکیشن نے ایسی جگہ بنائی کہ ایم بی اے، سی اے، اے سی ایم اے کی جانب رواں دواں ہونے لگے۔ سابق جنرل و صدر پاکستان پرویز مشرف نے محسوس کیا کہ پاکستان کی ترقی اور احتسابی عمل کیلئے میڈیا کے رول کو اجاگر کرنا ضروری ہے، اسی سوچ کے بعد مشاورت کیساتھ ایک ایسا ادارہ وجود میں لایا گیا جو میڈیا کو اخلاقیات اور پاکستانی آئین و تحفظ پر قائم رکھ سکے، اس ادارے کو تمام تر حقوق دیئے گئے کہ وہ کسی بھی میڈیا کے ادارے جس میں ٹیلیویژن، ریڈیو، ویب سائٹز، اخبارات، رسالے وجرائد اور دیگر اشاعتی اداروں کو شامل کیا گیا کہ ان میں اسی کوئی حرکات و شبہات نہ پائی جائیں جو وطن عزیز کی سلامتی و بدنامی کا باعث بن سکیں، اس ادارے کو با اختیار بنایا گیا تھا پاکستان بھر میں اسے ریگولیٹر کہتے ہیں یعنی پاکستان الیکٹرونگ میڈیا ریگولیشن اتھارٹی۔ اس سے قبل اخبارات یعنی پرنٹ میڈیا کو ابلاغ عامہ کہتے تھے لیکن ٹیلیویژن، ریڈیو اور انٹرنیٹ کی ویب سائٹ کو اشاعتی اداروں کیساتھ یکجا کرکے میڈیا کا نام سے روشناس کرایا گیا۔۔ آج پاکستان بھر کی سرکاری و نجی یونیورسٹیاں ماس کمیونیکیشن کے موضوع پر ان اداروں کی تعلیم دیتی ہے جس سے حصول تعلیم کے

فراغت کے بعد طالبعلم میڈیا میں اپنا کردار ادا کرتے نظر آرہے ہیں۔۔۔ بہت کم وقت میں بہت تیزی کیساتھ پاکستان میں میڈیا کے شعبے میں نہ صرف ترقی ہوئی بلکہ روزگار کے مواقع بھی بڑھے۔۔ محدود سطح پر سرکاری ٹیلیویژن کے بعد نجی چینلز میں این ٹی ایم نے اپنے نشریات کا آغاز سن انیس سو نوے مین کیا لیکن کچھ ٹیکنکل کمزوریوں کے باعث بد حالی کا شکار ہو گئی اور آخر کار اس کی نشریات کو بند کرنا پڑا۔۔ سن انیس سو نوے کے بعد سابق جنرل و صدر پرویز مشرف نے اپنے دور اقتدار میں دوہزار کے عشرے میں جہاں دیگر شعبوں کی بہتری کیلئے نئے اداروں کا آغاز کیا گیا وہیں پیمرا کا وجود بھی آیا۔ پرویز مشرف کے اقتدار کے بعد جمہوری حکومتوں نے اُن محتسب شدہ اداروں کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیا جس میں نیب اور محتسب اعلیٰ کا ادارہ بھی شامل ہے۔۔۔۔ ہونا تو یہی چاہیئے تھا کہ اچھے کام کو جاری و ساری رکھا جائے اور وطن عزیز کی ترقی و سلامتی کو مضبوط بنانے کیلئے ان اداروں کو مزید بہتر اور با اختیار آزاد رکھا جاتا لیکن افسوس صد افسوس ایسا نہیں ہوا۔ مخالفت برائے مخالفت، نفرت برائے نفرت، عداوت برائے عداوت، کینہ برائے کینہ، بغض برائے بغض کے عمل کو نہ صرف جاری رکھا گیا بلکہ اِس میں اس قدر اندھے ہوگئے کہ اپنی عوام اور ملک کی کسی طور پرواہ نہیں کی گئی۔۔ یوں تو ہر سیاستدان، بیوروکریٹس، صنعتکار، مفکر و دانشور بڑے فخر سے کہتا ہے کہ پاکستان دو قومی نظریئے اور لاکھوں جانوں کی قربانی سے معروض وجود میں آیا ہے لیکن کیا یہی اس پاکستان

کی قربانیوں کے حساب سے اپنا پانا کردار ادا کر رہے ہیں، ذرا سوچیے۔۔ ! ! یہاں میرا موضوع تحریر میڈیا کے مالزمین کے مستقبل کے بارے میں ہے ! ! یاد رکھنے کی بات ہے کہ سابق جنرل و صدر پرویز مشرف نے اپنے دور اقتدار میں جن اداروں کو لائسنس کا اجرا کیا تھا ان ہی چینلز نے پرویز مشرف پر نہ صرف شدید تنقید کی بلکہ مخالفت میں اس قدر چلے گئے کہ جھوٹ کو سچ کی جگہ باندھنے کی ناکام کوششیں کیں۔کیا ان چینلز نے کبھی کرپٹ سیاستدانوں کا ایسا احتساب کیا جس کا کرنا ان کے فرائض میں شامل ہے، ممکن ہے نہیں میں جواب ملے گا۔۔ پچھلے پانچ سال اور موجودہ ڈھائی سال جمہوریت کے گزرے ہیں اور عوام کے درمیان جب بیٹھا جاتا ہے تو ہوا ان جمہور کو ناپسند کرتے ہوئے کوستے نظر آتے ہیں، عوام کا کہنا ہے کہ ہمارے ملک مین اگر میڈیا، پولیس اور عدالت کے نظام کو شفاف بنادیا جائے تو حقیقتاً، یقیناً پاکستان کرپشن اور بدعنوانی جیسے ناسور مرض سے آزاد ہوجائیگا۔۔۔ عوام کے ایک گروپ کا یہ بھی کہنا ہے کہ اس کیلئے سب سے پہلے میڈیا کو شفافیت، حقائق اور ایمانداری کی راہ پر چلانا ہے کیونکہ میڈیا کے اداروں کے مفادات حاصل کرنے کیلئے میڈیا حقائق پر پردہ ڈالتا ہے اور بدعنوان، کرپٹ لوگ احتسابی عمل سے آزاد ہوجاتے ہیں۔۔۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ کوئی بھی بات اُس وقت تک آگے نہ پہچاؤ جب تک مکمل تحقیق نہ کرلو اور بہتر ہے کہ عیب پر پردہ ڈال دو۔۔ گزشتہ سال سالوں سے میڈیا ادارے خود ایک دوسرے سے دست گریباں ہیں، عارضی وقت کیلئے اپنے مفادات

کے حصول تک بظاہر ایک ہو جاتے ہیں اور پھر سوتن جیسا رویہ اختیار کر لیتے ہیں، با شعور اور مفکر لوگوں کا کہنا ہے کہ جب نصیب رب العامین دیتا ہے تو میڈیا کے ادارے حوس و حرص میں تمام راہیں کیوں پار لیتے ہیں، ویسے تو اخلاقیات، انسانیت، ادب و تہذیب کا درس دینے والے میڈیا کے ادارے اپنے مالی فوائد کیلئے تمام قوائد بھول جاتے ہیں اور جب مخالفت میں آتے ہیں تو اندھے ہو جاتے ہیں، ان کے ان رویئے سے ملازمین براہ راست متاثر ہوتے ہیں کیونکہ میڈیا کے مالکان کی جنگ میں صرف اور صرف ملازمین ہی مالی و ذہنی اذیت کا شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ مالکان ادارے کے نقصان کو ظاہر کر کے کبھی تنخواہیں تاخیر سے دیتے ہیں اور تو اور مراعات کا خاتمہ بھی کر دیا جاتا ہے۔ روشن پاکستان کیلئے بھی لازم ملزوم ہے کہ میڈیا کے اداروں کو مثبت انداز میں رہنا ہے جب تک میڈیا کے ادارے مثبت راہوں پر نہیں چلیں گے اور پیمرا کے قوانین پر پابند نہ ہونگے تو کبھی بھی میڈیا انڈسٹری سے تعلق رکھنے والے ملازمین نہ مطمعین ہو سکیں گے اور نہ پر سکون ہو کر کام کر سکیں گے۔ سینئر صحافی اور اینکرز پر سن کا موقف ہے کہ میڈیا کو کسی کا آلہ کار نہ بننا چاہیئے بلکہ وہی حقیقت سامنے پیش کرنی چاہیئے جو حقائق پر مشتمل ہے جبکہ میڈیا اداروں کے مالکان کو چھوٹے ملازمین کی تنخواہ کا طریقہ کار واضع کرتے ہوئے اس ترتیب سے رکھنا چاہیئے کہ ملازمین کی تنخواہوں اور مراعات میں زمین آسمان کا فرق پیدا نہ ہو سکے کیونکہ اس فرق سے میڈیا کے مین پاور پر منفی

اثر ہو رہا ہے، کچھ نے بول کی تنخواہوں اور مراعات کا حوالہ بھی دیا کہ اگر بول کے فارمولہ پر دیگر چینلز کام کریں تو یقیناً ان دیگر چینلز میں ملازمین میں نہ صرف اعتماد پیدا ہوگا بلکہ ان کی صلاحیت میں کئی گنا اضافہ بھی دیکھا جاسکے گا، کئی سینئرز نے اس بات پر اتفاق کیا کہ منتخب نمائندگان کو اس سلسلے میں ایوان میں بل لانا چاہیئے کیونکہ میڈیا کے بہتر نظام سے میڈیا ملازمین کا مستقبل روشن تابناک ہوسکتا ہے اور پاکستانی میڈیا نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا بھر میں امتیازی اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاسکے گا۔ اللہ پاکستان کو ہمیشہ بلند و بالا رکھے اور میڈیا انڈسٹری کے ملازمین کے مستقبل کا روشن اور نایاب کردے آمین ثما آمین۔۔۔

میڈیا انڈسٹریز کی ذمہ داریاں۔۔

سابق صدر پرویز مشرف کی خامیوں پر تو تمام سیاسی جماعتیں اور کچھ میڈیا کے چینلز اور اخبارات یکجا نظر آتے ہیں مگر وہ بھول جاتے کہ ان کے زمانے میں ہی میڈیا کو آزادی ملی۔۔ سرکاری ٹیلیویژن کے ساتھ نجی چینلز کیلئے راہیں کھول دی گئیں جن میں نہ صرف نجی چینلز شامل تھے بلکہ ان میں اخبارات، جرائد اور ریڈیو بھی شامل ہیں اس کے علاوہ میڈیا کو اصولی، اخلاقی اور نئے چینلز، اخبارات و جرائد اور ریڈیو کو آزادی میسر ہوئی اور بے شمار لائسنس کا اجرا بھی کیا گیا۔۔ سابق صدر پرویز مشرف کے زمانے میں الیکٹرنک میڈیا کو کنٹرول کرنے کیلئے ایک ادارہ وجود میں لایا گیا جسے پاکستان الیکٹرونک میڈیا ریگولیشن اتھارٹی یعنی پیمرا کا نام دیا گیا تھا۔پیمرا کی ذمہ داری عائد کی گئی کہ وہ تمام میڈیا کو اخلاقی اقدار میں پابند رکھے اور کسی بھی غیر اخلاقی اور غداری کے معاملات میں پایا جائے تو فی الفور بند کرکے قانونی کاروائی کی جائے اس کے علاوہ میڈیا کیلئے ایک اصول بنایا گیا کہ وہ اپنے ملازمین کیلئے مشاہرہ کے ساتھ دیگر بنیادی ضروریات فراہم کرے جس میں طبّی سہولیات، بونس، انشورنس، پروموشن اور گریجویٹی شامل ہیں۔لائسنس لیتے ہوئے تمام مالکان اس بات پر نہ صرف عہد کرتے ہیں بلکہ تحریر بھی کرتے ہیں کہ وہ پیمرا کی تمام پابندیوں ،اصول و ضوابط کے پابند

رہیں گے ۔ سابق صدر پرویز مشرف کے دور اقتدار کے بعد پیمرا میں سیاسی جماعتوں نے نا اہل اور من پسند چیئرمین کو تعینات کرتے گئے تاکہ اپنے مذموم مقاصد حاصل کر سکیں جن میں سابق صدر آصف علی زرداری کا دور اقتدار اور اب میاں نواز شریف کے دور اقتدار میں ریٹائرڈ پولیس افسر کو اس نازک اور اہم ترین منصب پر فائز کیا ہے حالانکہ پیمرا میں موجود ذہین و قابل افسران اس عہدے کے اہل ہیں لیکن انہیں اس لیئے منصب نہیں دیا جاتا کہ وہ بے ایمانی و غلط کام نہیں کریں گے اور ان کے غلام نہیں بن سکیں گے۔پیمرا کے قانون میں شامل ہے کہ پاکستان اور افواج پاکستان کے خلاف بیانات غداری میں شمار کیا جائیگا اور ریاست میں بلواسطہ و بلاواسطہ مداخلت جس میں نئی ریاست کا قیام بھی شامل ہے غداری کے زمرے میں آئے گا ایسے میڈیا ادارے کے خلاف پیمرا ایکشن لے گا لیکن حیرت و تعجب ہے کہ پیمرا کے اصولوں کی دھجیاں بکھیر دی جاتی ہیں پھر بھی پیمرا آنکھ، کان اور زبان بند کیئے رہتا ہے جیسے کہ پیمرا سیاسی لیڈران کا غلام یا ادارہ ہو گویا حکومت پاکستان سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔۔۔!! حالیہ دنوں میں میڈیا انڈسٹریز میں ایک بڑا نام ابھرا بول چینل جس نے اپنے ملازمین کو نہ صرف پیمرا کے اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے مراعات کیساتھ بہتر تنخواہیں فراہم کی بلکہ ایک نیا باب شروع کر دیا جس سے دیگر نجی چینلز میں بے چینی ڈور پڑی اور مالکان پریشان ہو گئے کہ انہیں بھی اپنے ملازمین کو وہ سب کچھ کرنا مجبور ہو گیا جو پیمرا کے اصول پر منحصر ہے، ہر

بڑے چینلز سے بول میں جانا ملازمین میڈیا کا مشن بن گیا ہے۔۔۔ ! ! ہونا تو یہی چاہیئے تھا کہ دیگر چینلز بھی اپنے اپنے ملازمین کو وہ تمام مراعات اور تنخواہیں فراہم کرتے جو پیمرا نے پابند کیا ہوا ہے لیکن سیاسی لیڈران ، حکمران کے مفادات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پیمرا کے اصولوں کی خلاف ورزی میں مرتکب رہے، بول کی کامیابی ہضم نہ ہوئی ممکن ہے نجی چینلز کے مالکان اس عمل کی روک تھام کیلئے کچھ کر گزریں۔پاکستان کا المیہ رہا ہے کہ یہاں پر اگر کوئی عوامی فلاحی کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے آگے اس قدر مسائل اور پیچیدگیاں پیدا کردی جاتی ہیں کہ وہ راہ فرار چاختیار کرنے پر مجبور ہوجائے ایسا ہی بول کیساتھ ہورہا ہے اب دیکھنا ہے کہ وقت کیا رنگ لائیگا۔ایک اور حیرت کی بات یہ ہے کہ میڈیا کے مختلف چینلز، اخبارات ایک دوسرے کے خلاف اس قدر ہیں کہ انہیں اپنے علاوہ دوسرا برداشت نہیں۔۔ میڈیا کے چینلز کسی نہ کسی کے آلہ کار ثابت ہورہے ہیں وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ میڈیا اپنی ذمہ داریوں سے کوسوں دور چلا جارہا ہے اگر یہی حال رہا اور مالکان نے ملازمین کی بنیادی ضروریات کا خیال نہ رکھا تو شائد میڈیا میں شدید بحران آجائے اور ناظرین پاکستانی چینلز سے اکتا جائیں ، بہتر یہی ہے کہ چینلز، اخبارات و جرائد اور ریڈیو اپنے اپنے ملازمین کیساتھ انسانی، اخلاقی اور دینی فرائض کو نبھاتے ہوئے نہ صرف پیمرا کے اصولوں پر کاربند ہوں بلکہ اپنے درمیان ہونے والی تمام غلط فہمیوں کو دور کرتے ہوئے میڈیا

انڈسٹریز کو پروان چڑھانے کیلئے اپنا اپنا مثبت کردار ادا کریں، کسی بھی ادارے کے ملازمین اثاثہ ہوتے ہیں کیونکہ یہ ملازمین مین پاور ہیں اگر مین پاور پر دھیان نہ دیا گیا تو مین پاور کمزور پڑ جائیگی ۔ بھارت میں میڈیا کی کامیابی ہی ان کے ملازمین کا صحیح حق ادا کرنے سے حاصل ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ بہت کم عرصہ میں بھارت کی میڈیا نے دنیا بھر میں اپنا مقام بنالیا ہے، بھارت ہو یا مڈل ایسٹ یا یورپ دنیا بھر کی میڈیا انڈسٹریز کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آئیگی کہ انھوں نے اپنے ملازمین کا اسقدر خیال رکھا کہ کام کرنے والے ذہنی طور پر مطمعین نظر آئے لیکن پاکستان وہ واحد ملک ہے جہاں لولی پاپ دیئے جاتے ہیں اور اپنے ملازمین کو صرف بونس اور پروموشن کے خواب دکھا کر وقت گزاری کرتے ہیں اگر یہ سلسلہ بند نہ ہوا تو ہماری فلم انڈسٹریز کی طرح میڈیا انڈسٹریز بھی تباہ حالی کا شکار ہوجائیگی اب بھی وقت ہے کہ ان معاملات پر سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے اس انڈسٹریز سے تعلق رکھنے والے ملازمین کا خیال رکھا جائے، ان کے پروموشن اور ے تنخواہ کا نظام مروج کیا جائے جس میں تعلیم اور تجربہ کو مد نظر رکھتے ہوئے پروموشن بورڈ بنایا جائے تاکہ حق تلفی کا عمل پیدا نہ ہوسکے اور پاکستان کی میڈیا انڈسٹریز دنیا بھر میں اپنا نام ، مقام پیدا کرسکے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حکومت وقت کو اس جانب بغیر کسی خوف وخطر تمام مالکان میڈیا کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنے اپنے اداروں کی بہتر بنانے کیلئے اپنے ملازمین کیساتھ انسا برتے ہوئے

پروموشن، بونس اور دیگر مراعات کو یقینی بنائیں اگر کوئی میڈیا ادارہ ایسا نہ کرے تو اس کا نہ صرف لائسنس ضبط کرلیا جائے بلکہ اس کے خلاف قانونی چارہ گوئی کرتے ہوئے اسے بلیک لسٹ کردیا جائے۔۔۔ دیکھا یہ بھی گیا ہے کہ کچھ کالا دھن کرنے والے لوگوں نے چھوٹے چینل لاؤنچ کیئے ہیں تاکہ اپنے بلیک منی کو وائٹ کرسکیں جب پیمرا از سر نو تحقیات کریگا تو اُیسے ایسے مالکان ضرور ملیں گے، میڈیا انڈسٹرینز پاکستان کے چہرے کو دنیا بھر میں دکھاتا ہے یہ بہت اہمیت کا حامل انڈسٹری ہے اس پر توجہ دینا پاکستان کی سالمیت کے برابر ہے، امید ہے کہ پیمرا کیساتھ ساتھ سپریم کورٹ بھی پاکستان کی میڈیا انڈسٹرینز پر توجہ دیتے ہوئے انہیں قانون اور پیمرا کے ضوابط پر ضرور پابند کریگا۔ میڈیا سے تعلق رکھنے والے ملازمین پیمرا اور سپریم کورٹ سے بہت پر امید ہیں امید ہے کہ یہ دونوں مقدس ادارے ان ملازمین کو ہرگز مایوس نہیں کریں گے آمین۔، پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔۔۔

ہمارا الیکٹرونک میڈیا۔۔!!

تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دین اسلام کے پیغام کو پھیلانے سے قبل اپنے عمل سے چالیس سال تک ثابت رکھا کہ محبت، پیار، اخلاق، تہذیب، ادب، رحم، نرمی، مہذب، سلیقہ مندی، انصاف، عدل، بھائی چارگی، اخوت، اتحاد، یقین، اعتماد، اطمینان، صبر، شکر اپنا کر حقیقت میں انسانیت کا درس دیا۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کی جان کے دشمن بھی آپ کو صادق، امین کے لقب سے پکارتے تھے اور آپ سے زیادہ کسی پر یقین نہیں رکھتے تھے۔۔ یہ وہ عوامل تھے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے دین اسلام کے پیغام کو پھیلانے سے قبل اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی کے اعمال سے ظاہر کیا۔ تاکہ دین اسلام کی اصل رو جاہل ترین لوگ بھی سمجھ سکیں۔۔ دین اسلام تا قیامت کیلئے آیا ہے اور ہر دور میں اس کے اصول ہمیشہ عمل کیلئے رہیں گے اور اسی میں ہی فلاح ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ہر قوم و فعل قرآن ہے اور اللہ کا حکم بھی۔۔۔ دور حاضر میں الیکٹرونک میڈیا نے اسلام کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے، دینی پروگرام کی میزبانی شوبزنس سے تعلق رکھنے والی شخصیات، صحافتی شخصیات یا پھر معاشرتی شخصیات ہوتی ہیں جنہیں دین اسلام کی باریکیوں کت متعلق یا پھر یوں کہ لیجئے کہ دین اسلام کی اساس کا علم نہیں اور غلط سلط مفروضے کیساتھ باتیں دین اسلام کے ساتھ

جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں جو نہ صرف دین اسلام کا مذاق کے مترادف ہیں بلکہ دائرہ اسلام سے خارج بھی۔۔۔ پی ٹی وی سے لیکر تمام نجی چینل پیمرا اور آئین کے مطابق اس بات کے پابند ہیں کہ دینی پروگرام کی نظامت یا میزبانی مفتی یا عالم دین مستند درس نظامی کا حامل ہو کیونکہ اس سے کم تعلیم یافتہ لوگوں کو گمراہ کر سکتے ہیں اور ہونا بھی یہی چاہیئے کہ علما دین، مفتیان کرام، مشائخ و پیر عظام الیکٹرونک میڈیا اور حکومت کو پابند کریں کہ نچکیئے، بہروپیئے، مزاحیئے، متنازہ شخصیت کو دینی پروگرام بلخصوص رمضان المبارک اسپیشل ٹرانسمیشن پر سخت پابندی لگانی چاہیئے، مالکان نجی چینل ان حضرات کو اپنی زیادہ مقبولیت، چینل کی ریٹنگ کی خاطر وہ تمام مالکان بھول جاتے ہیں کہ ان کے مداری اینکرز مذہبی پروگرام کا کیا حال کر رہے ہیں گویا مذہب اسلام کا مذاق اڑانے کے مترادف ہو ! ! تمام پاکستانیوں کی بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ تحائف کی لالچ میں اُن مداری اینکرز کی حوصلہ افزائی نہ کریں جنہیں دین اسلام کا کچھ علم نہیں ! ! کچھ تو ایسے بھی اینکرز ہیں جو اپنے آپ کو افلاطون سمجھتے ہوئے گستاخیاں کرتے ہوئے نہیں ڈرتے ! ! غلطی در غلطی پھر معافی در معافی ! ! کیا دین اسلام سے متعلق پروگراموں کی نظامت یا میزبانی ان جیسے لوگوں کی قید ہے ؟؟ لیکن ہمارے کہنے سے کیا یہ سلسلہ بند ہو جائیگا شائد ہر گز نہیں ! ! ہاں ایک بات ضرورہ کہ ہم نے اپنا حق ادا کر دیا اب علما دین، مفتیان کرام، مشائخ و پیر عظام اور حکومت کا فرض ہے

کہ وہ اس بارے مین سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے ایک سخت قانون بنایا جائے اور اگر قانون ہے تو اس پر پابند کیا جائے بصورت تمام ذمہ داروان نہ صرف گنہگار ہونگے بلکہ روز قیامت وہ اس سخت گرفت میں ہونگے۔چینل میں بیٹھنے والے تمام علما دین، مفتیان کرام، مشائخ و پیر عظام نے کبھی بھی مسالک کے خلاف اور دین اسلام کے حق میں بات کی کہ دین اسلام کی اسل رو، اصل اساس، اصل بینا د کو قائم رکھ کر دین کی خدمات کا بڑھادیا جائے بلکہ دیکھا تو یہ گیا ہے کہ ہر فرقہ کا عالم اپنے اپنے فرقہ کی حمایت اور دفاع میں بیانات سے باز نہیں آتا،، جب ارض و سماں اللہ کی حاکمیت میں ہے اور رسول کی رحمت تمام جہاں میں شامل ہے تو پھر مساجد جدہ جدہ کیوں؟ طریقہ عبادات مختلف کیوں؟؟ اختلاف کی عبارت کیوں؟ کیا یہی دین اسلام تھا جو نبی کرایم ﷺ نے نبی نوع انسان کو دیا!! پھر جہاد کے نام پر صرف مسلمان کا وحشانہ قتل،،سر،سریت اور شیطانیت کو جہاد کا نام دیکر دین اسلام کا مذاق نہیں تو کیا ہے؟؟ کیا مولا پاک حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ،خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ، طارق بن زیاد، شمس الدین التمش، تیمور لنک، ٹیپو سلطان، حیدر علی جیسے سپہ سالاروں نے جہاد کس طرح کیا؟؟ یاد رکھیئے آپ ﷺ نے جہاد کا طریقہ واضع کیا ہے جہاد میں عورتوں، بوڑھوں، بچوں کا قتل حرام قرار دیا ہے، جو ہتھیار ڈال دیں انہیں بھی قتل کرنے سے منع فرمایا گیا لیکن دور حاضر میں دین اسلام کے ٹھیکیدار جو بڑی بڑی ڈاڑھی رکھ کر اونچی شلواریں، نیچی قمیض پہن کر خود کو اللہ والا

سمجھتے ہیں ، اللہ والا بننے کیلئے نہ لباس کی شرط ہے نہ روپ کی ،اللہ والا بننے کیلئے حب رسول ﷺ کوٹ کوٹ کر بھرا ہونا شرط ہے اور جو حب ﷺ رکھتا ہے وہ نبی کریم ﷺ کے اعمال حسنہ کی تمام پیروی کا پابند بھی شرط ہے تو ایسا شخص عاشق رسول کہلاتا ہے وہ کبھی بھی ظلم اور بربریت نہیں کر سکتا بلکہ خود پر ظلم سہ سکتا ہے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ الیکٹرونک میڈیا کے ذریعے اگر دین اسلام کے پروگرام یا مذہبی تہوار پر ایونٹ کرنا مقصود ہی ہو تو لازم ہے کہ علما دین، مفتیان کرام، مشائخ و پیر عظام سے پروگرام کی میزبانی کرائی جائے اور مہمان بھی انہیں بنایا جائے تاکہ نہ صرف پروگرام کی اہمیت برقرار رہے بلکہ دین کی فکر و سوچ کا صحیح حق ادا ہوسکے، امید ہے کہ شائد مجھ ادنی صحافی کی یہ درخواست علما دین، مفتیان کرام، مشائخ و پیر عظام کیساتھ ایوانوں میں بیٹھنے والوں کے کانوں تک پہنچ جائے اور پاکستان کا میڈیا صحیح معنوں میں مذہبی پروگرام کو پیش کرنے کا اعادہ کرے، اللہ پاکستان کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے آمین ثما آمین۔

سیاسی عسکری ونگ کا خاتمہ سب کے ساتھ یکساں کرنا ہوگا۔۔

قیام پاکستان کے وقت صرف ایک جماعت تھی جس نے پاکستان کے وجود کیلئے حقیقی طور پر سچائی اور حکمت کے راستے پر چلتے ہوئے آزادی کی تحریک شروع کی اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔۔برطانوی حکومت نے جاتے جاتے کئے ایسے زہریلے مواد پھینکے جن کی صفائی کیلئے آج تک پاک بھارت میں جنگی ماحول رہتا ہے، ان میں مقبوضہ کشمیر ہے۔ قائد اعظم محمد علی جناح نے قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی تعمیر وترقی کیلئے تمام تر توجہ صرف کردی تھی، یہی حال قائد اعظم محمد علی جناح کے جانشین نواب لیاقت علی خان نے بھی قائد کے پاکستان کو بہتر بنانے کیلئے آگے بڑھ کر کام کیئے تو دشمنان پاکستان بھارت کو گوارا نہ ہوااور اس نے اس وقت بھی پاکستان کے میر جعفر، میر صادق جیسے لوگون کی مدد سے نواب لیاقت علی خان کو شہید کروادیا تھا، پھر جیسے دشمنوں کو مکمل راہ ہموار نظر آئی اور اس نے اس زمانے میں بھی اپنے حامی لوگون کے ذریعے پاکستان مین انکار کی پھیلانے کی کوشش کی، تب سے اب تک کوئی ایسا سیاسی لیڈر نہ گزرا کہ جسے ہم کہ سکیں کہ یہ واحد سیاسی لیدر ہے جو پاکستانی عوام اور پاکستان کا نہ صرف مخلص ہے بلکہ اس وطن کیلئے اپنا تن من دھن قربان کرسکتا ہے۔ یہ بات میں اس لیئے کہ رہا ہوں کہ سن اکہتر کی جنگ کے بعد سے جب مغربی پاکستان، مشرقی پاکستان سے جدا ہوکر

ایک ایگٹ ریاست بن کر سامنے آیا تب سے آج تک یہ قوم حقیقی، سچے، مخلص، ایماندار سیاسی لیڈر کے منتظر رہے ہیں، بھٹو کی پارٹی پی پی پی، مسلم لیگ کے کئی دھڑے، مذہبی سیاسی پارٹیاں، لسانی سیاسی پارٹیاں گو کہ ہر طبقہ، ہر نسل، ہر مذہب، ہر مسلک، ہر فقہ کی سیاسی جماعتوں نے نہ صرف لوٹ گھسوٹ کی بلکہ منافقت کے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے، سیاسی جماعتون کے لیڈران اور عہدیاران کوئی نشے میں دھت، تو کوئی کرپشن میں مگن، کوئی ظلم و بربریت اندھے، تو کوئی موقع پرستی بیں پاگل، کوئی نفرت و عناد میں ڈوبے رہے ہیں۔ حد تو یہ ہو گئی کہ بُری جمہوریتی نظام سے ادارے بھی نہ بچ سکے، وفاق ہو یا صوبائی یا پھر سٹی گورنمنٹ تمام کے تمام رشور، بدعنوانی، کرپشن، لاقانونیت کی بھینٹ چڑھ گئے اور پاکستان مین یہ تمام برائیاں اس قدر پوست ہو گئیں کہ نہ انتظامیہ اور عدلیہ کے نظام کو مفلوج کر ڈالا۔ پولیس تفتیشی عمل میں بے ایمانی کرتی ہے اور عدالت کو گمراہ کرنے کیلئے کیس کو انتہائی کمزور پیش کیا جاتا ہے جس سے ہمیشہ مجرم با عزت بری ہو جاتا ہے۔ پاکستان فوج ایک ایسا ادارہ رہ گیا ہے جس مین نظم و ضبط اور قانون کی پاسداری دیکھی جا سکتی ہے، مانا کہ کینٹونمنٹ مین پاکستان کے قوانین پر عمل ہے کیا ہماری افواج سول سوسائٹی ہیں یہی نظام رائج نہیں کرا سکتی؟؟ یہ بھی حقیقت ہے کہ افواج پاکستان بہت مضبوط ہے کیا اس مضبوطی سے سول سوسائٹی کو فائدہ حاصل نہیں کرایا جا سکتا؟؟ ریاست پاکستان کی سیاسی جماعتوں کو درست کرنے کیلئے ایک نگاہ اور یکساں احتسابی عمل سے

گزارنا ہوگا کسی ایک کو ہی اگر پکڑ کر نشانہ بنایا گیا تو یہ نہ صرف نا انصافی ہوگی بلکہ احتسابی عمل مثبت نتیجہ خیز نہ ہوگا، حکومت وقت کیو ایم کیو کے عسکری ونگ کے خاتمے کیلئے آپریشن کلین اپ کر رہی ہے ممکن ہے اس سے خود ایم کیو ایم کو فائدہ بھی پہنچے لیکن یہ عمل جب تک دیگر سیاسی جماعتون کے ساتھ بر وقت نہ ہوگا تو اس سے ظاہر ہو جائیگا کہ سیاسی نشانہ بنایا گیا ہے، خدارا ہماری افواج کو اپنے ذاتی مقاصد کیلئے استعمال نہ کریں بلکہ افواج پاکستان کو آزادانہ عمل کرنے کیلئے راہوں میں رکاوٹ نہ بنیں۔ پی پی پی، پی ایم ایل این، اے این پی، جماعت اسلامی اور پی ٹی آئی سیاسی جماعتوں کا بھی جلد از جلد آپریشن کیا جانا چاہیئے اس کے علاوہ ملکی دولت کو لوٹ گھسوٹنے والے سیاسی جماعتون کے لیڈران و عہدیداران کا بھی جلد از جلد احتساب کرنا چاہیئے۔ ان تمام آپریشن کلین اپ کی سربراہی کسی سیاسی رہنما کو ہر گز نہیں سونپنا چاہیئے کیونکہ اس سے انصاف ممکن نہیں ہوسکے گا، وزیر اعلیٰ سندھ قائم علی شاہ کو کراچی سمیت سندھ بھر مین جرائم کے خاتمے کیلئے سربراہ مقرر کرنے سے پی پی پی کے عسکری ونگ کا کیا خاتمہ ممکن ہوسکے گا؟؟ سب سے پہلے پاکستان پھر کوئی سیاسی جماعت یا لیڈر!! اگر اسی نقطہ نظر پر کام کیا گیا تو ممکن ہے پی پی پی، جماعت اسلامی، اے این پی کے عسکری ونگ کا خاتمہ ہوسکے گا اور پھر سندھ میں سیاسی جماعتیں سیاسی جماعت بن کر کام کر سکین گی۔ یہی عمل پنجاب، کے پی کے اور بلوچستان مین بھی جاری کیا جانا

چاہیئے تاکہ مکمل پاکستان دشمنان پاکستان کے حواریوں، آلہ کاروں اور جاسوسوں سے پاک ہوجائے۔۔پاکستان کا نظام ریاست کو درست کرکے کرپشن، بدعنوانی، نا انصافی، اقربہ پروری، سے پاک کرکے جدید خطوط پر جب تک استور نہ کیا جائیگا اس وقت تک نہ موٹروے کام آسکے گا اور نہ گرین بسیں۔ترقی ہمیشہ نظام کی بہتری سے ہوتی ہے، جب نظام درست ہوگا تو ملکی خذانہ بھی نہیں لوٹا جاسکے گا اور نہ ہی مجرم جرم کرکے آزاد رہ سکے گا کیونکہ پھر ہر شعبہ، ہر ادارہ، ہر محکمہ قبلہ رخ کی طرح درست ہوجائیگا ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ چند سالوں قبل جب چین نے ترقی کرنے کا عزم کیا تو تمام تر برائیاں ختم کیں، آج چین میں رشوت لینے اور دینے پر سزا موت ہے جبکہ اسلام واحد مذہب ہے جس نے روشن راہ دکھائی ہے اور ہم ہیں کہ اندھیرے میں از خود گرے جارہے ہیں، تعصب، نفرت، لسانیت، بغض، عنادکے زہر سے تمام پاکستانیوں کو نکلنا ہوگا اور ایک دوسرے کے حق کا لحاظ رکھتے ہوئے مساوات کا عمل پیدا کرنا ہوگابصورت اگر ہم نے ایسا نہ کای تو دشمن ہم پر غالب ہوجائیگا۔ اللہ پاکستان کی ہمیشہ حفاظت فرمائے آمین ثما آمین۔ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔۔۔

بھارت میں اسلامی تہواروں پر انتہا پسند ہندوؤں کا ظلم

اڑسٹھ سال سے زائد کا عرصہ بیت گیا مگر بھارت کو پاکستان کا وجود برداشت نہیں، اپنی نفرت، عصبیت، غم و غصہ، برترین ذہنیت کی عکاسی آج بھی بھارت میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں پر ظلم و بربریت کرکے اپنی نفسانی شیطانی تسکین حاصل کرکے دنیا کو بتانا چاہتے ہیں کہ وہ کس قدر انسان دشمن ہیں۔ حالیہ دنوں میں بھارت میں گائے نہیں لیکن مسلمانوں کی قربانی جائز قرار دی گئی، نریندر مودی نے بھارت کو جہنم بنادیا ہے، بھارت میں مسلمانوں کو گائے کی قربانی سے روک دیا گیا جبکہ انتہا پسند ہندوؤں کو مسلمانوں کی گردن پر چھری چلانے کی آزادی دیدی گئی، بھارتی مسلمان گائے کا گوشت تناول نہیں کر سکتے مگر مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنا شائد ہندوؤں کا آئینی حق ہے، بھارت میں مسلمانوں کو مذہبی رسومات کی ادائیگی سے روکنا اور ان کا بہیمانہ قتل عام عالمی ضمیر اور انسانیت کیلئے ایک چیلنج ہے، آج بھی بھارتی گجرات کے مسلمان شہدا کا لہو نریندر مودی کی آستین سے ٹپک رہا ہے، نریندر مودی کے پر تشدد، انتہا پسندانہ اور متعصبانہ طرز حکومت نے بھارت کو مسلمانوں سمیت اقلیتوں کیلئے جہنم سے بدتر بنادیا ہے، ان کی جان، آبرو اور ان کے بنیادی حقوق تک محفوظ نہیں۔ بھارتی جنونی ہندوؤں نے اترپردیش کے گاؤں بسارا میں مسلمان خاندان پر سنگ باری کرتے ہوئے

باپ

محمد اخلاق کو شہید کر دیا جبکہ بیٹے دانش کو شدید زخمی کیا۔ بھارت میں معصوم مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارنے والے درندوں کو اعلیٰ سرکاری عہدوں سے نوازا جاتا ہے۔ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی اس کی زندہ مثال ہیں۔ نریندر مودی کے مائنڈ سیٹ نے بھارت کا شیراہ بکھیر دیا ہے، کشمیریوں سمیت بھارتی مسلمانوں کی قربانی اور اقلیتوں کی بے چینی کا نتیجہ ضرور نکلے گا۔ بھارت کی جارحیت خود اس کی سالمیت کیلئے خطرہ بن گئی ہے، مودی سرکار خون بہانے کیلئے جنون قابل مزمت اور قابل نفرت ہے، مقتدر قوتوں اور انسانی حقوق کی نمائندہ تنظیموں کو بھارت میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور اقلیتوں کی نسل کشی کے سدباب کیلئے اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا بصورت ہندو انتہا پسند جنونی مودی سرکار کی غلطیوں کے سبب خطے میں بے امنی اور جنگ کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس سے ممکن ہے ایٹمی جنگ بھی چھڑ جائے، بھارت کی بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ وہ ایٹم اور اپنے حواریوں کے سبب سبقت حاصل کرلے گا بھارت کو یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ پاکستان الحمد للہ خود ہی اس قابل ہے کہ وہ بھارت کو منہ توڑ جواب دے سکتا ہے۔ بھارت نے برما میں کمزور نہتے مسلمانوں کو برمی انتہا پسند کے ذریعے قتل و بربریت کی رقم تاریخ کی ہے وہ تاریخ انشااللہ پاکستان پر نہیں چل سکتی کہیں ایسا نہ ہو کہ بھارت اپنی جنونی کیفیات کے سبب خود ایک بدترین تاریخ نہ بن جائے۔ الحمد للہ پاکستان میں مسلمان جنگ جہاد کی نیت سے کریں گے اور اللہ اور اس کے

حبیب کی خوشنودگی کیلئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کریں گے ۔ بھارت اچھی طرح جانتا ہے کہ اس نے کئی صدیوں سے پاکستان کے اندروں حالات میں مداخلت کرکے کمزور کرنے کی کوششیں مگر شکر ہے اللہ نے ہماری قوم اور افواج پاکستان کو متحد رکھا اور قوم کے اعتماد کیساتھ پاک فوج نے وقتاً فوقتاً کئی آپریشن کرکے بھارتی خفیہ ایجنسی را کے تمام عزائم خاک میں مٹا دیئے ہیں، را کیساتھ موساد، سی آئی اے اور ایم سکس بھی شامل رہی ہیں لیکن ان سب کے جوڑ کے باوجود اللہ نے پاکستان کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ ہماری پاک فوج کے ذریعے بھارتی اور دیگر پاکستان دشمن خفیہ ایجنسی کے سہولت کاروں، معاونین کو بھی گرفت میں لے آئے ہیں۔ یہاں پاکستانی قوم پاک فوج اور اس کے ذیلی اداروں سے امید رکھتی ہے کہ ملک دشمن اور دشمن کا سہولت کار کوئی بھی ہو کسی طور رعایت نہ برتی جائے اگر ایسا کیا گیا تو ملک و قوم کیلئے بہت برا ہوگا۔ مہاجر، سندھی، پنجابی، پٹھان، بلوچی یا اور کوئی دیگر قوم پاکستان دشمن خفیہ ایجنسیوں یا کرپشن و بدعنوانیوں میں ملوث پائے گئے تو سب کے ساتھ یکساں سلوک کیا جانا چاہیئے تاکہ صرف پاکستانی شناخت ہی رہے، ہماری قوم اسی امید پر زندہ ہے کہ اب اداروں کی کرپشن، بدعنوانیاں، لاقانیت خاتمہ یقینی ہوگا اور غدار وطن کیساتھ کسی بھی قسم کی رعایت نہ کی جائے گی۔ آئین کی پاسداری کرتے ہوئے سیاستدان، بیوروکریٹس کے جرائم ثابت ہونے پر سخت سے سخت سزا دی جائے تاکہ پاکستان پاک ہوسکے۔ ہم بھارت یا کسی بھی پاک دشمن خفیہ ایجنسی کا

مقابلہ اس وقت تک نہیں کر سکتے جب تک کہ ایوانوں، سیاستدانوں اور بیوروکریٹس سے کرپشن، بدعنوانیاں لوگوں کا جڑ سے خاتمہ نہ کریں ،اللہ پاکستان کی قوم اور اداروں کے سربراہوں کو نیک ایماندار منتخب کرے آمین ثما آمین۔ پاکستان زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔